تفسیر بر کتاب

رسولوں کے اعمال

مؤلفہ

پادری ٹی۔ واکر صاحب ایم۔ اے

ایس۔ پی۔ سی۔ کے
انارکلی لاہور

باردوم | ۱۹۵۹ء | تعداد ۱۰۰۰

اور ایک ... مقیم تھا - (لوقا ۱: ۳ - اعمال ۱: ۱) اور اس دوسری
جلد یعنی کتاب کی طرف صاف اشارہ ہے - اور انجیل کی آخری
تکمیل پائی جاتی ہے ۔

(ب) طرز تحریر یکساں ہے - ان دونوں کتابوں کا طرز تحریر بہت
... ہے - اس مصنف کی یونانی بہت اعلیٰ درجہ کی ہے - اس نے تقریباً
... سو الفاظ ایسے استعمال کئے ہیں جو نئے عہدنامہ میں اور کسی جگہ پائے نہیں
جاتے - ان میں سے تقریباً ساڑھے چار سو اعمال کی کتاب میں آئے ہیں بعض
جملے اور محاورے بھی ایسے آئے ہیں جو نئے عہدنامہ کے کسی دوسرے مصنف نے
استعمال نہیں کئے - برعکس اسکے ان دونو کتابوں میں بہت سے الفاظ اور محاورے و جملے
ایک ہی جیسے ہیں جسکو دیکھ کر سرسری پڑھنے والا بھی یہ مان لیگا کہ یہ دونو کتابیں
ایک ہی مصنف کی قلم سے نکلی ہیں

(ج) سیرت اور خاصہ ایک ہی ہے - ان دونو کتابوں میں حیرت
ابتدائی باتوں کی تاریخ پائی جاتی ہے - انجیل میں ہمارے خداوند کے زمینی کام
ابتدا - اعمال میں ہمارے خداوند کے اس کام کی ابتدا جو اس نے آسمان پر جا
شروع کیا - ان دونوں کتابوں میں مصنف کی انسانی ہمدردی بہت نمودار
ہے - اسے بہت شوق ہے کہ شفا کے معجزوں محبت و رحم کے کاموں کا ذکر
کرے - اور ایسی محبت اخلاص اور جانفشانی کا بیان کرے جو انسان کے دل
پر اثر کرے - دونوں میں خدا کی عالمگیری کا ذکر ہے - اور یہ جتایا گیا ہے کہ خدا سارے
نوع انسان کی نجات چاہتا ہے دونوں میں عورتوں کی خدمت
کا خاص لحاظ کیا گیا ہے - دعا کا بھی بہت ذکر ہے - فرشتوں
کے نمودار ہونے کا خاص لحاظ کیا گیا ہے - خوشی پر زور دیا گیا ہے
اور طبی اصطلاحیں بھی پائی جاتی ہیں - ان ساری باتوں سے
بخوبی ثابت ہے کہ ان دونو کا مصنف ایک ہی شخص

(۲) - یہ مصنف پولوس کا رفیق تھا ۔

(الف) اعمال کی کتاب کے بعض حصے صیغہ جمع متکلم کے ساتھ بیان
ہوئے ہیں (اعمال ۱۶: ۱۰ سے ۱۷ + ۲۰: ۵ سے ۱۵ + ۲۱: ۱ سے ۱۸ + ۲۷: ۱ سے
۲۸: ۱۶) ان مقامات سے بخوبی ثابت ہے کہ مصنف مقدس پولوس کے
ساتھ طرآدس اور فلپی میں موجود تھا - اور پھر کچھ عرصہ کے بعد فلپی سے
اس کے ہمراہ یروشلم تک گیا - اور جب قیصریہ سے سوار ہوکر جہاز
کی راہ روم کو گیا تو اس وقت بھی مصنف پولوس کے ہمراہ تھا جب بمقام
ملیتس افسس کے بزرگوں سے مقدس پولوس مخاطب ہوا تو یہ مصنف حاضر تھا - یروشلم اور
قیصریہ کی اسیری کے وقت بھی یہ مصنف مقدس پولوس کے نزدیک
تھا - اگرچہ صیغہ متکلم کے استعمال کی پھر ضرورت نہ رہی ۔

(ب) مذکورہ بالا مقامات کا تحریر کرنے والا باقی کتاب کا بھی مصنف
ہوگا - کیونکہ طرز تحریر ایک ہی ہے - الفاظ جملے اور محاورے ساری
کتاب میں ایک ہی جیسے ہیں - پروفیسر ہارنک کی کتاب "لوقا طبیب"
میں تقریباً ستر الفاظ اور جملے مذکور ہیں جو مذکورہ بالا "ضمیر ہم" کے
مقامات اور باقی کتاب میں پائے جاتے ہیں - لیکن چاروں انجیلوں میں
ان کا نام ونشان نہیں - الغرض اس میں کچھ کلام نہیں - کہ اعمال کی ساری
کتاب ایک ہی مصنف کی تصنیف ہے - اور کہ مصنف پولوس کا رفیق تھا ۔

(ج) تیسری انجیل اور اعمال کی کتاب میں پولوس کا رنگ ڈھنگ بھی
جھلک مارتا ہے - ان دونوں کی دینی تعلیم غیر قوموں کے رسولوں کی تعلیم
سے ملتی ہے - الفاظ اور جملوں میں بھی مشابہت اور مطابقت ہے -
بہت سے محاورات ایسے ملیں گے جو صرف پولوس رسول اور اس مصنف
نے استعمال کئے ہیں اور کسی نے نہیں - یہ امور ان دونوں شخصوں کی
شخصی موانست اور رفاقت پر دال ہیں ۔

(۳) یہ مصنف لوقا کے سوا کوئی دوسرا شخص نہیں ہو سکتا۔ مقدس پولس کے رفیقوں میں سے کسی اور پر وہ ساری شرائط عائد نہیں ہو سکتیں۔ اعمال ۲۰: ۵ و ۶ سے ظاہر ہے کہ یہ مصنف تیمتھیس نہ ہوگا۔ اعمال ۱۵: ۲۲ سیلاس کو اس دائرہ سے نکال دیتا ہے۔ اعمال ۱۵: ۱ سے ۳۰ کا مقابلہ گلتیوں ۲: ۱ سے ۳ تک کے ساتھ کرنے سے ططس بھی اس کتاب کا مصنف نہیں ہو سکتا۔ بلکہ کافی شہادت اس امر کی ہے کہ لوقا ہی مصنف تھا اور روایت بھی اس امر کی مصدق ہے۔

(الف) مقدس لوقا پولس رسول کا خاص رفیق تھا۔ پولس کی پہلی اسیری کے وقت وہ اس کے ساتھ روم میں تھا (کلسیوں ۴: ۱۴ و فلیمون ۲۴) اور گمان یہی ہے کہ وہ اس کے ہمراہ وہاں تک گیا تھا۔ پولس نے محبت سے اس کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ اس کو "پیارا طبیب" کہا ہے۔ اس رفاقت میں اس کی وفاداری بھی پایۂ ثبوت تک پہنچ گئی (۲ تمطاؤس ۴: ۱۱) ایک نازک وقت میں باقی سب دوست اس کو چھوڑ گئے تھے گو قطعی طور سے کتاب مقدس سے ہم یہ ثابت نہ کرسکیں کہ پولس کی رومی قید سے پیشتر بھی لوقا اس کے ہمراہ تھا تو بھی بہت بڑا گمان اسی کی تائید کر رہا ہے۔

(ب) مقدس لوقا غیر قوم تھا اور یہودی قوم سے نہ تھا چنانچہ کلسیوں ۴: ۱۱ میں وہ اہل ختنہ سے علیحدہ کیا گیا ہے۔ اس کی سیرت اور مزاج بھی اسے غیر قوم ثابت کرتی ہے۔ یورپ کے جغرافیہ اور پولیٹیکل حالات سے وہ اس قدر واقف ہے کہ کسی یہودی کو مشکل سے ایسا علم ہو۔ لیکن فلسطین کے جغرافیہ سے ایسی اعلیٰ واقفیت اس کو حاصل نہ تھی۔

(ج) لوقا بلحاظ پیشہ کے طبیب تھا دیکھو کلسیوں ۴: ۱۴ پیارے

انجیل اور اعمال کے مصنف نے بیماریوں کا ذکر بہت احتیاط سے کیا ہے۔ مثلاً لوقا ۸: ۴۳ + ۱۳: ۱۱ سے ۱۳ + اعمال ۳: ۱ سے ۸ + ۹: ۳۳؛ ۱۴: ۸ + ۲۸: ۸ سے ۹) اور بعض ایسی طبی اصطلاحیں استعمال کی ہیں جو یونانی طبی کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً "بڑی تپ چڑھی ہوئی تھی" لوقا ۴: ۳۸ - جو مفلوج تھا - (لوقا ۵: ۱۸ و ۲۴ + اعمال ۸: ۷ + ۹: ۳۳) "جلندھر" (لوقا ۱۴: ۲) - "خمار" (لوقا ۲۱: ۳۴ - یعنی سر دردی جو نشہ کی حالت میں ہو جاتی ہے "اس کے پاؤں اور ٹخنے مضبوط ہو گئے" (اعمال ۳: ۷) "کہر اور اندھیرا اس پر چھا گیا" (اعمال ۱۳: ۱۱) بخار اور پیچش (اعمال ۲۸: ۸) یہ سب طبی اصطلاحیں تھیں اس شہادت سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ مقدس لوقا ہی رسولوں کے اعمال کا مصنف تھا اور کوئی دوسرا نہیں۔

(۲) بیرونی شہادت۔ اسکا مختصر بیان بھی کافی ہوگا۔

روم کے کلیمنٹ (پہلی صدی کے آخر میں) نے اعمال ۲۰: ۳۵ کی طرف اشارہ کیا ہے اور پولیکارپ نے (دوسری صدی کے شروع میں) اپنے خط میں اعمال ۲: ۲۴ کا حوالہ دیا ہے۔

ڈایوگنیٹس کے نام کے خط میں (۱۱۷ء کے قریب) ایک مقام پایا جاتا ہے جو اعمال ۱۷: ۲۴ سے بہت مشابہ ہے۔

جسٹن شہید نے (دوسری صدی کے وسط کے قریب) بعض باتوں کا ذکر کیا ہے جو صرف اعمال کی کتاب میں پائی جاتی ہیں۔ اور ۷: ۲۳ کی طرف اشارہ ہے۔

لیونس اور وی این کی کلیسیاؤں کی طرف کے خط میں (۱۷۷ء کے قریب) مقدس ستفنس کی شہادت کا ذکر ہے اور اعمال ۷: ۶۰ کے الفاظ کا اقتباس ہے "اے خداوند یہ گناہ ان کے ذمہ نہ لگا"۔

مراتوری کینن (دوسری صدی کے آخر میں) رسولوں کے

اعمال کا ذکر ہے کہ مقدس لوقا نے سارے رسولوں کے وہ اعمال لکھے جنکا اُسے پتا لگا +

آئرینیوس (۱۸۰ء کے قریب) کی تصنیفات میں اس کتاب کی طرف بہت اشارے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے اس کتاب کا خوب مطالعہ کیا تھا۔ آئرینیوس کے زمانہ سے لے کر کلیسیائی بزرگوں نے اس کتاب سے بہت اقتباسات کئے اور اس پر تفسیریں لکھیں۔

الغرض شہادت کا سلسلہ ہم کو دوسری صدی کے وسط تک پہنچا دیتا ہے یا یہ کہو کہ پہلی صدی کے آخر تک۔ ابتدائی کلیسیا نے رسولوں کے اعمال کو مستند کتاب مانا اور اُسے پیارے طبیب لوقا کی تصنیف تسلیم کیا +

فصل دوم

لوقا طبیب

یہ نام لوقا یا لوقس نئے عہد نامہ کے زمانہ سے پیشتر بھی مروج تھا۔ غالباً یہ لفظ لوکینس کا مخفف ہے۔ مقدس لوقا کا نام تین دفعہ نئے عہد نامہ میں آیا ہے (کلسیوں ۴: ۱۴ + فلیمون ۲۴ + ۲ تمطاؤس ۴: ۱۱) + ایک لوقیوس کا ذکر رومیوں ۱۶: ۲۱ میں آیا ہے جو پولوس رسول کا رشتہ دار تھا اور یہودی نسل سے۔ اس لئے وہ دوسرا شخص تھا۔ اسی طرح سیلاس اور سلوانس سے بھی اس کو امتیاز کریں (اعمال ۱۵: ۲۲) اور نہ یہ شخص اعمال ۱۳: ۱ کا لوقیوس ہو سکتا ہے۔ کیونکہ لوقیوس کا مخفف لوقا کبھی نہیں آیا۔ مذکورہ بالا بیان سے بخوبی ثابت ہو گیا ہے کہ تیسری انجیل اور رسولوں کے اعمال کا مصنف مقدس لوقا ہی تھا

پہلے پہل اعمال ۱۶: ۱۰ میں بمقام طرواس مقدس پولوس کی رفاقت میں

اس کے دوسرے مشنری سفر کے وقت ذکر آیا ہے۔ اور پولوس کی خاص بیماری (۲ قرنتی ۱۲: ۷ + گلتیوں ۴: ۱۳ و ۱۴) کے حملہ کے وقت وہ اُس کے ساتھ ہو لیا ہوگا۔ شاید اسی بیماری کی وجہ سے کچھ عرصہ تک پولوس گلاتیہ میں رُکا رہا۔ اور اسی جگہ مقدس لوقا کی ملاقات مقدس پولوس سے ہوئی اور اس وقت سے لے کر وہ برابر اُس کے ساتھ رہا تاکہ اپنی طبابت کے ذریعہ اُس کی مدد کرتا رہے۔ اور شاید یہی وجہ ہے کہ مقدس پولوس نے اس کو لوقا پیارا طبیب کہا (کلسیوں ۴: ۱۴) اس مشفقت طبی مدد کے لئے پولوس اُس کا بہت مشکور معلوم ہوتا ہے۔ بہر حال مقدس لوقا فلپی تک اُس کے ہمراہ گیا (۵۰ء کے اختتام کے قریب) (اعمال ۱۶: ۱۱ سے ۱۸) پھر کچھ عرصہ تک اُسکا کچھ ذکر نہیں آیا۔ مقدس پولوس نے تسلونیکیہ بیریا۔ آتھنی۔ قرنطس اور افسس وغیرہ میں دورہ کیا (اعمال ۱۷: ۱ سے ۱۹: ۴۱) لیکن لوقا کا ذکر نہیں۔ پھر اعمال ۲۰: ۵ میں اُس کا ذکر آیا ہے موسم بہار ۵۸ء میں مقدس پولوس فلپی کو گیا۔ وہاں لوقا بھی اُس کے ہمراہ موجود تھا۔ وہاں سے وہ اُس کے ہمراہ میلیتس کو گیا (اعمال ۲۰: ۶ سے ۱۶) اور یہ بھی اچھی طرح ظاہر ہے کہ جب پولوس نے افسی بزرگوں کو بلا کر اُن کو الوداعی نصیحت کی تو لوقا حاضر تھا۔ (اعمال ۲۰: ۱۷ سے ۳۸) میلیتس سے یروشلم تک کے سفر میں مقدس لوقا اپنے اُستاد اور پیشوا کے ہمراہ رہا (اعمال ۲۱: ۱ سے ۱۷) صور اور قیصریہ میں پولوس کے دوست اُس کو بڑے تپاک سے ملے اور رو رو کر اُسے رخصت کیا۔ یہ دردناک نظارہ کا مشاہدہ بھی مقدس لوقا نے کیا جب یروشلم میں ہنگامہ ہوا تو اُس وقت بھی مقدس لوقا ساتھ رہا (۲۱: ۱۸ سے ۲۳: ۳۰) کیونکہ جو بیان اُس نے کیا وہ چشم دید واقعہ معلوم ہوتا ہے۔ اور وہاں سے قیصریہ میں بھی وہ اُس کے ساتھ ہی گیا ہوگا۔ کیونکہ وہاں سے وہ جہاز پر اُسکے

ثابت ہو گیا ہے کہ تیسری انجیل اور رسُولوں کے اعمال کا مصنّف مقدّس لُوقا ہی تھا۔

پہلے پہل اعمال ۱۶: ۱۰ میں مقام ترواس مقدّس پولُس کی رفاقت میں اُس کے دُوسرے مشنری سفر کے وقت کا ذکر آیا ہے۔ اور پولُس کی خاص بیماری (۲ کرنتھی ۱۲: ۷، گلتیوں ۴: ۱۳ و ۱۴) کے حملہ کے وقت وُہ اُس کے ساتھ ہو لیا ہوگا۔ شاید اسی بیماری کی وجہ سے کچھ عرصہ تک پولُس گلتیہ میں رُکا رہا۔ اور اسی جگہ مقدّس لُوقا کی ملاقات مقدّس پولُس سے ہوئی اور اُسی وقت سے لے کر وُہ برابر اُس کے ساتھ رہا تاکہ اپنی طبابت کے ذریعہ اُس کی مدد کرتا رہے۔ اور شاید یہی وجہ ہے کہ مقدّس پولُس نے اُس کو لُوقا پیارا طبیب کہا (کلسیوں ۴: ۱۴) اس شفقت طبّی مدد کے لئے پولُس اُس کا بہت مشکور معلوم ہوتا ہے۔ بہرحال مقدّس لُوقا فلپّی تک اُس کے ہمراہ گیا (۵۰ء کے اختتام کے قریب) (اعمال ۱۶: ۱۱-۱۸) پھر کچھ عرصہ تک اُس کا کوئی ذکر نہیں آیا۔ مقدّس پولُس نے تھسلنیکیہ۔ بیریہ۔ اتھینے۔ کرنتھس اور افسس وغیرہ میں دورہ کیا۔ (اعمال ۱۷: ۱ سے ۱۹: ۴۱) لیکن لُوقا کا ذکر نہیں۔ پھر اعمال ۲۰: ۵ میں اُس کا ذکر آیا ہے۔ موسم بہار ۵۸ء میں مقدّس پولُس فلپّی کو گیا وہاں لُوقا بھی اُس کے ہمراہ موجود تھا۔ وہاں سے وُہ اُس کے ہمراہ میلیتُس کو گیا (اعمال ۲۰: ۶-۱۶) اور یہ بھی اچھی طرح ظاہر ہے کہ جب پولُس نے افسی بزرگوں کو بُلا کر اُن کو الوداعی نصیحت کی تو لُوقا حاضر تھا۔ (اعمال ۲۰: ۱۷-۳۸) میلیتُس سے یروشلم تک کے سفر میں مقدّس لُوقا اپنے اُستاد اور پیشوا کے ہمراہ رہا (اعمال ۲۱: ۱-۱۷) صور اور قیصریہ میں پولُس کے دوست اُس کو بڑے تپاک سے ملے اور رو رو کر اُسے رخصت کیا۔ اس دردناک نظّارہ کا مشاہدہ بھی مقدّس لُوقا نے کیا۔ جب یروشلم میں ہنگامہ ہوا تو اُس وقت بھی مقدّس لُوقا ساتھ تھا۔ (۲۱: ۱۸ تا ۲۳: ۳۰) کیونکہ جو بیان اُس نے کیا وُہ چشم دید واقعہ معلوم ہوتا ہے۔ اور وہاں سے قیصریہ میں بھی وُہ اُس کے ساتھ ہی گیا ہوگا کیونکہ وہاں سے وُہ جہاز پر اُس کے ساتھ سوار ہو کر رُوم کی طرف روانہ ہُوا (۲۷: ۱) سمندر کے خطرات اور مصائب میں اُس نے حصّہ لیا۔ اور جب رُوم پہنچے تو یہ وہاں بھی اُس کے ساتھ تھا (۲۸: ۱۶)

اِس میں کچھ شک نہیں کہ جس کرایہ کے گھر میں یہ بزرگ مشنری قید تھا، چند آدمی اُس کے ہم خدمت تھے۔ اُن میں سے ایک مقدّس لُوقا ہوگا۔ (کلسیوں ۴: ۱۴، اعمال ۲۸: ۳۰)

فلپّیوں کی طرف کے خط میں مُقدّس لُوقا کا نام نہیں آتا جس سے یہ پتہ لگتا ہے کہ غالباً اُس کو کسی خدمت کے لئے مقدّس پولُس نے ۶۰ء یا ۶۱ء کے قریب کسی جگہ بھیجا ہوگا شاید کچھ عرصہ بعد وُہ واپس آیا اور پولُس نے جو سلام فلیمون اور کلسّی مسیحیوں کو بھیجے اُس وقت وُہ پولُس کے ساتھ تھا (کلسیوں ۴: ۱۴، فلیمون ۲۴) اور اس میں کچھ شک نہیں کہ جب پولُس ۶۲ء میں قید سے رہا ہُوا اُس وقت تک وُہ اُس کے ساتھ ہی رہا اور مشرقی یورپ اور ایشیائے کوچک میں جو محنت پولُس نے کی لُوقا نے بھی اُس میں حصّہ لیا (۱ تیمُتھیس ۱: ۳، ۲ تیمُتھیس ۴: ۱۳ و ۲۰، طِطُس ۱: ۵) اور شاید مغربی علاقوں میں بھی وُہ اُس سے علیحدہ نہیں ہُوا۔ بہرحال! اتنا تو ظاہر ہے کہ دُوسری قید کے وقت بمقام رُوم یہ اس بزرگ مشنری کا رفیق تھا (۲ تیمُتھیس ۴: ۱۱) اس موقعہ پر بعضوں نے پولُس سے بے وفائی کی لیکن لُوقا وفادار رہا۔ پولُس نے کیسے درد سے یہ جملہ لکھا ہوگا "اکیلا لُوقا میرے ساتھ ہے"۔ اس ذکر کے بعد پھر مقدّس لُوقا کا ذکر نہیں آتا لیکن ہمارا خیال ہے کہ آخری وقت تک وُہ اپنے دوست اور اُستاد کی خدمت کرتا رہا۔ اور جس وقت نیرو کی بے رحمی سے اس رسُول کو جام شہادت نوش کرنا پڑا تو یہ آنسو بہانے اور غم کھانے کے لئے وہاں موجود ہوگا۔ لُوقا کیسا وفادار اور جان نثار دوست تھا۔

مقدّس لُوقا غیر قوم تھا اور اہلِ ختنہ میں شمار نہیں ہوا۔ کلسیوں ۴: ۱۱ و ۱۴) طرزِ تحریر بھی اسی امر کا شاہد ہے۔ اگر یہ سچ ہو تو یہ دو روایات غلط ٹھہریں گی۔ ایک تو یہ کہ وُہ ستّر شاگردوں میں سے تھا۔ (لُوقا ۱۰: ۱) دُوسری یہ کہ جو دو شاگرد اماؤس کو جا رہے تھے اس میں لُوقا کلیُپاس کا ساتھی تھا (لُوقا ۲۴: ۱۳) نئے عہد نامہ کے مصنّفوں میں سے صرف لُوقا ہی غیر قوم اصل سے تھا۔

یُوسیبیس مؤرخ کی روایت ہے کہ مقدّس لُوقا انطاکیہ واقعہ سوریا کا باشندہ تھا۔ اعمال کی کتاب میں جو انطاکیہ کا ذکر ہے اُس سے لُوقا کی واقفیت انطاکیہ شہر سے خُوب معلوم ہوتی ہے۔ اس سے اِس امر کی بھی کچھ تشریح ہو جاتی ہے، جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ وُہ سکندرونی تھا۔ کیونکہ انطاکیہ میں سکندرونی لوگ بھی رہتے تھے۔ البتہ یہ سب اندازہ اور قیاس ہی کی باتیں ہیں۔ فی الحقیقت اُس کی جائے پیدائش اور خاندان کا ہم کو کچھ حال معلوم نہیں۔ مقدّس کرسسٹم کا خیال تھا کہ جس بھائی کا ذکر ۲ کرنتھی ۸: ۱۸ میں

پایا جاتا ہے جس کی تعریف ہوئی تھی، وہ تو قابی تھا۔ (۲ کرنتھی ۸: ۱۸)۔ بعضوں کا یہ خیال بھی ہے کہ ترواس میں طالب علمی کے وقت پولُس کے ساتھ اُس کی آشنائی ہو گئی تھی۔ خواہ یہ درست ہو یا نادرست، یہ صحیح ہے کہ وہ بُت پرستوں میں سے مسیحی ہُوا اور کیسی شریفانہ زندگی اُس نے بسر کی! اُس نے اپنے علم و ہنر کو خُدا کی خدمت کے لئے مخصوص کر دیا۔ وہ وفادار ہم خدمت تھا، دیانتدار مبشّر اور وفادار دوست۔ مقدّس یُوحنّا کی طرح فروتنی کے باعث اُس نے اپنے نام کو خُفیہ رکھا۔

ہم لوگ جو علم یا طبابت یا بشارت کے ذریعہ ہند و پاکستان میں مسیح کی خدمت کر رہے ہیں، اِس حقیقی سرگرم فروتن اور وفادار مسیحی مرید سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں اور اُس کے نمونہ کی پیروی کر سکتے ہیں کہ جیسے اُس نے مسیح کی پیروی کی ویسے ہم بھی کریں۔ ہندوستانی و پاکستانی مسیحیوں کی طرح وہ بھی یہی نو مرید تھا۔ ہم بھی اُس کی طرح قول و فعل سے دُنیا کے نجات دہندہ کی خدمت کریں۔

فصل سوم

سنِ تصنیف

۱۔ رسُولوں کے اعمال کی کتاب کے سنِ تصنیف کو ایک حد تک بخوبی دریافت کر سکتے ہیں۔

ا۔ جن واقعات کا مصنّف نے ذکر کیا ہے، اُن میں وہ خُود زندہ ہوگا۔ یا یوں کہیں کہ اُس نے اپنے زمانہ کی تاریخ و واقعات لکھے۔ ذرا غور کے ساتھ پڑھنے سے اس کی تصدیق ہو سکتی ہے۔

ہمعصر مصنّفوں کے ساتھ مقابلہ کرنے سے اس مصنّف کی تاریخی صحت قابلِ غور ہے۔ مثلاً گملی ایل کا ذکر (۵: ۳۴ سے ۳۹، ۲۲: ۳)، اُس سارے بیان سے پُوری مطابقت رکھتا ہے جو دُوسرے مصنّفوں نے اِس مشہور ربّی کا کیا ہے۔ ہیرودیس اگرپا اوّل کی سیرت اور اُس کی بے وقت موت کا بیان (اعمال ۱۲ باب) جیسا یوسیفس مورّخ نے کیا ہے ویسا ہی اس مصنّف نے کیا ہے۔ اس طرح سے گلیو کا ذکر (۱۸: ۱۲) فیلکس کا

حال (۲۳: ۲۴، ۲۴: ۲۴) فیستُس کا بیان (۲۵: ۹) اور اگرپا دوم کا قصّہ (۲۶: ۱-۳۲) ویسا ہی ہے، جیسے دُوسرے مورّخوں نے بیان کیا ہے۔ رُومی عُہدہ داروں کے جو لقب اُس نے لکھے ہیں (مثلاً کپرس میں ۱۳: ۷، فلپّی میں ۱۶: ۲۲، تھسلنیکے میں ۱۷: ۶، مالٹا میں ۲۸: ۷) وہ بہت ہی درست ہیں۔ جب تک کہ مورّخ کو شخصی علم ان باتوں کا نہ ہو وہ ایسی صحت سے اُن کا بیان نہیں کر سکتا۔

ب۔ جگہوں کی نسبت اُس کا بیان صحیح و درست ہے۔ خواہ یروشلم کے مقامات کا ذکر کرے۔ جیسے سلیمان کی ڈیوڑھی (۳: ۱۱) یا انطاکیہ کے مورّخ کا (۲۱: ۳۱ سے ۳۳) یا ایشیائے کوچک، یونان اور اٹلی کی سڑکوں، رستوں یا شہروں کا ذکر ہو۔ وہ سب عجیب طرح سے معلومہ واقعات کے مطابق ہے جیسے کسی نے آنکھوں دیکھے بیان کیا ہو۔ ۲۷ باب میں مالٹا جانے کا جو بیان اُس نے کیا ہے، وہ ذرا ذرا تفصیل میں بھی غایت درجہ صحیح ہے۔ اور اپنے اپنے موقعہ پر ان باتوں کی اور بھی تشریح کی جائے گی۔

ج۔ واقعات اور اشخاص کا بیان بھی ایسا ہے، جیسے کوئی مصوّر کرے۔ اس سے ہم نتیجے نکالے بغیر نہیں رہ سکتے کہ یہ بیان چشم دید ہے، اور اُسی زمانہ کا ہے۔ ہمعصر مورّخ کے بغیر کون ایسی صحت اور سرگرمی سے بیان کرے گا جیسا اس مصنّف نے کیا ہے مثلاً صدوقی کاہنوں کا۔ فریسی فقیہوں کا۔ ستفنس شہید کا۔ مشنری پولُس کا۔ متلوّن مرقس کا۔ ہر دلعزیز گلیو کا۔ خلیق صوبہ دار جولیوس کا۔ جو بیان اُس نے اُن واقعات کا کیا ہے جو فلپّی، ملیتُس، صور، قیصریہ، یروشلم اور مالٹا میں گزرے وہ زندہ تصویریں ہیں اور جن تقریروں اور خطبوں کا بیان اُس نے کیا ہے وہ تاریخی واقعات سے پُر ہیں اور وہ بیانات بالکل حقیقی اور اُن حالات سے بالکل مطابقت رکھتے ہیں۔

الغرض ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اعمال کی کتاب ایسے مورّخ کی تحریر ہے جو قلمبند شدہ واقعات اور حالات میں خُود موجود اور زندہ تھا۔ اور یہ تو ہم کہہ ہی چکے ہیں کہ یہ مورّخ مقدّس لُوقا تھا۔ فرض کرو کہ جب مقدّس لُوقا کی ملاقات ترواس میں مقدّس پولُس سے (یعنی ۵۰ء) ہُوئی، اُس وقت لُوقا کی عمر تیس سال کے قریب تھی۔ تو اعمال کی کتاب ۶۰ء، ۷۰ء کے بعد لکھی گئی ہوگی۔ پروفیسر

ہارنک اور رمزے صاحب نے یہی سن تصنیف بتایا ہے۔ پروفیسر برکٹ صاحب لوقا کو اعمال کا مصنف تو مانتے ہیں، لیکن اِس کی تصنیف کا سن ۹۰ء کے بعد بتاتے ہیں۔

۲۔ اِس مصنف نے بعض مشہور واقعات اور مضامین کا کچھ ذکر نہیں کیا۔

اِس خاموشی سے کوئی قطعی دلیل تو نہیں نکال سکتے۔ لیکن پھر بھی زور سے خالی نہیں۔ اِس لئے ہم اس کو احتیاط کے ساتھ استعمال کریں گے۔ اور شہادت کے ترازو پر اسے تولیں گے۔

و۔ اعمال کی کتاب میں مقدس پولُس کے خطوط کا کوئی صریح ذکر نہیں۔ کچھ مشابہت تو کسی کسی جگہ پائی جاتی ہے، لیکن اشارہ کوئی نہیں۔ اس کی وجہ شاید یہ ہوگی کہ پولُس کے خطوط اب تک سب جگہ نہ پہنچے تھے اور نہ اُن سے عام لوگوں کو ابھی تک واقفیت ہوئی تھی۔ اس سے یہ پتہ لگ سکتا ہے کہ پہلی صدی کے آخری دس یا بیس سالوں سے پہلے یہ کتاب لکھی گئی۔ کیونکہ ان آخری سالوں میں پولُس کے خطوط کلیسیاؤں میں مشہور ہو گئے تھے۔

ب۔ جو بدعتیں پہلی صدی کے اختتام سے پہلے برپا ہوئیں اور پھیل گئیں اُن کی طرف اِس کتاب میں کوئی اشارہ نہیں۔ البتہ بمقام میلیتُس مقدس پولُس نے جو نصیحت افسی بزرگوں کو کی اُس میں رسول نے آئندہ بدعتوں کی پیشین گوئی کی (۲۰: ۲۹، ۳۰) اور اُس نے انہیں آئندہ مصیبت کی بھی خبر دی۔ اس وقت تک بدعتی تعلیم قابلِ توجہ ترقی نہ کر گئی تھی۔ جیسا کہ یوحنا کے پہلے خط کے وقت اُس کی ترقی ہوئی تھی۔ یہ زمانہ پہلی صدی کے آخری بیس یا پچیس سال کا ہے۔ اُس عرصہ میں یہ تعلیم بہت پھیل گئی تھی۔

ج۔ یروشلم کی بربادی کا بھی اِس کتاب میں ذکر نہیں۔ یہ حادثہ ۷۰ء میں واقعہ ہوا۔ بلکہ برعکس اس کے ہیکل کا ایسا بیان ہے جس سے وہ موجود اور قائم دکھائی دیتی ہے۔ البتہ بعضوں کا خیال ہے کہ لوقا ۲۱: ۲۰ میں مصنف اِس حادثہ سے واقف معلوم ہوتا ہے۔ لیکن یہ بہت کھینچ تان کی تفسیر ہے۔ بہرحال اِس خاموشی سے اگر کوئی دلیل نکل سکتی ہے تو یہی ہے کہ وہ ۷۰ء سے پیشتر لکھی گئی۔

د۔ مقدس پولُس کی شہادت کا کوئی ذکر اس کتاب میں نہیں۔ پولُس

کے حالات میں لوقا کو بہت دلچسپی تھی۔ یہ واقعہ ۶۴ء یا ۶۵ء کا ہے۔ اگر مقدس لوقا کو یہ واقعہ اعمال کی تصنیف کے وقت معلوم ہوتا تو ضرور اس کا ذکر کرتا۔ البتہ بعضوں کا یہ خیال ہے کہ لوقا تتمہ کے طور پر کچھ لکھنا چاہتا تھا۔ شاید ایسے واقعات پیش آئے، جن کا علم نہیں۔ جس کے باعث اعمال کی کتاب کو جلدی ختم کرنا پڑا۔ اگر اس نے یہ کتاب تمام کی تو پولُس کی وفات کا ذکر نہ کرنا بہت عجیب معلوم ہوگا۔ پس اِس دلیل سے یہی نتیجہ نکالنا پڑے گا کہ یہ کتاب ۷۰ء سے لے کر ۹۰ء سے پیشتر لکھی گئی اور غالباً ۷۰ء سے پیشتر تھی۔

جائے تصنیف کے بارہ میں ہم کو کوئی تحقیقی علم نہیں۔ کسی نے روم کسی نے انطاکیہ یا یونان یا ایشیائے کوچک کو اس کی تحریر کی جگہ بتایا ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ یہ کتاب عالمگیر حیثیت رکھتی ہے۔ اس لئے کچھ مضائقہ نہیں کہ وہ کہاں لکھی گئی۔ اب ہمارا فرض یہ ہے کہ اس کی تعلیم کو اپنے پر عاید کریں اور جس روح نے اُن لوگوں کی زندگی کو خدمت مشنری ممنون اور رسولوں کے اعمال کو تحریک دی اُسی کی قدرت میں خدمت جاری رکھیں۔

فصل چہارم

رسولی زمانہ کی رومی دنیا

اب ہم ذرا اِس امر پر غور کریں کہ جس وقت پولُس اور اُس کے رفیقوں نے خدمت کی اُس وقت دنیا کا کیا حال تھا۔

ا۔ **رومی سلطنت** : اکٹیویس آگستس پہلا رومی قیصر ۱۴ء میں انتقال کر گیا۔ اُس وقت اُس کی سلطنت کی شمالی حد دریائے رائین اور ڈینوب تھے۔ مشرقی حد دریائے فرات۔ جنوبی حد صحرائے افریقہ۔ مغربی اور شمال مغربی حد بحر اوقیانوس اور شمالی سمندر تھی۔ کل مہذب دنیا تھی جس میں وہ ملک شامل تھے جو ساحل سمندر پر واقع تھے۔ یہ سلطنت اس وقت چند صوبوں پر منقسم تھی اور بعض چھوٹی ریاستیں بھی اس میں شامل تھیں۔ جیسے ہندوستان میں انگریزی سلطنت کا حال تھا۔ اس میں پنجاب، بنگال، بمبئی، مدراس، برما صوبہ تھے۔ اور راجپوتانہ، بڑودہ، میسور، حیدرآباد، گوالیار وغیرہ دیسی ریاستیں تھیں۔

اس سلطنت کا انتظام قیصر اور رُوم کی سینٹ کے ہاتھ میں تھا۔ جیسے انگریزی عہد میں قیصرِ ہند اور پارلیمنٹ انتظام کرتے تھے۔ رُومی صُوبے دو قسم کے تھے۔ ایک تو وُہ جس کے گورنر قیصر کی طرف سے مقرّر ہوتے تھے۔ ایک وُہ جس کے گورنر سینٹ کی طرف سے مقرّر ہوتے تھے جو گورنر قیصر کی طرف سے مقرّر ہوتے اُن کو پری فیکٹ (PREFECT) یا پروپریٹر (PROPRAETOR) کہتے اور جو سینٹ کی طرف سے مقرّر ہوتے اُن کو پروکونسل کا لقب ملتا۔ لیکن دونوں صُورتوں میں وُہ قیصر کے ماتحت ہوتا۔ وُہ خاص صوبے جن کا اس تاریخ میں ذکر آئے گا یہ ہیں سوریا کپرس۔ گلتیہ۔ آسیہ مکدُنیہ۔ آخیہ ۔ اور کسی قدر پمفولیا۔ لوقیا۔ تھونیہ معہ پنطُس کے۔ کپدوقیہ۔ مصر۔ قرینی اور سسلی۔ ان میں سے سوریا کے صوبے کے ساتھ ہماری خاص دلچسپی ہے۔ کیونکہ مسیح کی انجیل پہلے اُسی جگہ شائع ہُوئی۔ یہ صوبہ مشرق میں سرحد پر تھا۔ مغرب میں کلکیہ اور جنوب میں یہودیہ بھی اس میں شامل تھے (سوائے ۴۱ء سے ۴۴ء) یہ علاقے گورنروں کے ماتحت تھے جن کو پروکیوریٹر کہتے تھے۔ اور یہ گورنر سوریا کے پری فیکٹ کے ماتحت تھا۔ ان کا تعلق ایک دُوسرے سے تقریباً اُسی قسم کا تھا جیسے گورنروں اور لفٹنٹ گورنروں کا وائسرائے سے ہُوا کرتا تھا۔ ان افسروں کے ماتحت اور چھوٹے چھوٹے عہدہ دار اور کونسلیں اُن کی مدد کے لئے مقرّر تھے، جیسے ہندوستان میں تھا۔

۲۔ رُومی امن و صلح :۔ آگستس کی وفات کے بعد تقریباً ڈیڑھ سو سال تک سلطنت میں بڑا امن و چین رہا۔ قوموں کی خانہ جنگیاں اس سلطنت کی حدُود میں موقُوف ہوگئیں غلاموں کی تجارت بہت گھٹ گئی۔ سخت انقلابوں اور ہنگاموں کی جگہ امن و چین کی حکومت قائم ہوگئی۔ مختلف قومیں جو اس سلطنت کی رعیّت تھیں ایسی حکومت میں امن و امان سے رہتی تھیں۔ جان و مال محفُوظ تھا۔ انصاف حکمران تھا۔ تجارت کا بازار گرم تھا۔ سلطنت کے مشرقی اور مغربی علاقوں میں آمد و رفت آسانی سے ہوسکتی تھی۔

لوگ امن و چین و اطمینان کی زندگی بسر کرتے تھے۔ جیسے انگریزی راج میں اہلِ ہند کو حاصل تھا۔ یہاں بھی خانہ جنگیاں بند ہوگئی تھیں۔ مختلف قبیلوں اور قوموں کے تنازعے گھٹ گئے تھے اور ایک عجیب یگانگت پیدا ہوگئی تھی۔ جس کی نظیر اہلِ ہند

نے کبھی نہ دیکھی ہوگی۔ آمد و رفت آسانی سے ہوتی ہے۔ بَرّی اور بحری سفر ایشیا و یورپ کے درمیان بلا روک ٹوک جاری ہے۔ ریل و تار برقی جگہ جگہ اپنا رنگ دکھا رہی ہیں۔ یہ رُومی امن و چین کا زمانہ انجیل کی پہلے پہل اشاعت کے لئے اچھا موقعہ تھا۔ اور مشنری کام کے لئے بہت ممد ثابت ہُوا۔ لیکن جس وقت مسیحی دین بہت زور پکڑ گیا اور بُت پرست دین کے لئے خطرہ پیدا ہوگیا تب اُس نے عام ایذا رسانیوں کے لئے بگل بجایا۔ مشنری کام کے لئے بھی اکثر ایسا ہی خدشہ ہوجاتا ہے۔ خُدا کا شکر ہے کہ سلطنتِ ہند میں مستقل امن و انصاف کا زمانہ ہے۔ اور اس میں بلا روک ٹوک انجیل کی اشاعت ہو سکتی ہے۔

۳۔ رُومی شائستگی :۔ رُومیوں کی زبان لاطینی تھی اور مغربی سلطنت میں عموماً اسی زبان کا رواج تھا۔ اور سرکاری دفتروں اور خط و کتابت میں یہی زبان مستعمل تھی۔ لیکن مشرقی علاقوں میں خاص کر جس کا ذکر اعمال کی کتاب میں ہے یُونانی زبان کا رواج تھا اور یُونانی تعلیم و شائستگی مستعمل تھی۔ اسکندر اعظم کی فتوحات نے اس کا علم دُور و نزدیک پھیلا دیا تھا۔ اعلیٰ تعلیم و تربیت کا یہی وسیلہ تھا۔ اور جو شخص یُونانی زبان سے ناواقف ہوتا وہ شائستہ اور مہذب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ نتیجہ اس کا یہ ہُوا کہ رُومی یُونانی ملی جُلی تہذیب قائم ہوگئی جس کا ذکر اعمال کی تاریخ میں بہت آتا ہے۔ البتّہ لوگوں کی اپنی اپنی بولیاں بھی جاری تھیں۔ خاص کر کم تعلیم یافتہ لوگوں میں۔ مثلاً فلسطین میں آرامی زبان کا بہت رواج تھا۔ مصر میں قبطی زبان کا۔ ایشیا کوچک میں فروگئی لاؤ قونی زبانوں کا۔ لیکن مغربی شائستہ دُنیا کی زبان یُونانی تھی اور جسے اعلیٰ تعلیم کا دعوے تھا وُہ یہی زبان استعمال کیا کرتا تھا۔ رُومی خُود کسی قدر یُونانی بن گئے تھے۔ بڑے بڑے شہر اور قصبے میں یُونانی بولنے والے رُومی پائے جاتے تھے۔ مشرقی علاقہ بلحاظ آبادی کے دو حصّوں پر منقسم تھا ایک تو یُونانی بولنے والے تھے اور ایک بربری یا غیر یُونانی بولنے والے۔ اس کی توسیع میں اسکندریہ اور ترسُس کے دارالعلوموں نے بہت حصّہ لیا۔ +

اگر اس حالت کا مقابلہ ہند و پاکستان کی حالت سے کریں تو کامل مطابقت تو نظر نہ آئے گی لیکن ہے قابلِ غور۔ مغربی تہذیب نے ایک نئی طاقت اس مُلک میں پیدا کر دی ہے۔ سرکاری زبان اور اعلیٰ تعلیم یافتگان کی زبان ایک ہی ہے۔ یعنی بجائے

رُومی اور یُونانی زبانوں کے انگریزی وہی مقصد پُورا کر رہی ہے۔ مختلف بولیاں بھی
برابر جاری ہیں جیسے ہندی۔ اُردو۔ بنگالی۔ پشتو۔ مرہٹی۔ تامل وغیرہ۔ لیکن سارے
ہند و پاکستان میں بیشمار لوگ انگریزی زبان کا استعمال بھی کرتے ہیں۔ کلکتہ۔ مدراس
بمبئی۔ الٰہ آباد میں دارالعلوم بھی پائے جاتے ہیں۔ جن میں سے ہر سال سینکڑوں انگریزی
بولنے والے گریجوایٹ فلسفہ اور سائنس وغیرہ علوم کے سند یافتہ نکلتے رہتے
ہیں جیسے رُومی زبان نے مختلف قوموں کو رشتۂ یگانگت میں پرو دیا تھا ویسے ہی
انگریزی زبان اس ملک میں عمل کر رہی ہے۔ اس لئے مسیح مصلوب کے مشنریوں کو ایک
خاص موقعہ حاصل ہے کہ ایک مشترکہ زبان کے ذریعہ سارے ہند و پاکستان پر اثر
ڈالیں۔ اگرچہ اب تک بہت لوگ ایسے ہیں جن کے لئے اُن کی دیسی زبان میں انجیل
سُنانے والے درکار ہیں۔ پھر بھی تعلیم یافتہ لوگ انگریزی زبان میں اس پیغام کو سُننے
پر زیادہ توجہ کرتے ہیں۔

۴۔ رُومی حکمت عملی:۔ رُومی سرکار عام طور پر مذہبی امور سے کیا سلوک کرتی
تھی اور خاص کر مسیحی دین کی اشاعت کو کس نگاہ سے دیکھتی تھی؟ شروع شروع میں
اس نے کچھ مزاحمت نہ کی۔ رُوم کی سلطنت تو بُت پرست سلطنت تھی۔ اس امر میں
وُہ سابقہ سرکارِ ہند سے بالکل مختلف تھی۔ کیونکہ سرکارِ ہند تو مسیحی تھی لیکن سرکارِ انگریزی
ماتحت قوموں کے عقیدوں اور مذہبوں کی حفاظت کرتی اور اُن میں مداخلت کرنے
سے پرہیز کرتی تھی۔ رُومی سلطنت کا بھی یہی حال تھا۔ وُہ یہودی اور دیگر مذاہب کو
اپنے کانشنس کے مُطابق اپنے دین کے ماننے میں آزاد چھوڑتی تھی۔ پر کہہ سکتے ہیں کہ
رُومی مذہب شاہنشاہ کی پرستش تھا۔ اور یہ مذہب یورپ اور ایشیا میں بہت زور پکڑ
گیا۔ رُومی قیصر کے لئے جابجا مندر بنائے جاتے۔ بُت نصب کئے جاتے۔ خاص
تہوار مانے جاتے اور خوشبوئیں جلائی جاتی تھیں۔ آجکل جاپان میں کچھ ایسا ہی حال
ہے۔ رُومی۔ یُونانی۔ ایشیائی دیوتاؤں کے ساتھ ساتھ قیصر کی پرستش بھی جاری تھی۔
اس لئے رُومی حکام نے اس نئے مذہب میں اس وقت تک کچھ مداخلت نہ کی،
جب تک شاہی مذہب میں کسی خلل کا اندیشہ نہ تھا۔ لیکن جب تجربہ سے یہ معلوم ہو
گیا کہ اس شاہی مذہب کو یہ اُلٹ دے گا اور سوسائٹی کے دستوروں کو درہم برہم

کر دے گا، تو سخت دُکھ دینے لگ گئے۔ جس زمانہ (سنہ ۳۰ء سے سنہ ۶۰ء) کی تاریخ
کا ہم ذکر کر رہے ہیں، اُس زمانہ میں مسیحی مشنریوں کو رُومی حکام اور عہدہ داروں
سے مدد ملی کیونکہ اب تک اُن کو کوئی خطرہ اس میں دکھائی نہ دیا۔ بلکہ مسیحی دین کی
بمقابلہ یہودیوں کے مدد اور حفاظت کی۔ مقدس پولُس اور اُس کے رفیق یُونانی
رُومی تہذیب کے پیرو تھے۔ یہ یُونانی زبان استعمال کرتے اور یُونانی رُومی شائستگی کی
جگہوں میں کام کرتے تھے جیسے انطاکیہ۔ فلپی۔ تھسلنیکی۔ کرنتھس۔ پسدیہ۔ افسس وغیرہ
مجملہ ازیں ان میں سے بعض کو رُومی حقوق حاصل تھے۔ اس لئے رُومی حکام نے اُن
کی خاص حفاظت کی۔ جیسے گلیو اور افسی حکام اور جو تیس صوبہ دار نے اسی طرح
اُس وقت کی رُومی سرکار مشنری خدمات کے لئے بڑی مفید اور مددگار تھی۔ ہم کو ہند و
پاکستان میں اس سے بھی زیادہ موقعے حاصل ہیں۔

جن غیر سرکاری لوگوں سے مسیحی دین کا واسطہ پڑا اُن کی نسبت بھی تھوڑا لکھنا
خالی از فائدہ نہ ہوگا۔

ا۔ سوسائٹی میں جو رؤسا اور شرفا کہلاتے تھے وُہ پرلے درجہ کے بے
دین اور بد اخلاق تھے۔ اُس زمانہ کی تصنیفات سے یہ بخوبی ثابت ہے۔ [illegible]
جووینل۔ اور مےسی ٹس کی تصنیفات کو دیکھو) اُن میں سے بعض فلسفہ کا دم بھرتے
تھے لیکن زیادہ تر لوگ عیاشی اور تماش بینی میں مستغرق تھے ــــ اس وقت ہند و
پاکستان میں ایسے بہت تعلیم یافتہ لوگ ہیں جو اپنے آبائی مذاہب کو بالائے طاق
رکھ چکے ہیں اور کسی طاقت سے محروم ہیں جو اُن کو پاکیزہ اور بے غرضانہ زندگی بسر کرنے
کے قابل بنا دے۔ ایسے لوگوں کے لئے انجیل مقدس پُر زور پیغام پیش کرتی ہے۔
ب۔ اُس سوسائٹی کے متوسط اور ادنٰے درجہ کے اشخاص۔ یہ لوگ مذہبی
لوگ تھے بیانات میں جو کتبے اور تحریریں پائی گئی ہیں اُن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اپنے
دیوتاؤں، مندروں اور توہمات کو بہت مانتے تھے۔ ان لوگوں میں جادو منتر اور دیگر
اسی قسم کی بہت باتیں مروج تھیں جیسے آجکل ہند و پاکستان میں اس قسم کے لوگوں میں
رواج ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے مسیحی دین نے حقیقی اور زندہ خدا کو پیش کیا۔ ایک
رُوحانی پرستش اور شاندار نجات کی خوشخبری اور بقا کی ایک یقینی اُمید سامنے رکھی۔ آجکل

یہی تعلیم ہند و پاکستان میں بھی دی جاتی ہے۔

فصل پنجم

مقدس پولس مشنری

رسولوں کے اعمال کی تاریخ کا مرکز پولس مشنری ہے۔ مصنف اس بڑے رسول کا وفادار دوست اور بڑا مداح تھا۔ اس سے قطع نظر کرکے یہ بھی تو ظاہر ہے کہ مقدس پولس غیر قوموں تک انجیل پہنچانے کے لئے (۹: ۵) ایک چنا ہوا وسیلہ تھا۔ اس لئے ہم اس کو قابل نمونہ مشنری اور مبشر کہیں گے۔

۱۔ قدرتی طور پر وہ اس خدمت کے لئے مفید تھا۔ پیدائش اور تربیت کے لحاظ سے وہ اس کام کے بالکل لائق تھا جسے پورا کرنے کو بلایا گیا۔

(ل) ایک بڑے پابندِ شرع خاندان میں پیدا ہوا۔ وہ عبرانیوں کا عبرانی تھا۔ ابرہام کا بے داغ خون اس کی رگوں میں دوڑاں تھا۔ ایک مقدس واحد خدا ماننے والی قوم میں پیدا ہوا۔ پیدائش کے لحاظ سے وہ خدا کے عہد کی ساری برکتوں کا وارث تھا۔ اگرچہ اس کا خاندان یونانی شہر کا باشندہ تھا تو بھی اپنے آبائی دین کی پیروی میں کسی طرح کی کوتاہی نہ کرتا تھا۔ اوائل عمر سے فریسی روایات کے مطابق اس نے پرورش پائی اور بہت پابندِ شرع یہودیوں میں سے تھا جب وہ لڑکا ہی تھا تو والدین نے اسے اعلیٰ یہودی تعلیم کے لئے یروشلیم بھیج دیا، اور ربی گملی ایل کے قدموں پر دینی تعلیم حاصل کی جو ربی اپنے زمانہ میں جید عالم تھا۔ عبرانی علم میں بہت ماہر ہو گیا اور اپنے آبائی دین میں بڑا سرگرم نکلا۔ اسی لئے وہ بڑھ کر گروہ میں شمار ہوا (گلتیوں ۱: ۱۴؛ اعمال ۲۶: ۴ سے ۵)۔ اسی یہودی پیدائش و تربیت کی وجہ سے اسے مقدس نوشتوں کا صحیح علم حاصل تھا اور دین کے لئے بڑا غیرت مند نکلا۔ اپنے ارادے کا پکا۔ انسان کی خطاکاری اور خدا کی پاکیزگی کا قائل۔ الٰہی مکاشفہ کا بڑا معتقد اور کفارہ کی ضرورت کا قائل۔ ان سب باتوں کے ذریعہ وہ اس آئندہ خدمت کے لئے بہت موزوں اور مناسب وسیلہ تھا۔ پیدا اس جیسا یہودی بھی غیر قوموں کے لئے بہادر رسول ہو سکتا تھا

ب۔ اس یہودیت کے باوجود اسے یونانی علم اور آزاد خیالی حاصل تھی۔ اس کی پیدائش اور پرورش ترسس میں ہوئی تھی جو کلکیہ کا صدر مقام تھا۔ جیسے آجکل بہت محب قوم یہودی لندن یا برلن میں پیدا ہوتے اور پرورش پاتے ہیں۔ اگرچہ ترسس ایشیائے کوچک کا مشرقی شہر تھا تو بھی شاہ سلیوکس انتیوخس چہارم نے اسے ۱۷۰ ق م میں نئے سرے سے آباد کیا اور اس طرح سے یہ یونانی شہر ہو گیا۔ سلیوکی بادشاہوں کا یہ دستور تھا کہ شہروں کی بنیاد ڈالتے ہی وہ یہودیوں کو ان میں لا بساتے تھے۔ اس سے گمان گزرتا ہے کہ ساؤل کا خاندان ان پہلے آبادکاروں میں سے تھا اور ان کو ترسس کا شہری ہونے کے پورے حقوق عطا ہوئے تھے۔ (اعمال ۲۱: ۳۹) ایسے حقوق کے ذریعہ اس خاندان کی اس شہر میں بڑی عزت ہو گئی۔ رومی مشرقی ممالک کے تین بڑے دارالعلوموں میں ترسس کا دارالعلوم شامل تھا۔ یہاں سے یونانی فلسفہ کے کئی ایک مشہور پروفیسر نکلے خاص کر جو ستوئیکی تعلیم کے پیرو تھے۔

الغرض اس کی اوائل اور خوبی عمر بت پرست شہر میں ہی گزری۔ اس کو بت پرستی کے ایسے نظارے دیکھنے پڑے اور ایسے محاورے سننے پڑے جو اس کے یہودی آنکھوں اور کانوں کے لئے سخت ناگوار تھے۔ البتہ دوسری قوموں کے ساتھ میل ملاپ کے ذریعہ اس کی ہمدردی زیادہ وسیع ہو گئی۔ اس نے غیر قوم تربیت کے اثر کو محسوس کیا اور مغربی تہذیب کے درمیان نشو و نما پائی۔ یونانی زبان کے ذریعہ سے یہ قابلیت حاصل ہو گئی کہ مشرقی انجیلی پیغام کو مغرب کے سامنے پیش کر سکے۔ یونانی طور طریق اور رسم و رواج سے وہ واقف تھا۔ اس لئے گلتیہ، اخیہ اور ایشیائے کوچک کے دیگر یونانی شہروں کے یونانیوں کے ساتھ آسانی سے مل سکتا تھا اور مختلف حالات کے مطابق وہ اپنے آپ کو بنا سکتا تھا اور یہ اس کی مشنری خدمت کے لئے بہت ضروری بات تھی۔

ج۔ اس یہودی پیدائش اور یونانی تربیت کے علاوہ اسے رومی شہری ہونے کا حق حاصل تھا۔ (اعمال ۱۶: ۳۷؛ ۲۲: ۳۵) اگر ترسس کو یہ حقوق حاصل نہ تھے تو کسی دیگر نامعلوم طرح سے اس کو یہ حقوق مل گئے تھے۔ اس حق کی وجہ سے اس کو ترسس جیسے شہر میں ایک معزز شخص سمجھا جاتا تھا۔ یہ بھی قرین قیاس ہے کہ کسی قدر اپنے علاقہ کے سرکاری حکام سے اس کی آشنائی تھی اور اس لئے رومی سلطنت کے

انتظام اور قاعدے قوانین وہ پسند کرتا ہوگا۔ اتحاد، انتظام اور آزادگی کے وسیع خیال اُسے حاصل ہو گئے تھے۔ اِس سے انجیل کے عالمگیر مشن کو اُس نے خوب پسند کیا۔ اُن حقوق اور قابلیتوں کے باعث وہ سرکاری حکام اور عہدہ داروں کے سامنے انجیل پیش کرنے کے لئے تیار ہوگیا۔ اِسی وجہ سے خود شاہی شہر رومہ میں انجیل کا جھنڈا کھڑا کرنے کے لئے موزوں و مناسب شخص بن گیا۔ اُس کا عبرانی نام تو ساؤل تھا لیکن رومی شہری ہونے کی وجہ سے اُس کا سرنام پولس تھا۔ بچپن سے یہ نام اُس کو رہا تھا لیکن جب وہ شاہی خدمت کے لئے روانہ ہُوا تب سے یہ نام مشہور ہوگیا۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ ساؤل ترسس کی ذات میں تین تہذیبوں کا اجتماع تھا، یہودی دینداری اور پختگی کے ساتھ یونانی تربیت اور وسعت اور رومی قوت اور عالمگیری پائی جاتی تھی۔ الغرض اُس کی سیرت میں مشرقی اور مغربی خوبیاں مخلوط تھیں۔ عبرانی علیحدگی کو یونانی آزادگی اور رومی جامعیت نے کسی قدر بدل ڈالا تھا۔ اِس سے یہ سبق ہم کو مل سکتا ہے کہ ہندو پاکستان کی سرزمین میں جہاں مختلف قومیں اور ذاتیں آباد ہیں مسیح کے کام کے لئے ایسے اشخاص کی ضرورت ہے جو گو پیدائش و عادات کے لحاظ سے دیسی ہوں لیکن ایسے شخص ہوں جو ذات پات اور تعصبات کے بند حلقوں سے آزاد ہوں۔ اِس لئے مسیحی کارندوں کے لئے یہ نہایت مناسب ہے کہ مقدس نوشتوں کا علم حاصل کرنے کے لئے ہر طرح سے فائدہ اُٹھائیں اور جو لوگ ہمارے ہم وطن ہیں، پولس کی طرح اُن سے سلوک کرنا سیکھیں اور اپنے سارے ہم وطنوں کے ساتھ محبت اور ہمدردی کی رُوح سے کام لیں۔ بلکہ کُل نوعِ اِنسان کے ساتھ جس کے لئے مسیح نے جان دی نہایت محبت کے ساتھ پیش آئیں۔

۲۔ اُس کی رُوحانی تیاری:۔ اگرچہ طبعی حقوق بہت مفید اور قیمتی تھے لیکن صرف اُن کے ذریعہ مقدس پولس قابلِ نمونہ مشنری نہیں بن گیا۔ نری حقوق و مرتبہ تعلیم و تربیت کی رعب داب کسی ایک رُوح کو بھی نہیں بچا سکتے۔ اِس کے لئے اِس امر کی ضرورت تھی کہ خُدا کے فضل کی چنگاری اُس شخص پر پڑے اور اُس کی رُوح کو حقیقی جوشِ محبت اور قدرت سے مشتعل اور ملبس کر دے۔ اِس لئے اُس کے رجوع لانے اور رُوحانی تیاری کا ذکر کیا گیا ہے۔ "ساؤل نے خُداوند کو دیکھا" (اعمال ۲۲: ۱۴؛ ۲۶: ۱۶؛

۱ کرنتھی ۹: ۱)۔ اُس نے بدن، جان اور رُوح سمیت اپنے تئیں نجات دہندہ کے سپرد کر دیا اور وہ رُوح القدس سے بھر گیا (اعمال ۹: ۱۷) نہ وہم یا خیال میں بلکہ فی الحقیقت اُس نے مسیح یسوع کو دیکھا یعنی آسمان پر سرفراز خُداوند کو۔ اِس رویت کے ذریعہ اُس کی بے ایمانی پاش پاش ہو گئی۔ اُس کی مخالفت موقوف ہُوئی اور اپنی رضا سے پابزنجیر قیدی ہو کر اپنے نجات دہندہ کے قدموں پر آ گرا۔ اُس کا دل یک لخت پورے طور سے اور مستقل طور پر رجوع لایا۔ مسیح یسوع کے ساتھ اِس عجیب مُلاقات کرنے کے بعد اُس کی ساری زندگی اور محنت و مشقت اپنے خُداوند کے جلال کے لئے گزری۔ اُس کی مابعد تاریخ سے ظاہر ہے کہ پولس کی رفاقت اپنے نجات دہندہ کے ساتھ ہمیشہ قائم رہی۔ اُس کا دلی جوش یہی تھا کہ اپنے مالک مسیح کا فضل اور جلال دوسرے لوگوں پر ظاہر کرے۔ وہ تقریباً اپنے رجوع لانے کے دن ہی سے مشنری بن گیا (اعمال ۹: ۲۰، گلتیوں ۱: ۱۵، ۱۶، ۱ تیمتھیس ۱: ۱۲-۱۶) علاوہ ازیں اِس پاکیزہ زندگی اور باثمر خدمت کے لئے رُوح القدس سے معمور ہُوا اور اِسی وجہ سے وہ کامیاب مشنری بن گیا (اعمال ۱: ۸)

اِس رجوع لانے کے بعد اُس کی زندگی کی تاریخ دراصل خُدا رُوح القدس کے اعمال کی تاریخ ہے (۱۳: ۲ و ۴ و ۹، ۵۲، ۱۶: ۶ و ۷، ۱۹: ۲ و ۶، ۲۰: ۲۲ و ۲۳، ۲۸: ۲۵) یہ اُسی رُوح کی زندگی، طاقت اور قدرت تھی جو پولس کے رگ و ریشہ میں سمائی ہُوئی تھی جس کی وجہ سے ہزاروں جانیں ہمارے خُداوند کی سلطنت میں داخل ہو گئیں۔

ہم خبردار رہیں اور طبعی حقوق کو رُوحانی تیاری کا قائم مقام نہ ٹھہرائیں۔ اگرچہ ہندو پاکستان میں ایسے دیسی اور پردیسی مشنریوں کی ضرورت ہے جو ذہین، عقیل، تعلیم و تربیت یافتہ اور علم الٰہیات کے ماہر ہوں۔ لیکن ایسے مشنریوں کی زیادہ ضرورت ہے جو مسیح کے ایلچی ہوں۔ ایسے مرد و عورت جو شخصی تجربہ سے نجات دہندہ کو جانتے ہوں، جو رُوح القدس سے بھرپور ہوں اور اُس کی خدمت میں جاں نثار ہوں۔ مشرقی ہمدردی اور مغربی پھرتی و چالاکی دونوں کے لئے گنجائش ہے لیکن سب سے زیادہ جو چیز ہمیں انجیل سنانے کے لئے درکار ہے وہ رُوحانی زندگی اور قوت ہے۔

۳- اُس کا خاص مشن۔ اتنے دراز عرصہ کے بعد جبکہ حالات میں ایسا تغیر و تبدل ہو گیا ہے، پولس کے مشن کی خصوصیت معلوم کرنا ذرا مشکل ہو گیا ہے۔ اپنے رجوع لانے کے وقت ہی سے وہ غیر قوموں کے لئے مسیح کا ایلچی مقرر ہوا (اعمال ۹: ۱۵؛ ۲۶: ۱۶-۱۸، گلتیوں ۱: ۱۵ و ۱۶) اسی غرض کے لئے وہ رجوع لایا اسی مقصد کے لئے وہ بلایا گیا۔ ایک یہودی کے لئے بلکہ ساؤل جیسے یونانی یہودی کے لئے بھی جو اپنے اصلی وطن میں یونانیوں اور رومیوں کے ساتھ آزادانہ راہ و ربط رکھ چکا تھا، ایسی بلاہٹ ایک سخت انقلاب تھا۔ عبرانیوں کے خیال میں مسیح صرف برگزیدہ نسل کے لئے تھا۔ اُن کے خیال میں نجات یہودیوں میں سے اور یہودیوں کے لئے تھی، غیر اقوام کا مسیح کے فضل میں کچھ حق نہ تھا۔ سوائے اس کے کہ ختنہ کے ذریعہ مرید بن کر یہودیوں میں شریک ہوں۔ اگر کوئی یہ کہتا کہ غیر قومیں بھی عہد میں داخل ہو کر یہودیوں کے برابر حق رکھیں گی، تو اُس کو بہت بُری نظر سے دیکھتے اور اَن ہونی بات سمجھتے۔ مقدس پولس نے بھی اسے ایک الٰہی راز کا لقب دیا جس کے لئے ایک نئے اور خاص مکاشفہ کی ضرورت پڑی (افسیوں ۱: ۹ و ۱۰؛ ۳: ۳-۱۰؛ کلسیوں ۱: ۲۶ و ۲۷؛ ۴: ۳) یہ تو سچ ہے کہ پہلے پہل پطرس کو اس الٰہی تجویز اور مقصد کی خبر کسی قدر ملی اور اُس نے کرنیلیس اور اُس کے رفیقوں کو کلیسیا میں شامل کیا (۱۰-۱۱: ۱۸)۔ لیکن پطرس اس مقصد کی تہ تک نہیں پہنچا۔ یہودی تعصبات سے وہ بندھا رہا (گلتیوں ۲: ۱۱-۱۴) الغرض آخر تک وہ مختونوں کا رسول کہلاتا ہے۔

خود مقدس پولس بھی اس راز کے حقیقی معنے بھولے ہوئے بتدریج سیکھے (۲۲: ۱۷-۲۱؛ ۱۶: ۶ و ۷) لیکن جوں جوں اس کی شروع پر یہ بھید ظاہر ہوتا گیا وہ انجیل کی آزادگی اور عالمگیری کے لئے زیادہ سرگرمی سے جنگ کرتا رہا۔ اُس کے لئے اور اُس ——— کے ہم خدمتوں کے لئے لفظ فضل کے ایک نئے معنے ہو گئے یعنی خدا کی ایک عجیب رحمت جس کے ذریعہ آسمان کی بادشاہت کا دروازہ سارے آدمیوں کے لئے کھل گیا اور قومی و ملکی امتیاز اُٹھ گیا۔ (۱۳: ۴۴ کا فٹ نوٹ) مسیحی کلیسیا میں مختونوں نے اس کی نسبت بہت غلطی کھائی اور اس کی بہت مخالفت کی۔ اس کے خطوں سے اس کی کچھ حقیقت کھلتی ہے، کہ اُن کی ناجائز اور سخت مخالفت کی وجہ سے

پولس رسول کو کیسا وسیع دل حاصل ہوا۔ پولس نے بہت کوشش کے ساتھ غیر قوموں سے یروشلم کے مسیحیوں کے لئے چندہ جمع کیا۔ اس سے اُس کی یہ بڑی آرزو ظاہر ہوتی ہے کہ اپنی نسبت شک و شبہ لوگوں کے دلوں سے دور کرے (۲۴: ۱۷؛ ۲ کرنتھیوں ۸ و ۹)، غیر قوموں میں کام کرنے کی بلاہٹ کے باعث اُس کی حب الوطنی میں کوئی فرق نہ آیا۔ وہ اپنے ہم قوموں کو بڑی سرگرمی سے پیار کرتا رہا۔ (رومیوں ۹: ۱ تا ۱۰: ۱۱) لیکن جو امانت اُس کے سپرد ہوئی اُس میں وہ بے وفا ثابت نہ ہوا۔ اس لئے غیر قوموں کی آزادگی کے لئے بڑی بہادری سے لڑتا رہا۔ اس لڑائی میں اس کی شخصی آزادگی چھن گئی اور آخر کار جان بھی دینی پڑی لیکن اپنا مطلب اُس نے حاصل کر لیا۔ مسیحی جماعت کے لئے یہ خطرہ تھا کہ وہ محض ایک یہودی فرقہ نہ بن جائے۔ لیکن پولس کی کوششوں سے عالمگیر کلیسیا بن گئی۔ قوم قوم اور فرقے فرقے میں جو دیواریں تھیں، وہ ہوتے ہوتے سب دور ہو گئیں۔ جو فتح حاصل کرنے میں اس قدر خرچ ہوا اُس کو ہم دل سے یاد رکھیں۔ جس وجہ سے یہ قومی تفاوت اور جدائی پیدا ہوئی وہ بالکل ختم ہو جائے کیونکہ وہ مسیح کے مزاج اور انجیل کی روح کے خلاف ہے۔ سب مسیحیوں کا یہ لازمی فرض ہے، خاص کر اس نازک وقت میں کہ ہر ایک ایسی بات سے پرہیز کریں، جس سے تفرقہ پیدا ہو۔ بلکہ ایسی کوشش کریں جس سے محبت اور یگانگت کو ترقی ملے۔ یورپی اور دیسی دونوں کو چاہیئے کہ قوم اور ذات کے فرق کو بالکل دفعہ کر دیں تاکہ سارے ایمانداروں میں ایک کامل برادری پیدا ہو۔ مسیح یسوع میں نہ یہودی ہے نہ یونانی نہ انگریز نہ ہندوستانی، نہ برہمن نہ چمار، بلکہ وہی ہمارا خداوند اور نجات دہندہ سب میں سب کچھ ہے۔ جو جدائی کی دیواریں گرائی گئی تھیں، اُن کو ہم دوبارہ پھر کھڑا کرنے کی کوشش نہ کریں (گلتیوں ۲: ۱۸) بلکہ اس اتحاد اور عالمگیر یگانگت کو قبول کریں جو انجیل کا عین جلال ہے جس قدر خدا نے سارے ایمانداروں کے لئے اپنی سلطنت کے دروازوں کو کشادہ کیا ہے اُسی قدر ہم اپنے دلوں کو کشادہ کریں۔

۴- اُس کے کام کے طریقے۔ اس جگہ اس رسول کے ہر قدم کی تفصیل دینا ضروری نہیں۔ اُس کی تحریرات کا مختصر حال دیباچہ مفتم پر سرسری نظر ڈالنے سے معلوم ہو سکتا ہے جن خاص طریقوں سے اُس نے کام کیا جن کا ذکر رسولوں کے اعمال

میں پایا جاتا ہے اُن پر غور کرنا مناسب ہوگا۔ لیکن ہمیشہ اس امر کو یاد رکھیں کہ ساری تجربات میں پولس کی رہنمائی خدا روح القدس کی حکمت اور قدرت سے ہوئی۔ اس لئے یہ اُسی روح کے کام کی تجزیہ و تربیت ہے جس پر ہمیں غور کرنا ہے۔

الف۔ اُس نے موقع کی جگہوں کو چن لیا۔ جب مقدس پولس نے ٹھیک طور پر اپنا کام شروع کیا تو اُس نے عموماً رُومی سلطنت کی شاہراہوں اور سڑکوں کو لیا جب تک کہ انجیل کا جھنڈا پختہ طور سے دارالعلاقہ میں قائم نہ ہوگیا۔ اُس کے پہلے بڑے سفر کے وقت پِسدیہ میں بھی اُس کے کام کرنے کا خاص مرکز رُومی گورنر تھا۔ اِس کے بعد یہ ذکر ہے کہ یکے بعد دیگرے صوبوں میں اس نے انجیل سنائی یعنی گلتیہ۔ مکدنیہ۔ آخیہ اور آسیہ میں۔ اور آخرکار وہ اٹلی میں جا پہنچتا ہے۔ اس تاریخ پر نظر ڈالنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا کا منشا یہی تھا اور پولس نے بھی رفتہ رفتہ سمجھا کہ رُومی سلطنت میں انجیل سنائی جائے۔ کیونکہ اُن دنوں میں رُومی سلطنت کُل مہذب دُنیا تھی۔ اِس لئے اس غرض کو مدِنظر رکھ کر جو مقامات انجیل سنانے کے لئے چنے گئے وہ ملکی، علمی اور تجارتی مرکز تھے۔ مثلاً پسدیہ کا انطاکیہ۔ فلپی۔ تھسلنیکی۔ اتھینے، کرنتھس اور روم۔ البتہ کسی کسی جگہ یہ اشارہ تو پایا جاتا ہے کہ علاقوں اور ضلعوں میں بھی بشارتی کام ہوتا تھا۔ تاہم اس کام کے خاص مرکز مشہور شہر تھے جن سے اس کام کی شعاعیں دُور دُور علاقوں میں پہنچتی تھیں۔ البتہ اس سے یہ نتیجہ تو نکالنا نہ چاہیئے کہ رُومی سلطنت میں انجیل سنانے کا جو طریقہ تھا وہی طریقہ اس ملک میں برتنا چاہیئے۔ خدا کے کام کے بہت سے طریقے ہیں۔ لیکن خاص بات قابلِ لحاظ یہ ہے کہ جو دروازے روح القدس نے پولس کے لئے کھولے اُنہیں میں وہ داخل ہوا (دیکھو خصوصاً ۱۶: ۶-۱۰)۔ رُومی شہری ہونے کی وجہ سے انسانی طور پر وہ اُسی قسم کے بڑے مقامات میں کام شروع کرنے لگا جہاں رُومی تاثیر بیت تھی۔ جو صاف سبق ہمارے لئے ہے وہ یہ ہے کہ ہم روح القدس کی ہدایت پر چلیں اور جو دروازے وہ ہمارے لئے کھولے ہم اُن میں داخل ہوں خواہ وہ اس ملک کے بڑے شہر ہوں یا دیہات جہاں نوّے فیصدی لوگ رہتے ہیں۔

ب۔ ہر حالت کے مطابق اُس نے اپنی حالت کو بدلا۔ اس کا مفصل بیان نویں فصل میں ہوگا (دیباچہ ہشتم) لیکن اس جگہ مثال کے طور پر اتنا ذکر ہوگا کہ اُس

نے اپنے اعمال اور وعظ و نصیحت کو مختلف لوگوں کے سامنے کیسی عجیب طرح سے پیش کیا۔ پسدیہ کے انطاکیہ تھسلنیکی اور افسس کے عبادت خانوں میں۔ لسترہ میں بُت پرست بھیڑ کے سامنے۔ اتھینے کے اریوپگس میں یونانی فلاسفروں کے سامنے۔ فیستُس گورنر کے درباریوں کے رُوبرو۔ خواہ رُومی حکام ہوں خواہ یونانی علماء خواہ ایشیائی عُہدہ دار ہوں یا یہودی فضلاء وہ سب کے سامنے اُن کی حسبِ حالت آسانی سے انجیل کو پیش کرتا ہے۔ اُس کے کام میں ایسے طریقے نہ تھے جو نقش کا مجرّ نہ ہوں۔ وہ ٹھیک حقیقی معنوں میں سب آدمیوں کے لئے سب کچھ بنا (۱-کرنتھی ۹: ۱۹-۲۳) کیا اِس ملک میں اس بات کی بڑی کمی نظر نہیں آتی؟ کیا ہم اکثر لکیر کے فقیر نہیں بنے ہوئے؟ کیا انجیل سنانے میں ہم نے مغربی اور اجنبی خیالوں کو اکثر پیش نہیں کیا؟

ج۔ نئی قائم شدہ کلیسیاؤں کی وہ بڑی فکر کرتا تھا۔ اُس کے کام کا یہ پہلو بہت عیاں ہے۔ چنانچہ بار بار اس کا ذکر آیا ہے کہ اُس نے اپنے پیارے مریدوں کو دوبارہ سہ بارہ جاکر دیکھا (۱۵: ۳۶؛ ۱۶: ۵؛ ۱۸: ۲۳؛ ۲۰: ۱-۳۸) اُن کی مدد اور تسلی کے لئے کئی بار ایلچی بھیجے (۱۸: ۵؛ ۱۹: ۲۲) اُن کے لئے برابر دُعا کرتا تھا۔ اُن کے پاس خط لکھ کر بھیجے۔ یہ امور واقعی اُس کے خطوں سے بخوبی ظاہر ہیں۔ اُس نے اسی پر قناعت نہ کی کہ ان لوگوں نے حق کی پہچان حاصل کی بلکہ اُس کی زندگی اُن کی زندگی سے وابستہ تھی۔ اُس کی زندگی یہ تھی کہ اُس کے شاگرد خداوند میں قائم تھے۔ (۱-تھسلنیکی ۳: ۸) مسیح کے خادموں کو آج اسی طبیعت اور روح کی ضرورت ہے۔ وہ چھوٹی غلطی اور ناشائستہ چلن پر تنبیہ کرتے ہیں، جیسے کہ اس پہلے بڑے مشنری نے کی پھر بھی بڑی محبت اور فروتنی سے اُن کو یہ چاہیئے کہ کمال محبت سے اپنے گلّہ کی گلّہ بانی کریں اور اُن کے ساتھ اپنے تئیں شامل کریں جنہوں نے اِس غیر مسیحی ملک میں اُس کا مقدس نام لینا سیکھا ہے۔

د۔ وہ اپنے ہم خدمتوں کا رفیق تھا۔ اِن میں سے بعض تو عبرانی تھے اور خود اُس کی طرح ایشیائی جیسے سیلاس، ارسترخس اور یوحنا مرقس۔ بعض یونانی تھے، جیسے لوقا اور طیطس۔ اِن میں سے ایک تیمتھیس نامی مخلوط النسل تھا۔ اُن کے ساتھ

اُس نے دورہ کیا۔ اُن کے ساتھ کام کیا۔ اُن کے ساتھ دُکھ اُٹھایا۔ اُن کے ساتھ دُعا مانگا کرتا تھا۔ اُن سے اپنے ایلچی اور نائب کا کام لیا کرتا تھا۔ مسیحی کارندوں کی جماعت کی ایک عمدہ تصویر یہاں ہے۔ یہ مختلف الاصل۔ مختلف القوم اور مختلف التربیت یافتہ لوگ تھے۔ لیکن انجیل کی یگانگت اور اتحاد میں بھائیوں کی طرح کام کرتے تھے۔ یہاں مقدس پولس بالکل مشرقی طرز کا شخص پایا جاتا ہے۔ جیسے گُرو اور پیشوا اس ملک میں ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ شاگرد ہیں۔ مددگار ہیں ہم خدمت ہیں جنکو اُس نے انجیل کی تعلیم کی اشاعت کے لئے خود تیار کیا تھا۔

لیکن مسیح کے کام میں باہمی اتحاد و شراکت کا عمدہ نقشہ یہ نہیں۔ ہندوستانی یورشیئین اور یورپین کارندے ایسے ہی جماعتیں جو ایک ہی پاکیزہ محبت سے معمور ایک ہی فضل کی رُوح سے معمور ایک ہی مقصد کے پیرو ہوں۔

فصل ششم

ہندو پاکستان کی کلیسیا کیلئے اعمال کی کتاب سے سبق

رسولوں کے اعمال کی کتاب میں مسیحی جماعت کے پہلے مشنری کاموں کی اور اُن مشکلات کا سامنا کرنے کی تاریخ ہے جو اس کام کو سرانجام دینے میں پیش آئیں اس میں ایسے نقطے، واقعات اور ماجرے درج ہیں جو ہمارے لئے ایک نمونہ ہو سکتے ہیں۔ اس ملک میں اسی قسم کا کام کرنے کے لئے ہم کو بہت ہدایت مل سکتی ہے اور اپنی ضرورتوں میں خاص سبق ہم کو مل سکتے ہیں۔ اب ہم خاص خاص باتوں پر توجہ کریں گے۔

۱۔ سب سے زیادہ مقدم جگہ رُوح القدس کے کام کو دی گئی ہے۔ اس کتاب میں "رسولوں کے اعمال" کا بیان ہے۔ اوّل سے آخر تک رُوح القدس کو ممتاز جگہ دی گئی ہے یہی رُوح اپنے خادموں کی محنتوں کی ہدایت کرتا اور اُن پر برکت دیتا ہے۔ جی اُٹھے مسیح نے جو پہلا حکم اپنے شاگردوں کو دیا وہ صاف و صریح تھا۔ اُس نے اُن کو تاکید کی کہ یروشلم سے باہر نہ جاؤ۔ بلکہ باپ کے اُس وعدہ

کے پورا ہونے کے منتظر رہو" (۱: ۴) جب اُس نے اُن کو پیچھے چھوڑا کہ اُس کے کام کو سرانجام دیں تو اُس نے یہ کہہ کر ہمت دلائی "تم تھوڑے دنوں کے بعد رُوح القدس سے بپتسمہ پاؤ گے۔ جب رُوح القدس تم پر نازل ہوگا تو تم قوت پاؤ گے۔ اور میرے گواہ ہو گے" (۱: ۵-۸) اس کے بعد پنتکوست کا واقعہ ہوا۔ جبکہ کئی زبانیں اور عجیب عجیب کام ظاہر ہوئے۔ خداوند کا وعدہ پورا ہو گیا۔ اُس کے شاگرد عالم بالا کی قوت سے ملبس ہو گئے۔ اور اُس پنتکوستی قوت سے معمور ہو کر زمین کی انتہا تک اُس کی گواہی دیتے چلے گئے۔ یہ کتاب رُوح القدس سے بھری ہوئی ہے۔ تقریباً ہر صفحہ پر اس کا ذکر ملتا ہے اور ہر سمت میں اس کا ذکر آتا ہے۔ اس الٰہی فارقلیط کے اعمال میں تقریباً ساٹھ دفعہ لفظ رُوح آیا ہے، اور چالیس سے زیادہ موقعوں پر لفظ رُوح القدس مستعمل ہوا ہے۔ الغرض یہ ساری تاریخ ایک مسلسل بیان رُوح القدس کے اعمال کا ہے۔ یہاں پہلے شاگردوں کے کام میں ہم ان صورتوں کا مشاہدہ کرتے ہیں:-

انہوں نے رُوح القدس سے بپتسمہ پایا (۱: ۵ و ۸، ۲: ۴، ۱۷ و ۱۸، ۳۳، ۸: ۱۵ سے ۱۷، ۱۰: ۴۴ سے ۴۷، ۱۱: ۱۵ و ۱۶، ۱۵: ۸، ۱۹: ۶)

ب - یہ رُوح القدس سے معمور ہو گئے (۲: ۴، ۴: ۸ و ۳۱، ۶: ۳ و ۵، ۷: ۵۵، ۹: ۱۷، ۱۱: ۲۴، ۱۳: ۹ و ۵۲)

ج - یہ رُوح القدس کے ساتھ ہم گواہ تھے (۵: ۳۲)

د - رُوح القدس کے ذریعہ یہ مقرر ہوئے (۲۰: ۲۸)

ہ - رُوح القدس کے ذریعہ یہ علیحدہ کئے گئے اور بھیجے گئے (۸: ۲۹ و ۳۹، ۱۰: ۱۹، ۱۱: ۱۲ و ۲۸، ۱۵: ۲۸، ۱۶: ۶ و ۷)

و - رُوح القدس نے اُن کی رہنمائی کی (۸: ۲۹ و ۳۹، ۱۰: ۱۹، ۱۱: ۱۲ و ۲۸، ۱۵: ۲۸، ۱۶: ۶ و ۷)۔

ی - یہ رُوح القدس کے بتلائے ہوئے تھے (۲: ۴، ۲۱: ۴ و ۱۱)

یوں سرسری غور کرنے سے مجھے یہ سوال دل میں پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم بھی اپنے اپنے تجربے سے ان صورتوں کو ٹھیک ٹھیک جان گئے ہیں؟ جیسے پہلے ایماندار دل

کے لئے یہ حکم تھا، ویسے ہی ہمارے لئے بھی ہے کہ "جب تک عالمِ بالا کی قوت سے ملبّس نہ ہو، ٹھہرے رہو" (لوقا ۲۴: ۴۹) جیسے افسس کے مسیحیوں سے یہ سوال کیا گیا تھا ویسا ہی ہم سے کیا جاتا ہے کہ جب تم ایمان لائے تو تم نے رُوح القدس پایا؟ (۱۹: ۲) کیا ہماری زندگی اور کام میں ناکامیابی کا ایک بڑا سبب یہی نہیں کہ ہم رُوح القدس کو اُس کی مناسب جگہ نہیں دیتے۔ ہندو پاکستان اور دوسرے جہان میں مسیحی کلیسیا کی کوششیں زیادہ پھلدار اور مؤثر ہوں گی، اگر ہم اپنی رفتار کو تدبیر اور دیانتداری اور سرگرمی سے اُن حادثات کا مقابلہ کریں کہ اس پینتیکُست کا پیغام کو حاصل کریں۔ کیا اُس کی بُو محبت آور پہلے زمانوں کی طرح اب بھی ہمارے کانوں میں گونج نہیں رہی کہ رُوح القدس سے بھر جاؤ (افسیوں ۵: ۱۸)۔ اعمال کی کتاب میں رُوح القدس کی حضوری کا ایک زندہ نقشہ کھینچا گیا ہے اور اُس کے کام کی کامیابی کی تصویر دکھائی گئی ہے، لیکن آج کل کی کلیسیا میں اس کی کمی نظر آتی ہے جس سے یہ خیال گزرتا ہے کہ وہ پہلے مؤثر نقش ماند پڑ گئے ہیں۔ لیکن خدا کی مرضی تو یہ نہیں کہ پہلے شاگردوں کی نسبت ہماری زندگیاں کم قدرت والی، کم خوش اور کم پھلدار ہوں۔ چونکہ اس کتاب کی تعلیم درست ہے۔ اس لئے ہر زمانہ کی کلیسیا کے لئے اُن کا مقصد بھی یہی ہے۔ کہ رُوح القدس کلیسیا کے شرکا کو معمور اور مقدس کرے (۲: ۱؛ ۴: ۳۱؛ ۱۳: ۲؛ ۲۰: ۲۸)؛ اور اُس کی صلاح و مشورت اُن کی مجلس ہو (۱۵: ۲۸) اُس کے سارے کاموں کی ہدایت اور حکومت کرے (۸: ۲۹؛ ۱۰: ۱۹-۲۰؛ ۱۶: ۶-۷؛ ۲۰: ۲۲)

ایک خاص عملی سبق ہمارے سامنے پیش آتا ہے کہ رسولوں کے اعمال کی کتاب کے موافق ہر کارندہ نہ صرف الزام اور ملامت سے آزاد ہو (۶: ۳؛ ۱۶: ۲) بلکہ فی الحقیقت رُوح القدس سے معمور ہو (۱: ۴ و ۵-۸؛ ۲: ۴؛ ۶: ۳؛ ۹: ۱۷) اس سے اونچے معیار کا مذکر ہے اور نہ وہ قبول کیا گیا، بلکہ "میزوں کی خدمت" کے لئے یہ ایک لازمی شرط تھی۔ رفتہ رفتہ اس مقدس معیار سے تجاوز کرنے پر سخت نقصان پیدا ہوا؛ اور آج ہندو پاکستان کو اسی کی ضرورت ہے کہ یہ معیار پھر بحال کیا جائے۔ اس ملک میں جب ہم مشن کے کارندوں پر نظر ڈالتے ہیں تو یہی پاتے ہیں کہ ایک اونچے

معیار قائم کیا گیا ہے۔ اور یہ الزام کسی خاص شخص پر نہیں لگا سکتے۔ ہم یہ نہیں کہیں گے کہ یہ خاص دیسی کلیسیا کا قصور ہے یا خاص پردیسی مشنری صاحبان کا۔ ہم سب بلا امتیاز کم بیش اس امر میں مجرم ہیں اور ملامت کے لائق ہیں۔ اکثر یہ عذر پیش کیا جاتا ہے کہ ضرورت کے باعث ایسا کیا گیا اور یہ عہد نامہ کی تعلیم سے تجاوز کیا گیا۔ بہرحال اسی وجہ سے ہم کمزور ہیں اور ایک حملہ آور گروہ بن گئے جو درحقیقت کمزوری ہے۔ ہم پھلدار ہونے کی بجائے بے پھل ہو گئے۔ صرف ایک ہی طاقت حقیقی رُوحانی نتیجہ پیدا کر سکتی ہے، یعنی خدا رُوح القدس کی الٰہی قدرت۔ اس لئے "رُوح القدس سے بھر جاؤ"!

۲۔ خدا کے مشنری مقاصد اور تمنائیں اس میں چمک رہی ہیں۔ رسولوں کے اعمال کی کتاب خاص کر انجیل کی اشاعت کی تاریخ ہے۔ اس میں نظر آتا ہے کہ خدا سارے نوعِ انسان کے لئے کیسی آرزو رکھتا ہے۔ نجات دہندہ کے آخری الفاظ جب وہ قادرِ مطلق کے دہنے جا بیٹھا مشنری الفاظ تھے "زمین کی انتہا تک" اس کے مطابق پنتیکُست کے روز انجیل کا پیغام اُن یہودیوں اور یہودی مریدوں کو سُنایا گیا جو ساری مہذب دُنیا میں سے آکر یروشلیم میں جمع تھے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ ان میں کتنے لوگ نجات کا یہ علم واپس جاتے وقت اپنے ساتھ اپنے شہروں کو لے گئے۔ جب رسول اور شاگرد اسی مقدس شہر میں عبادت اور خدمت کرنے کے لئے ٹھہرے رہے تو خدا نے شہادت اور ایذا رسانی کے ذریعہ اپنا مقصد اُن کو یاد دلایا اور یہودیہ اور سامریہ کے علاقوں میں اُن کو منتشر کر دیا تاکہ وہ انجیل سُنائیں (۸: ۱-۴) اسی مقصد کو ظاہر کرنے کے لئے کُرنیلیس کے رجوع لانے کا بیان کیا گیا، کیونکہ اُس کے ذریعہ غیر قوموں کے لئے نجات کا دروازہ کھل گیا (۱۰ باب)۔ یہاں پھر ان سب کارندوں کو کچھ مجبوراً کرنا پڑا۔ رویتوں اور فرشتوں سے کام لیا گیا جس کے بغیر پطرس بھی آگے قدم بڑھانے کے لئے تیار نہ ہوتے، اور جب یہ قدم بڑھایا گیا، تو اعتراضات کا ایک طوفان برپا ہو گیا (۱۱: ۱-۱۸)۔ پہلے پہل تو کلیسیا حیران ہوئی۔ اگرچہ یہ نہ کہیں کہ وہ گھبرائی جب سوریہ کے انطاکیہ کے یونانیوں پر انجیل سُنانے کے وقت الٰہی منظوریت کے خاص نشان ظاہر ہوئے (۱۱: ۱۹-۲۵) اس لئے ایک اور ایذا رسانی اور ایک اور شہادت کی ضرورت پڑی تاکہ خدا کے لوگوں کو یاد دلایا جائے کہ یروشلیم اُن کے آرام

کی جگہ دمشق (۱۲ باب)؛ اس لئے کلیسیا کے لئے یروشلم کی بجائے خیال کی وسعت سے انطاکیہ
مرکز بن گیا۔ اسی جگہ اس نام کا ذکر آتا ہے جو زاں بعد دُنیا بھر میں مشہور ہو گیا۔ یعنی
کرسٹان یا مسیحی (۱۱: ۲۶) اسی جگہ ایسے بے شمار لوگ مل گئے جو بُتوں سے زندہ
خُدا کی خدمت کی طرف پھرے (۱۱: ۲۰ و ۲۱) اس جگہ وُہ اُستاد جمع ہو گئے جن کی
نصیحت و مشورت کے ذریعہ انطاکیہ کی کلیسیا اپنے خاص کام کے لئے تیار ہو گئی۔
(۱۳: ۱) اس کے بعد اِس کا ذکر بھی آتا ہے کہ جس طرح خُدا نے ایک خاص کلیسیا
کو مشنری کام کے لئے چنا، اُسی طرح خاص شخصوں کو پردیسی مشنری ہونے کے لئے
تیار کیا۔ برنباس کا پہلا تجربہ اور مقدس پولُس کا رجوع لانا اور اُس کی تربیت آ
کے آئندہ خاص کام کے لئے مفید تھا۔ اسی مقصد سے مسیح راہ میں ایذا دینے والے
کو بلا (۹: ۱۵ و ۱۶، ۲۶: ۱۶-۱۸) اگرچہ پولُس اپنی خاص قابلیتوں کی وجہ سے اپنے
ملک میں کام کرنے کے لئے اپنے تئیں مناسب سمجھتا ہوگا، لیکن اُن زخمی ہاتھوں نے
اُسے مجبور کیا اور کہا "جا میں تجھے غیر قوموں کے پاس دُور دُور بھیجوں گا" (۲۲:
۲۱) اعمال کی کتاب کا باقی بیان عموماً دُور کے ملکوں میں مشنری کام کی تاریخ ہے
مقدس پولُس کے پہلے مشنری سفر کے وقت ایشیائے کوچک کے صوبہ گلتیہ میں پہلی
دفعہ انجیل سنائی گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پسدیہ انطاکیہ۔ اکنیم لسترا اور دربے
چراغ پیدا کرنے گئے تاکہ اردگرد کی تاریکی میں مسیح کی روشنی ظاہر کریں۔ یہاں پھر
کی کاہلی اور کچھ تاخیر کرنے کا پتہ لگتا ہے، جب یُوحنّا مرقس ہل پر ہاتھ رکھ کر پیچھے ہٹ
گیا۔ (۱۳: ۱۳، ۱۵: ۳۸) اور وہ جھگڑا برپا ہوا جس میں بعضوں نے ختنہ کو اپنے
ہم جنسوں کی نجات سے زیادہ ترجیح دی (۱۵: ۱-۵)۔ مرقس اور مختون فریق
کل بھی مسیحی کلیسیا میں پائے جاتے ہیں۔ اب بھی بعض ایسے شخص ہیں کہ وہ بلاہٹ
سُن کر بھی کام پر نہیں جاتے، اور ایسے بھی ہیں جو بُت پرستوں کے رجوع لانے کی
نسبت رسمیات پر زیادہ زور دیتے ہیں۔

دُوسرے مشنری سفر کے بیان میں خُدا کا یہ مقصد اور بھی نمایاں ہوتا ہے اور
معلوم ہوتا ہے، کہ یہ مشنری صرف یہ چاہتے تھے کہ نئی قائم شدہ جماعتوں کو پھر
دیکھیں، اور اُن نو مریدوں کو ایمان میں مضبوط کریں۔ یورپ میں کام کرنے کا اُن

ارادہ بالکل معلوم نہیں ہوتا۔ یہی پتہ لگتا ہے کہ وہ ایشیائے کوچک کے کبھی اس ضلع
میں کبھی اُس ضلع میں انجیل سنانے کی کوشش کرتے تھے (۱۶: ۶ و ۷) اور ہر دفعہ
[illegible] ہاتھ اُن کے ارادہ کو باطل کرتا رہا۔ باوجود اُن کی اس خواہش کے
وُہ تروآس میں جا پہنچتے ہیں اور سمندر اُن کے سامنے موجزن ہے اور یہی ظاہر کرتا
ہے کہ میں تُم کو سوار کر کے یورپ کے ممالک میں لے جاؤں گا۔ وُہ اہل مکدُنیہ شخص
کی طرح زبان حال سے یہ کہہ رہی تھیں کہ "آ اور ہماری مدد کر" اسی طرح سے خُدا
کا ارادہ کامیاب ہُوا، اور اُس کے فضل کے مقاصد ظاہر ہو گئے اور انجیل کی روشنی
مکدُنیہ اور یُونان میں چمکی۔ فلپی تھسلنیکے۔ بیریہ اتھینے اور کرنتھس نے یسوع مسیح
کی قدرت کو محسوس کیا اور اُس کی گواہی دینے کے لئے کلیسیائیں وہاں قائم
ہو گئیں۔

تیسرے مشنری سفر کے بیان میں خُدا کی حکمت اور بھی عیاں ہے۔ اب وہ
روم میں انجیل سنانے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ یہ قدم اُٹھانے سے پیشتر اُس نے
مغربی ایشیا میں ایک عمدہ مرکز چُنا۔ یہ رُومی صوبہ خاص آسیہ کے نام سے مشہور
تھا۔ اس میں مُوسیہ۔ لُدیا۔ کاریا وغیرہ کے علاقے شامل تھے جن میں اب تک انجیل کی بشارت
دی گئی تھی۔ اس صوبہ کا خاص دارالخلافہ اور مشہور شہر افسس تھا۔ خُدا کی حکمت
نے پسند کیا کہ یہاں ایک سرسبز مشن قائم کرے جہاں سے روشنی کی شعاعیں چاروں
طرف چمکیں (۱۹ باب) وہاں سے اس رسول نے پھر مکدُنیہ اور یُونان میں سفر
کیا (۲۰: ۱-۳) اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یہاں سے اُس نے نئے علاقوں میں
بھی انجیل سنائی۔ اور ساحل سمندر اڈریاٹک تک دورہ کیا (رُومیوں ۱۵: ۱۹) اور اُس
کا رُخ اسی وقت کسی قدر اطالیہ کی طرف ہو گیا۔ اس تیسرے سفر میں اُس کا دل
اور اُس کے خیال رُوم پر جمے ہوئے تھے (۱۹: ۲۱) اس سے صاف ظاہر ہے کہ
قدس کا رُوح اُن کے خیالات کو نئے علاقوں کی طرف پھیرتا تھا، جہاں پہلے انجیل
نہ سنائی گئی تھی کیا کوئی شک کرے گا، کہ یروشلم میں قید ہونا اور بعد ازاں مجبوری کی حالت
اسیروں کے ہاتھ میں پڑنا اور قیصریہ میں بند رہنا خُدا کی حکمت اور محبت کی تکمیل
اور انجیل کی ترقی کے لئے نہ تھی؟ اس رسول نے رُوم کو ایسا مرکز سمجھا جس کے ذریعہ

مغرب میں مشنری کام زیادہ عمدگی اور آسانی سے ہو سکتا تھا۔

اعمال کی تاریخ کا سلسلہ وار مطالعہ کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ یروشلم کی جگہ انطاکیہ مرکز ہو گیا اور بعد ازاں روم۔ یہ ساری تاریخ اسی ایک مقصد کی تشریح اور توضیح ہے کہ دُنیا میں انجیل کی اشاعت ہو۔ اس مقصد کی تکمیل میں تقریباً ہر جگہ خدا کا ہاتھ نظر آتا ہے۔ اگرچہ وہ اس بڑی کل کو حرکت دیتا اور اس کے کام کی ہدایت کرتا اور اس کے جو کارندے کچھ سست اور کاہل ہو جاتے ہیں، اُن کے ارادوں کو گویا مجبور کرتا اور غلط راہوں اور غلط طریقوں کے اختیار کرنے سے ان کو ہٹاتا، تمام واقعات اور قومی انقلابات کو اس مقصد کے لئے استعمال کرتا، بلکہ انسان کی نجات کی خاطر آندھی طوفان اور موجوں کو اپنے اس نیک ارادہ کے پورا کرنے میں کام میں لاتا ہے۔ جو شخص نیک نیتی سے اس بیان کا مطالعہ کرے اُس کے دل میں کچھ شک و شبہ نہ رہے گا کہ کیوں خدا نے مسیحی کلیسیا کی بنیاد ڈالی۔ وہ مقصد یہی تھا کہ سارے جہان میں انجیل سُنائی جائے۔ اس کتاب کے بہت حصوں سے اس امرِ واقعی کا ثبوت ملتا ہے، کیونکہ وہ حصے نجات دہندہ کے آخری حکم کے سلسلہ کے عین مطابق ہیں۔ وہ حکم یہی تھا کہ اُس کے شاگرد انجیل کے گواہ ہوں یروشلیم میں سارے یہودیہ میں، سامریہ میں، بلکہ دُنیا کی حدوں تک۔

ہم جو ہند و پاکستان اور لنکا میں کام کرتے ہیں اس سے کچھ سبق سیکھ سکتے ہیں۔ جن ملکوں میں اب تک انجیل نہیں سُنائی گئی وہ ہماری طرف تک رہے ہیں۔ خدا کا ارادہ ہم کو بتلا رہا ہے، مسیح کی محبت ہم کو مجبور کر رہی ہے، فضل کا رُوح ہماری ہدایت کر رہا ہے۔ اب ہمیں چاہیئے کہ سستی سے پڑے نہ رہیں۔ مسیحی ترقی کی رفتار کو دھیما نہ کریں، بلکہ حسب مقدور رسولوں کے اعمال کو جاری رکھیں اور مسیح کے نام میں آگے بڑھتے جائیں اور نئے علاقوں میں انجیل کا جھنڈا کھڑا کریں، اور ہندو، سکھ، بدھ اور مسلمانوں کو یہ بڑی خوشی کی خبر سنائیں۔ ہند و پاکستان کی آبادی تیس کروڑ کے قریب ہے۔ ان میں سے تیس لاکھ کے قریب مسیحی کہلاتے ہیں اور اکثر برائے نام مسیحی ہیں۔ بعض بڑے بڑے شہروں اور علاقوں میں دو دو یا تین تین یا چار چار شخص فی دس ہزار باشندوں میں پائے جاتے ہیں۔ کیا یہ امر غور طلب نہیں۔ کیا اس

بشارت کے کام کو زیادہ سرگرمی سے عمل میں لانا نہیں چاہیئے۔

اس آزادانہ مسیحی زندگی اور کام کا عمدہ نقشہ اس کتاب میں ملتا ہے۔ چنانچہ ہم اس کتاب کے ورقوں کو پڑھتے ہیں تو یہی مشاہدہ میں گزرتا ہے کہ انتظام اور اختیار کو مناسب جگہ دی گئی۔ رسولوں کے عہدہ اور رتبہ کی بہت عزت تھی کیونکہ وہ اس نئی جماعت کے پیشوا تھے (۱: ۱۵-۲۶؛ ۲: ۱۴، ۴۲؛ ۴: ۳۵؛ ۵: ۱۲؛ ۶: ۹؛ ۸: ۱۴-۱۷؛ ۹: ۲۷؛ ۱۵: ۲)۔ جوں جوں کام ترقی کرتا جاتا تھا، اُن کے ساتھ کام میں مدد دینے کے لئے پریسبٹر یا بزرگ مقرر کئے جاتے تھے (۱۱: ۳۰؛ ۱۵: ۲-۴، ۶ و ۲۲؛ ۱۶: ۴؛ ۲۱: ۱۸) اور جیسے ضرورت پیدا ہوتی تھی، مددگار خادم بھی مقرر کئے جاتے تھے (۶: ۲-۶) اور مقدس پولس بڑی خبرداری سے غیر قوم جماعتوں کی بہبودی اور ترقی کے لئے پریسبٹروں یا بشپوں کو مقرر کرتا تھا (کیونکہ اُن دنوں میں پریسبٹر اور بشپ ایک ہی معنے رکھتے تھے) (۱۴: ۲۳؛ ۲۰: ۱۷ و ۲۸) علاوہ ازیں ہمارے خداوند کے بھائی یعقوب کا عہدہ یروشلم کی کلیسیا کے میر مجلس ہونے کا (۱۲: ۱۷؛ ۱۵: ۱۳-۲۱؛ ۲۱: ۱۸؛ گلتیوں ۲: ۹) بعد از مستقل عہدہ کا نمونہ تھا۔ لیکن یہ بات قابل لحاظ ہے کہ اگرچہ اختیار پر بہت زور دیا گیا اور اس کی بڑی عزت ہوتی ہے لیکن یہ نہیں سمجھا گیا کہ وہی ایک ضروری بات تھی۔ ستفنس کی وفات کے بعد یروشلم کے مسیحی سوائے رسولوں کے اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے۔ اور جہاں وہ گئے کلام کو سُناتے پھرے۔ اُن کے پاس کوئی ظاہری لائسنس یا سرٹیفکیٹ اس کام کے لئے نہ تھا سوائے اُس کے جو مسیح کی محبت اور اُس کی خدمت میں سرگرمی سے پیدا ہوتا ہے (۸: ۱-۴)۔ فلپس بشر نے بلا کسی انسانی اختیار اور سند کے ایک نئے علاقہ میں کام شروع کیا (۸: ۵-۱۳ و ۲۶-۴۰) اگرچہ بعد میں رسولوں نے اُس کے کام کی تصدیق کی (۸: ۱۴-۲۴) جہاں تک ہم کو معلوم ہے یونانی یہودی واعظوں کا کسی نے تقرر نہ کیا تھا۔ لیکن انہوں نے انطاکیہ کے یونانیوں کو انجیل سُنائی اور بعد ازاں اُن کے کام کو رسولوں نے پسند کیا (۱۱: ۱۹-۲۴)۔ چنانچہ مقدس پولس غیر قوموں میں کام کرنے کے واسطے اس امر کا مدعی ہے کہ میں نے یہ اختیار آسمان سے حاصل کیا اور انسانی سارٹیفکیٹوں کو نظر حقارت سے دیکھتا ہے (۹: ۲۰، گلتیوں ۱: ۱۱-۱۲، ۲: ۶)۔ اگرچہ بعد میں وہ خوش تھا کہ یروشلم

کے ذی اختیار صاحبان نے اُس کو خاص اجازت دی (گلتیوں ۲: ۹و۱۰) اور اُس نے بڑے بڑے سوالات اُن کے سامنے پیش کئے (۱۵: ۲) اور اُن کی نصیحت کے مطابق کام کرنے لگا (۲۱: ۲۰-۲۶) چنانچہ اپلوس نے بھی اسی طرح سے آزادانہ کام کیا (۱۸: ۲۴-۲۸)

اعمال کی کتاب میں یہ بھی نظر آتا ہے کہ زندگی سے انتظام نکلتا ہے نہ انتظام سے زندگی۔ رُوحانی زندگی کی کوششوں کے ذریعہ انجیل نے بہت جلد ترقی کی جس کے سبب سے ساتوں کے تقرر کی ضرورت پڑی (۶: ۱-۷) غالباً کلیسیا کی توسیع اور ترقی کے باعث یعنی جب انجیل قیصریہ تک (۱۰ باب) اور انطاکیہ تک (۱۱: ۱۹-۲۶) پھیل گئی تو یروشلم میں پرسبٹر مقرر کئے گئے تاکہ مشورت و خدمت میں رسُولوں کے مددگار ہوں اور جب غیر اقوام میں سے بہت لوگ مسیحی ہو گئے تو اُن کے درمیان کلیسیاؤں کے انتظام کی ضرورت پڑی (۱۴: ۲۱-۲۳) اِس سلسلہ میں ہمیں کچھ تعجب ہے کہ مقدس لوقا نے یروشلم کے پرسبٹروں کے تقرر کا ذکر چھوڑ دیا ہے۔ تاریخ میں اِس کا اچانک ذکر آتا ہے (۱۱: ۳۰، ۱۵: ۲، ۴ و ۶) اور اس کی کچھ تشریح نہیں کی گئی۔ شاید اُن کا یہ خیال ہو گا کہ انجیل کی ترقی اور غیر قوموں کی نجات انتظام کی تفصیلوں سے زیادہ ضروری ہے۔ الغرض رسُولوں کے اعمال کی کتاب خدمت اور کام کے رسمی ناموں پر چنداں لحاظ نہیں کرتی۔ اس کی تاریخ میں اس کا ذکر آتا ہے کہ مسیحی ایماندار رُوح القدس سے بھر گئے اور اُسی سے اُن کو الہام حاصل ہوا اور اپنے ایمان اور محبت کے جوش میں نئے علاقوں میں انجیل پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ خُدا کے گواہوں کے کام کا ذکر کیا جاتا ہے۔ استفنس ایسی سرگرمی سے محنت کرتا ہے جو عبرانی مذہب میں محدود نہیں رہ سکتی۔ فلپس ایک نئی زمین کو کھودتا ہے اور ایک افریقی مسافر کو حق کے علم کی ہدایت کرتا ہے۔ مسیحی ایماندار جن کے ناموں سے بھی ہم واقف نہیں نجات کی خوشخبری یہودیہ۔ سامریہ اور فینیکے۔ کپرس اور انطاکیہ میں سُناتے ہیں (۸: ۴؛ ۱۱: ۱۹-۲۱) اکولا اور پرسکلا کرنتھس اور افسس میں ہاتھوں سے محنت کر کے گزران کرتے تھے لیکن ساتھ ہی اپنے خداوند کی خدمت کرتے (۱۸: ۲، ۳، ۱۸، ۲۶؛ رومیوں ۱۶: ۳ و ۴) اپلوس حیرت انگیز فصاحت

کے ساتھ [illegible] اور [illegible] کے عبادت خانوں میں وعظ کرتا پھرتا (۱۸: ۲۴-۲۸) [illegible] تیمتھیس اور [illegible] اور ترفمس جیسے نئے مددگار [illegible] ذکر نہیں کرتا [illegible] انجیل کی خدمت میں حصہ لیتے رہے (۱۶: ۱؛ ۱۹: ۲۹؛ ۲۰: ۴؛ ۲۱: ۲۹) کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کسی بہتے چشمے کو ہم دیکھ رہے ہیں جو دور سے شروع ہوتا ہو۔ اور چاروں طرف ندیوں میں بہتا ہوا [illegible] زرخیز کی جگہوں کو تر و تازہ اور سیراب کرتا جاتا ہو۔ رسولی زمانہ میں انجیل کی ترقی اس امر کو ظاہر کرتی ہے [illegible] اُن کی فصاحت میں تھا [illegible] مسیحی جماعت کی دو ہی صفات بالکل عیاں ہیں یعنی زندگی [illegible] اور توسیع [illegible] جوش زندگی ہر جگہ ہر طرح کی رکاوٹوں پر غالب آئی۔

آج ہند و پاکستان بھی چلا چلا کر کہہ رہا ہے کہ ہمارے کام اور زندگی میں انہیں باتوں کی بڑی ضرورت ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہندوستان پاکستان کو [illegible] اور [illegible] ذات پات کے [illegible] دستور کے قانون کی بجائے مسیح کا قانون جاری ہو جائے [illegible] کی غلامی کی بجائے مسیح کی آزادی قائم ہو جائے۔ انتظام اور نظم و نسق زندگی کی جگہ غصب نہ کرے۔ اس ملک میں مشنری صاحبان کے کام نے کچھ کچھ کلیسیائی جیسی صورت اختیار کر لی ہے اور [illegible] ہو گیا ہے [illegible] اصلیت اور توسیع بہت کم نظر آتی ہیں۔ بیرونی نظم و نسق خواہ وہ کلیسیاؤں میں ہو یا خواہ مشنوں میں [illegible] لیکن اگر اُن میں وہ نشوونما اور توسیع کرنے والی زندگی [illegible] نہیں [illegible] مُردہ ہیں [illegible] نظم و نسق اور طریقے پردیسی تجربات اور مغربی طریقے ہیں۔ اس لئے ایک دیسی پولس فلپس اور ستفنس کی اس ملک کو بڑی ضرورت ہے۔ پرسکلا، اکولا اور اپلوس جیسے سرگرم دیندار مسیحیوں کی ضرورت ہے۔ اگرچہ ایسے کارندے بھی دکھائی دیتے ہیں جو انجیل کے ذریعے [illegible] چاہتے ہیں لیکن آزاد کارندوں کی ایک بڑی فوج درکار ہے جو اپنے خداوند کے لئے خواہ [illegible] اپنے کاروبار میں لگے رہیں لیکن اپنے [illegible] انجیل کی خوشخبری دوسروں تک پہنچائیں [illegible] مدراس [illegible] متوسط ہند۔ بنگال [illegible] مشرقی و شمالی اور سرحدی علاقہ

اور پنجاب میں انجیل سُناتے ہیں اور دیسی بیاسوں کو بھی نظر انداز نہ کریں۔ اگر خُدا ایسے دیسی
مسیحی کام کے لئے کھڑا کرے جو نئے طریقوں پر کام کریں تو ہم اُن کو بے قاعدہ کہہ کر ملامت
نہ کریں۔ اور نہ یہ کہہ کر اُن کو کام سے روکیں کہ وہ یہ کام کس اختیار سے کرتے ہیں۔ بلکہ جو
نیا طریقہ حقیقی رُوحانی زندگی کا اظہار ہو اُس کے لئے خُدا کا شکر کریں۔ اکثر صاحبان
اس پر متفق الرائے ہیں کہ ہند و پاکستان کا بہترین طریقہ انجیل سُنانے کا دیسی مرد
اور عورتیں ہیں۔ جو کوشش وہ صدق دلی سے اس کام کے لئے کریں اس کام کا ہم خیر
مقدم کریں، اور خُدا سے اُس کی ترقی چاہیں۔

۴۔ مشنری کاموں میں حسبِ موقع اور حالات کام کرنے کی حکمت اس میں
ظاہر ہوتی ہے۔ ہم دیباچہ میں ذکر کر چکے ہیں کہ یونانی زبان کے پھیلنے اور رُومی سلطنت
کے ملکی اور تجارتی انتظامات کے ذریعہ پہلے مشنریوں کو کام میں بہت سہولتیں حاصل
ہوئیں۔ مقدس پولُس نے ان سہولتوں سے بہت فائدہ اُٹھایا۔ رُومی سڑکوں کو
اُس نے استعمال کیا۔ رُومی صدر مقاموں کو اُس نے کام کے لئے چُنا۔ رُومی حقوق
کا دعوےٰ کیا۔ ان ابتدائی مشنریوں سے ہمیں یہ دانائی حاصل ہوتی ہے کہ انجیل کی ترقی
کے لئے ہر ممکن وسیلوں سے کام لیں اور اپنے کام کو چلانے کے لئے موقعوں کو
ڈھونڈیں۔ یروشلم کی ہیکل (۳: ۱-۲۵) اور یہودی عبادتخانے (۶: ۸ و ۹،
۹: ۲۰، ۱۳: ۱۴، ۱۴: ۱، ۱۷: ۱-۴ و ۱۰-۱۲ و ۱۷، ۱۸: ۴، ۱۹: ۸) رُومی حاکم
کی کچہری (۱۳: ۷، ۲۴: ۱۰-۲۵، ۲۶) بُت پرست عابدوں کے مجمع (۱۴: ۱۳-۱۸)
دُعا کے لئے عورتوں کی جماعتیں (۱۶: ۱۳) قید خانے کے صحن (۱۶: ۳۱ و ۳۲)،
منڈیاں (۱۷: ۱۷ و ۱۸)۔ لوگوں کے گھر (۱۸: ۷ و ۲۶، ۲۸: ۳۰) یونانی فلاسفر کا
مکتب کا کمرہ (۱۹: ۹)، جہاز کی چھت (۲۷: ۲۳-۲۵) یہ سب مقامات اس پیغام
کی اشاعت میں استعمال ہوئے۔

ہند و پاکستان میں اس خدمت کے لئے ہمیں بھی ہر وقت تیار رہنا چاہئے کہ
جیسا موقع جس جگہ ملے اُس کو ہاتھ سے جانے نہ دیں۔ خواہ کوچہ و بازار ہو۔ خواہ دریا
کا کنارہ یا نہانے کا گھاٹ۔ دھرم سالہ ہو یا سرائے۔ بڑے میلے ہوں یا چھوٹے
چھوٹے مجمعے۔ خواہ ریل گاڑی ہو یا دیگر سواری۔ پبلک عمارات ہوں یا لوگوں کے

گھر، کالج کے کمرے ہوں یا چھاپے خانے۔ انگریزی زبان ہو یا دیسی بولیاں یہ سب
اور دیگر وسائل اس انجیل کی اشاعت میں اچھی طرح استعمال ہو سکتے ہیں۔ حسبِ حال
اور موقع کام کرنے کی صفت اُن پہلے مشنریوں کی بہت عجیب تھی۔ اُن کی تقریریں
اور وعظ بھی ظاہر کر رہے ہیں کہ مقدس پطرس نے جو تقریر خالص یہودیوں کے
سامنے کی جس میں مقدس نوشتوں کے بہت سے حوالے دیئے اور اس بات پر زور دیا
کہ مسیح کے رد کرنے میں اُنہوں نے کیسا بڑا گناہ کیا (۲ و ۳ باب) وہ اُس تقریر سے
بہت مختلف ہے جو کرنیلیس کے گھر میں کی۔ اس میں اُس نے انجیلی تاریخ کے
خاص خاص واقعات کو پیش کیا۔ مقدس پولُس کی منادی میں یہ صفت اور بھی نمایاں ہے۔
یہودی عبادتخانوں میں وہ ایسے کلام کرتا ہے، جیسے یہودی یہودیوں سے۔ اور مقدس
نوشتوں کو خوب استعمال کرتا ہے۔ اور اُن کے دل پر یہ اثر ڈالنے کی سعی بلیغ کرتا ہے
کہ یسوع ناصری ہی وہ مسیح ہے (۱۳: ۱۶-۴۱، ۱۷: ۲ و ۳، ۱۸: ۲-۵) لیکن
جہاں اُسے بُت پرستوں کے سامنے بولنے کا موقع ملتا ہے جو اپنے مندروں۔
پُجاریوں اور جاسد دیوتاؤں کو بہت مانتے تھے وہاں وہ ایک وسیع طریقے سے
انجیل پیش کرتا ہے۔ اور اس بات پر زور دیتا ہے کہ حقیقی زندہ خُدا ساری چیزوں
کا بنانے والا ہے۔ وہ اپنی مخلوق کو پیار کرتا اور اُن کی بڑی خبر گیری کرتا ہے (۱۴:
۸-۱۸) جب اُسے اتھینے میں مقام اریوپگس یونانی فلاسفروں سے مقابلہ پیش کیا
تو اُس نے اُن کی علمی کتابوں سے اُن کے ساتھ گفتگو کی۔ اور ایک نامعلوم خُدا کا ذکر کیا
جس کی وہ اپنے اندھے پن میں تلاش کر رہے تھے۔ جو خالق، محافظ اور نوعِ انسان کا باپ
ہے اور آخر میں یسوع اور قیامت کا ذکر کر کے اُس نے بتایا، کہ ہم اپنے سارے
اعمال کے لئے ایک بڑے منصف کے آگے جواب دِہ ہیں۔ (۱۷: ۲۲-۳۳) جب
ناراض یہودیوں سے سامنا پڑا تو عبرانی میں تقریر کرنے لگا۔ جب صدرِ مجلس کے سامنے
اُس پر الزام لگایا گیا، تو یہ جان کر کہ اس میں دو مخالف فریق ہیں یعنی فریسی اور صدوقی
تو وہ اُس کے مطابق تقریر کرنے لگا۔ رُومی حاکم فیلکس کے سامنے وہ واقعات اور
قانون کو پیش کرتا ہے جسے وہ حاکم سمجھ سکتا تھا۔ بادشاہ اگرپا کے سامنے جب اُسے
عذر کرنا پڑا جو یہودی طرز طریقوں سے واقف تھا تو وہ اپنی شان اور فصاحت

ساتھ پیش آئیں۔ پس دیسی مسیحیوں کو چاہیئے کہ جو کچھ اُن کے مُلک کی خوبیاں ہیں اور جو اچھے دستور اُن میں پائے جاتے ہیں اُن کو نہ چھوڑیں اور باقی ساری باتوں کو مسیح کی انجیل کی ترقی کے لیئے قربان کر دیں۔

۵۔ اس کا ذکر ہو چکا ہے، کہ پولُس کو اِس لڑائی میں کیسا بڑا نقصان اُٹھانا پڑا۔ یہ لڑائی غیر قوموں کی آزادگی اور مسیحی برادری قائم کرنے کی تھی۔ (دیباچہ۔ پانچویں فصل) اعمال کی کتاب کی تاریخ کا مرکز گویا یہی لڑائی ہے۔ یہودی قوم کے سخت تعصبات اور پُرانے پُختہ خیالات کے ساتھ مقابلہ کرنا پڑا۔ الٰہی فضل کی عالمگیری کا بیان کرنے سے مقدّس ستفنس کے خلاف طوفان بے تیزی برپا ہو گیا اور جس میں اُس مقدّس کی جان بھی گئی (۶: ۱۱-۱۴، ۷: ۴۸-۵۰) جب نیم غیر قوم سامری شہر میں انجیل کی بشارت کی خبر یروشلم میں پہنچی تو عبرانی مسیحی بڑے گھبرا گئے (۸: ۱) پنتکُست کے بعد بھی مقدّس پطرس "ناپاک" غیر قوموں کے ساتھ میل جول اور ربط سے جھجکتا رہا، جب تک خُدا کی طرف سے خاص مکاشفہ اور رضامندی کا ثبوت اُس کو نہ مل گیا (۱۰: ۱۲-۱۶) یروشلم کی کلیسیا کے ایک بڑے گروہ سے سخت تاکید ہوئی، جب اُنہوں نے سُنا کہ اُن میں سے ایک، اگرچہ وہ بڑا رسُول بھی تھا نامختونوں کے گھر گیا اور اُن کے ساتھ کھایا پیا (۱۱: ۳) اور اس جوش کے فرو کرنے کے لیئے خُدا کی مقبولیت کے بڑے بھاری ثبوتوں کی ضرورت پڑی۔ اور جب انطاکیہ کے یونانیوں کے مسیحی ہونے کی خبر سُنی تو پھر یہ گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ ایک خاص دکیل برنباس کو اُن کے پاس بھیجا (۱۱: ۲۲) ______________ اور جب پتہ لگا کہ مقدّس پولُس نے غیر قوم مسیحیوں کی کلیسیائیں جگہ جگہ قائم کی ہیں، پھر تو مختون مسیحیوں میں شور مچ گیا۔ الغرض آپس میں بات چیت اور ملاقات کرنے اور کلیسیائی مجلس کے ذریعہ مقدّس پطرس اور یعقوب کی دلیری کے باعث لوگ ٹھنڈے ہوئے (۱۵: ۱-۳۱، گلتیوں ۲: ۱-۱۰) ٹھیک فتح اب تک بھی حاصل نہ ہوئی کیونکہ خود پطرس اور برنباس اپنے اُس پہلے ارادہ میں مستقل نہ رہے اور قومی امتیاز کی آزمائش میں مُبتلا ہو گئے (گلتیوں ۲: ۱۱-۱۴) اور اِس کشمکش کے ذریعہ پولُس اور برنباس کی جُدائی ہو گئی (۱۵: ۳۶-۳۹) خطوں سے پتہ لگتا ہے کہ یہودی مائل مسیحی اُستاد

نے جگہ جگہ مقدّس پولُس کا تعاقب کیا۔ اُس کے مریدوں کو برگشتہ کرنا چاہا، اور اُس کے کام کو برباد کرنے کی کوشش کی (۱ تھسلنیکی ۲: ۱۴-۱۶، ۱ کرنتھی ۱: ۱۲، ۹: ۱-۵، ۲ کرنتھی ۷: ۲-۷ و ۱۳، گلتیوں ۱: ۷-۲۲، ۲: ۱۴-۱۸، ۳: ۱-۳، ۴: ۸-۱۱ و ۲۱، ۵: ۱-۹، فلپیوں ۱: ۱۵، ۳: ۱-۱۲، کلسیوں ۲: ۱۶-۲۳) جب یہ رسُول آخری دفعہ یروشلم کو گیا تو وہاں کی کلیسیا میں ایک بڑی جماعت کو اُس کی نسبت شک تھا، اور اُس کے مخالف تھے۔ کیونکہ وہ نہ چاہتے تھے کہ غیر قوم مسیحیوں کو پُورے حقوق کلیسیا میں دیئے جائیں (۲۱: ۲۰ سے ۲۵) اور یہ بھی عین اُس وقت جب غیر ممالک کی کلیسیاؤں سے یروشلم کے غریب مسیحیوں کے لیئے چندہ لے کر وہ گیا۔ الغرض یہ طوفان بار بار اُس کے خلاف برپا ہُوا، اور اُن مسیحی بھائیوں کے ہاتھ سے اُس نے سخت تکلیف اُٹھائی۔ کیونکہ یہ لوگ آدمیوں کی رُوحوں سے محبت رکھنے کی نسبت اپنی ذات اور دستُور سے زیادہ محبّت رکھتے تھے۔ خُدا کا شکر ہے کہ جس اصُول کی خاطر یہ مخالفت ہُوئی وُہ اصُول آخرکار غالب آ گیا، یعنی سارے مسیحیوں کی عالمگیر برادری قائم ہو گئی۔

چنانچہ یہ اصُول اُس نام میں مجسّم ہو گیا جو اِس نئی جماعت کو ملا۔ اگرچہ یہ مسیحی اُس بڑے اُستاد اور اُس کی تعلیم پر چلنے کے لحاظ سے شاگرد کہلاتے ہیں (۶: ۱ و ۲ و ۷، ۹: ۱ و ۱۰ و ۱۹ و ۲۵ و ۲۶ و ۳۶ و ۳۸، ۱۱: ۲۶ و ۲۹، ۱۳: ۵۲، ۱۴: ۲۰ و ۲۲ و ۲۸، ۱۵: ۱۰، ۱۶: ۱، ۱۸: ۲۳ و ۲۷، ۱۹: ۱ و ۹ و ۳۰، ۲۰: ۱ و ۳۰، ۲۱: ۴ و ۱۶)، بلحاظ اِس کے کہ وُہ بذریعہ ایمان مسیح سے رُوحانی رشتہ رکھتے تھے وُہ ایماندار بھی کہلاتے ہیں (۲: ۴۴، ۴: ۴ و ۳۲، ۵: ۱۴، ۹: ۴۲، ۱۳: ۳۹، ۱۵: ۵، ۱۹: ۲، ۲۱: ۲۰) چونکہ وُہ پاکیزہ زندگی کیلئے بلائے گئے تھے اِس لیئے مقدّس بھی کہلائے (۹: ۱۳ و ۳۲ و ۴۱، ۲۶: ۱۰) اور مسیحی یا کرسچان نام بھی اُن کو ملا۔ کیونکہ مسیح یا کرسٹ سے اُن کا رشتہ تھا (۱۱: ۲۶) لیکن جو نام اُن کو سب سے زیادہ ملا جس کا ذکر سب سے زیادہ آیا ہے وُہ بھائی ہے (۱: ۱۵، ۹: ۳۰، ۱۰: ۲۳، ۱۱: ۱ و ۱۲ و ۲۹، ۱۲: ۱۷، ۱۴: ۲، ۱۵: ۱ و ۳ و ۲۲ و ۲۳ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۶ و ۴۰، ۱۶: ۲ و ۴۰، ۱۷: ۶ و ۱۰ و ۱۴، ۱۸: ۱۸ و ۲۷، ۲۱: ۷ و ۱۷، ۲۸: ۱۴ و ۱۵) جس

سے اس پر زور دیا گیا کہ اُن کا تعلق ایک دُوسرے کے ساتھ برادرانہ تھا۔
مسیحی کلیسیا شروع ہی سے اپنی اصلی ہستی سے ایک عالمگیر برادری ہے۔ اور
جو لوگ انجیل کی نجات کو قبول کر لیتے ہیں اُن کو وہ پیوستہ کرکے ایک بنا دیتی ہے
رُومی سلطنت باوجود بڑی قدرت اور انتظام رکھنے کے مختلف ماتحت قوموں کو
ایک بڑی قوم بنانے میں قاصر رہی۔ عالمگیر کلیسیا خُدا کا چُنا ہُوا وسیلہ ہے، تاکہ دُنیا
میں حقیقی یگانگت اور اتحاد پیدا کرے اور بڑھائے، جیسا اعمال کی کتاب سے ظاہر
ہے۔ اس برادری میں بالکل مختلف قوم و مزاج و خیالات کے اشخاص شامل
تھے۔ چنانچہ اس میں فریسی یہودی اور فلاسفر یُونانی۔ رُومی سپاہی اور سامری
تھے۔ یورپین، ایشیائی مرد و عورت، غلام و آزاد اس میں شامل تھے۔ اس میں ایک
کوشی خوجہ ہے۔ ایک یُونانی لوقا۔ ایک ایشیائی تاجر۔ رُومی داروغہ۔ یوزشین۔
تیخکس، افسی عُہدہ دار اور ایک بڑا صُوبہ دار بھی ہے۔ الغرض مسیح میں مشرق و
مغرب کا اتحاد ہو جاتا ہے۔ ہندو پاکستان کے لئے بھی خُدا کا یہی منشا ہے۔ مسیحی جماعت
ایک بڑی متحدہ برادری ہونی چاہیئے۔ تاکہ جہاں پھوٹ اور نفاق کی گرم بازاری ہے
جہاں قومی اختلاف اور ذات پات کے امتیازات صدیوں سے زوروں پر رہے
ہیں وہاں یہ مسیح کے لئے گواہی دے سکے۔ رُوح القدس کے ذریعہ جو محبت خُدا
نے ہمارے دلوں میں جاری کی ہے، اُس کا یہی منشا اور مقصد ہے کہ اس ملک
میں ہندوستانی، پاکستانی، یوریشین اور یورپین کا اتحاد ہو جائے۔ اور قومی تعصبات
خاندانی دُشمنیاں اور ذات پات کے امتیازات ایک اعلےٰ طاقت کے سامنے کافور
ہو جائیں۔ ہمارے مہربان خُداوند نے ایک [illegible] محصُول لینے والے کو اپنا رسُول مقرر
کیا، اور یہ اصُول قائم کیا جو اعمال کی تاریخ میں برابر نمودار ہے کہ تُمہارا اُستاد ایک
ہی ہے یعنی مسیح اور تُم سب بھائی ہو۔ اس لئے ہم مسیحیوں کا کوئی حق نہیں کہ کسی کو
ناپاک کہیں۔ اگر ہم کسی معنے میں قومی فخر اور ذاتی امتیاز کو جگہ دیں تو یہ صاف بات ہے
کہ ہم مسیحی نہیں۔ اس لئے ہمارے دل آپس میں مل جائیں، تاکہ ہم اس ملک میں ایک
عملی ثبوت اس عالمگیر برادری کا دیں جو ہندو پاکستان کو کبھی حاصل نہ ہُوا تھا۔
۶۔ اس میں یہ تعلیم بہت صاف طور سے پائی جاتی ہے۔ کہ مسیحی دین بُت

پرستی اور ہر طرح کی باطل پرستی سے علیحدہ ہو جائے۔
(۵) رسُولوں کے دِنوں میں رُومی دُنیا ہر طرح اور ہر قسم کی بُت پرستی سے
بھری تھی۔ ہزاروں دیوی دیوتا مانے جاتے تھے۔ علاوہ رُومی اور یُونانی دیوتاؤں
کے سینکڑوں بابلی، ایشیائی، مصری اور دیگر دیوی دیوتا اُن کے درمیان تھے جن
کا شمار کرنا بھی مشکل ہے۔ جس قدر آمد و رفت میں سہولت اور آسانی ہوتی گئی دیوتا
بھی ایک جگہ سے دُوسری جگہوں میں پہنچے اور دُوسری قوموں کے دیوتاؤں کے
ساتھ مل کر شرک کو بڑھایا۔ الغرض ہر جگہ مندر۔ پُجاری اور تہوار بھی دکھائی دیتے
تھے۔ جہازوں کو بھی ان دیوتاؤں کے نام دئے گئے (۲۸: ۱۱) جو پیدا ہو کر مر گئے
تھے۔ قدرتی اشیا اور بڑے بڑے بادشاہ وُہ عزّت پا گئے جو اکیلے خُدا کا
حق تھا۔

لیکن پولُس اور اُس کے رفیقوں نے اس غلط تعلیم کی جا بجا مخالفت کی۔
چنانچہ لسترہ میں (۱۴: ۱۱-۱۸) اُنہوں نے پُجاریوں اور لوگوں کی منّت کی کہ
اُن کو قربانی نہ چڑھائیں اور یہ نصیحت کی کہ وہ ان باطل چیزوں سے کنارہ کرکے
زندہ خُدا کی طرف پھرو۔ اتھینے میں پولُس نے جب شہر کو بُتوں سے بھرا ہُوا دیکھا
تو اُس کا جی جل گیا۔ اور اُن کو اُس نے یہ تعلیم دی کہ جس خُدا نے دُنیا اور اُس
کی ساری چیزوں کو پیدا کیا وُہ آسمان اور زمین کا مالک ہو کر ہاتھ کے بنائے ہُوئے
مندروں میں نہیں رہتا۔ اور اُن کو یسُوع اور قیامت کی خوشخبری سُنائی (۱۷: ۱۶-
۳۱) افسُس میں جہاں ایک مشہور دیوی اور اُس کے بُت کی پرستش زمانوں سے
ہوتی چلی آتی تھی مسیحی صداقت کا زور لوگوں نے ایسا محسوس کیا کہ زبردستی سے
انجیل کی ترقی روکنے کی کوشش کی (۱۹: ۲۳-۴۱)۔ بُت پرستی کی نسبت اُن مسیحی
واعظوں کی رفتار بالکل صاف و صریح تھی۔ اگرچہ بُت پرست محبت اور ترس کی نگاہ
سے دیکھتے تھے اور اُسے صحیح ایمان کی طرف لانے کی کوشش کرتے تھے، تو بھی
اس بُت پرستی کو کسی طور اور طریقہ پر جائز نہ ٹھہراتے تھے۔ نور و تاریکی میں کوئی
شرکت نہیں ہو سکتی۔ خُدا کے مقدس کا بُتوں کے ساتھ کیا تعلق تھا۔
اب اس تعلیم کو ہم ہندو پاکستان کی حالت پر چسپاں کریں، ہر جانب بُت پرستی

اور اُس کے نشان نظر آتے ہیں۔ ہندوستان کے بتوں کا شمار کرنا بھی ایک افسوسناک
اور دشوار امر ہے۔ ہم صرف وید کے دیوتاؤں کا ذکر کریں گے۔ یعنی اگنی۔ اندر۔ سوم
ورن، ترمورتی یعنی برہما۔ وشنو اور شو۔ خاص بڑی دیویاں یہ تھیں۔ سرستی۔ لکشمی اور کالی ان
سے کچھ ادنےٰ دیوتا یہ تھے۔ گنیش۔ سبرامنی۔ ایانار اور ہنومان یا رام کرشن۔ ان کے
سوا مقامی اور دیہاتی دیوتا بھی ہیں۔ بھوت پریت کی پرستش کی جاتی ہے۔ لنگ پوجا
پتھروں کی پوجا۔ حیوانوں۔ درختوں۔ دریاؤں اور رشیوں کی پوجا کا دستور ہے۔ ہم
کسی صورت میں اُن کو جائز نہ ٹھہرائیں۔ خدا ہرگز گوارا نہیں کرتا کہ اُس کا جلال کسی
دوسرے کو دیا جائے اور اُس کی حمد کھودی ہوئی مورتوں کو دی جائے۔ پس اس
ملک کی کلیسیا کا فرض لازمی ہے کہ جہاں جہاں بت پرستی کا شمہ بھی پایا جائے اُس
سے ہم بالکل کنارہ کریں۔ اس کا خمیر اور داغ ذات پات اور بعض قومی دستورات
میں پایا جاتا ہے۔ اس لئے ہم خداوند کے نام سے اس خمیر کو اپنے درمیان سے
نکال پھینکیں۔

(ب) مسیحی دین کو اپنی ترقی کی رفتار میں جادوگری اور تسخیر جنات و بھوت کے
عملوں سے جنگ کرنا ہے۔ اس تاریخ میں مقدس لوقا نے کئی دفعہ ایسے مقابلوں
کا ذکر کیا جو جھوٹ اور سچ میں پیش آئے۔ ایسا پہلا مقابلہ سامریہ میں پیش آیا جہاں شمعون
مجوسی نے اپنی جادوگری اور فلاسفری کا ایک قلعہ تعمیر کر رکھا تھا۔ وہ قلعہ انجیل کی طاقت
کے سامنے گر کر خاک کا ڈھیر ہو گیا۔ اور رسولوں نے اس بدی کو کلیسیا میں گھسنے
سے روکا (۸: ۹-۲۴)۔ دوسرا مقابلہ کپرس میں پیش آیا۔ جہاں الیماس جادوگر نے
انجیل کی ترقی کو روکنا چاہا۔ یہاں نتیجہ بڑھ چڑھ کر نکلا۔ کیونکہ یہ جادوگر اندھا ہو گیا جو اس
امر کا نشان تھا کہ مسیحی دین کی روشنی اور سچائی کے سامنے ان جھوٹے دستوروں کا فروغ
جاتا رہا (۱۳: ۶-۱۲)۔ افسس میں بھی انجیل کو جادو اور افسوں گری کی طاقتوں سے
جنگ کرنا پڑا اور فتح حاصل کی اور آخرکار اس سارے داغ کو کلیسیا نے دھو ڈالا
(۱۹: ۱۳-۲۰)۔ اسی طرح جزیرہ ملتا میں باطل پرستی کو زک دی (۲۸: ۱-۱۰)۔
الغرض ہر جگہ یہی معاملہ گذرا صلیب کے ایلچیوں نے کسی جگہ جادو اور تاریکی کی طاقتوں
سے عہد و پیمان نہیں کیا۔

ہندو پاکستان جیسے ملک میں اسی نوٹ کی بڑی اشد ضرورت ہے۔ اس ملک
کے لاکھوں باشندے جادو اور افسوں گری کے گرویدہ ہیں۔ یہاں کے تعلیم یافتہ
لوگ بھی نجوم، جنم پتریوں۔ چھوتوں۔ منحوس اور مسعود دنوں۔ منتروں، جنتروں
جوگی سنیاسی اور مہاتماؤں کو مانتے ہیں۔ پس ایسی صورت میں ہم بڑے خبردار
ہوں کہ مبادا ہندوستان کی کلیسیا کسی طرح اُن کے ساتھ رشتہ پیدا کرے جس سے
کسی شخص کا ایمان دُنیا پر غالب آجائے۔

۷۔ اس میں اس کا بھی ذکر ہے، کہ مسیحی دین کو جو روحانی دین ہے ظاہری
اور رسمی دینوں سے مقابلہ کرنا پڑا۔ رسولی زمانہ میں یہودی دین کی یہ حالت تھی کہ
توحید کی تعلیم کے ساتھ بہت ساری روایات اور رسمیات شامل ہو گئی تھیں اور
فقیہ اور ربی، فریسی اور زیلوتی اُن کی سخت پابندی کرتے تھے۔ الغرض دُنیا بھر میں
یہ ایک ایسا مذہب تھا جو کسی دوسرے مذہب کو خیال میں نہ لاتا تھا۔ اعمال
کی کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اُن دنوں لفظی پابندی کے لئے مشہور تھا۔ اور
اس مذہب کو روح یا حقیقت کی چنداں پروا نہ تھی۔ یہ اپنے آباؤں، نبیوں کی
تحریری شریعت پر فخر کرتے تھے۔ اسی رسمی اور لفظی پابندی کا انجیل کے زندہ
ایمان اور روحانی تعلیم سے مقابلہ پیش آیا (دیباچہ پنجم)۔ جس کا نتیجہ رفتہ رفتہ یہ ہوا،
کہ مسیحی کلیسیا اُن سے بالکل علیحدہ ہو گئی۔ ہندو پاکستان میں بھی بعض ایسے دین
ہیں جو یہودی دین کی طرح ظاہری رسمی دین پر بہت زور دیتے ہیں۔ ان کے ساتھ
بھی ہم ویسا ہی سلوک کریں۔

(د) برہمنی دین ریت و رسوم کا دین ہے۔ خواہ ہم برہمنوں کی کتابوں کو پڑھیں
جن میں قربانیوں کی رسوم۔ طور اور طریقوں کا ذکر ہے یا منو کے شاستر یا
دوسرے دھرم شاستروں کو پڑھیں، جن میں ریت رسوم اور قاعدے قوانین کی
بھرمار ہے۔ برہمن کا نہانا دھونا۔ کھانا۔ پوجا کرنا۔ الغرض ہر ایک بات جو اُسے
کرنا ہے ذرا ذرا سی بات کے لئے قاعدے قوانین مقرر ہیں جن کے مطابق اُسے
یہ کام کرنے چاہئیں۔ یہی حال اُن یہودیوں کا تھا۔ یہ ساری باتیں بیشک قواعد
کی پابندی کے ساتھ ادا کی جاتی ہیں۔ لیکن محض کل کی طرح یا طوطے کی طرح اس

ہیں زندگی اور حقیقت کو بہت کم دخل ہوتا ہے۔

(ب) اسلام کے عقیدے کا بھی قریباً وہی حال ہے۔ انہی کی طرح اہلِ اسلام بھی اپنی مقدس کتاب کے حروف پر فخر کرتے ہیں۔ اس کی تفسیر کے طول طویل طریقوں پر نازاں ہیں۔ حضرت محمدؐ صاحب کے قول و افعال جو حدیثوں میں قلمبند ہوتے ہیں اُن کی بڑی عزت کرتے ہیں۔ شرعی طہارت، غسلوں، نمازوں اور مقررہ روزوں اور عیدوں کے بڑے پابند ہیں۔ یہودیوں کی طرح یہ بھی شرعی رسوم کی پابندی پر بڑا زور دیتے ہیں اور الہام کو لفظی طور پر مانتے ہیں۔ یہ دین ایک سخت توحیدی دین ہے جس میں خدا کی محبت اور ابویت نظرانداز ہوتی ہے۔ بعض مسلمانوں نے اس ظاہری پابندی کی مخالفت بھی وقتاً فوقتاً کی۔ مثلاً صوفی صاحبان نے اس لفظی پابندی سے تنگ آکر روحانی اور وسیع مسئلوں پر زور دیا۔ اس قسم کی تحریکیں بھی اس امر کا ایک ثبوت ہیں کہ کل یا خود طفلی کی طرح کسی مذہب کا پابند نہ چاہیئے۔

جب ہمارے چاروں طرف یہ حال ہے تو ہمیں چاہیئے کہ یسوع مسیح میں ہم باپ خدا کی محبت کو بے دھڑک مشتہر کریں۔ اور یہ بھی سوچیں کہ ہمارا اپنا مذہب زندگی اور عمل میں روحانی ہے نہ کہ ظاہری اور لفظی۔

ہم خبردار رہیں کہ کہیں ظاہری رسوم اندرونی زندگی اور روحانی عبادت کی جگہ غصب نہ کر لیں۔ ہم خوب سوچیں، مبادا فرقہ بندی کی سرگرمی مسیحی فروتنی اور محبت کو نگل نہ جائے۔ ہم یسوع مسیح پر پختہ ایمان رکھیں نہ کہ صرف یہ کہ وہ سارے نبیوں سے بڑا ہے۔ بلکہ یہ کہ وہ قصورواری اور گناہ کی طاقت سے نجات دینے والا ہے۔ ہم تعلیم اور نمونہ سے اپنے پاک دین کے اس بڑے اصول پر زور دیں کہ "خدا روح ہے اور اُس کے پرستاروں کو چاہیئے کہ روح اور راستی سے اُس کی پرستش کریں"۔

۸۔ اس میں اس قانون کی بھی تشریح پائی جاتی ہے، کہ ترقی بذریعہ دکھوں حاصل ہوتی ہے۔ اس کتاب کے ہر تین حصوں کا خاتمہ ناکامیابی اور مصیبت پر ہوا ہے۔ پہلا حصہ (۱ - ۷ باب تک) استفنس کے شہید ہونے اور یروشلم کے مسیحیوں

کی ایذا رسانی اور منتشر ہونے پر ختم ہوا۔ دوسرا حصہ (۸ - ۱۲ باب تک) یعقوب کے شہید ہونے اور پطرس کے بھاگ جانے پر۔ تیسرا حصہ (۱۳ - ۲۸ باب تک) اس پر ختم ہوا۔ کہ غیر قوموں کا رسول رُوم کے قید خانے میں پڑا ہے اور دورہ کرنے سے معذور ہے۔ تو بھی ہر حصے سے یہ ظاہر ہے، کہ یہ ناکامیابی صرف دکھاوے کی تھی حقیقی نہ تھی۔ کام میں یہ صرف ایک وقفہ تھا، اور آئندہ قدم بڑھانے کا پیش خیمہ۔ اس ساری تاریخ میں یہی یہ بیان ہے۔ "مگر کلام کے سننے والوں میں سے بہتیرے ایمان لائے، یہاں تک کہ مردوں کی تعداد پانچ ہزار کے قریب ہو گئی" (۴ : ۴)۔ صدر مجلس کی دھمکیوں کے بعد رُوح القدس سے تازہ معموری اور کام میں نئی ترقی کا ذکر ہے (۴ : ۲۱ - ۳۳)۔ رسُولوں نے جو ایک کم چالیس کوڑے کھائے وہ ایمانداروں کی تعداد میں ایک مزید ترقی کا نشان تھا "اور کاہنوں کا ایک بڑا گروہ اس دین کے تحت میں ہو گیا" (۵ : ۴۰ تا ۶ : ۷)۔ استفنس کی موت کے وقت جو ایذا رسانی شروع ہوئی اُس کے ذریعہ یہودیہ اور سامریہ میں انجیل سُنائی گئی اور فینیکے، کپرس اور انطاکیہ میں کلیسیائیں قائم ہوئیں (۸ : ۱ ، ۴ - ۴۰ ؛ ۱۱ : ۱۹ - ۲۶)۔ مقدس پولس کے رجوع لانے کا بھی ایک بڑا سبب یہی تھا۔ یہودیوں نے جو مخالفت کی اور ایذا پہنچائی۔ مثلاً پسدیہ کے انطاکیہ میں (۱۳ : ۴۵ - ۴۹) اکنیم میں (۱۴ : ۲ - ۷) لسترہ میں (۱۴ : ۱۹ - ۲۱ ، ۱۶ : ۱) تھسلنیکے میں (۱۷ : ۲ - ۱۱) کرنتھس میں (۱۸ : ۶ - ۱۰) اور افسس میں (۱۹ : ۸ - ۲۰) اُن کے ذریعہ کام میں ترقی ہوئی اور اُن شہروں میں کلیسیاؤں کی بنیاد پڑ گئی۔ بلکہ بیرِیہ میں جو بدسلوکی اُن کے ساتھ ہوئی، اُس کے ذریعہ ایک بڑی بھاری کلیسیا اس شہر میں قائم ہو گئی۔ جہاز کی تباہی کی مصیبت فلسطین میں خاص کام کا موقع بن گئی (۲۸ : ۱ - ۱۰)۔ یروشلم کی ایذا رسانی۔ قیصریہ کا ہنگامہ۔ رُوم کی اسیری یہ سب مسیح کی انجیل کی ترقی کا باعث ہوئیں۔ اور جب لڑائی خطرناک معلوم ہوتی تھی اور اندیشہ تھا کہ شکست ہو گی، اُس وقت خداوند اپنے خادم پر ظاہر ہوا اور اُسے تسلی دی، اور فتح کا وعدہ دیا (۱۸ : ۹ - ۱۰ ؛ ۲۳ : ۱۱ ؛ ۲۷ : ۲۰ - ۲۵)۔ الغرض یہ تاریخ غمگین رُوحوں کے لئے آبِ حیات کا کام دیتی ہے "شہیدوں کا خون کلیسیا کا بیج ہے"۔

پیشتر بھی (۱۲: ۲۳) اس نئی جماعت کی خاص صفت یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ "دُعا مانگنے میں مشغول رہے" (۲: ۴۲)۔ جب اُن کی زیادہ مخالفت ہوئی اور دھمکیاں ملیں تو وہ اپنے آسمانی مالک کے سامنے ایک دل ہو کر دُعا مانگنے لگے (۴: ۲۴-۳۱) جس کا نتیجہ ہُوا کہ وہ از سرِ نو رُوح القدس سے بھر گئے۔ مددگار خادمان دین مقرر کئے جانے کی ایک وجہ یہی بیان ہُوئی ہے کہ رسُول دُعا میں اور کلام کی خدمت میں مشغول رہیں (۶: ۴)۔ عین دُعا کے وقت ستفنس نے اپنے قاتلوں کی سفارش کی اور اپنی رُوح کو اپنے نجات دہندہ کے سپرد کیا اور ابدی خوشی کو جا پہنچا۔ (۷: ۵۹-۶۰)۔ ساؤل نام ترسی کی توبہ کی حالت کا خود خداوند نے ان لفظوں میں بیان کیا۔ "دیکھ وہ دُعا کر رہا ہے" (۹: ۱۱)۔ دُعا ہی کے ذریعہ پطرس نے تبیتا کو زندہ کیا۔ (۹: ۴۰)، اور کرنیلیس کو خدا کی طرف سے پیغام (۱۰: ۲ و ۴)۔ اور دُعا مانگتے وقت ہی ختنہ کے رسُول کو وہ مکاشفہ بذریعہ رویا ملا جس کے ذریعہ وہ تیار کیا گیا تاکہ غیر قوموں کو انجیل سنائیں (۱۰: ۹)۔ دُعا ہی کے ذریعہ پطرس کے قیدخانے کے دروازے کھول دیئے (۱۲: ۱۲) اور فلپی کے جیل خانہ کو سر سے پاؤں تک ہلا دیا (۱۶: ۲۵)۔ خاص دُعا کے بعد مشنری غیر قوموں کے پاس بھیجے گئے (۱۳: ۳)، اور "دُعا کی جگہ" پر لُدیا نے نجات کا کلام سُنا اور قبول کیا (۱۶: ۱۳، ۱۶)۔ اس تاریخ میں دو بڑے موثر نظارے ہمارے سامنے پیش کئے گئے۔ ایک تو وہ جب پولس اپنا سفر یروشلیم کی طرف جا رہا تھا۔ کہ ملیتس میں بزرگوں کے ساتھ اُس نے دُعا کی اور دوسرا وہ جب صور میں سمندر کے کنارے پر رسُول نے مسیحی دوستوں کے ساتھ دُعا کی (۲۰: ۳۶-۳۸، ۲۱: ۵)۔ پھر خود مقدس پولس نے ذکر کیا کہ جب وہ دُعا میں مشغول تھا تب اُسے خداوند نے حکم دیا کہ غیر قوموں میں جا کر کام کر (۲۲: ۱۷-۲۱)۔ جب جہاز خطرہ کی حالت میں تھا اُس وقت بھی پولس دُعا مانگ رہا تھا (۲۷: ۳۳-۳۵)۔ اور جزیرہ مالٹا میں پبلیس کے باپ کے بستر بیماری کے پاس پُہنچ کر اُس نے دُعا مانگی (۲۸: ۸)۔ اس سارے سے ظاہر ہے کہ جن مسیحیوں کا اعمال کی کتاب میں ذکر ہے۔ وہ دُعا مانگنے والے لوگ تھے اور دُعا کی تاثیر و قدرت پر اُن کا ایمان تھا۔ وہ اپنے کام کو دُعا سے شروع کرتے

دُعا سے جاری رکھتے دُعا پر ختم کرتے تھے۔

ہمارے لئے کیسا اچھا ہوگا کہ ہم اُن کے نقشِ قدم پر چلیں۔ ہندو پاکستان کی ضرورتوں کے لحاظ سے ہمارا ایک بڑا فرض یہ ہے کہ ہم برابر دُعا میں لگے رہیں۔ بہت بدیوں سے واسطہ پڑتا ہے جس کی نسبت یہ کہنا درست ہے کہ یہ جنس دُعا کے بغیر نہیں نکلتی۔ پاکیزہ زندگی اور مشنری کامیابی کی یہ کلید ہے۔ ہم کیسے کمزور ہوتے ہیں جب دُعا مانگنے لگتے ہیں۔ لیکن جب دُعا سے اُٹھتے ہیں تو کیسے طاقتور ہوتے ہیں۔ آجکل جو کام کی بڑی بھرمار ہے اس کیلئے اس کی اور بھی ضرورت ہے کہ ہماری زندگی برابر خدا کی رفاقت میں گزرے اور ہمارا کام خدا رُوح القدس کی قدرت سے کیا جائے۔

فصلِ ہفتم

اوقات کی تفصیل

اعمال کی کتاب میں بعض ایسے واقعات کا ذکر ہے جن کی صحیح صحیح تاریخ ٹھہرانی نہایت ہی مشکل ہے۔ کیونکہ ہم ٹھیک طور سے نہیں جانتے کہ یہ حساب کہاں سے شروع کریں۔

۱۔ اگر ہم کو قیصریہ میں فیلکس کے عہدِ حکومت (۲۴: ۲۷) کی ٹھیک تاریخ معلوم ہو جائے، تو جن واقعات کا ذکر ۲۶-۲۸ باب تک ہے اُن کی ٹھیک تاریخیں ہم مقرر کر سکیں گے۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ اس کی نسبت اختلاف رائے ہے کہ اُس کی حکومت کا زمانہ کب شروع ہُوا، اور اس لئے ہم صرف تخمینہ لگا سکتے ہیں۔ جو تاریخ عموماً لوگوں نے مانی ہے (بشپ لائٹ فٹ) وہ سنہ ۶۰ء ہے۔ اس سے بتا سکتے ہیں کہ روم میں مقدس پولس کی پہلی اسیری کے پہلے دو سال سنہ ۶۱ء سے سنہ ۶۳ء تک ہوں گے۔ لیکن کئی وجوہات سے اس میں تاخیر معلوم ہوتی ہے۔ اور اکثر علماء کا خیال ہے کہ سنہ ۵۶ء یا سنہ ۵۸ء میں فیسٹس قیصریہ میں پہنچا۔ پروفیسر ہارنک اس کا سن اس سے بھی پہلے بتاتے ہیں۔

۲- تاریخ کے پہلے حصے کی نسبت ہم کو تحقیق معلوم ہے۔ کہ اگرپا اوّل کی وفات ۴۴؁ء میں ہوئی جس سال وہ بڑا کال واقع ہوا جس کا ذکر اعمال ۱۱: و ۲۹ میں پایا جاتا ہے۔ اِس تاریخ کے ذریعہ پولس کے خطوں میں اشارات کے ذریعہ چند دیگر واقعات کی تاریخ دریافت کر سکتے ہیں۔

۳- مفصلۂ ذیل جدول کی بنیاد سر ولیم رمزے کے حساب پر ہے اگرچہ بعض امور میں کچھ اختلاف ہے۔ یہ تاریخ اُن واقعات کی ہے جو یروشلم کے کال سے لے کر رُوم میں پولس کی پہلی اسیری تک گزرے۔

جدول

واقعہ	تاریخ
ہمارے خداوند کا صعود و پنتکست کا دن۔	۳۰؁ء
ستفنس کی شہادت سامریہ میں فلپس کا جانا۔ پولس کا رجوع لانا۔	۳۶؁ء
پولس کا عرب اور دمشق میں جانا۔	۳۶-۳۸؁ء
پولس یروشلم میں پہلی دفعہ۔ ترسوس کا روانہ ہونا	۳۸؁ء
پولس کا کام سوریہ اور کلکیہ میں (گلتیوں ۱: ۲۱)۔ پطرس۔ لدہ۔ یافہ اور قیصریہ میں۔ کرنیلیس کا ایمان لانا۔ یونانی نامل یہودیوں کا انطاکیہ میں کلام سننا اور برناباس کا کام اُس جگہ	۳۸-۴۳؁ء
پولس برناباس کے ساتھ انطاکیہ میں	۴۳ یا ۴۴؁ء
یعقوب کا شہید ہونا۔ اگرپا اوّل کی وفات	۴۴؁ء
پولس کا یروشلم کو دوبارہ جانا، برناباس کے ہمراہ انطاکیہ سے خیرات لیکر	۴۶؁ء
پولس برناباس کے ہمراہ انطاکیہ کو واپس گیا	۴۷؁ء کا شروع
پہلا مشنری سفر۔ کپرس۔ پسدیہ۔ انطاکیہ۔ اکنیم۔ لسترہ۔ دربے اور پرگہ کی راہ انطاکیہ کو واپسی۔	۴۷؁ء
پولس کا برناباس کے ہمراہ تیسری دفعہ یروشلم کو جانا۔ یروشلم کی کونسل۔	

واقعہ	تاریخ
انطاکیہ کو واپس جانا اور برناباس سے جدائی	۵۰؁ء کی موسم بہار
دوسرا مشنری سفر ۵۰؁ء کے موسم گرما سے ۵۳؁ء کے شروع تک	
پولس اور سیلاس۔ سوریہ۔ کلکیہ اور ایشیائے کوچک میں گلتیہ، ترواس اور [illegible] کو پہنچنا۔ فلپی۔ تھسلنیکی۔ بیریہ، اتھینی میں۔	۵۰-۵۱؁ء
کرنتھس میں۔ تھسلنیکیوں کی طرف پہلا اور دوسرا خط	۵۱ سے ۵۳؁ء کے شروع تک
فلسطین کو واپس آنا افسس کے راستے پولس کا چوتھی دفعہ یروشلم کو جانا۔	۵۳؁ء کا شروع
تیسرا مشنری سفر موسم بہار ۵۳؁ء سے ۵۷؁ء مئی تک	
گلتیہ اور فروگیہ کے علاقہ میں کام۔ افسس میں کام۔ کرنتھیوں کا پہلا خط لکھا گیا۔	خزاں ۵۳؁ء سے ۵۶؁ء کی ابتدا تک
مکدنیہ میں کام۔ کرنتھیوں کو دوسرا خط۔ گلتیوں کا خط۔	۵۶؁ء کا موسم گرما اور خزاں
کرنتھس میں کام۔ رومیوں کو خط۔	دسمبر ۵۶؁ء سے فروری ۵۷؁ء تک
فلپی کی راہ سے سفر اپریل ۵۷؁ء	
یروشلم کو واپس آنا۔ از راہ ترواس۔ میلیتس۔ صور اور قیصریہ	اپریل اور مئی ۵۷؁ء
پولس کا یروشلم کو پانچویں دفعہ جانا۔ ہیکل میں اُن کا پکڑا جانا۔ لوگوں اور صدر عدالت کے روبرو تقریر۔ کلودیس حاکم نے اُس کو قیصریہ روانہ کیا۔	مئی ۵۷؁ء
پولس قیصریہ میں قیدی۔ فیلکس۔ فیستس۔ ہیرودیس اگرپا دوم	موسم گرما ۵۷؁ء سے موسم گرما ۵۹؁ء تک
پولس کا جہازی سفر رُوم کو۔	۵۹؁ء کا موسم گرما
مالٹا میں جہاز کا تباہ ہونا	نومبر ۵۹؁ء سے فروری ۶۰
پتیولی کے راستے رُوم میں پہنچنا۔	موسم بہار ۶۰؁ء
پولس کی پہلی رومی اسیری۔ فلپیوں۔ کلسیوں۔ فلیمون اور افسیوں کو خط لکھے	بہار ۶۰؁ء سے ۶۲؁ء تک
اسیری سے رہائی۔	بہار ۶۲؁ء
پولس کی آخری محنت ہسپانیہ میں۔ کریتے، یونان اور ایشیا کوچک میں۔ تیمتھیس کو پہلا خط اور طیطس کو خط	۶۴؁ء سے ۶۵؁ء تک

پولس کی دوسری رومی قید تمتھیس کو دوسرا خط	۶۵ء سے ۶۷ء تک	پولس کی شہادت	۶۷ء

نوٹ

۱۔ اگر گلتیوں ۱:۲ کے "چودہ سال" میں گلتیوں ۱:۱۸ کے "تین سال" داخل ہیں تو پولس کے رجوع لانے کی تاریخ ۳۳ء یا ۳۴ء ہوگی۔

۲۔ چند خاص واقعات کی تاریخیں یہ ہوں گی:-

پولس کرنتھس میں	۵۰-۵۲ء	گلتیوں کا خط	۵۵ء [illegible]
تیسرا مشنری سفر	۵۲-۵۸ء	رومیوں کا خط	۵۸ء کا شروع
پولس افسس میں	۵۴-۵۷ء	یروشلیم میں پکڑے جانا	۵۸ء
کرنتھیوں کا پہلا خط	موسم بہار ۵۷ء	قیصریہ میں اسیر رہنا	۵۸-۶۰ء
کرنتھیوں کا دوسرا خط	خزاں ۵۷ء	پہلی رومی اسیری	موسم بہار ۶۱ء سے موسم بہار ۶۳ء

۳۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ گلتیوں کا خط افسس میں قیام کے وقت لکھا گیا۔ پروفیسر ریمزے کا خیال ہے کہ انطاکیہ سے ۵۳ء میں تیسرے مشنری سفر کے شروع میں لکھا گیا۔

۴۔ یوسیفس مؤرخ نے ذکر کیا ہے کہ قیصر نیرو کے عہدِ سلطنت کے اختتام پر جو ۶۸ء میں ہوا، پولس شہید ہوا اور اسی طرح سے اُس کی شہادت کا سال ۶۸ء ہوگا۔ لیکن چونکہ نیرو کی ایذا رسانی کا زور ۶۵ء میں ہوا، روم کی بڑی آتشزدگی کے بعد (۶۴ء) اس لئے بعض علماء نے خیال کیا کہ گمان غالب ہے کہ پولس رسول ۶۴ء میں شہید ہوا۔

فصل ہشتم

اعمال کی کتاب کی تقسیم

بعض مفسروں نے ان اشخاص کے لحاظ سے جن کا خاص ذکر اس کتاب میں پایا

جاتا ہے اس کتاب کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کیا۔

پہلا حصہ	پطرس کے اعمال	۱ سے ۱۲ باب تک
دوسرا حصہ	پولس کے اعمال	۱۲ سے ۲۸ باب تک

لیکن زیادہ صحیح تقسیم وہ ہوگی جو ہمارے خداوند کے الفاظ ۱:۸ پر مبنی ہے۔ جس میں رسولوں کے کام کی بتدریج ترقی کا ذکر ہے۔ اور خود مصنف نے اسی تقسیم کو اختیار کیا۔ اور اسی تقسیم کے مطابق کئی طرح سے اعمال کی کتاب کے مضامین کو تقسیم کر سکتے ہیں۔ یہاں دو طرح کی تقسیم دی گئی ہے، ایک تو سکول کی جماعتوں کے لئے اور ایک عبادتی اور عام استعمال کے لئے۔

تقسیم اوّل

۱۔ اعمال یروشلیم میں ۔ ۱ سے ۷ باب تک

دیباچہ۔ پہلے چالیس دن

صعود ۱:۱-۱۱

پنتکست کی شام۔ پطرس کی تقریر۔ متیاہ کا چنا جانا	۱:۱۲-۲۶
پنتکست کا دن۔ پطرس کی تاریخ	۲:۱-۴۰
پہلے مسیحی اور اُن کی رفاقت	۲:۴۱-۴۷
لنگڑے کو شفا دینا۔ پطرس کی تقریر سلیمان کی ڈیوڑھی میں	۳ باب
پطرس اور یوحنا صدر عدالت کے سامنے۔ پطرس کی تقریر دعا اور اُس کے نتیجے	۴:۱-۲۲ ۴:۲۳-۳۱
مسیحی جماعت۔ برنباس۔ حننیاہ اور سفیرہ	۴:۳۲-۵:۱۱
رسول قید میں۔ اعجازی رہائی۔ صدر مجلس کے سامنے پطرس کی تقریر۔ گملی ایل	۵:۱۷-۴۲
سات ڈیکن۔ ستفنس کی منادی	۶ باب
ستفنس کی تقریر اور شہادت	۷ باب

۲۔ یہودیہ اور سامریہ میں "اعمال" ۸ سے ۱۲ باب تک۔

یہودا، سامریہ ۔ گو منتشر ہو گئے — ۸: ۱-۴
فلپس سامریہ میں ۔ شمعون جادوگر — ۸: ۵-۲۵
فلپس اور خوجہ — ۸: ۲۶-۴۰
ساؤل کا رجوع لانا اور پہلی خدمت — ۹: ۱-۳۱
پطرس لدہ میں اور یافہ میں — ۹: ۳۲-۴۳
کرنیلیس کا رجوع لانا اور پطرس کی تقریر — ۱۰ باب
مختون فریق کے اعتراضات ۔ پطرس کی تقریر — ۱۱: ۱-۱۸
انجیل کی اشاعت انطاکیہ تک ۔ برنباس پولس وہاں گئے — ۱۱: ۱۹-۳۰
ہیرودیس کی طرف سے ایذا رسانی ۔ یعقوب کا شہید ہونا ۔ پطرس کی رہائی ۔ — ۱۲: ۱-۱۹
ہیرودیس کی موت ۔ کلیسیا کی ترقی — ۱۲: ۲۰-۲۵

۳۔ دُوسرے ملکوں میں اعمال ۱۳ سے ۲۸ باب تک

پہلا مشنری سفر

پولس اور برنباس انطاکیہ سے بھیجے گئے — ۱۳: ۱-۴
کپرس میں بریسوع ۔ پولس کی الیماس سے مخالفت — ۱۳: ۵-۱۲
پسدیہ کا انطاکیہ ۔ پولس کی تقریر — ۱۳: ۱۳-۵۲
اکنیم — ۱۴: ۱-۶
لسترہ میں لنگڑے کو شفا پانا ۔ پولس کی تقریر — ۱۴: ۷-۱۹
دربے — ۱۴: ۲۰-۲۱
سوریہ کے انطاکیہ کو واپس جانا — ۱۴: ۲۲-۲۸
پطرس اور یعقوب — ۱۵: ۱-۲۱
غیر قوم کلیسیاؤں میں یروشلم کی کونسل کی طرف سے گشتی خط ۔ یہوداہ اور سیلاس — ۱۵: ۲۲-۳۴
پولس اور برنباس میں نااتفاقی — ۱۵: ۳۵-۳۹

دُوسرا مشنری سفر

کلیسیاؤں کو دوبارہ دیکھنا ۔ سیلاس اور تیمتھیس — ۱۵: ۴۰ تا ۱۶: ۵
ترواس کو سفر ۔ رویت — ۱۶: ۶-۱۰
فلپی میں لُدیہ ۔ جادوگر اور داروغہ جیل — ۱۶: ۱۱-۴۰
تھسلنیکے میں یاسون کے گھر پر حملہ ہونا — ۱۷: ۱-۹
بیریہ — ۱۷: ۱۰-۱۴
اتھینے میں پولس کی تقریر اریوپگس پر — ۱۷: ۱۵-۳۴
کرنتھس میں اکولہ اور پرسکلہ اور گلیو [illegible] — ۱۸: ۱-۱۸
افسس کے راستے انطاکیہ کو واپس جانا — ۱۸: ۱۹-۲۲

تیسرا مشنری سفر

گلتیہ اور فروگیہ کے علاقوں میں سفر — ۱۸: ۲۳
اپلوس افسس اور کرنتھس میں — ۱۸: ۲۴-۲۸
افسس میں پولس کا تین سال کا قیام دیمیتریس اور ہنگامہ — ۱۹ باب
مکدنیہ اور یونان میں سفر — ۲۰: ۱-۶
ترواس میں معجزہ ۔ یُوتخس کو شفا بخشنا — ۲۰: ۷-۱۲
میلیتس میں افسس بزرگوں کے سامنے پولس کی تقریر — ۲۰: ۱۳-۳۸
صور اور قیصریہ کی راہ سے یروشلم کو سفر — ۲۱: ۱-۱۷

آخری اعمال

یروشلیم ۔ پولس ہیکل میں ۔ اُس کا گرفتار ہونا — ۲۱: ۱۸-۴۰
" پولس کی تقریر یہودیوں کے رُوبرو — ۲۲: ۱-۲۱
" پولس اور لیاس — ۲۲: ۲۲-۳۰
" پولس صدر عدالت کے رُوبرو — ۲۳: ۱-۱۱
سازش ۔ پولس قیصریہ بھیجا گیا — ۲۳: ۱۲-۲۵
قیصریہ میں پولس اور فیلکس ۔ ترتلس اور پولس کی تقریریں — ۲۴ باب

قیصریہ میں پولُس اور فیلکس۔ قیصر کی دُہائی ۲۵ باب
" پولُس اور اگرپا۔ پولُس کی تقریر ۲۶ باب
رُوم کو سفر۔ پولُس کا جہازی سفر اور جہاز کا تباہ ہونا ۲۷ باب
" " پولُس مالٹا میں اور پبلیس کے باپ کے شفا بخشی ۲۸: ۱-۱۰
" " " سرکوسہ، ریگیم اور اپیُس میں ۲۸: ۱۱-۱۵
پولُس رُوم میں۔ یہودیوں کے سامنے تقریر } ۲۸: ۱۶-۳۱
دو سال کا کام

تقسیم دوم

۱- یروشلم میں گواہ ۱ سے ۷ باب تک

پہلا باب	پہلی تیاریاں	گواہ تیار ہوگئے
دُوسرا باب	پہلے پہل کلیسیا میں داخل ہونا	گواہوں کا مسح ہونا
تیسرا باب	پہلا معجزہ	
	(خصوصیت)	گواہوں کا اعتبار
چوتھا باب	پہلا مقابلہ	گواہ قید ہوگئے
پانچواں باب	پہلے کوڑے	گواہوں کو مار پڑی
چھٹا باب	پہلے ڈیکن	گواہوں کی تعداد میں زیادتی
ساتواں باب	پہلا شہید	گواہوں کی ایذا رسانی

۲- گواہ سارے یہودیہ اور سامریہ میں ۸ سے ۱۲ باب تک

آٹھواں باب	ایک نیا قدم	سامریہ
نواں باب	ایک نیا رسُول	پولُس
دسواں باب	ایک نیا زینہ	غیر قوم کرنیلیس
گیارہواں باب	ایک نیا مرکز	سوریہ کا انطاکیہ
بارہواں باب	ایک نئی لڑائی	ہیرودیس

۳- زمین کی حدوں تک گواہ ۱۳ سے ۲۸ باب تک

(الف) مقدس پولُس کا پہلا مشنری سفر
۱۳ سے ۱۵ باب تک ایشیائے کوچک کا جنوب مشرقی حصّہ
۱۳ باب مشنری پلاٹ انطاکیہ سے کپرس اور پسدیہ کے انطاکیہ تک
۱۴ باب مشنری دورہ پسدیہ کے انطاکیہ سے اکنیم۔ لسترہ اور دربے تک اور واپسی
۱۵ باب مشنری مجلس شوریٰ۔ یروشلم میں

(ب) مقدس پولُس کا دُوسرا مشنری سفر
۱۶ باب سے ۱۸ باب تک مشرقی یورپ
۱۶ باب تین خاص شاگرد۔ فلپی میں لُدیہ۔ جادوگر۔ داروغہ جیل۔
۱۷ باب تین خاص شہر تھسلنیکی (مخالفت) بیریہ (توجہ سے سُننا) اتھینے (لاپروائی)
۱۸ باب تین خاص تجربے کرنتھس میں۔ حوصلہ کا گرنا۔ حوصلہ کا بڑھنا۔ تحقیر۔

(ج) مقدس پولُس کا تیسرا مشنری سفر
۱۹ سے ۲۱ باب تک رُومی ایشیا
۱۹ باب مشنری مرکز افسُس
۲۰ " مشنری سرگرمی میلیتُس میں
۲۱ " مشنری نازک حالت۔ یروشلم میں

(د) مقدس پولُس کا چوتھا مشنری سفر
۲۲ سے ۲۸ باب تک قیصریہ کی راہ سے رُوم کو
۲۲ باب لوگوں کے آگے گواہی
۲۳ " کونسل کے آگے گواہی
۲۴ و ۲۵ " حکام کے آگے گواہی۔ فیلکس۔ اور فیستُس
۲۶ باب بادشاہوں کے آگے گواہی۔ اگرپا

۲۷ باب جہاز پر گواہی
۲۸ " شہر میں گواہی ... رُوم

نوٹ:-
مشنری سفروں میں بابوں کی تقسیم کچھ غلط ملط ہو جاتی ہے۔
پہلا سفر فی الحقیقت ۱۳: ۱ سے شروع ہو کر ۱۵: ۳۵ تک ہے۔
دُوسرا " " ۱۵: ۳۶ " " ۱۸: ۲۲ تک "
تیسرا " " ۱۸: ۲۳ " " ۲۱: ۱۶ تک "
لیکن یادداشت کے لئے دُوسری تقسیم مفید ہے۔ کیونکہ تین سفروں کے لئے تین تین باب دے دیئے ہیں۔ اور آیتوں کی کمی بیشی چنداں فرق نہیں [illegible] اس کی کوئی وجہ نہیں، کہ پولس کے قید ہو کر یروشلم سے براہ قیصریہ رُوم لے جانے کو ہم اُس کا چوتھا سفر نہ کہیں۔ اس طریقہ سے اس آخری سفر کے لئے دو باب دیئے گئے ہیں۔ جیسے پہلے ہر سفر کے لئے تین تین باب ⁂

رسُولوں کے اعمال

سرنامہ

یہ سرنامہ "رسُولوں کے اعمال" گو خود مصنف نے اس کتاب کو نہیں دیا۔ تاہم بہت قدیم ہے۔ موراتوری نسخہ میں یہ نام آتا ہے۔ کلیمنٹ اسکندری اور دیگر قدیم بزرگوں نے یہی نام استعمال کیا ہے۔ ویٹی کن نسخے (ب) اور بیزا کے نسخے (د) میں اس نام کے ساتھ حرفِ تعریف نہیں آتا۔ یعنی الاعمال کی بجائے صرف اعمال درج ہے۔ اور سینا کے نسخے (و) میں صرف اعمال ہی آیا ہے۔ خواہ اس نام کا شروع کچھ ہی ہوا ہو، اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ موجودہ نام اس کتاب کے لئے موزوں ہے۔ جس میں پنتکست کے بعد مسیح کے رسُولوں اور اُن کے ہم خدمتوں کے بشارتی کاموں کی تاریخ مندرج ہے۔ یہ ظاہر کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا، کہ جس کتاب میں انجیل کی اشاعت کا ذکر ہے وہ اعمال اور کاموں کی تاریخ ہے، نہ راؤں اور فلسفوں کا خلاصہ۔ مسیحی دین ایک بڑا تاریخی دین ہے، اور اس کا مقصد اور تاثیریں سب عملی ہیں، نوعِ انسان کی رُوحانی اور اخلاقی نئی پیدائش ہیں۔ رحم اور رفاہِ عام کے کاموں میں بیماروں اور غریبوں اور مریض قوموں کی بہبودی میں یہ اعمال اب تک وقوع میں آ رہے ہیں۔

Rev Michael Joseph. Cell # 92 300 7233 854.
ysealjesus@gmail.com
yesmicheal@yahoo.co.uk
Evenglist Yousaf Masih.
Cell # 92 300 7233 853.

رسولوں کے اعمال

سرنامہ

یہ سرنامہ "رسولوں کے اعمال" گو خود مُصنّف نے اس کتاب کو نہیں دیا۔ لیکن بُہت قدیم ہے۔ موراتوری نُسخہ میں یہ نام آتا ہے کلیمنٹ اسکندری اور دیگر قدیم بزرگوں نے یہی نام استعمال کیا ہے۔ ویٹی کن نسخے (ب) اور بیزا کے نسخے (د) میں اس نام کے ساتھ حرفِ تعریف نہیں آتا۔ یعنی الاعمال کی بجائے صرف اعمالِ رسل ہی ہے۔ اور سینا کے نسخے (ن) میں صرف اعمال ہی آیا ہے۔ خواہ اس نام کا شروع کچھ ہی ہوا ہو۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ موجودہ نام اس کتاب کا موزون ہے۔ جس میں پنتکوست کے بعد مسیح کے رسولوں اور اُن کے ہم خدمتوں کے بشارتی کاموں کی تاریخ مندرج ہے۔ یہ ظاہر کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ کہ جس کتاب میں انجیل کی اشاعت کا ذکر ہے وہ اعمال اور کاموں کی تاریخ ہے۔ نہ راؤں اور فلسفوں کا خلاصہ۔ مسیحی دین ایک بڑا تاریخی دین ہے۔ اور اس کا مقصد اور تاثیریں سب عملی ہیں۔ نوعِ انسان کی رُوحانی اور اخلاقی نئی پیدائش میں۔ رحم اور رفاہِ عام کے کاموں میں بیماروں اور غریبوں اور نیچ قوموں کی بہبودی میں یہ اعمال اب تک وقوع میں آرہے ہیں۔

پہلا حصّہ۔ یروشلم میں اعمال ۱ سے ۷ تک

پہلا باب (۱)

۱ سے ۱۱ + دیباچہ ۔ چالیس دن ۔ صعود +

اے تھیُفِلس میں نے پہلا رسالہ ان سب باتوں کے بیان میں تصنیف کیا ۔ جو یسُوع شروع میں کرتا اور سکھاتا رہا +

(۱) پہلا رسالہ ۔ یعنی دو میں سے پہلا ۔ مقابلہ کرو ۱ کرنتی ۱۴ : ۳۰ متی ۲۷ : ۶۴ + یوحنا ۱ : ۱۵ و ۳۰ + بعضوں کا خیال ہے ۔ کہ لوقا کا خیال تھا ۔ کہ ایک تیسرا رسالہ لکھے ۔ اس لئے تفصیل کل کا لفظ استعمال کیا +

رسالہ ۔ یا قصّہ یا بیان ۔ اس سے مراد ہے تاریخی قصّہ یا بیان یہ پہلا رسالہ مقدّس لوقا کی انجیل ہے (دیباچہ ۱ : ۱) +

تھیوفلس ۔ مقابلہ کرو لوقا ۱ : ۳ سے ۔ اس نام کے یہ معنی ہیں " خدا کا پیارا " یا " خدا کا دوست " بعضوں کا خیال ہے کہ یہ کوئی فرضی شخص ہوگا ۔ یا جس سے عموماً کوئی مسیحی پڑھنے والا مراد ہوگی ۔ ہماری رائے تو یہ ہے کہ یہ کوئی خاص شخص تھا جس کے نام یہ دونوں رسالے لکھے گئے ۔ اس خاص شخص کا نام تھیوفلس تھا ۔ انجیل میں اس کو " معزّز " کا لقب دیا گیا ہے ۔ یہ لقب اعمال کی کتاب میں فیلکس اور فیسطس کا آتا ہے (۲۳ : ۲۶ + ۲۴ : ۳ + ۲۶ : ۲۵) اس سے یہ گمان غالب گذرتا ہے ۔ کہ یہ کوئی ذی رُتبہ یا شاید رومی

عہدہ دار شخص ہوگا ۔ یہ کوئی غیر قوم ۔ فلسطین سے باہر کا باشندہ ہوگا ۔ اور اچھا تعلیم یافتہ شخص ۔ چونکہ یہ دونوں رسالے ایک ہی شخص سے منسوب ہیں ۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ اِن دونوں کا مصنّف بھی ایک ہی ہوگا +

شروع میں کرتا ۔ لوقا اس لفظ کا بڑا مشتاق معلوم ہوتا ہے ۔ انجیل میں اکیس دفعہ اور اعمال میں دس دفعہ اُس نے یہ لفظ استعمال کیا انجیل کو وہ شروع کی کتاب کہتا ہے ۔ کیونکہ اُس میں خداوند کے ذریعہ انجیل کی پہلی اشاعت کا ذکر ہے ۔ اس میں خداوند کے اقوال و افعال کا پورا ذکر نہیں ۔ صرف ان واقعات کا ذکر ہے جو اُس کی سلطنت کی بُنیاد سے تعلّق رکھتے ہیں ۔ اسی طرح اعمال کی کتاب میں ان واقعات کا ذکر ہے جو رُوح القدس کی ہدایت سے اُس کے شاگردوں نے کرنا اور سکھانا شروع کیا ۔ پہلے مسیح نے کرنا اور سکھانا شروع کیا ۔ پھر دوسرا فارقلیط آن کر یہی کام کرنے لگا ۔ جو کام ہمارے خداوند نے زمین پر کیا اُس کا مختصر بیان انجیل میں مذکور ہے ۔ لیکن جو کام اُس نے آسمان سے کرنا شروع کیا اُسکا مختصر بیان اعمال کی کتاب میں ہے ۔ اسی طرح سے یہ دونوں کتابیں ایک دوسرے کا تکملہ ہیں +

کرتا اور سکھاتا رہا ۔ اس ترتیب کا لحاظ رکھیں ۔ اوّل زندگی ۔ مابعد ہونٹ ۔ اقوال سے پیشتر اعمال ہیں ۔ فریسیوں کی نسبت یہ کہا گیا تھا ۔ " وہ کہتے ہیں اور کرتے نہیں " (متی ۲۳ : ۳) ہندوستان میں بہت سارے گورو گذرے ہیں جن کی زندگی اسی طرح سے ناکامیاب ہوئی ۔ صرف مسیح ہی ایک ایسا معلّم ہوا ہے ۔ جس نے اپنی تعلیم کو اپنے عمل کے ذریعہ ثابت کر دکھایا ۔ یہ پہلے عمل کرتا ہے ۔ بعدہٗ کہتا ہے ۔ اُس کے اعمال اور افعال اُس کے اقوال کی نسبت زیادہ زور سے کلام کرتے تھے ۔ ہم یہ یاد رکھیں ۔ کہ چلن اور عمل تعلیم اور نصیحت سے پہلے ہونے چاہئے ۔ (لوقا ۲۴ : ۱۹ سے مقابلہ کرو) +

۲- اُس دن تک کہ وُہ ان رسولوں کو جنہیں اُس نے چُنا تھا رُوح القدس کے وسیلے سے حکم دے کر اُوپر اُٹھایا نہ گیا +

اُس دن تک کہ وہ ...... اُوپر اُٹھایا نہ گیا۔ جہاں انجیل کا بیان ختم ہُوا وہاں سے اعمال کی کتاب نے شروع کیا (لوقا ۲۴: ۵۰ سے ۵۳)۔ مقدس متی اور یوحنا نے صعود کا ذکر نہیں کیا۔ مرقس کی انجیل نے (بشرطیکہ آخری آیات مستند ہوں) اس کا صرف سرسری ذکر کیا۔ زمین پر ہمارے خداوند کے خاتمہ کا ان الفاظ میں ذکر آیا "اُس دن تک کہ ..... وہ اوپر اُٹھایا گیا"۔ جس طرح سے رُوح القدس سے قوت پاکر اُس کے لوگوں نے یہ کام جاری رکھا۔ اُس کا ذکر رسُولوں کے اعمال میں ہے +

رُوح القدس کے وسیلے حکم دے کر۔ بعضوں کا خیال ہے۔ کہ اس میں اس حکم کی طرف اشارہ ہے جو اُس نے ساری دُنیا میں انجیل سُنانے کا دیا تھا (مرقس ۱۶: ۱۵ + لوقا ۲۴: ۴۷) جس میں بپتسمہ دینے اور تعلیم دینے کا بھی حکم شامل تھا (متی ۲۸: ۱۹ و ۲۰) بعضوں کی رائے ہے۔ کہ اس میں روح القدس کے نازل ہونے کی انتظاری کرنے کے حکم کی طرف اشارہ ہے (لوقا ۲۴: ۴۹ + اعمال ۱: ۴) یہ بیان عام ہے۔ اِس میں وہ دونوں حکم بھی داخل ہوگئے اور دیگر احکام بھی +

رُوح القدس کے وسیلے۔ ہمارے خداوند کے سارے کام دُنیا پر روح القدس کے وسیلے سے ہوئے۔ اُس نے معجزے روح القدس کے وسیلے کئے (متی ۱۲: ۲۸)۔ اُس کے پُرفضل کلمات (لوقا ۴: ۱۸) اُسکی نجات کا کام (عبرانی ۹: ۱۴) اُسی رُوح کے وسیلے وہ تعلیم دیتا اور رسولوں کو تاکید کرتا ہے۔ اگر مسیح کو بحیثیت انسان یہ ضرور تھا کہ اُس کے اقوال و افعال کا دارومدار رُوح القدس پر ہو تو کس قدر زیادہ ہمیں اُس کے مسیح اور قوت

کی ضرورت ہوگی +

اُن رسولوں کو جنہیں اُس نے چُنا تھا۔ یہ لقب رسول (بھیجا گیا) اُن کے عہدہ کے لحاظ سے ہی نہیں بلکہ جس خدمت کے لئے وہ بھیجے جاتے ہیں۔ اُس کے لحاظ سے وُہ رسول کہلاتے ہیں وہ ساری دُنیا میں پیغام دے کر بھیجے گئے۔ اس لفظ سے وہی مراد ہے جو مشنری سے ہے۔ مسیح نے اِن شخصوں کو اپنا مشنری ہونے کے لئے چُنا تھا۔ لفظ چُنا سے مراد ہے۔ کہ اُس نے اپنے لئے اُن کو چُنا۔ مسیحی کارندوں کے انتخاب کے لئے بھی یہی لفظ مستعمل ہے (لوقا ۶: ۱۳ + یوحنا ۶: ۷۰ + ۱۳: ۱۸ + ۱۵: ۱۶ و ۱۹ + اعمال ۱: ۲۴ + ۶: ۵ + ۱۵: ۷ و ۲۲ و ۲۵ + اکرنتھی ۱: ۲۷ و ۲۸)۔ ہم ذرا اس کا بھی لحاظ کریں۔ کہ ہمارے خداوند نے کیسی دعا اور احتیاط کے ساتھ اپنے خادموں کو چُنا۔ اس چُننے سے پیشتر وہ ساری رات دُعا میں مشغول رہا۔ (لوقا ۶: ۱۲ و ۱۳) خدا کے تاکستان میں جو کارندے بھیجے جائیں وہ رُوحانی اور تقدیس شدہ ہوں۔ ہندوستانی کلیسیا اس قانون کو خوب یاد رکھے جو انجیل اور اعمال میں کارندوں کے انتخاب کے متعلق پایا جاتا ہے +

(۳) اُس نے دُکھ سہنے کے بعد بہت سے ثبوتوں سے اپنے آپ کو اُن پر زندہ ظاہر بھی کیا۔ چنانچہ وہ چالیس دن تک اُنہیں نظر آتا اور خدا کی بادشاہت کی باتیں کہتا رہا +

زندہ ظاہر بھی کیا۔ یا زندہ پیش کیا۔ تقریباً یہی الفاظ اس موقعہ پر مستعمل ہوئے۔ جب پطرس نے ہرنی کو زندہ کرکے اس کے دوستوں کے سامنے حاضر کیا (۹: ۴۱) اس ساری کتاب میں مُردوں میں سے جی اُٹھنے پر بہت زور دیا گیا ہے۔ پہلے مسیحیوں کو اس واقعہ سے بڑی بھاری مدد اور تحریک ملی۔ اور یہ قیامت ہی مسیحی کلیسیا کی ہستی کا باعث تھا +

دُکھ سہنے کے بعد۔ لفظی طور پر یہ ترجمہ ہوگا "اس کے بعد کہ وہ دُکھ سہہ چکا"۔

بہت سے ثبوتوں سے۔ یہ لفظ ثبوت کچھ غیر معمولی لفظ ہے اور اس مقام کے سوا اور کسی جگہ نئے عہد نامہ میں یہ لفظ نہیں آیا۔ اِس سے یقینی نشان مراد ہے۔ یعنی ایسا ثبوت جو حواس پر ظاہر ہو۔ مسیح نے اپنی قیامت کا ایسا ہی ثبوت دیا۔ نگاہ۔ لہجہ۔ حرکات اور فعل کے ذریعہ اور شک کے لئے کوئی گنجائش نہ رکھی۔ اُس نے اس کے ساتھ کلام کیا اُن کے ساتھ کھایا۔ اُن کے ساتھ چلا۔ اپنے ہاتھ اور پسلی کے نشان اُن کو دکھائے۔ قوّت باصرہ۔ قوّت لامسہ اور قوّت سامعہ کے ذریعہ انکو یقینی شہادت مل گئی۔ اور اس جی اُٹھنے کے بارہ میں کسی معقول شک کو جگہ نہ رہی۔ اور یہ ضرور بھی تھا۔ کیونکہ اگر مسیح مردوں میں سے جی نہ اُٹھتا۔ تو ہمارا ایمان اور اُمید بے فائدہ ہوتے (۱ قرنتی ۱۵: ۱۷)۔

اُنہیں نظر آتا۔ یہ فعل صرف اسی جگہ نئے عہد نامہ میں آیا ہے۔ اور اس کے معنی ہیں "آنکھوں سے دیکھا جانا" اس ماخذ سے جو اسم آتے ہیں وہ لوقا ۱: ۲۲ + ۲۴: ۲۳ + اعمال ۲۶: ۱۹ + ۲ قرنتی ۱۲: ۱ میں پائے جاتے ہیں اور ہمیشہ آسمانی ظہوروں کے بارہ میں ہیں۔ شاگردوں نے اپنے جی اُٹھے نجات دہندہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ وہ اس واقعہ کے عینی گواہ تھے۔ کہ وہ پھر جی اُٹھا ہے۔ اور اُنہوں نے سرسری طور پر اُسے نہ دیکھا تھا۔ کہ شک و شبہ کو جگہ رہتی۔ یا آنکھوں کے دھوکے سے اُس کو منسوب کر سکتے۔ بلکہ چالیس دن کے عرصہ میں بار بار اُنہوں نے اُسے دیکھا۔ یُونانی لفظ کا یہی زور ہے۔

چالیس دن تک۔ یہی ایک جگہ ہے۔ جہاں مسیح کے جی اُٹھنے اور صعود کے درمیانی عرصہ کا صاف صاف ذکر ہوا ہے۔ بعضوں نے

یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ لوقا کی انجیل اور اس بیان میں کچھ اختلاف ہے۔ لیکن ذرا غور سے مقابلہ کرنے کے ذریعہ یہ ظاہر ہو جائے گا کہ کوئی حقیقی اختلاف نہیں۔ جس دن مسیح جی اُٹھا تھا اُسی روز شام کو عماؤس کی طرف جاتے ہوئے واقعات گذرے (لوقا ۲۴: ۱۳ سے ۳۵) اور اُن کے بعد جو بیان ہے وہ آٹھ روز بعد کا بیان ہے (آیات ۳۶ سے ۴۳ تک یوحنا ۲۰: ۲۶ سے ۲۸) اور اس کے بعد جن واقعات کا ذکر ہے وہ "مابعد موقعوں پر وقوع میں آئے" (۴۴ سے ۴۹ تک + ۵۰ سے ۵۳ تک) ان سب کے لئے کچھ میعاد درکار ہے۔ اور اس میں وہ عرصہ بھی داخل ہے جب وہ گلیل میں رہا۔ اور پھر وہاں سے یروشلم کو واپس گیا۔ (متی ۲۸: ۱۰ سے ۲۰ + یوحنا ۲۱ + ۱ قرنتی ۱۵: ۶ و ۷) ان سارے کاموں کے لئے چالیس دن کا عرصہ کافی سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔

یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ عہدِ عتیق میں ہلانے کی قربانی کے لئے پولو کے لانے اور عید پنتکوست کے دن تک پچاس دن کا عرصہ ہوتا تھا۔ یہ قربانی مسیح کے جی اُٹھنے کا نشان تھی۔ (احبار ۲۳: ۱۵ سے ۲۱)۔ اگر ہم اس چالیس دن کے عرصہ کے ساتھ اگر وہ دس دن بھی شامل کریں جن میں اُس کے شاگرد رُوح القدس کے نازل ہونے کی انتظاری کرتے رہے تو مسیح کے جی اُٹھنے اور عید پنتکوست کے درمیان ٹھیک پچاس دن کا عرصہ ہوگا۔

خدا کی بادشاہت کی باتیں کہتا رہا۔ اس چالیس دن کی تعلیم کے بارہ میں بہت خیالی پلاؤ پکائے گئے اور توسن خیال کو بہت جولانی دی گئی ہے۔ مثلاً بعضوں کی یہ رائے ہے۔ کہ اس عرصہ میں خداوند نے کلیسیائی انتظام اور عبادت کے متعلق ہدایات دیں۔ لیکن ایسے قیاسات بے بُنیاد ہیں۔ ہمیں پُورا یقین ہے کہ مسیح نے اس موقعہ پر کلیسیائی انتظام کے متعلق کوئی ایسی تعلیم نہ دی ہوگی۔ جس کا ثبوت

کتاب مقدس کے دوسرے مقامات سے مل سکے۔ البتہ ہم اُس کے بعض کاموں کی حقیقت معلوم کر سکتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ اُس نے اپنے شاگردوں پر کتاب مقدس کا مطلب منکشف کیا (لوقا ۲۴: ۴۵ سے ۴۷) اور اُنہیں تاکید کی کہ "ساری قوموں میں توبہ اور گناہوں کی معافی کی منادی کریں"۔ مشنری اختیار۔ اُن کو دیا (یوحنا ۲۰: ۲۱ سے ۲۳) اُس نے اُن کو اپنے اختیار اور رُوحانی حضوری کا یقین دلایا اور اُنہیں تاکید کی کہ لوگوں کو بپتسمہ دیں اور ایمان کی تعلیم دیں (متی ۲۸: ۱۸ سے ۲۰) اور اُنہیں یہ حکم بھی دیا کہ رُوح القدس سے مسح پانے کی انتظاری کریں۔ (لوقا ۲۴: ۴۹ + اعمال ۱: ۴ و ۸) اور اُس نے یہ وعدہ بھی کیا (بشرطیکہ یہ آیات اصلی ہوں) کہ تمہارے پیغام کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے نشان اور معجزے بھی ہونگے۔ (مرقس ۱۶: ۱۷ و ۱۸) +

ہم بعض لوگ مسیح کی ناتحریر شدہ تعلیم پر بڑا زور دیتے ہیں۔ ہم ایسی تعلیم سے ذرا بچے اور خبردار رہیں۔ صرف تحریری تعلیم کو ہی ہم منکشف اور معتبر تعلیم قرار دیتے ہیں اور کسی دُوسری تعلیم کو نہیں +

۴۔ اور اُن سے مل کر اُن کو حکم دیا۔ کہ یروشلیم سے باہر نہ جاؤ۔ بلکہ باپ کے اُس وعدے کے پُورا ہونے کے منتظر رہو جس کا ذکر تم مجھ سے سُن چکے ہو +

(۴) اور اُن سے مل کر۔ یہ لفظ صرف اسی مقام میں آیا ہے جس ماخذ سے یہ نکلا ہے اُس کے معنی ہیں کسی جماعت میں شریک۔ اس سے شاگردوں کا باہمی اور خداوند سے قریب تعلق کا اظہار ہوتا ہے۔

حاشیہ میں یہ ترجمہ بھی دیا گیا ہے "اُن کے ساتھ کھانا کھا کر"۔ جو لوگ یہ ترجمہ کرتے ہیں وہ اس لفظ کا ایسا ماخذ لیتے ہیں جس کے معنی نمک ہیں جس سے اکٹھا نمک کھانے کی طرف اشارہ ہے اور اسی سے یہ ترجمہ لیا گیا جو حاشیہ میں درج ہے کہ "اُن کے ساتھ کھانا کھا کر" مقابلہ کرو ۱۰: ۴۱ سے اور لوقا ۲۴: ۴۱ و ۴۲ + و یوحنا ۲۱: ۱۰ سے ۱۴ تک۔ اکٹھا کھانے پر اس لئے زور دیا گیا۔ کیونکہ مسیح کے جی اُٹھنے کا یہ ایک بڑا ثبوت ہے +

حکم دیا۔ یہ لفظ تین دفعہ اعمال کی کتاب میں آیا ہے۔ اس کے ذریعہ اُس نے اپنے لوگوں کو بڑا حکم دیا۔

(ا) اُس نے ہمیں گناہوں سے توبہ کرنے کا حکم دیا (۱۷: ۳۰) اس لئے ماقبل اناجیل کے پہلے پیغام کے ساتھ سلسلہ ملا دیا +

(ب) اُس نے ہمیں یہ حکم دیا کہ روح کے لئے انتظار کریں (۱: ۴)

(ج) اُس نے یہ حکم دیا کہ انجیل کی منادی کریں (۱۰: ۴۲) +

یروشلم سے باہر نہ جاؤ۔ لوقا ۲۴: ۴۹ میں جو حکم تھا وہ دہرایا گیا۔ اسی طرح سے اُن دونوں کتابوں کا تعلق اور بھی زیادہ ظاہر ہوتا ہے۔ یروشلم نے خداوند کی موت کا نظارہ دیکھا۔ اب وہ پنتیکوست کے دن اُس کی قدرت اور فتح کا نظارہ بھی دیکھے گا۔ اور یہ مناسب بھی تھا کہ "مقدس شہر" سے انجیل کی صداقت کا کلام سارے ملکوں میں پہنچے (یسعیاہ ۲: ۳ + میکہ ۴: ۱ و ۲) علاوہ ازیں رُوح القدس کا بپتسمہ پائے بغیر وہ سچی خدمت کے لئے تیار بھی نہ ہو سکتے تھے۔ اس لئے اُن کو حکم ملا کہ اسی شہر میں ٹھیرے رہیں۔ جب تک عالم بالا سے قوت حاصل نہ کریں +

باپ کے اُس وعدہ کے۔ یہ الفاظ بھی لوقا ۲۴: ۴۹ میں پہلے

آ چکے ہیں۔ اور خاص انہی دو مقامات میں پائے جاتے ہیں پرانے عہد نامہ میں رُوح القدس کے انعام کا وعدہ بہت دفعہ پایا جاتا ہے (یسعیاہ ۳۲: ۱۵ + ۴۴: ۳ + یوایل ۲: ۲۸ و ۲۲ و ۳) اس کی تشریح اور تکمیل نئے عہد نامہ میں ہوئی (یوحنا ۷: ۳۸ و ۳۹ + ۱۴: ۱۶ + ۱۵: ۲۶) اس مقدس انعام کا (۱) "باپ کا وعدہ" ہو گیا جس سے یہ مراد ہو گی۔ کہ ایماندار بچوں کے لئے اُس کے باپ کا یہ اعلےٰ انعام تھا (لوقا ۱۱: ۱۳) تاکہ ہم اُس پر ایمان لائیں۔ اس لئے خدا کا ہر تابعدار فرزند باپ کے اِس خاص انعام کا حقدار ہے۔ اور اس کے مانگنے میں وہ ہرگز خوف نہ کھائے ✦

جس کا ذکر تم مجھ سے سُن چکے ہو۔ یہاں طرزِ تحریر میں کچھ تبدیلی ہے اور یہی حال اعمال ۱۷: ۳ + ۲۳: ۲۲ کا ہے۔ اِن الفاظ میں اِن مقامات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ لوقا ۱۱: ۱۳ + ۲۴: ۴۹ + یوحنا ۷: ۳۸ و ۳۹ + ۱۴: ۱۶ سے ۲۶ + ۱۵: ۲۶ + ۱۶: ۷ سے ۱۵ + ہمارا خداوند بتدریج اپنے شاگردوں کو اس اعلےٰ انعام کے لئے تیار کرتا رہا ✦

۵۔ کیونکہ یوحنا نے تو پانی سے بپتسمہ دیا۔ مگر تم تھوڑے دنوں کے بعد رُوح القدس سے بپتسمہ پاؤ گے ✦

تم تھوڑے دنوں کے بعد۔ ہمارے خداوند نے دنوں کی ٹھیک تعداد ارادتاً نہیں بتائی۔ تاکہ اُن کا ایمان اور سرگرمی اور توقع زیادہ بڑھے۔ مابعد واقعات سے ظاہر ہو گیا۔ کہ اِن دنوں کا ٹھیک شمار دس تھا ✦

رُوح القدس سے بپتسمہ پاؤ گے۔ یہ قابلِ غور ہے۔ کہ رُوح القدس کے بپتسمہ کا وعدہ صاف طور پر چاروں اناجیل میں

پایا جاتا ہے (متی ۳: ۱۱ + مرقس ۱: + لوقا ۳: ۱۶ + یوحنا ۱: ۳۳)۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ بپتسمہ کیسا ضروری سمجھا گیا۔ آسمان سے یہ منکشف ہوا تھا۔ کہ ہمارے خداوند کا ایک خاص کام یہ ہو گا "وہی رُوح القدس سے بپتسمہ دینے والا ہے" (یوحنا ۱: ۳۳)۔ اس سے بخوبی روشن ہے کہ نیا عہد نامہ اِس روحانی قوت سے مُلبس ہونے کو کیسا ضروری سمجھتا ہے"

۶۔ پس اُنہوں نے جمع ہو کر اُس سے یہ پوچھا کہ اے خداوند کیا تو اِسی وقت اسرائیل کو بادشاہی پھر عطا کرے گا ✦

پس ہمارا خداوند تو اُن کے خیالات کو رُوح القدس کے وعدہ پر لگانا چاہتا تھا۔ لیکن وہ اس کے اِن الفاظ کو "تھوڑے دنوں کے بعد" اپنے ہی پختہ کئے ہوئے خیالات کو پیش کرتے ہیں۔ یہ کچھ انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ کہ انجیل کے رُوحانی اِنعاموں کو نظرانداز کر کے علمی بحث اور اپنے خیالوں پر زور دیتے ہیں۔ (متی ۱۲: ۲۲ سے ۲۴ + یوحنا ۴: ۱۳ سے ۲۰) + پس ہم ایسے لفظی اور خیالی تکراروں سے کنارہ کر کے خدا کے وعدہ کا انتظار کریں ✦

اُنہوں نے جمع ہو کر۔ آیت ۴ میں جو موقعہ ہے یہاں اِس سے مختلف موقعہ ہو گا۔ اور غالباً جس موقعہ کا ذکر لوقا ۲۴: ۵۰ میں ہے۔ جب خداوند اُن کو شہر سے باہر لے گیا اور بیت عنیاہ کے بالمقابل گئے جہاں سے وُہ آسمان پر چلا گیا۔ اُن کے اِس سوال سے ظاہر ہے کہ یہ نظارہ اُن واقعات کے بعد ہوا ہو گا۔ جن کا ذکر آیات ۴ و ۵ میں آیا ہے۔

کیا تو اِسی وقت اسرائیل کو بادشاہی پھر عطا کریگا۔ اب تک اُن کو دُنیاوی سلطنت کا خیال تھا کہ ہمارے خداوند نے جو آسمان کی بادشاہت کا ذکر کیا تھا۔ اب وہ اُس بادشاہت کو دُنیاوی اور جسمانی معنی میں لیتے ہیں۔ اور اسی طرح اُنہوں نے ان لفظوں کا "تھوڑے دِنوں کے

بعد غلط مطلب سمجھا (آیت ۵)۔ اُن کو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ وُہ دُنیاوی سلطنت بہت جلد قائم ہو جائے گی۔ اُن کے خیالات کو روحانی بنانے اور بدلنے کے لئے پنتیکوست کی ضرورت تھی۔ اُن کو تو رُوح القدس کے وعدہ کی نسبت بھی یہی خیال ہوگا۔ کہ کوئی بڑا معجزہ اِس یہودی سلطنت کے قائم کرنے کے لئے وقوع میں آئے گا ۔

۷۔ اُس نے اُن سے کہا۔ اُن وقتوں اور میعادوں کا جاننا جنہیں باپ نے اپنے ہی اختیار میں رکھا ہے تمہارا کام نہیں ۔

(اُن وقتوں اور میعادوں کا جاننا۔ لفظ "وقتوں" ایک مدت کے لئے آتا ہے اور لفظ "میعادوں" ایک تھوڑے اور مقررہ زمانے کے لئے یہ جملہ مقدس پولوس اور لوقا کی تصنیفات میں اکثر آتا ہے (۱ تھسلنیکی ۵: ۱ + بمقابلہ ططیس ۱: ۲ و ۳) عہد کے متعلق اوقات اور خاص زمانے خدا ہی مقرر کرتا اور اپنے ہی اختیار میں رکھتا ہے ۔

تمہارا کام نہیں۔ ہمارا خداوند اُن کے خیالی پلاؤ یا تعجب انگیز سوال کا جواب دینا نہیں چاہتا۔ بلکہ عملی اور روحانی باتوں کی طرف اُن کے خیالات لگانا چاہتا ہے ۔

۸۔ لیکن جب رُوح القدس تم پر نازل ہوگا۔ تو تم قوت پاؤ گے اور یروشلیم اور تمام یہودیہ اور سامریہ میں۔ بلکہ زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہو گے ۔

(جب رُوح القدس تم پر نازل ہوگا۔ مقابلہ کرو ۱۹: ۶ سے + یہ محاورہ بھی آیا ہے "رُوح القدس ڈالوں گا" (۲: ۱۷ و ۱۸ ؛ ۳۳) - "رُوح القدس پڑتا" (۸: ۱۶ + ۱۰: ۴۴ + ۱۱: ۱۵) + ان سارے محاوروں سے یہ ظاہر ہے کہ یہ اوپر سے اُس کے بندوں پر نازل ہوتا ہے +

تم قوت پاؤ گے۔ ہمارے خداوند نے اپنے شاگردوں کی توجہ پھر

پنتیکوستی انعام کی طرف پھیری اور اُن کو جتا دیا۔ کہ تم کو رُوح القدس کی ضرورت ہے۔ اُن کے آئندہ کام کے لئے عالم بالا سے قوت درکار تھی۔ پھر مقابلہ کرو لوقا ۲۴: ۴۹ سے +

میرے گواہ ہو گے۔ نہ بادشاہ نہ سردار۔ کسی دُنیاوی بادشاہت میں رسولوں کے اعمال کی یہ لفظ "گواہ" ایک کلید ہے۔ یہ لفظ پھر ان مقامات میں آیا ہے (۱: ۲۲ + ۲: ۳۲ + ۳: ۱۵ + ۵: ۳۲ + ۶: ۱۳ + ۷: ۵۸ + ۱۰: ۳۹ و ۴۱ + ۱۳: ۳۱ + ۲۲: ۱۵ و ۲۰ + ۲۶: ۱۶) اسم کی صورت میں بھی یہ لفظ ان مقامات میں آیا ہے۔ ۴: ۳۳ و ۷: ۴۴ + ۲۲: ۱۸ ۔ اور اسی قسم کا فعل ۶: ۳ + ۱۰: ۲۲ + ۱۳: ۲۲ + ۱۴: ۳ + ۱۵: ۸ + ۱۶: ۲ + ۲۲: ۵ + ۲۲: ۱۲ + ۲۳: ۱۱ + ۲۶: ۵ و ۲۲ میں مستعمل ہے۔ اور اسی قسم کا مثل ۲: ۴۰ + ۸: ۲۵ + ۱۰: ۴۲ + ۱۸: ۵ + ۲۰: ۲۱ و ۲۳ و ۲۴ + ۲۳: ۱۱ + ۲۸: ۲۳) +

ان مبشروں کا یہی کام تھا۔ کہ جو کچھ اُنہوں نے خود دیکھا اور سُنا تھا اس کے گواہ ہوں۔ ساری حقیقی تعلیم اور منادی کا تکیہ شخصی تجربہ پر ہونا چاہئے خاص کر اُنہیں مسیح کے جی اُٹھنے کے گواہ ہونا تھا۔ (۱: ۲۲ + ۳: ۱۵ + ۴: ۳۳ + ۱۰: ۴۱ و ۴۲) +

یروشلیم ..... زمین کے انتہا تک۔ دیباچہ میں ذکر ہو چکا ہے۔ کہ اِس ترتیب کے مطابق انجیل کی اشاعت ہوئی۔ اور یہ گویا ساری کتاب کا خلاصہ ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ ہمارے خداوند کے آخری خیالات اور الفاظ نوع انسان کے لئے تھے ۔

۹۔ یہ کہہ کر وُہ اُن کے دیکھتے دیکھتے اوپر اُٹھا لیا گیا۔ اور بدلی نے اُسے اُن کی نظروں سے چھپا لیا ۔

اُن کے دیکھتے دیکھتے۔ خاص توجہ اِس امر کی طرف دلائی گئی ہے۔ کہ وُہ اُس کی قیامت اور اُس کے صعود کے گواہ ہوں جب وہ

لیکن لوقا نے غیر قوم ناظرین کے فائدہ کے لئے دو دفعہ یہ محاورہ استعمال کیا "جو زیتون کا کہلاتا ہے"۔ (۱۹: ۲۹ + ۲۱: ۳۷)۔ اور یہاں اُس نام کو ذرا اُس سے بدلا ہے۔ یہ پہاڑوں کا وہ سلسلہ ہے جو شرق کی طرف یروشلم کے بالمقابل ہے۔ شہر کے اور اِس سلسلہ کوہ کے درمیان یہوسفط کی وادی یا کدرون کا نالہ حائل ہے۔ اِس سلسلہ کا طول شمال سے جنوب تک تقریباً دو میل ہے۔ اور سطح سمندر سے بلندی تقریباً ۲۶۰۰ فٹ۔ کدرون کے نالہ سے یہ ۴۰۰ فٹ بلند ہے۔ اور یروشلم کی اُونچی سے اُونچی جگہ سے ۲۰۰ فٹ بلند۔ جب رومیوں نے یروشلم کا محاصرہ کیا۔ تو اُنہوں نے سارے زیتون کے درخت کاٹ ڈالے تھے +

سبت کی منزل کے فاصلہ پر۔ دیکھو متی ۲۴: ۲۰ + روایت کے مطابق یہ فاصلہ چھ فرلانگ کے قریب تھا۔ ربیوں نے خروج ۱۶: ۲۹ + ۲۱: ۱۳ + گنتی ۳۵: ۵ و ۲۶ و ۲۷ کی عجب خیالی تفسیر کے ذریعہ یہ نتیجہ نکالا تھا۔ یہودی مؤرخ یوسیفس کا بیان ہے۔ کہ کوہ زیتون یروشلم سے پانچ یا چھ فرلانگ کے فاصلے پر تھا۔ اِس لئے اِس آیت کا بیان درست ہے۔

یروشلم کو پھرے۔ دیکھو لوقا ۲۴: ۵۲ ۔ وہاں ذکر ہے۔ کہ وہ بڑی خوشی کے ساتھ پھرے۔ غالباً دوسری آمد کے وعدے اور اُمید سے وہ خوش ہو گئے تھے۔ یہ لفظ "پھرے" لوقا نے انجیل میں اکیس دفعہ اور اعمال میں گیارہ دفعہ استعمال کیا ہے۔ اور باقی سارے نئے عہدنامہ میں صرف تین دفعہ آیا ہے +

۱۳۔ اور جب اُس میں داخل ہوئے۔ تو اُس بالاخانہ پر چڑھے جہاں وہ یعنی پطرس اور یوحنا اور یعقوب۔ اور اندریاس اور فلپس اور توما اور برتلمائی اور متی اور حلفئی کا بیٹا یعقوب اور شمعون زیلوتیس اور یعقوب کا بیٹا یہوداہ

رہتے تھے +

بالاخانہ۔ چونکہ اِس لفظ کے ساتھ حرفِ تعریف آیا ہے۔ اِس سے بعضوں کا گمان ہے کہ یہ وہی بالاخانہ تھا جس میں ہمارے خداوند نے اپنے شاگردوں کے ساتھ فسح کھایا اور عشائے ربانی مقرر کی (مرقس ۱۴: ۱۵ + لوقا ۲۲: ۱۲) لیکن یہ یقینی بات نہیں۔ کیونکہ یہاں یونانی میں اُس سے مختلف لفظ استعمال ہوا ہے۔ لیکن اتنا تو یقین ہے کہ یہ کسی خاص شخص کا گھر تھا۔ اور یہ لوگ عارضی طور پر اُس میں جمع تھے۔ آدمیوں کی تعداد کے لحاظ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ وسیع کمرہ ہوگا +

یعنی پطرس اور یوحنا۔ یہاں گیارہ شاگردوں کی فہرست ہے۔ اس کے ساتھ اُن فہرستوں کا مقابلہ کرنا چاہئے جو اناجیل میں آتی ہیں۔ (متی ۱۰: ۲ سے ۴ + مرقس ۳: ۱۶ سے ۱۹ + لوقا ۶: ۱۴ سے ۱۶) + ان فہرستوں کا مقابلہ کرنے میں یہ یاد رکھیں کہ لفظ زیلوتیس عبرانی لفظ قنانی کا ترجمہ ہے۔ یہ چاروں فہرستیں مطابق ہیں اگر تدی یا لبی وہی شخص ہو جو یہوداہ ابن یعقوب کہلاتا ہے۔ اگر کوئی فرق ہوگا تو ناموں کی ترتیب میں فرق ہے۔ یہوداہ اسکریوطی کا نام چھوڑا گیا ہے +

۱۴۔ یہ سب کے سب چند عورتوں اور یسوع کی ماں مریم اور اُس کے بھائیوں کے ساتھ ایک دل ہو کر دعا میں مشغول رہے

چند عورتوں۔ اِن میں بعض وہ عورتیں بھی شامل ہونگی جو وفاداری سے خداوند کی خدمت کیا کرتی تھیں۔ (متی ۲۷: ۵۶ و ۶۱ + مرقس ۱۵: ۴۰ + لوقا ۸: ۲ و ۳ + ۲۴: ۱۰) اس بالاخانے میں مریم مگدلینی کلیوپس کی مریم۔ سوسنہ۔ یوآنا۔ بیت عنیاہ کی مریم اور مرتھا۔ اور شاید بعض دیگر عورتیں بھی ہونگی۔ جن کے نام ہم کو معلوم نہیں۔ اور شاید وہ عورت بھی ہوگی جو گنہگار تھی۔ (لوقا ۷: ۳۷)۔ لوقا عورتوں کا خاص

ذکر کرتا ہے۔ نیز دیکھو ۹: ۳۶ سے ۴۱ + ۱۳: ۵۰ + ۱۶: ۱۴ سے ۱۸ + ۱۷: ۴ و ۱۲ و ۳۴ + ۱۸: ۲ + ۲۱: ۵ و ۹ + ۲۴: ۲۴ + ۲۵: ۲۳ + ان سبھوں نے رسولوں کے ساتھ پنتیکوستی انعام حاصل کیا۔ مریم والدہ یسوع کا خاص اور آخری ذکر نئے عہد نامہ میں یہ ہے +

اور اُس کے بھائیوں کے ساتھ۔ ان کے نام یہ تھے۔ یعقوب یُوسف۔ (یا یوسیس) شمعون۔ یہوداہ۔ (متی ۱۳: ۵۵ + مرقس ۶: ۳) شروع میں تو یہ ایمان نہ لاتے تھے۔ (یوحنا ۷: ۵) +

لیکن ان میں سے یعقوب کو مسیح کے جی اُٹھنے کے خاص مکاشفہ کا اعزاز حاصل ہؤا۔ (۱ قرنتی ۱۵: ۷) اور شاید اُسی مکاشفہ کے ذریعہ وُہ زندہ ایمان لایا۔ اور اُس کے وسیلے غالباً دوسرے بھائی بھی ایمان لائے۔ یہاں اُن کا رسولوں سے الگ ذکر ہے۔ اِس یعقوب کا ذکر مابعد تاریخ میں کئی دفعہ آیا ہے۔ اور شاید یہی اُس خط کا مصنّف ہے جو نئے عہد نامہ میں یعقوب کا خط کہلاتا ہے۔ اور اس کے بھائی یہوداہ نے وُہ دوسرا خط لکھا +

ایک دِل ہو کر۔ یعنی ایک دِل اور ایک جان ہو کر یعنی جن کا خیال خواہش اور مقصد میں اتفاق تھا۔ یہ لفظ اعمال کی کتاب کے باہر ایک دفعہ آیا ہے۔ (رومی ۱۵: ۶) لیکن اعمال کی کتاب میں کئی دفعہ (۲: ۱ و ۴۶ + ۴: ۲۴ + ۵: ۱۲ + ۷: ۵۷ + ۸: ۶ + ۱۲: ۲۰ + ۱۵: ۲۵ + ۱۸: ۱۲ + ۱۹: ۲۹) + ان مقاموں میں یہ ذکر ہے۔ کہ خدا کے لوگ: ۔

(ا) ایک دل ہو کر دعا میں (۱: ۱۴)
(ب) " " " انتظار میں (۲: ۱)
(ج) " " " تقدیس میں (۴: ۲۴)
(د) " " " جُدائی میں (۵: ۱۲)

(ہ) ایک دل ہو کر۔ ہم خدمتی میں۔ (۱۵: ۲۵)

ان کی یکدلی کا خیال ان لفظوں سے اور بھی پر زور ہو جاتا ہے "مشغول رہے" +

مشغول رہے۔ یہ لفظ بہت پر زور ہیں۔ اِن کے ذریعہ یہ ظاہر کیا گیا کہ بڑی سرگرمی کے ساتھ برابر دُعا میں مصروف رہے۔ یہ فعل کا صیغہ پھر کئی بار استعمال ہؤا۔ جس سے یہ مراد ہے کہ بلا تکان دُعا میں لگے رہے۔ دیکھو ۲: ۴۲ و ۴۶ + ۶: ۴ + رومی ۱۲: ۱۲ + کلسیوں ۴: ۲ + اِسی لفظ کے ذریعہ یہ بھی ظاہر کیا گیا کہ وہ چھوٹی کشتی دریائے گلیل پر ہمارے خداوند کی انتظاری برابر لگاتار کرتی تھی (مرقس ۳: ۹) اور نیز قرنیلیوس کے سپاہیوں کے بارہ میں کہ وہ کیسی سرگرمی سے اپنے آقا کی خدمت میں حاضر رہتے تھے (اعمال ۱۰: ۷) اِن دونوں مثالوں سے بخوبی تشریح ہو جاتی ہے۔ کہ ہمیں دُعا، میں خدا کی انتظاری کیسی سرگرمی سے کرنی چاہئے۔ کیا یہ سچ نہیں۔ کہ "تمہیں اس لئے نہیں ملتا۔ کہ مانگتے نہیں" ؟

دُعا میں۔ لفظ دُعا کے ساتھ حرف تعریف بھی آیا ہے۔ جس سے کسی خاص دُعا کی طرف اشارہ ہے۔ بعض مفسّروں نے اِس سے یہ نتیجہ نکالا کہ کوئی مقررہ دُعا ہوگی جو اُس وقت مسیحیوں میں مستعمل تھی۔ ہمارے خیال میں تو یہ خاص دُعا رُوح القدس کے انعام کے لئے ہوگی کیونکہ اس وقت ان کو اسی ہی کی سخت ضرورت تھی (۵: ۴) +

چند عورتوں۔ غالباً ان میں بعض وُہ عورتیں داخل ہونگی۔ جو ہمارے خداوند کی خدمت کیا کرتی تھیں۔ (متی ۲۷: ۵۵ و ۵۶ + مرقس ۱۵: ۴۰ + لوقا ۸: ۲ و ۳ + ۲۴: ۱۰) + مثلاً مریم مگدلینی۔ سلومی۔ کلیوپس کی مریم۔ سوسنہ یوآنا۔ بیت عنیا کی مریم اور مرتھا اور بعض دیگر عورتیں جن کے نام ہم کو معلوم نہیں۔ اور شاید وہ عورت بھی جو گنہگار تھی (لوقا ۷: ۳۷) +

لوقا کا یہ خاص ہے کہ وہ عورتوں کی طرف توجہ دلاتا رہتا ہے - دیکھو ۹:۲۶ سے ۳۱ + ۱۲:۱۳ + ۵۰:۱۶ ؛ ۱۴:۱ سے ۱۸ + ۱۷:۴ و ۱۳ و ۳۴ + ۱۸:۲ ؛ ۲۱ + ۲۴:۹ ؛ ۲۵ + ۲۳:۲۳ + ہم اس کو بخوبی یاد رکھیں - کہ رسولوں اور دوسرے شاگردوں کے ساتھ اِن عورتوں نے بھی پنتیکوستی انعام حاصل کیا - "یسوع کی ماں مریم" کا خاص ذکر کیا گیا اور مقدس نوشتوں میں یہ اُس کا آخری ذکر ہے -

اور اُس کے بھائیوں کے ساتھ - ہمیں اُن کے نام معلوم ہیں - یعقوب - یوسف یا یوسیس - شمعون اور یہوداہ (متی ۱۳:۵۵ + مرقس ۶:۳) - پہلے پہل تو یہ لوگ ایمان نہیں لائے (یوحنا ۷:۵) یعقوب کو جی اُٹھے مسیح کا خاص مکاشفہ عطا ہوا - (۱ قرنتھی ۱۵:۷) جس کے باعث وہ غالباً رجوع لایا اور زندہ ایمان حاصل کیا - اس کی وساطت سے اُس کے دوسرے بھائی بھی ایمان لائے ہونگے - گیارہ رسولوں سے یہاں اُن کا امتیاز کیا گیا ہے - وہ رائے غلط معلوم ہوتی ہے - کہ خلفاء کا بیٹا یعقوب خداوند کا بھائی یعقوب تھا - خداوند کے بھائی کا ذکر اس کے بعد کئی دفعہ آئے گا - اور ہمیں پورا یقین ہے کہ یعقوب کا عام خط خداوند کے بھائی یعقوب کی تصنیف ہے - اور اسی طرح یہوداہ کا خط خداوند کے بھائی یہوداہ کا خط ہے ÷

۱۵- اور اُنہیں دنوں پطرس بھائیوں میں جو تخمیناً ایک سو بیس شخصوں کی جماعت تھی کھڑا ہو کر کہنے لگا ÷

اور اُنہیں دنوں پطرس - یعنی جو دن خداوند کے صعود اور پنتیکوست کے مابین گذرے - خداوند کی صلیب سے بیشتر بھی پطرس رسولوں میں مقدم رہا تھا - کیونکہ خداوند سے اُس کو خاص حکم اور اختیار ملا تھا (لوقا ۲۲:۳۱ و ۳۲ + یوحنا ۲۱:۱۵ و ۱۹) - اِس لئے یہ قدرتی امر تھا کہ وہ اب بھی

قدم آگے رکھے ÷

بھائیوں - دیباچہ میں اِس لفظ کی کافی تشریح ہو چکی ہے - اعمال کی کتاب میں اِن کا بار بار مذکور ہونا قابلِ لحاظ ہے ÷

ایک سو بیس شخصوں کی جماعت - شخصوں یا ناموں کی جماعت - یعنی ایک سو بیس شخص جو نام بنام گنے گئے (مکاشفہ ۳:۴ + ۱۱:۱۳) ÷ یہ ایک سو بیس سارے شاگردوں کی تعداد نہ تھی (۱ قرنتھی ۱۵:۶) - ان میں سے بعض تو گلیل میں رہتے تھے - اور بعض کئی ایک وجوہات کے باعث غیر حاضر تھے - ان سارے شاگردوں میں سے صرف چند اشخاص ہی اُس بالاخانے میں اپنے باپ کے وعدہ کا انتظار کر رہے تھے - یہی حال ہر زمانہ میں رہا - بہت مسیحی روح القدس کی تلاش میں قاصر اور غافل رہتے ہیں ایس آیت سے یہ بخوبی ظاہر ہو جاتا ہے - کہ پنتیکوستی بپتسمہ صرف رسولوں ہی میں محدود نہ تھا - بہت سارے دیگر مرد و عورت بھی اِس انعام میں اُن کے ساتھ شریک ہوئے ÷

۱۶- اے بھائیو - اُس نوشتے کا پورا ہونا ضرور تھا جو روح القدس نے داؤد کی زبانی اُس یہوداہ کے حق میں پہلے سے کہا تھا جو یسوع کے پکڑنے والوں کا رہنما ہوا ÷

اے بھائیو لفظی طور پر یہ ہے - مرد بھائیو - کسی تقریر کے شروع کرنے کا یہ طریقہ بار بار اعمال کی کتاب میں آتا ہے - (۲:۲۹ و ۳۷ + ۷:۲ + ۱۳:۱۵ و ۲۶ + ۳۸ + ۱۵:۷ و ۱۳ + ۲۲:۱ + ۲۳:۱ و ۶ + ۲۸:۱۷) ÷

نوشتہ - یعنی جس نوشتہ کو اُس نے ۲۰ آیت میں زبور سے اقتباس کیا - بعضوں نے یہ سمجھا کہ مقدس پطرس یہاں زبور ۴۱:۹ کی طرف اشارہ کرتا ہے جسے یوحنا ۱۳:۱۸ میں یہوداہ سے نسبت دی گئی جو

روح القدس نے داؤد کی زبانی - اِس آیت سے مقدس نوشتوں کے الہام کے طریقے کا پتہ

لگتا ہے۔ یہاں حقیقی کلام کرنے والا روح القدس بتایا گیا (عبرانی ۳: ۷)۔ اور مزمور نویس داؤد اُس کا مُنہ تھا۔ اس سے داؤد کی شخصیت کی تحقیر نہیں ہوتی اور نہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اُس کے قوائے عقلی معطّل ہو گئے تھے لیکن یہ بخوبی ظاہر ہو گیا۔ کہ یہ فوق العادت الہام تھا۔ خدا کے مقدس لوگ رُوح القدس کی تحریک کے سبب خدا کی طرف سے بولتے تھے۔ (۲ پطرس ۱: ۲۰ و ۲۱) اگرچہ ان کی سمجھ میں بھی وہ باتیں نہ آتی تھیں۔ (۱ پطرس ۱: ۱۰ و ۱۱)

یسُوع کے پکڑنے والوں کا رہنما۔ دیکھو متی ۲۶: ۴۷ سے ۴۹ + لوقا ۲۲: ۴۷ + یوحنا ۱۸: ۲ و ۳ + یہ قابل لحاظ ہے کہ یہ لفظ رہنما نئے عہدنامہ میں ناپاک لوگوں کے لئے مُستعمل ہوا۔ مثلاً :-

(الف) اندھے رہنما- متی ۱۵: ۱۴ + ۲۳: ۱۶ و ۲۴ +

(ب) پکڑوانے والا رہنما- اعمال ۱: ۱۶ +

(ج) گنہگار رہنما- رومی ۲: ۱۹ سے ۲۷ +

۱۷- کیونکہ وہ ہم میں شمار کیا گیا- اور اُس نے اس خدمت کا حصّہ پایا +

وہ ہم میں شمار کیا گیا- ممکن ہے کہ آدمی مسیحی شمار ہو۔ بلکہ مسیحی خادمان میں شمار ہو۔ تو بھی اس میں اُسکا نہ حصّہ ہو نہ تجربہ۔ بڑے حقوق کا حاصل کرنا یہ معنی نہیں رکھتا کہ نجات حاصل کی یا پاک بن گئے +

اُس خدمت کا حصّہ پایا۔ حصّہ پانا یعنی بذریعہ قرعہ جوئے سے۔ اس لئے رفتہ رفتہ حصّہ پانے کے لئے یہ لفظ استعمال ہونے لگا۔ لفظ پانا بھی قرعہ کیساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور سرکاری عہدہ حاصل کرنے کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ مراد یہ ہوگی کہ یہوداہ نے خاص الٰہی تقرری کے ذریعہ ایک بڑا عہدہ یعنی رسول ہونے کا حاصل کیا تھا۔ لیکن وہ اس عہدہ میں ناکامیاب ٹھیرا +

۱۸- اُس نے بدکاری کی کمائی سے ایک کھیت حاصل کیا اور سر کے بل گرا اور اُسکا پیٹ پھٹ گیا- اور اُس کی ساری انتڑیاں

نکل پڑیں +

اُس نے بدکاری کی کمائی سے ایک کھیت حاصل کیا۔ بعضوں نے سمجھا کہ یہ عبارت متی ۲۷: ۶ سے ۱۰ تک کی عبارت سے اختلاف رکھتی ہے وہاں ذکر ہے کہ سرداروں کاہنوں نے یہ کھیت خریدا۔ لیکن درحقیقت کوئی اختلاف نہیں۔ یہودی شریعت کے مطابق وہ تیس روپے یہوداہ کے تھے۔ اور گویا اُسی نے اُن روپوں سے یہ کھیت خریدا۔ پطرس نے اپنے زمانہ کے محاورہ کا استعمال کیا۔ یہ کھیت وادی ہنوم کے پرے واقع تھا۔ یہ محاورہ "بدکاری کی کمائی" ۲ پطرس ۲: ۱۳ و ۱۵ میں بھی آیا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ مقدس پطرس کا یہ خاص محاورہ ہے۔ یہاں اُن تیس روپوں کی طرف اشارہ ہے جو خون کا مول تھا۔ اور سر کے بل گرا اور اس کا پیٹ پھٹ گیا۔ مقدس متی کے بیان کے مطابق یہوداہ نے پھانسی لی۔ اس سے بعضوں کا خیال ہے کہ یہاں دو مختلف روایتوں کا بیان ہے۔ جن کو مطابق کرنا مشکل ہے۔ لیکن درحقیقت اس بیان میں کچھ اختلاف نہیں۔ جن واقعات کا یہاں ذکر ہے وہ انجیل کے بیان کے نقیض نہیں۔ بلکہ اس کے تتمہ کے طور پر ہے۔ لفظ پھٹ گیا نئے عہدنامہ میں صرف اسی جگہ مستعمل ہوا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں۔ زور سے پھٹ جانا۔ اس دغاباز کا یہ ہولناک نتیجہ ہوا جس سے سخت نفرت پیدا ہوتی ہے +

۱۹- اور یروشلم کے سب رہنے والوں کو معلوم ہوا۔ یہاں تک کہ اُس کھیت کا نام اُن کی زبان میں ہقل دما پڑ گیا۔ یعنی خون کا کھیت +

اور یہ یروشلم کے سب رہنے والوں کو معلوم ہوا۔ ان واقعات کی شہرت سُننے والوں کے لئے فائدہ مند تھی۔ اُس کھیت کو جو نام "خون کا کھیت" دیا گیا وہ اس گناہ کا زور سے اشتہار دے رہا ہے +

اس دُنیا میں یہ تو اکثر نظر نہیں آتا۔ کہ بڑے گناہ کی ہمیشہ بڑی سزا ملے لیکن جب کبھی ایسی مثال وقوع میں آتی ہے تو اُس سے عادل خدا کی راستبازی بخوبی ظاہر ہوجاتی ہے۔ بلکہ اس ہولناک سزا کا نظارہ آنکھوں کے سامنے دکھائی دیتا ہے جس سے کوئی نہ بچیگا۔ سوائے اُن کے جن کے نام زندگی کی کتاب میں درج ہیں۔ (مکاشفہ ۲۰: ۱۱ سے ۱۵ + گلتیوں ۶: ۷و ۸) بمقابلہ ۵: ۱ سے ۱۱ ✤

ان کی زبان میں۔ یعنی شامی کسدی زبان ہیں۔ جو بابل کی اسیری کے بعد بہت رواج پکڑگئی اور فلسطین میں عبرانی کی جگہ مستعمل ہوگئی اور مسیح اور اُس کے رسولوں کے دنوں میں یہی زبان بولی جاتی تھی۔ یہ پرانی سبی بولی کی شاخ تھی جو عبرانی سے بہُت مختلف تھی ✤

ہقل دمہ۔ ارامی زبان میں اس کے معنی خون کا کھیت ہیں۔ اسکا یہ نام اس لئے رکھا گیا۔ کیونکہ خون کی قیمت سے یہ خرید آگیا تھا (متی ۲۷: ۸) اور اُس جگہ یہوداہ کی خودکشی کے باعث اِس نام کی ایک اور وجہ پیدا ہوگئی۔ لوقا نے غیر قوم ناظرین کے لئے عموماً یہودی ناموں اور محاورہ کی تشریح کردی ہے ✤

۲۰۔ کیونکہ زبور میں لکھا ہے کہ:۔
اُس کا گھر اُجڑ جائے۔
اور اُس میں کوئی بسنے والا نہ رہے۔
اور اُس کا عُہدہ دوسرا لے لے۔

اُس کا گھر۔ ان دو عبارتوں میں سے پہلی عبارت زبور ۶۹: ۲۵ سے لی گئی ہے۔ یہ اقتباس سترول یا یونانی ترجمے سے ہے۔ عبرانی میں لفظ اُس کا کی جگہ اُن کا آیا ہے۔ اور نئے عہدنامہ میں اس زبور کا اکثر حوالہ دیا گیا ہے۔ اور یہ مسیحی زبور سمجھا گیا ہے۔ جو قطعاً مسیح کے لئے آیا ہے

اس کے کئی ایک ترجمے ہوسکتے ہیں۔ مثلاً بھیڑخانہ یا کھیت کی جھونپڑی یا فوجی خیمہ گاہ۔ موخرالذکر معنی عبرانی کا مطلب زیادہ ظاہر کرتے ہیں یہوداہ کی جھونپڑی یا بھیڑخانہ اب خالی تھے۔ اُس کا خیمہ سنسان اور بے آباد تھا۔ اب وہ خدا کو چرواہا یا کسان یا سپاہی ہرگز نہ ہوسکتا تھا ✤

اُس کا عُہدہ دوسرا لے۔ یہ حوالہ بھی سترول کے ترجمہ کے مطابق زبور ۱۰۹: ۸ سے ہے جو عبرانی لفظ عہدہ کے لئے آیا ہے۔ اُس کے ٹھیک معنے نگہبان کے عہدہ کے ہیں۔ اور ہمارے خداوند کے صعود کے بعد رسولوں کا یہی کام تھا۔ مقدس پطرس نے اِس امر کو پیش کیا۔ کہ اگرچہ یہوداہ کا گھر اُجڑ گیا۔ لیکن اس کا عہدہ کسی دوسرے کو ملنا چاہیئے ✤

۲۱۔ پس جتنے عرصے تک خداوند یسوع ہمارے ساتھ آتا جاتا رہا۔ یعنی یوحنا کے بپتسمہ سے لے کر خداوند کے ہمارے پاس سے اُٹھائے جانے تک جو برابر ہمارے ساتھ رہے✤

پس۔۔۔۔۔ خداوند کے ہمارے پاس سے اُٹھائے جانے تک جو برابر ہمارے ساتھ رہے۔ گواہ کے لئے شخصی اور صریح علم کی ضرورت تھی۔ اِس لئے اس خالی عہدہ کے لائق وہی شخص ہوسکتے تھے جو اول سے آخر تک مسیح کے شاگرد رہے تھے۔ ہمیں یاد ہے کہ خود مسیح نے اپنے شاگردوں کے حلقے میں سے رسول چنے تھے (لوقا ۶: ۱۳) تاکہ "وہ اُس کے ساتھ رہیں" (مرقس ۳: ۱۴) تیسرا اس سے کہ وہ اُن کو بھیجے کہ "منادی کریں"۔ مسیحی کارندے کے لئے یہ لازمی شرط ہے کہ وہ مسیح سے شخصی واقفیت رکھے ✤

۲۲۔ چاہیئے کہ اُن میں سے ایک مرد ہمارے ساتھ اُس کے جی اُٹھنے کا گواہ بنے ✤

اُس کے جی اُٹھنے کا۔ یہ لفظ جی اُٹھنا پطرس ۲: ۳۱ + ۴: ۲

۳۳ + ۱۷ : ۱۸ و ۳۲ + ۲۳ : ۶ و ۸ + ۲۴ : ۱۵ و ۲۱ + ۲۶ : ۲۳ میں آیا ہے۔ اور مُردوں میں سے جلانے کے لئے فعل ۲ : ۲۴ و ۳۲ + ۳ : ۲۶ + ۱۰ : ۴۱ + ۱۳ : ۳۳ و ۳۴ + ۱۷ : ۳ میں آیا ہے۔ اور جی اُٹھنے کے لئے ایک مختلف لفظ بھی ۳ : ۱۵ + ۴ : ۱۰ + ۵ : ۳۰ + ۱۰ : ۴۰ + ۱۳ : ۳۰ و ۳۷ + ۲۶ : ۸ میں مستعمل ہوا ہے۔ الغرض یہ ساری کتاب اوّل سے آخر تک جی اُٹھنے کے خیال سے بھری ہوئی ہے۔ اس کتاب کے نصف سے زیادہ بابوں میں یا تو اس کا صریح ذکر ہے یا زندہ مسیح کی تاثیر اور کام کا بیان ہے۔ رسولوں کی تعلیم کا خاص مضمون جی اُٹھنے کی تعلیم ہے۔ اس میں ہمارے نجات دہندہ کے کفارہ کی تکمیل اور زندہ خداوند کی قدرت اور تاثیر کا ذکر ہے ہندوستان میں بھی ہم اس تعلیم پر زور دیں۔ ہمارا نجات دہندہ کوئی مُردہ نبی یا رشی نہیں بلکہ زندہ قادرِ مطلق خداوند جس کے ساتھ ہم لازوال رفاقت رکھ سکتے ہیں اور جس کے ذریعہ ہمیں لازوال قوت ملسکتی ہے +

۲۳- پھر انہوں نے دو کو پیش کیا۔ ایک یوسف کو جو برسبا کہلاتا اور جس کا لقب یوستس ہے۔ دوسرا متیاہ کو +

اُنہوں نے دو کو پیش کیا۔ غالباً ساری جماعت نے ان کو پیش کیا اور جو شرائط آیات ۲۱ و ۲۲ میں مندرج ہیں وہ اِن میں بخوبی پوری ہوتی تھیں۔ اِس لئے اِن دو کو انہوں نے چُنا +

ایک یوسف کو جو برسبا کہلاتا اور جس کا لقب یوستس ہے۔ یوسف اس کا عبرانی نام ہوگا۔ برسبا بھی عبرانی لفظ ہے۔ یہ شاید اُس کا خاندانی نام ہوگا جیسے برطلمئی یا بریونا۔ اس لفظ کے معنے ہیں سبا کا بیٹا۔ یعنی قسم کا بیٹا۔ یا اطمینان کا بیٹا۔ یا بوڑھے آدمی کا بیٹا۔ لفظ یوستس لاطینی لفظ ہے جس کے معنی منصف یا راستباز ہیں۔ اُن دنوں میں بہت یہودیوں کا یہ دستور تھا۔ کہ اپنے عبرانی ناموں کے ساتھ ساتھ

غیر اقوام کے نام بھی رکھ لیتے تھے۔ اِس شخص کے بارہ میں ہمیں اور کچھ معلوم نہیں۔ البتہ ۱۵ : ۲۲ میں ایک یہوداہ برسباس کا ذکر آتا ہے چونکہ دونوں کا خاندانی نام ایک ہی ہے۔ اس لئے غالباً یہ دونوں حقیقی بھائی ہونگے۔ یہاں یوسف کا نام متیاہ سے پیشتر آیا ہے جس سے یہ گمان گذرتا ہے۔ کہ اس کی نسبت چُنے جانے کی زیادہ اُمید تھی۔

اگر یہ درست ہو تو یہ نصیحت خیز ہے کہ خدا نے اس ترتیب کو اُلٹ دیا۔ اُسکے خیال ہمارے خیال نہیں۔ بائبل میں یوسف برسبا کا پھر کچھ ذکر نہیں آتا +

متیاہ۔ یہ نام متیاس کا مخفف ہے اور عبرانی لفظ کی یونانی صورت ہے جس کے معنی خدا کی بخشش ہے۔ متی اس نام کی دوسری صورت ہے۔ یونانی میں تھیودور کے یہی معنی ہیں۔ اس باب کے سوا اس متیاہ کا اور کہیں ذکر نہیں آیا +

۲۴- اور یہ کہہ کر دعا مانگی۔ اے خداوند تو جو سب کے دلوں کی جانتا ہے۔ یہ ظاہر کر کہ ان دونوں میں سے تو نے کس کو چُنا ہے +

یہ کہہ کر دعا مانگی۔ اِن کی دعا کا یہ خلاصہ درج ہے۔ مسیحی جماعت کی یہ پہلی دعائے عام ہے جو تحریر میں آئی ہے۔

جو سب کے دلوں کی جانتا ہے۔ یہ صرف ایک ہی مرکب لفظ ہے۔ ۱۵ : ۸ میں یہ لفظ پھر مستعمل ہوا۔ شاگردوں نے یہ امر تسلیم کر لیا۔ کہ رسولی عہدہ کے لئے روحانی قابلیت کی ضرورت ہے۔ اس لئے اسی سے درخواست کی جو دلوں کے خیالوں اور ارادوں سے واقف ہے +

چُنا ہے۔ آیت ۲ میں بھی یہی لفظ آیا ہے +

۲۵- کہ وہ اس خدمت اور رسالت کی جگہ لے جسے یہوداہ چھوڑ کر اپنی جگہ گیا +

اس خدمت اور رسالت کی جگہ۔ لفظ خدمت عام ہے اور ہر طرح

کی خدمت کے مستعمل ہے۔ لیکن لفظ رسالت صرف رومی ۱: ۵ + ۱ قرنتی ۹: ۲ +
گلتیوں ۲: ۸ میں آیا ہے اور مسیح کے رسولوں کے خاص کام کے واسطے مخصوص ہے۔
اپنی جگہ گیا۔ اِس آیت میں لفظ جگہ دو دفعہ آیا ہے۔ یہوداہ ایک خادم
اور رسُول کی جگہ سے برطرف ہُوا اور اپنی جگہ گیا۔ اِس جگہ اور اُس جگہ کے
مابین کسقدر تفاوت ہے۔ خود ہمارے خداوند نے اِس دغاباز کو ہلاکت کا فرزند
کہا (یوحنّا ۱۷: ۱۲) یہ کیسا عبرتناک معاملہ ہے کہ گناہ انسان کو اخلاقی طور سے
خدا کی جماعت کے ناقابل بناکر خارج کرکے ایسی حالت میں بھیج دیتا ہے۔ جو
اُس کی خراب حالت کے مُطابق ہو۔ نجات دہندہ کی حضوری کے نور سے
یہوداہ خارج ہوکر "اپنی جگہ" کی تاریکی اور غم میں دھکیل دیا گیا۔ اور اُسکے
انجام سے ہم عبرت حاصل کریں +

**۲۶۔ پھر انہوں نے اُن کے بارے میں قرعہ ڈالا۔ اور قرعہ متیاہ
کے نام کا نکلا پس وہ اُن گیارہ رسولوں کے ساتھ شمار ہُوا +**

اُن کے بارہ میں قرعہ ڈالا۔ ہمیں یہ تو معلوم نہیں کہ انہوں نے کسطرح
سے قرعہ ڈالا۔ غالباً یہ طریقہ ہوگا۔ کہ جتنے حاضر تھے اُن میں سے ہر ایک نے
ایک ایک نام چھوٹی تختیوں پر لکھا۔ اور اُن سب کو ایک گھڑے میں ڈالدیا
اور جو تختی پہلے نکل پڑی اُسی کے مُطابق انتخاب ہوگیا۔ موسوی شریعت میں
قرعہ ڈالنے کی اجازت تھی۔ احبار ۱۶: ۸ + گنتی ۲۶: ۵۵ + امثال ۱۶: ۳۳)۔
لیکن رسولی کلیسیا کے ایسے فعل کا صرف اسی جگہ ذکر آیا ہے۔ اور یہ واقعہ صعود
اور پنتیکوست کے درمیانی عرصہ میں وقوع میں آیا جب کہ شاگرد یتیم جیسی حالت
میں تھے۔ مابعد قرعہ ڈالنے کا ذکر کہیں نہیں آتا۔ روپیہ پیسے کے متعلق چٹھیاں
ڈالنے کی تائید نئے عہدنامہ کے کسی مقام سے نہیں ہوتی۔ اور اسکی مخالفت
ہر طرح سے کرنی چاہئے +

اور وہ اِن گیارہ رسولوں کے ساتھ شمار ہُوا۔ یونانی کے مُطابق یہ

ظاہر ہوتا ہے کہ بذریعہ راؤں کے وہ گیارہ رسولوں کے ساتھ شمار کیا گیا یعنی
اُنہوں نے اتفاق رائے سے اُس کو بارھواں رسُول تسلیم کر لیا۔ بعضوں کی
رائے یہ ہے کہ یہ ساری کارروائی غیر مُستند تھی اور محض انسانی کارروائی تھی
اور متیاہ خدا کی طرف سے مقرر نہیں ہُوا۔ بلکہ انسان کی طرف سے۔ اسکی رائے
ہے۔ کہ خود مسیح نے طرسوس کے ساؤل کو اِس خالی جگہ پر مقرر کیا۔ اور اسی سبب
سے اس انتخاب کے بعد متیاہ کا کبھی ذکر نہیں آتا۔ لیکن یہ دلیل بہت درست
نہیں۔ کیونکہ اس کتاب میں اس واقعہ کے بعد صرف چند ہی رسولوں کا ذکر
آتا ہے۔ مثلاً پطرس یعقوب اور یُوحنّا کا + اس کے خلاف یہ پیش کیا جاسکتا
ہے کہ ۲: ۱۴۔ اور ۶: ۲ میں بارہ رسولوں کی طرف اشارہ ہے۔ اور اس لئے
اس نئے رسول کو تسلیم کر لیا ہے۔ یہی سب سے اچھا ہے کہ جہاں مقدس لوقا
نے اس معاملہ کو چھوڑا ہم بھی وہاں ہی اس معاملہ کو چھوڑیں۔ اور اپنے نتیجے
نہ نکالیں +

پہلے باب کی تعلیم

اوّل۔ بڑے بڑے حصّے۔ اِس باب کے مطالعہ کے لئے یہ
خاکہ مفید ہوگا +

(۱) زندہ خداوند کے ساتھ شراکت آیات ۱ سے ۸ +
(۲) آسمان پر جاتے ہوئے خداوند کو تاکتے رہنا آیات ۹ سے ۱۰ +
(۳) خداوند کے واپس آنے کی انتظاری کرنا۔ آیات ۱۱ سے ۱۲ +
(۴) قوت دینے والے خداوند کی انتظاری کرنا۔ آیات ۱۲ سے ۲۶ +
اُن کی تربیت کا ذکر ۱ سے ۱۱ آیات میں اور اُن کے ٹھہرنے کا ذکر ۱۲ سے
۲۶ آیات میں ہے +

دوم - خاص خاص مضامین - (الف) خدا کے کارندوں کی تیاری ؁

(۱) آسمانی مالک نے اُن کو چنا ۲ و ۲۴ ؁

(۲) اُن کو زندہ مسیح کا شخصی علم حاصل تھا ۳ و ۲۲ ؁

(۳) وہ روح کے مسیح کے منتظر بیٹھے ہیں ۴ و ۵ و ۸ ؁

(۴) وہ صعود کردہ مسیح کی قدرت سے واقف ہیں ۹ و ۱۰ ؁

(۵) وہ دعا میں برابر مشغول رہے ۱۳ و ۱۴ ؁

جن اصولوں کا یہاں ذکر ہوا ہے - وہ دائمی اور لازمی ہیں - زندہ مسیح کی شخصی رویت پر خاص زور دیا گیا ہے - چنانچہ یونانی میں چار مختلف لفظ استعمال ہوئے ہیں - مثلاً نظر آنا یا دیکھتے دیکھتے آیات ۳ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ مسیح کے دکھوں پر مضبوط ایمان لانا لازمی ہے - (آیت ۳) اور نیز اُس کے جی اُٹھنے (آیت ۳) اور اُس کے صعود (آیت ۹) اور اُس کی دوسری آمد پر (آیت ۱۱)

(ب) خدا کے کارندوں کا حیلہ ؁

(۱) رسول - مشنری - بھیجے گئے ۲ و ۲۶ - اگرچہ شروع میں ۱۲ رسولوں کو یہ نام دیا گیا - لیکن سارے کارندوں پر بھی یہ نام صادق آتا ہے ؁

(۲) گواہ آیات ۸ و ۲۲ ؁

(۳) بھائی آیات ۱۵ و ۱۶ ؁

(۴) جو لوگ مسیح کے ساتھ رہے - اور اس کے لوگ کہلائے - آیت ۲۱ ؁
اِن لفظوں سے ان کی رسالت - شہادت - یگانگت اور شراکت ظاہر ہے

(ج) رُوح القدس کا کام - اس الٰہی فارقلیط کا یہ ذکر ہے -

(۱) مقدس نوشتوں کا الہام دینے والا آیت ۱۶ -

(۲) خدا کے لوگوں کا معلم آیت ۲ -

(۳) مسیح کے خادموں کو قوت بخشنے والا آیت ۸ -

دوسرا باب

۱ سے ۱۳ - پنتیکوست کا دن -

۱ - جب عیدِ پنتیکوست کا دن آیا تو وہ سب ایک جگہ جمع تھے ؁

عید پنتیکوست کا دن - یونانی لفظ پنتیکوست کے معنی پچاسواں ہیں - عید فسح کے سبت کے بعد جَو کے پولے چڑھانے سے پچاسویں دن یہ عید منائی جاتی تھی (احبار ۲۳ : ۱۵ و ۱۶) اور یونانی یہودیوں میں یہ نام مشہور تھا اور عہد عتیق کی بعض اپوکرفل کتابوں میں بھی یہ نام آیا ہے (توبیت کی کتاب - اور ۲ مکابیوں) تین بڑی سالانہ یہودی عیدوں میں سے یہ دوسری عید تھی جو عید فسح اور عید خیام کے درمیان واقعہ ہوئی - عہد عتیق میں یہ ہفتوں کی عید بھی کہلاتی ہے - (خروج ۳۴ : ۲۲ + استثنا ۱۶ : ۱۰) اور فصل کی عید (خروج ۲۳ - ۱۶ : ۲۳ - اور پہلے پھلوں کا دن گنتی ۲۸ : ۲۶)

گندم یا غلّہ کی فصل کا یہ خاتمہ تھا (خروج ۳۴ : ۲۲) لیکن ساری پیداوار کی فصل کا خاتمہ نہ تھا - وہ تو عید خیام کی عید کے وقت ہوتا تھا - اس لئے اُس کو خاص کر پہلے پھلوں کی عید کہتے تھے - اس امر کو ظاہر کرنے کے لئے خاص نذر جو مقرر تھی علاوہ دیگر قربانیوں کے وہ دو ہلانے کی روٹیاں تھیں جو نئی گندم میں سے تیار کی جاتیں - اور یہ "خداوند کے لئے پہلے پھل" تھے (احبار ۲۳ : ۱۷) - دوسری خصوصیت اس عید کی شکر گذاری تھی - مصر کی غلامی سے رہائی پانے کے لئے (استثنا ۱۶ : ۱۲) اور اس امر کی خاص تاکید تھی کہ اُس روز کوئی محنت کا کام نہ کیا جائے - (احبار ۲۳ : ۲۱) + رفتہ رفتہ اس کے ساتھ کوہ سینا پر شریعت کے ملنے کی یادگار بھی شامل

کردی گئی۔ کیونکہ وہ مصر سے نکلنے کے بعد پچاسویں دن وقوع میں آئی۔

رسولوں کے دنوں میں ساری یہودی عیدوں میں سے اس پر لوگ زیادہ جمع ہوتے تھے۔ کیونکہ شروع بہار اور آخر خزاں میں بحری سفر خطرناک تھا۔ اور لوگ عید فسح اور عید خیام کے لئے اس قدر جمع نہ ہو سکتے تھے۔ لیکن یہ عید مئی مہینے کے قریب آتی تھی۔ اس لئے ہر طرح سے یہ موقعہ روح القدس کے نزول کے لئے موزون تھا۔

(الف) چونکہ ملک ملک کے لوگ اُس وقت یروشلم میں جمع تھے اس لئے انجیل کی اشاعت کے لئے بہت عمدہ موقع تھا۔

(ب) یہ پہلے پھلوں کا دن تین ہزار کے مسیحی ہونے کا مناسب موقعہ تھا۔ جو کلیسیا کے پہلے پھلوں کے طور پر تھے۔ اور باقی فصل آنے والی تھی۔

(ج) یہ غلامی سے رہائی پانے کی یادگار کا دن تھا جو رُوح القدس کے کام کی ایک مثال ہے کیونکہ "جہاں کہیں خداوند کا روح ہے وہاں آزادی ہے" (۲ قرنتی ۳: ۱۷)۔

(د) یہودیوں کے لئے یہ سینا سے شریعت کی اشاعت کی یادگار تھا۔ اس لئے رُوح القدس کے ذریعہ یروشلم سے انجیل کی اشاعت کے لئے موزون موقعہ تھا۔

جیسے عید فسح کی عید کی تکمیل مسیح کی صلیب کے روز ہوئی ویسے پہلے پھلوں کی عید کی تکمیل عید پنتکوست کے دن ہوئی۔ اب عید خیام کی تکمیل باقی ہے جو خداوند کی دُوسری آمد کے وقت ہوگی۔ جب زمین کی فصل پُورے طور سے جمع کی جائے گی۔

یہاں نشان اور نشان الیہ میں پُوری مطابقت ہے۔ ہمارا نجات دہندہ خدا کا برّہ صلیب پر مؤا اور اسی طرح سے عید فسح کی تکمیل کی (احبار ۲۳: ۵)۔ عید فسح کے سبت کے اگلے روز یعنے ایسٹر سنڈے وُہ پھر جی اُٹھا اور جو نشان

"پہلے پھلوں کے" پولے میں دکھایا گیا تھا۔ اُس کو پورا کیا۔ (احبار ۲۳: ۱۰؛ ۱ قرنتی ۱۵: ۲۰) اور قیامت کے پولے کے گذرانے کے بعد پچاسویں دن فصل کے پہلے پھل پنتکوست کے دن جمع کئے گئے (احبار ۲۳: ۱۵ سے ۱۷)۔

آیا ٹھیک طور سے یہ ترجمہ ہوگا "پورا ہونے کو تھا" جس سے اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ یہ تکمیل نہ ہو سکتی تھی جب تک رُوح القدس نازل نہ ہو۔

وہ سب یعنی وہ سارے شاگرد جو یروشلم میں جمع تھے (۱: ۱۵) مرد و عورت۔ اور نہ صرف رسول۔ یہ لفظ بار بار اس باب میں آیا ہے۔ (آیات ۴ و ۷ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۷ و ۲۱ و ۳۲ و ۳۶ و ۳۹ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۵)۔ بلحاظ شاگردوں کے یہ حوالے آتے ہیں:۔ (الف) وہ سب جمع تھے۔ آیت ۱۔

(ب) وہ سب روح القدس سے بھر گئے۔ آیت ۴۔

(ج) وہ سب منادی کرتے تھے۔ آیت ۷ و ۱۷۔

(د) وہ سب گواہ تھے۔ آیت ۳۲۔

(ہ) وہ سب ایک جگہ رہتے اور ..... شریک تھے۔ آیت ۴۴۔

خدا کی نعمتیں برکتیں صرف چند برگزیدوں کے لئے ہی نہیں بلکہ اُن سب کے لئے جو اُس پر ایمان لاتے اور اُس کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔

جمع۔ یہ لفظ نئے عہد نامہ میں اس جگہ کے سوائے صرف یوحنا کی انجیل میں پایا جاتا ہے۔ اُن عبارتوں کو ملا کر مطالعہ کرنا مفید ہوگا

ایک جگہ "یا اُسی جگہ" جیسے اُنکی ایک خواہش اور ایک مقصد تھا۔ ویسے وُہ سب ایک جگہ جمع تھے۔ یہ غالباً وہی بالاخانہ تھا جسکا ذکر (۱: ۱۳) میں آیا ہے۔ یہ جملہ دیگر مقامات میں بھی آیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ایماندار دُعا کے لئے ایک جگہ جمع تھے (۱: ۱۵) قوت کے لئے (۲: ۱)۔ شراکت کے لئے (۲: ۴۴) ترقی کے لئے (۲: ۴۷) نفع کے لئے (۱ قرنتی ۱۴: ۲۳ سے ۲۵) یہ محاورہ کہ "وہ سب ایک جگہ" جمع تھے۔ خاص کر یونانی زبان میں اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ اُن میں دل۔ خیال اور ارادہ کی طرح

یگانگت تھی۔ مسیحیوں میں نا اتفاقی پنتیکوستی قدرت اور فضل کے ظاہر ہونے میں کیا ایک بڑی بھاری رکاوٹ نہیں؟

۲۔ کہ یکایک آسمان سے ایسی آواز آئی جیسے زور کی آندھی کا سناٹا ہوتا ہے۔ اور اُس سے سارا گھر جہاں وہ بیٹھے تھے گونج گیا ✣

یکایک۔ یہ لفظ اعمال کی کتاب کا ایک خاص لفظ ہے (۱۶: ۲۶+۲۸: ۶) خدا کی قدرت کے کام اکثر ناگہاں اور اچانک وقوع میں آتے ہیں ✣

آسمان سے۔ مقابلہ کرو۔ یوحنا ۳: ۲۷ سے ۳۱+۶: ۳۳+ اعمال ۲۲: ۶) "ہر اچھی بخشش اور ہر کامل انعام اوپر سے ہے" (یعقوب ۱: ۱۷) اس پنتیکوستی انعام کے چشمہ اور منبع کو ہم یاد رکھیں ✣

ایسی آواز آئی ... کتاب مقدس میں ہوا رُوح القدس کا ایک نشان ہے (حزقیل ۳۷: ۹ و ۱۴+ یوحنا ۳: ۸) جو لفظ آندھی کے لئے یہاں آیا ہے وہ عام لفظ نہیں۔ نئے عہد نامہ میں یہ لفظ ۱۷: ۲۵ پھر مستعمل ہوا ہے۔ اور وہاں اُس کا ترجمہ "سانس" کیا گیا ہے۔ اس کا لفظی ترجمہ جھونکا یا سانس ہے۔ اسکے ساتھ مقابلہ کرو ۲ پطرس ۱: ۱۷ "جب اُس افضل جلال میں سے یہ آواز آئی" اور ۲ پطرس ۱: ۲۱ "بلکہ آدمی روح القدس کی تحریک سے ... بولتے تھے" اسکو خوب غور سے یاد رکھیں کہ اس آیت میں یہ ذکر نہیں کہ آسمان سے ایک آندھی چلی۔ بعضوں نے ایسا خیال کیا ہے۔ یہاں صرف اتنا ذکر ہے کہ آسمان سے ایک آواز آئی اور وہ آواز ایسی تھی جیسے آندھی کی آواز ہوتی ہے۔ یہ ایک فوق العادت آواز تھی اور کسی فطرتی نظارہ یا واقعہ کا نتیجہ نہ تھی۔ مطلب یہ ہوگا کہ یکایک ایک اعجازی آواز آسمان سے سُنائی دی۔ اس سے بڑا خوف چھا گیا ہوگا۔ کہ آندھی تو کوئی نہیں لیکن آواز کی گونج آندھی جیسی سننے میں آرہی ہے ✣

اُس سے سارا گھر گونج گیا۔ یعنی اس آواز سے نہ کہ آندھی سے سارا گھر

بھر گیا۔ جیسے نور اور آواز سے۔ ایک نادیدہ قوت کا اظہار تھا۔ ویسے اس آواز سے الٰہی رُوح کے آنے کا اشتہار تھا ✣

۳۔ اور اُنہیں آگ کے شعلے کی سی پھٹتی ہوئی زبانیں دکھائی دیں اور اُن میں سے ہر ایک پر آ ٹھہریں ✣

پھٹتی ہوئی زبانیں دکھائی دیں۔ یہ آگ کی زبانیں تو نہ تھیں لیکن اُن کے مشابہ تھیں۔ فوق العادت نظارہ معمول العادت کے مشابہ ہوتا ہے البتہ اُس سے مختلف اور اُس سے اعلےٰ بھی۔ یہاں طبعی آگ یا آندھی کا ذکر نہیں اور نہ اُن کے طبعی نتائج کا۔ یہاں ایک روحانی اور فوق العادت ماجرے کا ذکر ہے اور اُسی کے مُطابق اور مناسب نتائج پیدا ہوئے ✣

اصل زبان کا زور یہ ہے کہ آگ جیسی زبانوں کی گویا بارش ہو رہی ہے اور گویا بوند بوند الگ الگ ہر شخص پر گر رہی ہے۔ بہرحال یہ رُوح القدس کا بپتسمہ تھا جس کا ذکر متی ۳: ۱۱+ لوقا ۳: ۱۶۔ اور یوحنا ۱: ۳۳ میں آیا ہے ✣

اِس نشان کا مطلب ڈھونڈنا کچھ مشکل نہیں۔ اِن کو انہوں نے ایسی باتوں کا ذکر اپنے ہم جنسوں سے کرنا تھا۔ اِس لئے زبان کا نشان دکھایا گیا۔ اُن کے پیغام میں جو قدرت تھی وہ خدا روح القدس کی جلنے والی قدرت تھی۔ اِس لئے آسمانی آگ کا نشان دکھایا گیا۔ اِن مردوں اور عورتوں کو اپنی منادی کے ذریعہ دُنیا کو ہلا دینے کی خاطر سب سے بڑھ کر آگ جیسی زبانوں کی ضرورت تھی۔ آگ جیسی زبان حملہ آور مسیحیت کا نشان تھی۔ اور یہ پُر راز آگ پاکیزگی اور محبت کا بھی نشان تھی۔ کیونکہ آگ، صاف کرتی اور جلاتی ہے ✣

عالمِ بالا سے بڑا مُبارک مسیح
نسلی زندگی اور محبت کی آگ ہے

آ ٹھہریں یعنی یہ قوت جس کا نشان یہ آگ جیسی زبان تھی۔ اُن کے ساتھ قیام کرنے کو نازل ہوئی تھی ✣

انہیں سے ہر ایک پر۔ اگرچہ جماعت کا خاص لحاظ ہے۔ لیکن اُسکے افراد کو بھی نظر انداز نہیں کیا یہ روح القدس کا بپتسمہ ہر فرد کیلئے شخصی بپتسمہ تھا لیں جب ہم اس بات کا ذکر کرتے ہیں کہ پنتیکوست کے روز کلیسیا کو روح القدس عطا ہؤا تو ہم یہ فراموش نہ کریں کہ اس سے مراد یہ تھی کہ کلیسیا کے ہر ممبر کو یہ روح عطا ہؤا۔ روح القدس کا حاصل کرنا نجات کے حاصل کرنے کی طرح شخصی اور نفسی تجربہ ہے۔ اس باب میں لفظ ہر ایک کا لحاظ رکھیں (آیات ۶ و ۸ و ۳۸) ہر انسان کو اپنے اپنے لئے سُننا۔ توبہ کرنا اور روح القدس سے بھرپُور ہونا ہے +

۴۔ اور وہ سب رُوح القدس سے بھر گئے اور غیر زبانیں بولنے لگے۔ جس طرح رُوح نے اُنہیں بولنے کی طاقت بخشی +

اور وہ سب روح القدس سے بھر گئے۔ وہ سب مقابلہ کرو آیت ۱ یعنی کل جماعت۔ رسول اور دیگر اشخاص۔ مرد و عورت۔ وہ سارا ظاہری نشان اِس اعلےٰ اندرونی انعام کا اظہار تھا۔ الفاظ تو بہت سادہ ہیں لیکن جس حقیقت کا وُہ اظہار کرتے ہیں وہ عقل انسانی کی رسائی سے پرے ہے۔ پہلے شاگردوں کے دلوں کے روح القدس کے ذریعہ بھر جانے کے باعث اُن کی زندگی میں کیسا بڑا انقلاب پیدا ہو گیا۔ کمزور زور آور بن گئے۔ بُزدل بہادر ہو گئے جسمانی روحانی ہو گئے۔ خدا بیشک انسانی بولی کے ذریعہ ازلی حقیقتوں کو انسان کے قابل فہم بنا دیتا ہے۔ لیکن یاد رکھیں کہ وہ فہم محدود ہی ہوتا ہے۔ اس لئے جب یہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں کہ فلاں یا فلاں رُوح القدس سے بھر گیا تو یہ بھی یاد رکھیں کہ رُوح القدس الٰہی اقنوم ہے۔ واحد اور غیر تقسیم پذیر۔ آگ ہوا یا پانی کی طرح ایک تقسیم پذیر مادہ نہیں۔ اِس لئے ایسے محاورہ کا یہ مطلب ہوگا کہ روح القدس نے ایسے شخصوں کو پُورے طور سے اپنے قابو کر لیا اور اُنکی قابلیت کے مُطابق اُن کو اپنا فضل اور قدرت عطا کی۔ حکم سارے حقیقی مسیحیوں کے لئے ہے کہ "روح القدس سے بھر جاؤ" (افسیوں ۵: ۱۸) ہم اس پنتیکوستی انعام کی

تلاش اور تحصیل کریں +

اور غیر زبانیں بولنے لگے۔ نہ کہ غیر معلوم زبانیں۔ یعنی جو اُن کی اپنی مادری زبان تھی اُس کے سوا دوسری بولیاں بولنے لگے (مرقس ۱۶: ۱۷)۔ اور یہ مناسب بھی تھا۔ کہ اِن فوق العادت زبانوں کے اُن پر ٹھہرنے کے بعد جو کہ اُن کے گواہ ہونے کا نشان تھا وہ رُوح القدس کی ہدایت اور تحریک سے بولنے لگیں +

قرینہ عبارت سے یہ ظاہر ہے کہ جن بولیوں میں وُہ بولنے لگے وہ سامعین سمجھتے تھے خواہ یہودی تھے خواہ دیگر پردیسی (۵ سے ۱۱) پس یہ انعام سامعین کے لحاظ سے بہت مفید مطلب تھا۔ کبھی کبھی تو اِن اجنبی زبانوں کے بارہ میں اختلاف بھی ہؤا کہ اُنہوں نے کونسی زبان میں انجیل سُنائی۔ وجد کی حالت میں یا اصلی حالت میں۔ عبادت کیوقت یا دیگر اوقات پر آیت ۱۱ کے الفاظ کے معنی دونوں طرح کے ہو سکتے ہیں "خدا کے بڑے بڑے کاموں کا بیان بطور تعریف کے یا بطور نصیحت کے ہو سکتا ہے۔ اعمال کی کتاب میں دو دیگر موقعوں پر بھی اِن غیر زبانوں کا ذکر آیا ہے لیکن وہاں بھی پُورا تصفیہ نہیں ہوتا کیونکہ جہاں قرنیلیوس اور اسکے دوستوں کی نسبت ذکر ہے کہ رُوح القدس کے پانیکے بعد "انہیں طرح طرح کی زبانیں بولتے اور خدا کی بڑائی کرتے سنا (۱۰: ۴۶) ممکن ہے کہ عبادت کے طور پر وہ ایسا کرتے ہوں اسی قسم کی حالت میں افسی مسیحیوں کی نسبت لکھا ہے کہ وہ طرح طرح کی زبانیں بولنے اور نبوت کرنے لگے (۱۹: ۶) مقابلہ کرو متی ۷: ۲۲ + مرقس ۱۶: ۱۷ + ۱ قرنتی ۱۲: ۳ سے ۳۱ + ان مقامات میں بھی وہی فعل استعمال ہؤا ہے۔ شاید یہ کہنا زیادہ درست ہوگا۔ کہ ایسا انعام اِن دونوں حالتوں میں مستعمل ہؤا۔ خواہ عبادت کا موقعہ ہو یا منادی کرنے کا۔ کیونکہ اس وعظ کے آخر میں پطرس نے صاف طور سے واضح کر دیا۔ کہ اسوقت یوایل نبی کی پیشینگوئی پوری ہوئی (۱۶ سے ۱۸)۔

"مَیں اپنے بندوں اور اپنی بندیوں پر بھی اُن دِنوں میں اپنے روح میں سے ڈالوں گا" غیر ممالک میں جا کر غیر زبانوں میں انجیل سُنانا اِس آیت کے

مضمون سے خارج نہیں ہو سکتا۔ وجد کی حالت کی عبادت کے وقت سے اِس عبادت کو محدود کرنے کا خیال اِس وجہ سے پیدا ہؤا۔ کیونکہ ۱ کرنتھی ۱۴: ۱سے ۱۹ میں کرنتھس کی کلیسیا میں غیر زبانیں بولنے کا ذکر آتا ہے۔ یہ گمان کیا جاتا ہے۔ کہ اُس جگہ مسیحی جماعتوں میں عبادت کے طور پر غیر اور نامعلوم زبانوں میں کلام کیا جاتا تھا۔ یہ درست نہیں کہ پنتیکوست کے واقعہ کی تفسیر مابعد واقعہ کے ذریعہ کی جائے۔ اِن دونوں واقعات میں بڑا فرق ہے۔ بعضوں کا یہ خیال ہے کہ پنتیکوستی واقعہ اُس واقعہ سے بالکل متفرق تھا جو پیچھے کرنتھس کی کلیسیا میں واقعہ ہؤا۔ اور اِن لوگوں کی دلیل میں کچھ زور پایا جاتا ہے۔ اِس موقعہ پر اِن زبانوں کا ذکر ہے جو سامعین سمجھ سکتے تھے اور بشارتی غرض کے لئے یہ نہایت ضروری تھا۔ ایسی زبانوں کا بھی ذکر آتا ہے جو سامعین کی سمجھ میں نہ آتی تھیں بلکہ خود بولنے والے اُن کو نہ سمجھتے تھے۔ (۱ کرنتھی ۱۴: ۲ و ۱۴) مفید ہونے کے لئے اُن کے ترجمہ کرنے کی ضرورت تھی (۱ کرنتھی ۱۴: ۵ و ۱۳ و ۱۹ و ۲۷ و ۲۸) خواہ وہ زبانیں مختلف قسم کی ہوں یا نہ ہوں۔ لیکن اُن کے طریقے اور نتیجے میں تو بڑا فرق تھا۔ پنتیکوست کے روز ایسی زبانیں مستعمل ہوئیں۔ جن کے ذریعہ پردیسیوں کے درمیان خدا کے بڑے بڑے کاموں کا بیان ہؤا۔ اور اُن کے ذریعہ ہزاروں کی توجہ انجیل کے پیغام کی طرف منعطف ہوئی +

ہم اِس سے یہ تو نتیجہ نہیں نکال سکتے۔ کہ انجیل کے پہلے مبشروں کو ہر ملک کے لوگوں کے درمیان اُن کی اپنی اپنی زبانوں میں بولنے کے لئے یہ انعام زندگی بھر کے لئے مل گیا۔ یہ خاص انعام تو خاص مقصد اور خاص موقعوں کے لئے تھا۔ مثلاً یہ تو صاف لکھا ہے کہ پولوس لکاؤنیا کی بولی نہیں سمجھتا تھا (۱۴: ۱۱سے ۱۴) اگرچہ غیر زبانوں کا انعام اُسے کثرت سے عطا ہؤا تھا۔ پھر بھی اُس نے لسترا کے لوگوں کے ارادے نہ سمجھے۔ وجد کی حالت میں غیر زبانوں میں کلام کرنے کا دعوےٰ مابعد زمانوں میں لوگوں نے کیا۔ جیسے تیرھویں صدی میں

فرانسیسی لوگوں یعنی (Jansenists) اور (Irvingites) وغیرہ لوگوں نے اِسکا دعوےٰ کیا۔ حال ہی کے زمانہ میں امریکہ۔ یورپ۔ ہندستان وغیرہ ملکوں میں بعض اس کے مدعی پیدا ہوئے۔ ایسے لوگوں میں سے بعض صاف گو اور صاف دل لوگ ہیں جن کی ہم عزت کرتے ہیں۔ لیکن ہم یہ کہنے کے مجاز نہیں کہ ایسی حالتوں میں یہ نئے عہد نامہ کے واقعات کی تکرار اور اظہار ہے +

جس طرح رُوح نے اُنہیں بولنے کی طاقت بخشی یعنی روح اُن کو صاف اور بلند آواز سے بولنے کی طاقت دیتا رہا۔ یہ لفظ بولنے یا صاف طور سے بولنے کا نئے عہد نامہ میں اس کے بعد بھی مستعمل ہؤا مثلاً آیت ۱۴ اور ۲۶: ۲۵ میں پطرس بھیڑ کے سامنے اور پولوس بادشاہ اور حاکم کے سامنے صاف طور سے بولتے رہے۔ سترہ کے ترجمے میں یہ لفظ نبیوں کے کلام کے لئے آیا ہے +

۵۔ اور ہر قوم میں سے جو آسمان کے تلے ہے۔ خدا ترس یہودی یروشلیم میں رہتے تھے +

اور ہر قوم میں جو آسمان کے تلے ہے یعنی بہت ملکوں سے۔ تقریباً ہر شائستہ ملک میں یہودی پائے جاتے تھے۔ پنتیکوست کی عید کے وقت یروشلیم میں ہر طرح اور ہر ملک کے لوگ جمع تھے۔ وہ گویا نوعِ انسان کے وکیل تھے۔ جن کو مسیح کی ضرورت ہے +

خدا ترس۔ لوقا نے اِس لفظ کو اکثر استعمال کیا۔ مثلاً شمعون کے۔ (لوقا ۲: ۲۵) اور جنہوں نے ستفنس کو دفن کیا (اعمال ۸: ۲) اور دمشق کے حنانیاہ (۲۲: ۱۲) کے بارہ میں۔ اِس سے ایسے لوگ مراد ہیں جو خدا کی باتوں کو بڑے ادب سے قبول کرتے اور بڑی خبرداری اور بڑی پابندی کے ساتھ خدا کی عبادت کیا کرتے ہیں۔

رہتے تھے۔ یہ فعل دو دفعہ پہلے آ چکا ہے (۱: ۱۹ و ۲۰) اور اسی باب میں پھر آیا ہے (۹ و ۱۴۔ آیات) اعمال میں مقدس لوقا نے اِس کو اکثر استعمال کیا ہے

چنانچہ تقریباً بیس دفعہ یہ لفظ اِس کتاب میں آیا ہے۔ عارضی بود و باش سے کچھ زیادہ ایسا اس میں ہے۔ غالباً اُن یہودیوں کی طرف اشارہ ہے۔ جو جگہ جگہ منتشر تھے۔ لیکن یروشلیم میں واپس آکر رہنے لگے۔ یہ محض عید کے لئے نہ آتے تھے۔ البتہ اس بڑے انبوہ میں بہت جاتری ہونگے۔ جو صرف زیارت کے لئے آتے تھے ٭

۶۔ جب یہ آواز آئی تو بھیڑ لگ گئی اور لوگ دنگ ہو گئے۔ کیونکہ ہر ایک کو یہی سنائی دیتا تھا۔ کہ یہ میری ہی بولی بول رہے ہیں ٭

یہ آواز۔ آیت ۲ میں جو لفظ آواز کے لئے مستعمل ہوا ہے۔ اُس سے یہ متفرق ہے۔ اِس سے کلام یا بولنے کی آواز مراد ہے۔ اس لئے جب شاگرد اعجازی طور پر غیر زبانوں میں بولنے لگے تو اُن کی آواز گونج اٹھی ٭

لوگ دنگ ہو گئے۔ یہ لفظ اعمال کی کتاب سے مخصوص ہے (۹: ۲۲ + ۱۹: ۳۲ + ۲۱: ۲۷ و ۳۱) اس سے جو اسم نکلا ہے وہ ۱۹: ۲۹ میں آیا ہے۔ جس لفظ سے یہ مشتق ہے اُس کے معنی یہ ہیں۔ اکٹھے اُنڈیلنا۔ اس سے دل کی گھبراہٹ اور حیرانگی مراد ہے۔

میری ہی بولی۔ کتنی مختلف زبانیں اس وقت بولی گئی ہونگی۔ یہ لفظ بھی اعمال کی کتاب کا خاص لفظ ہے (۱: ۱۹ + ۲: ۸ + ۲۱: ۴۰ + ۲۲: ۲ + ۲۶: ۱۴)

۷۔ اور سب حیران اور متعجب ہو کر کہنے لگے دیکھو۔ یہ بولنے والے کیا سب گلیلی نہیں ٭

۸۔ پھر کیونکر ہم میں سے ہر ایک اپنے اپنے وطن کی بولی سنتا ہے ٭

حیران۔ اس معجزہ کا فوری نتیجہ اور اثر یہ ہوا۔ نئے عہدنامہ میں خاص کر لوقا نے یہ لفظ استعمال کیا ہے۔ اور اعمال ۲: ۱۲ + ۸: ۹ و ۱۱ و ۱۳ + ۹: ۲۱ + ۱۰: ۴۵ + ۱۲: ۱۶ میں پھر آیا ہے ٭

متعجب ہو کر۔ یہ نتیجہ برابر جاری رہا۔ پہلے تو بڑے حیران ہوئے۔ اور

پھر یہ حیرانگی تعجب سے بدل گئی ٭

گلیلی۔ مسیح کے شاگرد اُس کی وفات سے پہلے بھی گلیلی کہلائے (متی ۲۶: ۶۹ سے ۷۳) اور اس لئے حقیر بھی سمجھے جاتے تھے۔ کیونکہ وہ غیر مہذب علاقہ کے لوگ تھے۔ (یوحنا ۱: ۴۶ + ۷: ۵۲) اور دیہاتی بولی بولتے تھے (مرقس ۱۴: ۷۰) اب ان لوگوں کا آزادانہ غیر زبانوں میں بولنا بڑی حیرت کا باعث تھا۔ رفتہ رفتہ یہ سارے مسیحیوں کے لئے یہ تحقیر کا لقب ہو گیا اور مرتد قیصر جولیان اِسی نام سے مسیحیوں کو پکارا کرتا تھا ٭

۹۔ حالانکہ ہم پارتھی اور میدی اور عیلامی اور رہنے والے مسوپتامیہ اور یہودیہ اور کپدکیہ اور پنطس اور آسیہ ٭

۱۰۔ اور فروگیہ اور پمفولیہ اور مصر اور لبوآ کے علاقے کے جو کرینے کی طرف ہے اور رومی مسافر خواہ یہودی خواہ اُن کے مرید اور کریتی اور عرب ہیں ٭

پارتھی۔ بحیرۂ کسپین کے جنوب کی طرف یہ ایک پہاڑی اور سرسبز علاقہ کے باشندے تھے۔ اِس کی شمالی حد ہرکنیا۔ جنوبی حد کرمنیا۔ مغربی حد میدیا۔ مشرقی حد آری آنا تھی۔ ان کی اصل نسل تو ٹھیک معلوم نہیں۔ البتہ تاریخ سے اِتنا پتہ لگتا ہے۔ کہ یہ لوگ اکثر فارسیوں کے ماتحت رہے۔ اگرچہ کبھی کبھی بغاوت کر کے آزاد بھی ہو گئے۔ پھر یونانیوں کے ماتحت رہے۔ اُن سے یہ بغاوت کر کے علیحدہ ہو گئے۔ بعد ازاں اُنہوں نے بڑا زور پکڑا اور ہندوستان سے دجلہ تک اور خوزستیہ سے بحیرۂ ہند تک حکمرانی کرتے رہے۔ اور رومی سلطنت کے خوفناک دشمن تھے ٭

لیکن جن پارتھیوں کا یہاں ذکر ہے وہ پارتھیا کے رہنے والے یہودی تھے اور ان میں شاید یہودی مرید بھی شامل ہو گئے۔ اور جن باقی جگہوں کا ذکر ہے ان کی نسبت بھی یہی کہہ سکتے ہیں۔ (دیکھو آیت ۱۰)

میدی۔ اُن کی شمالی حد بحر کیپین۔ جنوبی حد فارس۔ سوسنہ اور آسور کا کچھ حصّہ۔ مشرقی حد پارتھیا اور ہرکینیا اور مغربی حد آسور اور ارمنیہ کلاں۔ پارتھیا کی طرح یہ بھی پہاڑی علاقہ تھا۔ اب یہ فارسی سلطنت کا شمال مغربی حصّہ ہے۔ میدی لوگ آریا قوم کی ایرانی شاخ سے متعلق تھے۔ فارسی لوگ بھی اسی قوم سے رشتہ رکھتے تھے۔ تاریخ میں ان کی نسبت بہت کچھ تاریکی چھائی ہوئی ہے فارسی لوگوں کے عروج سے پہلے یہ لوگ اچھی شہرت حاصل کر گئے تھے۔

عیلامی۔ قدیم فارسی اور بابلی سلطنتیں جو سوسی آنہ کے نام سے مشہور تھیں یہ لوگ اسی علاقہ کے باشندے تھے۔ یہ خلیج فارس کے شمال کی طرف تھے جس کی مغربی حد دریائے دجلہ تھا۔ میدیا شمال کی طرف اور فارس جنوب مشرق کی طرف تھا۔ یہ سیم کی نسل سے تھے (پیدائش ۱۰: ۲۲) کبھی کبھی لفظ عیلام فارس کے مترادف آیا ہے۔

مسوپتامیہ۔ یعنی دو آبہ۔ دجلہ اور فرات کا درمیانی علاقہ۔ عہد عتیق کے عبرانی اسے آرام نہرائم کہتے تھے (پیدائش ۲۴: ۱۰)۔ یہ عیلام کے شمال مغرب اور میدیہ کے مغرب کی طرف تھا۔

یہودیہ۔ یہ شمار مغرب کی طرف کا ہے۔ جو لوگ اس عید کے موقع پر جمع تھے ان میں سے بہت یہودیہ کے علاقہ کے ہونگے۔ لیکن چونکہ اُن کی آرامی بولی گلیل کی بولی سے متفرق تھی۔ اِس لئے ان کا الگ ذکر ہوا۔

کپدکیہ۔ اب فہرست کا رُخ ایشیا کوچک کی طرف ہے۔ کپادوکیا کا علاقہ ایشیا کوچک کے مشرق کی طرف تھا۔ فلسطین کے شمال مغرب میں۔ ان دنوں میں روم کی سلطنت کی طرف سے حاکم یہاں کا انتظام کیا کرتا تھا۔ اِس کے جنوب کی طرف کلکیا شمال کی طرف پنطس۔ مشرق کی طرف ارمنیا۔ اور مسوپتامیہ اور مغرب کی طرف فروگیا اور گلتیا تھے۔ ۱ پطرس ۱۔ اس میں اسکا پھر ذکر آتا ہے۔

پنطس۔ یہ ایشیا کوچک کا ایک بڑا علاقہ تھا۔ یہ کپدکیہ کے شمال کی طرف

واقع تھا پنطس کی ریاست کا ایک حصّہ رومیوں نے پنطس اور بتونیہ کے علاقہ کے ساتھ ملحق کر دیا تھا۔ ۶۵ء قبل مسیح میں اور باقی حصّہ دیر تک دوسرے حاکموں کے ماتحت رہا۔ اس جگہ کس پنطس کا ذکر ہے۔ ٹھیک طور سے دریافت نہیں ہو سکتا۔ آیا یہ اُس نام کا رُومی علاقہ ہے۔ یا اس مُلک کا دُوسرا حصّہ گمان غالب ہے کہ یہ اوّل الذکر پنطس ہوگا۔ اِسی نام کا ذکر اعمال ۱۸: ۲ اور ۱پطرس ۱: ۱ میں بھی آیا ہے۔

آسیہ۔ نئے عہدنامہ میں یہ نام رُومی علاقہ کے آسیا کے واسطے استعمال ہوا ہے۔ یہ علاقہ ۱۳۳ء قبل مسیح میں قائم ہوا۔ اور پروکونسل کے ماتحت کیا گیا۔ یہ صوبہ یا پروکونسل ایشیا کہلاتا تھا۔ اس میں یہ علاقے شامل تھے جزیرہ نما ایشیا کوچک کے مغربی حصّہ۔ متعہ مُسیہ۔ لدیا۔ قاریا اور فروگیا کے بعض حصّوں سے۔ اس صوبہ کا صدر مقام افسس تھا۔ پرگماس اور سمرنا بھی اس صوبہ کے بڑے مشہور شہر تھے۔ اعمال کی کتاب میں کئی دفعہ اسکا ذکر آئے گا۔

فروگیا۔ یہ ایشیا کوچک کا ایک بڑا علاقہ تھا۔ صوبہ آسیا کے مشرق کی طرف۔ جس کے شمال کی طرف تبوتیہ اور مشرق کی طرف گلاتیہ تھا۔ اِس کی وسعت مختلف وقتوں میں مختلف ہوتی رہی۔ رومی زمانہ میں اِس کے دو حصّے تھے۔ ایک آسیائی فروگیا اور ایک گلاتی فروگیا۔ اِن میں سے پہلا حصّہ رومی صوبہ آسیا سے ملحق تھا۔ اور یہاں جس فروگیا کا ذکر ہے۔ وہ غالباً گلاتی فروگیا ہوگا۔ کیونکہ آسیہ کے عین بعد اس کا ذکر ہے۔ یہ نام ۱۶: ۶۔ اور ۱۸: ۲۳ میں پھر آتا ہے۔

پمفولیا۔ یہ مُلک ایشیائی کوچک کے جنوبی ساحل پر واقع ہے اُس کی مشرقی حد کلکیا۔ مغربی حد لوکیا اور شمالی حد کوہ طارس تھی۔ یہ ساحلی علاقہ ۸۰ میل لمبا اور تقریباً ۲۵ میل چوڑا ہے۔ اس کا ذکر پھر ۱۳: ۱۳+۱۴: ۲۴

۱۵: ۳۸-اور ۲۷: ۵ میں آیا ہے ✣

مصر- اس کی تشریح کی یہاں چنداں ضرورت نہیں- تاریخ سے ہم کو معلوم ہے کہ یہودیوں کی کئی بستیاں اسکندریہ اور شمالی مصر کے دوسرے شہروں میں پائی جاتی تھیں ✣

اور لبوا کے علاقے کے جو کرینی کی طرف ہے- لبوا یونانی محاورہ کے مطابق افریقہ کا علاقہ ہے۔ اور یہاں وہ علاقہ مراد ہے جو افریقہ کے ساحل پر مصر کے مغرب کی طرف قریطے کے بالمقابل واقع تھا اور خاصکر اُس علاقہ کا وہ مغربی حصہ لبوا قرینیکا کہلاتا تھا جو سرسبز تھا اور جس میں کئی مشہور شہر آباد تھے۔ ان میں قرینی سب سے بڑا تھا۔ اور بقول یوسیفس مؤرخ یہاں کی آبادی کا چوتھا حصہ یہودی تھے۔ اس کی طرف دیگر اشارے متی ۲۷: ۳۲ ✣ مرقس ۱۵: ۲۱ ✣ لوقا ۲۳: ۲۶ ✣ اعمال ۶: ۹ ✣ ۱۱: ۲۰ ✣ ۱۳: ۱ میں پائے جاتے ہیں ✣

رومی مسافر- اب ہم بحیرہ اوقیانوس سے شاہی شہر کی طرف عبور کرتے ہیں- اس فہرست میں یہ نہایت مغربی حد تھی- اس کا مطلب غالباً یہی ہے کہ روم کے لوگ یا شاید مغرب کے دیگر شہروں کے لوگ جو عارضی طور پر عید منانے کے لئے یروشلم میں آ ٹھہرے تھے۔ لاطینی مصنفوں و یوسیفس مؤرخ کے ذریعہ ہم کو بخوبی معلوم ہے کہ اس وقت روم میں بہتیرے یہودی آباد تھے- گمان گذرتا ہے کہ جو رومی یہودی اس پنتیکوست کے موقعہ پر ایمان لائے- اُنہوں نے جا کر رومی کلیسیا کی بنیاد روم شہر میں ڈالی (دیکھو رومیوں ۱۶: ۷ و ۱۵) ✣

خواہ یہودی خواہ اُن کے مرید- شاید یہاں رومی مسافروں کی طرف اشارہ ہے یا اُن سب کی طرف جن کا ذکر فہرست میں ہو چکا ہے- مرید کے لئے جو لفظ اصل زبان میں مستعمل ہوا ہے اس کے اصلی

معنی ہیں نو آمد یا نو وارد ہے۔ اور اس سے مراد ایسا شخص ہے۔ جس نے یہودی مذہب کو قبول کر لیا ہو۔ اور ختنہ کرا لیا ہو اور یہودی رسوم کو مانتا ہو۔ اور یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے نو مریدوں کو ایک طرح کا بپتسمہ دیا جاتا تھا اور اُن کو خاص نذرانے چڑھانے پڑتے تھے اس کتاب میں بعض ایسے شخصوں کا بھی ذکر آئے گا- جنہوں نے یہودی مذہب کی بڑی بڑی باتوں کو تو مان لیا تھا لیکن پورے مرید نہ بنے تھے- کیونکہ اُنہوں نے ختنہ نہ کرایا تھا اور اپنے پرانے مذہب سے نکل کر یہودی مذہب میں شامل نہ ہو گئے تھے- اس قسم کے لوگوں میں سے ایک شخص کرنیلیس تھا- (۱۰ باب) ✣

کریتی- یہاں فہرست کا رُخ مشرق کی جانب ہے- قریطے کا نام آجکل کندیا ہے- یہ بحیرہ اوقیانوس میں ایک جزیرہ ہے جو یونان سے ساٹھ میل جنوب کی طرف واقع تھا- اس کا طول ۱۵۶ میل اور عرض مختلف ہے یعنی سات اور تیس میل کے درمیان اس کے اصلی باشندے ایشیائے کوچک کے باشندوں کے ساتھ رشتہ رکھتے تھے- رومیوں کے عہد سلطنت میں یہ قرینی کے ساتھ ملحق تھا- اور روم کی سینیٹ کا صوبہ تھا- بہت یہودی یہاں آباد تھے ✣ اس کے بعد قریطے کا ذکر اعمال ۲۷: ۷ و ۱۲ و ۱۳ و ۲۱ ✣ ططس ۱: ۵ و ۱۲ میں آتا ہے- **عرب**- یہاں فہرست ختم ہو جاتی ہے- یہ جزیرہ نمائے اعظم ایشیا اور افریقہ کے مابین واقع ہے اور بحیرہ قلزم اور خلیج فارس تک پھیلا ہوا ہے اس فہرست میں مجمل طور پر یہ لوگ داخل ہیں (۱) مشرقی یا بابلی یہودی- (۲) سُریانی یہودی- (۳) مغربی یہودی- (۴) رومی یہودی ✣

۱۱- مگر اپنی اپنی زبان میں اُن سے خدا کے بڑے بڑے کاموں کا بیان سنتے ہیں ✣

خدا کے بڑے بڑے کاموں (مقابلہ کرو ۱۰: ۴۶ سے ✣ لوقا ۱: ۴۹

میں اسی قسم کا محاورہ تو آیا ہے لیکن بالکل یہ محاورہ نئے عہد نامہ میں کسی دوسری جگہ نہیں آیا۔ بعضوں کا خیال ہے۔ کہ اس محاورے سے وجد کی حالت میں زبور کا گانا مراد ہے۔ بعضوں کا گمان ہے کہ مسیح کے دکھوں موت۔ قیامت اور صعود کا بیان مراد ہے۔ خواہ کچھ ہی ہو جہان کی نجات اور رُوح القدس کے نزول میں جو بڑے بڑے کام ظاہر ہوئے وہ اِس محاورے میں داخل ہیں +

۱۲۔ اور سب حیران ہوئے اور گھبرا کر ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یہ کیا ہُوا چاہتا ہے؟

حیران ہوئے۔ دیکھو آیت ۷۔

گھبرا کر۔ مقدس لوقا کا یہ خاص لفظ ہے۔ (لوقا ۹: ۷ + اعمال ۵: ۲۴ + ۱۰: ۱۷) اس کے ذریعہ اس امر کے ثبوت میں مدد ملتی ہے کہ لوقا ہی اعمال کی کتاب کا مصنف تھا +

۱۳۔ اور بعض نے ٹھٹھا کر کے کہا کہ یہ تو تازہ مَے کے نشے میں ہیں +

بعض۔ یعنی تماشائیوں میں سے بعض نے۔ شاید مخالف فریق کا ہی یا ہیرودی گروہ میں سے +

یہ تو تازہ مے کے نشے میں ہیں۔ تازہ کے واسطے جو لفظ ہے۔ اُس کے اصلی معنی میٹھے ہیں۔ جب لوگوں نے یہ جوش اور یہ تقریریں اور فرطِ خوشی کا مشاہدہ کیا تو اُن کی سمجھ میں اس کا کوئی اور سبب معلوم نہ ہُوا سوائے اُس کے کہ وہ نشے میں چُور ہیں۔ بنگل (BENGEL) خوب فرماتے ہیں کہ "دُنیا ٹھٹھے سے شروع کرتی ہے۔ پھر وہ اعتراض شروع کرتی ہے (۴: ۲) پھر دھمکیوں پر اُتر آتی ہے (۴: ۱۷) پھر قید (۵: ۱۸) پھر صدموں پر (۵: ۴۰) پھر قتل کی نوبت پہنچتی ہے (۷: ۵۸) جسمانی لوگوں کا یہ خاصہ ہے۔ کہ وہ

نادانی اور ناعاقبت اندیشی کے باعث فوق العادت باتوں کو طبعی اسباب سے منسوب کرتے ہیں +

۱۴ سے ۳۶ تک

۱۴۔ لیکن پطرس اُن گیارہ کے ساتھ کھڑا ہُوا اور اپنی آواز بلند کر کے لوگوں سے کہا۔ کہ اے یہودیو۔ اور اے یروشلیم کے سب رہنے والو۔ یہ جان لو اور کان لگا کر میری باتیں سنو +

پطرس۔ اب اس کی بزدلی جاتی رہی۔ جس شخص نے ایک لونڈی کے سامنے اپنے خداوند کا انکار کیا تھا۔ اب وہ ہزاروں کے مجمعے کے سامنے دلیری کے ساتھ اس کی منادی کرتا ہے۔ رُوح القدس اور آگ کے بپتسمہ نے اس کو پاک صاف اور مضبوط بنا دیا۔

گیارہ کے ساتھ۔ جو اس بچہ کلیسیا کے پیشوا اور خاص تعلیم کے پہنچانے والے تھے +

اپنی آواز بلند کر کے۔ یہ محاورہ ۱۴: ۱۱ + ۲۲: ۲۲ میں آیا ہے۔ اس قدر بڑے انبوہ کے لئے بلند آواز سے بولنے کی ضرورت تھی +

کہا۔ آیت ۴ میں یہی فعل آیا ہے۔ بلاشک پطرس آرامی زبان میں بولا ہوگا۔ کیونکہ اس وقت فلسطین کی یہی بولی تھی اور اسی وجہ سے وہ اہلِ یہودیہ اور اہالیانِ یروشلیم سے مخاطب ہُوا +

۱۵۔ کہ جیسا تم سمجھتے ہو یہ نشے میں نہیں۔ کیونکہ ابھی تو پہر ہی دن چڑھا ہے +

ابھی تو پہر ہی دن چڑھا ہے لفظی ترجمہ ہوگا۔ ابھی تو تیسرا گھنٹہ ہی ہے طلوعِ آفتاب سے شمار لیا جاتا تھا۔ اس لئے تین گھنٹے ایک پہر ہوتے ہیں کیونکہ دن میں بارہ گھنٹے یا چار پہر ہوتے ہیں۔ یہودی رواج کے مطابق دن اور رات بارہ بارہ گھنٹوں میں منقسم تھے۔ ان کی درازی دن کی درازی کے مطابق مختلف

ہوتی تھی۔ لیکن عام طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ تیسرا گھنٹہ صبح کے ۹ بجے کے قریب ہوگا۔ دُعا کے پہلے گھنٹے اور صبح کی قربانی کا بھی وقت تھا۔ عموماً لوگ علے الصباح نشہ بازی نہیں کرتے۔ علاوہ ازیں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ یہودی شراب کے ساتھ گوشت کھایا کرتے اور یہ صرف شام کو کرتے اور ان بڑی عیدوں کے موقعوں پر دوپہر تک روزہ رکھتے تھے اور یہ بھی لحاظ کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ پطرس کیسا صوفی مزاج تھا۔ اس کے اقوال افعال اور دلائل سب ملے ہوئے اور اعتدال کے ساتھ تھے۔

۱۶- بلکہ یہ وہ بات ہے جو یوئیل نبی کی معرفت کہی گئی ہے کہ ۔

یہ وہ بات ہے۔۔۔ پطرس کا یہ دعوےٰ ہے کہ اس واقعہ میں ایام نبوت کی حقیقی تکمیل تھی اور محض جزوی اور ابتدائی تکمیل نہ تھی ÷
یوئیل نبی کی معرفت۔ یہ اقتباس یوئیل ۲: ۲۸ سے ۳۲ تک کے اور ستروں کے ترجمہ کے مطابق سوائے چند تبدلات کے ÷

۱۷- خدا فرماتا ہے۔ کہ آخری دنوں میں ایسا ہوگا۔ کہ میں اپنے رُوح میں سے ہر بشر پر ڈالونگا÷ اور تمہارے بیٹے اور تمہاری بیٹیاں نبوت کریں گی÷ اور تمہارے جوان رویا اور تمہارے بڈھے خواب دیکھیں گے ÷

آخری دنوں میں۔ عبرانی اور ستروں دونوں میں جو لفظ آیا ہے اس کے معنی ہیں مابعد یا بعد ازاں۔ اب اس کو آخری دنوں سے تعبیر کیا ہے۔ یعنی مسیحی زمانہ ہے جس کا آغاز مسیح کی پہلی آمد سے ہوا ÷

۱۸- بلکہ میں اپنے بندوں اور اپنی بندیوں پر بھی۔ ان دنوں میں اپنی رُوح میں سے ڈالوں گا۔ اور وہ نبوت کریں گی ÷

میں اپنی رُوح میں سے۔۔۔۔ ڈالوں گا۔ ان لفظوں سے

خدا کی طرف سے کثرت سے رُوح کے ملنے کا اظہار ہوتا ہے نہ وہ روح ناپ ناپ کر نہیں دیتا۔ (یوحنا ۳: ۳۴) پھر آیات ۱۸ و ۳۳ ÷ اور ۱۰: ۴۵- اور طیطس ۳: ۶ میں اسی قرینے میں یہ محاورہ آیا ہے۔ علاوہ ازیں ۱: ۸ کی تفسیر دیکھو۔ لفظ رُوح میں سے اس فارقلیط کے انعامات کی طرف اشارہ ہے۔ اس پینتکوستی انعام میں ہر ایک کا حصّہ ہے (آیت ۳۹)- اب یہ ہمارا فرض ہے کہ ایمان کے ساتھ اپنے حصّہ کا دعوےٰ کریں۔ لفظ ہر بشر کے واسطے آیت آگی تفسیر دیکھو۔

ہر بشر۔ نہ اس ساری جماعت پر جو بالاخانے میں جمع تھی ÷
تمہارے بیٹے اور تمہاری بیٹیاں۔ یہ پیشینگوئی الہام مرد و عورت دونوں کے لئے ہے (آیت ۱۸) ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں۔ کہ اس گروہ میں عورتیں بھی شامل تھیں جو روح القدس سے بھر گئیں (۱: ۱۴، ۲: ۱و۴) نبوت کریں گی۔ لفظ نبوت کے معنی پیشینگوئی ہی نہ سمجھنے چاہئے اس کے معنی ہیں خدا کے کلام اور پیغام کو وعظ و نصیحت کے ذریعہ لوگوں کے سامنے بیان کرنا۔ اگرچہ عورتوں کو جماعت میں خاص عہدہ کی حیثیت سے منادی کرنے کی ممانعت ہے۔ لیکن برملا خدا کے کلام کے سنانے کی ممانعت نہیں۔ مقابلہ کرو ۲۱: ۹- اس آیت سے یہ بھی پتہ لگتا ہے۔ کہ آیت ۴ میں جن زبانوں کا ذکر آیا ہے وہ خدا کے پیغام پہنچانے میں استعمال ہوئیں۔
تمہارے جوان۔ یوئیل کی عبارت سے ترتیب میں بیان کچھ اور ہے۔ وہاں بوڑھوں کا ذکر پہلے آتا ہے ÷
رویا۔ یعنے جاگتے وقت کچھ دکھائی دینا۔ ایسی رویتیں جوانوں سے یہاں منسوب ہیں جن کی خوہش اور پھرتی عالم شباب پر ہے ÷
خواب۔ جو باجرے سوتے وقت نظر آئیں۔ ایسا نظارہ بوڑھوں

سے منسوب ہے جو زیادہ سنجیدہ ہیں اور جوانی کے چلبلے پن سے آزاد ہوتے ہیں
لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ یہ دونوں لفظ ایسے مختلف ہیں۔ کہ کبھی
ہم معنی نہ ہو سکیں۔ یہ تو سچ ہے کہ خدا خوابوں اور رویتوں کے ذریعہ کبھی
کبھی اپنی باتیں ظاہر کرتا ہے لیکن ہر خواب اور رویت پر اعتبار نہ کریں ورنہ
اندیشہ ہے کہ ہم بہت گمراہی میں پڑ جائیں گے۔ صرف خدا کے کلام پر اپنی
ساری تعلیم کا انحصار رکھیں۔ یہ بھی قابل لحاظ ہے۔ کہ اعمال کی کتاب میں جن
رویتوں کا ذکر ہے وہ بشارتی کام کے لئے ہیں ؞

اپنے بندوں اور اپنی بندیوں پر بھی۔ بعضوں کا خیال ہے کہ ۱۷
آیت میں جو بیان ہو چکا ہے۔ اُسی کا ذکر ان لفظوں میں دوبارہ ہوا ہے
یعنی مردوں اور عورتوں پر۔ بعضوں کا خیال ہے کہ یہ غلاموں اور لونڈیوں
کا ذکر ہے جو آزاد لوگوں سے متفرق گروہ ہے۔ اگر یہ معنی بھی لئے جائیں تو یہ
مراد ہوگی کہ حقیر سے حقیر لوگ بھی اس وعدے میں شریک ہیں۔ اس برکت
میں شراکت حاصل کرنے کے لئے غلامی کسی طرح سے سدِ راہ نہ تھی۔ یہ بھی
کہہ سکتے ہیں کہ ایک طرح سے تو یہ لوگ بیٹے اور بیٹیاں ہیں لیکن ایک طرح سے
اُس کے غلام اور لونڈیاں ہیں اور اس پنتی کوستی قدرت حاصل کرنے کیلئے
الٰہی مرضی کی اطاعت لازمی امر ہے ؞

رُوح میں سے ڈالوں گا۔ اس وعدہ کا تکرار ایمان کا حوصلہ بڑھانے
اور یقین دلانے کے لئے ہے۔ خدا اپنی پُر فضل باتیں بار بار دہراتا رہتا ہے۔
تاکہ کوئی شک میں نہ رہے۔

اور وہ نبوت کریں گی۔ یہ بھی اسی قسم کا تکرار عبارت ہے۔ یہ تکرار یوایل
کی عبارت میں نہیں جس سے ظاہر ہے کہ پطرس نے تاکید کے لئے ان لفظوں
کو دُہرایا تاکہ ظاہر کرے۔ کہ یہ ماجرا قدرت اور تاثیر کے ساتھ گواہی دینے کے
لئے تھا (۱:۸) کیا ہم روح سے بھر گئے ہیں؟ اگر ایسا ہو تو آؤ ہم بھی انجیل کی بشارت دیں ؞

۱۹۔ اور میں اوپر آسمان پر عجیب کام اور نیچے زمین پر نشانیاں ؞
یعنی خون اور آگ اور دھوئیں کا بادل دکھاؤں گا ؞

عجیب کام اور نشانیاں۔ جو زمانہ پنتی کوست کے دن سے شروع
ہوا۔ وہ ہمارے خداوند کی دوسری آمد پر ختم ہوگا۔ مقدس پطرس کو یہ سارا زمانہ
ایک ہی وقت میں پورا ہوتا معلوم دیا۔ اس وعدہ کا جو حصہ آخری منزلوں
کے ساتھ تعلق رکھتا ہے وہ پورا ہونا باقی ہے لفظ نشان یوایل کی عبارت
میں نہیں زمین پر خونریزی اور آتشزدگی اور آسمان میں خوفناک نظارے
اُس دن کا نشان ہونگے۔ آیت ۲۲ کی تشریح بھی دیکھو ؞

۲۰۔ سورج تاریک اور چاند خون ہو جائے گا۔
پیشتر اس سے کہ خداوند کا عظیم اور جلیل دن آئے ؞

خداوند کا دن۔ عہد عتیق کی نبیانہ کتابوں میں یہ ایک مشہور محاورہ ہے
جس سے خداوند کی قدرت جلال اور عظمت کے ظہور کا آئندہ زمانہ مراد ہے
مثلاً دیکھو یسعیاہ ۲:۱۲+ ۱۳:۱۶+ یوئیل ۲:۱+ عاموس ۵:۱۸+ زکریاہ ۱۴:۱
ملاکی ۴:۵۔ نئے عہد نامہ کے محاورہ میں اس سے وہ دن مراد ہے۔ جب
ہمارا خداوند یسوع قدرت اور جلال کے ساتھ اپنے دشمنوں کو سزا دینے اور
اپنی سلطنت کی تکمیل کے لئے آئے گا۔ (۲ پطرس ۳:۱۰) ؞

جلیل۔ عبرانی لفظ کا ٹھیک ترجمہ یہ ہے "خوفناک" لیکن سترون کے ترجمہ
میں جو لفظ استعمال ہوا ہے۔ اُس سے جلیل ہی مراد ہے۔ یا ظہور اور یہ لفظ ہمارے
خداوند کی دوسری آمد کے ظہور کے لئے استعمال ہوتا ہے ؞

۲۱۔ اور یہ ہوگا۔ کہ جو کوئی خداوند کا نام لے گا نجات پائے گا۔

جو کوئی خداوند کا نام لے گا۔ ...... اگرچہ اس وعدہ کا تعلق اُس خاص
خوف اور سزا کے زمانہ سے ہو جس کا ابھی ذکر ہوا (یسعیاہ ۲۶:۹) لیکن اس سے
روح القدس کے سارے زمانہ کے ساتھ تعلق ہے "جو کوئی" خواہ یہودی ہو

خواہ غیر قوم ہو۔ جیسے ۱۷ آیت میں آیا (سارا بشر)۔

"خداوند کا نام لے گا" یعنے یسوع مسیح کے نام سے پکارے گا۔ (فلپیوں ۲: ۹ سے ۱۱) ایمان کے ساتھ۔ التجا کے ساتھ اور عبادت کے طور پر۔ نیز دیکھو ۷: ۵۹ + ۹: ۱۴ و ۲۱ + ۲۲: ۱۶ + ۱ کرنتھی ۱: ۲ + ۲ تمط ۲: ۲۲۔ یہاں یہی محاورہ آتا ہے۔ اور مقابلہ کرو رومی ۱۰: ۱۲ سے ۱۴ جہاں یہی جملہ مسیح کے لئے آتا ہے۔
اب پطرس اپنی تقریر میں یہ کہنا چاہتا ہے۔ کہ یسوع ناصری سرافراز شدہ خداوند ہے۔ نجات کے لئے جس کو پکارنا چاہئے۔

۲۲۔ اے اسرائیلیو یہ باتیں سنو کہ یسوع ناصری ایک شخص تھا جس کا خدا کی طرف سے ہونا تم پر اُن معجزوں اور عجیب کاموں اور نشانوں سے ثابت ہوا۔ جو خدا نے اُس کی معرفت تم میں دکھائے چنانچہ تم آپ ہی جانتے ہو۔

اے اسرائیلیو۔ آیت ۱۴ میں جو محاورہ آیا ہے اُس کی نسبت زیادہ وسیع ہے۔ اس میں یعقوب کی ساری نسل داخل ہے۔ اور اس قوم کی عظمت وشان کی طرف اشارہ ہے۔ صاحب تقریر بڑی ہوشیاری اور دانشمندی اس تقریر میں ظاہر کرتا ہے۔ یسوع ناصری۔ ہمارا خداوند اس نام سے مشہور تھا (متی ۲۱: ۱۱) اور اس نام کے استعمال سے رسول کا یہ منشا بھی ہو کہ ہمارا خداوند کیسی فروتنی اور حقیر حالت سے ایسے سرافراز اور ممتاز درجہ کو پہنچا (آیت ۳۶) چند ہی ہفتے گذرے تھے کہ یہ نام بطور حقارت کے صلیب پر لکھا گیا تھا۔ اب وہی نام جلال کے تخت پر سنہری حروف میں لکھا گیا۔ مقابلہ کرو ۳: ۶ + ۴: ۱۰۔
خدا کی طرف سے ہونا۔ مقابلہ کرو یوحنا ۳: ۲ + ۵: ۳۶ و ۳۷ + ۱۴: ۱۱۔
معجزوں عجیب کاموں اور نشانوں۔ ان تین لفظوں کے ذریعہ ہمارے خداوند کے مختلف اعجازی کام مراد ہیں۔ جن سے ان کی حقیقت ظہور اور مقصد ظاہر ہوتا ہے۔ لفظ معجزوں سے ایسے اعجازی کام مراد ہیں

جن کے ذریعہ خدا کی قدرت کاملہ کا ظہور ہوتا۔ (متی ۱۱: ۲۱ و ۲۳) لفظ عجیب سے ایسے کام مراد ہیں۔ جن سے حیرت اور تعجب پیدا ہو اور خواہ مخواہ انسان کی توجہ اُن کی طرف منعطف ہو (دیکھو آیت ۱۹ + ۷: ۳۶)۔ لفظ نشان سے ان کی اخلاقی اور روحانی غرض ظاہر ہوتی ہے۔ کہ وہ روحانی حقیقتوں کا نشان تھے۔ مقدس یوحنا کی انجیل میں معجزے ہمیشہ نشان کہلاتے ہیں۔ کیونکہ اُن کے ذریعہ آسمانی باتیں ظاہر کی جاتی ہیں۔ اعمال کی کتاب میں یہ دونوں الفاظ عجیب کام اور نشان اکٹھے کئی دفعہ آتے ہیں (۲: ۱۹ و ۲۲ و ۴۳ + ۴: ۳۰ + ۵: ۱۲ + ۶: ۸ + ۷: ۳۶ + ۱۴: ۳) ہمارے خداوند کے معجزے رحم کے کام تھے۔ اور ان کا ہمیشہ ایک روحانی مقصد تھا۔ اس لئے وہ دوسرے دینوں کے معجزوں سے متفرق تھے۔ کیونکہ جس قسم کے معجزوں کا دعوے دیگر ادیان میں آتا ہے۔ وہ تو انسان کی روحانی اور اخلاقی طبیعت کو تحت شان گذرتے ہیں۔ نئے عہد نامے کے عجیب کام اور نشان عموماً شفا اور رحم کے کام تھے۔

تم آپ ہی جانتے ہو۔ رسول کے ذریعہ روح القدس یہودیوں کو قائل کرتا ہے کہ مسیح کے رد کرنے میں اُنہوں نے کیسا گناہ کیا۔ جب کہ اس کے معجزے پایۂ ثبوت کو پہنچ چکے تھے۔ وہ نادانی کا عذر پیش نہ کر سکتے تھے۔ اس لئے اس کے دعاوی کے رد کرنے کا اُن کے پاس کوئی بہانہ نہ تھا (یوحنا ۹: ۳۹ سے ۴۱ + ۱۵: ۲۲ و ۲۴ + ۱۶: ۹) نور اور علم کے خلاف گناہ کا کوئی عذر نہیں ہو سکتا۔

۲۳۔ جب وہ خدا کے مقررہ انتظام اور علم سابق کے موافق پکڑوایا گیا۔ تو تم نے بے شرع لوگوں کے ہاتھ سے اُسے صلیب دلوا کر مار ڈالا۔

وہ۔ یہ تاکید کے لئے آیا ہے۔ جس شخص کی خدا باپ ایسی عزت اور

قدر کرتا ہے۔ اُس کو تم نے بے عزّت کیا۔ اُس کی تحقیر کی اور اُسکو قتل کیا۔

مقررّہ۔ یہی لفظ پھر ۱۰: ۴۲ میں آیا ہے۔ کفارہ کے بارہ میں خدا کی تجویز اور مقصد دُنیا کی پیدائش سے مقرر ہو چکے تھے (مکاشفہ ۱۳: ۸ + ۲ تیمط ۱: ۹)

انتظام۔ مقابلہ کرو ۴: ۲۸ سے + اِس لفظ کے ٹھیک معنی ارادہ یا عظم ہیں عموماً نئے عہد نامہ میں مقدس لوقا نے اس لفظ کو استعمال کیا ہے۔ اسکا پھر کئی دفعہ ذکر آیا ہے۔ دیکھو ۴: ۲۸ + ۵: ۳۸ + ۱۳: ۳۶ + ۲۰: ۲۷ + ۲۷: ۱۲ و ۴۲۔

علم سابق۔ یہ لفظ خاص مقدس پطرس کا ہے۔ اِس کا استعمال ۱پطرس ۱: ۲ میں ہوا ہے۔ خدا باپ کے جس علم سابق نے مسیح کو صلیب پر خدا کے برّہ کی حیثیت میں دیکھا اُسی نے مسیح کے برگزیدوں اور مخلصی یافتوں کو پاک شدہ اور فرمانبردار اور مقدس حالت میں دیکھا۔

جب کبھی خدا کے علم سابق کا ذکر ہوتا ہے تو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ محاورہ نسبتی طور پر مستعمل ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا تو بے زمان ہے جس کے سامنے سارے واقعات زمانہ حال کی طرح کھلے ہوئے ہیں۔

بے شرع لوگوں کے ہاتھ سے۔ ان سے عموماً پنطس پلاطوس اور رومی سپاہی مراد لئے جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ موسوی شریعت کے لحاظ سے بے شرع لوگ تھے یعنی غیر قوم (رومی ۲: ۱۴ + ۱ قرنتی ۹: ۲۱)۔ لیکن اس جملہ سے شرع کے توڑنے والے بھی مراد ہو سکتے ہیں (دیکھو لوقا ۲۲: ۳۷ + ۲ تسلونیقی ۲: ۸ + ۱ تمط ۱: ۹ + ۲ پطرس ۲: ۸)۔

صلیب دلوا کر مار ڈالا۔ یہ خاص لفظ اس آیت میں آیا ہے آیت ۳۶ میں مختلف لفظ ہے۔ دلیری سے پطرس نے سامعین پر الزام لگایا اور مسیح کے قتل کا جرم اُن سے منسوب کیا جسے خدا نے ایسے برملا طور سے عزت بخشی۔

۲۴۔ لیکن خدا نے موت کے بند کھول کر اُسے جلایا۔ کیونکہ ممکن

نہ تھا کہ وہ اُس کے قبضے میں رہتا۔

لیکن خدا نے ..... اُسے جلایا۔ اس ساری تقریر میں پطرس نے اس امر کو ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ خدا نے یسوع مسیح سے کیسا سلوک کیا۔ اور انسانوں نے اس سے کیسا سلوک کیا۔ پھر مقابلہ کرو ۱: ۲۲ کی تفسیر

موت کے بند کھول کر۔ موت کے بند سے دردِ زہ مراد ہے۔ دیکھو متی ۲۴: ۸ + ۱ تسلونیقی ۵: ۳ + یہ لفظ زبور ۱۸: ۵ کے سترون کے ترجمہ سے لیا گیا ہے عبرانی الفاظ کا ترجمہ یہ ہے۔ موت کے جال یا رسّیاں یہ عجب محاورہ ہے موت کے پیدا ہونے کے درد۔ اور ان سے یہ بڑی حقیقت ظاہر ہوتی ہے۔ کہ مسیح کے دُکھ اُس کی قیامت کا پیش خیمہ تھے۔ موت کو گویا جننے کے درد لگے رہے جب تک کہ مردہ جی نہ اُٹھا۔

کیونکہ یہ ممکن نہ تھا..... یعنی الٰہی مقصد اور وعدہ کے لحاظ سے یہ ممکن نہ تھا (آیات ۲۵ سے ۲۸ تک) اور نیز اس لحاظ سے بھی کہ اُس کے کفارہ کے کام کی تکمیل ضرور تھی۔ اگر مسیح خدا کا بیٹا تھا۔ اور اگر اُس کی قربانی مؤثر تھی۔ اور اگر موت پر اُس کی فتح حقیقی تھی تو اُس کی قیامت لازمی امر تھا۔ (رومی ۱: ۴ + ۴: ۲۵ + عبرانی ۲: ۱۴ و ۱۵)۔

۲۵۔ کیونکہ داؤد اُس کے حق میں کہتا ہے کہ
میں خداوند کو ہمیشہ اپنے سامنے دیکھتا رہا۔ کیونکہ وہ میری دہنی طرف ہے۔ تاکہ مجھے جنبش نہ ہو۔

داؤد کہتا ہے۔ یہ آیات زبور ۱۶: ۸ سے ۱۱ کا سترون کے ترجمہ کے مطابق لفظی اقتباس ہیں۔ اس عبارت کے کچھ حصہ کا اقتباس ۱۳: ۳۵ میں پھر ہوا ہے۔ پطرس نے اپنے بیانات کی بنیاد کتاب مقدس پر رکھی۔

دیکھتا رہا۔ یونانی الفاظ کا زور یہ ہے کہ میں برابر خداوند کو اپنے سامنے دیکھتا رہا۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جب تک ہمارا خداوند ابن مین

پر زیادہ خدا باپ کے ساتھ پوری رفاقت اور اس پر بھروسہ رکھتا تھا۔ اُسکی نظر ہمیشہ خدا باپ کی طرف رہی ۔

میری دہنی طرف۔ بطور محافظ اور مددگار کے۔ یونانی لوگ اپنے رفیق کو دہنی طرف بیان کیا کرتے تھے جو ڈھال لے کر اپنے بائیں ہاتھ کے رفیق کی حفاظت کیا کرتا تھا۔ اور عدالت میں وکیل اپنے موکل کے داہنی طرف کھڑا ہؤا کرتا تھا تاکہ اُس کا مقدمہ لڑے۔ عبرانی محاورہ میں اِس سے ایک زبردست مددگار مراد ہے (زبور ۱۰۹: ۳۱ + ۱۱۰: ۵ + ۱۲۱: ۵ + یسعیاہ ۱۲: ۱۳) ۔

۲۶۔ اسی سبب سے میرا دل خوش ہؤا اور میری زبان شاد۔ بلکہ میرا جسم بھی اُمید میں بسا رہے گا۔

میری زبان شاد۔ گویا خوشی کے مارے اُچھلتی ہے۔ عبرانی میں ہے میرا جلال۔ جس سے عموماً مراد ہے۔ میری جان۔ لیکن سترون نے اس کا ترجمہ زبان سے کیا۔ غالباً اس خیال سے کہ اس کا تعلق زبور ۱۰۸: ۱ سے ہے۔ ہمیں یاد ہے کہ ہمارے خداوند نے صلیب دئے جانے کے قریب بھی تعریف کے گیت گائے تھے (متی ۲۶: ۳۰) ۔

اُمید میں بسا رہیگا۔ یعنے اُمید پر اپنا خیمہ لگائے گا۔ موت کے وقت اور قبر میں بھی ہمارے خداوند کی اُمید اُس کے جی اُٹھنے پر لگی رہی۔ اسی اُمید پر اُسکا تکیہ تھا اور ایسی اُمید کبھی شرمندہ نہیں کرتی۔ اگلی آیت میں لفظ اُمید کی تشریح کی گئی ہے ۔

۲۷۔ اس لئے کہ تو میری جان کو عالم ارواح میں نہ چھوڑے گا۔ اور نہ اپنے مقدس کے سڑنے کی نوبت پہنچنے دے گا ۔

عالم ارواح۔ عبرانی میں لفظ شیول آیا ہے جو استقبال کردہ روحوں کا مسکن ہے۔ یعنی غیر مرئی جہاں جہاں مرنے کے بعد روحیں جاتی ہیں۔ یونانی لفظ حادیس کے معنے بھی غیر مرئی ہیں۔ مرنے کے بعد سارے لوگ اِسی عالم میں

جاتے ہیں۔ اگرچہ نیکوں اور بدوں کی حالت میں وہاں بہت فرق ہے ۔

نہ چھوڑے گا۔ ترک نہ کرے گا۔ (متی ۲۷: ۴۶ + ۲ قرنتی ۴: ۹ + عبرانی ۱۳: ۵)

زبور کی عبارت میں **اپنے مقدس** جس عبرانی لفظ کا یہ ترجمہ کیا گیا ہے۔ اُسکے اصلی معنی یہ ہیں "دیندار" "خدا کا محب" یعنی جس کا رشتہ اُس کے ساتھ بذریعہ محبت ہوگیا ہو۔ سترون کے ترجمہ میں اِس لفظ کے معنی ظاہر کرنے کے لئے جو لفظ استعمال کیا گیا اُس کے معنی بھی تقریباً یہی ہیں یعنی دیندار یا ایسا شخص جو نہ صرف پاک اور مقدس ہو بلکہ مذہب کا پابند اور عابد ہو جو حق اور سچائی کے ازلی قوانین کی عزت و توقیر کرے اور اُن پر عمل کرے۔ عبرانی ۷: ۲۶ میں پھر یہ لفظ ہمارے خداوند کی نسبت استعمال ہؤا۔ قدوس یا مقدس کے لئے جو عام لفظ ہے وہ اِس سے متفرق ہے۔ اِس لئے یہ ترجمہ عابد و دیندار۔ اِس قرینہ میں خوب سمجھا جاتا ہے۔ (آیت ۲۵) ۔

۲۸۔ تو نے مجھے زندگی کی راہیں بتائیں۔ تو مجھے اپنے دیدار کے باعث خوشی سے بھر دے گا۔

زندگی کی راہیں۔ سترون کے ترجمہ میں جمع کا لفظ "راہیں" آتا ہے لیکن عبرانی میں واحد کا صیغہ ہے یعنی راہ۔ ہمارے خداوند کی نسبت جب یہ محاورہ آیا تو اُس کے معنی ہونگے ایسی راہ جس کا نتیجہ قیامت ہوگا ۔

تو مجھے اپنے دیدار کے ..... عبرانی کا ٹھیک ترجمہ یہ ہوگا "خوشی سے معموری تیرے چہرے کے ساتھ ہے" یعنی تیرا چہرا دیکھنے سے خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اِس سے وہ لازوال خوشی مراد ہے۔ جس کا حظ جو ہمارا خداوند جی اُٹھنے کے بعد اپنے باپ کے داہنے ہاتھ اُس کی شان میں اب اُٹھا رہا ہے۔ روحانی طور پر مسیح کی قیامتی زندگی اور خدا کے ساتھ خوشی بھری رفاقت جو موت اور گناہ پر مسیح کی فتح پانے سے حاصل ہوتی ہے۔ وہ ابھی زندگی میں مل سکتی ہے (رومیوں ۶: ۴ + ۱۱ + ۲ قرنتی ۳: ۱۸)

۲۹- اے بھائیو- مَیں قوم کے بزرگ داؤد کے حق میں تم سے دلیری کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ وہ مُؤا اور دفن بھی ہؤا اور اُس کی قبر آج تک ہم میں موجود ہے +

اے بھائیو- اِس رسول کے مخاطب کرنے کا طریقہ محبت بھرا ہے اور جوں جوں بولتا جاتا ہے زیادہ محبت بھرے الفاظ استعمال کرتا جاتا ہے (دیکھو آیات ۱۴ و ۲۲) تاکہ سامعین کے دل پر زیادہ اثر کر سکے- اب وہ یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے- کہ جن آیات کا میں نے اقتباس کیا ہے وہ پورے طور سے داؤد پر صادق نہیں آ سکتی- لیکن کامل طور سے "ابن داؤد" یسوع مسیح میں تکمیل پاتی ہیں +

دلیری کے ساتھ- مقابلہ کرو ۴: ۱۳ و ۲۹ و ۳۱ + ۹: ۲۷ و ۲۹ + ۱۳: ۴۶ ؛ ۱۴: ۳ + ۱۸: ۲۶ + ۱۹: ۸ + ۲۶: ۲۶ + اعمال کی کتاب میں اس لفظ کے بار بار آنے سے یہ ثابت ہے کہ وفادار مبشر کے لئے گواہی دینے میں یہ پاکیزہ دلیری ضروری امر ہے اور بُزدل سے بُزدل کو یہ دلیری گواہی دینے کے لئے خدا کے ساتھ رفاقت رکھنے کے ذریعہ مل سکتی ہے- (۱۴: ۳) +

بزرگ داؤد- یہ لفظ نئے عہد نامہ میں پھر ۷: ۸ و ۹ آیات میں اسرائیلی آباؤں کے لئے اور عبرانی ۷: ۴ میں ابراہام کے لئے آیا ہے- اس کے معنی یہ ہیں "قوم کا باپ یا رئیس" اب داؤد کے لئے اس لئے استعمال کیا گیا کیونکہ وہ شاہی خاندان کا سرِ تھا- جس سے مسیح پیدا ہونے کو تھا +

مُؤا اور دفن ہؤا- اِس لئے زبور ۱۶ کے الفاظ کہ وہ عالمِ ارواح میں چھوڑا نہ گیا اور نہ اُس نے سڑنے کی نوبت دیکھی داؤد پر صادق نہیں آ سکتے- بلکہ کسی دُوسرے کی طرف اشارہ کرتے ہیں

اُسکی قبر- داؤد یروشلم کے اُس حصے میں دفن کیا گیا تھا جو داؤد کا شہر کہلاتا تھا (سلاطین ۱-۲: ۱۰ + ۲ سموئیل ۵: ۷ + نحمیاہ ۳: ۱۶) + یوسیفس مؤرخ کا بیان ہے- کہ

داؤد کے مقبرے کو ایک دو دفعہ کھولا- اِس اُمید سے کہ وہاں سے خزانہ ملیگا + بعضوں نے اِس قسم کا گمان کیا تھا- کہ اُس کی قبر میں بہت خزانہ دفن کیا گیا تھا یہ بھی کہتے ہیں کہ داؤد کے خاندان کے مقبرے یروشلیم کے عجائبات میں سے تھے- اس لئے پطرس لوگوں کے سامنے داؤد کی قبر کو اس امر کے ثابت کرنے کے لئے پیش کر سکتا تھا- کہ اُس نے سڑنے کی نوبت دیکھی +

۳۰- پس نبی ہو کر اور یہ جان کر کہ خدا نے مجھ سے قسم کھائی ہے- کہ تیری نسل سے ایک شخص کو تیرے تخت پر بٹھاؤں گا +

نبی ہو کر- یہ لفظ خاص معنی میں یہاں استعمال ہؤا ہے- جس سے ایسا شخص مراد ہے "جس کو آئندہ واقعات کی خبر دینے کے لئے الہام ملا ہو" +

خدا نے مجھ سے قسم کھائی... . یہ حوالہ زبور ۱۳۲: ۱۱ کی طرف ہے- اس کا مقابلہ کرو ۲ سموئیل ۷: ۱۲ + زبور ۸۹: ۳ و ۴ و ۳۵ سے ۳۷ + خدا نے جو وعدے داؤد سے کئے تھے وہ ایک آنے والے ذوالجلال شاہزادے سے متعلق تھے یعنی مسیح سے جو ابن داؤد تھا- (لوقا ۱: ۳۲) +

۳۱- اُس نے پیشینگوئی کے طور پر مسیح کے جی اُٹھنے کا ذکر کیا- کہ نہ وہ عالمِ ارواح میں چھوڑا گیا- نہ اس کے جسم کے سڑنے کی نوبت پہنچی +

پیشینگوئی کے طور پر- یعنی نبیانہ رویت میں آنے کی خبر دی + مسیح کے جی اُٹھنے- مقدس پطرس کی دلیل صریح- قاطع اور زبردست تھی اس کی تشریح یُوں کر سکتے ہیں:-

(الف) زبور ۱۶ کے الفاظ قیامت کے متعلق کسی دوسرے سے علاقہ رکھتے ہیں +

(ب) یہ داؤد پر صادق نہیں آ سکتے کیونکہ اُس نے سڑنے کی نوبت دیکھی +

(ج) یہودی اس امر کو تسلیم کرتے تھے- کہ مسیح بادشاہ داؤد کے خاندان میں سے ہوگا +

(د) اس لئے یہ زبور مسیح سے علاقہ رکھتا ہے +

(۵) یسوع ناصری مردوں میں سے جی اُٹھا۔ اِس لئے وہ موعود مسیح تھا۔

۳۲۔ اِسی یسوع کو خدا نے جلایا۔ جس کے ہم سب گواہ ہیں۔

یہ یسوع۔ یہ تاکیدی الفاظ ہیں جن کا زور یہ ہے "وہ یسوع ناصری جس کا ذکر میں کر رہا ہوں اور جس کو تم نے صلیب دیا"۔

خدا نے جلایا۔ داؤد نے مسیح کے جی اُٹھنے کا ذکر کیا۔ خدا نے یسوع ناصری کو جلا دیا اس لئے وہی مسیح ہے اُسے قبول کرو اور اُسی کی مانو۔ اِس سے بخوبی روشن ہے کہ مسیح کا جی اُٹھنا ایسا واقعہ ہے جس پر باقی ساری باتوں کا دارومدار ہے مقابلہ کرو ۱: ۲۲ کی تفسیر۔

جس کے ہم سب گواہ ہیں۔ دیکھو ۱: ۸ و ۲۲ وہ مسیح کے جی اُٹھنے کے واقعہ کو چشم دید واقعہ کے طور پر بتا سکتے تھے اور اِس واقعہ کا وہ پورا ثبوت دے سکتے تھے (۱۰: ۴۰) وہ اگر ضرورت ہو تو وہ اپنے بیان کی تصدیق میں جانیں دینے کو بھی تیار رہتے تھے۔

۳۳۔ پس خدا کے دہنے ہاتھ سے سربلند ہو کر اور باپ سے وہ رُوح القدس حاصل کر کے جس کا وعدہ کیا گیا تھا اُس نے یہ نازل کیا جو تم دیکھتے اور سُنتے ہو۔

خدا کے دہنے ہاتھ سے سربلند ہو کر۔ مسیح کی قیامت سے اُس کا صعود یا سرافرازی کا واقعہ ہوا ہمارے ترجمہ کے مطابق ہمارے خداوند کا صعود خدا کے دہنے ہاتھ کے ذریعہ ہوا۔ البتہ یہ ترجمہ بھی ہو سکتا ہے کہ "وہ خدا کے دہنے ہاتھ سربلند ہوا" جس سے یہ مراد ہے کہ وہ کس طرف بیٹھا ہے۔ عبرانی میں داہنا ہاتھ عزت اور قدرت کی جگہ ہے۔ یہی محاورہ پھر ۵: ۳۱ میں آتا ہے۔ اور وہاں بھی یہ دونوں معنی ہو سکتے ہیں۔

حاصل کر کے۔ دیکھو یوحنا ۱۴: ۱۶ و ۲۶ + ۱۵: ۲۶ + اعمال ۱: ۴۔

یہ۔ یعنی یہ روح القدس۔ یا یہ قوت اور طاقت کا ظہور۔ جو کچھ وہ دیکھ اور سُن

رہے تھے اُس کا سبب کوئی نہ بتا سکتا تھا۔ سوائے اِس کے کہ سرافراز شدہ مسیح نے یہ سب کچھ کیا۔ اِس فوق العادت نظارہ کی تشریح پطرس کے بیانات سے ہو سکتی تھی اور کسی طرح سے نہیں۔ اب وہ کتاب مقدس سے یہ ثابت کرنا چاہتا ہے۔ کہ جس سرافراز شدہ مسیح کا اُس نے ذکر کیا اُسی کی خبر پہلے سے دیگئی تھی نازل کیا۔ دیکھو آیت ۱۷۔ یوں یوایل کی نبوت پوری ہوئی۔

۳۴۔ کیونکہ داؤد تو آسمان پر نہیں چڑھا۔ لیکن وہ خود کہتا ہے کہ

خداوند نے میرے خداوند سے کہا

میری دہنی طرف بیٹھ۔

داؤد تو آسمان پر نہیں چڑھا۔ اگرچہ داؤد بڑا بزرگ تھا۔ پھر بھی وہ نہ تو مُردوں میں سے جی اُٹھا اور نہ آسمان پر چڑھا۔ لیکن پیشین گوئی کے طور پر ایک ایسے شخص کا ذکر کیا جو جی اُٹھے گا اور آسمان پر چڑھے گا۔ ہندوستان میں اِس دلیل کی طرف خاص توجہ درکار ہے۔ کیونکہ یہاں ہزاروں متوفی رشیوں اور بہادروں کو الٰہی عزت دی جاتی اور اُن کو دیوتا سمجھا جاتا ہے۔ دُنیا کے سارے مذاہب میں سے صرف مسیحی دین ہی ایک ایسا ہے جس میں ایک جی اُٹھے۔ زندہ اور سرافراز شدہ نجات دہندہ کا ذکر آتا ہے۔ اِسی لئے اِس میں روحانی نتائج پیدا ہوتے ہیں۔

وہ خود کہتا ہے۔ زبور ۱۱۰: ۱۔ یہ حوالہ لفظ بلفظ ستروں کے ترجمہ سے لیا گیا ہے۔ کچھ عرصہ پہلے ہمارے خداوند نے فریسیوں کی تردید میں یہ حوالہ دیا تھا۔ (متی ۲۲: ۴۴) اور پطرس کے بعض سامعین کو غالباً وہ واقعہ یاد ہوگا۔ اِس آیت کا حوالہ پھر ۱ قرنتی ۱۵: ۲۵ + عبرانی ۱: ۱۳ + ۱۰: ۱۳ میں آتا ہے۔

میرے خداوند۔ داؤد نے رُوح میں کلام کرتے ہوئے مسیح کو اپنا مالک اور حاکم تسلیم کیا۔

میری دہنی طرف بیٹھ۔ یہاں مسیح کی سرافرازی کا صریح ذکر ہے۔ دہنے ہاتھ کے لئے دیکھو آیت ۳۳ کی تشریح۔ اِس جملے سے یہ مراد ہے۔ الٰہی تخت اور

حکومت اور قدرت میں شریک ہونا +

۳۵- جب تک میں تیرے دشمنوں کو تیرے پاؤں تلے کی چوکی نہ کردوں +

پاؤں تلے کی چوکی - سرنگوں دشمن کی گردن پر پاؤں رکھنا کامل فتح کا نشان تھا- دیکھو یشوع ۱۰: ۲۴ + ۱ سموئیل ۱۷: ۵۱ + مقابلہ کرو افرنتی ۱۵ سے ۲۷ +

۳۶- پس اسرائیل کا سارا گھرانا یقین جان لے کہ خدا نے اسی یسوع کو جسے تم نے صلیب دی- خداوند بھی کیا اور مسیح بھی +

یقین جان لے - یونانی میں یہ لفظ بڑی تاکید کا ہے- نئے عہد نامہ میں دو دفعہ پھر یہ لفظ استعمال ہوا ہے (مرقس ۱۴: ۴۴ + اعمال ۱۶: ۲۳) پورے یقین کی بات ہے اور کوئی اس میں شک نہ کرے +

خداوند بھی کیا اور مسیح بھی "خداوند" جس پیشین گوئی کا ذکر ۳۴ آیت میں آیا ہے- اس کے مطابق یہ داؤد کا بیٹا آسمانی تخت پر متمکن اور قدرت کاملہ کا عصا ہاتھ میں لئے ہوتے ہے اور "مسیح" جس کا ذکر آیت ۳۱ میں ہوا اپنا کاہنی اور شاہی منصبی کام سرانجام دینے کے لئے زندہ ہے +

یسوع کو جسے تم نے صلیب دی - اصل زبان میں اس جگہ اس آیت کا مقابلہ بخوبی ظاہر کیا گیا کہ باپ نے یسوع مسیح کی کیسی عزت کی اور انہوں نے اس کی کیسی بے عزتی کی- اس کی تصریح یوں ہو سکتی ہے- اس لئے پورے اور کامل یقین کے ساتھ اسرائیل کا سارا گھرانا جان لے کہ خدا نے اسی کو خداوند بھی اور مسیح بھی مقرر کیا- اسے میں کہتا ہوں اسی یسوع کو جسے تم جیسے شریر گنہگاروں نے کمال ذلت کی صلیب پر مصلوب کیا- رسول نے اپنے وعظ میں ان کے گناہ کو ان کے سامنے کھول کر رکھ دیا اور ظاہر کیا کہ جسے تم نے ایسا بے عزت کیا اسی کو قدرت اور اختیارات حاصل ہیں اور انکو اسکے

کا دی سزا دے سکتا ہے- یہ آخری الفاظ تیر کی طرح ان کے دلوں میں جا گھسے "تم نے صلیب دی" بقول بنگل (BENGEL) ان لفظوں کی دم میں ڈنک ہے +

۳۷ سے ۴۷- پہلے مسیحی

۳۷- جب انہوں نے یہ سنا تو ان کے دلوں پر چوٹ لگی اور پطرس اور باقی رسولوں سے کہا کہ اے بھائیو ہم کیا کریں؟

ان کے دلوں پر چوٹ لگی - یہ عجیب لفظ نئے عہد نامہ میں صرف اسی جگہ آیا ہے- اس سے تیز ڈنک سے چھید نا مراد ہے- اور اس امر کو ظاہر کرتے ہیں کہ رسول کے الفاظ سے ان کے دلوں میں کیسا رنج پیدا ہوا- یسوع مسیح کے صلیب دینے میں اپنے قصور کو محسوس کر کے ان کے دلوں میں سخت ڈنک کی درد پیدا ہوئی- یوں روح القدس نجات دہندہ کے وعدہ کو پورا کرے گا "وہ آکر دنیا کو گناہ ... کے بارہ میں قصوروار ٹھیرائے گا (یوحنا ۱۶: ۸ و ۹) اس قسم کی دلشکستگی اور گناہ کی قائلیت دل کی تبدیلی کا باعث ہوتی ہے +

ہم کیا کریں - مقابلہ کرو ۱۶: ۳۰ سے- جب انسان کا ضمیر جاگ اٹھتا ہے اور دل قائل ہو جاتا ہے تو آدمی نجات کی راہ کی تلاش کرتا ہے- رو کئے گئے- مسیح کے سامنے جو قدرت کے تخت پر بیٹھا ہے- گنہگار کی حالت سخت خطرہ میں ہے +

۳۸- پطرس نے ان سے کہا کہ توبہ کرو- اور تم میں سے ہر ایک اپنے گناہوں کی معافی کے لئے یسوع مسیح کے نام پر بپتسمہ لے- تو تم روح القدس انعام میں پاؤ گے +

توبہ کرو - یہ انجیل کا پہلا لفظ ہے (متی ۳: ۱ و ۲ + ۴: ۱۷) توبہ میں دل اور ارادہ کی تبدیلی ہو جاتی ہے جس میں چال چلن کی تبدیلی بھی داخل ہے- یعنی گناہ کے متعلق اس لئے عملی طور پر توبہ سے یہ مراد ہے کہ گناہ کو ترک کریں اور خاکساری کے ساتھ خدا کی طرف پھریں- اس کے ساتھ ہی یسوع مسیح پر خالص

ایمان لانا چاہیئے۔ اور نجات کی خاطر خوشی سے اُس کے کفارہ بخش کام کو قبول کرنا چاہیئے۔ یا مختصر طور سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ توبہ سے یہ مراد ہے کہ گناہ کو اُتار پھینکیں اور ایمان سے یہ مراد ہے کہ مسیح کو مضبوط طور پر پکڑ لیں۔ انجیل کے یہی دو بڑے تقاضے ہیں (مرقس ۱: ۱۵ + لوقا ۲۴: ۴۷ + اعمال ۲۰: ۲۱) +

اس کتاب میں توبہ پر بہت زور دیا گیا ہے۔ (۳: ۱۹ + ۵: ۳۱ + ۸: ۲۲ + ۱۱: ۱۸ + ۱۳: ۲۴ + ۱۷: ۳۰ + ۱۹: ۴ + ۲۰: ۲۱ + ۲۶: ۲۰) +

یہاں جو فعل استعمال ہوا ہے اُس کا زور یہ ہے۔ کہ فوراً پورے طور سے گناہ ترک کیا جائے۔ ان یہودیوں کے لئے جو مسیحی ہو گئے پہلی بات یہ تھی کہ مسیح کے رد کرنے کے گناہ کو ترک کریں اور توبہ کر کے ایمان کے ساتھ اس کی طرف رجوع لائیں

یسوع مسیح کے نام پر بپتسمہ لے۔ مقابلہ کرو ۸: ۱۶ + ۱۹: ۴ و ۵ انہیں بپتسمہ پانا تھا جو اس امر کا نشان تھا کہ اُنہوں نے یسوع مسیح کو اپنا نجات دہندہ اور خداوند تسلیم کر لیا ہے۔ توبہ یا گناہ کو ترک کرنا مسیح کے پورے طور سے قبول کرنے کے ساتھ یہی لازمی ہے۔ اور بپتسمہ بجانب اللہ مقرر شدہ ساکرمنٹ ہے جس کے ذریعہ ایسے ایمان کا برملا اظہار کیا جاتا ہے (متی ۲۸: ۱۹ و ۲۰ + مرقس ۱۶: ۱۵ و ۱۶) ہمارے خداوند کے فرمان کے مطابق بپتسمہ مقدس ثالوث کے نام میں دیا جاتا ہے۔ لیکن یہاں زور اس امر پر دیا گیا ہے کہ مسیح کو نجات دہندہ اور خداوند تسلیم کیا جائے۔ اس لئے خاص کر اس کا ذکر آتا ہے کہ "یسوع مسیح کے نام" میں بپتسمہ دیا جائے۔ نئے عہدنامہ میں عموماً یہی محاورہ مستعمل ہوا ہے (اعمال ۸: ۱۲ + ۱۰: ۴۸ + ۱۹: ۵ + رومی ۶: ۳ + گلتیوں ۳: ۲۷ + بمقابلہ ا قرنتھی ۱: ۱۳ و ۱۴) + واٹرلینڈ صاحب نے خوب کہا ہے کہ "اس کے معنی یہ ہیں کہ رسولوں نے مسیح کے ایمان اور دین میں اس طریقہ اور دستور کے مطابق بپتسمہ دیا جو خود ہمارے خداوند نے بتایا تھا۔

اپنے گناہوں کی معافی کے لئے۔ اس سے یہ تو مراد نہیں کہ گناہوں کی اس ظاہری رسم کے ساتھ وابستہ ہے۔ بلکہ یہ مراد ہے کہ بپتسمہ ایماندار شخص کے

لئے ایک نشان یا مہر گناہوں کی معافی حاصل کرنے کی ہے جو مسیح میں ایمان لانے والے کو ملتی ہے۔ انگریزی کلیسیا کے ستائیسویں مسئلہ میں مذکور ہے "جو وعدے خدا نے اس باب میں کئے ہیں کہ ہم گناہوں کی مغفرت پائیں اور روح القدس کے وسیلے سے اُس کے لئے پالک فرزند بنیں" ان پر ظاہراً گویا دستخط اور مہر ہو جاتی ہے"۔

تو تم روح القدس انعام میں پاؤ گے۔ گناہ سے ترک کرنا اور ایمان کی فرمانبرداری کے ذریعہ مسیح کو قبول کرنا اس بخشش کی انعام کے لئے راہ کھول دیتا ہے (۵: ۳۲ + یوحنا ۷: ۳۷ سے ۳۹)

روح القدس کا بپتسمہ رسولوں یا چند برگزیدوں ہی کے لئے مخصوص نہ تھا بلکہ سارے ایمانداروں اور فرمانبردار بچوں سے اس کا وعدہ ہے۔ یہ نہ صرف پہلے شاگردوں کے لئے تھا بلکہ ہمارے لئے بھی۔ دیکھو اگلی آیت +

انعام یا صفت۔ انعام اعمال کی کتاب میں یہ لفظ خصوصاً روح القدس کے لئے آیا ہے۔ (۸: ۲۰ + ۱۰: ۴۵ + ۱۱: ۱۷ + نیز مقابلہ کرو یوحنا ۴: ۱۰ + عبرانی ۶: ۴)

۳۹۔ اس لئے کہ یہ وعدہ تم اور تمہاری اولاد اور اُن سب دور کے لوگوں سے بھی ہے جن کو خداوند ہمارا خدا اپنے پاس بلائیگا +

یہ وعدہ تم ... یعنی روح القدس کا وعدہ تمہارے لئے تھا بشرطیکہ تم خدا کا حکم مانو۔ انجیل کے پیش کرنے اور اس کے حقوق کے بارہ میں ہمیشہ یہ ترتیب ملحوظ رکھی گئی ہے "پہلے یہودی پھر یونانی کے واسطے" (رومیوں ۱: ۱۶) +

تمہاری اولاد۔ یعنی تمہاری نسل جو آنے والی ہے (پیدائش ۱۷: ۷) اس سے یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ نئے عہد کے جو وعدے ہیں اُن میں ایمانداروں کے بچے بھی شامل ہیں +

ان سب دور کے لوگوں سے بھی۔ اکثر اس سے منتشر یہودی مراد لی جاتی ہے جو دور دور ملکوں میں پراگندہ تھے۔ اور اس کی تائید میں یہ کہا

جاتا ہے۔ کہ مقدس پطرس نے اب تک غیر قوموں کی نسبت خدا کے ارادے کو پورے طور سے نہ سمجھا تھا۔ خدا کے اس وسیع رحم کو سمجھنے کے لئے دس باب کی رویت کی ضرورت تھی۔ تو بھی ہم کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ مسیح کا حکم یہ تھا کہ "ساری قوموں" میں انجیل سنائی جائے۔ (متی ۲۸ : ۱۹ + مرقس ۱۶ : ۱۵ + اعمال ۱ : ۸)

اس لئے یہ خیال کرنا درست نہیں کہ رسول کے ان الفاظ میں غیر اقوام داخل نہیں۔ چونکہ وہ روح القدس کی تحریک سے کلام کر رہا تھا۔ اس لئے اگرچہ وہ خود بھی ان کا مطلب نہ سمجھتا ہو تو بھی اُن کے زیادہ وسیع معنی ہونگے۔

اپنے پاس بلائے گا۔ یعنی انجیل کی منادی اور اُس کے فضل کی مؤثر بلاہٹ کے ذریعہ۔

۴۰۔ اور اُس نے اور بہت سی باتیں جتا جتا کر اُنہیں یہ نصیحت کی کہ اپنے آپ کو اس ٹیڑھی قوم سے بچاؤ۔

بہت سی باتیں۔ یہاں مقدس پطرس کی طرف خاص خاص نصیحتیں مندرج ہیں۔ اُس نے اور بھی بہت کچھ کیا ہوگا۔

جتا جتا کر۔ ۱ : ۸ کی تفسیر دیکھو۔ جس لفظ کا یہ ترجمہ ہے اُس کے معنی "پوری اور کامل شہادت" ہے۔ یہ لفظ پھر ۸ : ۲۵ + ۱۰ : ۴۲ + ۸ : ۵ + ۲۰ : ۲۱ و ۲۳ و ۲۴ + ۲۳ : ۱۱ + ۲۸ : ۲۳ میں آتا ہے۔

نصیحت کی۔ یا نصیحت کرتا رہا۔ خاص شہادت دینے کے بعد اُس نے بہت ساری نصیحت کی۔

ٹیڑھی قوم۔ یہ لفظ لوقا ۳ : ۵ + فلپیوں ۲ : ۱۵ + ۱ پطرس ۲ : ۱۸ میں بھی آیا ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جنہوں نے نئی پیدائش حاصل نہیں کی وہ خدا کی نظر میں "ٹیڑھے" اور ناراست لوگ ہیں۔ کیونکہ وہ گناہ کے ذریعہ راہِ راست سے بھٹک گئے ہیں۔

۴۱۔ پس جن لوگوں نے اُس کا کلام قبول کیا۔ اُنہوں نے بپتسمہ لیا۔ اور اُسی روز تین ہزار آدمیوں کے قریب اُن میں مل گئے۔

جن لوگوں نے ۔ ۔ ۔ یہاں اِس امر کی طرف اشارہ ہے کہ ان ساری جنہوں کے مقابلہ جنہوں نے قبول کیا بپتسمہ لیا۔ یہ مسیح کے عین حکم کے مطابق تھا (متی ۲۸ : ۱۹)۔ علماء کے درمیان بڑا مباحثہ اِس کے بارہ میں ہوتا چلا آیا ہے۔ کہ پینتکوست کے روز بپتسمہ کس طرح سے دیا گیا تھا۔ ایک فریق کا تو یہ دعوےٰ ہے کہ چونکہ بپتسمہ پانے والوں کا شمار بہت زیادہ تھا ۔ ۔ یروشلم میں پانی کی قلت تھی۔ اِس لئے غوطہ کے ذریعہ بپتسمہ نہ دیا گیا ہوگا۔ دوسرا فریق یہ کہتا ہے۔ کہ پانی کی قلت کی جو مشکل پیش کی جاتی ہے وہ لاینحل نہیں اور ایسے موقعہ پر جائز طریقہ سے یا مستند طریقہ سے ضرور بپتسمہ دیا گیا ہوگا۔ اِس قرینہ میں ہم اپنی لاعلمی کا اقرار کرتے ہیں۔ ہم کو معلوم نہیں کہ پنتی کوسٹ کے روز کس طریقہ سے بپتسمہ دیا گیا ہوگا۔ البتہ اتنا کہے بغیر ہم نہیں رہ سکتے۔ کہ یونانی لفظ بپتسمہ کے معنی کتاب مقدس میں ہمیشہ غوطہ دینا نہیں۔ مثلاً یہ لفظ مرقس ۷ : ۴ + لوقا ۱۱ : ۳۸ میں جو ٹھوں پر پانی ڈالنے کے لئے مُستعمل ہوا ہے۔ اور ۱ کرنتھی ۱۰ : ۱ و ۲ میں اسرائیلیوں کے لال سمندر میں سے گذرنے کے لئے اور اعمال ۱ : ۸ میں رُوح القدس کے نازل ہونے کے لئے۔ البتہ جیسے چرچ آف انگلینڈ کی تعلیم ہے۔ ہم یہ مانتے ہیں کہ غوطہ کے ذریعہ بپتسمہ دینا ایماندار کی رُوحانی قیامت کا زیادہ بہتر نشان ہے (رومیوں ۶ : ۴ سے ۸ + کلسیوں ۲ : ۱۲)+ ہم یہ تو نہیں مان سکتے کہ غوطہ کے بغیر جو بپتسمہ ہو وہ بپتسمہ ہی نہیں ہو سکتا۔ اِس عبارت سے اُن لوگوں کی تائید نہیں ہوتی جو ہندوستان میں چھپے مسیحی بنا چاہتے۔ تاکہ ظاہری تکلیفات سے بچیں اور بپتسمہ کے ذریعہ مسیح کا اقرار کرنے سے اجتناب کریں اور خدا کی مقرر کردہ رسم کی کم قدری کریں۔

تین ہزار آدمیوں ۔ ۔ ۔ ۔ یا جانوں (مقابلہ کرو ۲۷ : ۳۷ + ۱ پطرس ۳ : ۲۰) یُوں پہلے پھل اِس پہلے پھلوں کی عید کے موقعہ پر جمع کئے گئے اور خداوند

کے آگے نذر چڑھے۔ (دیکھو پہلی آیت کی تشریح)

۴۲ اور یہ رسولوں سے تعلیم پانے اور رفاقت رکھنے میں اور روٹی توڑنے اور دعا مانگنے میں مشغول رہے ٭

رسولوں سے تعلیم۔ یعنی رسولوں نے جو تعلیم ان نومریدوں کو دی۔ اور یہ مسیح کے خاص حکم کے مطابق تھا (متی ۲۸: ۱۹ و ۲۰) ان نومریدوں کو نجات دہندہ کے متعلق بہت کچھ سیکھنا تھا۔ مثلاً اس کی زندگی۔ اس کے کام۔ اس کی موت اور اس کی تعلیم کے بارہ میں۔ اور خداوند نے اپنے رسولوں کو اس کام کے لئے خاص طور پر تیار کیا تھا۔ نوبپتسمہ یافتہ شخص کی تعلیم مشنری کام کا بڑا اہم جزو ہے اور اس قسم کی تعلیم اور روحانی مدد کے بغیر ایسے نومرید اکثر اپنی پہلی حالت میں جا گرتے ہیں ٭

رفاقت رکھنے۔ اس کا تعلق بھی رسولوں کے ساتھ معلوم ہوتا ہے۔ یعنی انہیں سے تعلیم پاتے اور انہیں کے ساتھ رفاقت رکھتے تھے۔ لیکن حاشیہ میں جو ترجمہ دیا گیا ہے وہ بہتر ہے۔ کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ رفاقت رکھتے تھے جس میں رسول بھی شریک تھے۔ یہ لفظ بہت وسیع ہے۔ نہ صرف دوستانہ میل ملاپ کے لئے یہ استعمال ہوتا ہے۔ بلکہ روحانی برکتوں میں شریک ہونے اور دنیاوی مال و متاع کی تقسیم و شراکت کے لئے بھی۔ مابعد آیات سے اس لفظ کے معنوں کی اور بھی توضیح ہو جاتی ہے ٭

روٹی توڑنے۔ یہی محاورہ لوقا ۲۴: ۳۵ میں بھی آیا ہے۔ جہاں عماؤس میں شام کے کھانے کی طرف اشارہ ہے۔ شاید کوئی خاص نشان بھی ہو جو اس کھانے کے وقت مستعمل ہوا۔ دیکھو آیت ۴۶۔ مقابلہ کرو متی ۲۶: ۲۶ + مرقس ۱۴: ۲۲ + لوقا ۲۲: ۱۹ + اس دستور کا پھر ذکر اعمال ۲: ۴۶ + ۲۰: ۷، ۱۱ میں آیا ہے کلیسیا کے طفولیت ایام میں اور سارے رسولی زمانہ میں مسیحیوں کے شام کے کھانے کے ساتھ عشائے ربانی کی رسم یا روٹی توڑنے کی رسم ادا ہوتی تھی۔

اس شام کے کھانے اور عشائے ربانی کو "آگیپا" یا "پریم بھوجن" کہتے تھے۔ یہاں اسی روٹی توڑنے کی رسم شام کے عام کھانے کے بعد یادگار کے طور پر عمل میں آتی تھی ٭

اور دعا مانگنے۔ بعضوں نے یہ سمجھا ہے کہ مسیحی جماعتوں کی متفقہ دعا کی طرف اشارہ ہے۔ جس میں معمولی مزامیر اور یہودی دعائیں معہ چند نئی مسیحی دعاؤں کے شامل تھیں (مثلاً خداوند کی دعا) جن لوگوں کی یہ رائے ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہاں تحریری نماز کا آغاز ہے۔ لیکن دوسرے لوگوں کی رائے ہے کہ یہاں معمولی ہیکل کی نماز کا ذکر ہے (آیت ۴۶) جس میں وہ بھی ابتک شریک ہوا کرتے تھے (۳: ۱) لیکن ہماری سمجھ میں صرف اس کے اتنے ہی معنی ہیں کہ وہ دعا مانگنے میں مشغول رہے ٭

۴۳- اور ہر شخص پر خوف چھا گیا۔ اور بہت سے عجیب کام اور نشان رسولوں کے ذریعے سے ظاہر ہوتے تھے ٭

ہر شخص پر خوف چھا گیا۔ دیکھو آیت ۵: ۱۱ + ۱۹: ۱۷ + پنتیکوست کے عجیب نظارہ اور اس قدر لوگوں کے مسیحی ہو جانے سے سارے لوگوں پر خوف چھا گیا۔ اور اس کے بعد کے واقعات سے اس خوف میں اور بھی ترقی ہو گئی ٭

عجیب کام اور نشان۔ دیکھو آیت ۲۲ + یہاں معجزوں کی طرف اشارہ ہے ٭

۴۴- اور جو ایمان لائے تھے وہ سب ایک جگہ رہتے تھے۔ اور ساری چیزوں میں شریک تھے ٭

جو ایمان لائے تھے۔ لفظ جو پر زور ہے یعنی سب جو۔ دیکھو آیت ۱ کی تشریح۔ اس جماعت کی خاص صفت مسیح پر ایمان لانا تھا ٭

ایک جگہ رہتے۔ آیت ۱ کو دیکھو۔ غالباً ان تین ہزار میں سے بعض دور ملکوں کے باشندے تھے اور پنتیکوست کی عید کے بعد اپنے اپنے وطن کو چلے گئے۔ جو ایماندار یروشلم میں باقی رہے وہ سب بڑے اتفاق اور پیار

سے رہتے تھے +

ساری چیزوں میں شریک تھے۔ دیکھو ۴ : ۳۲ سے ۳۵ + یہ شراکت اختیاری طریقہ کی تھی۔ ۵ : ۴ + ۱۲ : ۱۲ + اِن بھائیوں کی روزمرہ زندگی محبت اور ہمدردی سے گذرتی۔ اگرچہ بھائیوں کی ایسی حالت سُن کر دل میں پانی بھر آتا ہے۔ تو بھی ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ سارے زمانوں کے لئے ایسا دستور لازمی ٹھیرایا گیا تھا۔ کیونکہ دُوسری جگہ کی کلیسیاؤں میں اِس کے رواج کا ذکر نہیں آتا +

۴۵۔ اور اپنی جائداد اور اسباب بیچ بیچ کر ہر ایک کی ضرورت کے موافق سب کو بانٹ دیا کرتے تھے +

بیچ بیچ کر ... بانٹ دیا کرتے تھے یعنی حسب ضرورت وہ ایسا کرتے تھے +

جائداد۔ اِس لفظ سے ایسی جائداد مراد ہے جس کو غیر منقولہ کہتے ہیں جیسے گھر زمین وغیرہ یہ لفظ نئے عہدنامہ میں صرف تین دفعہ آیا ہے۔ (ا) دولتمند حاکم کے لئے جو اپنی جائداد بیچنا نہیں چاہتا تھا۔ متی ۱۹ : ۲۲ + مرقس ۱۰ : ۲۲ (ب) پنتِکوست کے مسیحیوں کے لئے جو خوشی سے اپنے مال و متاع کو دوسروں کی خاطر بیچ رہے تھے + (ج) جھوٹے مسیحیوں کے بارہ میں جو اپنے مال و متاع سے خوشی کے ساتھ جدا ہونا نہ چاہتے تھے۔ اعمال ۵ : ۱ +

اسباب یعنی منقولہ اسباب۔ یہ لفظ پھر عبرانی ۱۰ : ۳۴ میں ایک اعلیٰ اسباب کے لئے آیا ہے جس کی خاطر سے مسیحی دُنیاوی مال و متاع کو خوشی سے ترک کرتے ہیں +

ہر ایک کی ضرورت کے موافق۔ اِس سے ظاہر ہے کہ یہ فروختگی وقتاً فوقتاً جب ضرورت ہوتی تھی +

جمع ہؤا کرتے۔ دیکھو ۱ : ۱۴ + ۲ : ۴۲ +

ایک دِل ہو کر۔ دیکھو ۱ : ۱۴ +

ہیکل میں۔ یعنی یہودی نماز کے اوقات پر (۳ : ۱) ان کے اُستاد نے یہ دعوےٰ کیا تھا کہ یہ میرے باپ کا گھر ہے۔ (یوحنا ۲ : ۱۶) اور اکثر وہاں دُعا اور تعلیم کے لئے جایا کرتا تھا۔ اِس لئے یہ جائے تعجب نہیں کہ اِس کے شاگرد بھی ایسا ہی کرتے رہے کیونکہ کوئی خاص ممانعت نہ تھی۔ بحیثیت یہودی ہونے کے اُن کی ساری اُمیدیں اِس ہیکل پر لگی ہوئی تھیں۔ اور وہاں اُنکو دوسروں کے سامنے انجیل پیش کرنے کا بہت اچھا موقعہ تھا۔ (۵ : ۱۹ سے ۲۱) اس کے لئے خاص الٰہی ہدایت کی ضرورت تھی کہ مسیحی دین یہودیت سے علیحدہ ہو جائے۔ یہاں لوقا کی انجیل کے ساتھ اُس کا تعلق ہے۔ (لوقا ۲۴ : ۵۳) +

گھروں میں روٹی توڑتے۔ یہاں اُسی پریم بھوجن کی طرف اشارہ ہے (آیت ۴۲)۔ یہ ہیکل میں نہیں بلکہ ان کے اپنے گھروں میں تھا جہاں وہ اس مشترکہ کھانے کے لئے جمع ہؤا کرتے تھے +

کھانا کھایا کرتے۔ عشائے ربانی اس کا ایک جزو تھا +

خوشی۔ دیکھو آیت ۲۶۔ خدا کی نجات کی خوشی سے اُنکے دل بھر گئے تھے +

سادہ دلی۔ یہ لفظ صرف اِسی جگہ آیا ہے۔ اِس میں حقیقی سادگی کی طرف اشارہ ہے۔ بالکل ہموار سطح جس پر کوئی روڑہ پتھر نہ ہو یعنی جس میں کسی طرح کے شک شکوک اور خود غرضی کے کنکر پتھر نہ ہوں +

۴۷۔ اور خدا کی حمد کرتے اور سب لوگوں کو عزیز تھے۔ اور جو

دیکھو دیباچہ ۶:۹ + یہ محاورہ مقدس لوقا کا ہے۔ لوقا ۱۲: ۱۳ و ۲۰ + ۱۹: ۱۱
اعمال ۳: ۸ و ۹) +

عزیز یعنی اپنے ایمان اور چین کے باعث۔ مابعد کی مخالفت کی وجہ
کی خود غرضی تھی۔ (۴: ۱ و ۲) ہر ایک راستکار آدمی دینداری کی عزت کرتا ہے
اور خاصکر ہندوستان میں +

خداوند یعنی مسیح جو آسمان پر سرفراز ہو گیا تھا۔ (آیت ۳۶)
اُن میں ملاتا تھا۔ دیکھو آیت ۴۱ و ۴۴ + مسیحی جماعت کی یگانگت کا بیان
اظہار ہے۔ سب ایماندار ایک دل اور ایک جان تھے اور خداوند اُن کے
شمار میں ترقی کرتا جاتا تھا +

ہر روز۔ دیکھو آیت ۴۶ + جیسے وہ اپنا فرض روز بروز ادا کرتے تھے خدا
روز بروز اُن کی بڑھتی کرتا تھا +

جو نجات پاتے تھے۔ نجات ایک مسلسل فعل ہے۔ ایماندار کے راستباز
ٹھیرنے کے لحاظ سے نجات ایمان لاتے ہی مل جاتی ہے۔ (افسیوں ۲: ۵)
بلحاظ جلال حاصل کرنے کے یہ ایک آئندہ حالت ہے۔ جو خداوند کی دوسری
آمد کے وقت ہم کو حاصل ہوگی۔ (فلپیوں ۳: ۲۰ و ۲۱ + ۱ پطرس ۱: ۵)۔ اور
پاکیزگی کے لحاظ سے یہ اس وقت بتدریج ہم کو حاصل ہوتی جاتی ہے +

دوسرے باب کی تعلیم

اوّل۔ بڑے حصے (۱) مسیح کے گواہوں کو قوت کا لباس ملا۔ آیات ۱ سے ۱۳۔
(۲) شہادت کے لئے دلیر ہو گئے ،، ۱۴ سے ۳۶۔
(۳) کلام کے نتیجے سے [illegible] بڑھ گیا ۳۷ سے ۴۷
دوم۔ خاص مضامین۔ (ا) بشارتی وعظوں کا نمونہ (۱) سراسر کتاب مقدس پر مبنی ہے

آیات ۱۶ سے ۲۱ تا ۲۵ سے ۲۸ + ۳۴ و ۳۵
(۲) کہ یسوع ہی مسیح نجات دہندہ اور خداوند ہے

مسیح کی عزت	آیت ۲۲
مسیح مصلوب	۲۳ و ۳۶
مسیح جی اُٹھا	۲۴ سے ۳۲
مسیح سرفراز ہوا	۳۳ سے ۳۶

(۳) سامعین کے گناہ کے لئے اُن کو ملامت
کرتا ہے۔ ۲۲ و ۲۳ و ۳۶ +
(۴) لوگوں کے دل قائل ہو جاتے ہیں ۳۷
(۵) تاکید کی جاتی ہے کہ فوراً فیصلہ کریں
۲۱ و ۳۸ سے ۴۰ +

(ب) سچے اور حقیقی مریدوں کے لئے نمونہ
(۱) ان کے دل چھد گئے۔ آیت ۳۷۔ قائلیت
(۲) انجیل قبول کی اور اُس پر عمل کیا آیت ۴۱ + رجوع لانا
(۳) کلیسیائی شراکت میں قائم رہے ،، ۴۲ + شراکت
(۴) ایک دوسرے کی جائداد میں شریک تھے ۴۴
(۵) دُعا شکر گذاری اور خدمت میں مشغول۔ ۴۶ و ۴۷ تقدیس

(ج) دُنیا میں روح القدس کا کام۔ قائل کرنا۔
(۱) گناہ کے بارہ میں آیات ۲۳ و ۳۶ و ۳۷ + یوحنا ۱۶: ۹
(۲) راستبازی کے بارہ میں آیات ۲۲ و ۲۴ و ۳۲ سے
۳۶ + یوحنا ۱۶: ۱۰ +
(۳) عدالت کے بارہ میں آیات ۳۴ و ۳۵ +
یوحنا ۱۶: ۱۱ +

تیسرا باب

۱:۳-۱۰ لنگڑے آدمی کا شفا پانا

۱- پطرس اور یوحنا دعا کے وقت یعنی تیسرے پہر ہیکل کو جا رہے تھے ۔

پطرس اور یوحنا۔ رسولوں میں یہ سرکردہ اشخاص تھے۔ اپنی سرگرمی اور محبت کے باعث مشہور تھے۔ وہ گہرے دوست اور ہم خدمت رہے تھے۔ (لوقا ۵: ۱۰ + ۲۲: ۸ + یوحنا ۲۰: ۳ و ۴ + اس کے علاوہ ان کا اکٹھا ذکر ہم ۳: ۱ + ۸: ۱۴ میں آتا ہے ۔

دعا کے وقت۔ یہودیوں میں تین اوقات کی نماز کا دستور تھا جس کی بنیاد غالباً زبور ۵۵: ۱۷- اور دانیایل ۶: ۱۰ پر تھی۔ یہ اوقات تھے تیسرا گھنٹہ (۲: ۱۵) چھٹا گھنٹہ (۱۰: ۹) اور نواں گھنٹہ۔ یہ ہمارے لئے کیسا اچھا نمونہ ہے۔ کہ فضل کے مقررہ وسائل کو بڑی سرگرمی اور پابندی سے استعمال کریں۔ اہل مشرق ان مقررہ اوقات نماز سے بخوبی واقف ہیں۔ اہل زردشت کی طرح اہل اسلام ہر روز پانچ مقررہ اوقات پر نماز ادا کرتے ہیں۔ اور اہل ہنود طلوع اور غروب آفتاب کے وقت اپنی پوجا پاٹ کرتے ہیں ۔

تیسرے پہر۔ یا نواں گھنٹہ آج کل کے تین بجے دن کے قریب تھا۔ (۲: ۱۵ کی تشریح دیکھو) دوپہر اور غروب آفتاب کے مابین کبھی شاید دن کی روشنی کے گھٹنے بڑھنے کے مطابق آگے پیچھے ہوگا۔ یہ تیسرا پہر ہیکل میں شام کی قربانی چڑھانے کا وقت تھا۔ نئے عہدنامہ میں اس نویں گھنٹے یا تیسرے پہر کی طرف

کئی اشارے پائے جاتے ہیں۔ مثلاً

(ا) انگورستان کے لئے جب بہت دن گئے بعض مزدور لگائے گئے (متی ۲۰: ۵)

(ب) جب ہمارا خداوند صلیب پر اپنے دکھ کے وقت چلایا (متی ۲۷: ۴۵ و ۴۶) +

(ج) جس وقت ہیکل میں لنگڑے شخص کو شفا حاصل ہوئی ۔

(د) جس وقت کرنیلیوس نے وہ قابل یاد رویت دیکھی۔ (اعمال ۱۰: ۳ و ۳۰)

۲- اور لوگ ایک جنم کے لنگڑے کو لا رہے تھے جس کو ہر روز ہیکل کے اس دروازے پر بٹھا دیتے تھے جو خوبصورت کہلاتا ہے۔ تاکہ ہیکل میں جانے والوں سے بھیک مانگے ۔

ایک جنم کے لنگڑے کو۔ لوقا نے بطور طبیب اس امر کی خاص تحقیق کی۔ اسی حیثیت سے اس نے مریض کی عمر بھی درج کی (۴: ۲۲)۔ اگرچہ اناجیل میں کئی ایک معجزے لنگڑے کے چنگا کرنے کے مندرج ہیں۔ لیکن ایسی شفا کی خاص مثالیں اعمال ہی کی کتاب میں مندرج ہیں۔ ایک تو یہاں اور ایک ۱۴ باب میں۔ چونکہ یہ شخص جنم سے لنگڑا تھا۔ اس لئے معجزہ کی عظمت اور بھی ظاہر ہوتی ہے اور روحانی باتوں کی زیادہ اچھی مثال بن جاتی ہے ۔

لا رہے تھے۔ ہر روز ایسا ہی کیا جاتا تھا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس روز خاص اس موقع پر اس کو ہیکل میں اٹھا کے لے گئے۔ جس وقت رسول ہیکل کو جا رہے تھے اس شخص کو اٹھا کر لا رہے تھے (آیت ۱) یہ ایک طرح کی مثال ہے۔ کہ خدا عین وقت پر انسان کی ضرورت کو اپنے فضل کی کثرت کے ذریعہ سے رفع کرتا ہے

ہر روز اس دروازہ پر بٹھا دیتے۔ جس سے ظاہر ہے کہ ہر روز ایسا ہی کیا جاتا تھا ۔

جو خوبصورت کہلاتا۔ اس نام کا ذکر کسی اور جگہ نہیں ملتا۔ اس لئے یہ بتانا مشکل ہے۔ کہ یہ کون سا دروازہ ہوگا۔ قیاس کیا جاتا ہے کہ غالباً یہ وہی دروازہ ہوگا جو "نقانور کا دروازہ" کہلاتا تھا۔ یہ اسرائیلیوں کے صحن سے مشرق کی طرف

تھا اور عورتوں کے صحن سے اِس دروازہ تک جانے کے لئے چودہ یا پندرہ سیڑھیوں سے گذرنا پڑتا تھا۔ الغرض مشرق سے داخل ہونے کے لئے یہی ایک خاص بڑا دروازہ تھا۔ ہیکل کے سارے دروازے تہ بہ تہ بند ہونیوالے دروازے تھے۔ اور سونے چاندی سے مڑھے تھے۔ یوسیفس مؤرخ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے۔ کہ یہ دروازہ دوسرے دروازوں سے زیادہ بڑا تھا۔ یہ پچاس ہاتھ اونچا اور چالیس ہاتھ چوڑا تھا۔ کارنتھی پیتل سے بنا تھا۔ اور دُوسرے دروازوں کی نسبت چاندی سونے کے زیادہ موٹے پتروں سے مڑھا تھا۔ بعضوں نے خیال کیا ہے کہ دروازہ سوسن بھی خوبصورت دروازہ کہلاتا تھا۔ یہ دروازہ عورتوں کے صحن کی مشرق میں تھا۔ غیر قوموں کے صحن سے داخل ہونے کا یہی دروازہ تھا۔ پھر بھی اِس کی اصل جگہ کی نسبت بہت کچھ اختلاف ہے ✤

بھیک مانگے۔ ہندوستان میں یہ نظارہ بہت عام ہے۔ گرجاؤں مساجد اور مندروں کے باہر بہت بھکارے بھیک مانگا کرتے ہیں اور اُن کا خیال ہوتا ہے کہ اُن کی حالت دیکھ کر بہت لوگ اُن کو خیرات دیں گے ✤

بھیک کے لئے جو یونانی لفظ ہے اُس کے ٹھیک معنی ترس یا رحم کے ہیں۔ بعد ازاں اس ترس یا رحم کے اظہار کے لئے بھی یہ لفظ استعمال ہونے لگا۔ یعنی جو شے خیرات میں دی جائے ✤

۳۔ جب اُس نے پطرس اور یوحنا کو ہیکل میں جاتے دیکھا تو اُن سے بھیک مانگی ✤
۴۔ پطرس اور یوحنا نے اُس پر غور سے نظر کی۔ اور پطرس نے کہا کہ ہماری طرف دیکھ ✤

غور سے نظر کی۔ یہاں وہی فعل ہے جو ۱: ۱۰ میں آیا ہے۔ پطرس نے اُس کی سیرت اور اُس کے چھپے ایمان کو دریافت کیا۔ (۱۴: ۹) ✤

ہماری طرف دیکھ۔ تاکہ اُس کی توجہ اپنی طرف کھینچیں۔ اور اُس کی تمنا کو ابھاریں۔ یہاں معمولی خیرات نہ تھی۔ اِس لئے وہ کسی غیر معمولی شے کے لئے تیار ہو جائے ✤

۵۔ وہ اُن سے کچھ ملنے کی امید پر اُن کی طرف متوجہ ہوا ✤

کچھ ملنے کی امید پر۔۔۔۔ متوجہ ہوا۔ جو لوگ خدا کا فضل اور اُس کے انعاموں کی تلاش کرتے ہیں۔ انہیں بڑی امید سے ان کی تلاش کرنی چاہئے۔ یہ فعل اعمال ۱۰: ۲۴+ ۲۷: ۳۳+ ۲۸: ۶ میں پھر استعمال ہوا ہے۔ اِس شدت انتظار کی تین عمدہ مثالیں آتی ہیں:-

(ا) یہ لنگڑا کچھ مدد پانے کا منتظر ہے۔ ۳: ۵ ✤
(ب) متلاشی انجیل سُننے کا منتظر ہے۔ ۱۰: ۲۴ ✤
(ج) اہل جہاز تڑکے کی انتظاری کرتے ہیں ۲۷: ۳۳ ✤

کچھ ملنے کی اُمید۔ اُسے تو ایک ناچیز جیسی خیرات کی امید تھی۔ پر اُسے بدن کی صحت اور رُوح کی نجات ملی۔ خدا کی مہربانیاں ہمارے وہم و قیاس سے کہیں بڑھ کر ہوتی ہیں۔ البتہ ہماری کم اعتقادی خدا کو محدود کر دیتی ہے ✤

۶۔ پطرس نے کہا۔ کہ چاندی سونا تو میرے پاس ہے نہیں۔ مگر جو میرے پاس ہے وہ تجھے دے دیتا ہوں۔ یسوع مسیح ناصری کے نام سے چل پھر ✤

چاندی سونا۔ یہ پہلے مسیحی معلم دُنیاداری اور خود غرضی سے کیسے مبرا تھے۔ جماعت میں مال و اسباب کے بانٹے جانے سے اُنہوں نے کچھ ذاتی فائدہ نہ اٹھایا تھا۔ (۲: ۴۵) جتنے انجیل کی خدمت میں مصروف ہیں۔ اُن سب کے لئے یہاں اچھا نمونہ ہے۔ اور یہ بھی بخوبی روشن ہے۔ کہ انجیل کی پہلی اشاعت کے وقت روپیہ پیسہ نے کچھ حصہ نہیں لیا۔ یہ پہلے مبشر روح القدس کی قدرت پر بھروسہ رکھتے تھے۔ اس لئے ہم اِس آیت سے یہ سبق سیکھ لیں کہ دیانتداری سے یہ کہنا بہتر ہے کہ میں خیرات کے لئے کچھ روپیہ پیسہ نہیں دے سکتا۔ بہ نسبت اِس کے قرض اُٹھا کر دینے کے ذریعہ ہم خیرات دینے والے ظاہر ہوں ✤

مگر جو میرے پاس ہے۔ زمین کے سارے سونے چاندی کے مالک ہونے

کی نسبت فضل اور روحانی انعامات کا مالک ہونا زیادہ بہتر ہے۔ دیکھو ۲ قرنتی ۶: ۱۰ ۔ پطرس اور یوحنا فی الحقیقت دولتمند تھے۔ کیونکہ فضل اور روحانی نعمتوں سے مالا مال تھے ۔

یسوع مسیح ناصری ۔ پطرس نے پنتی کوسٹ کے صرف یسوع کا نام استعمال کیا تھا (۲: ۳۲) اب وہ مسیح کا لقب بھی یسوع کے ساتھ زیادہ کرتا ہے۔ کیونکہ اب اُس نے قطعی طور پر اُس کو مسیح ثابت کر دکھایا (۲: ۳۶) اور اس لئے اب دلیری سے اُس کو یسوع مسیح ناصری کے نام سے پکارتا ہے۔ یہودیوں کو یہ مرکب لقب بڑا عجیب معلوم ہوا ہوگا۔ (یوحنا ۱: ۴۶ + ۴: ۱۰) ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ کہ یسوع کے نام سے تو نجات بخش مدد اور مسیح کے لقب سے اُس کی منصبی قدرت ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن لقب ناصری سے اُس کی انسانی ہمدردی کی خوشبو نکلتی ہے ۔

نام سے ۔ اس سے یہ مراد ہے کہ اُس نام کی سند اور اختیار کی تاثیر سے ۔ نام منکشف ذات عہدہ اور اختیار کو قائم مقام ہے۔ گویا پطرس نے یہ کہا کہ جو کچھ یسوع مسیح ہے۔ جو اُس کی سیرت اختیار اور قدرت ہے اُس کے باعث تو اُٹھ اور چل ۔ یہ لفظ نام منکشف سیرت اور جائز اختیار کے معنی میں اعمال کی کتاب میں تقریباً چونتیس "۳۴" دفعہ آتا ہے۔ اور یہ محاورہ "نام سے" مفصلہ ذیل مقامات میں بھی آیا ہے۔ ۲: ۳۸ + ۴: ۱۰ + ۹: ۲۷ و ۲۹ + ۱۰: ۴۸ + ۱۶: ۱۸ ۔ نیز مقابلہ کرو مرقس ۱۶: ۱۷ و ۱۸ ۔

چل پھر ۔ اس حکم میں کیسی سادگی اور کیسا شاہی اختیار داخل ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ جہاں بادشاہ کا کلام ہے وہاں اختیار و قدرت ہے (واعظ ۸: ۴ زبور ۳۳: ۹)۔ مقابلہ کرو مرقس ۱: ۳۱ + ۹: ۲۷ + لوقا ۸: ۵۴ ۔

۷۔ اور اُس کا دہنا ہاتھ پکڑ کے اُس کو اُٹھایا۔ اور اُسی دم اُس کے پاؤں اور ٹخنے مضبوط ہو گئے ۔

اس کا دہنا ہاتھ پکڑ کے ۔ یہ فعل انسانی ہمدردی اور مدد کا نشان ہے۔

قدرت تو مسیح کی تھی۔ لیکن ہاتھ پطرس کا تھا۔ ہمارا فرض بھی یہ ہے کہ مسیح کی قدرت پر بھروسہ رکھ کر اپنے گرے ہوئے بھائیوں کے اُٹھانے میں اُنکی مدد کریں ۔

اسی دم ۔ متی ۲۱: ۱۹ و ۲۰ کے سوائے یہ لفظ خاص لوقا نے استعمال کیا ہے۔ کبھی تو اس کے معنی فوراً اور کبھی اُسی جگہ کے ہیں۔ اعمال ۵: ۱۰ + ۹: ۱۸ + ۱۲: ۲۳ + ۱۳: ۱۱ + ۱۶: ۲۶ و ۳۳ میں بھی یہ لفظ آیا ہے۔ اور لوقا کی انجیل میں دس دفعہ یہ مستعمل ہوا ہے کبھی دوائی کے فوری اثر کے لئے یہ لفظ آتا ہے۔ مسیح نے شفا کے جتنے معجزے کئے اُن سب میں یہ دو باتیں پائی جاتی تھیں۔ کہ وہ فوراً اچھے ہو گئے اور کامل طور سے اُنہوں نے شفا پائی۔ اس لئے ان نتائج کو طبعی اسباب سے منسوب نہیں کر سکتے ۔

اُس کے پاؤں اور ٹخنے ۔ پہلے لفظ کے ٹھیک معنی پاؤں کے تلوے ہیں۔ یہ دونوں لفظ لوقا نے طبی اصطلاح کے طور پر استعمال کئے ہیں۔ دیکھو دیباچہ صفحہ ۱۴ ۔

مضبوط ہو گئے ۔ ایسی طاقت اُن اعضاء کو حاصل ہو گئی جس کے باعث وہ اپنا معمولی کام کرنے لگ گئے ۔ یہ فعل صرف اعمال کی کتاب میں ہی آیا ہے۔ ۳: ۱۶ + ۱۶: ۵ میں پھر مستعمل ہوا ہے۔ ایک مقام میں تو پاؤں کی مضبوطی کے لئے اور ایک جگہ ایمان کی مضبوطی کے لئے یہ استعمال ہوا اور یہ بھی طبی اصطلاح تھی ۔

۸۔ اور وہ کود کر کھڑا ہو گیا اور چلنے پھرنے لگا۔ اور چلتا اور کودتا اور خدا کی حمد کرتا ہوا اُن کے ساتھ ہیکل میں گیا ۔

کود کر کھڑا ہو گیا ۔ مقابلہ کرو یسعیاہ ۳۵: ۶ سے ۔ اس اُٹھنے میں نہ کچھ تاخیر اور نہ کچھ درد محسوس ہوا۔ بلکہ فوراً اُٹھ کے کھڑا ہو گیا۔ ایمان کی پھرتی اُسمیں آ گئی دیکھو ۱۴: ۱۰ ۔ اپنی زندگی میں یہ شخص پہلی دفعہ کھڑا ہوا ۔

چلنے پھرنے لگا ۔ یا چلتا پھرتا رہا ۔ اگرچہ اس کو اس کا پہلے کوئی تجربہ نہ

ہوا تھا۔ یہ چشم دید واقعہ کی گواہی ہے۔

ان کے ساتھ ہیکل میں گیا۔ اِس رحم حاصل کرنے کے لئے وہ اپنی شکرگذاری خدا کے سامنے اور اپنے مربیوں سے اُلفت ظاہر کرتا ہے۔

چلتا اور کودتا۔ چالیس سال لنگڑا رہنے کے بعد اُس کو شفا پانے کی ایسی خوشی حاصل ہوئی کہ وہ اچھلتا کودتا پھرتا ہے۔ معجزہ چونکہ رُوحانی باتوں کا نشان ہوتا ہے۔ پھر بھی تعجب کی بات ہے کہ جس کو رُوحانی قوت اور شفا حاصل ہو اُن میں جوش اور سرگرمی پائی نہ جائے۔

خدا کی حمد کرتا ہوا۔ اِس شخص نے خدا کا شکریہ ادا کرنا فراموش نہ کیا۔ دیکھو ۲: ۴۷۔ اِس شخص کی روش میں ترقی پائی جاتی ہے۔ کھڑا ہونا صحت کا اظہار ہے اور چلنا قوت کا۔ کودنا جوش خوشی کا۔ خدا کی حمد کرنا خوشی و خورمی کا۔ اِس واقعہ کے ساتھ مقابلہ کرو ۱۴: ۸ سے ۱۰۔ اُنگ کا واقعہ۔ البتہ لوقا نے مختلف ذرائع سے اِن واقعات کا حال سنا ہوگا اور اِس لئے طرز بیان میں اختلاف ہے۔

۹۔ اور سب لوگوں نے اُسے چلتے پھرتے اور خدا کی حمد کرتے دیکھ کر

اور سب لوگوں نے۔ چونکہ شام کی قربانی کا وقت تھا۔ اِس لئے سب لوگ ہیکل میں حاضر ہو گئے۔ (آیت ۱)۔

۱۰۔ اُس کو پہچانا کہ یہ وہی ہے جو ہیکل کے خوبصورت دروازے پر بیٹھا بھیک مانگا کرتا تھا۔ اور اِس ماجرے سے جو اُس پر واقع ہوا تھا بہت دنگ اور حیران ہوئے۔

دیکھ کر۔ مقابلہ کرو ۴: ۱۳ سے۔ الفاظ کا زور یہ ہے کہ وہ اُس کو پہچانتے رہے کہ یہ وہی بھیک مانگنے والا لنگڑا ہے۔

دنگ۔ دیکھو لوقا ۴: ۳۶ + ۵: ۹ + یہ لفظ بھی خاص لوقا کا لفظ ہے اور اِس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مقدس لوقا ہی اس کتاب کا مصنف تھا۔

حیران۔ (مرقس ۱۶: ۸) تعجب یا خوف سے جو گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے۔

دفعہ پھر یہ لفظ اس کتاب میں آیا ہے۔ (۱۰: ۱۰ + ۱۱: ۵ + ۲۲: ۱۷)۔

۱۱ سے ۲۶ سلیمان کی ڈیوڑھی میں پطرس کی تقریر

۱۱۔ جب وہ پطرس اور یوحنا کو پکڑے ہوئے تھا۔ تو سب لوگ بہت حیران ہو کر اُس برآمدے کی طرف اُن کے پاس دوڑے آئے جو سلیمان کا کہلاتا ہے۔

پکڑے ہوئے تھا۔ اس شخص کی شکرگذاری اور خوشی کا اظہار سب دیکھ سکتے تھے۔ وہ پطرس اور یوحنا کو چمٹ رہا تھا۔

بہت حیران ہو کر۔ جو لفظ آیت ۱۰ میں مستعمل ہوا تھا وہی ہے معہ شدت کے اظہار کے یعنی بہت حیران ہو کر اُس برآمدے کی طرف جو سلیمان....

ہیکل کا بیرونی صحن۔ جو غیر قوموں کا صحن تھا چاروں طرف ڈیوڑھیوں سے گھرا تھا۔ اور مشرق اور مغرب اور شمال کی طرف دُہری کو ٹھڑیاں بنی ہوئی تھیں۔ اور سفید سنگ مرمر کے ستونوں کی دو قطاریں بنی تھیں جن پر منقش صنوبر کی چھت کھڑی تھی۔ بقول یوسیفس مؤرخ مشرق کی طرف کی ڈیوڑھی سلیمان کی ڈیوڑھی کہلاتی تھی۔ روایت تھی کہ جو ہیکل سلیمان نے بنوائی تھی یہ اُس وقت کی بنی ہوئی تھی۔ لیکن ہمارے خیال میں ہیرودیس نے اُسکو بھی بنوایا اور کسی وجہ سے سلیمان کا نام اِس پر رکھا۔ یہاں لوگوں کی بہت آمد و رفت رہتی تھی۔ اور ہمارے خداوند نے اچھے گڈریا کے بارہ میں تقریر اسی جگہ کی (یوحنا ۱۰: ۲۳)۔ اب اُس کی چراگاہ کی بھیڑیں لوگوں کو جمع کرنے کے لئے اِس جگہ کو استعمال کرتی ہیں (۵: ۱۲)۔

دوڑے آئے۔ اِس معجزے کی ایک غرض یہ بھی تھی کہ لوگوں کی توجہ اُن کی طرف مائل ہو۔

۱۲۔ پطرس نے یہ دیکھ کر لوگوں سے کہا۔ اے اسرائیلیو اس پر تم

کیوں تعجب کرتے ہو۔ اور ہمیں کیوں اِس طرح دیکھ رہے ہو۔ کہ گویا ہم نے اپنی قدرت یا دینداری سے اس شخص کو چلتا پھرتا کر دیا؟ ❖

کیا۔ یعنی لوگوں کے تعجب اور اُن کے دِلی خیالات کو دیکھ کر گویا یہ جواب دیا ۵: ۸ + ۸: ۳۴ + ۱۰: ۴۶ ❖

اے اسرائیلیو۔ دیکھو ۲: ۲۲ + ۳: ۱۲ + ۱۹ + یہ مُعزّزانہ خطاب ہے۔ اور اس میں لوگوں کے قومی حقوق کی طرف اشارہ ہے۔ اِس لئے مشنریوں اور مناّدوں کو چاہئے۔ کہ وُہ اِس رسولی نمونہ کے مطابق اپنے سامعین سے مخاطب ہوں ❖

اس پر۔ اس لنگڑے شخص پر یا اِس ماجرے پر۔ آیت ۱ کیطرف اشارہ ہے

اِس طرح دیکھ رہے ہو۔ دیکھو آیت ۱: ۱۰ + ۳: ۴ ❖

ہمیں۔ یہ تاکید کے لئے ہے۔ گویا ہم کچھ چیز ہیں

گویا ہم اپنی قدرت۔ لوگوں کا خیال تھا۔ کہ ان لوگوں کو اُن کی خاص پاکیزگی کی وجہ سے یہ اعجازی قدرت حاصل ہوئی ہے۔ اِسی لئے ہندوستان میں رشیوں اور فقیروں سے اعجازی قدرت منسوب کی جاتی ہے۔ اور اُنکے کلام کو اچھّے یا بُرے کام کے لئے مؤثر خیال کرتے ہیں۔ بُدھ مذہب کے مہاتماؤں کی عزت اسی وجہ سے کی جاتی ہے۔ لیکن یہ مسیحی رسول اپنی طرف سے لوگوں کی توجہ ہٹا کر اپنے خداوند اور مالک کی طرف منعطف کرتے ہیں۔ اور اس رائے کو کاٹنا چاہتے ہیں کہ یہ اعجازی قدرت کسی اِنسانی نیک کام کا نتیجہ ہے ❖

۱۳۔ ابرہام اور اضحاق اور یعقوب کے خدا۔ یعنی ہمارے باپ دادوں کے خدا نے اپنے خادم یسوعؔ کو جلال دیا جسے تم نے پکڑوا دیا۔ اور جب پیلاطُس نے اُس کے چھوڑ دینے کا قصد کیا

تو تم نے اُس کے سامنے اُس کا انکار کیا ❖

ابراہیم..... کا خدا۔ مقدس پطرس یہ ظاہر کیا چاہتا ہے کہ خداوند یسوعؔ کی گواہی دینے کے ساتھ ہی وہ اپنی قوم کے ماضی سے سچی ہمدردی رکھتا ہے خدا کا وہی لقب اُس نے اِستعمال کیا جو یہودیوں میں خاص عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اِسی لقب کے ذریعہ اُن پر اُن کے گناہ کی شدت ظاہر ہوتی کیونکہ پطرس نے اُن پر ظاہر کر دیا کہ انہوں نے اپنے باپ دادوں کے خدا سے بغاوت کی ❖

اپنے خادم یسوعؔ کو۔ لفظ خادم مسیح کا ایک لقب ہے۔ یسعیاہ ۴۲: ۱ سے ۴ اور اُس کے مابعد بابوں میں مسیح خادم کہلاتا ہے۔ (مقابلہ کرو متی ۱۲: ۱۷ سے ۲۱) اس لفظ کا یہ خاص استعمال اعمال کی کتاب میں ہی آتا ہے۔ (۳: ۲۶ + ۴: ۲۷ و ۳۰) اس لقب میں مسیح کے دُکھوں کی طرف خاص اشارہ ہے۔ دیکھو یسعیاہ ۵۰ سے ۵۳ تک۔ ان بابوں میں مسیح خدا کا بندہ یا خادم کہلایا ہے۔ وہ دُنیا کے کناروں تک خدا کی نجات ہونے والا تھا۔ اس میں اعلےٰ خدمت کی خاص صفات یعنی اطاعت۔ جان نثاری۔ سرگرمی۔ جفاکشی درجہ کمال تک پہنچ گئی تھیں۔ جسے تم نے۔ لفظ تم پر زور ہے۔ ہمارے باپ دادوں کے خدا نے تو اُسے جلال بخشا۔ پر تم گستاخ گنہگاروں نے اُسکا انکار کیا اور اُسے قتل کرایا ❖

پلاطوس۔ پنطس پلاطوس یہودیہ کا پانچواں رومی گورنر تھا اور سنہ ۲۶ء سے سنہ ۳۶ء تک وہاں کا حاکم رہا۔ سامریوں نے اس کے خلاف کچھ شکائتیں قیصر سے کی تھیں۔ اس لئے قیصر نے اسے اُن کی جوابدہی کے لئے روم بلوایا۔ اسکے بعد اُس کا کچھ ذکر صحیح تاریخ میں نہیں آیا۔ ہمارے خداوند کی صلیب میں جو حصہ اس شخص نے لیا اُس کا مفصل ذکر چاروں اناجیل میں پایا جاتا ہے۔

اس کے چھوڑ دینے کا قصد کیا۔ دیکھو لوقا ۲۳: ۱۳ سے ۱۶ + یوحنا ۱۹: ۱۲ اگر پلاطوس یہودیوں سے ڈر نہ جاتا تو مسیح کو چھوڑ دیتا۔ اس واقعہ کو بھی مقدس

پطرس نے یہودیوں کے گناہ کی شدت ظاہر کرنے کو پیش کیا ÷

انکار کیا۔ یعنی مسیح نے جو حوالے خادم خداوند ہونے کا کیا تھا اُس دعویٰ کو یہودیوں نے رد کیا (لوقا ۲۳: ۲ و ۱۸ + یوحنا ۱۹: ۱۴ و ۱۵) ÷

۱۴- تم نے اُس قدوس اور راستباز کا انکار کیا۔ اور درخواست کی کہ ایک خونی تمہاری خاطر چھوڑا جائے ÷

تم نے۔ پہلے کی نسبت بھی اس لفظ پر زیادہ زور دیا گیا ہے پیلاطوس جیسے شخص نے بھی اُسے چھوڑ دینے کا قصد کیا تھا۔ پر تم نے ضد کر کے اُس کا انکار کیا اور اُسے صلیب دلوائی۔ لفظ انکار کا اس نے دوبارہ استعمال کیا تاکہ اُن کے دلوں پر اُسے نقش کر دے۔ اس لفظ کا استعمال کرتے وقت کیا اُس کو اپنے انکار کا بھی خیال آیا ہوگا۔ جس سے اُس نے ایسی توبہ کی ؟

اُس قدوس اور راستباز۔ بدروحوں نے بھی اُسے قدوس تسلیم کیا۔ (لوقا ۴: ۳۴) اور غیر یہودی نے اُسے راستباز تسلیم کیا۔ متی ۲۷: ۱۹ + لوقا ۲۳: ۴۷) اُس کی اپنی اُمت نے تو اُس کا انکار کیا اور اُسے رد کر دیا۔ دیکھو یسعیاہ ۵۳: ۱۱ پاکیزگی سے خدا کی خدمت کے لئے تقدیس مراد ہے۔ اور راستبازی سے سیرت اور چلن کی صداقت مراد ہے ÷

ایک خونی۔ یہ مقابلہ یونانی میں بہت اچھی طرح سے ظاہر کیا گیا ہے۔ ایک طرف تو یہ ہے "تم نے انکار کیا" دوسری طرف یہ ہے "تم نے درخواست کی" ایک طرف تو قدوس اور راستباز ہے۔ دوسری طرف "خونی" ہے۔ یہ خونی برابا تھا (متی ۲۷: ۱۵ + لوقا ۲۳: ۱۸ و ۱۹)۔

۱۵- مگر زندگی کے مالک کو قتل کیا۔ جسے خدا نے مُردوں میں سے جلایا۔ اس کے ہم گواہ ہیں ÷

مالک۔ جو لفظ مالک کے لئے آیا ہے اُس کے معنی بانی اور سردار کے بھی ہیں۔ اس میں یہ دونوں معنی داخل ہیں کسی کام کا شروع کرنے والا اور

اُس کا انتظام کرنے والا۔ نئے عہد نامہ میں یہ لفظ چار دفعہ مستعمل ہوا ہے۔ مسیح (ا) زندگی کا بانی اور مالک ہے۔ اعمال ۳: ۱۵

(ب) نجات کا " " " " اعمال ۵: ۳۱

(ج) " " " " " عبرانی ۲: ۱۰

(د) ایمان کا " " " عبرانی ۱۲: ۲

قتل کیا۔ تم نے خونی کو چھڑایا اور اسی طرح سے خود خونی بن گئے۔ یہ امر ایک طرح سے تو تعجب ہے کہ زندگی کے مالک کو قتل کیا۔ تاہم یہ درست ہے ÷

مُردوں میں سے جلایا۔ پھر ایک دفعہ قیامت کا ذکر کیا گیا۔ دیکھو ۱: ۲۲ + ۲: ۲۴ و ۳۲ ہم گواہ ہیں۔ دیکھو ۲: ۳۲ + مقابلہ کرو ۱: ۸ سے ÷

۱۶- اسی کے نام نے اس ایمان کے وسیلے سے جو اُس کے نام پر ہے۔ اس شخص کو مضبوط کیا جسے تم دیکھتے اور جانتے ہو بیشک اسی ایمان نے جو اُس کے وسیلے سے ہے یہ کامل تندرستی تم سب کے سامنے اُسے دی ÷

اس ایمان کے وسیلے جو اُس کے نام پر ہے۔ یہاں ایمان اس شفا پانے کا آلہ یا موقعہ بیان ہوا ہے۔ یہ ایمان اُس نام پر بھروسہ کرنا تھا یعنی مسیح کی سیرت اور اختیار پر بھروسہ رکھنا۔ اس شفا کی شرط ایمان تھا یسوع مسیح کے نام کا محض تکرار جیسے ہندو اور دیگر لوگ۔ اپنے دیوتاؤں کا نام لیا کرتے ہیں فضول اور بے فائدہ ہے۔ جب تک آدمی میں سچا ایمان نہ ہو۔ مسیح کی قدرت اور اختیار سے کچھ فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔ یہاں نہ صرف پطرس اور یوحنا نے بلکہ لنگڑے شخص نے بھی یہ خالص ایمان ظاہر کیا۔ اسی کے نام نے یعنی اُس کی قدرت اور فضل نے۔ اس شفا کا خاص وسیلہ یہ نام تھا ÷

مضبوط کیا۔ دیکھو آیت ۷ ÷

جسے تم دیکھتے اور جانتے ہو۔ یعنی اس معجزے کا انکار تم نہیں کر سکتے

کیونکہ اس شخص کی پہلی حالت سے تم واقف ہو +

اُسی ایمان نے - یہ ایمان بھی خدا کی بخشش ہے اور مسیح کے وسیلے حاصل ہوتا ہے - یہ شفا بھی اور یہ ایمان بھی اس ذوالجلال خداوند کی طرف سے عطیہ ہیں - افسیوں ۲: ۸ + ۱ پطرس ۱: ۲۱ + عبرانی ۱۲: ۲ +

کامل تندرستی - یعنی ہر وجہ سے کامل - دیکھو ۱ تسلونیکیوں ۵: ۲۳ + یعقوب ۱: ۴ + یہ لفظ اکثر پولوس اور لوقا کی تصنیفات میں آتا ہے - چلنے اور کودنے سے یہ کامل تندرستی ظاہر ہے +

۱۷ - اور اب اے بھائیو - میں جانتا ہوں کہ تم نے یہ کام نادانی سے کیا اور ایسا ہی تمہارے سرداروں نے بھی +

بھائیو - ۲: ۲۹ +

نادانی سے - دیکھو ۱۷: ۳۰ + افسیوں ۴: ۱۸ + ۱ پطرس ۱: ۱۴ + ان کو اس امر کا علم نہ تھا - کہ یہ یسوع ہی مسیح ہے - اور ابن خدا - اس لئے انہوں نے اُسے صلیب دلوایا - (لوقا ۲۳: ۳۴) +

ایسی نادانی مجرمانہ نادانی تھی - رسول یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے - کہ انہیں جاننا چاہئے تھا - کہ وہ مسیح ہے - ایک دن یہودی قوم جاگے گی اور معلوم کرے گی کہ ہم نے نادانی سے اس پہلو چھیدے اور مسیح کو قتل کیا - تب وہ اپنے گناہ پر نالہ و ماتم کریں گے - (زکریاہ ۱۲: ۱۰ سے ۱۴)

سرداروں - یعنی سردار کاہنوں اور صدر مجلس نے +

۱۸ - مگر جن باتوں کی خدا نے سب نبیوں کی زبانی پیشتر خبر دی تھی - کہ اس کا مسیح دکھ اٹھائے گا - وہ اس نے اسی طرح پوری کیں

سب نبیوں کی زبانی - پطرس جی اٹھے مسیح کے مکتب میں تعلیم پا چکا تھا (لوقا ۲۴: ۴۴ سے ۴۸) - ایسے معلم سے تعلیم پا کر اب ساری کتاب کا مقصد اُن پر کھل گیا تھا +

پیشتر خبر دی تھی - دیکھو ۷: ۵۲

کہ اس کا مسیح دکھ اٹھائے گا - جو پطرس مسیح کے دکھوں کی خبر سن کر اُس پر جھنجھلایا تھا - اب وہی پطرس (متی ۱۶: ۲۱ سے ۲۳) مسیح کی صلیب اور جی اٹھنے کی روشنی میں انہیں دکھوں پر فخر کرتا ہے جن کو اس نے پہلے ایسا حقیر سمجھا تھا - اس کے پہلے خط کا مضمون ہی یہ "دکھ" ہیں +

اسی طرح پوری کیں - لفظ اسی طرح پر زور ہے - خدا نے ان لوگوں کی نادانی اور جرم کے وسیلے ہی اپنے مقصد کو پورا کیا +

۱۹ - پس توبہ کرو اور رجوع لاؤ - تاکہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں اور اس طرح خداوند کے حضور سے تازگی کے دن آئیں +

پس توبہ کرو - پنتیکوست کے روز بھی اس نے یہی دعوےٰ کیا تھا - (۲: ۳۸) روح القدس نے قدرت کے ساتھ نازل ہونے کے بعد گنہگاروں کے لئے اُس کا پہلا پیغام یہی تھا - اور اب تک مقدم پیغام یہی ہے - جس گناہ نے خدا کو رنجیدہ کیا ہے اُس کو چھوڑنا اور ترک کرنا نجات کی طرف پہلا قدم ہے +

رجوع لاؤ - یہ وہی لفظ ہے جو ہمارے خداوند نے پطرس کے گناہ اور گرنے کے بارہ میں اُسے کہا تھا - (لوقا ۲۲: ۳۲) پطرس نے اس لفظ کو پھر ۱ پطرس ۲: ۲۵ میں استعمال کیا ہے - پطرس کے دل پر یہ لفظ نقش ہو گیا تھا - یہاں اس کے یہ معنی ہیں کہ "اپنے گناہ سے اپنے نجات دہندہ خدا کی طرف پھرو" تمہارے دل کی تبدیلی مراد ہے جسے توبہ کہتے ہیں - اعمال میں کئی بار یہ لفظ اسی معنی میں آیا ہے - ۹: ۳۵ + ۱۱: ۲۱ + ۱۴: ۱۵ + ۱۵: ۱۹ + ۲۶: ۱۸ و ۲۰ و ۲۸: ۲۷) - تاکہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں - مقابلہ کرو زبور ۵۱: ۹ + یسعیاہ ۴۳: ۲۵ + ۴۴: ۲۲ + گناہ سے نجات دہندہ کی طرف رجوع لانے کا نتیجہ یہ ہے کہ گناہ حرف غلط کی طرح مٹا دیا جاتا ہے - یہ فعل مٹایا جانا کلسیوں ۲: ۱۴ +

مکاشفہ ۳: ۵ و ۷: ۱۷ + ۲۱: ۴ میں بھی آیا ہے۔ اِن آیتوں کا مقابلہ کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ خدا ایمان دار کے لئے مٹا دیتا ہے +

(۱) اُس کے گناہ .. .. اعمال ۳: ۱۹ + (بمقابلہ ۲: ۳۸) +

(ب) اُس کی سزا .. .. قلسیوں ۲: ۱۴ +

(ج) اُسکے آنسو .. .. مکاشفہ ۷: ۱۷ + ۲۱: ۴ +

تازگی کے دن آئیں۔ ہمارے رجوع لانے کی غرض گناہوں کی معافی ہی نہیں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر برکت ملنے والی ہے۔ جب گناہ مٹایا جاتا ہے تو خدا کی قدرت اور فضل کے لئے پُورا اثر کرنے کے واسطے راہ کھل جاتا ہے "تازگی کے دن" ان دنوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ جب مسیح دوبارہ آئے گا۔ اور مسیحی زمانے کے سارے وعدے تکمیل کو پہنچیں گے (مثلاً یسعیاہ ۱۱: ۶ سے ۱۰ + ۳۵: ۱ سے ۱۰) یہودی قوم کے لئے وہ برکتوں کا سُنہری زمانہ ہوگا۔ اور اُن کے ذریعہ ساری دُنیا کے لئے رُوحانی بیداری کا زمانہ ہوگا۔ (رومی ۱۱: ۱۱ سے ۲۶) + سب چیزوں کے بحال ہونے کا زمانہ (آیت ۲۱)۔ تازگی کے ایام سے متفرق ہیں۔ یہ (ایام بحالگی) کے زمانے سے پیشتر ہیں۔ اس موجودہ عہد میں فضل اور برکت کا تجربہ ہے۔ جس کی تکمیل مسیح کی دوسری آمد کے وقت ہوگی۔ لفظ "تازگی صرف اسی آیت میں پایا جاتا ہے۔ اسکے مطابق کا فعل صرف ۲ تمط ۱: ۱۶ میں ملتا ہے۔ اس لئے "تازگی کے دن" میں خاص روحانی بیداری کے اوقات شامل ہیں جو خدا اُن لوگوں کو عطا کرتا ہے۔ جو خداوند کو جاننا چاہتے ہیں۔ پنتی کوست اِن دنوں کا آغاز اور وسیلہ ہے دِن کے لئے وہی لفظ ہے جو ۱: ۷ میں آیا تھا +

۲۰۔ اور وہ اس مسیح کو جو تمہارے واسطے مقرر ہوا ہے یعنی یسوع کو بھیجے +

اور وہ اس مسیح کو ...... بھیجے۔ مسیح کی دُوسری آمد سارے ایمانداروں

کی ذوالجلال امید ہے۔ اور اس وقت ساری چیزوں کا کمال ہوگا۔ رسول اور اُن کے رفیق اسی امید سے زندہ تھے اور نجات دہندہ کی جلد آمد کے منتظر تھے۔ (فلپیوں ۳: ۲۰ و ۲۱ + طیطس ۲: ۱۳ + عبرانی ۹: ۲۸ + ۱۰: ۳۷ + یعقوب ۵: ۸ اپطرس ۱: ۷ و ۸ + ۱ یوحنا ۳: ۲ و ۳) تب بدن کی مخلصی میں نجات کے کام کی تکمیل ہوگی + اور ہمارا خداوند اپنی قدرت اختیار کرے گا۔ اور سلطنت کرے گا۔ اس سارے بیان سے ظاہر ہے کہ یہ "تازگی کے ایام" مسیح کی دوسری آمد سے پیشتر ہیں اور اس موجودہ زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ "تازگی" مسیح کی دوسری آمد کا گویا پیش خیمہ ہے۔ مسیح کے ظہور کے وقت یہودیوں کی برکت کا زمانہ شروع ہوگا اس لئے پطرس کے الفاظ یہودیوں کے لئے خاص دلچسپی رکھتے تھے۔ (دیکھو آیت ۲۵) +

جو تمہارے واسطے مقرر ہوا ہے۔ نئے عہد نامہ میں یہ لفظ پھر اعمال ۲۲: ۱۴ + ۲۶: ۱۶ میں آیا ہے۔ اِن آیتوں کا مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جیسے خدا نے مسیح کو چُنا اور نجات دہندہ اور خداوند مقرر کیا۔ ویسے خدا نے مسیحی کو بھی چُنا اور مقرر کیا۔ تاکہ اُسے جانیں اور اُس کی خدمت کریں +

یعنی یسوع۔ یسوع ناصری کے سوا کوئی دوسرا شخص مسیح اور آئندہ بادشاہ مقرر نہیں ہوا۔ جو صلیب پر مؤا وہی تاج کا حقدار ہے +

۲۱۔ ضرور ہے کہ وہ آسمان میں اُس وقت تک رہے۔ جب تک کہ وہ چیزیں بحال نہ کی جائیں جن کا ذکر خدا نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے۔ جو دُنیا کے شروع سے ہوتے آئے ہیں +

اس وقت تک جب تک وہ سب چیزیں بحال نہ کی جائیں لفظ "وقت" ۱: ۷ کی طرف اشارہ ہے۔ جس زمانہ کا ذکر ہے وہ وہی جو ہمارے خداوند کے واپس آنے پر شروع ہوگا۔ اور اس میں شاید کئی زمانے ترقی کے داخل ہونگے اس لئے "وقت" کے لئے جو لفظ ہے وہ جمع کا صیغہ ہے۔ اس وقت کلیسیا مسیح

کی ملاقات کے لئے اوپر اُٹھائی جائے گی۔ (۱ تسلونیقی ۴: ۱۶ و ۱۷) اور دو تمام اسرائیل نجات پائے گا (رومیوں ۱۱: ۲۶) اس وقت ساری خلقت "فنا کے قبضے سے چھوٹ" جائے گی (رومیوں ۸: ۱۹ سے ۲۱) اُس وقت نئے آسمان اور نئی زمین ہوگی "جن میں راستبازی بسی رہے گی"(۲ پطرس ۳: ۱۳ + مکاشفہ ۲۱: ۱ سے ۵) اُس وقت مسیح اپنی سلطنت خدا باپ کے سپرد کر دے گا "تا کہ خدا سب میں سب کچھ ہو" (۱ قرنتی ۱۵: ۲۸) + گناہ نے جو ابتری پیدا کر دی تھی وہ ابتری موقوف ہو کر ہر شے اپنی اصلی حالت پر بحال ہوگی۔ اہل ہنود بھی کسی نہ کسی طرح ایک ست جگ کے منتظر ہیں اور اہل اسلام کا یقین ہے کہ یسوع مسیح پھر آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ اگرچہ اُس کی آمد کے مقصد کی نسبت وُہ غلطی کرتے ہیں۔ اہل ہنود کا عقیدہ تو ایک زمانہ کی گردش کا قائل ہے۔ کہ بس دُکھ و مصیبت کے زمانہ کے بعد خوشحالی کا زمانہ آئے گا۔ اور اُس خوشحالی کے بعد پھر مصیبت اور تنگی کا زمانہ شروع ہو جائے گا۔ اور اسی طرح سے یہ گردش زمانہ جاری رہے گی۔ اس آیت کے ساتھ متی ۱۹: ۲۸ کا بھی مقابلہ کرو جہاں نئی پیدائش کا ذکر آتا ہے۔

جن کا ذکر۔ یہاں ان زمانوں کی طرف اشارہ ہے۔ مقدس نوشتوں میں متکلم خدا ہے اور اسی سے اُن کے الہامی ہونے کا پختہ ثبوت ملتا ہے دیکھو ۱: ۱۶ پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے۔ جی اُٹھنے کے بعد جو ہدایات مسیح نے اپنے شاگردوں کو دیں (لوقا ۲۴: ۴۵) ان کی طرف یہاں اشارہ ہے۔ نبیوں کے صحیفے کا حقیقی مقصد شاگردوں نے خود خداوند کی زبان مبارک سے سُنا۔ مقدس پطرس نے مسیح کی دوسری آمد کے بارہ میں بہت صاف تعلیم دی۔ (۲ پطرس ۱: ۱۹ سے ۲۱) بہت مقامات سے یہ صاف ظاہر ہے کہ خدا نے سب چیزوں کی بحالی کے زمانہ کے بارہ میں پہلے سے خبر دی۔ دیکھو یسعیاہ ۱۱: ۶۵ و ۳۵ و ۶۰ + یرمیاہ ۳۱ + حزقی ایل ۳۶ + یوایل ۲: ۳ + میکہ ۵ + زکریاہ ۱۲ سے ۱۴ باب تک غیرہ۔

۲۲۔ چنانچہ موسےٰ نے کہا۔ کہ خداوند خدا تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ سا ایک نبی پیدا کرے گا۔ جو کچھ وہ تم سے کہے اُس کی سُننا ❊

چنانچہ موسےٰ نے کہا۔ واعظ نے اب آئندہ اور آخری کمال کے زمانہ کا ذکر چھوڑ دیا اور موجودہ زمانہ کی طرف عود کیا۔ (دیکھو آیت ۲۴) اور اس بیان کے وسیلہ تا کہ اس سے عملی نتیجہ نکالے۔ اصل زبان میں موسےٰ (آیت ۲۲) اور سموئیل (آیت ۲۴) ایک دوسرے سے متعلق ہیں۔ یہ اقتباس استثناء ۱۸: ۱۵ و ۱۸ و ۱۹ سے ستروں کے ترجمہ سے آزادانہ لیا گیا ہے۔ اِس جگہ یہ کہنا بھی مناسب ہے کہ استثناء کی کتاب خاص طور پر موسےٰ سے منسوب ہے اور اُس کے الہام اور سند ہونے کی تصدیق یہ ہے کہ "خدا نے کہا"۔

مجھ سا۔ دیکھو عبرانی ۳: ۱ سے ۶ + وہاں یہ مقابلہ اچھی طرح سے کیا گیا ہے اور وہاں یہ بھی بخوبی ثابت کر دیا گیا ہے۔ کہ مسیح موسےٰ کی نہ صرف مانند ہے بلکہ اس سے کہیں اعلےٰ ہے۔ مفصلہ ذیل اُمور میں ہمارا خداوند موسیٰ کی مانند تھا کیونکہ وہ: ۔ (ا) غلامی سے اپنی اُمت کو چھڑانے والا تھا ❊

(ب) عہد کا درمیانی تھا ❊

(ج) خدا کی مرضی اور کلام کا کاشف ❊

(د) زبردست معجزوں کا کرنے والا ❊

(ہ) مقرّرہ اور وفادار خادم ❊

لیکن جبکہ موسےٰ محض خادم تھا۔ مسیح ابن خدا تھا۔ موسےٰ نے تو شریعت دی فضل اور سچائی یسوع مسیح کے وسیلے آئی (یوحنا ۱: ۱۷) موسےٰ تو اپنی کمزوری کے باعث بنی اسرائیل کو موعود زمین میں لے جانے سے قاصر رہا۔ لیکن مسیح اپنے پیروؤں کو کامل آرام میں اب داخل کرتا ہے۔ (عبرانی ۴: ۴) اور اس کے بعد جلال میں داخل کرے گا۔ (عبرانی ۲: ۱۰) ❊

ایک نبی - استثناء ۱۸ باب کی پیشینگوئی کا اطلاق صاف طور سے خداوند یسوع مسیح پر ہوا ہے - اس کی شرائط صرف اُسی میں پوری ہوتی ہیں - اہلِ اسلام کوشش کرتے ہیں کہ یہ پیشینگوئی محمد صاحب کے حق میں ثابت کریں - ایک تو وہ یہ دلیل دیتے ہیں - کہ یہاں اس جملے "تمہارے بھائیوں میں سے" اسماعیل کی اولاد مراد ہے - جو جسم کے لحاظ سے اسرائیل کے بھائی تھے - لیکن واضح رہے کہ یہ الفاظ "تمہارے بھائی" اسی استثناء کی کتاب میں اسی معنی میں اسرائیل کے لئے مستعمل ہیں - مثلاً دیکھو استثناء ۳ : ۱۸ و ۲۰ و ۱۵ : ۷ + ۲۴ : ۱۴ + اس سے صاف ظاہر ہے - کہ یہاں اسماعیل کی نسل مراد نہیں بلکہ یہ کہ مسیح اسرائیل کی اولاد سے پیدا ہوگا - استثناء ۳ : ۱۸ میں "تمہارے بھائی" سے بنی اسرائیل مراد ہیں +

۲۳ - اور یہ ہوگا کہ جو شخص اُس نبی کی نہ سنے گا وہ اُمت میں سے نیست و نابود کر دیا جائے گا

جو شخص اُس نبی کی نہ سنے گا - پطرس بڑے زور سے اس کو پیش کرتا ہے کہ یسوع مسیح کی اطاعت اور فرمانبرداری سے انکار کرنے میں کیسا بڑا گناہ اور خطرہ ہے +

نیست و نابود ... استثناء میں عبرانی کے مطابق تو یہ الفاظ ہیں - "میں اُس سے طلب کروں گا" لیکن یہاں اُس نے اُن کی جگہ وہ لفظ استعمال کئے جو توریت میں بہت عام ہیں - (پیدائش ۱۷ : ۱۴ + خروج ۳۱ : ۱۴ + احبار ۷ : ۲۰ + گنتی ۹ : ۱۳) - یہ جملہ یونانی میں بڑے زور کا ہے - اور اس سے کامل بربادی مراد ہے +

۲۴ - بلکہ سموئیل سے لے کر پچھلوں تک جتنے نبیوں نے باتیں کہیں اُن سب نے اِن دنوں کی خبر دی ہے +

جتنے نبیوں نے باتیں کہیں - قاضیوں کے بعد سموئیل کے وقت

سے نبیوں کا زمانہ شروع ہوا - موسیٰ اور یشوع کی وفات کے بعد تاریکی کا زمانہ شروع ہوا - (۱ سموئیل ۳ : ۱) لیکن سموئیل کی عین حیات میں نبوت کا زمانہ شروع ہوا - وہ خود نبی تھا - اُس نے خدا کی مرضی اور کلام کو لوگوں پر ظاہر کیا - (۱ سموئیل ۳ : ۲۰ و ۲۱ + ۴ : ۱ + ۷ : ۳ سے ۱۷) اور خاص پیشینگوئیاں کیں (۱ سموئیل ۲ : ۱ سے ۱۰ + ۱۶ : ۱۸ سے ۲۴) + وہ نبیوں کے سکولوں کا بانی تھا (۱ سموئیل ۱۹ : ۲۰) اور اُسی کے وقت سے لیکر پیچھے برابر اِن سکولوں کا ذکر آتا ہے - تالمود کی کتاب میں سموئیل نبیوں کا اُستاد کہلاتا ہے اور موسیٰ کے ساتھ کئی دفعہ اُس کا ذکر آیا ہے (زبور ۹۹ : ۶ یرمیاہ ۱۵ : ۱) + **پچھلوں تک** - شاید یہاں یہ امتیاز کیا گیا ہے کہ بعض نبی سموئیل کے عین بعد ہوئے اور بعض بہت پیچھے -

اِن دنوں کی خبر دی - جس بات کو پطرس نے معہ دوسرے رسولوں کے جی اُٹھے مسیح سے سیکھا تھا اُسکا وہ بار بار ذکر کرتا ہے - (لوقا ۲۴ : ۲۷ + ۴۴ و ۴۵ آیات) پہلے خط میں اُس نے اس بیان کی زیادہ تشریح کی (۱ پطرس ۱ : ۱۰ سے ۱۲ + مقابلہ کرو یوحنا ۵ : ۳۹) اِن نبیوں نے اگرچہ سمجھا بھی نہیں تو بھی اِس مجسم کی خبر دی (یسعیاہ ۷ : ۱۴ + ۹ : ۶) اُس کے دکھوں کی خبر دی - (زبور ۲۲ + یسعیاہ ۵۳) - اُس کی قیامت کی (زبور ۱۶ + ہوسیع ۶ : ۲) اُس کے صعود کی (زبور ۶۸ : ۱۸) اور روح القدس کے آنے کی - (یوایل ۲ : ۲۸ سے ۳۲)

۲۵ - تم نبیوں کی اولاد اور اُس عہد کے شریک ہو جو خدا نے تمہارے باپ دادوں سے باندھا - جب ابراہیم سے کہا کہ تیری اولاد سے دُنیا کے سارے گھرانے برکت پائیں گے +

تم - لفظ تم پر زور ہے کہ سارے آدمیوں میں سے تم کو یہ حقوق اور نعمتیں ملیں اس لئے تم کو چاہئے کہ یسوع مسیح کی اطاعت کرو جو سارے نبیوں کا مدعا اور مقصد تھا +

نبیوں کی اولاد - یعنی اس قوم میں سے اور جس فضل اور جلال کی اُنہوں نے

ٹھہروی اُن کے وارث (مقابلہ کرو رومیوں ۹: ۴ و ۵ + ۱۵: ۸)

اور اُس عہد کے - خدا کی ساری رحمتوں کے وارث جو اِس عہد کے ساتھ تعلق ہیں (رومیوں ۹: ۴) خدا کا عہد اُن کے باپ دادوں کے ساتھ تھا۔ اِسکی بار بار تجدید ہوئی اور مسیح کے آنے کی طرف خاص نظر تھی (زبور ۸۹: ۱۹ سے ۳۷)

ابراہیم سے کہا - یہ الفاظ پیدائش ۲۲: ۱۸ سے سترون کے ترجمہ کے مُطابق ہیں گو لفظ بہ لفظ اقتباس نہیں (مقابلہ کرو پیدائش ۱۲: ۳ + ۱۸: ۱۸) مقدس پطرس نے یہ ظاہر کیا کہ تم سامعین اِن وعدہ شدہ برکتوں کے وارث ہو۔ مقدس پولوس نے بھی اِسی مقام کی طرف اشارہ کیا ہے (گلتیوں ۳: ۱۶) تاکہ یہ ظاہر کرے کہ ابراہیم کی اولاد سے یسوع مسیح مراد ہے +

۲۶- خدا نے اپنے خادم کو اُٹھا کر پہلے تمہارے پاس بھیجا تاکہ تم میں سے ہر ایک کو اُس کی بدیوں سے پھیر کر برکت دے +

پہلے تمہارے پاس - دیکھو آیات ۱۳ و ۱۴ و ۲۵ بمقابلہ ۱۳: ۴۶ + ۱۸: ۵ و ۶ و رومیوں ۱: ۱۶

اپنے خادم کو اُٹھا کر - مسیح کے جی اُٹھنے کا چمکارہ بار بار نظر پڑتا ہے (۱: ۲۲ + ۲: ۲۴ و ۳۲ + ۱۵: ۱۲) + بعض سمجھتے ہیں کہ یہاں آیت ۲۲ کی طرف اشارہ ہے اور اُٹھانے سے اُسکے جی اُٹھنے کیطرف اشارہ نہیں بلکہ اُس کے نبی اور نجات دہندہ مقرر ہونے کیطرف اشارہ ہے + بھیجا یعنی فضل کیساتھ لوگوں کو اب برکت دینے کے لئے اور آگے جلال میں بھیجیگا۔ اس کے بعد حکومت کرنے کے لئے (آیت ۲۰) +

برکت دے - اِس وعدہ کا ذکر آیت ۲۵ میں بھی آیا ہے - یہہ برکت اُن کے لئے بھی ہے جو اب ایسے باغی ظاہر ہوئے بشرطیکہ وہ توبہ کریں +

بدیوں سے پھیر کر - یہ سزا اور خطرہ سے بچانیکی برکت نہیں بلکہ گناہ سے بالکل پھیر نیکی + مقابل رومی ۱۱: ۲۶ میں بھی آیا ہے - وہاں گناہوں کے دُور کرنیکا ذکر ہے اور یہاں گناہوں سے پھیرنے کا ذکر۔ یہ تبدیلی دل سب کے لئے ہے جیسے پنتی کوستی برکت سب کے لئے تھی (۲: ۳۹) خواہ کیسے بڑے گناہگار تھے خواہ وہ خود مسیح کے قاتل تھے لیکن توبہ کر کے برکت کے وارث ہو سکتے تھے +

بدیوں یعنی شرارت - بدی میں خوشی کئی صورتوں میں ظاہر ہوتی ہے - اِسکا مطالعہ کرو متی ۲۲: ۱۸ + مرقس ۷: ۲۲ + لوقا ۱۱: ۳۹ + رومیوں ۱: ۲۹ + ۱ کرنتھی ۵: ۸ - افسی ۶: ۱۲) +

پس جیسے دوسرے باب میں ویسے یہاں وہ اپنے سامعین کو یہ عملی سبق دیتا ہے کہ گناہ سے پھرو اور مسیح کو اپنا نجات دہندہ اور خداوند مان لو +

تیسرے باب کی تعلیم

(ا) خاص حصے بائبل کے مطالعہ کیلئے اِس باب کی یہ آسان تقسیم ہے +

(۱) لنگڑا اور اُس کی شفا - آیات ۱ سے ۱۱ -

(۲) نام اور اُس کی قدرت " ۱۲ " ۱۶ -

(۳) مسیح اور اُس کے دعاوی " ۱۷ " ۲۶ -

(ب) خاص مضامین :-

(۱) خدا کی قدرت تبدیل کرنے میں

(اوّل) لنگڑا پن سے کامل صحت آیات ۲ و ۱۶ -

(دوم) اُٹھائے جانے کی جگہ چلنا اور کودنا - آیات ۲ و ۸ -

(سوم) بھیک مانگنے سے تعریف کی طرف - آیات ۲ و ۸ -

(چہارم) پھاٹک میں پڑے رہنے سے ہیکل میں کودتے پھرنا آیات ۲ و ۸ -

یہ لنگڑا شخص ایک کمزور مسیحی اور کمزور کلیسیا کا نمونہ ہے :-

(۲) خدا کا انتظام برکت دینے کے لئے :-

(اوّل) توبہ اور رجوع لانا - آیت ۱۹ | (سوم) تازگی بخش ایام - آیت ۱۹

(دوم) گناہوں کا مٹا ڈالنا " ۱۹ | (چہارم) مسیح کی دوسری آمد " ۲۰

(پنجم) سب چیزوں کی بحالی - آیت ۲۱

(۳) حسب موقعہ وعظ :-

(اوّل) گناہ پر ملامت - آیات ۱۳ سے ۱۶

(دوم) مسیح کی سرفرازی - " ۱۴ " ۱۸

(سوم) توبہ کی نصیحت .. .. ۱۹ و ۲۶

(چہارم) نجات کی راہ کی تشریح .. .. .. ۱۹ سے ۲۲

چوتھا باب

۱ سے ۲۲- پطرس اور یوحنا صدر مجلس کے رُوبرُو

۱ جب وہ لوگوں سے یہ کہہ رہے تھے- تو کاہن اور ہیکل کا سردار اور صدوقی اُن پر چڑھ آئے ۔

یہ کہہ رہے تھے- مخالفت کی وجہ سے قطع کلام ہوا- جہاں کہیں خدا کا رُوح کام کرتا ہے وہاں شیطان بھی مداخلت کرتا ہے- صلیب ہمیشہ انجیل کی رفیق ہے- یہ مخالفت عہدہ داروں کی طرف سے تھی- کیونکہ اس نئی تعلیم کے ذریعہ اُن کے رُعب داب میں فرق آتا تھا- وہ تو یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ ہم نے یسُوع کا کام تمام کر دیا- اب کوئی اندیشہ نہیں رہا- لیکن جب اُنہوں نے یسُوع کے شاگردوں کی یہ سرگرمی دیکھی اور اُن کی اس طبیعت اور قدرت کا ملاحظہ کیا تو وہ شرمندہ ہوئے ۔

کاہن بعض نسخوں میں ہے سردار کاہن- یہ شاید وہ کاہن ہونگے جو ان دنوں ہیکل میں خدمت پر مامور تھے- یہ تو معلُوم ہے کہ کاہنوں کے چوبیس فریق تھے جن میں سے ہر ایک ہر ہفتہ باری باری ہیکل میں خدمت کیا کرتا تھا (۱ تواریخ ۲۴: ۱ سے ۱۹ + ۲ تواریخ ۲۳: ۸ + لوقا ۱: ۵ و ۸ و ۹)- اُن سے یہ دیکھا نہ جاتا تھا- کہ ان نئے مُعلموں کے گرد ہیکل کے احاطہ ہی میں اس قدر لوگ جمع ہوں ۔

ہیکل کا سردار- مقابلہ کرو لُوقا ۲۲: ۴ و ۵۲ + اعمال ۵: ۲۴ سے ۲۶ یعنی ہیکل کے دستہ کا سردار- یرمیاہ ۲۰: ۱ میں ایک افسر کا ذکر ہے جو خداوند کے گھر میں بڑا سردار تھا اور یہ وہی شخص تھا جو خدا کے گھر کا حاکم بھی کہلاتا ہے (۱ تواریخ ۹: ۱۱ + ۲ تواریخ ۳۱: ۱۳ + نحمیاہ ۱۱: ۱۱) اور غالباً یہ وہی افسر ہے جو مکابیوں کی دوسری کتاب میں ہیکل کا حاکم کہلاتا ہے- اور یوسیفس کی تاریخ میں کپتان یا سردار- یہ لاوی کے فرقہ سے اور کہ غالباً کاہن ہوگا- ہیکل میں امن و انتظام رکھنے کا ذمہ دار تھا- اس کے ماتحت لاویوں کا ایک دستہ تھا جو پولیس کے طور پر کام کرتے تھے- رات کے پہرہ کا انتظام کرنا اس کا خاص کام تھا- اس لئے جب اس شخص نے دیکھا- کہ سلیمان کی ڈیوڑھی میں مردوں کا ایسا انبوہ ہو رہا ہے- اور ایسے جوشیلے لوگ وہاں اکٹھے ہیں تو اُس کو بڑا اندیشہ پیدا ہوا ۔

صدوقی- یہ فریق بڑا زبردست اور پُرزور فریق تھا- اور اکثر کاہن اسی فریق کے تھے- اس نام کی وجہ تسمیہ یہ بتائی جاتی ہے- کہ تحریری شریعت کی سخت پابندی اور قاضیوں کے طور پر فیصلہ کرنے کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو راستباز یا صادق کہتے تھے- اس لئے صدوقی یعنی راستباز کہلانے لگے- لیکن اس نام کی یہ وجہ تسمیہ بہت درست معلوم نہیں ہوتی- بلکہ خیال غالب ہے کہ چونکہ وہ صدوق کاہن کی اولاد سے تھے جو داؤد اور سلیمان کے زمانہ میں مشہور سردار کاہن تھا- (۲ سموئیل ۸: ۱۷ + ۱ سلاطین ۲: ۳۵) اس لئے وہ صدوقی کہلائے- بعض سمجھتے ہیں کہ ایک اور صدوق تھا- جو سوچو کے انٹی گونس (ANTIGONUS) کا شاگرد تھا- سردار کاہن صدوق کی اولاد جلاوطنی کے دنوں تک سردار کاہن اپنی اور جلاوطنی کے بعد کے کاہن بھی اسی صدوق کے بیٹے تھے- (دیکھو حزقیل ۴۴: ۱۱ + ۴۳: ۱۹ + ۴۸: ۱۱) یونانی زمانہ کے آخر تک اسی خاندان سے

سردار کاہن ہوتے رہے اور رومیوں کے زمانہ میں صدوقی سردار کاہن بھی تھے۔ اور صدر مجلس میں بھی اُن کی کثرت تھی۔ اگرچہ یہودیوں میں شمار کے لحاظ سے یہ چھوٹا سا فرقہ تھا لیکن مُلکی اور دُنیاوی طور پر ان کا بڑا زور اور اختیار تھا۔ فریسیوں کی طرح وہ دینی طور پر ہردلعزیز نہ تھے۔ وہ اپنی حکومت قائم رکھنے کی فکر رکھتے تھے۔ اور مذہب کی اُنکو چنداں پروا نہ تھی۔ البتہ رسم اور دستور کے مُطابق وہ مذہب کو مانتے تھے۔ اعمال کی کتاب میں ان کا بہت ذکر آیا ہے۔ کیونکہ انجیل کی ترقی کے ذریعہ ان کے رعب داب میں فرق آنے کا بڑا اندیشہ تھا۔

ان کی تعلیم کئی باتوں میں فریسیوں کے برعکس تھی۔ مثلاً (الف) کہ تحریری شریعت کی پابندی لازم تھی۔ اور بزرگوں کی روایات کی پابندی لازم نہ تھی (ب) کہ بدن کی کوئی قیامت نہیں اور نہ آئندہ جزا اور سزا ہوگی۔ (ج) کہ فرشتوں اور رُوحوں کا وجود محض ایک فسانہ ہے۔ (د) کہ آدمی اپنی قسمت کا آپ مالک ہے۔ اپنی آزاد مرضی سے وہ سب کچھ کرتا ہے۔ نہ کوئی تقدیر ہے اور نہ کوئی فضل جو اس آزاد مرضی میں مخل ہو۔

اُن پر چڑھ آئے۔ یعنی اُن کو پکڑنے کے لئے مقابلہ کرو ۶: ۱۲۔ ۲۳: ۲۷ سے جہاں یہی لفظ آتا ہے۔

۲۔ کیونکہ سخت رنجیدہ ہوئے۔ کہ وہ لوگوں کو تعلیم دیتے اور یسوع کی نظیر دے کر مُردوں کے جی اُٹھنے کی منادی کرتے تھے۔

سخت رنجیدہ ہوئے۔ یہ لفظ نئے عہدنامہ میں صرف اس جگہ اور اعمال ۱۶: ۱۸ میں آتا ہے۔ جس وقت فلپی میں مقدس پولوس نے ایک عورت کو بدرُوح چڑھے دیکھا تو وہ سخت رنجیدہ ہوا۔ دونوں ماجروں میں یہ مقابلہ عجیب ہے۔ یہاں خدا کے کام پر یہ صدوقی رنجیدہ ہوتے ہیں وہاں پولوس رسول شیطان کے کام کو دیکھکر رنجیدہ ہوتا ہے۔

لوگوں کو تعلیم دیتے۔ کاہن اور فقیہ تو یہ سمجھتے تھے کہ لوگوں کا تعلیم دینا انہی کا حق ہے اور اس سے بھی وہ رنجیدہ ہوئے ہونگے۔ کہ یہ نئے معلم اَن پڑھ لوگ تھے۔ (آیت ۱۳) اس قسم کی غلطیاں اور تعصبات ہندوستانی کلیسیا میں بھی گھُس سکتی ہیں۔ جو لوگ اپنے کام اور چلن کے ذریعہ اپنی ایسی بھلاہٹ کو ظاہر کرسکتے ہیں۔ اُن کو ہم یہ نہ سمجھیں کہ یہ بلا اختیار ایسا کام کیوں کرتے ہیں۔

یسوع کی نظیر دے کر۔ اس کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ یسوع مسیح کے جی اُٹھنے کی نظیر دے کر وہ قیامت کے مسئلے کی تشہیر کرتے تھے۔ اُن کا جی اُٹھنا باقی سب کے جی اُٹھنے کا گرد اور پہلا پھل ہے (۱ قرنتی ۱۵-۲۰ سے ۲۳)۔

مردوں کے جی اُٹھنے۔ صدوقی لوگ تو سخت ناراض ہونگے کہ یہ قیامت کے مسئلے کی منادی کرتے ہیں۔ باقی ہم ایک زور سے تردید کرتے ہیں خاص کر وہ اس لئے بھی ناراض ہونگے کہ اس مسئلہ کا رشتہ یسوع ناصری کے ناپسند نام سے تھا۔ لیکن سب مخالفوں نے یہ بالیقین جان لیا کہ رسولوں کی منادی کا لُب لباب یہی مسئلہ تھا۔ (دیکھو ۱: ۲۲)

۳۔ اور اُنہوں نے اُن کو پکڑ کے دُوسرے دِن تک حوالات میں رکھا کیونکہ شام ہوگئی تھی۔

دوسرے دن تک۔ رات کو مقدمہ کی تحقیقات کرنا یہودی شریعت اور دستور کے خلاف تھا۔ یعنی غروب آفتاب کے بعد۔ اس قانون کی بنیاد ربیوں کی تفسیر کے مطابق یرمیاہ ۲۱: ۱۲ تھی۔

حوالات۔ دیکھو ۵: ۱۸۔

شام ہوگئی تھی۔ یعنی دُوسری شام (خروج ۱۲: ۶ کا حاشیہ) جو بارھویں گھنٹے سے یعنی غروب آفتاب سے شروع ہوتی تھی۔ یہ رسول نویں گھنٹے کے قریب ہیکل کو گئے تھے (۳: ۱) اور اب کم سے کم تین گھنٹے گذر چکے تھے۔

۴- مگر کلام کے سُننے والوں میں سے بہتیرے ایمان لائے۔ یہاں تک کہ مردوں کی تعداد پانچ ہزار کے قریب ہو گئی ✢

بہتیرے ایمان لائے۔ رسولوں کے قید کرنے سے اُن کی مُنادی بے تاثیر نہ ہو گئی تھی اور نہ انجیل کی ترقی رُک گئی۔ مسیحی کلیسیا کی تاریخ سے بخوبی ثابت ہے کہ خاص مخالفت اور ایذارسانی کے زمانے اُس کی عین ترقی اور توسیع کے موقعے تھے۔ "خدا کا کلام قید نہیں" (۲ تمط ۲: ۹) مردوں کی تعداد۔ بچے اور عورتیں مستثنےٰ ہیں۔ مقابلہ کرو متی ۱۴: ۲۱ سے ✢

پانچ ہزار کے قریب۔ عام خیال یہ ہے کہ ۲: ۴۱ میں جو تعداد تین ہزار کی دی گئی ہے وہ اب بڑھ کر پانچ ہزار ہو گئی۔ اس لنگڑے کی شفا اور پطرس کی تقریر کے ذریعہ بہت بڑی ترقی ہوئی تو بھی یہ ترقی برابر جاری تھی (۲: ۴۷)۔ یہ آخری موقعہ ہے جہاں ایمانداروں کی ٹھیک تعداد دی گئی ہے۔ کلیسیا کی اس قدر ترقی ہوئی۔ کہ اُس کا شمار کرنا مشکل ہو گیا ✢

۵- دوسرے دن یوں ہوا کہ اُن کے سردار اور بزرگ اور فقیہ ✢

اُن کے سردار۔ بزرگ اور فقیہ۔ اناجیل میں اِن یہودی افسروں کا ذکر یوں آتا ہے "سردار کاہن اور بزرگ اور فقیہ" (مرقس ۱۴: ۵۳ + ۱۵: ۱؛ لوقا ۹: ۲۲ + ۲۲: ۶۶) اس میں کچھ شک نہیں کہ اِن سے اُن کی صدر مجلس مراد ہے جس میں مختلف فریقوں کے وکیل جمع ہوتے تھے۔ یہ مجلس یہودیوں میں اعلےٰ اختیار رکھتی تھی۔ ہمیں یہ تو معلوم نہیں کہ اِس صدر مجلس کا آغاز کب ہوا۔ البتہ اہل یہود کا خیال ہے کہ جب موسےٰ نے ستر بزرگوں کو مقرر کیا (گنتی ۱۱: ۱۶ سے ۳۰) اس وقت سے اس مجلس کا آغاز ہوا۔ اس وقت ستر ممبر ہوتے تھے۔ اور ایک میر مجلس اور اسی طرح سے اُن کا پورا شمار ۷۱ تھا۔ یونانی زمانہ میں یہ موجود تھی۔ اور رومیوں کے عہدِ سلطنت میں بھی اس مجلس کا بڑا اختیار رہتا تھا۔ البتہ کئی ایک قیود بھی لگا دی گئی تھیں۔ یہ مجلس ہیکل کے احاطہ میں جمع ہوتی تھی۔ خاص

گروہ کے لئے مخصوص تھا جسے تراشے ہوئے پتھر کا کمرہ کہتے تھے اور نیم دائرہ کی شکل میں یہ لوگ بیٹھتے اور مرکز میں میر مجلس ہوتا تھا ✢

سردار۔ مقابلہ کرو ۴: ۲۳ + ۵: ۲۴ و ۲۶ + ۱۳: ۲۷ + ۲۳: ۵۔ غالباً اس سے مراد صدوقی فریق کے کاہن مراد ہیں۔ صدر مجلس میں ان کا بڑا زور تھا۔ سردار کاہن اور اُس کے رشتہ دار اگلی آیت میں ان سے تمیز کئے گئے ہیں ✢

بزرگ۔ پہلے پہل یہ لقب صدر مجلس کے سارے ممبروں کا تھا۔ اس لئے یہ مجلس "بزرگوں کی مجلس" کہلاتی تھی۔ اس لقب میں وہ سارے ممبر داخل ہونگے جو سردار فقیہ کے زمرہ میں داخل نہ تھے ✢

فقیہ۔ یہ لوگ شریعت اور مفسر گروہ کے تھے یہودیوں کے گویا پنڈت اور مولوی تھے انہیں میں سے اکثر ربی اور معلم ہوا کرتے تھے مقدس نوشتوں کی نقل سے اور یہودیوں کی ریت رسوم سے یہ بخوبی واقف تھے ✢

۶- اور سردار کاہن حنّا اور کائفا اور یوحنا اور اسکندر اور جتنے سردار کاہن کے گھرانے کے تھے یروشلیم میں جمع ہوئے ✢

سردار کاہن حنّا۔ مقابلہ کرو لوقا ۳: ۲ + یوحنا ۱۸: ۱۳ و ۲۴ + رومی حاکم قرنیوس نے اسے ۶ء یا ۷ء میں سردار کاہن مقرر کیا تھا۔ لیکن دوسرے رومی حاکم نے ۱۴ء یا ۱۵ء میں اسے معزول کر دیا۔ اس لئے اسی وقت ٹھیک طور پر یہ سردار کاہن نہ تھا۔ پھر بھی اب تک اس کا بڑا اختیار اور رعب داب تھا اور اسی وجہ سے ہمارے خداوند کو پہلے اس کے پاس لے گئے (یوحنا ۱۸: ۱۳) بقول یوسیفس مورخ ہم کو معلوم ہے کہ اس کے پانچ بیٹے تھے اور اِن میں سے ہر ایک باری باری سردار کاہن ہو گیا۔ کائفا بھی جو اب سردار کاہن تھا اُس کا داماد تھا۔ حنّا کو لوگ اب تک سردار کاہن کہتے تھے۔ یوں وہ اپنی معزولی کی طرف سے لاپروا تھا۔ شاید اس وقت وہ صدر مجلس کا نائب یا میر مجلس تھا۔ اور اکثر یہ دستور رہا کہ اگرچہ کوئی سردار کاہن سے معزول بھی ہو جاتا لوگ اس کو سردار کاہن کہتے رہتے۔ حنّا صدوقی فریق کا تھا۔ بلکہ اکثر

فریق کا آج کل سرگروہ تھا۔ کیونکہ بڑا بارسوخ اور امیر شخص تھا۔ اپنے داماد پر اُسکو
یہاں فوقیت حاصل ہے۔ یوسیفس کی تاریخ میں اُس کا نام "انانُس" بھی آیا ہے
اور نئے عہدنامہ میں لفظ سردار کاہن جمع کے صیغہ میں ہے حنّا کا درجہ اُسوقت
عجیب قسم کا تھا۔ متی ۲۶: ۳ و ۵۷ + لوقا ۳: ۲ + یوحنا ۱۱: ۴۹ + ۱۸: ۱۳ و ۱۴ و ۲۴ و ۲۸
کائفا۔ اس کا پورا نام یوسف کائفا تھا پنطس پلاطوس سے جو پہلے رومی حاکم
گذرا اُس نے سنہ۲۶ء میں اِس کو سردار کاہن مقرر کیا۔ اور وہ سنہ۳۶ء تک سردار کاہن
رہا۔ اس کے بعد یہ بھی معزول کیا گیا۔ اس کا وہ قول مشہور ہے کہ قوم کی خاطر
ایک کا مرنا بہتر ہے اور اس لئے کہ وہ اس سال سردار کاہن تھا جیسا اُوپر
ذکر ہؤا۔ یہ حنّا کا داماد تھا +

یوحنّا اور اسکندر۔ ان دونوں کے بارہ میں ٹھیک طور پر ہمیں کچھ معلوم
نہیں۔ البتہ روایت ہے کہ یہ یوحنا وہی یوحنّا ابن زکائی تھا۔ جو یروشلیم کی بربادی
کے بعد مقام جبنہ یہودی عبادتخانہ کا سردار تھا۔ اِس جگہ تو صرف اتنا ہی پتہ لگتا ہے
کہ یہ دونوں سردار کاہن کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ بعضوں کا خیال
ہے کہ یہ نام سکندر الیعزر کا یونانی نام ہے۔ اور یہ الیعزر حنّا کا بیٹا تھا۔
ایک نسخہ میں (BEZA) یُوحنّا کی بجائے یونے تن آیا ہے جو حنّا کے بیٹوں
میں سے تھا +

سردار کاہن کے گھرانے کے۔ قیاس ہے کہ یہ سب صدر مجلس کے ممبر
تھے۔ یا شاید مددگار کے طور پر اس مجلس میں آئے ہوئے ہوں یہ سب صدوقی تھے +

۷۔ اور اُن کو بیچ میں کھڑا کر کے پُوچھنے لگے۔ کہ تم نے یہ کام کس قدرت اور کس نام سے کیا؟

اُن کو بیچ میں کھڑا کر کے۔ جیسا ذکر ہؤا یہ مجلس نیم دائرہ کی صورت
میں تھی۔ مُلزم میر مجلس کے بالمقابل مرکز کے قریب کھڑے کئے گئے ہونگے
اِن گواہوں نے ہیکل میں بشارت دی تھی۔ اب خدا کے اِنتظام کے مطابق

وہ صدر مجلس کے سامنے گواہی دینے کو کھڑے ہیں۔ جن کے سامنے اُن کو
گواہی دینا اُن کو تقریباً ناممکن تھا۔ اِسی طرح سے شیطان مخالفت کرتے
ہوئے انہی میں مخالفت کرتا ہے +

پُوچھنے لگے۔ یا پُوچھتے رہے۔ یعنی بار بار سوال کرتے رہے +

کِس قدرت۔ یا کِس قسم کی قدرت۔ کچھ تحقیر کے الفاظ ہیں اور شاید اُنکا
خیال ہے کہ کسی جادُو کی قدرت سے یہ سب کچھ کرتے ہیں۔ دیکھو لوقا ۱۱: ۱۵!
اُس زمانہ کے یہودی جھاڑ پھُونک کیا کرتے تھے۔ شاید بابل کی اسیری سے
جادو کا رواج یہودیوں میں آگیا۔ یوسیفس کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ
تعلیم یافتہ یہودی بھی جادو کو مانتے تھے۔ مقابلہ کرو ۱۹: ۱۳ سے ۱۵ کی تشریح +
ہندوستان میں جادو کا بڑا چرچا ہے۔ منتر جنتر کی بہت کتابیں مروّج
ہیں۔ گمان غالب ہے کہ صدر مجلس نے یہی سمجھا کہ اِس لنگڑے کو شفا بھی جادو
کے ذریعہ ہوئی +

کِس نام سے۔ یا کِس قسم کے نام سے؟ یہ بھی حقارت سے سوال کیا "نام"
کے لئے دیکھو ۳: ۶ و ۱۶ +

۸۔ اُس وقت پطرس نے رُوح القدس سے معمور ہو کر اُنسے کہا۔

رُوح القدس سے معمُور ہو کر۔ مقابلہ کرو آیت ۳۱ + ۱۳: ۹ + یعنی اِس
خاص کام کے لئے تازہ بہ تازہ معموری درکار تھی۔ اگرچہ رُوح کا بپتسمہ (۲: ۴)
ایک ہی دفعہ ملتا ہے لیکن یہ معمُوری بار بار ہوتی ہے۔ ہمارے خداوند نے
جو وعدہ متی ۱۰: ۱۸ سے ۲۰ + لوقا ۲۱: ۱۲ سے ۱۵ میں کیا تھا۔ اُسکی لفظی تکمیل ہے

۹۔ اے اُمّت کے سردارو اور بزرگو۔ اگر آج ہم سے اُس احسان کی بابت بازپُرس کی جاتی ہے جو ایک ناتوان آدمی پر ہؤا۔ کہ وہ کیونکر اچھّا ہو گیا +

اے اُمّت کے سردارو۔ مقابلہ کرو ۳: ۱۷ + صدر مجلس میں یہ کاہنی گروہ

بڑا زور رکھتا تھا۔ یہ بھی اکثر صدوقی فرقے کے تھے۔ ادب سے مقدس پطرس مخاطب ہوا۔ "جس کی عزت کرنی چاہئے اُس کی عزت کرو" (رومیوں ۱۳: ۷۔ ۱پطرس ۲: ۱۳ سے ۱۷)۔ مسیحی کو چاہئے کہ ہمیشہ ادب کے ساتھ ہر ایک سے پیش آئے خواہ ایذا رسانی ہی کیوں نہ ہو +

ہم سے۔ دیکھو آیت ۷ اور ۳: ۱۲ +

بازپرس کی جاتی۔ یہ لفظ عموماً حکام کے ذریعہ قانونی تحقیقات کے لئے آتا ہے۔ اکثر لوگوں کی تحقیقات بڑے کاموں کے لئے ہوتی ہے نہ نیک کاموں کے لئے۔ لیکن یہاں ایک مہربانی کے کام کے لئے مقدمہ کیا جاتا ہے۔ اِس لفظ کا استعمال ۱تمط ۶: ۲ میں بھی ہوا۔ وہاں اِس سے نجات کا فائدہ مند کام مراد ہے۔ اِسی قسم کا فعل اعمال ۱۰: ۳۸۔ اور لوقا ۲۲: ۲۵ میں بھی آتا ہے +

ناتوان۔ کمزور ناطاقت شخص + ۵: ۱۵ و ۱۶ میں یہ لفظ بیمار کے معنی میں آتا ہے۔ اِس سے اس شخص کی پہلی حالت کی طرف اشارہ ہے۔ (۳: ۲) +

کیونکر۔ جیسے پہلے سوال ہوا تھا۔ کہ کس نام سے تم نے یہ کام کیا +

اچھا ہو گیا۔ پہلے یہ لفظ بدن کی شفا کے لئے آتا تھا۔ بعد ازاں نجات کے لئے جو روح کی شفا ہے استعمال ہونے لگا۔ بعض مقامات میں یہ دونوں معنی پائے جاتے ہیں۔ (مثلاً متی ۹: ۲۲ + لوقا ۱۷: ۵۰ + ۱۷: ۱۹) اور شاید پطرس نے بھی انہیں دو معنوں میں اس کو استعمال کیا +

۱۰۔ تو تم سب اور اسرائیل کی ساری اُمت کو معلوم ہو کہ یسوع مسیح ناصری جس کو تم نے صلیب دی اور خدا نے مردوں میں سے جلایا۔ اُسی کے نام سے یہ شخص تمہارے سامنے تندرست کھڑا ہے۔

معلوم ہو۔ پطرس نے زندہ مسیح کی طاقت کے اشتہار میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا +

یسوع مسیح ناصری۔ دیکھو ۳: ۶ + وہ یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ یہی حقیر یسوع

خدا کا مسیح ہے (دیکھو ۲: ۲۲) + اُنہوں نے یہ پوچھا تھا "کس نام سے" اب پطرس نے بڑی دلیری سے جواب دیا "یسوع مسیح کے نام سے۔ اُس کی قدرت اور فضل سے رحم کا کام کیا +

جس کو تم نے صلیب دی۔ رومیوں نے نہیں بلکہ تم نے صلیب دی مسیح کی موت کا الزام سامعین پر لگایا گیا (۲: ۲۳ و ۳: ۱۳ + ۱۴ و ۱۵ + ۵: ۳۰)

خدا نے مردوں میں سے جلایا۔ مسیح کے جی اُٹھنے کی گھنٹی پھر بجا دی گئی (دیکھو ۱: ۲۲ + ۲: ۲۳ و ۲۴ و ۳۲ + ۳: ۱۵) اگرچہ اسے معلوم تھا۔ کہ اُنکے سامعین کو یہ مضمون کیسا ناگوار تھا۔ (آیت ۲)۔ اسی مضمون پر جنگ تھی اور اسی پر فتح موقوف تھی +

تمہارے سامنے کھڑا ہے۔ ان کی آنکھوں کے سامنے اِس فتح کا ثبوت تھا۔ زندہ مسیح کی قدرت کا عملی سبق اُن کے سامنے موجود تھا۔ تم ہی بتاؤ کہ اس معجزہ کا کیا باعث ہوگا۔ نہ صرف وہ تمہارے سامنے کھڑا ہے بلکہ تندرست کھڑا ہے +

۱۱۔ یہ وہی پتھر ہے جسے تم معماروں نے حقیر جانا۔ اور وہ کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا +

وہی پتھر جسے تم معماروں نے حقیر جانا۔ مقدس پطرس نے اپنی دلیل کو کتاب مقدس سے ثابت کیا۔ یہ اقتباس زبور ۱۱۸: ۲۲ سے ستروں کے ترجمہ کے مطابق ہے۔ لیکن لفظ بہ لفظ اقتباس نہیں۔ اِس آیت کا حوالہ اُس نے ۱پطرس ۲: ۷ میں بھی دیا۔ صدر مجلس کے بعض ممبروں کو یاد ہوگا۔ کہ چند ہفتے پیشتر ہمارے خداوند نے اُنہی الفاظ کو استعمال کیا تھا (متی ۲۱: ۴۲ سے ۴۶۔ اور سردار کاہنوں اور فریسیوں نے سمجھ لیا تھا۔ کہ اُس نے یہ الفاظ ہمارے لئے بھی استعمال کئے۔ کیونکہ وہی بے دین معمار تھے۔ اب انہی الفاظ کے استعمال سے اُن کے دلوں پر سانپ سا لوٹ گیا ہوگا +

"حقیر جانا" اصل میں ہے "رد کیا" نئے عہدنامہ میں مقدس پولس اور مقدس لوقا نے یہ لفظ استعمال کئے۔ دیکھو لوقا ۱۸:۹ + ۲۳:۱۱ ۔

کونے کے سرے کا پتھر۔ محلّوں اور ہیکلوں کے کونے کے پتھر اکثر بڑے بڑے ہوتے تھے۔ یہ قائم الزاویہ ہوتے اور کونوں کے ذریعہ سے دونوں دیواروں کو پکڑے رہتے۔ لیکن یروشلم کی ہیکل میں کونے کے پتھر نہایت بڑے بڑے ہوتے تھے۔ وہاں ایک ٹکڑا ملا ہے جس کا طول ۲۰ فٹ اور عرض ۵ فٹ ہے۔ یہ الفاظ مسیح کی سرفرازی اور اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ مسیح روحانی ہیکل کی بنیاد اور [illegible]

۱۲- اور کسی دوسرے کے وسیلے سے نجات نہیں۔ کیونکہ آسمان کے تلے آدمیوں کو کوئی دوسرا نام نہیں بخشا گیا جس کے وسیلے سے ہم نجات پا سکیں ۔

کسی دوسرے کے وسیلے سے نجات نہیں۔ اب بدن کی شفا کے بجائے مقدس پطرس نے روح کی شفا کی طرف عود کیا (آیت ۹ کی تشریح دیکھو)۔ اب بجائے اپنی حمایت کے اس نے سامعین پر حملہ کیا۔ یہاں مسیح کے نجات دہندہ ہونے کی دعاوی پر زور دیا گیا ہے۔ صرف اسی نے اپنی قربانی کے ذریعہ گناہ کو دُور کیا اور نجات کے کام کی تکمیل کے لئے وہ مردوں میں سے جی اُٹھا۔ ہم ایک گروہ یا نبی یا ایک شریف معلّم کا ذکر نہیں کر رہے۔ بلکہ جہان کے نجات دہندہ کا (۱ یوحنا ۲:۲) ۔

ہندوستان میں ہم اس سبق کو بخوبی یاد رکھیں۔ سوال یہ نہیں کہ یہ یا وہ اچھا مذہب ہے بلکہ یہ کہ وہ نجات کے لئے خدا کی طرف سے مقرر ہوا ہے۔ مسیح کے سوا اور کسی پر یہ صادق نہیں آتا "یہ خدا کا برہ جو جہان کا گناہ اٹھا لیجاتا ہے"۔ (یوحنا ۱:۲۹) اس لئے جو لوگ نجات کے اس طریقہ کو رد کرتے ہیں وہ سخت خطرہ کی حالت میں ہیں ۔

کوئی دُوسرا نام نہیں بخشا گیا۔ اُسی کی قدرت سے آدمی کو نجات

مل سکتی ہے۔ انگریزی کلیسیا نے اس تعلیم کو اٹھارھویں مسئلہ دین میں قلمبند کیا ہے۔ ہمارے خداوند یسوع مسیح کے کفارہ پر ایمان لانے کیلئے پطرس نے اس امر میں کوئی نرمی نہیں دکھائی۔ ہمیں بھی ہندوستان میں اس پر زور دینا چاہئے۔

۱۳- جب انہوں نے پطرس اور یوحنا کی دلیری دیکھی۔ اور معلوم کیا کہ یہ ان پڑھ اور ناواقف آدمی ہیں۔ تو تعجب کیا۔ پھر انہیں پہچانا کہ یہ یسوع کے ساتھ رہے ہیں ۔

یہ لوگ ان متکلمین کی باتیں غور سے سنتے رہے۔ اور ان کی دلیری اور طرز گفتار سے حیران رہ گئے۔

دلیری۔ کلام کی دلیری مراد ہے (۴:۲۹ کی شرح) پطرس اور یوحنا بڑی آزادگی اور دلیری سے بولتے رہے۔ ان گلیلی مچھووں کے لئے ان یہودی حکام اور معلّموں کے سامنے کلام کرنا بڑی دلیری کی بات تھی ۔

ان پڑھ۔ یعنی شریعت اور مقدس نوشتوں سے ناواقف لوگ۔ انہوں نے فقیہوں جیسی تعلیم نہ پائی تھی ۔

ناواقف۔ یعنی عوام الناس میں سے جن کو باتوں کی خبر نہ تھی۔ (مقابلہ کرو ۱ قرنتی ۱:۲۶ سے ۲۹) نہ وہ پیشواؤں میں سے تھے اور نہ علما میں سے نہ حکام میں سے اور نہ رئیسوں میں سے۔ یہ لفظ پھر ۱ قرنتی ۱۴:۱۶ و ۲۳ و ۲۴ اور ۲ قرنتی ۱۱:۶ میں بھی آیا ہے ۔

پھر انہیں پہچانا۔ (دیکھو ۳:۱۰) اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں نے انکو پہلے دیکھا ہوگا۔ اور یہ بھی مطلب ہوگا کہ ان کی ایسی دلیری اور قدرت دیکھ کر انہوں نے یہ نتیجہ نکالا۔ کہ یہ لوگ اُسکے ساتھ رہ چکے ہونگے۔

۱۴- اور اس آدمی کو جو اچھا ہوا تھا۔ ان کے ساتھ کھڑے دیکھ کر کچھ خلاف نہ کہہ سکے ۔

آدمی جو اچھا ہوا تھا۔ (دیکھو آیت ۱۰ کی شرح) اس شخص کی موجودگی

کروہ تندرست ہو کر کھڑا تھا۔ سب سے بڑی شہادت تھی ✤
کچھ خلاف نہ کہہ سکے۔ یوں لوقا ۲۱ : ۱۵ کے وعدہ کی تکمیل ہوتی۔ تبدیل شدہ زندگی سے مقابلہ ہیں۔ اور کون سی شہادت ٹھہر سکتی ہے ✤

۱۵۔ مگر انہیں صدر عدالت سے باہر جانے کا حکم دے کر آپس میں مشورہ کرنے لگے ✤

مشورہ کرنے لگے۔ یہ فعل بھی مقدس لوقا کا خاص لفظ ہے اور اس کے مختلف معنی آتے ہیں۔ لوقا ۲ : ۱۹ + ۱۴ : ۳۱ + اعمال ۱۷ : ۱۸ + ۱۹ : ۲۷ + ۲۰ : ۱۴)
یہ فعل ناتمام ہے جس کا زور یہ ہے کہ وہ مشورہ کرتے رہے ✤

۱۶۔ کہ ہم اِن آدمیوں کے ساتھ کیا کریں؟ کیونکہ یروشلیم کے سب رہنے والوں پر روشن ہے کہ اُن سے ایک صریح معجزہ ظاہر ہوا۔ اور ہم اُس کا انکار نہیں کر سکتے ✤

معجزہ۔ جیسے حاشیہ سے ظاہر ہے۔ اس کے معنی نشان کے بھی ہیں۔ (۲ : ۲۲ کی شرح)۔ اس لنگڑے کا شفا پانا رُوحانی باتوں کا نشان تھا۔ کیا کوئی لنگڑے مسیحی نہیں جن کو شفا درکار ہے۔ تاکہ وہ خدا کے احکام کی راہ میں چلیں اور دُنیا کے سامنے مسیح کی قدرت کا عملی ثبوت بن جائیں ✤

۱۷۔ لیکن اس لئے کہ یہ لوگوں میں زیادہ مشہور نہ ہو۔ ہم اُنہیں دھمکائیں۔ کہ پھر یہ نام لے کر کسی سے بات نہ کریں ✤

زیادہ مشہور نہ ہو۔ یعنی اس معجزہ کی شہرت اور اس کے وسیلے یہ نئی تعلیم پھیلنے نہ پائے ✤

ہم اُنہیں دھمکائیں۔ یہ لفظ پھر ا پطرس ۲ : ۲۳ میں ہے اور ایذا دہی کے وقت خداوند کے صبر کو یاد دلاتا ہے۔ آیت ۲۹۔ اور ۹ : ۱ + افسی ۶ : ۹ + ہشتی۔ کے بعد (۲ : ۱۲) دھمکی آتی ہے ✤

کسی سے بات نہ کریں۔ یہ لفظ عام تقریر اور منادی کے لئے آتا ہے

(مثلاً ۲ : ۴ و ۶ و ۷ و ۱۱ + ۴ : ۲۹ و ۳۱) ✤
یہ نام لے کر یعنی مسیح کے نام کو اپنی تعلیم کی بنیاد نہ بناؤ ✤

۱۸۔ پس انہیں بُلا کر تاکید کی کہ یسُوع کا نام لے کر ہرگز بات نہ کرنا اور نہ تعلیم دینا ✤

تاکید کی۔ اس صدر مجلس کے فیصلجات کی تعمیل چند قیود کے ساتھ لازمی تھی۔ (آیت ۵ کی شرح)۔ اس لئے ایسے بااختیار مجمع کے حکم کو ٹالنا خطرناک تھا۔ لیکن مسیح سے ایک اعلےٰ اختیار تھا جس کی انہیں زیادہ پروا تھی (۱۰ : ۴۲ + ۱ : ۴ کی شرح) ✤

بات نہ کرنا اور نہ تعلیم دینا۔ ان میں سے پہلا فعل بہت شاذ ہے۔ اور صرف ۲ پطرس ۲ : ۱۶ و ۱۸ میں پھر آیا ہے۔ بلند آواز سے اور صاف طور سے بولنے کے لئے یہ لفظ استعمال ہُوا کرتا تھا ✤
یسُوع کا نام لے کر۔ پطرس نے تو یسُوع مسیح کہا تھا۔ لیکن صدر مجلس صرف یسُوع کا ذکر کرتے ہیں ✤

۱۹۔ مگر پطرس اور یُوحنّا نے جواب میں اُن سے کہا۔ کہ تم ہی انصاف کرو۔ آیا خدا کے نزدیک یہ واجب ہے۔ کہ ہم خدا کی بات سے تمہاری بات زیادہ سُنیں ✤

آیا خدا کے نزدیک یہ واجب ہے۔ متی ۲۲ : ۲۱ میں جو اصول ہے وہ یہاں صادق آتا ہے۔ یہ صدر مجلس کے حکام تو انجیل کی نسبت خاموشی کی حکم دیتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس اُن کا آسمانی مالک انجیل کی بشارت کا حکم دیتا ہے۔ (متی ۲۸ : ۱۹ و ۲۰ + اعمال ۱ : ۸ + ۱۰ : ۴۲) ✤
اب اعلےٰ حاکم کا حکم ماننا فرض ہے۔ یہ شخصی رائے کی بات نہ تھی بلکہ ایک صریح حکم کی اطاعت۔ کیا یہی اصُول بپتسمہ کے وقت مسیح کا برملا اقرار کرنے پر عائد نہیں جو غیر مسیحی والدین اور خاوند اور رشتہ دار منع کریں ✤

۲۰- کیونکہ ممکن نہیں کہ جو ہم نے دیکھا اور سُنا ہے وہ نہ کہیں ❖

جو ہم نے دیکھا اور سُنا ہے وہ نہ کہیں- اُن کا یہ لازمی فرض تھا کہ اس الٰہی حکم کی تعمیل کریں (اقرنتی ۱۶:۹)- وہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ جب ہم خداوند یسوع مسیح کے ساتھ رہے اور اُس کی قیامت کو دیکھا تو ہم خاموش کیسے رہیں- سچے گواہ کا یہ فرض ہے- کہ جو کچھ اُس نے دیکھا اور سُنا ہے اُس کا بیان کرے مقابلہ کرو ۱یوحنا ۱:۱و۲+ اعمال ۲۶:۱۶ ❖

۲۱- اُنہوں نے اُن کو اَور دھمکا کر چھوڑ دیا- کیونکہ لوگوں کے سبب سے اُن کو سزا دینے کا کوئی موقع نہ ملا- اِس لئے کہ سب لوگ اُس ماجرے کے سبب سے خدا کی بڑائی کرتے تھے ❖

اور دھمکا کر- آیت ۱۷ میں جو لفظ آیا تھا اُس پر پچھا ور ایزاد کیا گیا ❖

اُن کو سزا دینے کا... یعنی کوئی بہانہ سزا دینے کا نہ ملا- وہ سزا دینا تو چاہتے تھے لیکن اُن کے فقیہ بھی کوئی شرعی بہانہ پیدا نہ کرسکے جس سے کہ لوگوں کے سامنے اُن کو قصوروار ٹھیرا سکیں ❖

لوگوں کے سبب سے- یعنی عام لوگ اِس معجزے سے واقف تھے اس لئے اُن کو دھوکا دینا ممکن نہ تھا- (مرقس ۱۱:۳۲ + ۱۴:۱ و ۲) ❖

خدا کی بڑائی کرتے تھے- یا کر رہے تھے- یوں پطرس کا مقصد حاصل ہوگیا- (۳:۱۲ و ۱۳) ایک لنگڑے کی شفا سے کیسے بڑے نتیجے صادر ہوئے-

۲۲- کیونکہ وہ شخص جس پر یہ شفا دینے کا معجزہ ہؤا تھا چالیس برس سے زیادہ کا تھا ❖

چالیس برس سے زیادہ کا- اِس کے ذکر کرنے کی وجہ یہ تھی- کہ اسی کے باعث لوگ خدا کی تعریف کر رہے تھے- اور اِسی وجہ سے صدرِ مجلس رسولوں کو سزا دینے سے باز رہے- مقدس لوقا ایسے واقعات کا خاص لحاظ کرتا ہے جن کے ذریعہ یہ معجزہ اور بھی قابلِ غور ہوجاتا ہے ڈنڈت

مُرجھائے ہوئے اعضا والے مسیح کی طاقت سے بحال ہوگئے ❖

۲۳ سے ۳۱
دُعائیہ جلسہ اور اُس کے نتائج

۲۳- وہ چھوٹ کر اپنے لوگوں کے پاس گئے- اور جو کچھ سردار کاہنوں اور بزرگوں نے اُن سے کہا تھا بیان کیا ❖

اپنے لوگوں کے پاس- بعض اِس سے رسولی جماعت مراد لیتے ہیں- لیکن متنوں کو ایسے محدود کرنے کی ضرورت نہیں- اِس سے غالباً اس سے مسیحی ایماندار مراد ہونگے- دعائیہ جلسوں کے لئے اُن کا ایک مرکز ہوگا شاید وہی بالاخانہ جس کا ذکر ۱:۱۳ میں آچکا ہے- مخالفوں کے درمیان سے نکل کر اپنے دوستوں کے درمیان واپس آنے سے اُنکو کیسی بڑی خوشی ہوئی ہوگی ❖

سردار کاہنوں- نئے عہدنامہ میں ان کا بار بار ذکر آتا ہے (متی ۲:۴ + ۱۶:۲۱ + ۲۰:۱۸ + مرقس ۱۴:۱۰ و ۴۳ و ۵۳ + لوقا ۲۲:۵۲ + یوحنا ۱۲:۱۰) اِس کے بعد بھی اِس نام کا ذکر آیا ہے- دیکھو اعمال ۵:۲۴ + ۹:۱۴ و ۲۱ + ۲۲:۳۰ + ۲۳:۱۴ + ۲۵:۱۵ + ۲۶:۱۰ و ۱۲ + یوسیفس نے بھی اس کی تصدیق کی ہے- ہمیں معلوم ہے کہ رومی حکام اور ہیرودیس نے اپنی مرضی کے مطابق سردار کاہنوں کو مقرر اور معزول کیا- چنانچہ ہیرودیس اعظم کے وقت سے لے کر یروشلیم کے تسخیر ہونے تک کم سے کم اٹھائیس سردار کاہن بن چکے تھے- ان معزول شدہ سردار کاہنوں کی کثرت سے یہ لقب سردار کاہنوں جمع کی صورت میں رواج پاگیا- اِس لقب میں کاہنوں کے چوبیس فرقوں کے سردار بھی داخل ہوگئے- اور یہ کاہنوں کی حکومت کا باعث ہؤا- اور آیت ۵ میں جن سرداروں کا ذکر ہے وہ یہی لوگ ہونگے ❖

۲۴- جب اُنہوں نے یہ سُنا تو ایک دل ہو کر بلند آواز سے خدا

سے کہا کہ اے مالک۔ تو وہ ہے جس نے آسمان اور زمین اور سمندر اور جو کچھ اُن میں ہے پیدا کیا ۔

بلند آواز سے۔ دیکھو ۲: ۱۴ + ۱۴: ۱۱ + ۲۲: ۲۲ یہ دعا بلند آواز سے مانگی گئی ۔

ایک دل۔ یہ وہی لفظ ہے جو ۱: ۱۴ میں آیا تھا ۔ اس سے دل اور خواہش کی یگانگت مراد ہے۔ بعضوں کا خیال ہے کہ پطرس نے دعا مانگنے میں اُن کی پیشوائی کی اور باقی اس کی دعا میں شریک ہوتے لفظ بہ لفظ اس کے پیچھے پیچھے وہ کہتے رہے یا دلوں میں اُس کے ساتھ شریک تھے۔ لیکن خود عبارت سے اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ شاید دوسروں نے دعا میں پیشوائی کی ہو۔ ہمیں صرف اتنا ہی معلوم ہے کہ سب نے مل کر دعا کی۔ کس طریقے سے اُنہوں نے یہ دعا مانگی اس کا صاف ذکر نہیں ۔

اے مالک۔ جو لفظ اصل میں استعمال ہوا ہے اُس کے معنی اعلیٰ مالک کے ہیں۔ دیکھو لوقا ۲: ۲۹ + ۲ پطرس ۲: ۱ + یہوداہ ۴ آیت + مکاشفہ ۶: ۱۰ + اپنی خاص ضرورت کے وقت اُنہوں نے اپنے دلوں کو خدا کے انتظام اور قدرت پر لگایا ۔

جس نے آسمان ... پیدا کیا۔ زبور ۱۴۶: ۶ کا اقتباس ہے بہتروں کے ترجمے سے۔ نیز مقابلہ کرو خروج ۲۰: ۱۱ سے ۔ تھکے ماندوں کے پاؤں کے لئے خدا کی قوت خالقہ ایک مضبوط چٹان ہے۔ فطرت کا خدا فضل کا بھی خدا ہے ۔ دیکھو ۱ پطرس ۴: ۱۹ + کتاب مقدس میں اس رائے کی ہرگز تائید نہیں ہوتی۔ کہ مادہ بذاتہ بد ہے۔ اور نہ اس رائے کی تائید پائی جاتی ہے جو بعض ہندو مانا کرتے ہیں۔ کہ یہ دنیا یا مادہ ازل سے ہے ۔

۲۵۔ تو نے روح القدس کے وسیلے سے ہمارے باپ اپنے خادم داؤد کی زبانی فرمایا کہ۔

قوموں نے کیوں دھوم مچائی؟ اور اُمتوں نے کیوں باطل خیال کئے؟

روح القدس کے وسیلے سے۔ دیکھو ۱: ۱۶ اور [illegible] ہمارے نزدیک مقدس نوشتے روح القدس کے الہام سے لکھے گئے تھے ۔

اپنے خادم داؤد۔ دیکھو ۳: ۲۵ و ۲۶ + یہ لقب خادم ۳: ۱۳ و ۲۶ میں مسیح کے لئے بھی آیا ہے۔ لوقا ۱: ۶۹ میں بھی یہ لقب داؤد کا آیا ہے ۔

فرمایا۔ یہ اقتباس زبور ۲: ۱ و ۲ سے ہے۔ لفظ بہ لفظ بہتروں کے ترجمے کے مطابق ہے ۔ اُن پہلے مسیحیوں کے نہ صرف وعظ بلکہ اُن کی دعائیں بھی کتاب مقدس کی آیات سے لبریز تھیں ۔

قوموں نے۔ اس سے اشارہ رومیوں کی طرف معلوم ہوتا ہے جنہوں نے مسیح کی مخالفت کرنے میں حصہ لیا تھا۔ دیکھو آیت ۲۷ + دھوم مچانے کے لئے جو لفظ ہے اُس کے اصلی معنے گھوڑوں کے ہنہنانے کے ہیں اور اس سے انسانوں کے غرور اور گستاخی کی طرف اشارہ ہے ۔

اُمتوں۔ شاید اسرائیل کے فرقوں سے مراد ہو یعنی یہودی اور ان کے فریق (آیت ۲۷)۔ البتہ بعضوں کا خیال ہے کہ اس سے غیر قومیں مراد ہیں ۔

باطل خیال کرنے۔ کسی کی فکر کرنا۔ اصلی یونانی لفظ کا ترجمہ ہے [illegible] ۱۳: ۱۱ + اعمال ۴: ۱۵ میں بھی یہ لفظ آیا ہے۔ مسیح اور اس کی کلیسیا کو شکست [illegible] کرنا ایک باطل خیال تھا ۔

۲۶۔ خداوند اور اُس کے مسیح کی مخالفت کو زمین کے بادشاہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور سردار جمع ہو گئے ۔

زمین کے بادشاہ۔ ہیرودیس انتیپاس اور پنطیس پلاطوس کا خاص خیال ہے۔ دیکھو آیت ۲۷ ۔

سردار - یعنے صدر مجلس کے چیدہ اشخاص (آیت ۵) + ۳ : ۱۵ + ۴ : ۵ و ۸
میں بھی یہ لفظ آیا ہے - بعض سمجھتے ہیں کہ اس لفظ سے پنطیس پلاطوس بھی
مراد ہے اور بادشاہ سے ہیرودیس
جمع ہو گئے - یہی لفظ صدر مجلس کے جمع ہونے کے لئے بھی آیا ہے دیکھو آیات ۵ و ۶
جسے تو نے مسح کیا - اس زبور کی پیشنگوئی کیسے عجیب طور سے پوری ہوئی اور
کتاب مقدس کا الہام کیسا حقیقی ہے +

۲۷ - کیونکہ واقعی تیرے پاک خادم یسوع کے برخلاف جسے تو نے
مسح کیا - ہیرودیس پنطیس پلاطس غیر قوموں اور اسرائیلیوں کے
ساتھ اسی شہر میں جمع ہوئے +

تیرے پاک خادم یسوع - دیکھو ۳ : ۱۳ و ۲۶ + لفظ پاک میں جدائی
کا خیال ہے - کہ جو شے یا شخص خدا کے - لئے الگ کی جائے وہ پاک یا مقدس کہلاتی ہے
اہل اسلام کی کتابوں کے مطالعہ کرنے سے بھی یہ ظاہر ہے - کہ صرف مسیح ہی
بے گناہ نبی ہے - ہر دوسرے نبی کے گناہ کا ذکر آتا ہے - اور اُن کو ہدایت کی گئی ہے
کہ اپنے گناہ کی معافی مانگیں +

۲۸ - تاکہ جو کچھ پہلے سے تیری قدرت اور تیری مصلحت سے ٹھہر
گیا تھا وہی عمل میں لائیں +

تیری قدرت اور تیری مصلحت - دیکھو ۳ : ۱۸ + قدرت کے لئے
جو لفظ ہے اُس کا ترجمہ ہاتھ ہے - اور خدا کا ہاتھ اُس کی قدرت ہے - مصلحت
اُس کی ہر ایک شے کو ترتیب دینے والی حکمت ہے - دیکھو ۲ : ۲۳ +
پہلے سے - انسان کی نجات کے لئے مسیح کی موت بنائے عالم سے پیشتر
مقرر ہو چکی تھی (۲ : ۲۳) + اس جگہ کے سوا یہ لفظ عموماً مقدس پولوس کی
تصنیفات میں آتا ہے - چنانچہ جہاں یہ لفظ آیا ہے انکا مقابلہ کریں :-
(۱) مسیح کی موت اور دکھ پیشتر سے مقرر تھے (اعمال ۴ : ۲۸) +

(ب) ایمانداروں کی مسیح کے ساتھ مشابہت پہلے سے مقرر تھی (رومیوں ۸ : ۲۹ و ۳۰)
(ج) انجیل کی پوشیدہ حکمت پہلے سے مقرر تھی - (۱ قرنتی ۲ : ۷) +
(د) مسیحی شخص کا لےپالک ہونا اور حقوق پہلے سے مقرر تھے - (افسیوں ۱ : ۵ و ۱۱)

۲۹ - اب اے خداوند اُن کی دھمکیوں کو دیکھ - اور اپنے بندوں کو
یہ توفیق دے - کہ وہ تیرا کلام کمال دلیری کے ساتھ سُنائیں +

اُن کی دھمکیوں کو دیکھ - لفظ "دیکھ" بھی خاص لوقا کا لفظ ہے - اور
لوقا ۱ : ۲۵ میں صرف آیا ہے - جہاں مہربانی سے اپنے خادموں پر نظر کرنے کا ذکر
آیا ہے - یہاں وہ اپنے دشمنوں پر نظر کرتا ہے کہ حسد کو دور کرے - یونانی زبان
میں یہ لفظ اکثر دیوتاؤں کی نگہبانی کے واسطے مستعمل ہوا ہے - ستروں کے
ترجمہ میں الٰہی پروردگاری کے لئے یہ لفظ آیا ہے "دھمکیوں" کے لئے دیکھو
آیات ۱۷ و ۲۱ +
ایسی دھمکیوں کے موقعہ پر مسیحی شخص کے لئے یہ مناسب ہے - کہ خدا کے
آگے اُن کا ذکر کرے - تاکہ وہ اُن پر نظر کرے - اور مناسب طور پر اُن کا فیصلہ
کرے - ہمارے لئے ہائی کورٹ وہی ہے - وہ اپنی آنکھوں سے ہر طرح کی
بدی کو دور کر سکتا ہے - (امثال ۲۰ : ۸) +
اپنے بندوں کو - جس خاص لفظ کو انہوں نے مسیح کے لئے استعمال کیا
تھا - (آیت ۲۷) وہ انہوں - نے اپنے لئے استعمال نہیں کیا - بلکہ اپنے لئے
"غلام" کا لفظ استعمال کیا - رسول اپنے لئے اس لفظ کو اکثر استعمال کرتے
ہیں - (رومی ۱ : ۱ + یعقوب ۱ : ۱ + ۲ پطرس ۱ : ۱ + یہوداہ ۱) اس لفظ کا مدعا
یہ ہے کہ ہم سراسر اپنے خداوند کے ہیں - اس موقعہ پر بھی یہ لفظ مناسب تھا
کیونکہ وہ خدا کو اپنا آقا کہہ کر پکارتے ہیں - (آیت ۲۴) تاکہ اُسکی مرضی پوری ہو +
وہ تیرا کلام - یعنی باوجود صدر مجلس کی مخالفت کے - (آیت ۱۷) اس مخالفت
کے مقابلہ میں انہوں نے خاموش رہنے کی اجازت نہیں مانگی - نہ اس امر کی

کہ دُوسرے لوگ بشارت کے لئے بھیجے جائیں۔ بلکہ اُنہوں نے توفیق حاصل کرنے کی درخواست کی تاکہ ایسے مشکل موقعہ پہ اُن کو دلیری ملے اور وہ اپنے آقا کے احکام کو سرانجام دے سکیں +

دلیری کے ساتھ۔ دیکھو آیت ۱۳ + اُنہوں نے یہ سمجھ لیا کہ اُن کے کلام اور شہادت کے لئے دلیری کی بہت ضرورت ہے۔ اُن کی خاص ضرورت کے لئے خاص دُعا تھی +

۳۰۔ اور تو اپنا ہاتھ شفا دینے کو بڑھا۔ اور تیرے پاک خادم یسُوع کے نام سے معجزے اور عجیب کام ظہور میں آئیں +

تو اپنا ہاتھ شفا دینے کو بڑھا۔ خدا کا ہاتھ اپنے عجیب کاموں کے ذریعہ اپنے بندوں کی گواہی کی تصدیق کرتا ہے۔ (یوحنا ۱۴: ۱۰ سے ۱۲) معجزوں کا ایک بڑا مقصد یہ تھا۔ کہ انجیل کے پیغام کی صداقت پر گواہی ملے +

معجزے اور عجیب کام۔ دیکھو ۲: ۲۲ + یہاں لفظ "نشان" (معجزے) مقدم ہے تاکہ معجزوں کا روحانی مقصد ظاہر ہو +

نام۔ اس سارے باب میں لفظ "نام" بار بار آیا ہے۔ (دیکھو آیات ۷، ۱۰، ۱۲، ۱۷ و ۱۸) اور دیکھو ۳: ۶ کی تشریح +

تیرا پاک خادم یسُوع۔ دیکھو آیت ۲۷۔ وہ اپنے نجات دہندہ کا جلال چاہتے ہیں +

۳۱۔ جب وہ دُعا مانگ چکے تو جس مکان میں جمع تھے وہ ہل گیا اور وہ سب رُوح القدس سے بھر گئے۔ اور خدا کا کلام دلیری سے سُناتے رہے +

ہل گیا۔ اُنہوں نے زمین و آسمان کے خدا سے درخواست کی تھی + (آیت ۲۴)۔ اس لئے اُس نے فطری قوت کے ذریعہ جواب دیا اور نئی طاقت عطا کی۔ یہ ہل جانا اعجازی تھا۔ اور اس بات کا نشان تھا۔ کہ خدا انجیل سے دنیا کو ہلاک کریگا ۔ یہی لفظ

۱۶: ۲۶ میں آیا ہے۔ جب بھونچال کے ذریعہ فلپی کا جیلخانہ ہل گیا۔ ان دونوں مقاموں میں خدا نے اپنے بندوں کے لئے مداخلت کی +

وہ سب رُوح القدس سے بھر گئے۔ جیسے پنتی کوست کے دن بھر گئے تھے۔ (۲: ۴)۔ مقابلہ کرو آیت ۸ سے اس نئے موقعہ کے لئے نئی معموری تھی۔ خدا نے اپنے لوگوں کی اس نئی ضرورت کو رُوح کے نئے انعام کے ذریعہ پورا کیا +

خدا کا کلام۔ شیطان نے ان کو کلام کرنے سے روکنے کی کوشش کی (آیت ۱۷) خدا نے ان کو کلام کرنے کے لئے دلیری عطا کی +

دلیری سے۔ جو کچھ اُنہوں نے مانگا تھا وہ اُن کو مل گیا۔ یہ دُعا خاص امر کے لئے تھی۔ اور خدا نے اُن کو وہی شے عطا کی۔ اس لئے کہ یہ اُس کی عین مرضی کے مطابق تھی +

---

۳۲ سے ۳۷
مسیحی شراکت۔ برنباس

۳۲۔ اور ایمانداروں کی جماعت ایک دل اور ایک جان تھی اور کسی نے بھی اپنے مال کو اپنا نہ کہا۔ بلکہ اُن کی سب چیزیں مشترک تھیں +

جماعت۔ مسیحیوں کے شمار کی ترقی کی طرف اشارہ ہے۔ ۱: ۱۵ میں جو لوگ ایک سو بیس کے قریب تھے۔ اب وہ ایک بڑی بھیڑ ہو گئی +

ایمانداروں۔ یا جو ایمان لائے تھے۔ اُس زمانہ میں مسیحیوں کا یہ عام نام تھا۔ ۲: ۴۴ + ۵: ۱۴) خدا پر ایمان لانا اُن کی یگانگت کا خاص وسیلہ تھا +

ایک دل اور ایک جان۔ لفظی طور پر یہ ترجمہ ہوگا۔ کہ جو لوگ

ایماندار بن گئے تھے اُن کا دِل اور جان ایک تھا ✢

دِل سے شاید اُن کا عقلی حصّہ مُراد ہے یعنی خیال اور ارادہ۔ اور جان سے اُن کے جذبات یعنی محبّت۔ جوش وغیرہ۔ یعنی کامل اتحاد اُن لوگوں میں تھا۔ بیزا (BEZA) کے نسخہ میں ہے۔ کہ اُن میں کوئی امتیاز (یا فرق) نہ تھا اُن کی سب چیزیں ۔ یہ مالی شراکت اُن کی اختیاری بات تھی مجبوری امر نہ تھا۔ کلیسیا میں یگانگت ہونے کی وجہ سے انجیل کی اشاعت میں بڑی ترقی ہوئی ✢

۳۳- اور رسول بڑی قدرت سے خداوند یسوعؔ کے جی اُٹھنے کی گواہی دیتے رہے۔ اور اُن سب پر بڑا فضل تھا ✢

بڑی قدرت۔ یہی لفظ ۱: ۸ میں پایا جاتا ہے۔ اُس آیت میں جو وعدہ تھا اُس کی خاص تکمیل ہوئی ✢

رسول... گواہی دیتے رہے۔ (مقابلہ کرو متی ۵: ۲۴+ ۱۸: ۲۵+ رومی ۱۲: ۷)۔ نیز دیکھو رومی ۱: ۴ و ۱۵ + ۱ کرنتھی ۹: ۱۶+ حقیقی مسیحیوں کا یہ فرض ہے۔ خداوند کے لحاظ سے اور اپنے ہم جنسوں کے لحاظ سے کہ وہ اپنے مُنہ سے اور اپنی زندگی سے نجات کی انجیل لوگوں کے سامنے پیش کریں ✢

یسوعؔ مسیح کے جی اُٹھنے۔ جب ہم بار بار کہہ چکے ہیں۔ رسولوں کی منادی کی یہ بنیاد تھی (۱: ۲۲+ ۲: ۲۴ و ۳۱ + ۳: ۱۵ و ۲۶ + ۴: ۲ و ۱۰) اُنہوں نے اِس ڈر سے کہ اس سے لوگ ٹھوکر کھاتے ہیں۔ نہ تو اس تعلیم کو چھپایا اور نہ اُس کو بدلا۔ (آیت ۲)۔ ہمیں چاہیئے کہ ہندوستان میں دیانتداری کے ساتھ انجیل کی تعلیم کی اشاعت کریں۔ مثلاً تثلیث فی التوحید مسیح کی الوہیت۔ اُس کی کفارہ بخش قربانی اور رُوح القدس کی شخصیت کو اہلِ ہنود اور اہلِ اسلام کے تعصّبات اور مخالفت کے باعث کسی طرح سے نہ چھپائیں اور نہ بدلیں۔ کیونکہ آدمیوں کے دلوں پر اثر انہیں کی وجہ سے ہوتا ہے ✢

بڑا فضل تھا۔ دیکھو ۲: ۴۷ + لوقا ۲: ۵۲ جس سے بعضوں نے یہ مراد لی کہ لوگوں کی نظر میں وہ بڑے عزیز ٹھہرے لیکن بہتر معنی یہ ہونگے۔ کہ خدا کا فضل کلیسیا پر تھا۔ یہ اُس دُعا اور رُوح القدس کی معموری کا نتیجہ تھا ✢

۳۴- کیونکہ اُن میں کوئی بھی محتاج نہ تھا۔ اِس لئے کہ جو لوگ زمینوں یا گھروں کے مالک تھے اُن کو بیچ بیچ کر بکی ہوئی چیزوں کی قیمت لاتے ✢

اُن میں کوئی محتاج نہ تھا۔ یہ برادرانہ محبّت اس بڑے فضل کا نشان تھا کسی کو اُنہوں نے محتاج رہنے نہ دیا (یعقوب ۲: ۱۵ و ۱۷) جن صورتوں میں یہ فضل ظاہر ہوتا ہے وہ بھائیوں کو خیرات کے ذریعہ ظاہر ہوتا ہے۔ (۲ کرنتھی ۸: ۱ سے ۴ و ۹) ✢

بیچ بیچ کر۔ ۲: ۴۵ کی شرح دیکھو ✢

چیزوں کی قیمت لاتے۔ یہ فعل اور اس کے مابعد کا فعل ناتمام ہیں جن سے یہ معنی نکلتی ہیں کہ وہ لاتے رہتے تھے اور رسولوں کے پاؤں پر دھرتے رہتے ✢

۳۵- اور رسولوں کے پاؤں میں رکھ دیتے تھے۔ پھر ہر ایک کو اُس کی ضرورت کے موافق بانٹ دیا جاتا تھا ✢

رسولوں کے پاؤں میں۔ دیکھو آیت ۳۷ + رسول بطور اُستاد بیٹھتے ہیں (دیکھو لوقا ۱۰: ۳۹ + اعمال ۲۲: ۳) مشرقی دستور یہی رہا ہے کہ یہ نذرانے ہاتھ میں نہیں دیئے جاتے۔ بلکہ قدموں پر دھرے جاتے ہیں۔ ہندوستان میں یہ عام دستور ہے ✢

ہر ایک کو اُس کی ضرورت کے موافق۔ دیکھو ۲: ۴۵ ✢

۳۶- اور یوسف نام ایک لیوی تھا جس کا لقب رسولوں نے برنباؔ یعنی نصیحت کا بیٹا رکھا تھا اور جس کی پیدائش کپرس کی تھی ✢

یوسف جس کا لقب رسولوں نے... برنبا رکھا۔ یہ شخص برنبا کے نام سے زیادہ مشہور ہے جو رسول نے اُس کو لقب دیا۔ اِس کا لفظی ترجمہ یہ ہے

"برنباس یا نصیحت کا بیٹا" لیکن غیر قوم ناظرین کے لئے یہ صرف "نصیحت کا بیٹا" یا "تسلی کا بیٹا" یہ نیا نام اُس کو اس وقت یا پیچھے کسی خاص وجہ سے دیا گیا ہوگا (دیکھو ۱۱: ۲۲ و ۲۳ + ۱۳: ۱) یہاں اُس کی ذات یہودی بتائی گئی ہے۔ اور اُس کا وطن کپرس۔ اس نے اپنی جائداد بیچ کر اُس کی قیمت رسولوں کو لاکر دیدی۔ بعد ازاں ساؤل طرسوس کے رجوع لانے کے بعد اسی نے اُس کا ہاتھ پکڑا اور اس کی نیک نیتی کی تصدیق کی (۹: ۲۷) انطاکیہ کی کلیسیا کی کارروائی پر رپورٹ کرنیکے لئے رسولوں نے اسی کو چنا اور وہاں بھیجا (۱۱: ۲۲ سے ۲۴) پولوس کو وہاں لیجا کر (۱۱: ۲۵ سے ۳۰) وہ انطاکیہ میں تعلیم دیتا رہا۔ اور پھر پولوس کے ہمراہ یروشلم کو گیا۔ اور وہاں کے مسیحیوں کے لئے خیرات لے گیا (۱۱: ۳۰) پولوس کے ہمراہ انطاکیہ کو واپس گیا (۱۲: ۲۵)۔ اور اس کا خالہ زاد مرقس (جس کی ماں مریم یروشلم میں رہا کرتی تھی) بھی اُس کے ساتھ تھا۔ روح القدس نے اس کو پولوس کا ہم خدمت ہونے کے لئے چن لیا۔ اور پہلے مشنری سفر کے وقت اُس کے ہمراہ کپرس انطاکیہ (واقعہ پسدیہ) اکنیوم لسترا اور دربے کو گیا (باب ۱۳ و ۱۴) سوریا کے انطاکیہ کو واپس آیا۔ بعد ازاں وہ اور پولوس یروشلم کو اُس مجلس میں شریک ہونے کو گئے جس میں غیر قوم مریدوں کے ختنہ کا سوال فیصلہ ہونا تھا (باب ۱۵ + گلتیوں ۲: ۱ سے ۱۰) + اس مجلس کے حسب منشا فیصلہ کے بعد وہ انطاکیہ کو واپس گئے اور شاید اسی جگہ پطرس کی غیر مستقل روش کی تاثیر اُس پر ہوگئی (گلتیوں ۲: ۱۱ سے ۱۴) پھر یوحنا مرقس کو ساتھ لے جانے کی نسبت پولوس سے تنازعہ ہوا۔ اور اُس سے جدا ہو کر مرقس کے ہمراہ کپرس کو گیا (۱۵: ۳۷ سے ۳۹)۔ اس کے بعد اُس کا کچھ ذکر نہیں آتا + اعمال ۱۴: ۱۴ میں اس کو رسول کا لقب دیا گیا +

کپرس۔ بحیرہ شام کے مشرقی حصہ میں یہ ایک جزیرہ۔ اس کا عرض بڑے سے بڑا ساٹھ میل ہے۔ اور اس کا طول ایک سو پینتالیس میل۔ قدیم زمانہ میں یہ لکڑی تانبے اور مٹی کے برتنوں کے لئے مشہور تھا۔ عہد عتیق میں اس کا نام کتیم آیا ہے

مصریوں۔ فارسیوں اور یونانیوں کے ماتحت رہا۔ بعد ازاں سنہ ۵۸ ق م میں وہ رومیوں کے قبضے میں آگیا۔ انہوں نے پہلے اسے کلکیا سے ملحق کیا لیکن پیچھے سنہ ۲۷ ق م میں اس کو الگ صوبہ بنا دیا (دیکھو ۱۳: ۷ کی تشریح) گورنمنٹ کا صدر مقام پافس تھا لیکن سلمیس اس جزیرہ کا سب سے بڑا مشہور قصبہ تھا +

سنہ ۲۹۵ ق م بطلیمی کے عہد سلطنت میں یہودی یہاں آن کر آباد ہوئے اور ایک بڑی جماعت وہاں آباد رہی۔ استفنس کی وفات کے وقت جب مسیحی پراگندہ ہوگئے تو بعض کپرس میں بھی آگئے۔ (۱۱: ۱۹)۔ اور یہاں کے بعض مسیحیوں نے انطاکیہ میں جاکر خدا کا کلام سنایا (۱۱: ۲۰) پولوس اور برنباس نے پہلے مشنری سفر کے وقت وہاں منادی کی (۱۳: ۴ سے ۱۲) اور پھر مرقس کو ساتھ لے کر برنباس وہاں گیا (۱۵: ۳۹ و ۴۰) اس کے بعد ۲۱: ۳ و ۱۶ + اور ۲۷: ۴ میں کپرس کا ذکر آیا ہے +

۳۷۔ اُس کا ایک کھیت تھا جسے اُس نے بیچا۔ اور قیمت لاکر رسولوں کے پاؤں میں رکھ دی +

ایک کھیت تھا۔ شروع شروع میں یہودیوں کی کوئی جائداد نہ ہوتی تھی (استثناء ۱۰: ۸ و ۹) لیکن بعد ازاں پتا لگتا ہے۔ کہ اُن کے پاس جائداد ہوتی تھی۔ (یرمیاہ ۳۳: ۷ و ۱۲) برنباس کا یہ کھیت فلسطین میں ہوگا۔ اور اس کی رشتہ دار مریم کی بھی جائداد یروشلم میں تھی (۱۲: ۱۲) وہ بھی پولوس کی طرح انجیل کی خاطر اپنے ہاتھوں سے کام کرنے لگا (۱ قرنتی ۹: ۶) +

چوتھے باب کی تعلیم

اول بڑے بڑے حصے

(۱) مسیح کے ان گواہوں کے متعلق ہم مفصلہ ذیل امور کا لحاظ رکھیں:-

(۱) اُن کا جھگڑا .. .. ۱ سے ۷
(۲) اُن کا اقرار .. .. ۸ سے ۱۲
(۳) اُن کی دلیری .. .. ۱۳ سے ۲۲
(۴) اُن کی شراکت .. .. ۲۳ سے ۳۱
(۵) اُن کی یگانگت .. .. ۳۲ سے ۳۷

(ب) خاص مضامین۔ اوّل قابل نمونہ معذرت نامہ۔ یہ معذرت کرنیوالے۔
(۱) روح القدس سے بھر گئے آیت ۸
(۲) یسوع مسیح کی قدرت کی گواہی دیتے ۹ و ۱۰
(۳) تبدیل شدہ زندگیوں کی گواہی دیتے ہیں آیت ۱۰
(۴) نجات کا ایک ہی طریقہ بتاتے ہیں۔ " ۱۱ و ۱۲
(۵) اپنے مالک کا فضل اور جلال ظاہر کرتے ہیں " ۱۳
(۶) وہ دُنیا کے ساتھ موافقت نہیں چاہتے " ۱۹ و ۲۰

(ج) قابل نمونہ دُعائیہ جلسہ۔
(۱) ایک دل ہو کر دُعا مانگی آیت ۲۴
(۲) اُنہوں نے قدرت کے خدا سے درخواست کی۔ " "
(۳) وہ کتاب مقدس کی ترسیم پر بھروسہ رکھتے تھے ۲۵ سے ۲۸
(۴) وہ خاص باتوں کی درخواست کرتے ۲۹ و ۳۰
(۵) وہ صرف اپنے نجات دہندہ کا جلال چاہتے ہیں۔ آیت ۳۰
(۶) اُنہوں نے رُوح کی قدرت حاصل کی " ۳۱
(۷) اس نئے انعام کو اُنہوں نے نئی خدمت کے لئے استعمال کیا .. .. " ۲۱ سے ۳۳

پانچواں باب

۱ سے ۱۱ تک حننیاہ اور سفیرہ

۱- اور ایک شخص حننیاہ نام اور اُس کی بیوی سفیرہ نے جائداد بیچی

اور ایک شخص۔ اس میں اور ۳۶ میں کیسا عجیب فرق معلوم ہوتا ہے حق کے بعد باطل کا ظہور ہوتا ہے۔ یہ دو شخص حقیقی اور جعلی تقدیس کی دو مثالیں ہیں جس قصہ کا بیان اس کے بعد ہوا ہے وہ مصنف کی صداقت کا یقینی ثبوت ہے کیونکہ اگر مصنف چاہتا تو وہ آسانی سے اس قصہ کو چھوڑ دیتا جس کے ذریعہ سے کرسچن جماعت پر کچھ حرف آتا تھا۔

حننیاہ۔ عبرانی نام حننیاہ کی یہ یونانی صورت ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں "خداوند مہربان ہے" دیکھو نحمیاہ ۷-۲ و یرمیاہ ۲۸-۱-۱۷ دمشق میں ایک شاگرد کا نام بھی یہی تھا ۹-۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۷ و ۲۲-۱۲) اور اُس سردار کاہن کا بھی یہی نام تھا جس کے سامنے پولس پر الزام لگایا گیا تھا (۲۳-۲ و ۲۴-۱) یہودیوں میں یہ ایک عام نام تھا۔ سفیرہ۔ غالباً یہ اس یونانی لفظ سے نکلا ہے جس کے معنی "نیلم" ہیں بعض سمجھتے ہیں کہ اس کا ماخذ وہ یونانی لفظ ہے جس کے معنی "خوبصورت" ہیں۔ اس فریب میں میاں بیوی دونوں شریک تھے۔ چنانچہ بنجل (BENGEL) صاحب فرماتے ہیں کہ انکے نام تو مہربان اور خوبصورت تھے لیکن اُن کی کرتوت بد تھی۔

بیچی۔ دیکھو ۴-۴۵ و ۴-۳۲ سے ۳۷۔

جائداد۔ دیکھو ۴-۳۴ کی شرح جہاں یہی لفظ آیا ہے۔

۲- اور اُس نے اپنی بیوی کے جانتے ہوئے قیمت میں سے کچھ رکھ چھوڑا۔ اور ایک حصہ لا کر رسولوں کے پاؤں میں رکھ دیا۔

جانتے ہوئے۔ یہ عورت اس فریب کا علم بھی رکھتی تھی اور اس ... ہیں

شریک بھی تھی۔

رکھ چھوڑا۔ یعنی اپنے لئے کچھ رکھ چھوڑا۔ مقابلہ کرو ططس ۲: ۱۰ سے نئے عہدنامہ میں صرف اسی مقام میں یہ لفظ پھر آیا ہے۔ یہ لفظ پولس اور لوقا کی تصنیفات ہی میں مستعمل ہے۔ اس لفظ میں خاص خیال یہ ہے کہ کوئی فعل چوری سے اور خفیہ کیا جائے۔ ستروں کے یونانی ترجمے میں یہ لفظ عکن کی چوری کے لئے آیا ہے (یشوع ۷: ۱) حننیاہ کا گناہ یہ تھا کہ اس نے فریب سے اس قیمت کا ایک حصہ چھپا رکھا جس کی نسبت اس کا دعویٰ تھا کہ وہ کل کی کل نذر کرتا ہے۔ یہ شہرت کا متلاشی تھا اور اس تلاش میں اس نے دغا سے کام لیا۔

رسولوں کے پاؤں میں رکھ دیا۔ ۴: ۳۵ میں یہی محاورہ برنباس کے لئے مستعمل ہوا۔ انسانی نظر میں ان دو شخصوں کا فعل ٹھیک یکساں تھا۔ لیکن اُن کی باطنی نیت اور حقیقی عمل بالکل متفرق تھے۔ حقیقی دینداری کا نشان باطنی نیت ہے نہ کہ فعل کی ظاہری صورت (دیکھو [illegible])۔ حننیاہ اپنے تئیں دیندار دکھاتا تھا حالانکہ فی الحقیقت وہ دھوکے باز اور مکار تھا۔ ہم جھوٹے فخر اور ریاکاری سے خبردار رہیں۔

۳۔ مگر پطرس نے کہا۔ اے حننیاہ۔ کیوں شیطان نے تیرے دل میں یہ بات ڈال دی کہ تو روح القدس سے جھوٹ بولے اور زمین کی قیمت میں سے کچھ رکھ چھوڑے۔

کیوں "کس وجہ سے"۔ اس سے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اگر حننیاہ چاہتا تو وہ اس آزمائش پر غالب آ سکتا تھا۔

شیطان۔ جس عبرانی لفظ کا یہ ترجمہ ہے اس کے ٹھیک معنی "مخالف" کے ہیں لیکن اکثر اس کا ترجمہ اس یونانی لفظ سے ہوا ہے جس کے معنی "الزام دینے والا" ہیں۔ اس سے مراد خدا اور انسان کا خاص بڑا مخالف ہے۔ یہ لفظ "شیطان"

اعمال کی کتاب میں صرف ایک جگہ اور آیا ہے (۲۶: ۱۸) اگرچہ نئے عہدنامہ کی دوسری کتابوں میں اس کا ذکر کئی بار آیا ہے (خاص کر دیکھو مکاشفہ ۲۰: ۹) جیسے روح القدس ایک حقیقی وجود خدا کے لوگوں کی تقدیس اور اُن کی منتوں کو کامیاب کرنے کے لئے آیا ہے۔ ویسے ہی یہ شیطان جو ایک حقیقی وجود ہے خاص اس کام میں مصروف ہے کہ وہ حسد سے خدا کے لوگوں کو گمراہ کرے اور جو سعی انجیل کی ترقی کے لئے کی جاتی ہے اُس کو رائیگاں ٹھہرائے۔

تیرے دل ۔۔۔ روح القدس۔ مقابلہ کرو یوحنا ۱۳: ۲۷ و لوقا ۲۲: ۳۔ اس میں خاص خیال کامل مالک اور قابض ہونے کا ہے جس دل کو کہ روح القدس سے معمور ہونا چاہئے تھا۔ جائے افسوس ہے کہ وہ شیطان سے معمور ہو جاتا ہے۔

روح القدس سے جھوٹ بولے۔ یونانی جملے کے یہ معنی ہیں "جھوٹ کے ذریعے روح القدس کو دھوکا دینا" دیکھو حاشیہ۔ حننیاہ کو رسولوں سے نہیں بلکہ روح القدس سے واسطہ پڑا تھا۔ اس لئے اس نے انسانوں کو دغا نہیں دیا بلکہ خدا کو دغا دینے کی کوشش کی (زبور ۵۱: ۴) لیکن چونکہ روح القدس ہمہ دان ہے اس کو کوئی دغا نہیں دے سکتا۔ جیسا کہ اس بیان سے صاف ظاہر ہے۔

۴۔ کیا جب تک وہ تیرے پاس تھی تیری نہ تھی اور جب بیچی گئی تو تیرے اختیار میں نہ رہی؟ تو نے کیوں اپنے دل میں اس بات کا خیال باندھا؟ تو آدمیوں سے نہیں بلکہ خدا سے جھوٹ بولا۔

تیرے پاس تھی ۔۔۔ مطلب یہ ہے کہ جب تک وہ بیچی نہ گئی تھی کیا وہ تیری نہ تھی۔ اس سے ظاہر ہے کہ کوئی مسیحی اپنی جائداد بیچنے پر مجبور نہ تھا۔ یہ فعل بالکل اختیاری تھا۔

جب بیچی گئی ۔۔۔ یعنی بیچے جانے کے بعد اس کی جو قیمت وصول ہوئی کیا وہ تیرے قبضہ میں نہ تھی؟ علاوہ ازیں اس سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ

حننیاہ کا گناہ یہ نہ تھا کہ اُس نے اس قیمت میں سے کچھ حصہ یا کل قیمت رکھ لی۔ بلکہ یہ تھا کہ اُس نے فریب سے یہ دکھانا چاہا کہ اُس نے کل کی کل قیمت نذر کر دی ہے وہ نہ صرف فریب اور جھوٹ کا مرتکب ہوا بلکہ مقدس چیزوں کی چوری کا بھی کیونکہ جو کچھ اس نے خدا کے لئے مخصوص کیا تھا اُس میں سے کچھ رکھ لیا۔ اس واقعہ سے ہم صاف طور پر یہ سیکھتے ہیں کہ ہر طرح کا جھوٹ۔ خلاف گوئی۔ ریاکاری اور جھوٹا اقرار خدا کی نظر میں نفرت انگیز ہے۔ وہ کسی حالت میں معذور نہیں سمجھے جا سکتے اور کس قدر کم دینی امور میں وہ معذور سمجھے جا سکتے ہیں۔

تو نے اپنے دل میں . . . لفظی طور پر اس جملہ کا یہ ترجمہ ہوگا "تو نے اپنے دل میں یہ کیوں (منصوبہ) باندھا"۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تجویز اتفاقی نہ تھی بلکہ سوچ سمجھ کر یہ تجویز ٹھہرائی گئی اور قصداً مقرر ہوئی۔

تو آدمیوں سے نہیں . . . آیت ۳ سے کچھ متفرق جملہ ہے اُنہوں نے یہ جھوٹ فی الحقیقت خدا سے بولا۔ بیشک۔ خدا کے لوگوں سے بھی بولا۔ بلکہ خدا سے۔ اس جملہ کا مقابلہ آیت ۳ کے ساتھ کرنے سے ایک اتفاقی لیکن مضبوط دلیل روح القدس کی شخصیت اور الوہیت کی نکلتی ہے۔ کیونکہ ہم کسی شخص ہی سے جھوٹ بول سکتے ہیں۔ اس لئے روح القدس کی شخصیت یہاں تسلیم کر لی گئی ہے۔ علاوہ ازیں چونکہ آیت ۳ میں لکھا ہے کہ حننیاہ روح القدس سے جھوٹ بولا اور اس آیت میں لکھا ہے کہ وہ خدا سے جھوٹ بولا۔ پس یہ ثابت ہوا کہ یہ پاک ثالوث کا [illegible] اور حق خدا ہے۔ رسولوں کے نزدیک روح القدس کی شخصی حضوری ایک واضح حقیقت تھی۔ یہی روح القدس ان کا ہادی۔ حاکم تھا اور اس کی کلیسیا کی تسلیوں اور فعلوں میں میر مجلس تھا (مقابلہ کرو ۱۵-۲۸)۔

۵۔ یہ باتیں سنتے ہی حننیاہ گر پڑا اور اس کا دم نکل گیا اور سب سننے والوں پر بڑا خوف چھا گیا

یہ باتیں سنتے ہی حننیاہ۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ حننیاہ ابھی سن ہی رہا

تھا کہ یہ سزا ناگہاں اس پر نازل ہوئی۔ یہ سزا فی الفور اور بے خطا واقع ہوئی۔ ہم یہ خیال نہ کریں کہ رسول کے الفاظ میں کسی طرح کی لعنت یا کوئی فتویٰ تھا (دیکھو ۳-۱۲ کی شرح) اس نے تو صرف خدا کے پیغام کو سنا دیا۔ گناہ کے خلاف خدا کا رنج تو کیا یک غیر معمولی طور سے ظاہر ہوا۔ عموماً گناہ کی سزا ایسی جلدی نہیں ملتی۔ لیکن گناہ کی واجبی سزا جلدی یا دیر بعد ضرور ملتی ہے جب تک کہ خداوند یسوع مسیح کے کفارہ پر ایمان لا کے معافی حاصل نہ ہو (دیکھو واعظ ۸-۱۱ + گلتیوں ۶-۷ و ۸ + افسیوں ۵-۶ + مکاشفہ ۲۰-۱۱ سے ۱۵)

اس کا دم نکل گیا۔ یونانی متن میں یہاں صرف ایک ہی لفظ ہے یہ لفظ عام یونانی تصانیف میں نہیں آیا۔ البتہ ستروں کے ترجمہ میں یہ لفظ آیا ہے اور یونانی طب کی کتابوں میں۔ چونکہ مقدس لوقا طبیب تھا اس لئے اس اصطلاح سے واقف تھا۔ نئے عہدنامہ میں یہ لفظ ۵-۱۰ اور ۱۲-۲۳ میں بھی آیا ہے۔ یعنی یہ تین ہیبتناک لعنتی موتوں کے لئے آیا ہے حننیاہ۔ سفیرہ اور ہیرودیس اگرپا اوّل کی موتوں کے لئے۔ اس کا مقابلہ کریں مقدس ستفنس کی وفات سے "یہ کہہ کر وہ سو گیا" (۷-۶۰) اس خاص سزا کے ذریعہ خدا نے ابتدائی کلیسیا کو یہ سبق سکھایا کہ روحانی باتوں میں گستاخی اور ریاکاری کرنے کا خطرہ کیسا ہے۔ (مقابلہ کرو احبار ۱۰-۱ و ۲)

بڑا خوف۔ دیکھو ۲-۴۳ + ۵-۱۱ + ۱۹-۱۷ + ایسا خوف مفید تھا اور منافقوں اور دنیاداروں کے لئے عبرت کا باعث تھا۔

۶۔ پھر جوانوں نے اٹھ کر اسے کفنایا اور باہر لے جا کر دفن کیا۔

جوانوں نے۔ لفظی طور پر "کم عمر" مقابلہ کرو ۱۰ آیت سے جہاں اصل میں ایک دوسرا لفظ مستعمل ہوا ہے۔ بعضوں کا خیال ہے کہ ان کم عمر لوگوں سے مراد نوکر یا ایسے ملازم تھے جو بمقابلہ "بزرگوں" کے "کم عمر" کہلاتے تھے (مقابلہ کرو لوقا ۲۲-۲۶) لیکن یہ گمان غالب نہیں کہ اس جماعت کے اوائل ایام میں انتظام ایسا ترقی کر گیا ہو۔ اس لئے یہ قرین قیاس ہے کہ اس جملے سے ایسے لوگ مراد

میں جو بدنی طور پر اپنی جوانی کے باعث زیادہ مضبوط تھے اور جنازہ اٹھانے کے قابل تھے (مقابلہ کرو خروج ۲۴-۵)

کفنایا - یعنی جو کپڑا وہ پہنے تھا اسی میں اُس کو لپیٹ دیا - جو لفظ یہاں آیا ہے وہ طبی اصطلاح میں اعضا پر پٹی باندھنے کیلئے ہے اور اس میں یہ خیال پایا جاتا ہے کہ ان جوانوں نے بڑی احتیاط سے اُس لاش کو لپیٹا -

باہر لیجا کر - یعنی وہ اُسے شہر سے باہر لے گئے - یہودیوں میں دستور تھا کہ قبریں پہلے سے تیار رہتی تھیں - مشرقی ممالک میں موت کے بعد عموماً بہت جلد دفن کر دیا کرتے ہیں - یہ بھی قابل غور ہے کہ مسیحی جماعت میں جس پہلے جنازہ کا ذکر ہے وہ ایک ریاکار کا جنازہ تھا -

۷ - جب تین ایک گھنٹے گذرے تو اس کی بیوی اس ماجرے سے بے خبر اندر آئی -

تین ایک گھنٹے گذرے - حننیاہ اکیلا ہی نذر رسولوں کے پاس لیکر گیا تھا (آیت ۲) اور اس کی بیوی اُس کے بعد گئی - "تین گھنٹے" کے ذکر سے شاید اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اس کے بعد جو نماز کا وقت تھا یہ مہلت اس کو توبہ کے لئے ملی تھی - لیکن اس سے اس نے فائدہ نہ اٹھایا -

۸ - پطرس نے اُس سے کہا مجھے بتا تو - کیا تم نے اتنے ہی کو زمین بیچی تھی؟ اس نے کہا - ہاں - اتنے ہی کو -

اس سے کہا - دیکھو ۳-۱۲ کی شرح "جواب دیا" جب اس عورت نے اپنے خاوند کو وہاں نہ دیکھا اور حاضرین کے چہروں پر حیرت برستی دیکھی تو اُس کی گھبراہٹ زبانِ حال سے استفسار کرنے لگی - جس کے جواب میں پطرس نے کہا -

اتنے ہی کو - پطرس نے یا تو اس روپیہ کی طرف اشارہ کیا ہوگا جو سامنے پڑا تھا یا اس روپیہ کا ٹھیک شمار بتایا ہوگا - اب سفیرہ نے اس فریب پر دانستہ جھوٹ کو ایزاد کیا -

۹ - پطرس نے اس سے کہا تم نے کیوں خداوند کے روح کو آزمانے کے لئے ایکا کیا؟ دیکھ تیرے شوہر کے دفن کرنے والے دروازے پر کھڑے ہیں اور تجھے بھی باہر لے جائینگے -

ایکا کیا - متی ۱۸-۱۹ میں بھی یہی لفظ آیا ہے - وہاں مقدسوں کے اتفاق کا ذکر ہے کہ متفق ہو کر دعا کریں - یہاں گنہگاروں کے اتفاق کا ذکر ہے - "تاکہ فریب اور دھوکا دیں -

خداوند کے روح کو آزمانے کیلئے - کسوٹی پر گھسنا - یعنی یہ دریافت کرنا کہ آیا خدا انکی ریاکاری کو دریافت کریگا یا نہیں - یہاں بھی اتفاقی طور پر روح القدس کی شخصیت اور الوہیت کا ثبوت ملتا ہے - (آیت ۴)

یہ جملہ "خداوند کے روح" نئے عہدنامہ میں بہت شاذ و نادر آیا ہے - (لوقا ۴-۱۸ + اعمال ۸-۳۹ + ۲ کرنتھی ۳-۱۷) اور غالباً اس جملہ کا مرادف ہے "یہوواہ کا روح" اور یہ محاورہ عہد عتیق میں بہت عام ہے -

دفن کرنے والے . . . کھڑے ہیں یا "دفن کرنے والوں کے پاؤں" معلوم ہوتا ہے کہ یہ نوجوان جب حننیاہ کو دفن کرکے واپس آرہے تھے تو ان کے پاؤں کی آہٹ دروازہ پر سنائی دی - یہ قرینِ قیاس ہے کہ اس دفن کفن میں تقریباً تین گھنٹے لگ گئے ہونگے -

تجھے بھی . . . لیجائینگے - یعنی دفن کرنے کے لئے - چونکہ اس کی موت کی خبر پہلے سے دیدی گئی اس لئے یہ اعجازی سزا اور بھی عبرتناک ٹھہری اور لوگوں کو اس سزا کے منجانب اللہ ہونے کا یقین ہو گیا -

۱۰ - وہ اسی دم اس کے قدموں پر گر پڑی اور اس کا دم نکل گیا - اور جوانوں نے اندر آکے اسے مردہ پایا - اور باہر لے جاکے اس کے شوہر کے پاس دفن کر دیا -

اسی دم - دیکھو ۳-۷ کی شرح -

اُس کے قدموں پر - جہاں وہ جیتی نذر رکھی تھی (آیت ۲) - شاید وہ نذر اب تک وہاں پڑی تھی۔

دم نکل گیا - دیکھو آیت ۵ -

اُس کے شوہر کے پاس - یہودی لوگ چٹان میں کھدی ہوئی قبروں میں اپنے مُردے گاڑا کرتے تھے - غالبًا اسی قسم کی قبر میں سفیرہ کی لاش اُس کے خاوند کی لاش کے پاس دفن کی گئی -

۱۱ - اور ساری کلیسیا بلکہ اِن باتوں کے سب سُننے والوں پر بڑا خوف چھا گیا -

ساری کلیسیا - رسولوں کے اعمال کی کتاب میں لفظ "کلیسیا" پہلی دفعہ آیا ہے - اسی معنی میں اس لفظ کا ذکر ۷-۳۸ + ۸-۱ و ۳ + ۹-۳۱ + ۱۱-۲۲ و ۲۶ + ۱۲-۱ و ۵ + ۱۳-۱ + ۱۴-۲۳ و ۲۷ + ۱۵-۳ و ۴ و ۲۲ و ۴۱ + ۱۶-۵ + ۱۸-۲۲ + ۲۰-۱۷ و ۲۸ میں آیا ہے - البتہ ۱۹-۳۲ و ۳۹ و ۴۱ میں یہ لفظ "جماعت" کے معنی میں آیا - اِن مقامات کی تحقیقات سے اس لفظ کے یہ معنی نکلتے ہیں "کلیسیا" یا "مسیحیوں کی جماعت" جو کسی خاص شہر یا علاقے میں ہو - حالانکہ ۷-۳۸ میں اس سے اسرائیل کی ساری جماعت مراد ہے - جو بیابان میں تھی - رفتہ رفتہ اس سے مسیحیوں کی کل جماعت مراد لیگئی جو سارے جہان میں پائی جاتی ہے - وہ گویا ایک وسیع عالمگیر جماعت ہے (دیکھو ۱-۲۲ و ۲۳ + ۵-۲۳ سے ۲۷ + فلپیوں ۳-۶ + کلسیوں ۱-۱۸ + ۱-تیمتھیس ۳-۱۵) اس لفظ سے ایسے مسیحی مراد ہیں جو دُنیا میں سے بُلائے گئے تاکہ ایماندار اور برگزیدہ اُمت کی ایک جماعت بنیں -

سب سُننے والوں پر - یعنی جو مسیحی جماعت سے باہر تھے لیکن جنہوں نے اِن واقعات کی شہرت سُنی تھی (آیت ۱۳)

بڑا خوف - دیکھو آیت ۵ + آیت ۱۳ میں اس خوف کا زیادہ مفصل ذکر ہے

۱۲ سے ۱۶

کام کی ترقی

اِن آیات سے واضح ہے کہ شیطان کے حیلوں کی شکست کا نتیجہ بہت جلد اور موثر نکلا - چنانچہ یہ باتیں نظر آتی ہیں:-

(ا) بڑا خوف - آیت ۱۱ - بمقابلہ ریاکاری کے -

(ب) بڑی قدرت - آیت ۱۲ - رسولوں کے ذریعہ ظاہر ہوئی -

(ج) بڑی ترقی - آیت ۱۴ - تعداد اور نشوونما میں -

(د) بڑی کشش - آیت ۱۴ و ۱۵ - باہر کے لوگ بھی کھنچ آئے -

یوں خدا شیطان کے حیلوں کو بھی زیر کر لیتا ہے -

۱۲ - اور رسولوں کے ہاتھوں سے بہت سے نشان اور عجیب کام لوگوں میں ظاہر ہوتے تھے اور وہ سب ایک دل ہو کر سلیمان کے برآمدے میں جمع ہوا کرتے تھے -

بہت سے نشان اور عجیب کام - دیکھو ۲-۲۲ و ۴۳ کی شرح - مخفی نہ رہے کہ لفظ "نشان" ۲-۴۳ کی طرح یہاں بھی مقدم ہے -

ظاہر ہوتے تھے - لفظی طور پر "ہوتے رہے" کیونکہ یہاں ماضی ناتمام ہے -

سب - یعنی سب ایماندار - اِن عبرت انگیز ماجروں نے انکو خدا سے اور ایک دوسرے سے زیادہ قریب کر دیا - اِن بڑے مجمعوں میں ایمانداروں کی ساری جماعت میں کچھ خلل واقع نہ ہوا -

ایک دل ہو کر - دیکھو ۱-۱۴ کی شرح -

سلیمان کے برآمدے میں - دیکھو ۳-۱۱ + شاید رسول اپنے شاگردوں کو عبادت عام اور تعلیم کے لئے وہاں جمع کیا کرتے تھے جبکہ وہ دعا کے مقررہ اوقات پر وہاں جاتے تھے -

۱۳- لیکن اوروں میں سے کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ اُن میں جا ملے۔ مگر لوگ اُن کی بڑائی کرتے تھے۔

لیکن اوروں میں سے - یعنی جواب تک مسیح پر ایمان نہ لائے تھے۔ یا شاید وہ لوگ جواب تک خلوص دلی سے ایمان لانے کیلئے تیار نہ تھے - خدا کا خوف اُن پر تھا اور وہ گستاخی یا ظاہرداری کے گناہ کے نتائج سے ڈرتے تھے -

جا ملے - یہ فعل زیادہ تر مقدس لوقا نے ہی نئے عہدنامہ میں استعمال کیا ہے (لوقا ۱۰-۱۱ + ۱۵-۱۵ + اعمال ۹-۲۶ + ۱۰-۲۸ + ۱۷-۳۴ + رومیوں ۱۲-۹ + ۱-کرنتھی ۶-۱۶ و ۱۷) اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ باہر والے لوگ کلیسیائی مجموں میں دخل دینے سے ڈرتے تھے یا شاید زیادہ گہرا تعلق پیدا کرنے سے ڈرتے تھے -

اُن کی - یعنی مسیحیوں کی - (مقابلہ کرو ۲-۴۷)

۱۴- اور ایمان لانے والے مرد و عورت خداوند کی کلیسیا میں اور بھی کثرت سے آملے

کثرت سے آملے - ظاہردار اور دو دلے لوگ تو خوف کھا گئے اور شامل ہونے سے رک گئے۔ لیکن سچے اور خلوص قلب والے زیادہ شامل ہونے لگے - اِس آیت سے ظاہر ہے کہ ۱۳ آیت میں جو لوگ "اوروں میں سے" کہلاتے ہیں وہ نہ تو فی الحقیقت اور نہ دل میں ہی "ایماندار" تھے -

یونانی کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ خداوند پر ایمان لانے والے زیادہ نہیں جا ملے کثرت سے - نئے عہدنامہ میں بھی ایک مقام ہے جہاں یہ لفظ صیغہ جمع میں مستعمل ہوا ہے اس سے مراد ہے "بکثرت تمام"

مرد و عورت - مقابلہ کرو ۴-۴ سے جہاں صرف "مردوں" کا ذکر ہے شاید عورتوں کا ذکر خاص اس لئے ہوا کیونکہ اگلے باب میں (۶-۱) بیوگان کا ذکر آتا ہے کیونکہ کلیسیا میں عورتوں کا شمار تو پہلے ہی سے بہت تھا - گو سوائے

چند افراد کے اُن کا ذکر بالخصوص نہیں آیا (۱-۱۴ + ۵-۱) مقدس لوقا کا یہ خاصا ہے کہ وہ عورتوں کی طرف خاص توجہ دلاتا ہے - (دیکھو ۱-۱۴ کی شرح)

۱۵- یہاں تک کہ لوگ بیماروں کو سڑکوں پر لا لا کے چارپائیوں اور کھٹولوں پر لٹا دیتے تھے - تاکہ جب پطرس آئے تو اُس کا سایہ ہی اُن میں سے کسی پر پڑ جائے۔

بیماروں کو سڑکوں پر لا لاکے - یہ وہی فعل ہے جو آیات ۶ و ۹ میں آیا ہے لیکن اُس لیجانے اور اِس لیجانے میں کیسا بڑا فرق ہے - لفظ "یہاں تک" سے شاید یہ مراد ہے کہ ۵-۱۴ میں جو مرید تھے جو اپنے بیماروں کو اٹھا لائے یوں اُن کے ایمان کے ذریعہ دوسروں کو بھی برکت ملی - (مقابلہ کرو متی ۲-۳ سے ۵)

چارپائیوں اور کھٹولوں پر - پہلے لفظ سے چھوٹی چارپائی مراد ہے - اور وہ لفظ صرف اِسی آیت میں مستعمل ہوا ہے - دوسرا لفظ اناجیل میں اکثر آیا ہے اور اعمال ۹-۳۳ میں بھی استعمال ہوا - کہتے ہیں کہ اِس کا ماخذ مقدونی لفظ ہے جو خاص کر غریبوں کی چارپائی کے لئے استعمال ہوتا تھا اسلئے پہلے لفظ کی نسبت یہ کچھ ادنے درجے کی چارپائی تھی نیز دیکھو ۹-۳۳ کی شرح -

پطرس آئے - اس وقت وہ سارے رسولوں میں سرکردہ تھا اور جنانیاہ اور سفیرہ کے مقدمہ میں اس نے خاص حصہ لیا تھا اس لئے قدرتاً ان واقعات کے باعث اُس کی خاص عزت کرتے تھے -

اُس کا سایہ ہی . . . . مقابلہ کرو ۱۹-۱۱ و ۱۲ سے - اِس کا تو خاص ذکر نہیں کہ اُن کا سایہ پڑتے ہی سے کسی کو شفا مل گئی - اگرچہ لوگوں کو ایسا ہی خیال ہو گیا تھا البتہ بیزا کے نسخہ میں جو عبارت اِس جگہ ہے اُس سے اس کی تصدیق ہوتی ہے - بہر حال پطرس کے سایہ میں بذات خود کچھ تاثیر نہ تھی یہ تو محض خدا کی قدرت تھی جو خالص ایمان کے ذریعہ عمل میں آتی تھی جس کے ذریعہ

سے بیمار شفا پاتے تھے - خود پطرس ایسے دعوی کی تردید سب سے پہلے کرتا کہ نہ ذات خود اس میں کوئی ایسی طاقت تھی (۳-۱۲ و ۱۶) - یہ لفظ سایہ پڑنا ہے ۱۷-۵ + مرقس ۹-۷ + لوقا ۱-۳۵ + ۹-۳۴ میں بھی آیا ہے اور ہمیشہ فوق الفطرت منظر سے اس کا علاقہ ہے -

۱۶- اور یروشلیم کے چاروں طرف کے شہروں سے بھی لوگ بیماروں اور ناپاک روحوں کے ستائے ہوؤں کو لاکر کثرت سے جمع ہوتے تھے - اور وہ سب اچھے کر دئے جاتے تھے -

چاروں طرف کے شہروں - یروشلیم سے باہر بھی کام کے پھیلنے کا یہ پہلا ذکر ہے - یہ ضرور تھا کہ انجیل کی روشنی دور و نزدیک پھیل جائے -

جمع ہوتے تھے لفظی طور پر "جمع ہوتے رہے" یعنی متواتر آ رہے تھے -

ناپاک روحوں کے ستائے ہوؤں - مقابلہ کرو لوقا ۶-۱۸ - جہاں وہی لفظ آیا ہے - نئے عہد نامہ میں کسی اور جگہ اس کا استعمال نہیں ہوا - مصنفوں نے اس لفظ کو استعمال کیا - یہ بھی قابل غور ہے کہ "بیماروں کا" ناپاک روحوں کے ستائے ہوؤں سے امتیاز کیا گیا ہے - ہندوستان میں بہت لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ کل بیماریاں کسی بدروح کے آسیب کا نتیجہ ہیں وہ بے بنیاد ہے -

وہ سب اچھے کر دئے جاتے تھے - یہاں بھی فعل ناتمام ہے - لوگوں کے شفا پانے میں یہاں کچھ نشان نہیں - آیت ۱۵ کے اجزوں کا ہم چاہے کچھ ہی خیال کریں جن لوگوں کو رسولوں کے پاس لاتے وہ سب خدا کی قدرت کے ذریعہ جو اس کے خادموں کے وسیلے عمل کر رہی تھی چنگے ہو گئے -

۱۷ سے ۲۶

رسول قید خانے میں - اعجازی رہائی

۱۷- پھر سردار کاہن اور اس کے سب ساتھی جو صدوقیوں کے فرقے

کے تھے حسد کے مارے اٹھے -

سردار کاہن - یعنی حنا یا کائفا سردار کاہن (۴-۶ کی شرح) یہ شخص سخت مخالفت میں اٹھے (۶-۹) - عوام الناس پر تو تاثیر ہوئی لیکن حکام ناراض اور خوف زدہ ہو گئے -

اس کے سب ساتھی جو صدوقیوں کے فرقے کے تھے - دیکھو ۴-۱ کی شرح - یہ بھی قابل غور ہے کہ اناجیل میں تو مسیح کے خاص مخالف فریسی ہیں - لیکن اعمال کی کتاب میں یہ دشمن خاص کر صدوقی لوگ ہیں - اس تبدیلی کی وجہ غالباً مسیح کا جی اٹھنا ہے جو اس عرصہ میں واقع ہوا تھا - اس تاریخ کی صداقت کی یہ ایک مضبوط دلیل ہے کہ یہ عجیب تبدیلی بالکل اتفاقی طور سے مذکور ہے اور مصنف نے اس کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں دلائی - ایسے بے ساختہ اتفاقات اس بیان کی تصدیق بہت زور سے کرتے ہیں -

فرقے - یہ لفظ پھر اعمال ۱۵-۵ + ۲۴-۵ و ۱۴ + اور ۲۶-۵ میں آیا ہے اور اس سے "مذہبی فرقہ" مراد ہے -

حسد کے مارے - اس لفظ میں عداوت اور تعصب - سرگرمی دونو شامل ہیں وہ رسولوں کی شہرت اور انجیل کی ترقی سے حسد کرتے تھے اور اپنے رعب داب اور اختیار کے لئے بڑے سرگرم تھے -

۱۸- اور رسولوں کو پکڑ کے عام حوالات میں رکھ دیا -

پکڑ کے - دیکھو ۱۲-۱ + ۲۱-۲۷ -

رسولوں - اس موقع پر سارے رسولوں کا ذکر ہے اور نہ صرف پطرس اور یوحنا کا جوں جوں کام بڑھتا جاتا ہے لڑائی بھی شدید ہوتی جاتی ہے -

عام حوالات - مقابلہ کرو ۴-۳ - جہاں یہی لفظ آیا ہے - البتہ یہاں لفظ "عام" اس پر بڑھا ہوا ہے جس سے شاید پہلے کی نسبت زیادہ سخت قسم کی حوالات مراد ہے - ۵-۱۹ سے پتہ لگتا ہے کہ جیسے پہلے موقعہ پر ویسے ہی یہاں بھی

گرفتاری غروبِ آفتاب کے بعد وقوع میں آئی۔

۱۹۔ مگر خداوند کے ایک فرشتے نے رات کو قید خانے کے دروازے کھولے اور انہیں باہر لا کر کہا کہ

خداوند کے ایک فرشتے نے۔ صدوقی جو فرشتوں کے وجود کے منکر ہیں (۲۳-۸) رسولوں کے خلاف سازش کر رہے تھے تب ان آسمانی مخلوقات میں سے ایک جنکے وجود ہی کا انکار کرتے تھے آموجود ہوا اور اس نے معجزانہ طور پر مسیح کے خادموں کو قید سے رہا کر دیا مقابلہ کرو (۱۲-۷ سے) اور دیکھو (۱-۱۰) کی شرح اعمال کی کتاب میں فرشتوں کا ایسا ذکر آتا ہے کہ وہ خدا کے ایلچی اور اوزار ہیں۔

(الف) خدا کے لوگوں کو مصیبت سے چھوڑاتے ہیں (۵-۱۹ ؛ ۱۲-۷ سے ۱۰)۔

(ب) خدا کے لوگوں کی ہدایت خدمت میں کرتے ہیں۔ (۸-۲۶)

(ج) پریشانی میں خدا کے لوگوں کی رہنمائی کرتے (۱۰-۳ و ۷ و ۲۲ ؛ ۱۱-۱۳)

(د) خطرے میں خدا کے لوگوں کا حوصلہ بڑھاتے ہیں (۲۷-۲۳)

(ہ) شریروں کو سزا دیتے ہیں (۱۲-۲۳)

قید خانے کے دروازے کھولے۔ ۱۲-۱۰ میں جو معجزہ مذکور ہے اس کے ساتھ مقابلہ کرو۔ وہاں دروازہ خودبخود کھل گیا۔ خدا کئی طریقوں سے کام کرتا ہے۔ اس بات کا ذکر آتا ہے کہ اگلی صبح کو دروازے بند تھے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ خدا کے کام ادھورے یا ناقص نہیں چھوڑے جاتے وہ ترتیب اور اتفاق کا خدا ہے۔

۲۰۔ جاؤ ہیکل میں کھڑے ہو کر اس زندگی کی سب باتیں لوگوں کو سناؤ

جاؤ ہیکل میں کھڑے ہو کر۔۔۔ یہ خصوصی مسیحی خدمت کی دعا عطا ہوئی

صدوقی تو ان منادوں کے منہ کو بند کرنا چاہتے تھے پر خدا نے ہمت اور قدرت دیکر اُن کو برملا کلام کرنے کا حکم دیا۔

یونانی کا زور یہ ہے "مضبوطی سے کھڑے ہو اور کلام کرو"

اس زندگی کی سب باتیں۔ انجیل کے پیغام کا یہ کیسا خوبصورت بیان ہے۔ انکو حکم ہے کہ کوئی بات چھپا نہ رکھیں بلکہ خدا کی ساری باتیں لوگوں سے بیان کریں۔ ان باتوں میں قیامت کا مسئلہ بھی داخل ہے جسکے ساتھ ابدی زندگی کا یقین دلایا گیا ہے۔

جس زندگی کا ذکر یہاں ہے وہ ابدی زندگی ہے کیونکہ فی الحقیقت وہی زندگی اس نام کی مستحق ہے (۱ تیمتھیس ۶-۱۹) اور یہ زندگی خداوند یسوع مسیح کے ساتھ اتحاد رکھنے سے حاصل ہوتی ہے (یوحنا ۱۷-۳ ؛ کلسیوں ۳-۴ ؛ ۱ یوحنا ۱-۲ ؛ ۵-۱۱ و ۱۲) اس جملے کے یہ معنے ہیں کہ وہ ساری باتیں جن کا تعلق ابدی زندگی کے ساتھ ہے اس کے ساتھ اتحاد رکھنے سے حاصل ہوتی ہیں جو خود قیامت اور زندگی ہے (یوحنا ۱۱-۲۵)

۲۱۔ وہ یہ سن کر صبح ہوتے ہی ہیکل میں گئے اور تعلیم دینے لگے مگر سردار کاہن اور اس کے ساتھیوں نے آکر صدرِ عدالت والوں اور بنی اسرائیل کے سب بزرگوں کو جمع کیا اور قید خانے میں کہلا بھیجا کہ انہیں لائیں۔

صبح ہوتے ہی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ طلوع آفتاب سے جلد بعد مقابلہ کرو (لوقا ۲۴-۱ اور ۲۲ ؛ یوحنا ۸-۲) یہودی تصانیف سے پتہ لگتا ہے کہ ہیکل عبادت کے لئے اس وقت کھلتی تھی جبکہ دن کی روشنی نکلتی ہی تھی۔ رسولوں نے نہایت جلد اس جگہ کو پانا اور کام شروع کرنے میں کوئی وقت ضائع نہ کیا۔

تعلیم دینے لگے۔ یہاں صیغہ ناتمام ہے۔

سردار کاہن۔ دیکھو ۵-۱۷ کی شرح

آکر - جیسے جس کمرے میں صدر مجلس کی کمیٹی ہوا کرتی تھی -

صدر عدالت والوں اور بنی اسرائیل کے سب بزرگوں - جس لفظ کا ترجمہ یہاں صدر عدالت کیا گیا ہے وہ سنھڈرین ہے - اعمال کی کتاب میں یہ لفظ کئی دفعہ آیا ہے مثلاً دیکھو ۴-۱۵ و ۵-۲۷ و ۳۴ و ۴۱ و ۶-۱۲ و ۱۵ و ۲۲-۳۰ و ۲۳-۱ و ۶ و ۱۵ و ۲۰ و ۲۸ و ۲۴-۲۰) اس کی کیفیت کے لئے دیکھو ۴-۵ کی شرح - جس لفظ کا ترجمہ بنی اسرائیل کے بزرگ آیا ہے وہ صدر عدالت ہی کی کمیٹی تھی جو بزرگوں کی کونسل بھی کہلاتی تھی (دیکھو ۴-۵ کی شرح) لیکن یہاں معلوم ہوتا ہے کہ یہ جملہ زیادہ وسیع معنوں میں آیا ہے اور اس سے بزرگ اور تجربے کار لوگ مراد ہیں جو صدر عدالت کے ممبروں کے علاوہ صلاح مشورہ کے لئے بلائے گئے تھے - بعضوں کا خیال ہے کہ ان دونوں لفظوں سے ایک ہی کمیٹی مراد ہے -

قید خانہ - یہاں ۵-۱۸ سے مختلف لفظ استعمال ہوا ہے گو ایک ہی جگہ مراد ہے اور یہ لفظ متی ۱۱-۲ و اعمال ۵-۲۳ و ۱۶-۲۶ میں بھی آیا ہے اور اس سے ایسے قید خانے مراد ہیں جن میں یوحنا بپتسمہ دینے والا ۱۲-۲ رسول اور پولس اور سیلاس قید رہے تھے -

۲۲ - لیکن پیادوں نے پہنچ کر انہیں قید خانہ میں نہ پایا - اور لوٹ کر خبر دی -

پیادوں - اس لفظ کا ترجمہ اکثر خادم بھی ہوا ہے مثلاً دیکھو ۵-۱۲ و ۲۲ و ۱۶-۲۶ - اگرچہ یہ لفظ یونانیوں نے ایسے جنگی عہدیداروں کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے جو جرنیل کی خدمت میں حاضر رہتے تھے - یہاں اس لفظ سے ہیکل کے محافظ سپاہی مراد ہیں (دیکھو ۵-۲۶ و ۴-۱ کی شرح -

قید خانے - یہاں جو لفظ استعمال ہوا ہے وہ ۵-۱۸ و ۲۱ سے مختلف ہے - اگرچہ مراد وہی جگہ ہے -

۲۳ - کہ ہم نے قید خانے کو تو بڑی حفاظت سے بند کیا ہوا اور پہرے والوں کو دروازوں پر کھڑے ہوئے پایا مگر جب کھولا تو اندر کوئی نہ ملا -

بڑی حفاظت سے بند کیا - اس مقام سے پتہ لگتا ہے کہ رسولوں کی رہائی کیسے معجزانہ طور سے ہوئی تھی - فرشتے نے اپنی خدمت ایسے کمال سے ادا کی کہ کسی گھبراہٹ یا جلد بازی کا آثار [illegible] نہ رہا جس نے قید خانے کے دروازوں کو بند کر دیا تھا اور پہرے داروں کے بیچ میں سے ان لوگوں کو ایسے طور سے نکال لے گیا کہ ان کو خبر بھی نہ ہوئی - یہ سارا کام نہایت ترتیب اور اطمینان کے ساتھ عمل میں آیا صرف عبادتخانے کے خالی ہونے سے اس اعجازی مداخلت کا پتہ لگا -

۲۴ - جب ہیکل کے سردار اور سردار کاہنوں نے یہ باتیں سنیں تو ان کے بارے میں حیران ہوئے کہ اس کا کیا انجام ہوگا -

ہیکل کا سردار - دیکھو ۴-۱ کی شرح -

سردار کاہنوں - دیکھو ۴-۲۳ کی شرح -

حیران ہوئے - ۲-۱۲ میں بھی یہی فعل آیا ہے -

اس کا کیا انجام ہوگا - یکے بعد دیگرے عجیب واقعات ہوئے [illegible] وہ لوگ حیران تھے اور جاننا چاہتے تھے کہ آخر ہوگا کیا -

۲۵ - اتنے میں کسی نے آ کر انہیں خبر دی کہ دیکھو - وہ آدمی جنہیں تم نے قید کیا تھا ہیکل میں کھڑے ہوئے لوگوں کو تعلیم دے رہے ہیں -

کسی نے آکر - انہیں یہ گمان کرنے کی معقول وجہ [illegible] صدر مجلس کی کمیٹی تراشے ہوئے پتھروں کے کمرے میں [illegible] ہوتی تھی (دیکھو ۴-۵ کی شرح) بلکہ اس کمرے میں ہوتی تھی جو ان [illegible] سے متعلق تھا جو ہیکل کے پہاڑ پر بنے ہوئے تھے اور جو سردار کاہن [illegible]

تھے۔ اور اس جگہ قربانی کے جانوروں کی منڈی لگتی تھی جس سے سردار کاہن کے خاندان کو بڑی آمدنی ہوتی تھی۔ یہ ایامی ہیکل سے اسی کمیٹی کی جگہ آیا اور اسے کچھ فاصلہ طے کرنا پڑا۔

۲۶۔ تب سردار پیادوں کے ساتھ جاکر انہیں لے آیا لیکن زبردستی نہیں کیونکہ لوگوں سے ڈرتے تھے کہ لوگ ہم کو سنگسار نہ کریں۔

سردار۔ یعنی ہیکل کے محافظ دستے کا سردار۔ دیکھو ۵-۲۴ اور ۴-۱۔

پیادوں۔ دیکھو ۵-۲۲۔

زبردستی نہیں۔ پہلے انہوں نے زبردستی سے ان پر ہاتھ ڈالے تھے (۵-۱۸) لیکن اعجازی رہائی کے ذریعہ سے رسولوں کی شہرت پھیل گئی تھی۔ اور ان کے طرفداروں کی سرگرمی زیادہ بڑھ گئی تھی۔

لوگوں سے ڈرتے تھے۔ دیکھو متی ۲۱-۲۶ اور مرقس ۱۲-۱۲ اور لوقا ۲۰-۱۹ اور ۲۲-۲۔

ہم کو سنگسار نہ کریں۔ انہوں نے عوام الناس کے خیالات کو معلوم کر لیا تھا اور ان کو مشتعل کرنے کے نتیجوں سے ڈرتے تھے۔ اگرچہ وہ خود سنگسار ہونے سے ڈرتے تھے لیکن دوسروں کو سنگسار کرنے کی انکو کچھ پرواہ نہ تھی (دیکھو یوحنا ۱۰-۳۱ سے ۳۳ ۔ اعمال ۷-۵۸)۔

۲۷-۴۲

رسول صدر عدالت کے سامنے پطرس کی تقریر گملی ایل

۲۷۔ پھر انہیں لاکر عدالت میں کھڑا کر دیا۔ اور سردار کاہن نے ان سے یہ کہا۔

عدالت۔ یعنی صدر عدالت جیسا کہ ۵-۲۱ میں مذکور ہے۔

۲۸۔ کہ ہم نے تو تمہیں سخت تاکید کی تھی کہ یہ نام لیکر تعلیم نہ دینا۔

مگر دیکھو۔ تم نے تمام یروشلیم میں اپنی تعلیم پھیلا دی۔ اور اس شخص کا خون ہماری گردن پر رکھنا چاہتے ہو۔

سخت تاکید کی تھی۔ عبرانی محاورہ کا لفظی ترجمہ یہ ہوگا۔ ہم نے تاکید سے تاکید کی تھی۔ مقابلہ کرو لوقا ۲۲-۱۵ اور اعمال ۲۳-۱۴۔ یہاں اشارہ ۴-۱۸ کی طرف ہے۔ کیونکہ وہاں بھی یہی فعل آیا ہے ان کے ماقبل کی تاکید کے ساتھ مقابلہ کرو اعمال ۱-۴ کی شرح۔

یہ نام لیکر۔ دیکھو ۴-۱۷ اور ۱۸۔ سردار کاہن نے ارادتاً وہ نام لینا پسند نہ کیا بلکہ برعکس اس کے پطرس کا یہ فخر تھا کہ اس نام کو مشتہر کرے (دیکھو آیات ۳۰ و ۳۱) جیسا وہ خداوند یسوع مسیح کا نام لینا نہیں چاہتا ویسے ہی ضرور ہے وہ اسے "اس شخص" کہتا ہے اور اس کے لیے میں کچھ حقارت پائی جاتی ہے۔

تمام یروشلم میں اپنی تعلیم پھیلا دی۔ یونانی جملہ کا یہ زور ہے تم نے سارے یروشلم کو اپنی تعلیم سے بھر دیا۔ مخالفوں کے منہ سے یہ مضبوط شہادت ملتی ہے کہ یہ معلم کیسے دیانتدار تھے اور کہ انکی تعلیم کو کیسی کامیابی ہوئی۔

اس شخص کا خون۔ جن لوگوں نے یسوع کے مصلوب ہونے کا فتویٰ دیا تھا اب وہ خود مجرم قرار دئے جاتے ہیں۔ یہ قیدی قیدخانے سے چھوٹ کر گویا یہ الزام لگاتے ہیں۔ غالباً ان کا اشارہ پطرس کے ان الفاظ کی طرف ہے جو ۲-۲۳ و ۳۶ و ۳-۱۳ تا ۱۵ اور نیز ۴-۱۰ سے ۱۲ میں پائے جاتے ہیں۔ اس قرینے میں ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ انہوں نے اور ان کے پیروؤں نے پیلاطوس کے سامنے مسیح کی صلیب کی ساری ذمہ واری اپنے اوپر لے لی تھی (متی ۲۷-۲۵) یہ قابل غور ہے کہ انہوں نے بڑی ہوشیاری سے ان قیدیوں کی اعجازی رہائی کا ذکر کرنے سے پرہیز کیا۔ ہماری گردن پر رکھنا چاہتے ہو۔ اس میں اس بات کا اظہار ہے کہ ان کا ارادہ اور مقصد کیا تھا جس فعل کا یہاں ذکر ہے اس کا اسم ۲-۲۳ اور ۴-۲۸ اور ۵-۲۸ میں بھی آیا ہے۔

۲۹- پطرس اور اور رسولوں نے جواب میں کہا - کہ آدمیوں کے حکم کی نسبت خدا کا حکم ماننا زیادہ فرض ہے -

خدا کا حکم ماننا زیادہ فرض ہے - مقابلہ کرو ۴-۱۹ و ۲۰ / علاوہ ازیں خدا کا حکم دوہرایا گیا تھا اور فرشتے نے ان سے کہا تو اسکو سنایا مقابلہ کرو ۵-۲۰ سے جس فعل کا ترجمہ یہاں حکم ماننا ہوا ہے - وہ نئے عہدنامہ میں غیر معمولی فعل ہے - اور پولس اور لوقا کی تصنیفات میں ہی اکثر آتا ہے - دیکھو ۵-۳۲ و ۲۷-۲۱ طیطس ۳-۱ اور اس سے مراد ہے کسی حاکم کا حکم ماننا (طیطس ۳-۱) خدا اعلیٰ حاکم ہے اس لئے اس کی اطاعت کامل طور سے اور بے چون و چرا ہونی چاہئے -

۳۰- ہمارے باپ دادوں کے خدا نے یسوع کو جلایا جسے تم نے صلیب پر لٹکا کر مار ڈالا تھا -

ہمارے باپ دادوں کے خدا - دیکھو ۳-۱۳ - پطرس نے ان یہودی حاکموں پر ظاہر کیا کہ حقیقی یہودی کا یہ فرض ہے کہ یسوع کو مسیح مان لے اور اسکی پیروی کرے -

یسوع کو - یہاں وہی نام مذکور ہے جس کو زبان پر لانے سے سردار کاہن پرہیز کرتا تھا - مقدس پطرس نے لفظ ناصرت اس موقعہ پر استعمال نہیں کیا (۲-۲۲ و ۴-۱۰)

جلایا - پھر ایک دفعہ جی اٹھنے کے واقعہ پر انکے سامنے زور دیا گیا ۱-۲۲ و ۲-۲۴ و ۳۲ و ۳-۱۵ و ۲۶ و ۴-۱۰ صدر مجلس کے صدوقی ممبر جی اٹھے مسیح کے ان گواہوں کا منہ بند نہ کر سکتے تھے -

مار ڈالا - یہ ایک غیر معمولی فعل ہے جس کا استعمال صرف اعمال ہی کی کتاب میں آیا ہے اور پھر ۲۶-۲۱ میں استعمال ہوا - اس کے معنی ہیں کسی کو اپنے ہاتھوں سے قتل کرنا" یہ لفظ ارادتاً اس لئے استعمال کیا گیا تاکہ یہودی

حکام کی خطا کو مسیح کی صلیب کے بارے میں پُر زور طریقے سے پیش کریں اور جس الزام کا وہ خود اقرار کرتے ہیں اس کو زیادہ تاکید سے پیش کیا جاتا ہے - (۵-۲۸) گویا کہ رسول یہ کہہ رہا ہے "بیشک ہم تمہیں مسیح کے پاک خون کا مجرم ٹھہراتے ہیں کیونکہ کسی دوسرے نے نہیں بلکہ تمہارے ہی ہاتھوں نے اسے قتل کیا"
صلیب پر لٹکا کر - یونانی میں صلیب کے لئے جو لفظ ہے اسکے معنی درخت ہیں جس سے صاف اشارہ استثنا ۲۱-۲۲ و ۲۳ کی طرف ہے بلکہ لفظی اقتباس اس جملے کا ہے - گلتیوں ۳-۱۳ - نہ صرف انہوں نے مسیح کو اپنے ہی ہاتھوں سے قتل کیا تھا بلکہ اس قسم کی ذلت کی موت اس کو پہنچائی جو یہودیوں کی نظر میں لعنت اور شرم سے علاقہ رکھتی تھی - اس کی طرف اشارہ ۱۰-۳۹ اور ۱۳-۲۹ ہے -

۳۱- اسی کو خدا نے مالک اور منجی ٹھہرا کر اپنے دہنے ہاتھ سے سربلند کیا "تاکہ اسرائیل کو توبہ کی توفیق اور گناہوں کی معافی بخشے -

اسی کو - یہ تاکیدی لفظ - وہی یسوع جسے تم نے قتل کیا اعلیٰ عزت اور جلال کے مرتبے پر سرفراز ہوا -

سربلند کیا - دیکھو ۲-۳۳ جہاں یہی فعل آیا ہے - یہاں ان دونو باتوں کا مقابلہ ہے کہ تم نے تو مسیح کو بے عزت کیا لیکن خدا باپ نے اسکو سرفرازی بخشی - دہنے ہاتھ سے - دیکھو ۲-۳۳ کی شرح -

مالک - دیکھو ۳-۱۵ جہاں یہی لفظ استعمال ہوا ہے - یہاں حکم رانی کا تصور زیادہ نمودار ہے اگرچہ پیدا کرنے (توبہ اور گناہوں کی معافی) بھی اس میں داخل ہے -

منجی - یہ لفظ ۱۳-۲۳ میں بھی پایا جاتا ہے - اناجیل میں یہ لفظ صرف تین دفعہ آیا ہے (لوقا ۱-۴۷ و ۲-۱۱ و یوحنا ۴-۴۲ - لیکن نئے عہدنامہ کی پچھلی تصنیفات میں یہ لفظ اکثر استعمال ہوا ہے - مقدس پطرس نے

اس لفظ کے ذریعہ اس صداقت پر زور دیا جو اس نے صدرِ عدالت کے سامنے اپنی پہلی پیشی کے وقت پیش کی تھی (۴-۱۲)۔ مسیح آسمان میں تخت نشین ہے تاکہ حکومت کرے اور نجات دے۔ نجات سے کامل رہائی مراد ہے۔ اوّل تو خطا کے جرم سے (۲ کرنتھی ۵-۱۸ و ۱۹؛ افسیوں ۱-۷) اور دوئم گناہ کی قدرت سے (متی ۱-۲۱؛ لوقا ۱-۷۴ و ۷۵؛ رومی ۶-۱۴)۔ یہ دونوں باتیں اسی زندگی میں اس سے حاصل ہوتی ہیں۔ اسلئے یہ نجات دہندوں کی مکتی سے بالکل متفرق ہے جو محض مصیبت سے آزاد ہونے کے خیال سے جو کہ بدن سے یا دوبارہ جنم سے رہائی پانے کا نتیجہ ہے۔

توبہ۔ دیکھو ۲-۳۸ اور ۳-۱۹ کی شرح۔

اسرائیل۔ یہودیوں کو مسیح کے بارے میں بہت دلچسپی تھی۔ اور اس پر اُن کا بہت کچھ حق بھی تھا۔ ۳-۲۵ و ۲۶ کی شرح۔

گناہوں کی معافی۔ دیکھو ۲-۳۸ کی شرح۔ لفظ معافی کے ابتدائی معنی چھوڑ دینا یا کسی قرض یا عہد سے آزاد کر دینا۔ لیکن مسیحی معنے میں اس سے یہ مراد ہے کہ گنہگار اپنے گناہ کے جرم اور نتیجوں سے مخلصی حاصل کرے۔ یہ لفظ پھر اعمال ۱۰-۴۳؛ ۱۳-۳۸؛ ۲۶-۱۸ میں آیا ہے۔ یہ بڑی صداقت ہندوؤں کے کرم کے مسئلے سے بالکل متفرق ظاہر کر دیتی ہے۔ کیونکہ اس کرم کے مسئلے کے مطابق ہر فعل کا نتیجہ پیدا ہوتا رہتا ہے۔ اور گناہوں کی معافی کے لئے کسی قسم کی گنجائش اس میں نہیں۔

اگرچہ ہم مسیحی یہ تو مانتے ہیں کہ آدمی جیسا بوتا ہے ویسا ہی کاٹے گا مگر تو بھی یہ خوشی کی بات ہے کہ خدا نے تائب ایماندار کے لئے یہ مقرر کر دیا ہے۔ وہ گناہ کی خوفناک سزاؤں اور ابدی نتائج سے مخلصی حاصل کرے۔

۳۲۔ اور ہم ان باتوں کے گواہ ہیں اور روح القدس بھی۔ جسے خدا نے اُنہیں بخشا ہے جو اس کا حکم مانتے ہیں۔

گواہ۔ دیکھو ۱-۸ کی شرح حاشیہ میں یہ لفظ آتے ہیں "اس میں" جس سے یہ مراد ہے "اس کے ساتھ اتحاد اور شراکت میں" سارے مسیحی کارندوں کو یہ یاد رکھنا مناسب ہوگا کہ انجیل کا کوئی سچا گواہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ مسیح کے ساتھ زندہ شراکت نہ رکھتا ہو (یوحنا ۱۵-۵)۔

ان باتوں کے۔ یعنی جن واقعات کا ابھی اشتہار دیا گیا یعنی ہمارے خداوند کی صلیب قیامت اور سربلندی۔ اس سارے باب میں رسول کے بیان کی صداقت ظاہر ہوتی ہے۔

اور روح القدس بھی۔ دیکھو یوحنا ۱۵-۲۶ و ۲۷؛ عبرانی ۲-۳ و ۴ آیت۔ روح القدس انجیل کی صداقت کی گواہی ظاہری نشانوں اور معجزوں کے وسیلے بھی دیتی ہے (۲-۱۶ سے ۲۱ تک) اور لوگوں کو گناہوں سے قائل کرنے کے ذریعہ اور سننے والوں کے دلوں میں فضل بخشنے کے ذریعہ (۲-۳۷) وہ پنتیکوست کے دن نازل ہوا تاکہ نجات کے پیغام کو زیادہ مؤثر اور مفید بنائے (یوحنا ۱۶-۸ سے ۱۱)۔

اُنہیں بخشا ہے۔ جو فعل یہاں استعمال ہوا اس سے ایک خاص وقت کی طرف اشارہ ہے۔ رسولوں اور ان کے رفیقوں کو یہ انعام پنتیکوست کے دن ملا۔ عموماً یہ اس وقت ملتا ہے جب آدمی مسیح کے دعاوی کو مان لیتا (۲-۳۸ و ۳۹)

جو اس کا حکم مانتے ہیں۔ ماننے کے لئے جو لفظ یہاں آیا ہے ۵-۲۹ میں بھی آیا تھا اور اس سے مراد کسی حاکم کی اطاعت کرنا ہے۔ یہاں صیغہ حال استعمال ہوا ہے یعنی جو لوگ برابر اس کا حکم مانتے تھے اگر ہم روح القدس کا انعام حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے آسمانی مالک کی کامل اطاعت کرنی چاہئے۔

۳۳۔ وہ یہ سن کر جل گئے۔ اور انہیں قتل کرنا چاہا۔

جل گئے۔ یا کٹ گئے۔ یہ فعل ۷-۵۴ میں بھی آیا ہے۔ یہ سخت غصے اور دلی اندیشے پر دلالت کرتا ہے۔ رسول کے قائل کرنے والے الفاظ نے ان کو گویا آرے کی طرح چیر ڈالا۔

چلا گیا - یہ وہی عمل ۵-۲۸ میں آیا تھا - یہاں صیغہ تمام ہے جس سے ظاہر ہے کہ ان کا ارادہ اور صلاح مشورہ برابر جاری تھے وہ محض اتفاقی جوش کا نتیجہ نہ تھے - انہوں نے مسیح کے قاتل ہونے کے الزام سے انکار کیا تھا ۵-۲۸ تو بھی وہ اب اس کے رسولوں کا خون بہانے کے لئے طیار اور رضامند تھے -

۵-۳۴ - مگر گملی ایل نام ایک فریسی نے جو شرع کا معلم اور سب لوگوں میں عزت دار تھا - عدالت میں کھڑے ہو کر حکم دیا - کہ ان آدمیوں کو تھوڑی دیر کیلئے باہر کر دو -

فریسی - اسی وجہ سے وہ صدوقیوں کی طرح قیامت کی تعلیم سے نفرت نہ رکھتا تھا دیکھو ۴-۱ کی شرح اور ۲۳-۶ سے ۱۰ تک شاید گملی ایل نے جو نصیحت عدالت کو دی وہ ان کی اپنی تعلیم کا نتیجہ تھا -

گملی ایل - اس لفظ کے معنے ہیں خدا کا انعام - تمام محققوں کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ شخص وہی مشہور ربی گملی ایل ہے جو اس ہلیل کا پوتا تھا - جس نے دو دار العلوموں میں سے زیادہ مقبول دار العلوم کی بنیاد ڈالی تھی - ان ہی دو دار العلوموں میں فریسی منقسم تھے - یہ شخص بڑا صاحب علم اور شریف مزاج تھا - اور ان سات جید یہودی علما میں سے پہلا تھا جنکو ربان کا لقب حاصل ہوا تھا - اس نے یونانی علم ادب کی تحصیل کی تھی اور تعلیم و تربیت اور کشادہ دلی میں اکثر ربیوں سے سبقت لے گیا تھا - یہودی اس کی نہایت ہی بڑی تعظیم کرتے تھے اور عزت کے لحاظ سے شریعت کا حسن اس کو لقب حاصل ہوا تھا - کہتے ہیں کہ یروشلیم کی بربادی سے ۱۸ سال پہلے اس نے وفات پائی - جیسا کہ ہمیں معلوم ہے ترسوس کا ساؤل اسکے شاگردوں میں سے تھا (۲۲-۳)

شرع کا معلم - یہ لفظ لوقا ۵-۱۷ - اور ۱ تیمتھیس ۱-۷ میں بھی آیا ہے اس سے ایسا شخص مراد ہے جو شریعت سکھانے میں بڑا ماہر ہو - گملی ایل کی شہرت اور علم کے سبب نہ صرف عوام الناس اس کی عزت کرتے تھے - بلکہ

مجلس میں بھی اس کی بڑی قدر تھی -

باہر کر دو - یعنے عدالت کے کمرے سے باہر نکال دو جب تک کہ ان کے بارے میں کچھ فیصلہ نہ ہو -

۵-۳۵ - پھر ان سے کہا کہ اے اسرائیلیو - ان آدمیوں کے ساتھ جو کچھ کیا چاہتے ہو ہوشیاری سے کرنا -

اے اسرائیلیو - یہ عزت کے ساتھ خطاب کا طریقہ ہے (۲-۲۲ و ۳-۱۲) ہوشیاری سے کرنا - یعنے خبردار کوئی غلطی نہ کرنا بڑی خبرداری سے عمل کرنا -

۵-۳۶ - کیونکہ ان دنوں سے پہلے تھیوداس نے اٹھ کر دعوی کیا تھا کہ میں بھی کچھ ہوں - اور تخمیناً چار سو آدمی اس کے ساتھ ہو گئے تھے مگر وہ مارا گیا اور جتنے اس کے ماننے والے تھے سب تتر بتر ہوئے اور مٹ گئے -

تھیوداس - یوسیفس مورخ نے ایک دغاباز تھیوداس نامی کا ذکر کیا جو فادوس حاکم کے دنوں میں برپا ہوا (۴۵ یا ۴۶ء) اور بہت لوگوں کو پھسلا کر اپنا پیرو بنا لیا اور ان کو ترغیب دی کہ اس کے ساتھ دریائے یردن کے پاس چلیں اور یہ دعوی کیا کہ میری نبوت کا یہ ثبوت ہے کہ میرے حکم سے دریا کا پانی دو حصے ہو جائے گا لیکن فادوس نے یکایک اس پر حملہ کر دیا اور اسے قتل کیا - اس کے پیرو منتشر ہو گئے - بہت آدمیوں نے یہ سمجھ کر کہ یہ دغاباز وہی تھیوداس ہے جس کا ذکر گملی ایل نے کیا - کہتے ہیں کہ لوقا نے ایک بڑی سخت غلطی کی کہ ایسے واقعہ سے اس کو منسوب کیا جو ابھی وقوعہ میں آیا بھی نہ تھا - یوسیفس کے بیان کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بیانات میں اور ان واقعات کے بیان میں بہت اختلاف ہے جنکا ذکر گملی ایل نے کیا اس لئے ان دونوں بغاوتوں کو ایک ہی سمجھنا قبل از وقت فیصلہ ہے

خاص کر ہمارے بیان میں چار سو آدمیوں کا جو چھوٹے دستے کا ذکر ہے وہ
یوسیفس کے اس بیان سے مختلف ہے کہ لوگوں کا ایک بڑا حصہ علاوہ ازیں
مقدس لوقا کی تاریخ نویسی کی صحت مسلمہ ہے اور وہ ایسی بڑی سخت غلطی
نہیں کر سکتا بالحاظ اس کے کہ اس نے الہام سے لکھا۔ جس وقت کا
ذکر گملی ایل نے کیا وہ اسم نویسی سے پیشتر تھا (۵-۳۷) یعنی ہمارے
خداوند کی پیدائش کے قریب کا زمانہ یوسیفس خود کہتا ہے جبکہ اس نے
اس زمانے کا ذکر کیا کہ اس وقت یہودیہ میں دس ہزار دیگر بغاوتیں تھیں
اور یہ ہنگامے کی صورت رکھتی تھیں کیونکہ بہت لوگوں نے اپنے آپ کو جنگی
صورت میں ظاہر کیا۔ ان میں سے چند ہنگاموں کا اسنے بیان بھی لکھا۔
لیکن اکثروں کو اس نے نظر انداز کیا۔ جب ہمیں یہ یاد ہے کہ تھیوداس جو
شاید آرامی لفظ تھدیوس (یہوداہ) کا بگڑا ہوا یونانی نام تھیوڈورس
کا اختصار ہو۔ تو ایسی صورت میں اس سے کئی عبرانی نام تعبیر ہو سکتے ہیں
مثلاً متتھیاہ۔ متی متتیاس۔ متتیا کیونکہ ان سب کے ایک ہی معنے ہیں اور
غالباً یہ بہت عام نام تھا اور یہ کہنا یقیناً نادرست ہوگا کہ یہی بیشمار بغاوتوں
کے زمانے میں جن واقعات کا گملی ایل نے ذکر کیا وہ فی الحقیقت اس زمانے
میں واقع نہیں ہوئے۔ اس لئے ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ بغاوت
وہی نہ تھی جو کچھ عرصہ بعد فاڈس گورنر کے دنوں میں واقع ہوئی بلکہ اس
سے ایسے ہنگامہ کی طرف اشارہ ہے جو اسم نویسی کے زمانے سے پیشتر وقوع
میں آیا اگرچہ یوسیفس نے اس کا کوئی مفصل بیان نہیں دیا۔

۳۷- اس شخص کے بعد یہوداہ گلیلی اسم نویسی کے دنوں میں اٹھا۔ اور کچھ لوگ اپنی طرف کر لئے۔ وہ بھی ہلاک ہوا اور جتنے اس کے ماننے والے تھے سب پراگندہ ہو گئے۔

یہوداہ گلیلی۔ اس شخص اور اس کی بغاوت کا ذکر یوسیفس نے کیا ہے

(۱۸-۱ او ۲۰-۲۰-۵ و ۲) جس اسم نویسی کا یہاں ذکر ہے وہ قرینیس کے
دنوں میں ہوئی جبکہ وہ دوبارہ سوریا کا گورنر ہو کے آیا (۶ و ۷ لوقا ۲-۲)
رومیوں کا یہ ارادہ تھا کہ اس اسم نویسی کو ٹیکس کی بنیاد ٹھہرائیں۔ اسی
وجہ سے یہودیوں میں اس کے خلاف بہت جوش پھیلا ہوا تھا۔ اسی موقعہ
پر یہوداہ نے سدوق نامی ایک فریسی کے ساتھ مل کر بغاوت کا جھنڈا کھڑا
کیا اور اپنے پیروؤں کو تاکید کی کہ ملکی آزادی کے لئے جان توڑ کر
کوشش کریں۔ یوسیفس اس سرغنہ کو گلیلی بھی کہتا ہے اور گالونی بھی
(گملا شہر سے موسوم جو گلیل کے مشرق میں تھا) اس نے ہمیں یہ بھی بتایا
ہے کہ زیلوتی فرقے کا آغاز اسی تحریک سے ہوا۔ گملی ایل کا بیان یہوداہ
کی موت کے بارے میں یوسیفس کے بیان کا ضمیمہ لیکن لاکلام صحیح ہے

۳۸- پس اب میں تم سے کہتا ہوں کہ ان آدمیوں سے کنارہ کرو اور ان سے کچھ کام نہ رکھو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا سے بھی لڑنے والے ٹھہرو۔ کیونکہ یہ تدبیر یا کام اگر آدمیوں کی طرف سے ہوا۔ تو آپ برباد ہو جائیگا۔

کنارہ کرو۔ یہ نصیحت صدر عدالت کے اصلی منشا کے برخلاف تھی آیت
۳۳- اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مشتعل اور بھڑکے ہوئے دلوں پر ایک
دانا شخص کیسا اثر کر سکتا ہے جس اصول کا گملی ایل نے یہاں ذکر کیا وہ اکثر
مفید اور عمدہ ثابت ہوا گو ہمیشہ نہیں۔

تدبیر۔ دیکھو ۲-۲۳ کی شرح۔ اس کے یہ معنے معلوم ہوتے ہیں کہ رسولوں
نے انجیل سنانے کا کیا پختہ ارادہ اور منصوبہ کیا تھا۔

کام۔ یعنے گواہی دینے کا کام (آیت ۳۲) انکی تدبیر نے عملی صورت
اختیار کی

آدمیوں کی طرف سے۔ یعنے جس کام کا آغاز انسان کی طرف سے ہو

جیسے کہ تھیوداس اور یہوداہ کی بغاوتوں کا آغاز تھا۔

آپ ہی برباد ہو جائیگا جیسے پہلے مسدود ٹھہرے گا اور تمہاری مداخلت کی ضرورت نہ پڑے گی کیونکہ ایسا کام خدا کے ارادے اور مقصد کے خلاف ہے۔

خدا سے بھی لڑنے والے۔ یہ لفظ صرف اسی آیت میں آیا ہے۔ یہ ایک تنبیہ ہ امر ہے کہ جو لوگ دانستہ مسیح کی انجیل کا مقابلہ کرتے ہیں۔ وہ فی الحقیقت خدا سے لڑنے والے ہیں (۵-۳ متی ۱۲-۳۰) اس جنگ مقدس میں ہم غیر جانبدار نہیں ہو سکتے۔

۳۹- لیکن اگر خدا کی طرف سے ہے تو تم ان لوگوں کو مغلوب نہ کر سکو گے۔

مغلوب نہ کر سکو گے۔ جیسے رسولوں اور ان کے رفیقوں کو یہاں امید تھی کہ گملی ایل یہ کہے گا کہ اس کو (تحریک) کو شناویہ کر دے کیونکہ یہ واعظ اور جن کی یہ منادی کرتے تھے وہ ایک ہی بات سمجھی گئی وہ اس کے لئے زندہ رہنے یا مرنے کو طیار تھے۔

۴۰- انہوں نے اس کی بات مانی اور رسولوں کو پاس بلوا کر ان کو پٹوایا اور یہ حکم دے کر چھوڑ دیا۔ کہ یسوع کا نام لے کر بات نہ کرنا۔

اس کی بات مانی۔ اس کی دلیل کی وجہ سے یہ لوگ رسولوں کو قتل کرنے سے باز رہے۔

رسولوں کو پاس بلا کر۔ جیسے عدالت کے کمرے سے باہر پھر ان کو واپس بلایا آیت ۳۴۔

ان کو پٹوایا۔ یہ فعل اعمال ۱۶-۳۷ اور ۲۲-۱۹ میں پھر آیا ہے صدوقی فرقے کے لوگ ان کو بے سزا دئے جانے دینا نہ چاہتے تھے اور غالباً ان کے اور گملی ایل کے مابین باہمی سمجھوتہ پر ان کا اتفاق ہو گیا تھا لیکن ان رسولوں کو ایک کم چالیس کوڑے لگے جیسا کہ موسیٰ کی شریعت میں حکم تھا (استثنا ۲۵-۳) اور جو لفظ یہاں آیا ہے اس سے کوڑے ہی مراد ہے۔

جہاں تک ہمیں معلوم ہے مسیح کے شاگردوں کو اس کی خاطر پہلی دفعہ کوڑے پڑے۔

حکم دے کر۔ دیکھو ۴-۱۸ کی شرح۔

۴۱- پس وہ عدالت سے اس بات پر خوش ہو کر چلے گئے کہ ہم اس نام کے واسطے بے عزت ہونے کے لائق تو ٹھہرے۔

خوش ہو کر ۱۲-۵ ۷ و متی ۵-۱۰ ۱۲ ۔ صدمے اور کوڑے ان شاگردوں کو خوشی کا باعث ہوئے۔ مسیحی استقلال کی حقیقی روح ہے۔ اپنے آقا کے لئے بے عزتی سہنا انہوں نے عزت سمجھا۔ اعمال کی کتاب میں اس خوش ہونے کا یہ ذکر آیا ہے۔

(الف) مسیح کے گواہ ایذا رسانی میں خوش ہوتے ہیں۔

(ب) خوجہ نجات میں خوش ہوتا ہے ۸-۳۹۔

(ج) غیر قوم سامعین انجیل میں خوش ہوتے ہیں۔

بے عزت ہونے کے لائق تو ٹھہرے۔ یہ فعل پولس اور لوقا کی تصنیفات میں آتا ہے لوقا ۲۰-۳۵ ۲- تھسلونیکی ۱-۵ یہاں یہ لفظ اس دنیا میں دکھ اٹھانے اور آئندہ دنیا میں جلال پانے کے لائق ٹھہرنے کے لئے بھی آیا ہے مقابلہ کرو کلسیوں ۱-۲۴۔

بے عزت ہونے کا ذکر لوقا ۲۰-۱۱ یرمیاہ ۸-۹۔ بے عزت ہونا اور لائق ٹھہرنا ایک طرح سے ضدین ہیں۔ مسیح کے یہ سپاہی اپنے ان زخموں پر خوش تھے۔

نام کے واسطے۔ دیکھو ۵-۲۸ ۴-۱۲ اس سے مراد یسوع مسیح ہے۔

۴۲- اور وہ ہیکل میں اور گھروں میں ہر روز سکھانے اور اس بات کی خوشخبری دینے سے کہ یسوع ہی مسیح ہے باز نہ آئے۔

ہر روز۔ دیکھو ۲-۴۶۔ برملا اور خلوت میں اور تنہائی میں وہ بشارتی

خدمت ہر روز کرتے رہے۔
سکھانے اور خوشخبری دینے سے باز نہ آئے۔ یونانی لفظ کا یہ زور ہے کہ وہ لوگ گواہی دینے کے کام میں برابر لگے رہے۔ خوشخبری دینے کا لفظ اعمال کی کتاب میں پندرہ دفعہ آیا ہے (۸-۴ و ۱۲ و ۲۵ و ۳۵ و ۴۰ ۱۰-۳۶ ۱۱-۲۰ ۱۳-۳۲ ۱۴-۷، ۱۵ و ۲۱ ۱۵-۳۵ ۱۶-۱۰ ۱۷-۱۸) ایذا رسانی میں جو خوشی انکو حاصل ہوئی اس سے وہ اور بھی زیادہ سرگرمی سے خدمت کرنے لگے۔
یہ غور کرنا بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ اگرچہ اس باب کے شروع میں خیمہ گاہ دشمن کا ذکر آیا تھا (رحنا باہ) لیکن باب کے آخر میں دشمن کے خیمہ گاہ میں ایک دوست کے پائے جانے کا ذکر ہے۔ (گملی ایل)

پانچویں باب کی تعلیم

(الف) بڑے بڑے حصے ہم اس باب کا مطالعہ مفصلۂ ذیل مضامین کے مطابق کر سکتے ہیں۔

(۱) گواہوں کی تصدیق ہوئی آیات ۱ سے ۱۶-
(ا) شیطان کے حیلے آیات ۱ سے ۱۰
(ب) خدا کی گواہی آیات ۱۱ سے ۱۶
(۲) گواہ پکڑے گئے آیات ۱۷ سے ۴۲
(ا) انسان کی مخالفت آیات ۱۷ سے ۱۸
(ب) خدا کی مداخلت آیات ۱۹ سے ۲۶
(۳) گواہوں پر الزام لگایا گیا۔ آیات ۲۷ سے ۴۲
(ا) گواہی دینا آیات ۲۷ سے ۳۲
(ب) دکھ اٹھانا آیات ۳۳ سے ۴۰
(ج) خوشی کرنا آیات ۴۱ و ۴۲

(ب) خاص مضامین
(۱) دشمن کے حیلے آیات ۱ سے ۱۶
(۲ کرنتھی ۲-۱۱)
(۱) بڑی آزمائش - آیت ۳ جھوٹ

اقرار کے لئے۔
(ب) جعلی نذر آیات ۲ و ۳ برنباس کی اصلی نذر سے مقابلہ کرو۔
(ج) جعل کا جلد پکڑا جانا آیات ۳ و ۴
(د) خاص سزا - آیات ۵ سے ۱۱
(ہ) عمدہ نتیجہ آیات ۱۱ سے ۱۴
(و) عجیب تجربے آیات ۱۲ و ۱۴ سے ۱۶
(۲) دشمن کا غصہ آیات ۱۷ سے ۴۲ جب ایک طریقے میں ناکامیابی ہوئی تو دوسرا طریقہ برتا گیا۔
(ا) شیطانی غصہ
(۱) گواہوں پر بڑے جوش سے حملہ کیا گیا آیات ۱۷ و ۱۸۔
(۲) ان گواہوں پر بڑی سختی سے الزام لگایا گیا آیت ۲۸۔
(۳) گواہوں کو سخت دھمکی دی گئی آیت ۴۰
(۴) ان گواہوں کو سخت مار پڑی آیت ۴۰
(ب) الٰہی مدد
(۱) یہ گواہ قید خانے سے رہا کیے گئے آیت ۱۹ (فرشتے کے ذریعے)
(۲) عدالت میں گواہوں کی حمایت ہوئی آیات ۳۴ سے ۳۹ (گملی ایل کے ذریعے)
(۳) ان گواہوں کو خوشی سے خدمت کرنے کے لئے حوصلہ ملا آیات ۴۱ و ۴۲ (روح القدس کے ذریعے)

چھٹا باب

۱ سے ۷ - سات ڈیکن

تاریخ اب ایک نئے اور اہم موقعہ پر آپہنچی ہے اور مقدس لوقا طبعاً اس حقیقت کو ادراک کر لیتا ہے اور ان واقعات کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ کلیسیائی انتظام میں ڈیکنوں کا تقرر پہلا قدم تھا اور مقدس ستفنس کا کام مقدس پولس کے کام تک اور غیر قوموں میں انجیل کی بشارت تک پہنچا دیتا ہے مسیحی جماعت یہودی عبادت خانہ بننے کے خطرے سے بچ جاتی ہے اور رفتہ رفتہ مشنری اور عالمگیر کلیسیا بن جاتی ہے۔

۱- ان دنوں میں جب شاگرد بہت ہوتے جاتے تھے تو یونانی مائل یہودی عبرانیوں کی شکایت کرنے لگے۔ اس لئے کہ روزانہ خبرگیری میں ان کی بیوہ عورتوں کے بارہ میں غفلت ہوتی تھی۔

بہت ہوتے جاتے تھے۔ ایمانداروں کا شمار بڑھنے کے ذریعہ سے خاص مشکلات پیدا ہوئیں۔ اور کلیسیا کی ترقی اور کمالیت کی تکمیل کے لئے زیادہ احتیاط اور انتظام کی ضرورت پڑی۔ جہاں کہیں کسی شخص میں بہت لوگ داخل ہو جاتے ہیں وہاں نئے نئے سوال اور مشکلات پیدا ہو جاتے ہیں۔

شکایت کرنے لگے۔ یہی لفظ یوحنا ۷-۱۲ فلپی ۲-۱۴، ۱-پطرس ۴-۹ میں بھی آیا ہے۔ غالباً اس شکایت کی کوئی حقیقی وجہ تھی۔ یہ فرقہ بندی اور حسرت کا نشان تھا جو کہ یہودی امت کی آرامی اور یونانی شاخوں میں پایا جاتا تھا۔ اب یہ خطرہ مسیحی کلیسیا کے لئے بھی پیدا ہو گیا اور اندیشہ تھا کہ جو یگانگت مسیحیوں میں پائی جاتی تھی وہ زائل ہو جائے۔ جب شیطان بیرونی حملوں کے ذریعہ انجیل کے کام کو نہ روک سکا تو اس نے اندرونی تفرقوں کے ذریعے اپنا مقصد حاصل کرنا چاہا۔ وہ اب بھی یہی حیلے ہندوستان میں استعمال کرتا ہے۔

یونانی مائل یہودی۔ یہ لفظ ۹-۲۹ میں پھر آیا ہے اور بعض نسخوں ۱۱-۲۰ میں بھی آتا ہے۔ اس لفظ کا امتیاز اس دوسرے لفظ سے کرنا چاہئے جس کا ترجمہ "یونانی" کیا گیا ہے۔ اس کے لئے دیکھو ۱۱-۲۰ اور ۱۴-۱ کی شرح۔ اس سے یہودی مراد ہیں جو یونانی طرز و طریقے کو پسند کرتے تھے جنہوں نے یونانی تہذیب کو قبول کیا اور جو یونانی زبان بولا کرتے تھے۔ چونکہ بہت یہودی منتشر ہو کر غیر قوم کے ملکوں میں آباد ہو گئے تھے اور تجارت وغیرہ کیا کرتے تھے اس لئے یہ گروہ پیدا ہو گیا ان کی بائبل اور دستوروں کا یونانی ترجمہ تھا جو پرانے عہدنامے کا کیا گیا تھا ان میں سے بہت مسیحی ہو گئے تھے اور اپنے خاص خو کو اس نئی جماعت میں لے آئے تھے۔

عبرانیوں۔ یعنے ایسے یہودی جو زمین مقدس میں پیدا ہوئے جنہوں نے وہیں پرورش پائی اور جو آرامی زبان بولتے تھے (۱۹۱ کی شرح دیکھو)۔ یہ لوگ عبرانی بائبل استعمال کرتے تھے اور ترگم سے مدد لیتے تھے جو کہ ترجمہ بالتفصیل تھا۔ یہ فرقہ عموماً یونانی تہذیب کو نظر تحقیر سے دیکھتا تھا۔ اور اپنے آباؤ اجداد کی رسوم پر بہت عمل کرتے تھے۔ وہ یہ کہا کرتے تھے کہ ملعون ہے وہ شخص جو اپنے بیٹے کو یونانیوں کا علم سکھائے۔ اس فریق میں سے جو لوگ مسیحی ہو گئے وہ اپنے مزاج و طبیعت کو بھی اپنے ساتھ لے آئے۔ خاص کر ان کے لئے یہ آزمائش تھی کہ اپنے فریق کے لوگوں کی طرفداری کریں اور اپنے یونانی بولنے والے بھائیوں کی تحقیر کریں اور ان کو نظر انداز کریں۔ جو مشکل اس وقت پیدا ہوئی اس کا تصور باندھنے کے لئے ہم یہ خیال کریں کہ دو مختلف فریقوں کے لوگ مسیحی ہو کر یک لخت ایک ہی دین اور جماعت میں شریک ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک فریق تو انگریزی بولنے والے ہندوستانیوں کا ہو جنہوں نے مغربی تعلیم اور خیالات حاصل کئے۔ اور دوسرا فریق ایسے ہندوستانیوں کا ہو جو پرانے خیال کے ہوں اور ذات پات کا خیال رکھتے ہوں اور ہر غیر ملکی شے کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہوں اور اپنی ہی مادری زبان بولتے ہوں۔ قومی اور ذات پات کے امتیازات خدا کے کام کی بہتری کے لئے سخت خطرناک ہیں۔ اسلئے بڑی دانائی اور استقلال کے ساتھ ان کو روکنا چاہئے۔ یہ انجیل کا فخر ہے کہ اس کے ذریعے متفرق عناصر ملکر ایک ہو جاتے ہیں دیکھو دیباچہ ۵-۳۔

بیوہ عورتوں کے بارے میں غفلت ہوتی تھی۔ جیسا کہ بنگل صاحب فرماتے ہیں کہ ایسی مقدس جماعت یعنی ابتدائی کلیسیا میں ان کو نظر انداز کرنا آسان تھا اور یہ ممکن ہے کہ رسول بھی نادانستہ اس فرقہ بندی کی تشہیر میں ہوں یا بلکہ فرائض کی کثرت کی وجہ سے یہ غفلت وقوع میں آئی لیکن جونہی یہ شکایت ان کے گوش گذار ہوئی انہوں نے فوراً اس کا علاج کیا۔ چونکہ

یہاں نا تمام فعل استعمال ہوا ہے اس سے پتہ لگتا ہے کہ یہ غفلت کچھ عرصہ
سے عمل میں آ رہی تھی۔ مسیحی دین کا یہ عین خاصہ ہے کہ غریبوں۔ محتاجوں
اور مصیبت زدوں کی فکر لے اور ساری باتوں میں رفاہ عام مد نظر رکھے
ابتدا ہی سے بیوگان جو فی الحقیقت محتاج تھیں مسیح کی کلیسیا کے خاص
طور سے زیر نظر رہیں (۱ تمتھیس ۵-۳ سے ۱۶- یعقوب ۱-۲۷) جب ہم
ہندوستان میں غیر مسیحی بیوگان کا حال دیکھتے ہیں خاصکر اعلےٰ ذات کے
ہندوؤں میں تو ہمیں کیسا افسوس ہوتا ہے۔ اس ملک میں چھ عورتوں
میں سے ایک عورت بیوہ ہوتی ہے اور تقریباً چار لاکھ لڑکیاں پندرہ سال سے
کم عمر کی بیوہ پائی جاتی ہیں اور ان کی حالت عموماً بہت افسوسناک ہے۔
مقدس لوقا کا یہ خاصہ ہے کہ وہ بیوگان کی طرف توجہ دلاتا ہے (لوقا ۲-
۳۷-۴-۲۵-۷-۱۲-۱۸-۳ و ۲۰-۴۷-۲۱-۲ و ۳-۱ اعمال ۹-۳۹ و ۴۱)
روزانہ خبر گیری۔ لفظی طور پر اس جملے کے یہ معنے ہیں "روزانہ خدمت میں"
مقابلہ کرو ۱۱-۲۹ جہاں یہی اسم آیا ہے اور یہ اسی قسم کے معنے ہیں اسی سے
ہمارا لفظ ڈیکن نکلا ہے یہ ہر قسم کی خدمت کے لئے استعمال ہو سکتا ہے۔
(مقابلہ کرو آیت ۴-۱-۱۰ و ۲۵-۱۳-۲۵-۲۰-۲۴-۲۱-۱۹) لیکن یہاں
خیرات اور خوراک بانٹنے کے لئے استعمال ہوا ہے۔ زمانے عام کے ایسے کام
مسیح کی کلیسیا کی خدمت کا خاص حصہ ہیں اور بڑی دیانتداری سے محبت اور
بے طرفداری کے ساتھ اسے بجا لانا چاہئے۔

۲- اور اُن بارہ نے شاگردوں کی جماعت کو اپنے پاس بلا کر کہا مناسب
نہیں کہ ہم خدا کے کلام کو چھوڑ کر کھانے پینے کا انتظام کریں۔

بارہ۔ بارہ رسول جو اس جماعت کے پیشوا تھے وہ اس جماعت کی بہبودی
کے عین ذمہ وار تھے انہوں نے فوراً سمجھ لیا کہ یہ حقیقی شکایت ہے اور اس کا
انسداد کرنے لگے۔

شاگردوں کی جماعت۔ انہوں نے ایمانداروں کی عام مجلس منعقد کی اور یہ
جماعت ایک بڑا انبوہ تھا (۲-۴۷ و ۵-۱۴) اور ان کے ساتھ صلاح و مشورت
کی۔ تن تنہا اس کا انتظام کرنا ایسا بچگانہ تھا اور کلیسیائی حکام اور خادمان
دین کی عقلمندی ہوگی کہ بڑے بڑے امور میں وہ اپنی جماعت کے ساتھ صلاح
و مشورہ کر لیا کریں۔ اس کے بعد بھی اسی تجویز پر عمل ہوا (۱۵-۱-۲۲) عام
جماعت کا یہ خاص فرض ہے کہ کلیسیا کے انتظام اور توسیع میں وہ خاص مشورت
اور مدد دیں۔

خدا کے کلام کو چھوڑ کر۔ یہ لفظ ۲-۳۱ میں بھی آیا تھا اور بڑے زور کا
لفظ ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ روپیہ پیسے کو بانٹنے اور خوراک کے تقسیم کرنے
کا کام ایسا بڑھ گیا تھا کہ رسولوں کو اپنے عہدے کے دیگر فرائض منصبی ادا
کرنے کے لئے کچھ وقت نہ رہا یا بہت کم وقت رہا۔ ہندوستان جیسے ملک
میں مشنری بخوبی جانتے ہیں کہ روپیہ پیسے کے کاموں میں خط و کتابت میں
اور دنیاوی فرائض کے جھمیلوں میں پھنس کر بشارت اور روحانی کام کے لئے
کتنا کم وقت رہ جاتا ہے۔ حالانکہ خدا کے کلام کا مطالعہ اور اس کا سنانا
ایسے عہدے کا لازمی فرض ہے۔

کھانے پینے کا انتظام کریں۔ جس لفظ کا ترجمہ "انتظام کریں" آیا ہے
وہی لفظ ہے جو پہلی آیت میں آچکا ہے اور یہ لفظ ان خادمان دین کا لقب
ہو گیا جن کے ذمہ خیرات کا تقسیم کرنا تھا۔ "کھانے پینے" کے لئے جو لفظ آیا ہے
اس سے مراد یا تو لنگر خانہ ہے یا ایسی جگہ جہاں خیرات تقسیم ہوتی تھی خواہ
وہ نقدی ہو یا خوراک (متی ۲۱-۱۲) اب اس جملے سے مراد ہے دنیاوی فرائض ادا
کرنا۔ آیت ۴ میں اس کا مقابلہ کلام کی خدمت سے کیا گیا ہے۔

۳- پس اے بھائیو! اپنے میں سے سات نیکنام شخصوں کو چن لو جو
روح اور دانائی سے بھرے ہوئے ہوں کہ ہم ان کو اس کام پر مقرر کریں۔

سات - عبرانیوں میں عدد سات مقدس عدد تھا اور کمال کا نشان - یہودی قصبوں میں جماعت کے انتظام کے لئے سات شخص مقرر ہوا کرتے تھے - جیسا کہ مشنا (یہ یہودی قوانین اور حدیثوں کی کتاب ہے) اُس سے ظاہر ہے مسیحی دین کی ابتدائی صدیوں میں روم کی کلیسیا سات ڈیکن ہی مقرر کیا کرتی تھی تاکہ وہ اس باب کی نظیر کے ساتھ مطابقت رکھیں -

نیک نام - جیسے جو لوگ ان سے واقف تھے وہ ان کو نیک سمجھتے تھے (۱۰-۲۲-۱۶-۲-۲۲-۱۲ جہاں یہی لفظ آیا ہے) صرف وہی اشخاص مسیح کی کلیسیا میں عہدہ حاصل کرنے کے لائق ہیں جن کی سیرت اور چلن پر کوئی داغ و دھبہ نہ ہو اس لئے خادمانِ دین اور کارندوں کے انتخاب میں بڑی احتیاط درکار ہے -

چن لو - رسولوں کی یہ بڑی دانائی تھی کہ ان مددگاروں کے چننے کا کام اُنہوں نے عام جماعت کے سپرد کیا - یونانی مائل یہودیوں کی شکایت ایک طرح سے اُن کے خلاف تھی کیونکہ خیرات کی تقسیم کے کام کے وہی ذمہ دار تھے (۴-۳۵) اس الزام سے وہ ناراض نہیں ہوئے بلکہ فوراً اُنہوں نے ایسی شکایت کے وجود کو تسلیم کیا اور کشادہ دلی سے اور بے غرضانہ اس کے رفع کرنے کی کوشش کی جیسے یہ مثل ہے کہ دونا تھوں سے تالی بجتی ہے ویسے ہی یہ بھی درست ہے کہ جب تک دو فریق نہ ہوں تب تک جھگڑا نہیں ہو سکتا - سو شکستہ دل ہو نے کی بجائے رسولوں نے محبت اور تحمل کی طبیعت سے اس شکایت کو رفع کیا - یہاں ہمارے لئے ایک عمدہ نمونہ ہے کہ جب ہمیں کسی طرح کا اشتعال ہو تو کیسے عمل کرنا چاہئے - اور تفرقے پیدا کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے - مسیحی محبت اور حکمت کا قانون اپنے آپ کو استیاز دینا نہیں بلکہ کسر نفسی اور خود انکاری ہے (رومیوں ۱۲-۲۱) یہ قومی ، ذات پات کے امتیاز کی روح جو ہندوستان میں افسوس ہے کہ کثرت سے پائی جاتی ہے بلکہ مسیحی کلیسیا میں بھی اس کا منحوس وجود موجود ہے اگر ہم اس رسولی نمونے پر عمل کرتے تو ایسے امتیازات اور تفرقے فوراً کافور ہو جاتے -

روح - دیکھو دیباچہ ۹-۱ زندگی کی دیانت اور روپیہ پیسے کے رہتے تحفظ کے لئے روح القدس کا فضل اور قدرت ویسے ہی درکار ہیں جیسے کہ انجیل کی منادی کیلئے

دانائی - جو مشکل اس وقت پیدا ہوئی تھی اُس کے لئے اِس مقدس دانائی کی بڑی ضرورت تھی (۱۰۲) آئندہ جھگڑے اور شکایت کو رفع کرنے کے لئے بڑی دوراندیشی کی ضرورت تھی اگر وہ اس میں ذرہ بھی چوک جاتے تو اس کام کی ترقی اور بہبودی کے لئے خطرناک ہوتی حقیقی دانائی خدا کا بیش انعام ہے (یعقوب ۱-۵) اور خدا کی خدمت کے لئے لازمی ہے -

اس کام پر - یا اُس ضروری کام پر اگرچہ یہ لفظ کسی عہدے کے لئے استعمال میں آسکتا ہے لیکن نئے عہد نامے میں اس کے معمولی معنے ضرورت یا احتیاج ہیں (۲-۴۵-۴-۳۵-۲۰-۳۴-۲۸-۱۰) اب ایک حقیقی ضرورت پیدا ہو گئی تھی اور ان ساتوں کے مقرر کرنے کے ذریعے وہ رفع کی گئی - علاوہ ازیں گو رسولوں کو اعلےٰ کام کے لئے آزاد چھوڑنا مقصود تھا تو بھی ان دنیاوی فرائض کے ادا کرنے کے لئے لائق شخصوں کی ضرورت تھی -

۴ - لیکن ہم تو دعا میں اور کلام کی خدمت میں مشغول رہیں گے -

دعا میں اور کلام کی خدمت میں " دعا " (دیکھو ۱-۱۴ ، ۲-۴۲ ، ۳ و ۴۶) تنہائی کی دعا ہو خواہ برملا ان دونوں میں خدا کے ساتھ خاص شراکت کا خیال پایا جاتا ہے - اور اسی ہی کے وسیلے سے زندگی اور خدمت کے لئے خدا کی فضل اور قدرت پانے کی تلاش کرتے اور پاتے بھی ہیں - یہاں بھی اور ایت چودھان میں بھی دعا کے ساتھ حرف تعریف آیا ہے جس سے یہ مراد ہے کہ یہ ایک خاص قسم کی دعا ہے جیسا اُنہوں نے روح کی قدرت سرگرم دعا کے ذریعے حاصل کی تھی ویسا ہی اب یہ ضرورت تھی کہ اسی طریقے سے وہ اس امر کی تلاش کریں کہ خدا کی مدد ان کے ساتھ جاری رہے -

"کلام کی خدمت" خدا کا مقررہ وسیلہ ہے جس کے ذریعہ آدمیوں کو نجات ملتی اور

خدا کی خدمت روحانی ترقی حاصل کرتی ہے۔

دعا پر اور کلام کی بشارت پر ہم جتنا زیادہ زور دیں اُتنا ہی تھوڑا ہے۔ اگرچہ دوسری باتوں کو کرنا بھی ضرور ہے اور انتظام کا بھی خیال رکھنا مناسب ہے لیکن یہ باتیں نہایت ہی اہم ہیں۔ ہمیں خدا کی قوت ایمانی دعا کے ذریعے سے حاصل ہوتی ہے اور کلام کی خدمت میں ہم اس کے جلال کے لئے اُسے استعمال کرتے ہیں۔

مشغول رہینگے۔ دیکھو ۱-۱۴۔ ۲-۴۲ و ۴۶۔ جہاں یہی لفظ آیا ہے جس سے مراد پکے استقلال اور سرگرمی سے قائم رہنا ہے۔ مسیحی خدمت میں ان دونوں کا خاص طور پر ذکر آیا ہے۔

۵- یہ بات ساری جماعت کو پسند آئی۔ پس اُنہوں نے ستفنس نام ایک شخص کو جو ایمان اور روح القدس سے بھرا ہوا تھا اور فلپس اور پرخرس اور نیکانور اور تیمون اور پرمناس اور نیکلاؤس انطاکی کو جو نو مرید یہودی ہوا تھا چن لیا۔

ساری جماعت کو پسند آئی۔ یہ تجویز عبرانیوں اور یونانی مائل یہودیوں دونوں نے پسند کی یوں اس جدائی کے پیدا ہونے سے بچ گئے جس کا بڑا اندیشہ ہو گیا تھا۔

ستفنس۔ اس نام کے معنے ہیں "تاج" ایسے مقدس کے لئے یہ مناسب نام ہے جو مسیحی کلیسیا کا پہلا ممبر تھا جس نے شہادت کا تاج حاصل کیا۔

ایمان اور روح القدس سے بھرا ہوا۔ ان روحانی نعمتوں کے ذریعہ سے جو اُسے حاصل تھے اُس کا باقیوں سے امتیاز کیا گیا۔

بیشک مددگار سب کے سب روح القدس اور دانائی سے بھرے ہوئے تھے۔ (آیت ۳) لیکن ستفنس میں مضبوط ایمان کی بھی خوبی تھی (آیت ۱۰) جس کے ذریعے اس نے اپنے ہم خدمتوں سے بڑھ کر خدا کے لئے کام کیا جیسا کہ اس کی تواریخ سے صاف ظاہر ہے۔ آیت ۸ میں یہ بھی لکھا ہے کہ وہ فضل اور نعمت سے بھرا ہوا تھا۔

اور فلپس۔ جیسا کہ اس کی مابعد تاریخ سے ظاہر ہے فلپس ستفنس کے نقش قدم پر چلا۔ باقی پانچوں کے بارے میں اس کتاب کے سرسری ذکر کے سوا اور کوئی حال معلوم نہیں بعضوں کا خیال ہے جیسا کہ ایک قدیم روایت سے ظاہر ہے کہ نیکولاس نیکولائیتوں کی بدعت کا بانی تھا (مکاشفہ ۲-۶ و ۱۵)۔ لیکن یہ یقینی امر نہیں۔

یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ ان ساتوں کے نام یونانی ہیں نہ عبرانی اور ہم نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ یہ سب کے سب یونانی مائل یہودیوں کے گروہ سے چنے گئے۔ اگر یہ خیال درست ہو تو یہ انتخاب محبت اور فیاضی کی روح کی فتح کا نشان ہے کیونکہ اُن کو ساری کلیسیا نے اتفاق رائے سے چنا تھا۔ یوں ایسے کشادہ دلی سے اس شکایت کی ساری جڑ کٹ گئی جبکہ اسی گروہ میں سے ساری جماعت کے لئے خیرات بانٹنے والے چنے گئے۔ اس تجویز کے ذریعہ مسیحی کلیسیا کے خیالات اور خدمات کو زیادہ توسیع حاصل ہوئی کیونکہ یہ نئے خادم اپنی پیدائش اور تربیت کے لحاظ سے غیر قوم دنیا کے ساتھ علاقہ رکھتے تھے۔ کم سے کم ان میں سے ایک نیکولاس نامی پہلے تو یہودی مرید ہوا اور پھر مسیحی ہو گیا۔ (۱۱-۲۰ کی شرح۔) اور یہ پہلا نو مرید غیر قوموں میں سے ہے جو منتخب خادم دین ہو گیا اور ہم کو جو ہندوستان میں رہتے ہیں یہ خاص دلچسپی کا باعث ہے کیونکہ یہاں بہت ایسے خادمان دین بھی ہیں جو پہلے ہندو یا محمدی تھے اور یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ یہ شخص انطاکیہ سے آیا تھا۔ کیونکہ اس شہر کی جماعت ایک بڑی مشنری کلیسیا بننے والی تھی (انطاکیہ کے لئے دیکھو ۱۱-۱۹ کی شرح)

یہ بھی مخفی نہ رہے کہ اعمال کی ساری کتاب میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ کس طرح سے محبت کا دائرہ اور اشاعت انجیل کا دائرہ وسیع ہوتا گیا اگر ہم اپنی ہمدردی میں بھی زیادہ وسیع ہوں اور قومی یا ذات پات کی زنجیروں سے چھوٹ کر تو ہم رسولوں کے نقش قدم پر ہیں۔

۶- اور اُنہیں رسولوں کے آگے کھڑا کیا۔ اُنہوں نے دُعا مانگ کر اُن پر ہاتھ رکھے۔

اُنہیں رسولوں کے آگے کھڑا کیا۔ اگرچہ انتخاب ساری جماعت کی طرف سے تھا لیکن اس انتخاب پر مُہر رسولوں نے لگائی کیونکہ تقرر کا اختیار اُنہیں کو حاصل تھا۔ یہاں ترتیب اور انتظام کی ضرورت اور فائدہ ظاہر ہوتا ہے۔

دُعا مانگ کر۔ دیکھو آیت ۴۔ رسولوں کی یہ محض رائے ہی نہ تھی کہ وہ ایسی زندگی اور کام کے لئے بلائے گئے ہیں جس میں برابر دعا میں مشغول رہنا درکار تھا بلکہ اُنہوں نے اس خیال کو فوراً عمل میں ظاہر کیا اور جو خاص کام وہ اب کرنے کو تھے اس کے لئے خدا کی خاص برکت مانگی۔ ہاتھوں کے رکھنے سے پیشتر دعا مانگنے کا ذکر ۱۳- ۳ میں بھی آیا ہے اور جب متھیاس رسولی عہدے پر مقرر ہوا تو اس سے پیشتر بھی دعا مانگی گئی ۱- ۲۴۔

اُن پر ہاتھ رکھے۔ نئے عہد نامہ میں ہاتھ رکھنے کا ذکر مفصلہ ذیل موقعوں پر آیا ہے:-

(الف) برکت کے لئے۔ متی ۱۹- ۱۳ و ۱۵- مرقس ۱۰- ۱۶)

(ب) شفا کا نشان۔ مرقس ۵- ۲۳- ۶- ۵- ۷- ۳۲- ۸- ۲۳ و ۲۵ لوقا ۴- ۴۰ و ۱۳- ۱۳۔

(ج) روح القدس کے ملنے کا نشان۔ اعمال ۸- ۱۷ و ۱۹- ۹- ۱۷- ۱۹- ۶

(د) خاص خدمت کے لئے تقرر کا نشان اعمال ۶- ۶ و ۱۳- ۳ ۱- تیمتھیس ۴- ۱۴- ۵- ۲۲- ۲- تیمتھیس ۱- ۶۔

ان آخری موقعوں پر اس مقام میں یہ الفاظ آتے ہیں ان ساتوں کو ایک خاص فعل اور رسم کے ذریعہ اختیار والوں نے نئی خدمت کے لئے علیحدہ کیا۔ اگرچہ نئے عہد نامہ میں تقرر کے لئے ہاتھ رکھنے کا ذکر بہت

سارے مقاموں میں نہیں آیا تو بھی جس قدر ذکر آیا ہے وہ اس بات کو ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے کہ یہ رسم شروع ہی سے عمل میں آتی تھی۔ اور یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ رسولوں کے بعد کی کلیسیا میں یہ رسم عالمگیر تھی۔ چونکہ ان ساتوں کو نئے عہد نامے میں کسی جگہ "ڈیکن" نہیں کہا تو یہ سوال اکثر برپا ہوا کرکیا اس تقرر کا آغاز اسی باب کے بیان سے ہوا۔ بعضوں نے یہ ذکر کیا ہے (۱) کہ ڈیکنوں کی جن صفات کا ذکر ۱- تیمتھیس ۳- ۸ سے ۱۰ میں آیا ہے وہ ان سے مختلف ہیں جو ساتوں کے لئے بیان ہوئی ہیں (۲) کہ ستفنس اور فلپس کم از کم مناد او مبشر تھے (۳) کہ ان ساتوں کا درجہ رسولوں سے دوسرے درجے پر تھا اور ان کا عہدہ ان بڑے بزرگوں کی مانند ہے جو بعد زمانے میں یروشلم میں پائے جاتے تھے بحیثیت مجموعی خواہ یہ فرق کیسے ہی ہوں جو کلیسیائی انتظام کے توسیع اور ترقی پانے پر ظاہر ہوئے ہم یہ قیاس کر سکتے ہیں کہ اس باب میں خدمت کے اس عہدہ کے پہلی دفعہ مقرر ہونے کا ذکر ہے جیسے پیچھے ڈیکن کا نام ملا فلپی ۱- ۱- ۱ تیمتھیس ۳- ۸ ان ڈیکنوں کے فرائض منصبی وہی تھے جنکو یہ ساتھ بجا لایا کرتے تھے اور قدیم زمانے سے یہ دو عہدے ایک ہی سمجھے گئے۔

۷- اور خدا کا کلام پھیلتا رہا۔ اور یروشلیم میں شاگردوں کا شمار بہت ہی بڑھتا گیا۔ اور کاہنوں کا بڑا گروہ اس دین کے تحت میں ہو گیا۔

خدا کا کلام پھیلتا رہا۔ یعنے اس کی اشاعت بہت ہو گئی خاصکر اسوجہ سے رسول دوسرے فرائض سے سبکدوش ہوکر منادی کے کام کے لیے آزاد تھے۔ مقابلہ کرو ۱۲- ۲۴- اور ۱۹- ۲۰- سے جہاں تقریباً یہی جملہ آیا ہے۔ ان ساری مثالوں میں یہ آشکارہ ہے کہ جب شیطان نے کام کے بگاڑنے اور روکنے کی کوشش کی تب ہی اس کام کو ترقی ہوئی اور ہر موقعہ پر اس کو شکست ہوئی اور خدا کے روح القدس نے اس مخالفت سے بھلائی نکالی۔

کاہنوں کا بڑا گروہ۔ ہمارے خیال میں ان میں بہت لوگ فریسی فرقے کے بھی شامل ہونگے اس امر سے کہ بہت کاہن جو یہودی دین کے ایسے حامی تھے ایمان لائے۔ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انجیل میں کیسی قدرت ہے اور وہ کیسی ترقی کرتی ہے۔

دین کے تحت میں ہو گیا۔ اس کے یا تو یہ معنے ہونگے کہ یا تو وہ یسوع مسیح پر ایمان لا کر تابعدار ہو گئے یعنے ایماندار ہو گئے یا یہ کہ وہ مسیح کے دین کے حامی بن گئے (۱۳-۸)۔ چونکہ یہاں فعل ناتمام آیا ہے اس لئے پتہ لگتا ہے کہ ایسے بہت مرید شامل ہوتے رہے۔

۸ سے ۱۵
ستفنس کی منادی

۸۔ اور ستفنس فضل اور قوت سے بھرا ہوا لوگوں میں بڑے بڑے عجیب کام اور نشان ظاہر کیا کرتا تھا۔

ستفنس۔ جو بیان اس کے بعد آتا ہے اس میں ستفنس زیادہ نمودار ہے۔ یروشلیم میں جو یہودی غیر ملکوں سے آئے ہوئے تھے انکے درمیان انجیل پھیلانے کا خدا کی طرف سے خاص وسیلہ ستفنس تھا۔ اور لوگوں کے تتر بتر ہونے کا باعث ہوا (۸-۱ و ۴)۔ اس ساری تاریخ میں جو خاص مد نظر امر ہے وہ خدا کا مشنری ارادہ ہے بہت باتوں میں مقدس ستفنس مقدس پولس کا پیشرو تھا۔ ان دونوں میں سے ہر ایک نے یونانی مائل یہودیوں کے گویا عین خیمہ گاہ میں جنگ کی۔ یہودی عبادت خانوں میں جماعتوں کا تعاقب کیا۔ عبرانی متعصب یہودیوں کے تعصب اور جوش کا سامنا کیا۔ اس پر سختی ہوئی۔ اس کی ہتک عزت کی گئی اور اسے سنگسار کیا۔ مقدس ستفنس کا چوغہ طرسوس کے ساؤل پر پڑا۔ جو پہلے اس کا سخت مخالف تھا اور شاید پہلے پہل

صداقت کا بیج اس کے دل میں اس شہید کی شہادت اور نمونہ سے بویا گیا۔ جو شخص ہر طرح کا نقصان اٹھا کر راستی اور صداقت پر عمل کرتا ہے اس کے کام کے بیش بہا نتیجوں کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔

فضل اور قوت سے بھرا ہوا۔ آیات ۳ سے ۵ کے الفاظ کی ترتیب پر غور کرو۔ پہلے فضل کا ذکر ہے پیچھے قوت کا۔ بہت لوگ روح القدس کے انعامات کی تلاش اس کے فضل کے بغیر کرتے ہیں۔ لیکن خدا کی آزادانہ محبت اور مہربانی معہ سیرت کی ساری خوبیوں کے (دیکھو ۲-۴۷ + ۴-۳۳) جو اس فضل کے حاصل کرنے والے میں پیدا ہوتی ہیں وہ اس امر کا حقیقی پیش خیمہ ہیں کہ وہ اس کی قدرت سے ملبس ہونگے یعنے روحانی انعامات کا پیشتہ سیرت کی پاکیزگی ہے۔

بڑے بڑے عجیب کام اور نشان ظاہر کیا کرتا تھا۔ یہاں بھی فعل ناتمام ہے جیسا کہ اس ترجمے سے ظاہر ہے۔ وہ قدرت ان عجیب کاموں میں ظاہر ہوئی۔ عجیب کام اور نشان کے لئے دیکھو ۲-۲۲ کی شرح۔

۹۔ کہ اس عبادت خانے سے جو لبرتینیوں کا کہلاتا ہے اور کرینیوں اور اسکندریوں اور ان میں سے جو کلکیہ اور آسیہ کے تھے بعض لوگ اٹھ کر ستفنس سے بحث کرنے لگے۔

عبادت خانے۔ لفظی ترجمہ باہم جمع کرنا۔ عبادت خانہ ایسی جگہ تھا جہاں یہودی جماعتیں اپنے مقدس نوشتوں کی تلاوت اور عام عبادت کے لئے جمع ہوا کرتے تھے۔ ہمیں یہ تو معلوم نہیں کہ عبادت خانوں کا آغاز کب سے ہوا لیکن یہ قرین قیاس ہے کہ یہ اس زمانہ سے موجود ہیں جب اہل فارس فلسطین پر حکمران تھے۔ رسولوں کے زمانہ میں ہر یہودی جماعت کا الگ ایک عبادت خانہ تھا۔ اور اعمال کی کتاب میں ان کا بار بار ذکر آئیگا۔ یروشلیم میں بھی ان عبادت خانوں کا شمار بہت تھا۔ غیر ملکی یہودیوں کے ہر ایک

فرقہ کا ایک عبادت خانہ یہاں موجود تھا اور یہ عبادت خانے ان کے علاوہ تھے جو اہالیانِ شہر استعمال کرتے تھے۔ جو لوگ اِن عبادت خانوں میں عبادت کے لیے آیا کرتے تھے وہ "عبادت خانے کے فرزند" کہلاتے تھے۔ ہر ایک عبادت کا ایک سردار یا حاکم ہوا کرتا تھا۔ عبادت عام کا اہتمام اُس کے ذمہ تھا۔ ایک خزن یا خادم بھی ہوتا تھا۔ جو عمارت اور اُس کے سامان کی خبرگیری کرتا اور اُسی کے ذمہ یہ تھا کہ کتابِ مقدس کا طومار پڑھنے والے کو دینا اور عبادت میں کسی طرح سے مدد دینا۔

علاوہ ازیں بعض اوقات جماعت کے بچوں کی تعلیم کا کام بھی اُسی کے سپرد ہوتا تھا۔ عبادت اِن امور پر مشتمل تھی۔ توریت اور صحفِ انبیاء سے ورد عبرانی کا ترجمہ۔ اُن لوگوں کی زبان میں (آرامی عبادت خانوں میں) اور چند مقررہ دعائیں وغیرہ۔ جب کوئی راسخ واعظ آجاتا تو اُس سے وعظ بھی کہلواتے۔ بعض اوقات عبادت خانے کے دو حصے ہوتے تھے۔ ایک حصے میں عبادت ہوتی تھی اور دوسرے حصے میں تعلیم اور مناظرہ ہوا کرتا تھا۔ اس آیت میں چند عبادت خانوں کا ذکر ہے جو غیر ملکی یہودیوں کے لئے تھے۔

لبرتینوں۔ اس لفظ کے معنے ہیں "آزاد شدہ"۔ پمپی بہت سارے یہودیوں کو ۶۳ ق م میں اسیر کرکے روم کو لے گیا اور اُن کو غلامی میں بیچ ڈالا۔ انہیں سے اکثر جیسا کہ فائلو اسکندری سے ظاہر ہوتا ہے پیچھے آزاد ہو گئے تھے جنہیں یا تو اُن کے مالکوں نے خود بخود آزاد کر دیا تھا یا اُن کے دوستوں نے زرِ خلاصی دیکر اُن کو چھڑا لیا تھا اس لئے رومی زبان میں وہ لبرتینی یا آزاد شدہ کہلاتے تھے اور اُن میں سے یا اُن کی اولاد میں سے بعض اپنے وطن کو واپس آگئے تھے۔ پس عبادت خانے کا یہاں ذکر ہے وہ اِن ہی آزاد شدہ رومی غلاموں کا عبادت خانہ ہے جنہوں نے اپنے کسی نقص کے سبب اپنا الگ عبادت خانہ بنایا تھا۔

کرینیوں۔ یہ لوگ کرینی یہودی بستی کے نمائندہ تھے جو یروشلیم میں رہتے تھے۔ یہ کرینی شہر افریقہ کے لیبیا کے علاقے میں تھا۔ دیکھو ۲:۱۰ کی شرح۔

اسکندریوں۔ یہ لوگ اسکندریہ کی یہودی بستی کے نمائندے تھے۔ اسکندریہ مصر کا دارالخلافہ تھا۔ جس سے سکندرِ اعظم نے ۳۳۲ ق م میں بنایا اور اُسی کے نام سے موسوم ہوا۔ یہ مشرق اور مغرب کی تجارت کا مرکز تھا۔ ۳۰ ق م میں یہ رومیوں کے قبضے میں آگیا اور بہت غلہ یہاں سے اطالیہ کو جایا کرتا تھا بلکہ درحقیقت یہ روم کا توشہ خانہ تھا۔ یہاں یہودی بکثرت اور بارسوخ پائے جاتے تھے اور یہاں ایک محلہ بھی یہودیوں کا تھا اور اطالیہ کے ساتھ اناج کی تجارت اُن یہودیوں کے ہاتھ میں تھی اور یہ کہہ سکتے ہیں کہ یونانی مائل یہودیوں کا مرکز اسکندریہ تھا اور اسی جگہ پراگندہ شدہ یہودیوں کے علمائے ایسی کوشش کی کہ اپنے دینی خیالات کو یونانی فلسفہ کے الفاظ میں ظاہر کیا۔

جو کلکیہ۔ یہ ضلع ایشیائے کوچک کے جنوب مشرق میں واقع تھا اور سوریا سے اس کی حدیں ملتی تھیں اور اس کے ساتھ اس کا ملکی اور قومی رشتہ بھی تھا۔ اس کے دو حصے تھے۔ مغربی حصہ پہاڑی تھا اور یہاں کے باشندے تندخو اور گنوار تھے اور اُن کا اپنا بادشاہ ہوتا تھا لیکن برعکس اس کے مشرقی حصہ زرخیز میدان تھا جو سمندر اور پہاڑوں کے مابین (طارس اور امانوس) واقع تھا یہاں کے لوگ مہذب اور صلح جو تھے اور براہ راست رومی قیصر کے ماتحت تھے۔ یہ اس رومی صوبے کا حصہ تھا جو سوریا کلکیہ فینیکیہ کہلاتا تھا۔ اسی رومی کلکیہ کی طرف یہاں اشارہ ہے۔ فائیلو کی تصنیفات سے پتہ لگتا ہے کہ یہاں پر ایک بڑی یہودی بستی تھی۔ یہاں کا بڑا شہر ترسوس تھا (۹:۱۱ کی شرح) چونکہ ساؤل اسی علاقہ سے تھا وہ لاکلام اس عبادت خانے کا خاص ممبر ہوگا۔ اغلب ہے قیاس کر سکتے ہیں کہ وہ ستفنس کے خاص دشمنوں میں سے تھا (دیکھو

۵۸-۷) -

آسیہ - دیکھو ۲-۹ کی شرح -

یہاں غیر ملکی یہودیوں کے پانچ گروہوں کا ذکر ہے ایک تو یورپ سے تھا دو افریقہ سے اور دو آسیہ سے - یوں اس انجیل کا حامی تین بڑا عظموں کے نمائندگان سے مقابلہ کر رہا تھا یا تو اس نے یکے بعد دیگرے ان کے ہی عبادت خانے میں مقابلہ کیا یا اس سے مشترک دشمن سمجھ کر آپس میں اتفاق کیا کہ سب بلکہ مسیحی دین کی قوت کا مقابلہ کریں - یہ قابلِ لحاظ ہے کہ ہندوستان میں بھی چند یہودی عبادت خانے ہیں - دو تو ساحل مالابار پر کوچین میں ان میں سے ایک تو سفید یہودیوں کا کہلاتا ہے اور دوسرا کالے یہودیوں کا - جن کی نسبت خیال ہے کہ وہ در اصل ان گورے یہودیوں کے غلام تھے لیکن اب آزاد ہیں ان میں سے ہر ایک فلسطین کے پرانے عبادت خانے کے طریق کے مطابق عبادت بجا لاتے ہیں -

اُٹھ کر - اس نئی مخالفت کے ذریعہ نئی ترقی ہوئی یہ یونانی مائل یہودی واعظ اپنی ہی قسم کے یہودیوں سے مقابل ہوا -

بحث کرنے لگے - ۹-۲۰ میں مقدس پولس نے جو یہی میاحثے یونانی مائل یہودیوں سے کئے اپنے رجوع لانے کے بعد ان میں یہی لفظ آیا ہے - یوں مقدس ستفنس کا مخالف اس کا حقیقی جانشین ہوگیا - ہندوستان میں مشنری کام کی تاریخ میں ایسی بہت مثالیں ملیں گی کہ جو پہلے مسیحی دین کے سخت دشمن تھے وہ پیچھے اسی کے مبشر بن گئے مثلاً ڈاکٹر فنڈر صاحب کے مخالفوں میں سے مولوی عماد الدین صاحب جو پیچھے ایک بڑے سرگرم مسیحی خادم دین بن گئے جو پنجاب میں مشہور ہیں -

۱۰- مگر وہ اس دانائی اور رُوح کا جس سے وہ کلام کرتا تھا مقابلہ نہ کر سکے -

اس دانائی اور روح کا - مقابلہ کرو آیت تین کے اس جملے سے "روح اور دانائی" اور آیت ۵ کے اس جملے سے "ایمان اور روح القدس سے" اور آیت ۸ کے "فضل اور قوت سے" اگر ان سارے جملوں کو اکٹھا لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ مقدس ستفنس اس خاص کام کے لئے کیسی روحانی طیاری رکھتا تھا - جس حکمت کا یہاں ذکر ہے وہ دنیاوی علم اور فن کی حکمت نہیں - بلکہ "آسمانی نعمت ہے جس کا وعدہ خود مسیح نے اپنے خادموں سے کیا تھا - دیکھو لوقا ۲۱-۱۵ جہاں "مقابلہ" کرنے کے لئے وہی لفظ آیا ہے بینز لکھتے ہیں لفظ کلام کرتا تھا کے بعد یہ لفظ آئے ہیں "کیونکہ وہ اس کی دلیری کے ذریعے قائل ہوگئے تھے اس لئے جب وہ سچائی کا مقابلہ نہ کر سکے تو انہوں نے لوگوں کو اس کے خلاف ابھارا"

۱۱- اس پر انہوں نے بعض آدمیوں کو سکھا کر کہلوا دیا - کہ ہم نے اس کو موسیٰ اور خدا کے برخلاف کفر کی باتیں کرتے سُنا -

کہلوا دیا - یعنے جھوٹی گواہی کے لئے آمادہ کیا - یونانی لفظ سے یہی ایسا نکلتا ہے کہ انہوں نے پوشیدگی میں سکھایا - یہ لفظ نئے عہد نامے میں کسی اور جگہ نہیں آیا -

ہم نے اس کو ... کرتے سنا - لاکلام اُن کی شہادت جھوٹی تھی - ستفنس اس آقا کے نقشِ قدم پر چل رہا تھا جس پر نا راستی سے کفر کا الزام لگا تھا (متی ۹-۳ اور یوحنا ۱۰-۳۶) اور اس کے خلاف بھی جھوٹے گواہ کھڑے کئے گئے تھے (متی ۲۶-۵۹ و ۶۱ تک) مگر سارے بیان سے یہ ظاہر ہے کہ اس بشر نے رسولوں سے بھی آگے قدم بڑھایا اور انجیل کے لئے بے کلام آزادگی اور عالمگیر حقوق طلب کئے (Light foot) اور اسی وجہ سے جھوٹے الزام قائم کئے - ہم دیکھتے ہیں کہ ستفنس کے یہودی مخالفوں نے اپنے جوش میں شریعت دینے والے موسیٰ کو بھی خدا

سے پہلے رکھا (موسیٰ اور خدا کے برخلاف)

۱۲- پھر وہ عوام اور بزرگوں اور فقیہوں کو ابھار کر اس پر چڑھ گئے اور پکڑ کر صدر عدالت میں لے گئے -

عوام - اب تک یہ لوگ مسیحی منادوں کے خلاف نہ تھے (۲-۴۷ - ۳-۹ و ۱۱ و ۱۲ - ۴-۱ و ۲ و ۱۷ و ۲۱ - ۵-۱۲ و ۱۳ و ۲۰ و ۲۵ و ۲۶ - ۶-۸) یہاں عوام الناس کے سلوک میں ایک خاص تبدیلی واقع ہوئی - یہ لوگ دوسروں کے بھڑکانے سے دینی فخر اور تعصّب کی وجہ سے جوش میں آ گئے -

بزرگوں اور فقیہوں - دیکھو ۴-۵ کی شرح صدر عدالت کے ممبروں اور ان کے متعلقین تو خاص مخالف ہو چکے تھے (۵-۳۳ و ۴۰) اور اب ہر طرح کے جھگڑے میں شریک ہونے کو طیار تھے -

اس پر چڑھ گئے - دیکھو ۴-۱ - لوقا ۲۰-۱ -

پکڑ کر - یہ لفظ زبردستی اور جبر پر دلالت کرتا ہے یعنے ان کو پکڑ کر گھسیٹ کر لے گئے - یہ لفظ لوقا ۸-۲۹ - اعمال ۱۹-۲۹ - ۲۷-۱۵ میں بھی آیا ہے اور یہ خاص لوقا کا لفظ ہے -

صدر عدالت - دیکھو ۴-۵ کی شرح -

۱۳ - اور جھوٹے گواہ کھڑے کئے جنہوں نے کہا کہ یہ شخص اس پاک مقام اور شریعت کے برخلاف بولنے سے باز نہیں آتا -

پاک مقام اور شریعت کے برخلاف - غالباً ستفنس نے اپنی منادی میں اس امر پر زور دیا کہ خدا کی عبادت کسی ہیکل کی چاردیواری کے اندر محدود نہیں ہو سکتی (۷-۴۸ سے ۵۰) اور شریعت اور انبیا خدا کے یسوع مسیح کی طرف اشارہ کرتے تھے (۷-۵۲ و ۵۳) جس نے ان کو پورا کیا اور ایک نیا اور عالمگیر زمانہ شروع کیا - جھوٹے گواہوں نے اس کی تعلیم کو بگاڑا اور اسکو غلط طور سے لوگوں کے سامنے پیش کیا یہاں بھی وہ

مسیح کے نقش قدم پر چلا (یوحنا ۲-۱۹ و ۲۰ مرقس ۱۴-۵۸) دوسروں کے بیانات کو غلط طور سے پیش کرنا ہمیشہ جرم ہے لیکن اگر یہ بہ ارادہ اور حسد سے کیا جائے تو بڑا جرم ہے -

۱۴ کیونکہ ہم نے اسے یہ کہتے سنا ہے کہ وہی یسوع ناصری اس مقام کو برباد کر دے گا - اور ان رسموں کو بدل ڈالے گا جو موسیٰ نے ہمیں سونپی ہیں -

وہی یسوع ناصری - دیکھو ۲-۲۲ کی شرح - یہاں یہ لفظ کچھ حقارت سے بولے گئے "یسوع - یہ ناصری" یہ صاف ظاہر ہے کہ ستفنس کی منادی کا مرکز اور مضمون مسیح تھا -

اس مقام کو برباد کر دے - مقابلہ کرو کہ خود مسیح پر ایسا الزام لگا تھا (مرقس ۱۴-۵۸) اس مقام سے یہودی ہیکل مراد ہے - اس امر سے ظاہر ہے کہ چونکہ ایسا الزام لگایا گیا واعظ نے ایسے لفظ استعمال کئے ہونگے جو ایک معنے میں یوحنا ۴-۲۱ سے ۲۳ کی گونج ہونگے - اسے ایک زیادہ وسیع خدا کی سلطنت اور زیادہ روحانی اور عالمگیر عبادت کا خیال تھا -

رسموں - یہ خاص لوقا کا لفظ ہے (لوقا ۱-۹ - ۲-۴۲ - ۲۲-۳۹ + اعمال ۶-۱۴ + ۱۵-۱ + ۱۶-۲۱ + ۲۱-۲۱ - ۲۵-۱۶ + ۲۶-۳ + ۲۸-۱۷) لوقا کی تصنیفات کے سوائے صرف دو اور مقاموں میں یہ لفظ آیا ہے (یوحنا ۱۹-۴۰ عبرانی ۱۰-۲۵) ان حوالوں کا مقابلہ کرنے سے یہ معلوم ہوگا کہ لوقا ۲۲-۳۹ کے سوا اس نے ہمیشہ اس لفظ کو قومی یا کلیسیائی استعمال کیا - سارے آدمیوں میں یہودی اپنے قومی دستوروں اور دینی رسموں کے بجا لانے میں بہت سخت پابندی کرتے تھے اور ان کے رہبروں نے موسیٰ کی شریعت کے قوانین کو ایسا مفصل طور سے بیان کیا کہ زندگی کے ہر پہلو کے لئے مفصل قاعدے قوانین مقرر کئے اور ان کی پابندی بہت لازمی سمجھی گئی خواہ وہ زندگی دینی ہو یا تمدنی یا خانگی - بعض باتوں میں ان یہودیوں کی دینی رسوم

ان سے مشابہ ہیں۔ مقدس ستفنس نے کم و بیش یہ محسوس کیا کہ خدا کی محبت اور فضل کسی قوم یا ذات یا رسم کی تنگ تالیبوں میں محدود نہیں ہو سکتا بلکہ سب آدمیوں پر محیط ہے۔ اور ہمیں بالکل یقین ہے کہ مسیح کی انجیل کے اس عالمگیر پہلو کو پیش کرتے وقت اُس نے موسیٰ کی شریعت کی ہتک نہیں کی اس کی جو تقریر اگلے باب میں مندرج ہے اُس سے بخوبی ثابت ہے کہ وہ حقیقی یہودی تھا۔ کیونکہ اُس نے اپنے دین کی اور اپنے آباؤ اجداد کی تاریخ کی عزت کی۔ اگرچہ اُس نے یہ بھی ظاہر کیا کہ مسیح کلیسیا کے آگے ایک اعلےٰ اور وسیع برکت تیار ہے خواہ ہم تجربہ وار رہیں کہ جیسا نئے عہد نامے میں بیان ہوا ہم رسموں کو مسیح کی شریعت سے مقدم نہ ٹھہرائیں

۱۵۔ اور اُن سب نے جو عدالت میں بیٹھے تھے اُس پر غور سے نظر کی تو دیکھا کہ اُس کا فرشتے کا سا چہرہ ہے۔

جو عدالت میں بیٹھے تھے۔ یعنی صدر عدالت کے سب ممبر (دیکھو ۴-۵ کی شرح) ستفنس ملزم کی حیثیت سے اِن ممبروں کے سامنے کھڑا تھا جو نصف دائرے کی شکل میں بیٹھے ہوئے تھے۔

غور سے نظر کی۔ دیکھو ۱-۱۰ یہاں بھی فعل آیا ہے۔

فرشتے کا سا چہرہ۔ فرشتوں کا حوالہ دینا مقدس لوقا کا خاصہ ہے۔ نئے عہد نامے میں صرف اسی جگہ فرشتے کے چہرے کا ذکر آیا ہے۔ اور اس سے یہ مراد ہے کہ مقدس ستفنس کا چہرہ آسمانی پاکیزگی اور درخشانی کے ساتھ چمک رہا تھا (دیکھو متی ۲۸-۳) موسیٰ کے چہرے کے چمکنے کے ساتھ اس کا مقابلہ کریں۔ (خروج ۳۴-۳۵-۲ کرنتھی ۳-۷) اور پہاڑ پر تبدیلِ صورت کے وقت مسیح کے چہرے کے چمکنے کے ساتھ۔

(متی ۱۷-۲-لوقا ۹-۲۹) دیکھو ۷-۵۵- مقدس پطرس کہتا ہے کہ جو آدمی مسیح کے نام کی خاطر ستایا جاتا ہے اس پر جلال کا روح آتا ہے ٭

—— ٭ ——

چھٹے باب کی تعلیم

الف۔ بڑے بڑے حصے

(۱) اندرونی خطرے۔ آیات ۱ سے ۷ اتفاق سرحق خطرہ میں۔

۲۔ بیرونی حملے۔ آیات ۸ سے ۱۵ دشمنی بھڑک اُٹھی۔

ب۔ بڑے بڑے مضامین

(ل) نیا انتظام۔ آیات ۱ سے ۷ اس کے فائدے۔

(۱) اس سے بچا نگت مخصوص رہی آیات ۱ سے ۳

(۲) اس کے ذریعے محنت بانٹی گئی آیات ۲ سے ۴

(۳) اس سے بیغرضی ظاہر ہوئی۔ آیات ۲ و ۳ و ۵۔

(۴) اس سے اتفاق کو ترقی ہوئی آیت ۵

(۵) اس سے اختیار کو عزت ہوئی آیت ۲۔

(۶) اس سے کمال کو ترقی ہوئی۔ آیت ۷۔

(۷) یہ کامیاب ثابت ہوا آیت ۷۔

(ب) سرگرم مبشر۔ آیات ۸ سے ۱۵۔ اس کے خواص۔

(۱) روحانی قوت۔ آیت ۸

(۲) آسمانی دانائی آیت ۱۰

(۳) عالمگیر ہمدردی۔ آیات ۱۱ سے ۱۴۔

(۴) نڈر دلیری آیات ۱۲ سے ۱۵ (خطرے میں مطمئن)

(۵) پُرجوش سرگرمی۔ آیات ۱۳ (بولنے سے باز نہیں رہتا)

(۶) شخصی پاکیزگی آیت ۱۵ (فرشتے کا چہرہ۔

ساتواں باب

۱ سے ۵۳ - ستفنس کی تقریر

ستفنس پر خاص الزام اگرچہ جھوٹا الزام تھا یہ لگایا گیا کہ اُس نے یہودیوں
کے بلکہ شریعت اور مقدس ہیکل کے خلاف کفر بکا (۶-۱۳ و ۱۴) یہ دونوں باتیں
ان کے خیال میں برگزیدہ قوم اور موعود زمین کے ساتھ وابستہ تھیں - واسطے
اپنی حمایت کے اُس نے ایسی باتوں کو پیش کیا اور حقیقی حب الوطنی کی روح سے نہ صرف عبرانی
قوم کی برگزیدگی اور تواریخ کا ذکر کیا بلکہ موعود زمین پر قابض ہونے کا بھی (آیات ۲
سے ۱۶ اور ۴۵) اُس نے شریعت کے دئے جانے اور ہیکل کی تعمیر کا بھی ذکر کیا -
(آیات ۱۷ سے ۴۱ و ۴۴ سے ۴۷) - ایسا کرنے کے ذریعے اس نے براہ
راست ان امور پر زور دیا جو اس کے اور اُس کے الزام لگانے والوں کے
درمیان زیر بحث تھے

(الف) ان کی اپنی تاریخ یہ بات بخوبی ثابت کرتی ہے کہ خدا کی حضوری اور
جلال کسی جگہ میں خواہ وہ کیسی ہی مقدس ہو محدود نہیں ہو سکتی (آیات ۲ و ۹
و ۱۶ و ۲۹ و ۳۸ و ۴۴)

(ب) اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اُنہوں نے بحیثیت قوم ہمیشہ خدا
کے برگزیدہ پیغمبروں کا مقابلہ کیا جیسا کہ وہ اب ان میں سے سب سے آخری
اور سب سے بڑے پیغمبر یعنے خود مسیح کا مقابلہ کر رہے اور اُسے رد کر رہے تھے
(آیات ۹ و ۲۲ سے ۲۹ و ۳۵ سے ۴۰ و ۵۱ سے ۵۳)

(ج) اس سے اس امر کی بھی تشریح ہوتی ہے کہ بد استعمال سے شریعت
اور ہیکل اور ہر ایک پاک انتظام فضول سے بھی بدترین بن جاتا ہے - بیرونی
رسموں کی نسبت روح اور صداقت زیادہ اہم ہیں (آیات ۴۲ و ۴۳ و ۴۸ سے ۵۰)

(د) اس سے یہ بھی بخوبی واضح ہو جاتا ہے - کہ مسیح شریعت اور انبیا کی
علتِ غائی تھا - اور جو کوئی اُسے قبول کرتا ہے - وہ حقیقی یہودی کے طور پر اپنے
باپ دادوں کے خدا کے مقصد اور اپنی قوم کے پاک انجام کو پورا کرتا ہے

۱- پھر سردار کاہن نے کہا - کیا یہ باتیں اسی طرح پر ہیں؟
۲- اُس نے کہا - اے بھائیو اور بزرگو سُنو خدائے ذوالجلال ہمارے
باپ ابراہیم پر اُس وقت ظاہر ہُوا جب وہ حاران میں بسنے سے پیشتر
مسوپتامیہ میں تھا

اے بھائیو اور بزرگو - بیان متکلم کے ادب اور اخلاق پر غور کرو - (دیکھو ۲۲
۱ کی شرح)
لفظ بھائیوں سے سامعین کا اکثر حصہ مراد ہے - بزرگوں سے صدر عدالت
کے ممبر اور افسر -

خدائے ذوالجلال - یہ جملہ زبور ۲۹: ۳ میں بھی آتا ہے (ستروں کا ترجمہ)
اس کے ذریعے یہودی سامعین کو کوہ سینا کا نظارہ اور سکینہ اور دیگر
بڑے بڑے ظہور خدا یاد دلائے گئے -

ہمارے باپ ابراہیم پر ... ظاہر ہُوا - ستفنس نے اپنی تقریر میں
بڑے ادب کے ساتھ قوم کے بعض بڑے بزرگوں کا ذکر کیا مثلاً ابراہیم -
یوسف - موسیٰ - یشوع - داؤد اور سلیمان کا - یشوع ۲۴ - ۲ سے پتا لگتا
ہے کہ ابراہیم بت پرست خاندان سے پیدا ہوا - اس لئے وہ حقیقی اور
زندہ خدا کی عبادت کے لئے نمونہ ہو گیا - ہم ہندوستان میں رہنے والوں
کے لئے یہ سوانح لگانا بھی دلچسپی سے خالی نہیں - کہ سچے مرید اور اُس کے
خاندان کو کیسی برکت ملی اور اُن کے وسیلے ساری دنیا کو -

(الف) ہم یہاں پڑھتے ہیں کہ ابراہیم پر خدا کا ظہور اُس کے حاران
میں بسنے سے پیشتر ہُوا - اور یہ بیان ان بیانوں سے بخوبی مطابق

ہے - جو پیدائش ۱۵-۷ - یشوع ۲۴-۳ - نحمیاہ ۹-۷ - [illegible] میں مندرج ہیں -

(ب) مگر پیدائش ۱۲-۱ تا ۵ سے پتہ لگتا ہے چونکہ یہ بیان ۱۱-۳۱-۳۲ کے بعد آتا ہے - کہ خدا اس پر حاران میں ظاہر ہوا -

(ج) اس میں کچھ شک نہیں کہ ابراہیم نے اپنا وطن الٰہی ہدایت کے مطابق چھوڑا (پیدائش ۱۱-۳۱ کہ کنعان کے ملک میں جائیں) اس لئے پیدائش ۱۲-۱ تا ۴ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حاران میں وہ پہلا پیغام پھر دوہرایا گیا - اس کے بعد خدا نے جو وعدے اور برکتیں ابراہیم کو عطا کیں - اُن کو اس نے اسی طرح کئی بار دوہرایا (دیکھو پیدائش ۱۲-۷ - ۱۳-۱۴ سے ۱۷-۱۵ - ۱۵ سے ۱۶-۱۸ - ۱۰) ہم یاد رکھیں کہ یہ الٰہی بلاشبہ مسوپتامیہ میں یعنی بت پرستوں کے ملک میں دیا گیا نہ کہ معبود سرزمین میں -

مسوپتامیہ - دیکھو ۲-۹ کی شرح - ابراہیم کے آباؤ اجداد کا وطن دریائے فرات کی مشرق کی طرف تھا (یشوع ۲۴-۲ و ۳) ایسی جگہ میں جو کسدیوں کا اُور کہلاتا ہے (پیدائش ۱۱-۳۱) عموماً یہ جگہ وہی سمجھی گئی جو پیچھے اڈیسہ کے نام سے مشہور رہی اور آجکل عرفہ کہلاتی ہے اور مسوپتامیہ کے شمال مغربی کنارے پر ہے یہاں جو مسلمانوں کی بڑی مسجد ہے وہ مسجد ابراہیم کہلاتی ہے کیونکہ ان لوگوں میں یہ روایت برابر چلی آتی ہے کہ اس بزرگ کا اصلی وطن عرفہ ہی تھا - مگر دوسروں کا خیال ہے کہ جو شہر آجکل مغیر کہلاتا ہے اور جنوبی بابل میں واقع ہے خلیج فارس کے شمال مغرب کو ۱۲۵ میل کے فاصلے پر وہ ابراہیم کا گھر تھا اس کا اصلی نام اُور تھا چاند کی پرستش کا یہ بڑا مرکز تھا جیسا کہ حاران بھی جہاں ابراہیم اور اُس کا والد پہلے پہل نقل مقام کر کے گئے -

بعضوں نے یہ رائے بھی پیش کی ہے کہ کسدیوں کا اُور اسی خاص شہر کا

نام نہ تھا بلکہ ملک کا نام تھا یعنی اکاد کا کل علاقہ جو بابل کے شمال میں واقع تھا اُور کہلاتا تھا -

حاران میں بسنے سے پیشتر - دیکھو پیدائش ۱۱-۳۱ و ۳۲ - حاران اڈیسہ کے جنوب مشرق کو مسوپتامیہ کے شمال مغرب کی طرف دریائے فرات کی ایک شاخ پر واقع تھا - چاند کی پرستش کا یہ مشہور مرکز تھا -

۳ - اور اُس سے کہا کہ اپنے ملک اور اپنے کنبے سے نکل کر اُس ملک میں چلا جا - جسے میں تجھے دکھاؤں گا -

نکل کر - یہ الفاظ لفظ بلفظ پیدائش ۱۲-۱ سے لئے ہیں دستروں کا ترجمہ / اس قیاس پر کہ ابراہیم پر خدا دو دفعہ ظاہر ہوا ایک تو اُور میں اور دوسری دفعہ حاران میں اور اس دوسرے ظہور میں پہلے ظہور کا اعادہ کیا اور کچھ زیادہ مفصل کیا (مقابلہ کرو لوقا ۱-۲ و ۳-۲)

۴ - اس پر وہ کسدیوں کے ملک سے نکل کر حاران میں جا بسا اور وہاں سے اُس کے باپ کے مرنے کے بعد خدا نے اُس کو اس ملک میں لا کر بسا دیا جس میں تم اب بستے ہو -

باپ کے مرنے کے بعد - مقابلہ کرو پیدائش ۱۱-۳۲ - اور ۱۲-۵ سے تارح اور ابراہیم کی عمروں کے ذکر سے یہاں کچھ مشکل پیدا ہوتی ہے -

(الف) جب تارح ۲۰۵ سال کی عمر میں مر گیا تو اُس کے بیٹے ابراہیم کی عمر ۷۵ برس کی تھی (پیدائش ۱۲-۴) - اس لحاظ سے تارح کی عمر ابراہیم کی پیدائش کے وقت ۱۳۰ سال کی ہوگی -

(ب) لیکن ہم یہ پڑھتے ہیں کہ جب تارح ۷۰ برس کا تھا اس سے ابراہیم . . . پیدا ہوا" (پیدائش ۱۱-۲۶) اگر ان لفظوں سے پیدائش کی ترتیب مراد ہو تو ابراہیم پہلوٹھا بیٹا تھا اور اس وقت پیدا ہوا جب اُس کے باپ کی عمر ۷۰ برس کی تھی چونکہ ۷۰ اور ۷۵ مل کر صرف ۱۴۵

ہوتے ہیں اس لئے تارح کی زندگی کے باقی ۶۰ سال کا کچھ پتہ نہیں لگتا اور اس سے بعضوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ ابراہیم کے حاران سے کنعان کو کوچ کر جانے کے بعد ۶۰ سال تک وہ زندہ رہا۔ لیکن ایسا نتیجہ اس آیت زیر بحث کے خلاف ہے۔

(ج) مگر یہ بھی ممکن ہے کہ ابراہیم تارح کا سب سے چھوٹا بیٹا ہو اور فہرست میں اس کی شہرت اور عزت کے باعث اس کا نام پہلے رکھا گیا ہو اور کہ وہ پیدا اُس وقت ہوا جب کہ تارح کی عمر ۱۳۰ سال کے قریب ہو گئی ہو۔ اس صورت میں یہ مشکل باقی رہتی ہے۔ پرانے عہدنامے میں ایسی کئی مثالیں پائی جاتی ہیں جہاں بعضوں کے نام محض بزرگی کے سبب پہلے لکھے گئے ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اسکندریہ کے مشہور یہودی معلم فائلو نے اس آیت کے بیان کی تائید کی ہے۔

لاکر بسایا – لفظاً آیت ۴۳ میں آیا ہے۔ اس سے یہ مراد ہے کہ اس نے تمہیں نقل مکان کرایا۔ یہ تسلی کا نقل مکان تھا اور آیت ۴۳ میں سزا کا نقل مکان۔

۵- اور اُس کو کچھ میراث بلکہ قدم رکھنے کی بھی اُس میں جگہ نہ دی مگر وعدہ کیا کہ میں یہ زمین تیرے اور تیرے بعد تیری نسل کے قبضہ میں کر دونگا حالانکہ اُس کے اولاد نہ تھی۔

اُس کو کچھ میراث ۔ ۔ ۔ نہ دی۔ مقابلہ کرو عبرانی ۱۱-۷ سے ۱۳-۱۷۔ اس آیت کا پچھلا حصہ پیدایش ۱۲-۷، ۱۳-۱۵، ۱۷-۸ کی صدا ہیں۔ اور ان میں سے بعض سبعینہ ستروں کے ترجمے بھی پائے جاتے ہیں۔ لفظ میراث نئے عہدنامے میں آیت ۵ میں ملکیت آیا ہے۔ ستفنس نے اپنے سامعین کو یاد دلایا کہ جس موعودہ زمین پر ان کو فخر تھا وہ خدا کی طرف سے مفت عطیہ تھا۔

۶- اور خدا نے یہ فرمایا کہ تیری نسل غیر ملک میں پردیسی ہوگی۔ وہ اُن

کو غلامی میں رکھینگے اور چار سو برس تک اُن سے بدسلوکی کرینگے۔

خدا نے یہ فرمایا – اس اور اگلی آیت میں اشارہ پیدایش ۱۵-۱۳ و ۱۴ کی طرف ہے جہاں سے یہ الفاظ لئے گئے ہیں۔

یہ الفاظ اور جملے ستروں کے ترجمہ میں پائے جاتے ہیں لفظ غیر ملک سے مصر مراد ہے اور لفظ پردیسی آیت ۲۹ اور افسیوں ۲-۱۹ اور ۱ پطرس ۲-۱۱ میں بھی آیا ہے۔

چار سو برس تک – یہ زمانہ تخمیناً بیان ہوا ہے۔ خروج ۱۲-۴۰ میں اسرائیل کی مسافرت کا زمانہ ۴۳۰ برس بیان ہوا ہے گلتیوں – یوسیفس نے ان دونوں شماروں کا ذکر کیا ہے۔ اور یہ دونوں درست ہوں اور مختلف وقتوں سے ان کا شمار لیا گیا ہو لیکن یہ کہنا بھی شاید غلط نہ ہوگا کہ ٹھیک عدد ۴۳۰ ہے لیکن تخمیناً ۴۰۰ بیان ہوا ہے۔

فائلو نے ستفنس کی طرح ۴۰۰ کا شمار دیا ہے

۴۳۰ کا زمانہ یوں پورا کر سکتے ہیں:-

ابراہیم کے کنعان میں پہنچنے سے اضحاق کی پیدایش تک – ۲۵ سال

اضحاق کی عمر یعقوب کی پیدایش کے وقت . . . . . ۶۰ سال

یعقوب کی عمر مصر کو جانے کے وقت . . . . . ۱۳۰ سال

۲۱۵

یعقوب کے مصر میں پہنچنے سے یعقوب کی وفات تک . . . . ۱۷ سال

یوسف کی وفات سے موسیٰ کی پیدایش تک . . . . ۶۴ سال

موسیٰ کی پیدایش سے خروج کا . . . . ۸۰ سال

کل شمار ۲۱۵

۲۱۵

کل شمار ۴۳۰ سال

۷- پھر خدا نے کہا کہ جس قوم کی وہ غلامی میں رہینگے اُس کو میں سزا دونگا

اور اُس کے بعد وہ نکل کر اُسی جگہ میری عبادت کرینگے

میری عبادت کرینگے - یہاں حوالہ خروج ۳-۱۲ کی طرف ہے ستفنس نے ارادتاً پیدائش ۱۵-۱۳ و ۱۴ کے حوالے پر اس کو اضافہ کیا - اگر یہ درست ہو تو اس سے کوہ سینا مراد ہوگا اور متکلم نے ان لوگوں کی اپنی تاریخ سے یہ ظاہر کرنا چاہا کہ خدا کی عبادت ان کے اپنے ہی ملک اور ہیکل میں محدود نہیں ہو سکتی۔

۸- اور اُس نے اُس سے ختنہ کا عہد باندھا - اور اُسی حالت میں ابرہام سے اضحاق پیدا ہوا - اور آٹھویں دن اُس کا ختنہ کیا گیا اور اضحاق سے یعقوب اور یعقوب سے بارہ قبیلوں کے بزرگ پیدا ہوئے۔

ختنے کا عہد - اس پر یہودی بہت زور دیا کرتے تھے - ختنہ ابراہیم اور اُس کی نسل کے ساتھ خدا کے عہد کی مُہر تھا جس کے ذریعے سے انکا نیا اور خاص رشتہ ظاہر ہوتا تھا - ستفنس نے بڑی دانائی سے اُس کی طرف اُن کو توجہ دلائی - لیکن ساتھ ہی اُس کی ساری تقریر میں اس امر پر زور ہے کہ بیرونی رسوم کچھ قدر نہیں رکھتیں - خدا کے روحانی معنوں میں اس کے سامعین اب تک نامختون تھے -

۹- اور بزرگوں نے حسد میں آکر یوسف کو بیچا کہ مصر میں پہنچ جائے - مگر خدا اُس کے ساتھ تھا -

بزرگ - دیکھو ۲-۲۹ کی شرح -

حسد میں آکر یوسف کو - آیات ۹ سے ۱۶ کی تاریخ کے لئے دیکھو پیدائش ۲۷ سے ۵۰ تک - یہ فعل "حسد میں آکر" ۵-۱۷ میں بھی آیا ہے جس سے یہ ظاہر ہے کہ جو بُری طبیعت ان بزرگوں میں ظاہر ہوئی وہ ابتک ان کی اولاد میں موجود تھی مقدس ستفنس نے یہودی قوم کے گذشتہ جلال کا ذکر تو بڑی سرگرمی سے کیا لیکن ساتھ ہی یہ بھی ظاہر کیا کہ ان کے معزز بزرگ غلطی سے مبرا نہ تھے اور کبھی کبھی انہوں نے

بھی نیک اور حق بات کی مخالفت کی - چنانچہ اس نے یوسف کے قصے سے یہ مثال پیش کی کہ قوم خدا کے برگزیدہ فضل و عدوں کی طرف سے کیسی اندھی ہو رہی تھی اور یہ اُن کے مسیح کو رد کرنے کا نمونہ تھا - آیت ۵۲ -

ہم ہندوستانی یا یوروپین اس امر سے خبردار رہیں کہ کہیں ہم جھوٹی حب الوطنی کے جوش میں آکر اپنے قومی گناہوں اور نقصوں کی طرف سے اندھے نہ ہو جائیں

خدا اس کے ساتھ تھا - بت پرست ملک مصر میں - اُن کی اپنی تاریخ سے یہ ایک اور ثبوت تھا کہ خدا کی ذات اور برکت کسی چار دیواری میں محدود نہیں رہ سکتی۔

۱۰- اور اُس کی سب مصیبتوں سے اُس کو چھڑایا - اور مصر کے بادشاہ فرعون کے نزدیک اس کو مقبولیت اور حکمت بخشی اور اس نے اُسے مصر اور اپنے سارے گھر کا سردار کیا

اس کی مصیبتوں - یہ وہی لفظ ہے جو ان مصیبتوں کے لئے آیا - جو بعد میں اس کے بھائیوں پر پڑیں (آیت ۱۱) - اُنھوں نے اُسے دکھ پہنچایا - اور دکھوں نے اُنہیں جا پکڑا - آدمی جو کچھ بوتا ہے وہی کاٹے گا (گلتیوں ۶-۷)

مقبولیت اور حکمت لفظی طور پر "فضل اور حکمت" دیکھو ۶-۸ و ۱۰ کی شرح - یہاں فضل کے یا تو یہ معنے ہیں خدا کی صفت مہربانی اور محبت یا ایسی مقبولیت جو یوسف نے فرعون کی نظر میں حاصل کی -

۱۱- پھر مصر کے سارے ملک اور کنعان میں کال پڑا اور بڑی مصیبت آئی اور ہمارے باپ دادوں کو کھانا نہ ملتا تھا -

۱۲- لیکن یعقوب نے یہ سُن کر کہ مصر میں اناج ہے ہمارے باپ دادوں کو پہلی بار بھیجا -

مصر میں اناج - ایسا واقع ہوا کہ انہیں اسباب معاش حاصل کرنے کے لئے ملک موعود کو چھوڑ کر ایک اجنبی ملک میں جانا پڑا - خدا نے اپنی مقبول اُمت کے گذارے کا انتظام ان کی میراث کے علاقے سے باہر کیا -

۱۳- اور دوسری بار یوسف اپنے بھائیوں پر ظاہر ہو گیا اور یوسف کی قومیت فرعون کو معلوم ہو گئی۔

۱۴- پھر یوسف نے اپنے باپ یعقوب اور سارے کنبے کو جو پچھتر جانیں تھیں بلا بھیجا۔

بلا بھیجا یہ خاص لفظ اعمال ہی کی کتاب میں آیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جہاں میں ہوں میرے پاس آجاؤ (۱۰: ۳۲-۲۰: ۱۷-۲۴: ۲۵)

پچھتر جانیں۔ پیدایش ۴۶: ۲۷ - اور خروج ۱: ۵ - اور استثنا ۱۰: ۲۲ میں یہ شمار ستر ہیں - اور اس شمار میں یعقوب اور یوسف داخل ہیں - پیدایش ۴۶: ۲۷ کے ستروں کے ترجمے میں اور نیز خروج ۱: ۵ کے ترجمے میں یہ کل شمار پچھتر بیان ہوا ہے - اگرچہ استثنا ۱۰: ۲۲ کے ستروں کے ترجمے میں یہ شمار ستر ہی ہے - ستروں کے ترجمے میں یہ شمار پچھتر اس طرح سے کیا گیا کہ پیدایش ۴۶: ۸ سے ۲۷ کی فہرست میں منسّی کے بیٹے مکیر اور پوتے جلعاد کا نام آیا ہے اور افرائیم کے بیٹوں کا نام یعنی سُتلح اور تاحم کے نام اور اُس کے پوتے ادوم کا نام داخل کیا گیا ہے - اس کا مقابلہ اس فہرست سے کرو جو ۱-تواریخ ۷: ۱۴ سے ۲۲ میں دی گئی ہے چونکہ ستفنس یونانی مائل یہودی تھا اس لئے اُس نے ستروں کے ترجمے سے حوالہ دیا جیسے کہ ہندوستان میں ہندی مائل بولنے والے پشتو زبان میں جو ترجمہ بائیبل کا ہے اُسی سے حوالہ دیتے ہیں نہ کہ عبرانی اصل سے۔

۱۵- اور یعقوب مصر میں گیا۔ وہاں وہ اور ہمارے باپ دادے مر گئے۔

۱۶- اور وہ شہر سکم میں پہنچائے گئے اور اُس مقبرے میں دفن کئے گئے جس کو ابراہیم نے سکم میں روپیہ دے کر بنی حمور سے مول لیا تھا۔

وہ شہر سکم پہنچائے گئے - یہ صاف ظاہر نہیں کہ سکم کے دفن میں [illegible] میں کون کون سے اشخاص داخل تھے۔

(الف) یعقوب سکم میں دفن نہیں ہوا بلکہ حبرون میں مکفیلہ کے غار میں (پیدایش ۵۰: ۱۳)۔

(ب) مگر اس آیت کے بیان کے مطابق یوسف سکم میں مدفون ہوا۔ (یشوع ۲۴: ۳۲) اور ہم یاد رکھیں کہ ستفنس اس وقت خاص کر یوسف کا ذکر کر رہا تھا۔

(ج) بائیبل میں کچھ ذکر نہیں کہ یوسف کے باقی بیٹے کہاں دفن کئے گئے اور یوسیفس کے اس بیان پر بہت بھروسہ نہیں کرنا چاہئے کہ وہ حبرون میں مدفون ہوئے کیونکہ شاید اس کا بیان کسی بے بنیاد روایت پر مبنی ہو - اگر یوسف کی ہڈیوں کی طرح اُنکی ہڈیوں کو بھی مصر سے لیگئے تو ان کو بھی سکم میں دفن کیا ہوگا - جیروم کہتا ہے کہ اس کے زمانے میں بارہ بزرگوں کی قبریں سکم میں دکھائی جاتی تھیں۔

خواہ یہ درست ہو یا نہ ہو کم سے کم یوسف کی ہڈیاں تو سکم میں دفن ہوئیں اور اس وقت ستفنس کے خیال میں یوسف ہی کی تصویر تھی - سکم سامریہ میں واقع تھا اور اس لئے کہ یہودیوں کے لئے ناگوار تھا مگر اس ذکر سے ستفنس نے اُن کو یاد دلایا کہ ان کی قوم کی مقدس جگہیں یروشلم ہی میں محدود نہ تھیں۔

ابراہیم نے . . . مول لیا تھا - یہاں دو مختلف معاملات کو خلط ملط کر دیا ہے۔

(الف) لکھا ہے کہ ابراہیم نے حبرون میں زمین کا ایک ٹکڑا خریدا تھا - جس میں مکفیلہ کی غار داخل تھی - پھر عفرون حتی سے (پیدایش ۲۳: ۱۴ سے ۲۰)۔

(ب) کچھ عرصے بعد یعقوب نے ایک ٹکڑا زمین - سکم میں بنی حمور سے سکم کے باپ سے خریدا - (پیدایش ۳۳: ۱۸ سے ۲۰) اس دوسری خریداری کا اشارہ اس امر کی طرف ہو کہ ابراہیم نے کنعان میں پہلے پہل داخل ہونے پر پہلا مذبح وہاں بنایا تھا - (پیدایش ۱۲: ۶ و ۷) اسی وجہ سے یہ جگہ اس کی اولاد کی نظروں میں مقدس سمجھی گئی تھی۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیت جس صورت میں کہ یہ موجود ہے ان دو الگ الگ
واقعات کا مرکب نظارہ پیش کرتی ہے - عام تشریح یہ ہے کہ متکلم نے ان دو
خریداروں اور دو قبرستانوں کا ذکر کرتے وقت اس تاریخ کو جلد جلد پیش کرنے میں
مخلوط کر دیا - کیونکہ اس کا خیال چھوٹی چھوٹی تفصیلوں کی طرف نہ تھا بلکہ بڑے
بڑے نتائج کی طرف - ہم یاد رکھیں کہ اس کے اکثر سامعین اپنی قومی تواریخ کے
سارے امور سے بخوبی واقف تھے - مقرر مقدس کے نقطۂ خیال سے اس موقع پر
حقیقی زور یوسف اور شکم پر دیا گیا -

۱۷- لیکن جب اس وعدے کی میعاد پوری ہونے کو تھی جو خدا نے ابراہیم
سے فرمایا تھا تو مصر میں وہ امت بڑھ گئی - اور ان کا شمار زیادہ ہوتا گیا
۱۸- اس وقت تک کہ دوسرا بادشاہ مصر پر حکمران ہوا - جو یوسف کو نہ
جانتا تھا -

دوسرا بادشاہ - ۱۷ سے ۱۹ - آیات کی تاریخ کے لئے دیکھو خروج ۱ سے ۳۲
باب تک - جس بادشاہ کا یہاں ذکر ہے وہ رعمسیس دوم انیسویں خاندان کا تھا جو
عمارتوں کی تعمیر کرانے کے سبب بہت مشہور تھا - اس کا بیٹا اور جانشین مینفتاہ
غالباً خروج کا فرعون تھا - کچھ وجوہات اس کے بھی ملتے ہیں کہ تھوتمیس سوئم اٹھارویں
خاندان کا وہ فرعون تھا جس کے زمانے میں بنی اسرائیل غلام بنے اور اس کا بیٹا آمن
ہوتپ سوئم وہ فرعون تھا جس کے وقت بنی اسرائیل مصر سے نکلے -

۱۹- اس نے ہماری قوم سے چالاکی کرکے ہمارے باپ دادوں کے ساتھ یہاں
تک بدسلوکی کی کہ انہیں اپنے بچے پھینکنے پڑے تاکہ زندہ نہ رہیں -

چالاکی کرکے - یہ فعل نئے عہد نامے میں اور کسی جگہ نہیں آیا - یہ خروج ۱-۱۰
کے سبعین کے ترجمے سے لیا گیا ہے اور اس کے یہ معنے ہیں کسی سے فریب
اور چالاکی کرنا
بدسلوکی کی - آیت ۶ میں بھی یہی لفظ آیا تھا پہلی پیشینگوئی لفظی طور پر

اب پوری ہوگئی - پوشیدہ چالاکی کے بعد برملا ظلم ہونے لگا - یہی دو اوزار ہیں -
جن کے ذریعے شیطان خدا کی کلیسیا پر حملہ کرتا ہے -
"تاکہ زندہ نہ رہیں" - یہ فعل پولس اور لوقا کی تصنیفات میں آتا ہے -
دیکھو لوقا ۱۷-۳۳ - ۱ - تمتھیس ۶-۱۳ -

۲۰- اس موقعہ پر موسیٰ پیدا ہوا - جو نہایت خوبصورت تھا - وہ تین
مہینے تک اپنے باپ کے گھر میں پالا گیا

نہایت خوبصورت - لفظی طور پر "خدا کے آگے خوبصورت" یہ عبرانی محاورہ
تھا تفضیل ظاہر کرنے کے لئے جو لفظ خوبصورتی کے لئے نئے عہد نامے میں
پھر آتا ہے (عبرانی ۱۱-۲۳) وہ خروج ۲-۲ سے لیا گیا ہے سبعین کا ترجمہ

۲۱- مگر جب پھینک دیا گیا تو فرعون کی بیٹی نے اسے اٹھا لیا - اور
اپنا بیٹا کرکے پالا -

فرعون کی بیٹی - پرانے عہد نامے میں تو اس کا نام نہیں آیا - لیکن
یوسیفس نے اس کا نام تھرموتھیس بتایا ہے -

۲۲- اور موسیٰ نے مصریوں کے تمام علوم کی تعلیم پائی اور وہ کلام اور
کام میں قوت والا تھا -

مصریوں کے تمام علوم کی تعلیم پائی - لفظ "تعلیم پائی" پھر ۲۲-۳ میں
آیا ہے - مقدس پولس کی تعلیم و تربیت کے بارے میں جو اس نے گملی ایل
سے حاصل کی اس آیت کا بیان عہد عتیق کی تاریخ کا "تتمہ" ہے اور فرعون کی
بیٹی کے متبنٰے بیٹے کی ایسی تعلیم و تربیت ہونا چاہئے تعجب نہیں - مصریوں کی
دانائی مشہور تھی (۱ - سلاطین ۴-۳۰) اور اس میں نجوم اقلیدس اور طب
داخل تھے -

۲۳- اور جب وہ چالیس برس کے قریب ہوا تو اس کے جی میں آیا
کہ میں اپنے بنی اسرائیل بھائیوں کا حال دیکھوں -

چالیس برس کے قریب ہوا - اس تفصیل کا ذکر پرانے عہد نامے میں نہیں
آیا - ہمیں اتنا معلوم ہے کہ خروج کے وقت موسیٰ کی عمر ۸۰ سال کی تھی (خروج
۷-۷) اور اس کی موت کے وقت اس کی عمر ایک سو بیس سال کی تھی (استثنا
۳۴-۷) یوں اس کی زندگی چالیس چالیس سال کے تین حصوں پر منقسم
کی گئی ہے - (دیکھو آیت ۳۰)

اس کے جی میں آیا - یہ جملہ ترجموں کے متن میں بار بار آتا ہے -
(۲ سلاطین ۱۲-۴، یسعیاہ ۶۵-۱۷) اور وہاں عبری سے یہ محاورہ لیا
گیا ہے - یہ جملہ پھر ۱ کرنتھی ۲-۹ میں آتا ہے - اس عبرانی محاورہ کا یہ زور
ہے کہ یہ خیال موسیٰ کے دل میں چھپا ہوا تھا اور یک لخت متحرک ہو گیا -

اپنے بھائیوں کا حال دیکھوں - دیکھو خروج ۲-۱۱ - چونکہ موسیٰ فرعون
کا متبنیٰ بیٹا تھا - اس لئے وہ مصر کے اعلیٰ درجے کے لوگوں میں شامل تھا -
اور ان مظلوم غلاموں سے الگ رہتا تھا اور یہ لوگ بھی الگ علاقہ میں رہتے تھے دیکھو عبرانی ۱۱-۲۴
۲۶ تک - لفظ دیکھوں سے مراد ہے کہ ان پر مہربانی کروں اور ان کو مدد دوں (یعقوب ۱-۲۷) -

۲۴ - چنانچہ ان میں سے ایک کو ظلم اٹھاتے دیکھ کر اس کی حمایت کی اور مصری کو مار کر مظلوم کا بدلہ لیا
۲۵ - اس نے تو خیال کیا کہ میرے بھائی سمجھ لیں گے کہ خدا میرے
ہاتھوں انہیں چھٹکارا دیگا - مگر وہ نہ سمجھے -

خیال کیا - اس کا ذکر بھی پرانے عہد نامے میں نہیں آیا -

چھٹکارا دیگا - موسیٰ کو یہ خیال تھا کہ اسرائیلی سمجھ لیں گے کہ خدا ہمیں اس
وقت انہیں چھٹکارا دے رہا تھا اور مصری کا قتل کرنا اس مخلصی میں پہلا
قدم تھا

مگر وہ نہ سمجھے - ستفنس نے ارادتاً اس پر زور دیا کہ عبرانی نسل خدا
کے مقصد کو نہ سمجھے اور اس کے ایلچیوں کے قبول کرنے میں قاصر رہے (آیات
۳۹ و ۵۱ و ۵۲ و ۵۳) لیکن جب انہوں نے یسوع مسیح کو رد کیا تو انکی

یہ گستاخی کمال تک پہنچ گئی -

۲۶ - پھر دوسرے دن وہ ان میں سے دو لڑتے ہوؤں کے پاس آ نکلا
اور یہ کہہ کر انہیں صلح کرنے کی ترغیب دی کہ اے جوانو - تم تو بھائی بھائی
ہو - کیوں ایک دوسرے پر ظلم کرتے ہو؟

صلح کرنے کی ترغیب دی - یہ لفظ صرف اسی جگہ نئے عہد نامے میں
آیا ہے -

۲۷ - لیکن جو اپنے پڑوسی پر ظلم کر رہا تھا اس نے یہ کہہ کر اسے ہٹا دیا
کہ تجھے کس نے ہم پر حاکم اور قاضی مقرر کیا -

اسے ہٹا دیا - پرانے عہد نامے میں اس کا بھی ذکر نہیں - یہ فعل آیت ۳۹
اور ۱۳-۴۶ رومی ۱۱-۱ و ۲ اور ۱ تیمتھیس ۱-۱۹ میں بھی آیا ہے اور مقدس
لوقا اور مقدس پولس کے الفاظ میں مطابقت کی یہ ایک اور مثال ہے -

۲۸ - کیا تو مجھے بھی قتل کرنا چاہتا ہے جس طرح کل اس مصری کو
قتل کیا تھا؟

۲۹ - موسیٰ یہ بات سن کر بھاگ گیا اور مدیان کے ملک میں پردیسی رہا
کیا اور وہاں اس کے دو بیٹے پیدا ہوئے -

یہ بات سن کر بھاگ گیا - خروج ۲-۱۵ سے ظاہر ہے کہ یہ الفاظ بادشاہ
کے کانوں تک پہنچے اور اس کی مخالفت کو بھڑکایا -

پردیسی - دیکھو آیت ۶ -

مدیان کے ملک میں - اس علاقے میں عرب کا شمالی حصہ اور عقابہ کی
خلیج کے ساحل کا علاقہ داخل تھا - یہ خلیج بحیرہ قلزم کا ایک حصہ تھا -

۳۰ - اور جب پورے چالیس برس ہو گئے تو کوہ سینا کے بیابان میں
جلتی ہوئی جھاڑی کے شعلے کے بیچ اس کو ایک فرشتہ دکھائی دیا -

جب پورے چالیس برس ہو گئے - دیکھو آیت ۲۳ - پرانے عہد نامے

میں اس کا ذکر نہیں کہ وہ کب تک مدیان میں رہا لیکن اگر اس چالیس سال کے زمانے کو اُس چالیس سال کے ساتھ جمع کریں جو بھاگنے کے وقت اُن کی عمر تھی۔ تو خروج کے وقت اُس کی عمر ۸۰ سال ہو جاتی ہے اور یہ خروج ۷-۷ کے مطابق ہوتی ہے۔

کوہ سینا۔ خروج ۳-۱ میں یہ خدا کا پہاڑ حورب ہے۔ غالباً سینا اور حورب ایک ہی پہاڑ کے دو نام ہیں۔ بعضے یہ خیال کرتے ہیں کہ حورب سلسلہ کوہ کا نام ہے اور سینا اُس کی ایک خاص چوٹی کا نام ہے۔

۳۱- جب موسیٰ نے اُس پر نظر کی تو اُس نظارے سے تعجب کیا۔ اور جب دیکھنے کو نزدیک گیا تو خداوند کی آواز آئی۔

نظارہ- یہ لفظ صرف لوقا ہی میں آیا ہے سوائے ایک دفعہ کے۔ اعمال کی کتاب میں گیارہ دفعہ آیا ہے (۷-۳۱- ۹-۱۰- ۱۰-۱۲- ۱۰-۳ و ۱۷ و ۱۹- ۱۱-۵- ۱۲-۹- ۱۶-۹ و ۱۰- ۱۸-۹) اس کے سوائے صرف ایک دفعہ اور آیا ہے (متی ۱۷-۹) بعض موقعوں پر اس کا ترجمہ رویا کیا گیا ہے۔

۳۲- کہ میں تیرے باپ دادوں کا خدا یعنی ابرہام اور اضحاق اور یعقوب کا خدا ہوں۔ تب تو موسیٰ کانپ گیا اور اُس کو دیکھنے کی جرأت نہ رہی۔

موسیٰ کانپ گیا- جس لفظ کا ترجمہ کانپ گیا ہوا ہے وہ پھر ۱۶-۲۹ عبرانی ۱۲-۲۱ میں آیا ہے۔ نئے عہد نامے میں یہ لفظ ایسے کانپنے کے لئے آتا ہے جو کسی فوق العادت نظارہ سے پیدا ہو۔

۳۳- خداوند نے اُس سے کہا کہ اپنے پاؤں سے جوتی اُتار لے کیونکہ جس جگہ تو کھڑا ہے وہ پاک زمین ہے۔

پاک زمین- کیونکہ خدا وہاں موجود تھا- اگرچہ وہ ایک بیابان کا قطعہ تھا جہاں کوئی مندر یا ہیکل نہ تھا۔ ستفنس نے اس امر کا ذکر اپنی تقریر کو پُرزور

بنانے کے لئے کیا۔

۳۴- میں نے واقعی اپنی اُس اُمت کی مصیبت دیکھی۔ جو مصر میں ہے- اور اُن کا آہ و نالہ سُنا لیس اُنہیں چھڑانے اُترا ہوں۔ اب آ۔ میں تجھے مصر میں بھیجوں گا۔

۳۵- جس موسیٰ کا اُنہوں نے یہ کہہ کر انکار کیا تھا کہ تجھے کس نے حاکم اور قاضی مقرر کیا؟ اُسی کو خدا نے حاکم اور چھڑانے والا ٹھہرا کر اُس فرشتے کے ذریعہ سے بھیجا جو اُسے جھاڑی میں نظر آیا تھا۔

جس موسیٰ- آیات ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ و ۳۸ کے شروع میں لفظ "یہی" یا "وہی" آیا ہے۔ متکلم کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ سامعین کی توجہ کو موسیٰ کی طرف لگائے اور اس امر پر زور دے کہ گو یہودی موسیٰ کی تعظیم کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن فی الحقیقت اُنہوں نے اس سے بدسلوکی کی۔ علاوہ اس کے متکلم کے دل میں یہ دو خیال تھے کہ جیسے اُنہوں نے موسیٰ کو رد کیا ویسا ہی اس بڑے نبی کو جس کا ذکر موسیٰ نے کیا تھا۔

انکار کیا تھا- اس امر کا دوبارہ ذکر کیا گیا (آیات ۲۷ و ۲۸)- یہ وہی لفظ ہے جو ۳-۱۳ و ۱۴ میں بھی آیا ہے جیسے اُن کے باپ دادوں نے موسیٰ کا انکار کیا تھا ویسا اُنہوں نے مسیح کا انکار کیا۔

خدا نے حاکم اور چھڑانے والا ٹھہرا کر- اسی قسم کی دلیل خداوند یسوع کے بارے میں ۲-۳۶ اور ۵-۳۰ و ۳۱ میں بھی دی گئی ہے۔ ستفنس نے یہاں الفاظ کی ترتیب کو کچھ بدلا ہے آیت ۲۷ میں لفظ "حاکم اور قاضی" کہا گیا تھا اور یہاں "حاکم اور چھڑانے والا" آیا ہے- یہاں اسرائیل کے مصر سے رہائی پانے کا ذکر ہے لفظ "چھڑانے والا" نئے عہد نامے میں کسی اور جگہ نہیں آیا ہے- لیکن اس سے مشتق الفاظ آتے ہیں (متی ۲۰-۲۸ لوقا ۱-۶۸- ۲-۳۸- ۲۴-۲۱ طیطس ۲-۱۴، عبرانی ۹-۱۲- ۱-پطرس ۱-۱۸) اس لحاظ سے بھی موسیٰ کی

رسالت ہمارے نجات دہندے کی رسالت کا نشان تھی۔

فرشتے کے ذریعہ سے۔ اس سے یہ مراد ہے کہ عہد کے فرشتے کی محافظ قدرت کے ذریعہ۔ موسیٰ اس رسالت کا کام سرانجام دینے کے لئے اکیلا اپنی ہی طاقت کے زور پر نہ بھیجا گیا تھا۔ خدا کی حضوری اور قوت اس کے ساتھ تھی۔ اس فرشتے کا ذکر بھی آیت ۳۸ میں آیا ہے۔

۳۶ - یہی شخص انہیں نکال لایا اور مصر اور بحر قلزم اور بیابان میں چالیس برس تک عجیب کام اور نشان دکھائے۔

عجیب کام اور نشان۔ دیکھو ۲-۲۲۔ جہاں یہ دونوں مسیح کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔

۳۷ - یہ وہی موسیٰ ہے جس نے بنی اسرائیل سے کہا کہ خدا تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ سا ایک نبی پیدا کرے گا۔

یہ وہی موسیٰ ہے۔ مقدس ستفنس نے موسیٰ کی اس بڑی پیشینگوئی کی طرف خاص توجہ دلائی جو اس نے مسیح کے بارے میں کی تھی گویا کہ وہ یہ کہہ رہا ہے کہ تم موسیٰ کی تعظیم کا دعویٰ کرتے ہو سو تم اس پیشینگوئی کو قبول کرو جو اس نے مسیح کے بارے میں کی۔

انہوں نے تو پیغمبر موسیٰ کی ہتک عزت کرنے کا الزام لگایا تھا حالانکہ اس نے اس شریعت دہندے کی عزت کی جبکہ اس نے اس مسئلہ کو مان لیا جس کی پیشینگوئی اس نے کی تھی۔ استثنا ۱۸-۱۵ کا حوالہ ۳-۲۲ میں بھی دیا گیا ہے۔

۳۸ - یہ وہی ہے جو بیابان کی کلیسیا میں اس فرشتے کے ساتھ جو کوہ سینا پر اس سے ہمکلام ہوا۔ اور ہمارے باپ دادوں کے ساتھ تھا۔ اسی کو زندہ کلام ملا کہ ہم تک پہنچا دے۔

بیابان کی کلیسیا۔ لفظ کلیسیا کے لئے دیکھو ۵-۱۱ کی شرح۔ یہاں اس لفظ سے اسرائیلیوں کی وہ ساری جماعت مراد ہے جو بیابان میں سفر کرتی

تھی۔ بعضوں کا خیال ہے کہ قرینہ کے لحاظ سے یہاں وہ خاص جماعت مراد ہے جو شریعت کے ملنے کے وقت کوہ سینا پر جمع تھی۔

اس فرشتے کے ساتھ ... ہمکلام ہوا۔ دیکھو آیت ۳۰۔ ان دونوں مقاموں میں عہد کا فرشتہ مراد ہے۔ خروج کے بیان سے (خروج ۲۰-۱ سے ۲۱ تک) یہ صاف ظاہر ہے کہ کوہ سینا پر خدا ہی متکلم تھا (مقابلہ کرو پیدائش ۴۸-۱۵ و ۱۶) اس آیت میں فرشتے کے ساتھ شراکت کا خاص خیال ہے۔ دیکھو خروج ۲۰-۲۱۔ ۲۴-۲ سے ۱۸ تک۔

ہمارے باپ دادوں کے ساتھ۔ موسیٰ تو فرشتے کے ساتھ ایک طرف تھا۔ الٰہی مکاشفہ حاصل کرنے کے لئے لیکن دوسری طرف بنی اسرائیل کے ساتھ تھا کہ ان کو وہ مکاشفہ پہنچائے۔ یوں وہ سینا کے عہد کا درمیانی تھا (استثنا ۵-۲۲ سے ۳۱ گلتیوں ۳-۱۹ و ۲۰)۔ اس درمیانی پن میں بھی اس کا کام مسیح کے کام کا عکس تھا (عبرانی ۱۲-۱۸ سے ۲۵ تک)۔

زندہ کلام یعنے مکاشفہ کا زندہ کلام۔ جس لفظ کا ترجمہ کلام ہوا ہے وہ یونانی بت پرست اپنے دیوتاؤں کے الہام کے بارے میں استعمال کرتے تھے جو ان کے پرستاروں کے سوالات کے جواب میں ملا کرتے تھے۔ پھر جن لوگوں نے پرانے عہد نامے کا ترجمہ یونانی میں کیا انہوں نے اس لفظ کو الٰہی کلام اور مکاشفے کے لئے استعمال کیا۔ یہ لفظ پھر رومی ۳-۲ عبرانی ۵-۱۲ ا-پطرس ۴-۱۱ میں آتا ہے۔ اس الٰہی قدرت اور زندگی کے سبب سے یہ زندہ کلام کہلاتا ہے جو اُن کی تہ میں پائی جاتی ہیں (یوحنا ۶-۶۳ عبرانی ۴-۱۲ ا-پطرس ۱-۲۳)۔ شاید ستفنس اپنے سامعین کو یہ جتانا چاہتا ہے کہ جس شریعت کی وہ ایسی اعلیٰ عزت کرتے ہیں وہ ایک روحانی اور مؤثر شریعت تھی نہ کہ محض لفظی اور مردہ جس کی ظاہری اطاعت ایسی پابندی سے کی جاتی ہے۔

۳۹ - مگر ہمارے باپ دادوں نے اس کا فرمانبردار ہونا نہ چاہا بلکہ

اُس کو ہٹا دیا اور اُن کے دل مصر کی طرف مائل ہوئے۔

فرمانبردار ہونا نہ چاہا۔ متکلم نے عبرانی نسل کی سخت نافرمانبرداری پر زور دیا۔ موسیٰ جیسے وفاداری کا فخر وہ ہرگز نہ کر سکتے تھے۔

اُس کو ہٹا دیا۔ آیت ۲۷ میں بھی یہی لفظ آیا تھا یہاں ارادتاً اس کا ذکر دوسری دفعہ ہوا ہے تاکہ وہ اِن کو یاد دلاتا رہے کہ انہوں نے موسیٰ کو رد کیا تھا۔

اُن کے دل مصر کی طرف مائل ہوئے۔ دیکھو خروج ۱۶-۳ گنتی ۱۱-۴ و ۵۔ وہ مصر کی خوشبوؤں اور مصر کے بتوں کی طرف بہت مائل تھے۔ اور مصر کی غلامی کی تلخی کو بھول گئے تھے۔ یہاں دل پر بہت زور دیا گیا ہے۔ ساری برگشتگی کی جڑ دل کی ناپاک خواہشوں میں ہوتی ہے (امثال ۴-۲۳)

۴۰۔ اور انہوں نے ہارون سے کہا کہ ہمارے لئے ایسے معبود بنا۔ جو ہمارے آگے آگے چلیں۔ کیونکہ یہ موسیٰ جو ہمیں مصر کے ملک سے نکال لایا۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ کیا ہوا۔

۴۱۔ اور اُن دنوں میں انہوں نے ایک بچھڑا بنایا اور اُس بت کو قربانی چڑھائی اور اپنے ہاتھوں کے کاموں کی خوشی منائی۔

ایک بچھڑا بنایا۔ جس لفظ کا ترجمہ بچھڑا ہوا ہے وہ دستوروں کے ترجمے لیا گیا ہے جس کے حقیقی معنی نوجوان سانڈ ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ہارون نے جو سنہری مورت بنائی اُس کی خاص صورت یہی تھی۔ مصری لوگ دو خاص مقدس سانڈوں کی پرستش کرتے تھے (Mnevis و Apis) جن کو وہ اوسارس اور سورج دیوتا کا اوتار سمجھتے تھے اور اسرائیلیوں نے یہ پرستش مصریوں سے سیکھی۔ ہندوستان میں بھی سانڈ کی پرستش ہوتی ہے اور سانڈ شو کا خاص نشان ہے۔ لنگ کے قریباً سارے مندروں میں نندی کی مورتیں پائی جاتی ہیں۔ اور بنارس جیسے مقدس شہر میں سانڈ کو چھوڑنا جو

شو کا خاص نشان بنا ہوا ہے بڑے ثواب کا کام سمجھا جاتا ہے۔ گائے کی تعظیم اس سے بھی زیادہ کی جاتی ہے۔ یہاں اسرائیلیوں کا گناہ کمال تک پہنچ گیا۔

(الف) انہوں نے بچھڑا بنایا۔

(ب) اس بت کے آگے انہوں نے قربانی چڑھائی۔

(ج) اپنے ہاتھوں کے کاموں پر انہوں نے خوشی منائی۔

(خروج ۳۲-۱۷ سے ۱۹ تک۔ ۱ کرنتھی ۱۰-۷) بت پرستی فی نفسہ حقیقی اور زندہ خدا سے بغاوت ہے۔ اگر کوئی اس میں ضد کرے تو وہ اور بھی بغاوت میں بڑھتا جاتا ہے۔ اور اس گناہ پر فخر کرنا اس بغاوت کا کمال ہے۔ علاوہ ازیں اسرائیلیوں نے دانستہ نور اور علم کے خلاف گناہ کیا۔

۴۲۔ پس خدا نے منہ موڑ کر انہیں چھوڑ دیا کہ آسمانی فوج کو پوجیں چنانچہ نبیوں کی کتاب میں لکھا ہے کہ

اے اسرائیل کے گھرانے۔

کیا تم نے بیابان میں چالیس برس مجھ کو ذبیحے اور قربانیاں گذرانیں

خدا نے منہ موڑ کر۔ آیت ۳۹ میں یہی فعل آیا تھا جس کا ترجمہ مائل ہوئے وہ تو خدا سے ہٹ گئے خدا اُن کی طرف سے ہٹ گیا یعنی خدا نے اپنے سلوک میں تبدیلی کی اور اپنی خاص مہربانی اور روکنے والے فضل کو اُن سے باز رکھا (یشوع ۲۴-۲۰ یسعیاہ ۶۳-۱۰) خدا کی ساری روحانی برکتوں کی شرط یہ ہے کہ انسان سچے دل سے اس کا فرمانبردار رہے۔ انہیں چھوڑ دیا۔ رومی ۱-۲۴ و ۲۶ و ۲۸۔ افسیوں ۴-۱۹ میں بھی یہی فعل آیا ہے۔ جب لوگ ارادتاً خدا کی محبت اور فضل کو حقیر جانتے اور انہیں رد کر دیتے رہیں تو خدا بھی انہیں چھوڑ دیتا ہے تاکہ اپنی طبعی رغبتوں اور خواہشوں کی پیروی کریں (ہوسیع ۴-۱۷)۔

آسمانی فوج کو پوجیں یعنی سورج چاند ستاروں کو پوجیں استثنا ۱۷-۳۔ ۲ سلاطین ۱۷-۱۶۔ ۲۱-۳۔ ۲ تواریخ ۳۳-۳۔ ایوب ۳۱-۲۶ سے ۲۸ تک۔

یرمیاہ ۸-۲، ۱۹-۳ میں ایسی پرستش کی طرف اشارے پائے جاتے ہیں۔ مصر میں "را" اور "توم" وغیرہ ناموں سے سورج کی پرستش ہوتی تھی اور "آہ" کے نام سے چاند کی پرستش ہوتی تھی اور ستاروں کی بھی خاص تعظیم کی جاتی تھی۔ اسی قسم کی پرستش اسوریوں اور بابلیوں وغیرہ میں بھی مروج تھی۔ ہندوستان میں بھی اس قسم کی پرستش پائی جاتی۔ ویدوں کے دنوں میں بھی سورج دیوتا کا نام سور یا سوریہ تھا اور اُس کی خاص عبادت ہوتی تھی اور ان دنوں میں بھی گو ان کے لئے کوئی مندر نہیں بنائے جاتے ہر ہندو کا فرض ہے کہ گایتری پڑھتے ہوئے طلوع آفتاب کی تعظیم کریں۔ چاند کی طرف گو کم توجہ کیجاتی ہے لیکن تو بھی سوم کے نام سے اس کو خاص عزت دیجاتی ہے اور ہندو اپنے ہاتھ اُس کی طرف اٹھاتے ہیں

ستاروں کی بھی دیوتا سمجھ کر بڑی عزت ہوتی ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ انسان کی قسمت پر ان کا بڑا اثر ہے۔ اہل ہنود نجوم اور جنم پتریوں کو بھی مانتے ہیں پس ہر جگہ یہ میلان پایا جاتا ہے کہ خالق کی نسبت مخلوق کی زیادہ پرستش کریں۔

نبیوں کی کتاب۔ عبرانی شمار کے مطابق بارہ انبیائے صغیر ایک کتاب سمجھے جاتے ہیں اور اسی کتاب سے یہ اقتباس لیا گیا ہے۔

کیا تم نے ...... یہ عبارت سترون کے ترجمے سے آموس ۵-۲۵ سے، لفظ بلفظ لی گئی ہے۔ نبی ان الفاظ کے ذریعہ اپنے زمانے کے لوگوں کی بت پرستی پر ان کی تنبیہ کرتا ہے اور ان کو دھمکی دیتا ہے کہ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ان کو سزا ملیگی اور وہ اسیر ہو جائینگے۔ ایسا کرنے کے ذریعہ اس نے ان کے باپ دادوں کی بُت پرستی کی طبیعت کی طرف اشارہ کیا جس کے آثار مصر کی غلامی سے رہائی پانے کے بعد ہی فوراً ظاہر ہو گئے۔

اِس سوال سے کہ "کیا تم نے" یہ مراد نہیں کہ انہوں نے خدا کے آگے کوئی قربانی نہیں چڑھائی۔ کیونکہ توریت کی تاریخ سے بخوبی ظاہر ہے کہ وہ ایسی قربانیاں چڑھایا کرتے تھے لیکن نبی کا ارادہ یہ تھا کہ اُن کے دل پر یہ سبق نقش کرے۔ کہ

دودلی نہایت جائیز عبادت کو بھی خراب کر دیتی ہے۔ اگر ہم دوسری چیزوں پر دل لگائیں تو ہم فی الحقیقت خدا کی پرستش کرنے والے نہیں (یسعیاہ ۱-۱۰ سے ۲۰ - ۶۶-۱ سے ۳ حزقی ایل ۱۴-۲ سے ۷، متی ۱۵-۷ سے ۹)۔

۴۳۔ بلکہ تم مولک کے خیمے
اور رفان دیوتا کے تارے کو لئے پھرتے تھے۔
یعنی اُن صورتوں کو جنہیں تم نے سجدہ کرنے
کے لئے بنایا تھا۔
پس میں تمہیں بابل کے پرے لے جا کر بساؤں گا۔

مولک کے خیمے۔ خیمے کے لئے جو لفظ ہے وہی ہے جس کا ذکر ۴۴ آیت میں (شہادت کا خیمہ) آیا ہے اس لفظ سے حقیقی اور جعلی دونوں قسم کے خیمے مراد ہیں۔ جب دل بگڑا ہو تو حقیقی ہی جعلی بن جاتا ہے۔ یہ ترجمہ سترون آموس ۵-۲۶ کے مطابق ہے۔ لیکن نبی نے خیمے کے لئے جو عبرانی لفظ (Siccuth) استعمال کیا وہ خیمے کے لئے عام لفظ نہیں (Ohel) اگرچہ یہ اس لفظ سے مشابہ ہے جس کے معنے چھپر کئے جاتے ہیں اور جو عید خیام کے موقعہ پر بنائے جاتے تھے۔ اس لئے نئے ترجمے میں یہ اسم معرفہ کے طور پر آیا ہے اور مولک کی بجائے (تمہارا بادشاہ) آیا ہے یہ عبرانی کا لفظی ترجمہ ہے۔

آموس کے اس جملے کا یہ ترجمہ ہوگا "تم نے اپنے بادشاہ سیکوتھ کو اٹھایا۔ عکاد کی بولی میں جو بابل کے شمال میں بولی جاتی تھی یہ سکوت یا سیکوس سنیچر سیارے کا نام تھا اور بابلی زبان میں اس کا نام قوانون تھا۔ علما کی اب عام رائے یہ ہے کہ عبرانی لفظ سیکوتھ جو اور کسی جگہ نہیں آیا وہ عکادی سکوت جو سنیچر سیارے کا نام تھا۔ عبرانیوں کا دستور تھا کہ غیر زبانوں کے لفظوں کو کچھ بدل کر شاید حقارت کی وجہ سے استعمال کرتے تھے) اگر یہ قیاس درست ہو تو آموس کے یہ معنے ہونگے "کہ تم خداوند کے خیمے کو نہیں بلکہ اپنے بادشاہ سنیچر کو لئے پھرتے تھے"۔

ستفنس نے ستروں کے ترجمے کو استعمال کیا (دیکھو آیت ۴۰ کی شرح) اور جو سبق اس نے اس ترجمے سے نکالا وہ پر زور ہے۔ مولک سورج دیوتا تھا اور سیم کی نسل کے کئی فرقے اس کی پرستش کرتے تھے۔ بائبل میں اس کی پرستش کی طرف کئی اشارے پائے جاتے ہیں۔ (احبار ۱۸-۲۱، ۲۰-۲، ۱-سلاطین ۱۱-۷، ۲-سلاطین ۲۳-۱۰، یرمیاہ ۳۲-۳۵)

رفان دیوتا - یہ بھی ستروں کے ترجمے کے مطابق ہے۔ انگریزی میں رفان کی جگہ کیون آیا ہے۔ اور ہم یہ ذکر کر چکے ہیں کہ سیٹرن سیارے کے لئے یہی نام قوانون تھا اور یہ کیون سے بہت مشابہ ہے اور غالباً عموس نے بھی استعمال کیا ہوگا جس کے معنے سیٹرن سیارہ ہیں۔ فارسی زبان میں سیٹرن کا نام ابتک کیوان ہے۔ رفان یونانی مترجموں نے شاید کیون کو بگاڑ کر بنایا۔ لیکن بعضوں کا خیال ہے کہ یہ مصری لفظ رقع سے لیا گیا جو سیٹرن دیوتا کا نام ہے۔ اور چونکہ ستروں کا ترجمہ مصر میں ہوا تھا اس لئے انہوں نے کیون دیوتا کے لئے یہی نام چن لیا۔ لیکن تحقیقی طور پر ہم فیصلہ نہیں کر سکتے۔

اس قسم کے معنے عبرانی میں عام تھے۔

تم اپنے بادشاہ سکوت (سیٹرن) کو لئے پھرتے تھے۔
ہاں اپنی صورتوں کیوم کو (سیٹرن)
اپنے دیوتا کے تارے کو
جو تم نے اپنے لئے بنایا۔

ہم جو ہندوستان میں رہتے ہیں جانتے ہیں کہ جہاں بھی سنیچر دیوتا کی پرستش ہوتی ہے اور یہ بڑا منحوس دیوتا ہے جس کو بڑی خبرداری سے منانا چاہیئے اس منحوس سیارے کے طلوع کے وقت پیدا ہونا بہت برا سمجھا جاتا ہے۔

لئے پھرتے تھے۔ جو لفظ عبرانی عموس نے یہاں استعمال کیا وہ وہی ہے جو عموماً کاہنوں اور لاویوں کے خدا کے صندوق کو اور مقدس خیمے کو اٹھانے

کے لئے استعمال ہوتا تھا اور یہاں بڑی عقلمندی سے اس کا استعمال کیا گیا۔ بعضوں کا یہ قیاس درست نہیں کہ بنی اسرائیل فی الحقیقت بتوں کے چھوٹے مندر اپنے ساتھ بیابان میں لئے پھرتے تھے۔ اور اس کا بھی گمان غالب نہیں کہ بتوں کے جو خاص نام یہاں مستعمل ہوئے وہ اس زمانے میں ان کو معلوم تھے لیکن ساتھ ہی ہم یہ مان سکتے ہیں کہ مصری حیوانات پرستی اور اجرام فلک پرستی کی تاثیر ان پر ہوئی تھی اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ مصر سے ایک ملی جلی بھیڑ ان کے ساتھ چلی گئی تھی (خروج ۱۲-۳۸) جن میں ضرور بہت مصری ہونگے۔ موسیٰ نے جو سلوک سنہری بچھڑے سے کیا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر کوئی اور طرح کی بت پرستی کی جاتی تو اس کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا جاتا (خروج ۳۲-۲۰) یہ تو سچ ہے کہ مصری بت پرستی کی طرف ان کی طبیعت کا میلان تھا اور ساتھ مولک کی پرستش کے ساتھ جس کا ذکر ان کی تاریخ میں کئی بار آیا ہے سورج چاند اور ستاروں کی پرستش ابزاد کی۔ لیکن نبی کے الفاظ سے یہ جتانا چاہتے ہیں کہ بت پرستی کے ان میلانوں کے ذریعہ وہ اعلیٰ پرستش بگڑ گئی جیسے خدا نے مقرر کیا تھا اور ان کے لئے مقدس رسمیں فضول اور بیفائدہ ہو گئیں۔ بت پرستی کا چشمہ دل۔ ارادہ اور خواہش ہے

لیجا کر بساؤنگا - دیکھو آیت ۵-۳۰ کی شرح۔

بابل کے پرے - عموس نے یہ کہا تھا دمشق کے پرے لیکن ستفنس نے اس نبوت کو جا بجا تاریخی وسعت کے ساتھ ادا کیا یعنی بابلی اسیری کا ذکر کیا۔

---

۴۴ - شہادت کا خیمہ بیابان میں ہمارے باپ دادوں کے پاس تھا۔ جیسا کہ موسیٰ سے کلام کرنے والے نے حکم دیا تھا کہ جو نمونہ تو نے دیکھا ہے اسی کے موافق اسے بنا۔

شہادت کا خیمہ - دیکھو آیت ۴۴ میں لفظ خیمے کی تشریح ستفنس نے ہیکل کے خلاف کفر بولنے کے الزام کو لیکر اس یہودی مقدس کی مختصر تاریخ بیان کی۔ یہ نقل خیمہ تھا نہ کہ غیر منقولہ ہیکل جسے خدا نے شروع میں مقرر کیا تھا اور وہ بھی

بیابان میں تاکہ مقدس سرزمین میں۔

۴۵- اُسی خیمے کو ہمارے باپ دادے اگلے بزرگوں سے حاصل کر کے یشوع کے ساتھ لائے جس وقت اُن قوموں کی ملکیت پر قبضہ کیا۔ جن کو خدا نے ہمارے باپ دادوں کے سامنے نکال دیا۔ اور وہ داؤد کے زمانے تک رہا۔

ہمارے باپ دادے۔ یہ فعل نئے عہدنامے میں خاص اسی جگہ آیا ہے اس کے معنے ہیں کسی پہلے شخص سے سپردگی لینا۔ موسیٰ نے اپنے مرنے پر یہ خیمہ دوسروں کے سپرد کیا۔

یشوع کے ساتھ لائے۔ جس امر پر زور ہے وہ یہ ہے کہ یہ وہی خیمہ ہے جو ملک موعود میں پہلے پہل مقدس تھا۔ ہیکل کا خیال تو پیچھے پیدا ہوا۔ اور وہ بھی انسان کی طرف سے۔

قوموں کی ملکیت۔ لفظ "ملکیت" کے لئے کہ دیکھو آیت ۵ متکلم نے ان دونوں موقعوں پر اس بات پر زور دیا کہ مقدس زمین خدا کی طرف سے مفت انعام تھا اسی نے غیر قوموں کو وہاں سے خارج کیا اور اس سے اسرائیل کو میراث میں دیا۔

داؤد کے زمانے تک۔ ان الفاظ کا تعلق "ساتھ لائے" سے ہے اور باقی الفاظ گویا خطوط وحدانی میں ہیں یعنی جس سے ہمارے باپ دادا یشوع کے ساتھ لائے۔ جب وہ قوموں کی میراث پر قابض ہوئے اور یہ داؤد کے دنوں تک اس کا مقدس رہا" لیکن چونکہ داؤد کے دنوں تک قرب و جوار کی قومیں مفتوح نہ ہوئیں اس لئے ہم یہ ترجمہ کر سکتے ہیں جنہیں خدا نے ہمارے باپ دادوں کے سامنے سے خارج کیا اور یہ خارج ہونے کا عمل داؤد کے زمانے تک جاری رہا۔ یہ خیمہ شیلوہ میں تھا (۱-سموایل ۱-۳- نوب میں ۱-سموایل ۲۱-۱- اور جبعون میں ۲-تواریخ ۱-۳) لیکن جب سلیمان

اُس کو تعمیر شدہ ہیکل میں لے گیا تو پھر اُس کا ذکر نہیں ہے (۲-تواریخ ۵-۵)۔

۴۶- اس پر خدا کی طرف سے فضل ہوا۔ اور اس نے درخواست کی کہ میں یعقوب کے خدا کے واسطے مسکن تیار کروں۔

یعقوب کے خدا کے واسطے مسکن۔ دیکھو ۲-سموایل ۷ باب۔ یہ الفاظ ستروں کے ترجمے کے مطابق زبور ۱۳۲-۵ سے لئے گئے ہیں لفظ مسکن اور خیمہ ایک ماخذ سے ہیں لیکن خیمہ کی نسبت زیادہ مستقل اور دائمی مسکن کا خیال پایا جاتا ہے۔ نئے عہدنامے میں یہ لفظ پھر ۲-پطرس ۱-۱۳ و ۱۴ میں آیا) اس میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ جب داؤد خدا کی نظر میں قبول ہوا۔ اور ہیکل بنانے کی اجازت مانگی۔ اس وقت بھی خدا کی یہ آرزو نہ تھی کہ کوئی عالیشان مسکن بنے۔

۴۷- مگر سلیمان نے اس کے لئے گھر بنایا۔

مگر سلیمان نے اُس کے لئے گھر بنایا۔ یعنے اس خیمہ کی جگہ پائیدار اور شاندار گھر۔ سلیمان کی ہیکل کے لئے دیکھو ۱-سلاطین ۶ باب سے ۸ باب تک۔ جب بابل کی فوجوں نے اُسے برباد کیا تو اس کی جگہ زروبابل نے ہیکل بنائی (جو ۵۱۶ ق م میں مکمل ہوئی۔ اور اس سے ہیرودیس اعظم نے سنہ ق م میں از سر نو بنا کر آراستہ کیا۔ مقدس ستفنس کے سامعین جس ہیکل پر فخر کرتے تھے وہ ہیرودیس کی ہیکل تھی۔

۴۸- لیکن باری تعالیٰ ہاتھ کے بنائے ہوئے گھروں میں نہیں رہتا۔ چنانچہ نبی کہتا ہے کہ:-

باری تعالیٰ۔ یہ قابل لحاظ ہے کہ ستفنس نے وہ لقب استعمال کیا جو غیر قوموں میں بھی مروج تھا۔ اس میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ خدا یہودیوں اور غیر قوموں دونوں کا خدا ہے۔

ہاتھ کے بنائے ہوئے۔ دیکھو مرقس ۱۴-۵۸- افسیوں ۲-۱۱-

عبرانی ۹-۱۱ و ۲۴)
نہیں رہتا۔ دیکھو ۲-۵ کی شرح۔ خدا کی حضوری کسی عمارت میں محدود نہیں ہو سکتی گویا کہ وہ محدود انسان ہے اور جسمانی قیود کا پابند۔ اس قسم کی غلط رائے ہندوستان میں بہت مروج ہے جہاں برہمن بعض منتروں کے ذریعہ ہون کی رسم کے ذریعہ کسی دیوتا کو کسی خاص جگہ میں مقرر کر دیتے ہیں۔
چنانچہ نبی کہتا ہے۔ یہ حوالہ یسعیاہ ۶۶-۱ اور ۲ آیت سے لیا گیا ہے۔ اور سہتروں کے ترجمے سے ذرا سا متفرق ہے۔ ہیکل کی تقدیس کے وقت جو کچھ سلیمان نے کہا اس کے ساتھ اس کا مقابلہ کرو (۱ سلاطین ۸-۲۷ × ۲-تواریخ ۶-۱۸) نیز دیکھو ۱۷-۲۴۔ ستفنس کا تکرار یہ ہے کہ عبرانی نبی خدا کی حضوری کو کسی ہیکل میں محدود نہ کرتے تھے اور روحانی دین کے حامی تھے۔

۴۹۔ خداوند فرماتا ہے۔
آسمان میرا تخت۔
اور زمین میرے پاؤں تلے کی چوکی ہے۔
تم میرے لئے کیسا گھر بناؤ گے۔
یا میری آرامگاہ کونسی ہے؟
۵۰۔ کیا یہ سب چیزیں میرے ہاتھ سے نہیں بنیں۔
۵۱۔ اے گردن کشو اور دل اور کان کے نامختونو۔ تم ہر وقت روح القدس کی مخالفت کرتے ہو۔ جیسے تمہارے باپ دادا کرتے تھے ویسے ہی تم بھی کرتے ہو۔

اے گردن کشو۔ نئے عہدنامے میں یہ لفظ صرف یہیں آیا ہے۔ لیکن سہتروں کے ترجمے میں خروج ۳۳-۳ و ۵-۳۴-۹ میں موسیٰ نے اُن کے باپ دادوں کی نسبت استعمال کیا تھا۔ اس قرینہ میں اس کے یہ معنے ہیں۔ خدا کے سخت نافرمانبردار جو خدا کی مرضی اور ارادے کی طرف مائل نہیں ہوتے۔

دل اور کان کے نامختونو۔ لفظ نامختون بھی نئے عہدنامے میں صرف یہی جگہ آیا ہے۔ سہتروں کے ترجمے میں یرمیاہ ۶-۱۰-۹-۲۶ حزقی ایل ۴۴-۷ میں بھی آتا ہے۔ یہودی اپنے ختنے پر فخر کرتے تھے جو فی الحقیقت خدا کے ساتھ اُن کے عہد کا نشان اور مہر تھا (آیت ۸) اور نامختون غیر قوموں کو حقیر جانتے تھے۔ ستفنس انہیں کہتا ہے کہ خدا کی نظر میں وہ خود خدا کے عہد سے ارادے کے لحاظ سے (دل) اور فرمانبرداری کے لحاظ سے (کان) ظاہری رسم پر عمل کرنا ضروری نہیں بلکہ اندرونی مزاج۔
تم ہر وقت روح القدس کی مخالفت کرتے ہو۔ یہ فعل پر زور ہے اور نئے عہدنامے میں صرف اسی جگہ آیا ہے اور اس سے یہ مراد ہے کہ تم ہمیشہ خدا کی مخالفت کیا کرتے ہو۔ سہتروں کے ترجمے میں گنتی ۲۷-۱۴ میں بھی یہ الفاظ آیا ہے۔ مقابلہ کرو یسعیاہ ۶۳-۱۰ یہاں روح القدس کی الوہیت اور شخصیت کا ایک اور اتفاقی ثبوت ہے۔ متکلم کے لہجہ میں جو یکایک تبدیلی واقع ہوئی اس کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ اُس کے سامعین اس کے الفاظ سے نہایت چڑ گئے تھے۔ کیونکہ اس نے اُن کے قومی بھائیوں کا سچا الزام اُن پر لگایا اور اُن کی ہر دلعزیز رہبروں کو اس نے بالکل غلط ٹھہرایا۔ اس نے طوفان کو برپا ہوتے دیکھا اور بڑی دلیری سے اس کا مقابلہ کیا۔

۵۲۔ نبیوں میں سے کس کو تمہارے باپ دادوں نے نہیں ستایا۔ انہوں نے تو اس راستباز کے آنے کی پیش خبری دینے والوں کو قتل کیا اور اب تم اُس کے پکڑوانے والے اور قاتل ہوئے۔

نبیوں میں سے کس کو۔ دیکھو ۲-تواریخ ۳۶-۱۶ - ۵-۱۲-۲۱-۳۴ سے ۳۶ - ۳-۲ - ۳۵ سے ۳۷ لوقا ۱۳-۳۴۔
قتل کیا۔ نہ صرف انہیں ستایا بلکہ انہیں قتل بھی کیا۔ خاص مثال کے لئے دیکھو ۲-تواریخ ۲۴-۲۰ سے ۲۲۔

پیشین خبری دینے والو - دیکھو ۳-۱۸ کی شرح -

اس راستباز - دیکھو ۳-۱۴ - ۲۲-۱۴ - اور یسعیاہ - ۱۱-۴ و ۵ آیت ۵۳-۱۱ - خداوند یسوع سب سے بڑھکر راستباز تھا کیونکہ اسی نے کامل طور سے خدا کی مرضی اور شریعت کو پورا کیا -

پکڑوانے والے - یہ لفظ صرف لوقا ۶-۱۶ - ۲ تیمتھیس ۳-۴ میں آیا ہے انہوں نے اسے صلیب کے لئے رومیوں کے حوالے کر دیا تھا -

قاتل - دیکھو ۲-۲۳ - ۳-۱۴ - ۵-۳۰ - یوں انہوں نے یہ سب سے بڑا گناہ کر کے اپنے باپ دادوں کے قصوروں کا پیمانہ لبریز کر دیا -

۵۳ - تم نے فرشتوں کی معرفت سے شریعت تو پائی اور عمل نہ کیا -

فرشتوں کی معرفت - دیکھو گلتیوں ۳-۱۹ - عبرانی ۲-۲ - ان مقامات میں فرشتے درمیانی سمجھے گئے جن کے وسیلے شریعت دی گئی اس رائے کی بنیاد استثنا ۳۳-۲ معلوم ہوتی ہے - جہاں ستروں کے ترجمے میں یہ عبارت آئی ہے "اس کے داہنے ہاتھ اس کے ساتھ فرشتے تھے" - بجائے اس عبارت کے "اس کے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت" - مقابلہ کرو زبور ۶۸-۱۷ سے - یہاں آیت کا جو ترجمہ ہے اس میں اسی قسم کے معنے کا خیال پایا جاتا ہے - مگر لفظی ترجمہ یہ ہوگا "فرشتوں کے اشارے پر" جس کے یا تو یہ معنے ہونگے "فرشتوں کے اشارے کے مطابق تم نے شریعت پائی" یا "فرشتوں کے احکام کے مطابق شریعت پائی" عام خیال یہ معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کی اس پہلی اشاعت کے وقت فرشتوں کی موجودگی اور خدمت کے باعث شریعت کی آب و تاب بڑھ گئی - الغرض سارا آسمانی جلال اس کی اشاعت کے وقت موجود تھا -

عمل نہ کیا - ستفنس کی تقریر میں اس کا ثبوت کافی پایا جاتا ہے جیسے ان کے باپ دادوں نے اپنی سخت سرکشی کے باعث شریعت کو توڑا تھا -

آیات ۳۸ سے ۴۳ و ۵۲ - اسی طرح سے انہوں نے خود اپنی عدم روحانیت اور اس راستباز کو قتل کرنے کے ذریعہ توڑا جس کی گواہی اس شریعت نے دی تھی (آیات ۳۰ و ۵۱ و ۵۲)

جو ستفنس نے موسیٰ کی شریعت کی ہتک اور عدولی کا الزام اُس پر تھا انہیں پر لگایا (۶-۱۱ و ۱۳ و ۱۴)

۵۴ - جب انہوں نے یہ باتیں سنیں تو جی میں جل گئے اور اس پر دانت پیسنے لگے -

جی میں جل گئے - دیکھو ۵-۳۳ - یہاں یہی لفظ آیا ہے جس کے الفاظ آرے کی طرح ان کو چیر گئے -

دانت پیسنے لگے - یعنے غصے اور نفرت سے دانت پیستے رہے -

۵۵ - مگر اس نے روح القدس سے معمور ہو کر آسمان کی طرف غور سے نظر کی اور خدا کا جلال اور یسوع کو خدا کی دہنی طرف کھڑا دیکھ کر -

روح القدس سے معمور ہو کر - یہ معموری کوئی نیا اور ناگہاں تجربہ نہ تھا بلکہ وہ برابر روح القدس سے بھرپور رہا تھا - مقابلہ کرو ۶-۳ و ۵ و ۸ - ۱۱-۲۴ - یہاں ایک ناگہاں الہام کا ذکر نہیں بلکہ پہلے سے موجود اس مستقل حالت کا ذکر ہے -

غور سے نظر کی - دیکھو ۱-۱۰ - آسمان کی طرف اس کی نظر عبادت کا فعل تھا (یوحنا ۱۱-۴۱ - ۱۷-۱) اور مدد کے لئے فریاد (زبور ۱۲۱-۱ و ۲)

خدا کا جلال - اس نے کوئی درخشندہ رویا دیکھی یا الٰہی عظمت کا کوئی ظہور - دیکھو لوقا ۲-۹ - مکاشفہ ۲۱-۱۱ -

یسوع کو خدا کی دہنی طرف کھڑا - صعود کے بعد نجات دہندہ اپنی جلالی حالت میں پہلی دفعہ نظر آیا - ۲۶-۱۶ میں اسی قسم کے ایک دوسرے ظہور کا ذکر ہے یہاں تو وہ ایک مقدس کی تکلیف کے وقت مدد کے لئے ظاہر ہوا - لیکن وہ ایک سرکش گنہگار کو بچانے کے لئے - داہنے ہاتھ سے عزت اور قدرت کی جگہ مراد

ہے۔ (۲-۳۳ کی شرح۔ عموماً صعود کے بعد مسیح خدا کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہوا مذکور ہے جو شفیع اور سفارش کی وضع (رومی ۸ : ۳۴۔ مرقس ۱۶-۱۹ تا ۲۰-۲۲ ۔ ۴ و ۳ : ۴۔ عبرانی ۱ : ۳ - ۱۰ : ۱۲ و ۱۳) یہاں وہ کھڑا دکھائی دیتا ہے گویا کہ وہ اُن دُکھی مقدسین کی مدد کے لئے اُٹھا ہے۔

۵۶۔ کہا کہ دیکھو میں آسمان کو کھلا ہوا اور ابن آدم کو خدا کی دہنی طرف کھڑا دیکھتا ہوں۔

دیکھتا ہوں۔ دیکھو ۴ : ۱۳ کی شرح۔ یعنے صاف صاف اور مستقل طور سے دیکھنا۔

ابن آدم۔ یہی وہ خاص لقب ہے جو ہمارے خداوند نے اس زمین پر رہتے ہوئے اپنے لئے استعمال کیا۔ اس لقب سے اس کا رشتہ انسانیت سے ظاہر ہوتا ہے۔ اناجیل کے سوا یہ لقب صرف اسی جگہ آتا ہے (مکاشفہ ۱ : ۱۳ - ۱۴ : ۱۴) الگ ہیں۔ ستفنس نے عمداً اس لقب کو اس امر کے ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا کہ یہی یسوع ناصری ہے جو ایسے اعلیٰ قدرت اور جلال میں کھڑا ہوا ہے۔ یہودی کانوں کے لئے یہ جملہ ایسے قرینہ میں سخت کفر سنائی دیا (متی ۲۶ : ۶۴ و ۶۵) اسی کی وجہ سے وہ لوگ سخت جوش میں بھر گئے اور قہر و غضب سے اس پر حملہ کرنے لگے (۱۹-۲۸ و ۳۴)

۵۷۔ مگر انہوں نے بڑے زور سے چلا کر اپنے کان بند کر لئے۔ اور ایک دل ہو کر اس پر جھپٹے۔

چلا کر۔ آیت ۶۰ میں بھی یہی محاورہ آیا تھا۔ ان دونوں کی فریاد کا مقابلہ کرو ایک تو غصے اور عداوت سے فریاد کر رہے ہیں اور دوسرا محبت بھری سفارش سے کان بند کر لئے۔ گویا اس کفر کو اور زیادہ سننا نہیں چاہتے تھے۔ ایسا کرنے سے انہوں نے ستفنس کے الزام کی تصدیق کی (آیت ۵۱-۵)

اس پر جھپٹے۔ یہی لفظ ان سوروں کے غول کے لئے آیا ہے۔ جن میں

بدروحیں داخل ہوئیں اور وہ سوئر جھپٹ کر سمندر میں جا گرے۔ (متی ۸ : ۳۲۔ مرقس ۵ : ۱۳) اس ہجوم کے جھپٹنے کے لئے آیا ہے جو افسس میں تماشاگاہ کی طرف دوڑا تھا (۱۹ : ۲۹)

ایک دل ہو کر۔ مقابلہ کرو ۱ : ۱۴ سے۔

۵۸۔ اور شہر سے باہر نکال کر اس کو سنگسار کرنے لگے۔ اور گواہوں نے اپنے کپڑے ساؤل نام ایک جوان کے پاؤں کے پاس رکھ دئے۔

شہر سے باہر۔ یہ احبار ۲۴ : ۱۴ کے مطابق ہے۔ غالباً ایسی سزاؤں کے لئے کوئی خاص جگہ مقرر تھی۔ اپنے استاد کی طرح ستفنس نے بیرون شہر کے باہر دکھ اٹھایا (یوحنا ۱۹ : ۱۷)

سنگسار کرنے لگے۔ یہودی شریعت کے مطابق پتھراؤ کفر کی خاص سزا تھی۔ (احبار ۲۴ : ۱۴۔ ۱-سلاطین ۲۱ : ۱۰) ہمارے خداوند کو بھی سنگسار کرنے کی کوشش کی گئی تھی (یوحنا ۸ : ۵۹) یہاں صیغہ ناتمام ہے کہ وہ پتھراؤ کرتے رہے

گواہوں۔ شریعت کے مطابق کم سے کم دو یا تین گواہوں کی ضرورت تھی (استثنا ۱۷ : ۶ و ۷) گمان غالب ہے کہ ۶ : ۱۳ کے یہ جھوٹے گواہ تھے۔ ان گواہوں کی شریعت میں اس لئے تاکید تھی تاکہ کسی کو جلد بازی اور بے انصافی سے قتل نہ کریں یہودی دستور یہ تھا کہ جس شخص کو وہ سنگسار کرتے اُسے کچھ اونچی زمین سے نیچے گرا دیتے۔ اور جب گواہ اس شخص کے سینے پر پتھر پھینک چکتے تو پھر دوسرے تماشائی پتھر پھینکنے لگتے جب تک کہ وہ شخص مر نہ جاتا۔

اپنے کپڑے۔ یعنے اوپر کے ڈھیلے ڈھالے اتار دئے تاکہ اُنکے کام میں رکاوٹ نہ ہو۔

ساؤل نام ایک جوان۔ دیکھو دیباچہ۔ جس لفظ کا ترجمہ جوان ہوا ہے وہ چالیس برس کے شخص تک استعمال ہو سکتا ہے۔ مقدس پولس فلیمون ۹ آیت میں اپنے تئیں بوڑھا کہتا ہے یعنے ستفنس کی وفات سے ۲۶ برس بعد۔

پس وہ اپنے رجوع لانے کے وقت ۳۰ سال کے قریب ہوگا۔ لیکن اس آیت کے سوا بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ۳۰ و ۳۵ سال کے درمیان ہوگا۔ کیونکہ اسے اس وقت ایک ممتاز رتبہ حاصل تھا۔ اور یہودی حکام اس پر بہت بھروسہ رکھتے تھے۔ اس امر سے کہ گواہوں نے اپنے کپڑے اس کے پاؤں کے پاس رکھے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ شخص ستفنس کی شہادت میں سرغنہ تھا۔ یا شاید اس ساری کارروائی کا مہتمم (دیکھو ۲۲-۲۰ کی شرح)

۵۹ - پس یہ ستفنس کو سنگسار کرتے رہے۔ اور وہ یہ کہہ کر دعا مانگتا رہا کہ اے خداوند یسوع میری روح کو قبول کر۔

سنگسار کرتے رہے - یہی لفظ ۵۸ آیت میں آیا تھا اور دونوں جگہ صیغہ ناتمام ہے - جس سے یہ مراد ہے کہ جب تک وہ مر نہ گیا وہ سنگسار کرتے رہے۔

دعا مانگتا رہا - دیکھو ۱-۲۱ کی شرح۔ جب ستفنس اپنے مالک سے فضل اور مدد کے لئے دعا مانگ رہا تھا وہ پتھراؤ کر رہے تھے۔

اے خداوند یسوع - یہ دوسرے اقنوم سے دعا مانگنے کی صحیح مثال ہے مقابلہ کرو مکاشفہ ۲۲-۲۰۔ اس شہید نے اسی آسمانی مالک سے فریاد کی جو اسے مدد دینے کو نظر آیا تھا۔

میری روح کو قبول کر یعنے جب وہ بدن سے رخصت ہو۔ یہ دعا ہمارے خداوند کے صلیب پر کے الفاظ کو یاد دلاتی ہے (لوقا ۲۳-۴۶) حقیقی مسیح کے لئے موت یہ ہے کہ روح بدن سے علیحدہ ہو کر نجات دہندہ کی عین حضوری اور حفاظت میں جا پہنچتی ہے (۲ کرنتھی ۵-۸۔ فلپیوں ۱-۲۳) ہندوؤں کے تناسخ سے یکسر متفرق ہے۔

۶۰ پھر وہ گھٹنے ٹیک کر بڑی آواز سے پکارا۔ کہ اے خداوند۔ یہ گناہ ان کے ذمہ نہ لگا۔ اور یہ کہہ کر سو گیا۔

گھٹنے ٹیک کر - یہ تو تحقیق نہیں کہ پتھراؤ شروع ہونے کے وقت اس نے گھٹنے ٹیکے یا انتہائے سنگساری میں۔ اگر یہ دوسری رائے درست ہو تو ستفنس

کی سفارشی دعا اور بھی پُرزور ہو جاتی ہے۔ اس شہید کا آخری فعل یہ تھا کہ ادب سے گھٹنے ٹیکے اور اپنے قاتلوں کے لئے سفارش کرے۔ دعا میں گھٹنے ٹیکنے کی دوسری مثالیں دیکھو ۹-۴۰ و ۲۰-۳۶ و ۲۱-۵۔

بڑی آواز سے پکارا - دیکھو ۵۷ آیت کی شرح۔

یہ گناہ اُن کے ذمہ نہ لگا - یونانی الفاظ کے یہ دو معنے ہو سکتے ہیں۔
(الف) "یہ گناہ اُن پر قائم نہ کر"
(ب) "یہ گناہ اُن کے ترازو میں نہ ڈال" لیکن موجودہ ترجمے میں یہ دونوں معنے داخل ہیں۔ ستفنس کی دعا قاتلوں کے لئے اس دعا سے مشابہ ہے جو ہمارے خداوند نے اپنے قاتلوں کے لئے کی تھی (لوقا ۲۳-۳۴)۔ ہمارے خداوند کی طرح اس شہید پر بھی کفر کا جھوٹا الزام لگایا گیا اور بے انصافی سے مجرم ٹھہرایا گیا اور بیرحمی سے مارا گیا۔ اس کی طرح اس نے اپنے دشمنوں کے لئے دعا مانگی اور اپنی روح خدا کے سپرد کی۔ بعضوں کا خیال ہے کہ پولس کا رجوع لانا اسی دعا کا جواب تھا۔

سو گیا - اس لفظ سے اس امر کا اظہار ہے کہ اطمینان کے ساتھ اس کی روح مسیح کے پاس انتقال کر گئی۔ جو لفظ حننیاہ اور سفیرہ کی موت کے لئے استعمال ہوا اس کے ساتھ مقابلہ کرو ۵-۵ و ۱۰)

سچے ایماندار کے ایسے انتقال کرنے کے لئے دیکھو متی ۲۷-۵۲۔ یوحنا ۱۱-۱۱ اعمال ۱۳-۳۶ - ۱ کرنتھی ۱۵-۶ و ۱۸ و ۲۰ و ۵۱ آیت - ۱ تھسلنیکی ۴-۱۳ سے ۱۵۔ ۲ پطرس ۳-۴) اسی لفظ سے انگریزی لفظ قبرستان کے لئے سیمٹری (Cemetery) آیا ہے۔ اس سنگساری میں یہودیوں نے اپنے جائز اختیار سے تجاوز کیا۔ کیونکہ یوحنا ۱۸-۳۱ سے پتا لگتا ہے کہ اس زمانے میں کسی کو مار ڈالنے کا اختیار صدر عدالت کو حاصل نہ تھا۔ لیکن جب آدمیوں کے جذبات جوش میں آتے ہیں تو وہ جائز اور ناجائز میں فرق نہیں کر سکتے۔ غالباً پنطس

پیلاطس اس وقت یہودیہ کا حاکم تھا کیونکہ وہ اس عہدے پر سنہ ۲۶ تک رہا اور اس کا تعلق یہودیوں کے ساتھ ایسا تھا کہ ہم سمجھ سکتے ہیں کہ اس نے اس موقعہ پر رومی شریعت کی حکم عدولی کو نظر انداز کیا۔

ساتویں باب کی تعلیم

اوّل بڑے بڑے حصے

(۱) مقدس ستفنس کا پیغام آیات ۱ سے ۵۳ تک۔

(۲) مقدس ستفنس کی شہادت آیات ۵۴ سے ۶۰ تک۔

دوئم۔ بڑے بڑے مضامین

(۱) نمونے کے لائق وعظ گذشتہ تاریخ سے سبق

(الف) ابراہیم بشیرہ - آیات ۲ سے ۸ - اپنے اصل کو یاد رکھو۔

(ب) یوسف محافظ - آیات ۹ سے ۱۶ - اپنے حسد کو یاد رکھو۔

(ج) موسیٰ مخلصی دہندہ - آیات ۱۷ سے ۴۳ تک۔ اپنی سرکشی کو یاد رکھو۔

(د) داؤد اور سلیمان ہیکل بنانے والے آیات ۴۴ سے ۵۰ تک - اپنے غلط خیالوں کو یاد رکھو۔

(ھ) انبیاء تمہارے معلم آیت ۵۲ - اپنی مخالفت کو یاد رکھو۔

(۲) نمونے کے قابل شہادت سب سے پہلا مسیحی شہید یہ صفات رکھتا تھا۔

(الف) روح القدس سے بھرپور آیت ۵۵

(ب) مستقل طور سے اوپر دیکھ رہا تھا آیت ۵۵

(ج) یسوع مسیح کو صاف صاف دیکھا آیت ۵۶

(د) مسیح کے لئے گواہی دینے میں دلیر آیت ۵۶۔

(ہ) اپنے ایمان اور امید میں مضبوط آیت ۵۹۔

(و) اپنے دشمنوں کے لئے دعا مانگنے میں سرگرم آیت ۶۰

(ز) موت کی نیند میں اطمینان آیت ۶۰

پہلے حصے (۱ سے ۷ باب تک) پر خیالات

اول۔ شیطان کے پانچ بڑے حیلے اور خدا کا فضل۔

شیطان کے حیلے	خدا کا فضل
۱۔ مخالفت ۴-۱ سے ۲۲	۴-۳۱ سے ۲۳
۲۔ فریب ۵-۱ سے ۱۰ تک	۵-۱۱ سے ۱۶
۳۔ ایذا رسانی ۵-۱۷ سے ۴۰	۵-۴۱ و ۴۲ - ۶-۱
۴۔ جدائی ۶-۱ سے ۶	۶-۷
۵۔ شہادت ۷-۴ سے ۶۰	۸-۴ سے ۴۰

ہم دیکھتے ہیں کہ شیطان نے باری باری حملہ کیا پہلے کلیسیا کے باہر سے پھر کلیسیا کے اندر سے لیکن ہر حالت میں خدا نے اس کے مقصد کو بگاڑا اور اس کے حسد سے انجیل کی ترقی کا کام لیا۔

دوئم۔ کام کی مستقل ترقی اور کلیسیا کی بڑھتی پر غور کرو۔ مفصلہ ذیل مقامات کے مطالعہ سے یہ باتیں ظاہر ہوتی ہیں ۱-۱۵-۲-۴۱ و ۴۷-۴-۴-۳۲-۵-۱۴-۶-۱-۶-۷ - اگرچہ تاریخ کے اس حصے کا خاتمہ ایک مصیبت پر ہوتا ہے لیکن اس کا خاتمہ حقیقت میں نئی ترقی اور نئی فتح کا پیش خیمہ ہے۔

سوم۔ اس تاریخ کے شروع اور آخری حصوں میں جو فرق ہے اس پر بھی غور کرو۔

۱- اس کے شروع میں بھی اٹھے ہوئے مسیح کا مکاشفہ تھا۔ لیکن آخر میں آسمان پر گئے ہوئے مسیح کا مکاشفہ ہے۔

۲- اس کے شروع میں پنتکوست کے لئے جمع ہوتے ہوئے لوگوں کا

نظارہ تھا۔ لیکن آخر میں جہان کو بشارت دینے کے لئے اُن کے بکھرنے کا ذکر ہے۔

۳- اس کے شروع میں خداوند کے رخصت ہونے کے بعد (۱-۱۰) آسمان کی طرف تکنے کا ذکر تھا۔ لیکن اُس کے آخر میں اس طاقت دینے والے مسیح کی طرف جو آسمان پر تخت نشین ہے نظر کرنے کا ذکر ہے۔

حصہ دوئم۔ اعمال یہودیہ اور سامریہ میں باب ۸ سے ۱۲ تک

یہاں تاریخ کی ایک نئی منزل شروع ہوتی ہے۔ ابتک کام یروشلم ہی میں محدود تھا۔ ایذا رسانی کے ذریعہ سے لوگ تتر بتر ہو گئے اور اس کی وجہ سے انجیل کی اشاعت میں ترقی ہوئی۔ اور خدا کا مشنری ارادہ بتدریج پورا ہوا۔ ستفنس کا چوغہ فلپس پر پڑا اور آخر کار ترسس کے ساؤل پر۔ یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ بشارت کا کام کیسے خود بخود ہوتا جاتا ہے۔

آٹھواں باب

۱ سے ۴۔ ایذا رسانی۔ گویا منتشر ہو گئے

۱- اور ساؤل اُس کے قتل پر راضی تھا۔ اسی دن اس کلیسیا پر جو یروشلیم میں تھی بڑا ظلم برپا ہوا۔ اور رسولوں کے سوا سب لوگ یہودیہ اور سامریہ کی اطراف میں پراگندہ ہو گئے۔

ساؤل ... راضی تھا۔ مقابلہ کرو ۲۲-۲۰۔ یہ فعل پولس اور لوقا نے خاص استعمال کیا (لوقا ۱۱-۴۸۔ رومی ۱-۳۲ - ۲ کرنتھی ۷-۱۲ و ۱۳) اور اس لفظ سے مرضی کی پوری رضامندی ظاہر ہوتی ہے۔ چونکہ اس نتیجہ کو اس نے دل سے پسند کیا تھا اس لئے اس کی اخلاقی ذمہ داری بھی تھی۔ اور یہی اصول ہم ہندوستانیوں پر ہے کہ ہم مسیح اور اس کے مقدمہ کے بارے میں کیا طرز عمل

اختیار کرتے ہیں۔

قتل۔ لفظی طور پر بربادی نئے عہد نامے میں یہ اسم صرف اسی جگہ آیا ہے۔ طبیب اکثر اس کو استعمال کرتے تھے۔

اسی دن۔ یعنے ستفنس کی شہادت کے دن۔ اس کی موت مسیحیوں کی عام ایذا رسانی کا اشارہ تھا "جو اشتعلے کو بڑھاتی ہے" (رینگل صاحب)

کلیسیا۔ دیکھو ۵-۱۱ کی شرح۔ جو جماعت یروشلم میں تھی اب وہ خاص طور پر عالمگیر کلیسیا بننے لگی۔

پراگندہ ہو گئے۔ یہ فعل آیت ۴- اور ۱۱ باب ۱۹- آیت میں پھر آیا ہے پراگندہ ہونے کے لئے جو اسم آیا ہے وہ وہی ہے جو ان پراگندہ یہودیوں کے لئے آتا ہے جو آبادی اور تجارت کی خاطر غیر قوموں میں منتشر ہو گئے تھے (یوحنا ۷-۳۵ یعقوب ۱-۱ - ۱ پطرس ۱-۱) اب یہ نئی پراگندگی ہے جس کا مقصد مشنری تھا جس یونانی لفظ سے یہ نکلا ہے اس کے معنے بیج بونا اور سچ مچ یہ پراگندگی دور دور تک انجیل کا بیج بونے کا کام کر گئی۔ جہاں کہیں ہم ہندوستانی مسیحی جائیں ہم خدا کے کلام کے بیج کو بونے والے بنیں۔

اطراف میں۔ مقابلہ کرو ۱-۸ سے پہلے وہ تجویز لفظی طور سے پوری ہوئی جو خداوند نے پہلے سے ٹھہرائی تھی۔ نئی کلیسیائیں اس کے ذریعے پیدا ہوئیں۔ (۹-۳۱ - ۱ کرنتھیوں ۱-۲۲)

رسولوں کے سوا۔ شاید اس کی وجہ یہ ہوگی کہ یونانی مائل یہودی مسیحیوں کو اصلی یہودی مسیحیوں کی بہ نسبت زیادہ خطرہ تھا (۶-۱) اور شاید انہوں نے یہ بھی محسوس کیا ہوگا کہ چونکہ ہم جماعت کے پیشوا ہیں اس لئے ہمیں خطرے کی جگہ ٹھہرنا مناسب ہے۔ یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ عام جماعت کو انجیل سنانے کا اختیار ہے۔ (آیت ۴)

۲- اور دیندار لوگوں نے ستفنس کو دفن کرنے کیلئے لے گئے اور اس کا بڑا ماتم کیا۔

دیندار لوگ - دیکھو ۲-۵ کی شرح - خیال کیا گیا ہے کہ یہ دیندار یہودی تھے جو شاید مسیحی تو نہیں ہو گئے تھے لیکن مقدس ستفنس کی عزت کرتے تھے اور اس کی موت کے لئے انہوں نے بڑا ماتم کیا - یہ ماتم اسی آیت میں آیا ہے اور اس سے مراد ہے چھاتی پیٹ کر ماتم کرنا۔ لوقا ۲۳-۴۸ - ہندوستان میں بھی اسی طرح سے غم ظاہر کیا جاتا ہے۔

۳- اور ساؤل کلیسیا کو اس طرح تباہ کرتا رہا کہ گھر گھر گھس کے مردوں اور عورتوں کو گھسیٹ کر قید کراتا تھا

تباہ کرتا رہا - اس کا چال چلن ان دیندار یہودیوں کے چال چلن سے جنہوں نے ستفنس کو دفن کیا بہت متفرق ہے - اس کی دینداری نے اس کو سرگرم ایذا دینے والا بنایا - یہ فعل کبھی کبھی جنگلی درندوں کے بارے میں آتا ہے جو ملک کو برباد کرتے پھرتے ہیں (دیکھو زبور ۸۰-۱۳) یہاں بھی صیغہ ناتمام ہے اور اس سے اس ظالمانہ فعل متواتر ہونا پایا جاتا ہے

گھس کے ... گھسیٹ کر - یہاں سے ظاہر ہے کہ اس نے کیسی زبردستی مسیحیوں پر کی - یہی یونانی فعل یوحنا ۲۱-۸ - اعمال ۱۴-۱۹ - ۱۷-۶ مکاشفہ ۱۲-۴ میں پایا جاتا ہے۔

عورتوں - عورتوں کا ذکر کرنا لوقا کا خاصہ ہے - چاہیے تھا کہ عورتیں ایسے ظلم سے آزاد رہتیں۔

قید کراتا تھا یہاں بھی فعل ناتمام ہے - مقابلہ کرو ۲۲-۴ - ۲۶-۱۰ - اس ایذا دینے والے کو بعد سالوں میں معلوم ہو گیا کہ دوسروں کے ذریعے گھسیٹے جانے اور قید میں بار بار پڑنے کے کیا معنے ہیں۔

۴- پس جو پراگندہ ہوئے تھے وہ کلام کی خوشخبری دیتے پھرے -

پراگندہ ہوئے تھے - دیکھو آیت ۱ کی شرح۔

کلام کی خوشخبری - یہاں یونانی فعل وہی ہے جس سے ہمارا لفظ انجیل نکلا ہے (دیکھو باب ۵-۴۲ کی شرح) اس جملے کے معنے ہیں کلام کی خوشخبری کی منادی - کلام سے یہاں انجیل کا پیغام مراد ہے۔

یوں ہم دیکھتے ہیں کہ مسیحیوں کی جماعت جسے حالات زمانہ نے منتشر کر دیا تھا - جہاں جہاں جاتے مسیح کی انجیل کی خوشخبری سناتے - ہمارے لئے یہاں کیسا صاف نمونہ پایا جاتا ہے - جیسے اس ملک میں گواہ ہوتا ہے - کہ وہ ہمالیہ سے لے کر راس کماری تک جہاں کہیں ہیں فرض منصبی ادا کرنے کے لئے یا حالات زمانہ سے مجبور ہو کر جانا پڑے خواہ وہاں کہیں انجیل سنانے کا باقاعدہ انتظام ہوا ہو یا کسی کی طرف سے ترغیب ملے یا نہ ملے - لیکن ہمارے نجات دہندے مسیح کی سچی محبت ہم کو اس کام کے لئے مجبور کرے -

پھرے - یہ لفظ اعمال کی کتاب میں بار بار آیا ہے اور اس سے مشنری کام کا دورہ مراد ہے (آیت ۴۰ + ۹-۳۲ و ۳۸ + ۱۰-۳۸ + ۱۱-۱۹ + ۱۳-۶ و ۱۴ و ۱۵-۳ + ۱۶-۶ + ۱۸-۲۳ + ۱۹-۱ و ۲۱ + ۲۰-۲ و ۲۵ -

۵ سے ۲۴ تک - فلپس سامریہ میں

شمعون مجوسی

۵- اور فلپس شہر سامریہ میں جا کر لوگوں میں مسیح کی منادی کرنے لگا۔

فلپس - یہ ساتوں میں سے ایک تھا (۶-۵) فہرست میں اس کا نام ستفنس کے بعد آیا ہے اور اس کی طرح بشارتی کام میں سرگرم تھا اور اعمال کی کتاب میں اسی شخص کو مبشر کا لقب دیا گیا ہے (۲۱-۸)

سامریہ - یہ شمالی اسرائیلی سلطنت کا دار الخلافہ تھا اور ان بڑی سڑکوں کا ضروری مرکز تھا جن میں سے ایک تو شمال کی طرف میدان کو جاتی تھی اور دوسری ساحل کو - پہلے پہل اس شہر کو عمری نے آباد کیا (۱-سلاطین ۱۶-۲۴) سارگون شاہ اسور نے ۷۲۲ ق م میں اس کو فتح کیا - اس کے اسرائیلی باشندے باقی شمالی سلطنت کے باشندوں کے ساتھ اسیر ہو کے چلے گئے - ان کی جگہ غیر اسرائیلی آباد ہوئے - یونانیوں اور رومیوں کے زمانے میں اس نے بہت انقلاب دیکھے اور آخرکار ہیرو

نے اسے از سرِ نو تعمیر کیا۔ ہیرودیس اعظم نے اسے آراستہ پیراستہ کر کے اس کی قلعہ بندی کی اور قیصر سبسٹس (لاطینی آگستس) کے نام پر اس کا نام رکھا۔ اس زمانے میں یہاں کے باشندے مخلوط النسل تھے۔

منادی کرنے لگا۔ جیسے جیسے ڈھنڈورا پیٹنے والا کرتا ہے۔ اعمال کی کتاب میں یہ لفظ یہاں پہلی دفعہ آیا ہے۔ اس کے بعد ۹-۲۰، ۱۰-۳۷، ۱۰-۴۲، ۱۳-۵، ۱۵-۲۱، ۱۹-۱۳، ۲۰-۲۵، ۲۸-۳۱ میں آتا ہے۔ آیت ۴ میں اس فعل کا یہ زور ہے کہ خوشخبری کا اشتہار اور اس موقعہ پر ایک ضروری پیغام کے اعلان پر زور ہے مسیح۔ سامری لوگ غیر قوم نہ تھے اگرچہ مخلوط النسل ہونے کی وجہ سے ان میں جس قدر غیر قوم مزاج کا میلان تھا اتنا یہودی مزاج کی طرف نہ تھا۔ پھر بھی کچھ نہ کچھ عبرانی خون ان کی رگوں میں پایا جاتا تھا اور انہوں نے یہودیوں کے قربانی کے انتظام کو کچھ بدل کر اختیار کر لیا تھا۔ جو ہیکل انہوں نے کوہ گرزیم پر بنائی تھی (دیوحنا ۴-۲۰) اس پر ان کو بہت فخر تھا۔ یہ ہیکل غالباً نحمیاہ کے خاص مخالف سنبلط کے زمانے میں تعمیر ہوئی تھی۔ ان کی مقدس کتاب سامری توریت تھی جو کئی باتوں میں یہودی توریت سے متفرق تھی۔ ان کو مسیح کے آنے کی بھی امید تھی (یوحنا ۴-۲۵، ۲۶) اور فلپس نے بڑی دانائی سے اسی پہلو سے ان کو انجیل سنائی۔ جیسا کہ اس سے پیشتر ہمارے خداوند نے کیا تھا۔ اس نے ان کے سامنے مسیح کی منادی کی جس کی انتظاری ان کی ساری قوم کر رہی تھی۔

یہاں ایک مثال اس اصول کی ہے کہ مسیحی کو اپنی منادی اور پیغام موقعہ کے مطابق بیان کرنا چاہئے (دیباچہ ۶-۷)۔ اگر ہم محمدیوں کو یوں کہیں تو اچھا ہوگا کہ ہمارا خداوند یسوع حقیقی اور بے گناہ نجات دہندہ نبی ہے اور ہندوؤں کو یوں کہ یسوع فضل کا اوتار اور گناہ کا کفارہ ہے۔

۶۔ اور جو معجزے فلپس دکھاتا تھا لوگوں نے انہیں سن کر اور دیکھ کر بالاتفاق اس کی باتوں پر جی لگایا۔

جی لگایا۔ دیکھو آیات ۱۰ و ۱۱-۱۶-۱۴۔ ان مقامات میں بھی وہی فعل آیا ہے وہ اس کے پیغام پر توجہ دیتے رہے یا جی لگاتے رہے۔

بالاتفاق۔ دیکھو ۱-۱۴ کی شرح۔

معجزے۔ دیکھو ۲-۲۲ کی شرح۔ یہ خاص معجزے ان جعلی معجزوں کے بالمقابل پیش کئے گئے ہیں جو اس سے پیشتر شمعون مجوسی دکھایا کرتا تھا۔ دیکھو آیات ۱۰ و ۱۱۔

۷۔ کیونکہ بہتیرے لوگوں میں سے ناپاک روحیں بڑی آواز سے چلا چلا کر نکل گئیں اور بہت سے مفلوج اور لنگڑے اچھے کئے گئے۔

بہتیرے۔ دیکھو ۵-۱۶۔ [illegible] یہاں مقدس لوقا نے عام بیماریوں اور بدروحوں کے آسیب کے درمیان فرق کیا ہے جیسا کہ طبیب لوگوں کو مناسب ہے۔

مفلوج۔ یہ خاص یونانی طبی نام ہے۔ دیکھو لوقا ۵-۱۸، ۲۴، اعمال ۹-۳۳۔ علاوہ اس کے عبرانی ۱۲-۱۲ میں آیا ہے۔ جہاں یہ سبعین کے ترجمے سے اقتباس ہے۔

۸۔ اور اس شہر میں بڑی خوشی ہوئی۔

بڑی خوشی۔ خوشی کی طرف توجہ دلانا بھی لوقا کا خاصہ ہے (دیباچہ ۶-۹) مقابلہ کرو آیت ۳۹ سے۔ مسیحی دین خوشی کا دین ہے کیونکہ اس کے ذریعہ سے گزشتہ گناہوں کی معافی کا یقین دلایا جاتا اور زمانہ حال کی پاکیزگی کے لئے قدرت ملتی اور آئندہ جلال کی یقینی امید دلائی جاتی ہے۔

۹۔ اس سے پہلے شمعون نام ایک شخص اس شہر میں جادوگری کرتا تھا۔ اور سامریہ کے لوگوں کو حیران رکھتا۔ اور یہ کہتا تھا کہ میں بھی کوئی بڑا شخص ہوں۔

شمعون۔ جو بیان اس کے بعد آتا ہے وہ خاص دلچسپی رکھتا ہے کیونکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انجیل اور ان جعلی روحانی دیوں میں پہلا مقابلہ کیسا ہوا ایسے مثلاً اس زمانے میں مشرق میں بہت مروج تھے اور آج تک ہندوستان جیسے

ملکوں میں باقی ہیں۔ دیکھو ۱۳-۶ کی شرح اور دیباچہ ۶-۶۔ ۹- شمعون جو عموماً شمعون مجوسی کہلاتا ہے بقول جسٹن شہید سامریہ کے ایک گاؤں گتّا نامی کا باشندہ تھا۔ اس شہر میں جادوگری کرتا تھا یعنے فلپس کے جانے سے پیشتر شمعون وہاں موجود تھا اور جادوگری کرتا تھا جس فعل کا ترجمہ یہاں "جادوگری کرتا تھا" ہوا ہے وہ لفظ مجوسی سے مشتق ہے اور جس کے شروع میں یہ معنے تھے "مجوسی علم میں ماہر" اِس علم سے مادی۔ فارسی کاہنوں کا علم مراد ہے جو سائنس اور وہم پرستی سے مخلوط تھا۔ بعدازاں اس کے یہ معنے ہوگئے "کسی قسم کی جادوگری کرنی" اِسی وجہ سے یہ شمعون شمعون مجوسی کے نام سے مشہور ہوا۔ اس قسم کے لوگ اکثر سائنس میں کسی قدر دسترس رکھا کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ وہ نجوم جادو منتر کو بھی ملاتے ہیں۔ ہندوستان میں بھی ایسے بہت لوگ ہیں جو نجومی جادوگر منتر شناس اور بھوت پریت نکالنے والے ہونے کا دعوی کرتے ہیں اور ساتھ ہی جنم پتری منتر جنتر۔ تنتر۔ جادو اور فال گیری کے بھی ماہر ہیں۔

حیران رکھنا۔ دیکھو ۲-۷ جہاں یہی فعل آیا ہے۔ اِس سے یہ امر واقعی ظاہر ہوتا ہے کہ اس جادوگر کے کرتبوں سے یہ لوگ کیسے حیران تھے۔

کہیں بھی کوئی بڑا شخص ہوں۔ شاید اس کو یہ خبر ہوگی کہ سامری ایک مسیح کے منتظر ہیں اور اس نے اسی وجہ سے اپنی طرف اُن کی توجہ کھینچی کہ میں وہی نبی اور اُن کی قوم کا نجات دہندہ ہوں۔

۱۰- اور چھوٹے سے بڑے تک سب اُس کی طرف متوجہ ہوتے۔ اور کہتے تھے کہ یہ شخص خدا کی وہ قدرت ہے جسے بڑی کہتے ہیں۔

سب اُس کی طرف متوجہ ہوتے۔ دیکھو آیت ۶ کی شرح۔ یہاں وہ ایک دغاباز کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور وہاں سچائی کے پیغام کی طرف۔

خدا کی وہ قدرت ہے جسے بڑی کہتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ شمعون یہ تعلیم دیتا تھا اپنی جادوگری کے ساتھ ساتھ جو پیچھے گناستک کے نام سے

مشہور ہوئی۔ اِس تعلیم میں یہ بتایا جاتا ہے کہ انسان کا تعلق خدا سے سلسلہ وار درمیانیوں کے ذریعہ سے ہے جو خدا کی ذات میں سے بطور قدرات کے نکلتے رہتے ہیں اور جن کو آجون یا قدرتیں کہتے ہیں۔ سامریوں نے شمعون میں یہ ملاحظہ کیا کہ اِن قدرتوں میں سے ایک بڑی قدرت اس میں ظاہر ہوئی ہے یعنے ایک قسم کا اوتار قدرت الٰہی کا۔ ہندوؤں کے وشنوں فرقے میں بھی اس قسم کے خیالات پائے جاتے ہیں۔ اس فرقے کی یہ تعلیم ہے۔ کہ اس دیوتا کی ذات کے مختلف حصے مختلف درجوں کے مختلف اوتاروں میں ظاہر ہوئے

۱۱- وہ اِس لئے اِس کی طرف متوجہ ہوتے تھے کہ اُس نے بڑی مدت سے اپنے جادو کے سبب اُن کو حیران کر رکھا تھا۔

متوجہ ہوتے تھے۔ دیکھو آیات ۶ و ۱۰۔ اِس لفظ کے تکرار سے ظاہر ہے کہ شمعون نے اپنی جادوگری کے ذریعہ لوگوں کی پوری توجہ اپنی طرف کھینچ رکھی تھی۔ اُن کے دلوں پر اس کا زور دیر تک رہا۔ اور اس میں ذرا کمی نہ ہوئی جب تک کہ انجیل نے آن کر اس کا مقابلہ نہ کیا۔

جادو کے سبب۔ جو فعل ۹ آیت میں آیا تھا اسی سے یہ مشتق ہے جس سے انگریزی لفظ میجک نکلا ہے۔ شمعون کی جادوگری غالباً فال گیری منتر اور جھاڑ پھونک کی صورت رکھتی تھی۔

حیران کر رکھا تھا۔ دیکھو آیت ۹ کی شرح۔

۱۲- لیکن جب انہوں نے فلپس کا یقین کیا۔ جو خدا کی بادشاہت اور یسوع مسیح کے نام کی خوشخبری دیتا تھا تو سب لوگ خواہ مرد خواہ عورت بپتسمہ لینے لگے۔

خوشخبری دیتا تھا۔ دیکھو آیت ۴۔

خدا کی بادشاہت۔ مقابلہ کرو ۱-۳ سے یعنے ایسا روحانی انتظام جس کا بانی اور حاکم خدا ہے۔ یہ اس زمینی سلطنت سے بہت متفرق تھی جس کا انتظار

مسیح کی آمد کے ساتھ ساتھ جاری کرتے تھے۔

یسوع مسیح کے نام یعنی اس کے تجسم، اس کی خدمت، اس کے تعلیمی دینے کے کام کے بارہ میں امور تھی۔ فلپس نے انہیں صفائی سے تعلیم دی کہ یسوع مسیح کون تھا۔ اور اس نے گنہگار انسان کے لئے کیا کچھ کیا۔

خواہ مرد ہو خواہ عورت۔ دیکھو آیت ۳۔ مقدس لوقا عورتوں کی طرف توجہ دلانے میں کبھی قاصر نہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ سوخار کی عورت نے کیا کچھ خدمت کی تھی۔ جو سامریہ سے صرف سات میل کے فاصلے پر واقع تھا دیکھو یوحنا ۴ باب ۴ سے ۴۲۔

بپتسمہ لینے لگے۔ یہاں بھی صیغہ ناتمام ہے جس سے ظاہر ہے کہ مرد وقتاً فوقتاً بپتسمہ پانے کے لئے آتے تھے۔

۱۳- اور شمعون نے خود بھی یقین کیا۔ اور بپتسمہ لے کر فلپس کے ساتھ رہا کیا۔ اور نشان اور بڑے بڑے معجزے ہوتے دیکھ کر حیران ہوا۔

شمعون نے ... یقین کیا۔ یعنی جو کچھ فلپس نے تعلیم دی اس پر اس نے یقین کیا۔ اور انجیل کے پیغام کو کم از کم عقلاً قبول کر لیا۔ مابعد سرگذشت سے ظاہر ہو گیا کہ اس شخص کا ایمان زندہ ایمان نہ تھا جس سے کہ دل کو حقیقی تبدیلی ہو۔ ہر مشن میں ایسی مثالیں ملیں گی جہاں ایسے لوگ ہونگے جو مسیحی صداقت سے تو قائل ہو گئے۔ اور ہمارے نجات دہندہ پر عقلاً ایمان لے آئے لیکن گناہ کی محبت سے قطع تعلق نہ کیا یا دل مسیح کو نہ دیا۔

بپتسمہ لے کر۔ غالباً اس نے بپتسمہ کے وقت ایمان کا اقرار کسی طرح کا کیا ہوگا۔ سیرل (CYRIL) نے اس کے بارہ میں کیا خوب کہا کہ "اس نے بپتسمہ تو پایا لیکن وہ منور نہ ہوا"۔ اس میں بھی وہ اسی قسم کے بہت سے لوگوں کا ایک نمونہ ہے۔

فلپس کے ساتھ رہا کیا۔ یہاں وہی فعل ہے جو ۱-۱۴ و ۲-۴۲ و ۲-۴۶ و ۶-۴ میں آیا تھا۔ یہ دلالت کرتا ہے استقلال پر۔ شمعون فلپس کا خاص شاگرد

ہو گیا اور اسی کی رفاقت میں رہا کرتا تھا۔

دیکھ کر۔ ۴-۱۳ و ۷-۵۶ کی شرح دیکھو۔ یہ جادوگر ان نئی اور حقیقی روحانی نظاروں پر خاص توجہ دیتا تھا۔

نشان اور بڑے بڑے معجزے۔ دیکھو ۲-۲۲ کی شرح۔ الفاظ "بڑے معجزہ" وہی ہیں جو آیت ۱۰ میں آ چکے تھے (قدرت بڑی) یہ شخص جو ایک مختلف معنی میں "خدا کی بڑی قدرت" کہلاتا تھا۔ اب اس نے حقیقی معجزوں میں خدا کی بڑی قدرت کو دیکھا۔

حیران ہوا۔ دیکھو آیت ۹ جہاں یہی فعل آیا ہے جس نے اپنے جھوٹے معجزوں کے ذریعہ دوسروں کو حیران کر رکھا تھا۔ اب وہ حقیقی معجزوں کے ذریعہ خود حیران ہو رہا ہے۔

۱۴- جب رسولوں نے جو یروشلیم میں تھے سنا کہ سامریوں نے خدا کا کلام قبول کر لیا۔ تو پطرس اور یوحنا کو ان کے پاس بھیجا۔

رسولوں۔ مسیحی محبت اور سرگرمی میں فلپس نے انجیل [illegible] دروازے کھول دئے تھے اب اس کے کام پر رسولی جماعت کی مہر لگائی جاتی ہے۔ جس سے ان کی رضامندی اور تصدیق ظاہر ہوتی ہے۔ ان نیم غیر قوموں اور سامریوں [illegible] انجیل پر ایمان لانے کا حال یروشلیم میں بڑی دلچسپی سے سنا گیا۔ کہ شروع [illegible] اندیشہ پیدا ہوا لیکن جب خدا کی طرف سے پسندیدگی کا ظاہر ثبوت [illegible]

پطرس اور یوحنا۔ دیکھو ۳-۱۔ اعمال کی کتاب میں [illegible] یوحنا کا یہ آخری ذکر ہے۔ یہ بھی دلچسپی کی بات ہے کہ جس شخص نے سامریوں پر آسمانی آگ برسانے کی التجا کی تھی دیکھو لوقا ۹-۵۴، اب وہی ان پر روح القدس کی آگ برسانے کے لئے بھیجا گیا۔

۱۵- انہوں نے جا کر ان کے لئے دعا مانگی کہ روح القدس پائیں۔

دعا مانگی۔ ۶-۶ و ۱۳-۳ میں ہاتھ رکھنے سے پیشتر دعا مانگی گئی۔ یہ دعا محض کوئی رسمی عمل نہ تھا بلکہ الہی فضل اور مسیح کی خاص [illegible] درخواست۔

روح القدس پائیں۔ پنتی کوست کا انعام (۱-۵ سے ۸، ۲-۴ سے ۴۰) یہ فوق العادت طریقے سے آسمان سے نازل ہوتا ہے۔ اِس آیت سے ظاہر ہے کہ یہ ممکن ہے کہ بہت سے مسیحی سامری لوگوں کی طرح بپتسمہ پائیں اور ایمان لائیں تو بھی روح القدس سے محروم رہیں۔

خداوند یسوع کے نام پر۔ دیکھو ۲-۳۸ کی شرح۔ یہ لقب خداوند یسوع قابل لحاظ ہے جو اِس امر پر دلالت کرتا ہے کہ اب مسیح وہ نجات دہندہ ہے بلکہ مالک ہے۔

۱۶- کیونکہ وہ اُس وقت تک اُن میں سے کسی پر نازل نہ ہوا تھا۔ اُنہوں نے صرف خداوند یسوع کے نام پر بپتسمہ لیا تھا۔

۱۷- پھر اُنہوں نے اُن پر ہاتھ رکھے اور اُنہوں نے روح القدس پایا۔

ان پر ہاتھ رکھے۔ دیکھو ۶:۶ کی شرح جن واقعات کا ذکر ۹-۱۷ + ۱۹-۶ میں ہوا ہے ان کے ساتھ مقابلہ کرو۔ روح القدس ہاتھوں کے رکھنے کے بغیر براہ راست اُن شاگردوں پر نازل ہوا تھا جو پنتی کوست کے روز بالاخانہ میں جمع تھے (۲-۴) اور اِس جماعت پر جو کرنیلیس کے گھر میں جمع تھی (۱۰-۴۴)۔ یہ غیر معمولی مثالیں نقص سے ان سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ خدا اپنے کام کے طریقوں کا پابند نہیں بلکہ مختار کل ہے کہ اپنا فضل کسی خاص طریقہ یا شرط سے مقید نہیں۔ لیکن معمولی طور پر دیگر مثالوں سے جو اعمال کی کتاب میں مذکور ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب کبھی درستی سے ہاتھ رکھنے کی رسم ادا ہوتی تو روح القدس عطا ہوتا اور مقامات میں اُس رسم کا آغاز ہے جو پیچھے استحکام کے نام سے مشہور ہوئی۔

۱۸- جب شمعون نے دیکھا۔ کہ رسولوں کے ہاتھ رکھنے سے روح القدس دیا جاتا ہے۔ تو اُن کے پاس روپے لا کر۔

جب شمعون نے دیکھا۔ اگرچہ اُس نے انجیل کو ظاہرا قبول کر لیا تھا اور بپتسمہ بھی پا لیا تھا لیکن اب بخوبی ظاہر ہو گیا کہ وہ حقیقی مسیحی نہ تھا۔

اُن کے پاس روپے لا کر۔ چونکہ اُس کا خیال تھا کہ روحانی نعمتیں روپے پیسے کے ذریعہ خرید فروخت ہو سکتی ہیں اس لئے ظاہر ہے کہ وہ انجیل کے حقیقی معنی سمجھنے میں قاصر تھا۔ اُس کا گمان یہ تھا کہ یہ روح القدس کا

انعام بطور جادو کے حسب منشا ایک دوسرے کو عطا کر سکتے ہیں۔ اِس وجہ سے ذریعہ روحانی عہدوں کے خرید و فروخت کا نام شمعونی پڑ گیا۔

۱۹- کہا کہ مجھے بھی یہ اختیار دو۔ کہ جس پر میں ہاتھ رکھوں وہ روح القدس پائے۔

مجھے بھی یہ اختیار دو۔ اُس نے اپنے لئے روح القدس کی پاکیزہ کرنے والی نعمت اپنے باطن میں حاصل کرنے کی آرزو نہ کی بلکہ یہ کہ ایک جملہ کہنے سے بیرونی انعام حاصل کرے۔ دوسرے معنی میں وہ جادوگر کا جادوگر ہی بنا رہنا چاہتا تھا۔ البتہ پہلے کی نسبت زیادہ اختیار حاصل کرنے کا آرزومند تھا اور وہ یسوع مسیح نام کے ذریعہ۔ اُس کی زور دستی اور اختیار کی آرزو ویسی ہی تھی۔ اُسے کسی معنی میں نیا مخلوق نہیں کہہ سکتے۔

۲۰- پطرس نے اُس سے کہا تیرے روپے تیرے ساتھ غارت ہوں۔ اِس لئے کہ تو نے خدا کی بخشش کو روپیوں سے حاصل کرنے کا خیال کیا۔

تیرے روپے تیرے ساتھ غارت ہوں۔ زر کی دوستی سے جو خطرات پیدا ہوتے ہیں اعمال کی کتاب میں اُن پر بہت زور دیا گیا ہے (۱-۱۸ + ۵-۱ سے ۱۱ + ۶-۱ + ۱۲-۶ سے ۱۱ + ۱۶-۱۶ + ۱۹-۱۹ - ۲۵ سے ۲۷) رسولوں نے اِس خطرہ کو خوب محسوس کر لیا اور اِس سے بالکل کنارہ کیا (۳-۶ + ۲۰-۳۳ و ۳۴)۔ ہمیں چاہئے کہ جہاں اِس کے آثار نظر آئیں فوراً اُس کو دور کریں۔ کیونکہ یہ روحانیت کے لئے زہر ہلاہل ہے (۱ تیمتھیس ۶-۱۰)۔

خدا کی بخشش۔ (دیکھو ۲-۳۸ کی شرح)

۲۱- تیرا اِس امر میں نہ حصہ ہے نہ بخرہ۔ کیونکہ تیرا دل خدا کے نزدیک خالص نہیں۔

نہ حصہ ہے نہ بخرہ۔ یہ محاورہ استثنا ۱۲-۱۲ + ۱۴-۲۷ سے ۲۹ کے شہروں کے ترجمہ میں آیا ہے۔ اِس سے یہ مراد ہے کہ "اِس میں تیرا کوئی حصہ نہیں"۔

اِس امر میں۔ یعنی روح القدس کا انعام دینے کا اختیار یا شاید اِس سے مراد ہو (دیکھو حاشیہ) انجیل کی تعلیم یا نجات کا پیغام (آیات ۴ و ۱۲)

خوشخبری دیتے گئے - دیکھو آیات ۴ و ۱۲ -

سامریہ کے بہت سے گاؤں - نہ صرف اُنہوں نے فلپس کے اس نئے کام کی تصدیق کی بلکہ اس علاقہ میں خود اُنہوں نے یہی کام کیا - اگرچہ سامریہ کے علاوہ میں بشارت کے کام کا پھر ذکر نہیں آتا - لیکن ۱۵-۳ سے ظاہر ہے کہ اسکے نتائج مستقل تھے

۲۶ سے ۴۰ - فلپس اور خوجہ

۲۶ - پھر خداوند کے فرشتے نے فلپس سے کہا کہ اُٹھ کر دکھن کی طرف اُس راہ تک جا جو یروشلیم سے غزّاہ کو جاتی ہے - اور جنگل میں ہے -

پھر - اس آباد اور بڑے شہر سے اس مشنری کو خدا نے ایک دوسری جگہ بھیج دیا تاکہ ایک حق کے متلاشی کی راہ کے کنارے ہدایت کرے - یوں خدا اپنے مشنری مقصد کو مختلف طریقوں سے سرانجام دیتا ہے -

خداوند کا فرشتہ - دیکھو ۵-۲۰ کی شرح - یہ خود روح القدس تھا جس نے اپنے بندے کی ہدایت کی -

اُٹھ کر ... جا - اسی قسم کا حکم روانگی کے لئے حنّیاہ کو ملا تھا (۹-۱۱) اور پطرس کو (۱۰-۲۰) ان دونوں موقعوں پر حکم کی فوری تعمیل سے اہم روحانی اور بشارتی نتائج پیدا ہوئے -

دکھن کی طرف - یہی جملہ ۲۲-۶ میں بھی آیا ہے - جہاں اس کا ترجمہ "دوپہر کے قریب" ہوا ہے (مقابلہ کرو حاشیہ کا ترجمہ) غزّاہ کے جنوب اور جنوب مغرب کو تھا اس لئے اس آیت کا ترجمہ معقول ہے - کیونکہ فلپس نے عین دکھن کو سفر کیا ہوگا جبتک کہ وہ اس سڑک تک نہ پہنچا جو یروشلیم سے غزّاہ کو جاتی ہے -

حاشیہ کا ترجمہ (جو کہ اس ترجمہ کے مطابق ہے جو شہروں میں اس لفظ کا آیا ہے) بھی جائز ہے - اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کے مبشر جہاں کہیں موقعہ ملے خدمت کے لئے تیار ہیں خواہ دوپہر کا وقت ہو تاکہ موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہ دیں

مشرقی ممالک میں دوپہر کا وقت آرام کا وقت ہے -

جاتی ہے - یروشلیم سے غزّاہ جانے کی کئی راہیں تھیں - ایک تو عسقلون کی راہ سے ساحل کی طرف ہوکر جاتی تھی - دوسری حبرون میں سے گذرتی تھی اُس کا یہ حصہ جنگل کے نام سے مشہور ہے - اگر لفظ "جنگل" سے مراد سڑک ہے تو موخرالذکر سڑک مراد ہوگی اور فرشتے نے راہ کے بارہ میں فلپس کو خاص ہدایت کی تاکہ وہ اپنی خدمت کو اچھی طرح سرانجام دے -

غزّاہ - فلسطین کے پانچ بڑے شہروں میں سے سب سے دکھن کی طرف - عہد عتیق کی تاریخ میں یہ مشہور شہر ہے - یہ سمندر سے دو میل کے فاصلہ پر تھا - مصر کو جو شاہراہ جاتی تھی وہ اسی شہر میں سے گذرتی تھی اسلئے یہ تجارت کا بڑا مرکز تھا - معلوم ہوتا ہے کہ ۹۶ ق م میں مکابی سردار اسکندر جانیوس نے اسے برباد کیا اور رومی زمانہ میں ساحل سمندر پر اس کی جگہ ایک نیا شہر آباد ہوا - اور بحری غزّاہ کے نام سے مشہور ہوا -

جنگل میں ہے - اگر اس سے مراد غزّاہ ہے تو اس سے وہ پرانا شہر مراد ہوگا جو اب کھنڈرات میں تھا - چونکہ مصر کی شاہراہ پرانے شہر میں سے ہو کے گذرتی تھی - اس لئے آیت میں یہ شرح بالکل مناسب ہے - مگر بعض خیال کرتے ہیں کہ یہاں وہ سڑک مراد ہے جو یروشلیم سے غزّاہ کو جاتی تھی اور نہ کہ شہر - اس صورت میں ہمیں یہ سمجھنا پڑیگا کہ فلپس کو یہ ہدایت ملی کہ وہ حبرون کی راہ سے چلے جس پر آمد و رفت کم تھی -

۲۷ - وہ اُٹھ کر روانہ ہوا تو دیکھو ایک حبشی خوجہ آرہا تھا - وہ حبشیوں کی ملکہ کنداکے کا ایک وزیر اور اُس کے سارے خزانے کا مختار تھا - اور یروشلیم میں عبادت کے لئے آیا تھا -

حبشی - حبشہ ایک وسیع ملک کا نام تھا جس میں اب نہ صرف ابی سینیا اور نوبیہ داخل ہیں بلکہ سوڈان اور وہ سارے علاقے جو بحیرہ قلزم کے مغربی ساحل

پر واقع ہیں ۔

خوجہ - قانونی لفظی طور سے (متی ۱۹-۱۲) اور نہ محض ایک درباری - اگر یہ معنی درست ہوں تو یسعیاہ ۵۶-۳ سے ۵ کی آزادانہ تعلیم کی ہر ایک مثال ہوگی - بخلاف اُس شرعی سختی کے جس میں خوجے خارج کئے گئے ۔ مقدس لوقا ہی نے انجیل کی اس وسعت کو پیش کیا اور ایسے شخص کے رجوع لانے کا ذکر کیا جو یہودیوں کی شرعی نظر میں محروم ہونے اور جسمانی نقص کی وجہ سے داخل ہونے کے لائق نہ تھا - خدا کی بادشاہت کا دروازہ اُن سب کے لئے کھلا ہے جو اس میں داخل ہونا چاہتے ہیں ۔

وزیر - یونانی میں "حاکم" کے لئے بھی آیا ہے (لوقا ۱-۵۲، ۱۴-۲، متھیس ۶-۱۵) - یہاں اس لفظ سے اعلیٰ عہدہ دار مراد ہے ۔

سارے خزانے کا مختار - یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ یونانی لفظ خزانے کے لئے بھی "گزا" ہے - یہ فارسی لفظ یونانی میں آگیا ہے جو ہندوستانی زبان میں خزانہ مشہور ہے - یہ خوجہ مشہور کر جاتے وقت کنداکے کے خزانے (گزا) کے مختار نے ابدی زندگی کا خزانہ حاصل کیا۔

عبادت کے لئے - وہ یہودی دین کا مرید ہو چکا تھا اور زیادہ روشنی کا مشتاق تھا (یوحنا ۱۲-۲۰ و ۲۱، اعمال ۲-۱۰)

۲۸ - وہ اپنی رتھ پر بیٹھا ہوا تھا اور یسعیاہ نبی کے صحیفے کو پڑھتا ہوا واپس جا رہا تھا

پڑھتا ہوا - وہ بلند آواز سے پڑھتا تھا (آیت ۳۰) جیسا کہ مشرق میں اکثر لوگ پڑھتے ہیں - یہ پرانے عہد نامہ کا یونانی ترجمہ تھا (جیسا کہ ۳۲ و ۳۳ آیات کے اقتباسات سے ظاہر ہے) یہ ترجمہ مصر میں بہت مروج تھا - اس متلاشی حق کا یہ درست طریقہ تھا کہ وہ بائبل کی تلاوت کرتا تھا۔

۲۹ - روح نے فلپس سے کہا کہ نزدیک جا کر اس رتھ کے ساتھ ہولے ۔

روح نے... کہا یہاں روح القدس کی شخصیت کا خاص ثبوت ہے (۵-۳۲ و

کی شرح دیکھو)

ساتھ ہولے - دیکھو ۵ ، ۱۳ کی شرح

۳۰ - پس فلپس نے اُس طرف دوڑ کر اسے یسعیاہ نبی کا صحیفہ پڑھتے سنا - اور کہا کہ جو تو پڑھتا ہے اسے سمجھتا بھی ہے ؟

دوڑ کر - یہاں اس بشیر کی فوری اطاعت اور سرگرمی کا اظہار ہے کہ کیسی جلدی اور پھرتی سے اس نے قیمتی موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہ دیا -

سمجھتا بھی ہے - جیسا مقدس آگستین نے ٹھیک طور سے کہا ہے نیا عہد نامہ پرانے میں چھپا ہوا ہے لیکن اس کو دیکھنے اور سمجھنے کے لئے روح القدس کی روشنی درکار ہے (۱-کرنتھی ۲-۹ سے ۱۱)

۳۱ - وہ بولا یہ مجھ سے کیونکر ہو سکتا ہے جب تک کوئی مجھے ہدایت نہ کرے؟ اور اس نے فلپس سے درخواست کی کہ میرے پاس آ بیٹھ -

کوئی مجھے ہدایت نہ کرے - یہی فعل روح القدس کے خاص کام کے لئے مستعمل ہوا ہے جس کا خاص کام یہ ہے کہ ہم کو ساری سچائی میں ہدایت کرے (یوحنا ۱۶-۱۳) ایسا کرنے میں وہ ہمیشہ انسانی وسائل کو استعمال کرتا ہے - اس افسر کی ہمدردانہ فروتنی اور حلیم طبیعت قابل لحاظ ہے - خدا ہمیشہ حلیم دلوں کی ہدایت کے لئے تیار ہے (زبور ۲۵-۹)

۳۲ - کتاب مقدس کی جو عبارت وہ پڑھ رہا تھا یہ تھی کہ لوگ اسے بھیڑ کی طرح ذبح کرنے کو لے گئے - اور جس طرح برہ اپنے بال کترنے والے کے سامنے بے زبان ہوتا ہے - اسی طرح وہ اپنا منہ نہیں کھولتا -

کتاب مقدس کی جو عبارت - بعضوں کا خیال ہے کہ جس عبرانی لفظ کا ترجمہ عبارت کیا گیا وہ پیراہ ہے جس سے فصل مراد ہے - تلاوت عام کے لئے شریعت اور اس قسم کی فصلوں میں منقسم تھے لیکن یہ لفظ آجکل کتاب مقدس کی عبارت

کے لیئے مستعمل ہے یعنی جس قرینہ میں کہ وہ اقتباس پایا جاتا ہے۔ یہ اقتباس یسعیاہ ۵۳-۷ و ۸ آیات سے ہے اور سبعینوں کے ترجمہ کے مطابق تقریباً لفظ بلفظ ہے۔ شاید نادانستہ خوجہ نے عہدِ عتیق کا وہ مقام نکالا (یسعیاہ ۵۳) اس باب میں خداوند یسوع کے [illegible] کفارہ کا مفصل بیان ہے۔ وہ گویا کلوری کے عین کنارہ پر کھڑا تھا۔ ہر زمانہ میں اس باب سے بہت روحوں کو تسلی و اطمینان حاصل ہوا۔

بھیڑ کی طرح ... برّہ۔ ان الفاظ کی ترتیب سبعینوں کے ترجمہ میں عبرانی اصل سے متفرق ہے۔ نئے عہدنامہ میں خدا کے برّہ کے بارہ میں جو ذکر آتا ہے وہ اسی نبوت سے لیا گیا ہے۔

۳۳- اس کی پست حالی میں اس کا انصاف نہ ہوا۔ اور کون اس کی نسل کا حال بیان کرے گا؟ کیونکہ زمین پر سے اس کی زندگی مٹائی جاتی ہے۔

اس کی پست حالی میں اس کا انصاف نہ ہوا۔ اسکے دو ترجمے ہو سکتے ہیں۔
(الف) اس کی پست حالی میں جس عدل و انصاف کا وہ مستحق تھا وہ اس سے چھین لیا گیا۔ یعنی اس سے بے انصافی کا سلوک ہوا۔
(ب) جب اس نے اپنے تئیں پست کیا۔ تو اس کے خلاف فتویٰ منسوخ کیا گیا۔ یعنی وہ اپنی پست حالی کی وجہ سے سرفراز کیا گیا۔
عبرانی اصل ان دکھوں کی شدت پر زور دیتا ہے جو اس نے اٹھائیں یا جو اس سے ہٹائی گئیں۔
کون اس کی نسل کا حال بیان کریگا؟ معمولی تفسیر اس کی یہ ہے جس پشت یا نسل کو اس نے اپنی موت اور دکھوں سے حاصل کیا۔ ان کا بیان اور شمار کون کر سکتا ہے؟ (زبور ۲۲: ۳۰) مگر ان کی یہ تفسیر کی گئی ہے "اس پشت کی شرارت کا کون بیان کرے گا جس میں کہ وہ زندگی بسر کرتا تھا اور جن کے

ذریعہ وہ مارا گیا؟
عبرانی اصل اس کے ہمعصروں کی لاپرواہی اور بے اعتنائی پر زور دیتی ہے جنہوں نے اس کے دکھوں کے معنی سمجھنے میں غفلت کی۔
زمین پر سے اس کی زندگی مٹائی جاتی ہے۔ اس کے معمولی معنی یہ ہیں وہ مارا گیا۔ اور عبرانی اصل اس سے اتفاق رکھتی ہے۔ مگر بعض یہ مراد لیتے ہیں۔ اس کی زندگی زمین پر سے اعلیٰ اور آسمانی طبقہ میں پہنچائی گئی (فلپیوں ۲: ۹ سے ۱۱) اور ان الفاظ کو اس کی سرفرازی سے منسوب کرتے ہیں۔

۳۴- خوجہ نے فلپس سے کہا میں تیری منت کرکے پوچھتا ہوں کہ نبی یہ کس کے حق میں کہتا ہے؟ اپنے یا کسی دوسرے کے؟

یہ کس کے حق میں کہتا ہے؟ خوجہ کے پاس وہ کلید نہ تھی جس کے ذریعہ یہ نبوت کھلتی ہے۔ وہ تو دکھ اٹھانے والے بندہ کا ذکر پڑھ رہا تھا۔ لیکن اس تاریخی شخص کے بارہ میں اس کو کچھ معلوم نہ تھا جس کی طرف ساری نبوت اشارہ کرتی تھی۔ انسان کے اس معمہ کی کنجی یسوع مسیح ہے۔

۳۵- فلپس نے اپنی زبان کھول کر اسی نوشتہ سے شروع کیا اور اسے یسوع کی خوشخبری دی۔

اسی نوشتہ سے شروع کیا۔ فلپس نے اپنی تعلیم کی بنیاد اسی عبارت پر رکھی جس پر خوجہ اس وقت غور کر رہا تھا۔ اس سلسلہ کو چھیڑنے کے لئے اور کسی عبارت کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ یسعیاہ ۵۳ باب نجات دہندہ کے کفارہ کے کام سے سراسر بھرا ہوا ہے۔
اسے یسوع کی خوشخبری دی۔ دوسرے الفاظ میں "اسے نجات دہندہ مسیح کی خوشخبری سنائی" وہی قول جو آیات ۴ و ۱۲ و ۲۵ میں آیا ہے (کلام) کفارہ کی تعلیم اس کا خاص مضمون تھا جس کی اس نے تشریح کی۔ اور انجیل کی یہ مرکزی تعلیم ہے۔ اور مابعد بیان سے ظاہر ہے کہ اس نے اسے یہ بھی سکھایا ہوگا

کو بپتسمہ کے وقت مسیح پر ایمان لانے کا اقرار بھی کرنا چاہیئے۔

۳۶- اور راہ میں چلتے چلتے کسی پانی کی جگہ پر پہنچے۔ خوجے نے کہا کہ دیکھ پانی موجود ہے۔ اب مجھے بپتسمہ لینے سے کونسی چیز روکتی ہے۔

کون سی چیز روکتی ہے؟ خوجہ کا ایمان اور فرمانبرداری قابل غور ہیں۔ یہ ان سچے مسلمانوں میں سے تھا جو انجیل کو بلا توقف قبول کرتے اور بلا تامل اپنے نئے عقیدہ کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ اس کا مقابلہ ان ہندوستانیوں سے کریں جو تمدنی مشکلات اور ایذا رسانی کے خوف سے مسیح کا برملا اقرار کرنے سے شرماتے ہیں۔ اس شخص نے فوراً بے جھجک قدم اٹھایا۔ اس کا ایمان گو سادہ تھا لیکن سراسر اعتماد سے معمور تھا۔

۳۸- پس اس نے رتھ کے کھڑا کرنے کا حکم دیا۔ اور فلپس اور خوجہ دونوں پانی میں اتر پڑے۔ اور اس نے اس کو بپتسمہ دیا۔

فلپس۔ نہایت قدیم نسخوں میں ۳۷ آیت پائی نہیں جاتی اور اس لئے حاشیہ میں ڈالی گئی ہے اور اردو میں بالکل چھوڑ دی گئی ہے۔ اس آیت کے چھوڑنے سے خوجہ کا سوال بے جواب رہ جاتا ہے۔ البتہ یہ آیت بیزا کے نسخہ یا مغربی نسخہ میں پائی جاتی ہے۔ اور آئرینیوس اس آیت کو صحیح ٹھہراتا ہے۔ اگر فی الحقیقت یہ آیت اصلی مان لیں تو فلپس نے یہ شرط بیان کی "اگر تو سارے دل سے ایمان لاتا ہے"۔ اور مضمون مجموعی کے بیان کے بعد لیتے اقرار کی ضرورت نمایاں ہے جس کا ایمان خدا کے سامنے راست نہ تھا اور بپتسمہ سے پیشتر عقیدہ کا اقرار نفس بائیبل پر مبنی ہوگا۔ لیکن چونکہ اکثر نسخے اس آیت کو درج نہیں کرتے اس لئے ہم اس کو حاشیہ میں ہی رہنے دیتے ہیں۔ اگرچہ اس کا نفس مضمون بائیبل کے عین مطابق ہے تو بھی آیت شاید پیچھے درج ہوئی۔

دونوں پانی میں اتر پڑے۔ یہاں غوطہ کے ذریعہ بپتسمہ کی صریح مثال ہے

۲-۱۱ کی شرح) مقابلہ کرو متی ۳-۱۶ سے) نمازی کی کتاب میں بھی بپتسمہ بذریعہ غوطہ کو ترجیح دی گئی ہے۔

اس کو بپتسمہ دیا۔ گو یہ نسل کا غیر قوم اور خوجہ تھا فلپس نے تنفس کی طرح انجیل کو یہودی نسل کی حدود سے باہر توسیع دی۔ غالباً خوجہ یہودی مرید تھا۔ اس لئے وہ یہودیت کے دروازہ سے مسیحی کلیسیا میں داخل ہوا۔ لیکن پھر بھی وہ حبشی (کالا) تھا۔

۳۹- جب وہ پانی میں سے نکل کر اوپر آئے تو خداوند کا روح فلپس کو اٹھا لے گیا اور خوجہ نے اسے پھر نہ دیکھا کیونکہ وہ خوشی کرتا ہوا اپنی راہ چلا گیا۔

فلپس کو اٹھا لے گیا۔ یہ بدل بہت پر زور ہے۔ یقین کیا گیا (دیکھو متی ۴-۱۰؛ ۱۹-۱۳؛ یوحنا ۱۰-۲۸ و ۶-۲۹ + اعمال ۲۳-۱۰ + ۲ کرنتھی ۲-۴) یہاں تک کہ خوجہ کا تعلق تھا اس بشر کا کام ہو چکا۔ جب فلپس اس خوجہ کو مسیح تک پہنچا چکا تو اب اس کی ضرورت نہ رہی۔ انسانی معلموں کی ایک حد تک ضرورت ہے لیکن وہ خبردار رہیں کہ لوگوں کے ایمان کو خداوند کی طرف سے ہٹا کر اپنی طرف نہ کھینچ لیں۔ کسی طریقے سے فلپس اٹھا لیا گیا ہمیں کچھ معلوم نہیں اور نہ ہمیں یہ جاننا ضروری ہے۔

اسے پھر نہ دیکھا۔ اس میں خوجہ کا مقابلہ مضمون مجوسی [illegible] کے ساتھ کیا ہے [illegible] آیت ۱۳۔

خوشی کرتا ہوا اپنی راہ چلا گیا۔ یہ ایک وجہ بیان ہوئی ہے کہ کیوں اس نے فلپس کو پھر نہ دیکھا۔ وہ تمام دن اس نئی خوشی سے ایسا معمور رہا کہ اس کی نظر کسی اور شے پر نہ پڑی۔ یہاں فعل نا تمام ہے جس کا مطلب ہے کہ وہ خوشی کرتا ہوا اپنی راہ چلا جا رہا تھا۔ خوشی کرنا کے لئے دیکھو آیت ۸ کی اور دیکھو ۶-۹۔ نجات کی یہ خوشی اپنے عزیز استادوں کی جدائی سے بھی جاتی نہیں رہتی اور نہ سخت ایذا رسانی کے ذریعہ سے (۵-۴۱ + ۱۳-۵۲)۔ اس خوجہ کا اور حال معلوم نہیں مگر ہمیں یقین ہے کہ اس نے

اپنے وطن میں انجیل کو پہنچایا۔ روایت ہے کہ اس نے حبش میں انجیل کی اشاعت کی۔ اور اہل ابی سینیا اُسے وہاں کی کلیسیا کا بانی سمجھتے ہیں۔ گو کافی دلیل اُن کے پاس نہیں۔ اس کے رجوع لانے میں ایسی پیشینگوئیوں کی تکمیل پائی جاتی ہے۔ مثلاً زبور ۶۸:۳۱ + یسعیاہ ۵۶:۳ سے ۸ - صفنیاہ ۳:۱۰)

۴۰ - اور فلپس اشدود میں آ نکلا۔ اور قیصریہ میں پہنچنے تک سب شہروں میں خوشخبری سناتا گیا ۞

فلپس اشدود میں آ نکلا۔ یعنی وہ بعد ازاں اشدود میں مصروف کار پایا جاتا ہے۔ اشدود۔ یہ قدیم نام ہے۔ بعد ازاں یہ ازوتس کہلایا۔ یہ پانچ بڑے فلسطی شہروں میں سے تھا۔ غزہ سے تقریباً ۲۰ میل شمال کو اور یافا سے نصف راہ پر۔ خوشخبری سناتا گیا۔ استمرار صیغہ۔ آیات ۴ و ۱۲ و ۲۵ و ۳۵ -

سب شہروں میں۔ غالباً عقرون۔ یمنیا۔ لدیہ۔ یافہ اور اشتی پطرس ان میں شامل تھے۔

قیصریہ میں۔ یہ شہر ساحل سمندر پر واقع تھا۔ یافہ سے ۳۰ میل شمال کی طرف۔ یہ پہلے ایک غیر مشہور قصبہ تھا اور سترالو کا برج کہلاتا تھا لیکن ہیرودیس اعظم نے جسے یہ شہر اگستس قیصر کی طرف سے ملا تھا اس کی تعمیر از سر نو کی اور ایک بڑے وسیع پیمانہ پر بنایا اور بہت عمدہ بندرگاہ اُسے بنایا۔ اور قیصر کی یادگار میں اس کا نام قیصریہ سبستہ رکھا۔ اور اپنے لئے وہاں ایک عالیشان محل بنایا۔ یہاں کے باشندے کچھ غیر قوم تھے اور کچھ یہودی۔ اور ان دونو قوموں میں اکثر جھگڑے رہتے تھے۔ جب یہودیہ براہ راست روم کے ماتحت ہو گیا تو قیصریہ وہاں کے صوبہ کا دار الخلافہ بن گیا۔ اور فوج کا دستہ وہاں رہتا تھا سنہ ۵۷ء میں بھی فلپس وہاں رہتا تھا۔ یہ تقریباً تحقیق ہے کہ اس وقت سے پہلے سے اُس نے اپنا صدر مقام بنایا ۞

آٹھویں باب کی تعلیم

اوّل - بڑے بڑے حصے

(۱) بیج کا بکھرنا - آیات ۱ سے ۴

(۲) سامری فصل آیات ۵ سے ۲۵

(۳) سچا متلاشی - آیات ۲۶ سے ۴۰

دوم - خاص مضامین

ا- قابل نمونہ مبشر فلپس

ا- بے تاب سرگرمی - آیات ۵ سے ۲۷ (اجنبیوں اور بدعتیوں کے پاس گیا)

ب - انتھک محنت (آیات ۵ سے ۲۶ و ۳۰ سے ۴۰ - ہمیشہ کام میں مشغول ایک گزرتے ہوئے موقعہ کیلئے دوڑتا ہے)

(ج) بے ریا شہادت - آیات ۵ و ۱۲ و ۳۵ (ہمیشہ مسیح کی طرف توجہ دلاتا ہے نہ شمعون کی طرح اپنی طرف)

(د) بے روک خدمت - وہ تیار ہے

بڑے شہر میں خاص خدمت ۵ سے ۲۵
خاص خاص روحوں کی تلاش ۲۶ سے ۴۰
دورہ میں بیج کا بویا جاتا - آیت ۴۰ -

ایک خاص مرکز قیصریہ میں خاص کام آیت ۴۰ (۸:۲۱)

(۲) خاص قواعد یا بڑے اصولوں سے اپنے تئیں مقید نہیں رکھتا)

(ب) دو قابل نمونہ مرید

(۱) شمعون مجوسی جعلی مرید آیات ۹ سے ۲۴

اس میں

عقلی ایمان تھا - آیت ۱۳

بیرونی بپتسمہ - آیت ۱۳

خدا کے لوگوں کے ساتھ ظاہرا شراکت آیت ۱۳

متواتر عینی شہادت - آیت ۱۳

لیکن اس کا دل نہ تبدیل ہوا تھا آیت ۲۱

اس کی گناہ کی زنجیریں نہ ٹوٹی تھیں آیت ۲۳

اس کی رغبتوں پر کچھ اثر نہیں ہوا تھا آیات ۱۸ و ۱۹ -

اس کی بد تاثیر نہ بدلی تھی آیت ۲۳ کی شرح دوسرے الفاظ میں وہ "نیا مخلوق" نہ تھا (۲ کرنتھی ۵:۱۷)

(۲) خوجہ سچا مرید آیات ۲۷ سے ۳۹ -

سچا انسان - آیت ۲۷ - اپنی روشنی کے مطابق چلتا تھا -

ایک سچا متلاشی - آیت ۲۸ (بائیبل ہاتھ میں)

ایک فروتن روح - آیت ۳۱ (تعلیم پانے کے لئے تیار تھا) -	اُس کے رجوع لانے میں جو وسائل استعمال ہوئے اُن پر غور کرو -
مسیح کو مقبول کر تلاش کر رہا تھا (آیت ۳۲ سے ۳۴) (صلیب کے قریب تھا)	(۱) خدا کا گھر (آیت ۲۷ -
ایک فرمانبردار راہنما - آیت ۳۸ -	(۲) خدا کا کلام - آیت ۲۸ -
ایک خوشباش مسیحی - آیت ۳۹ -	(۳) خدا کا خادم - آیت ۳۵ -

نواں باب

۱ سے ۳۱ - مقدس پولس کا رجوع لانا اور اُس کی پہلی محنتیں

مقدس پولس کے رجوع لانے پر زور دیا گیا ہے - خاصکر اِس لئے کہ کم از کم تین بیانات اُس کے رجوع لانے کے اعمال کی کتاب میں پائے جاتے ہیں - (باب ۹ و ۲۲ و ۲۶) چونکہ وہ خدا کا برگزیدہ برتن تھا کہ انجیل کو غیر قوموں تک پہنچائے - جب سے کہ مقدس پطرس نے کرنیلیس کے گھر میں غیر قوموں کے لئے ایمان کا دروازہ کھول دیا ہے بعد تاریخ کی مسیحی اعمال کی کتاب کے مشنری مقصد کے مطابق پولس کے خاص کام سے ہی متعلق ہے - ستفنس کی وفات کے وقت - سے ہی ہم کو تذکرات کے ذریعہ ساؤل تو سیہی آنکھوں کے سامنے لایا جاتا ہے (۷: ۵۸ و ۸: ۱ و ۳) اب اُس نے خداوند یسوع کی اطاعت اختیار کی - مشنری ترقی کی راہ میں پولس کا رجوع لانا ایک خاص نشان تھا -

۱ - اور ساؤل جو ابھی تک خداوند کے شاگردوں کے دھمکانے اور قتل کرنے کی دُھن میں تھا سردار کاہن کے پاس گیا -

خداوند کے شاگردوں - اعمال کی کتاب میں مسیح کے پیروؤں کا خاص نام شاگرد ہے (دیکھو باب ۶: ۱-۲) اس فصل میں لفظ خداوند بہت استعمال ہوا ہے -

(آیات ۱ و ۵ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۷) اور اِس کے ذریعہ سربلند شدہ منجی و بندہ کی قدرت اور اختیار پر بہت زور دیا گیا ہے خاصکر انجیل کے اس بڑے دشمن کے ساتھ معاملہ رکھتے ہیں -

دھمکانے اور قتل کرنے - لفظ "دھمکانا" ۴: ۱۷ و ۲۹ میں بھی آیا تھا اور قتل کے لئے جو لفظ ہے وہ عام ہے - یہاں سے پتہ لگ سکتا ہے کہ جھوٹا مذہب کیسی ہولناک زیادتیوں کا مرتکب ہوتا ہے -

دُھن میں - لفظی طور پر "سانس اندر لیتا" - "دھمکانا" اور "قتل کرنا" وہ طبقہ تھا جس میں وہ زندگی بسر کرتا تھا - اور جس میں وہ سانس لیتا تھا اور یہ طبقہ مسیحیوں کے خلاف خاص نفرت سے بھرا تھا - یہ فعل صرف اسی آیت میں آیا ہے - ۸: ۳ میں جو جوش بھرے حیوان کی طرف اشارہ آیا تھا وہی استعارہ یہاں آتا ہے - یہ پُر جوش سرگرمی کا اظہار ہے جو ساؤل کا خاص خاصہ تھا جیسا کہ اُس کی ساری تاریخ سے ظاہر ہے - مقابلہ کرو گلتیوں ۱: ۱۳ و ۱- تمتھیس ۱: ۱۳ سے -

۲ - اور اُس سے دمشق کے عبادت خانوں کے لئے اس مضمون کے خط مانگے کہ جن کو وہ اس طریق پر پائے - خواہ مرد خواہ عورت - اُن کو باندھ کر یروشلیم میں لائے -

دمشق - عہد عتیق کے دنوں میں یہ سوریہ کا دارالخلافہ تھا - دنیا میں سب سے سرسبز میدان میں یہ واقع ہے - یہ میدان سطح سمندر سے ۲۲۰۰ فٹ بلند ہے - اور دریائے خروسرو (Chrysorrhoes) اسے سیراب کرتا ہے طرح طرح کے پھل اور قسم قسم کا اناج یہاں پیدا ہوتا ہے - ساحل سمندر سے یہ ساٹھ میل کے فاصلہ پر ہے اور ایک وقت مشرق کی تجارت کی شاہراہ تھا یونانی سلطنت کے دنوں میں نئے دارالخلافہ انطاکیہ نے اس کی رونق کو ماند کر دیا (۱۱: ۲۰) مگر اب پھر اس نے اپنی پہلی رونق کو حاصل کر لیا اور آج یہ ایک

بڑا شہر ہے۔ اس کی آبادی ۱۵۰۰۰۰ ہے۔ یہودیوں کی ایک بڑی بستی یہاں تھی جس کے کئی ایک عبادت خانے تھے۔ یہ بھی واضح ہے کہ یہاں کچھ مسیحی بھی پائے جاتے تھے جو غالباً پنتیکوست کے دن کا پھل تھے۔ یہ یروشلیم سے ایک سو ساٹھ میل کے فاصلہ پر ہے۔

خط مانگے۔ ۸-۱، ۳ و ۵ و ۲۶-۹ سے ۱۱ مسیحیوں کی ایذا رسانی میں ساؤل نے ابتدا کی جیسا کہ اس زمانہ کے سارے بیانات سے ظاہر ہوتا ہے اور اسی وجہ سے یہودی حکام میں اس کو بہت شہرت حاصل ہوئی (گلتیوں ۱-۱۴، فلپیوں ۳-۶) یہ دور دور شہروں میں اس جنگ کو چھیڑنے کا پیش خیمہ تھا (۲۶-۱۱) بعد سالوں میں اس نے دور دور ملکوں میں انجیل کی مشنری خدمت کا بیڑا اٹھایا۔

طریق۔ مقابلہ کرو ۱۹-۹ و ۲۳ و ۲۲-۴ و ۲۴-۴، ۲۲ لفظ طریق تشبیہی اور اخلاقی معنی میں یہاں مستعمل ہوا ہے اور اس سے زندگی کا طریق مراد ہے۔ یہاں اس لفظ سے زندگی کی وہ سمت اور طرز مراد ہے جو یسوع مسیح پر ایمان لانے کے ذریعے ٹھہرائی جاتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس سے "مسیحی دین" مراد ہے۔ ہندوستان میں لفظ "مارگ" (طریق) اسی معنی میں آتا ہے۔ اور ہم کو یاد ہے کہ بدھ مذہب میں "نروان" حاصل کرنے کا طریقہ بھی چوہرا شریف طریق کہلاتا ہے۔ نئے عہدنامہ میں یہ آیا ہے:-

(ا) خدا (یا خداوند) کی راہ (۱۸-۲۵ و ۲۶)

(ب) "سلامتی کی راہ" (لوقا ۱-۷۹، رومیوں ۳-۱۷)۔

(ج) "راہ حق" ۲ پطرس ۲-۲۔

(د) "راستبازی کی راہ" ۲ پطرس ۲-۲۱۔

خواہ مرد خواہ عورت۔ دیکھو ۸-۳ و ۱۲ کی شرح۔

یروشلیم۔ تاکہ صدر مجلس کے سامنے کلیسائی سزا کے لئے حاضر کئے جائیں۔ اس مجلس کو رومیوں کی طرف سے بہت اختیارات ملے ہوئے تھے

اگرچہ موت کا اختیار اس کو حاصل نہ تھا

۳- جب وہ سفر کرتے کرتے دمشق کے نزدیک پہنچا تو ایسا ہوا کہ یکایک آسمان سے ایک نور اس کے گرد اگرد آ چمکا۔

یکایک۔ یہ لفظ مرقس ۱۳-۳۶ + لوقا ۲-۱۳ + ۹-۳۹ + اعمال ۲۲-۶ میں بھی آیا ہے۔ ان آیات کا مطالعہ خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ ایک معنی میں ساؤل کی تبدیلی "یکایک" ہوئی۔

گرد اگرد آ چمکا۔ یہ فعل صرف اسی قرینہ میں مستعمل ہوا ہے (۲۲-۶)۔ لفظی طور پر بجلی کی طرح کوند پڑا۔

آسمان سے ایک نور۔ یہ اعجازی اور فوق الفطرت نور تھا جس کی درخشانی دوپہر کے سورج سے زیادہ تھی (۲۶-۱۳)۔ اس نور کی درخشانی میں ساؤل نے اس صعود یافتہ اور ذوالجلال نجات دہندہ کی حقیقی رویت حاصل کی (۱ کرنتھی ۹-۱ + ۱۵-۸) اس رویت نے اس کی زندگی کے بہاؤ کا سارا رخ بدل دیا۔

۴- اور وہ زمین پر گر پڑا۔ اور یہ آواز سنی کہ اے ساؤل۔ اے ساؤل۔ تو مجھے کیوں ستاتا ہے۔

زمین پر گر پڑا۔ وہ مغلوب اور حیران تھا (دانی ایل ۱۰-۸ و ۹ + مکاشفہ ۱-۱۷) اپنے فاتح کے قدموں پر اوندھے منہ پڑا تھا جو اس کے ہم سفر تھے وہ بھی خوف زدہ ہو کر زمین پر گر پڑے (۲۶-۱۳ و ۱۴) اگرچہ انہوں نے کسی شخص کو نہ دیکھا (آیت ۷)۔

یہ آواز سنی۔ اس نے صاف آواز سنی جو قابل فہم الفاظ میں اس سے متکلم ہوئی۔ لیکن اس کے ہم سفروں نے آواز تو سنی لیکن الفاظ نہ سمجھے۔ یونانی میں آیت ۷ میں مختلف لفظ مستعمل ہوا ہے۔ اور ۲۲-۹ کی اس سے تشریح ہوتی ہے لیکن ساؤل کے لئے اس آواز میں ایک صاف پیغام تھا۔ یہ شخصی آواز ایک فرو روح سے گویا تھی۔

ساؤل ساؤل۔ یہ لفظ یہاں اور ۲۲-۷۔ اور ۲۶-۱۴ میں مستعمل ہوا ہے

وہ شاؤل کے لئے معمولی لفظ نہیں بلکہ عبرانی لفظ کا تلفظ ہے۔ شاؤل۔ شاؤل ۲۶-
۱۴ میں مذکور ہے کہ جب خداوند عبرانی میں متکلم تھا۔
مقدس لوقا کی تصنیفات میں اس قسم کے نام کے تکرار میں کچھ تنبیہ پائی جاتی
ہے۔ مرتھا مرتھا (لوقا ۱۰-۴۱) یروشلم - یروشلم (لوقا ۱۳-۳۴) -
شمعون شمعون (لوقا ۲۲-۳۱)
تو مجھے کیوں ستاتا ہے؟ دیکھو ۲۶-۱۴ کی شرح۔ سر کا تعلق اس کے
سارے اعضا کے ساتھ ہے۔ ۱-کرنتھی ۱۲-۲۷ + افسیوں ۱-۲۲ و ۲۳) جو صدمہ
ان پر نازل ہوتا ہے وہ درحقیقت اس پر پڑتا ہے (یسعیاہ ۶۳-۹ + زکریاہ
۲-۸ + متی ۲۵-۴۰)

۵- اس نے پوچھا کہ اے خداوند۔ تو کون ہے۔ اس نے کہا میں یسوع
ہوں جسے تو ستاتا ہے۔

میں یسوع ہوں جسے تو ستاتا ہے۔ یہ دونوں اسمائے ضمیر تاکیدی ہیں
گویا مسیح نے یہ کہا۔ میں جلال یافتہ خداوند جس کا جلال تو دیکھتا ہے وہی یسوع ہوں
جسے تو اپنی دیوانگی میں ایسی سختی سے ستا رہا ہے۔ اپنے گناہ کی شدت کو
جان اور اسے محسوس کر۔

۶- مگر اٹھ شہر میں جا اور جو تجھے کرنا چاہئے وہ تجھ سے کہا جائیگا۔

اٹھ - اعمال کی کتاب میں فعل امر کا استعمال قابل غور ہے (۸-۲۶ + ۹-
۱۱ و ۳۴ و ۴۰ + ۱۰-۱۳ و ۲۰ و ۲۶ + ۱۲-۷ + ۱۰-۲۲ و ۱۶ و ۱۹ + ۲۶-۱۶)-
مقابلہ کرو ۲۲-۱۰ سے۔ خداوند ہمارے ایمان کی فرمانبرداری کی آزمائش احکام
کے ذریعہ ہی کرتا ہے۔

۷- جو آدمی اس کے ہمراہ تھے وہ خاموش کھڑے رہ گئے۔ کیونکہ آواز
تو سنتے تھے۔ مگر کسی کو دیکھتے نہ تھے۔

جو آدمی اس کے ہمراہ تھے - یہ مرکب فعل اسی آیت میں آیا ہے۔ ان

ہمراہیوں کا ہمیں کچھ حال معلوم نہیں۔
کھڑے رہ گئے - دیکھو آیت ۴ کی شرح۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ زمین
سے شاؤل سے پیشتر اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔
خاموش - دیکھو آیت ۴ کی شرح۔ جس واقعہ نے پولس کے دل کو بدل ڈالا
اس نے ان ہمراہیوں میں گھبراہٹ اور حیرانگی پیدا کر دی۔
اسی طرح اب تک خداوند یسوع کا نام بعضوں کے لئے نجات کا پیغام ہے
اور بعضوں کے لئے وہ خالی بے معنی صدا ہے۔

۸- اور شاؤل زمین پر سے اٹھا۔ لیکن جب آنکھیں کھولیں تو اس کو
کچھ نہ دکھائی دیا۔ اور لوگ اس کا ہاتھ پکڑ کے دمشق میں لے گئے۔

شاؤل ... اٹھا۔ اپنے نئے آقا کی فرمانبرداری میں (آیت ۶) ایمان کی
فرمانبرداری کی راہ میں ساری برکتیں پائی جاتی ہیں (مقابلہ کرو ۲۶-۱۹)
کچھ نہ دکھائی دیا۔ خداوند کے جلالی چہرے کے نور کی چکا چوندی نے اسے اندھا
کر دیا (۲۲-۱۱)
اس کا ہاتھ پکڑ کے - یہ فعل صرف اسی واقعہ کے متعلق آیا ہے (۲۲-۱۱)
جو سرگروہ تھا۔ اب وہ پیرو ہو گیا۔ جو مغرور تھا اب وہ فروتن ہو گیا۔ وہ جو دمشق
میں ایک مغرور ایذا دہندہ کی حیثیت میں داخل ہونے کو تھا اب وہ بیکس اسیر کی
طرح اس میں داخل ہوتا ہے۔

۹- اور وہ تین دن تک نہ دیکھ سکا۔ اور نہ کھایا نہ پیا۔

وہ تین دن تک - یہاں یونس اور اس کی توبہ کی دعا یاد آتی ہے (یونہ
۱-۱۷ + ۲-۱ سے ۱۰) یہ بھی ذکر ہے کہ شاؤل روزہ سے تھا (آیت ۹) اور
دعا مانگتا تھا (آیت ۱۱) اور یہ قیاس بھی غلط نہ ہوگا کہ ان تین دنوں میں وہ کیسا
شکستہ و خستہ جان اور سچا تائب ہوا۔ اور حقیقی تقدیس اس کی ہوئی (یرمیاہ
۳۱-۱۹) جن لوگوں کی تبدیلی دل ایسی گہری اور مکمل ہوتی ہے جس کے ذریعہ

مسیحی مضبوط اور سرگرم کارندے بن جاتے ہیں۔

۱۰- دمشق میں حننیاہ نام ایک شاگرد تھا۔ اس سے خداوند نے رویا میں کہا کہ اے حننیاہ۔ اس نے کہا۔ اے خداوند۔ میں حاضر ہوں۔

ایک شاگرد - دیکھو آیت ا کی شرح - ایسے ہی شاگردوں کے خلاف پولس ایسی تندہی اور سرگرمی دکھا رہا تھا۔ اب اسے ایسے شخص کے ذریعہ مدد اور فضل ملنا تھا جس کے خلاف وہ دھمکانے اور قتل کرنے کی دھن میں تھا۔

حننیاہ - دیکھو ۵-ا کی شرح - حننیاہ ریاکار اور حننیاہ مقدس کے درمیان کیسا بڑا فرق ہے - یہ شخص اپنی راست زندگی کے ذریعہ اپنے مذہب کی طرف دوسروں کو کھینچتا تھا۔ (۲۲-۱۲)

رویا - دیکھو ۲-۱۷ کی شرح - ایک ہی وقت میں حننیاہ اور ساؤل کے دلوں میں خدا کے خاص مقصد کی تکمیل کے لئے تیاری ہوئی۔ جیسا کہ پیچھے پطرس اور کرنیلیوس کے دلوں میں۔

۱۱- خداوند نے اس سے کہا۔ اٹھ۔ اس کوچہ میں جا جو سیدھا کہلاتا ہے اور یہوداہ کے گھر میں ساؤل نام ترسی کو پوچھ لے - کیونکہ دیکھ وہ دعا مانگ رہا ہے

اٹھ ... جا - دیکھو ۸-۲۶ + ۹-۶ کی شرح -

اس کوچہ میں جو سیدھا - اب تک وہاں ایک لمبا سیدھا کوچہ ہے۔ اور وہی نام ہے جو دمشق شہر کے بیچوں بیچ سے گزرتا ہے۔

یہوداہ - اس شخص کا کچھ حال ہمیں معلوم نہیں غالباً یہ شخص مسیحی نہ تھا بلکہ ایک دیندار یہودی۔

ترسی - کلکیا کا ایک بڑا شہر (۲۱-۹ کی شرح) سمندر سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر ایک زرخیز میدان میں یہ واقع تھا۔ اس کا بندرگاہ ایک طرح کی جھیل تھا۔ جس کا نام ریگما (Rhegma) جس میں دریائے کدنس (Cydnus) گرتا تھا۔ اور یہ دریا شہر کے درمیان سے گزرتا تھا۔ ایک بڑی تجارتی سڑک

کوہ طارس سے گزر کر شہر میں سے نکلتی تھی۔ اور ایشیا کوچک کے اندرونی حصوں کی طرف جاتی تھی۔ یہ قدیم اور بالکل مشرقی نمونہ کا شہر تھا لیکن سلیوکی یونانی بادشاہوں کے ایام میں ۱۷۰ ق م کے قریب اس کی بنیاد یونانی طرز کی ڈالی گئی اور انہوں نے ایک یہودی بستی یہاں قائم کی جیسا کہ انکی عام حکمت عملی تھی۔ پہلی صدی قبل از مسیح میں جب یہ شہر رومیوں کے قبضہ میں آیا تو اس کو بہت رعایات حاصل ہوئیں۔ مثلاً ایسے اختیار رہے کہ اپنے لئے آپ قوانین بنائے اور رومی رسوخ کا مرکز ہو گیا۔ چونکہ یہ شہر یونانی تعلیم اور تمدن کا بہت مداح تھا اس لئے اتھینی اور اسکندریہ کی طرح یہ دنیا کے تین مشہور دارالعلوموں میں سے ایک تھا۔ خاصکر اس شہر سے بعض مشہور رواقی فلاسفر نکلے۔ دیکھو دیباچہ پنجم۔

وہ دعا مانگ رہا ہے - یہ ایذا دہندہ بدلکر درخواست کنندہ بن گیا۔ جو لوگ راستی سے خدا کی مرضی اور ہدایت کی تلاش کرتے ہیں وہ دعا مانگنے میں مشغول ہوتے ہیں۔

۱۲- اور اس نے حننیاہ نام ایک آدمی کو اندر آتے اور اپنے اوپر ہاتھ رکھتے دیکھا ہے - تاکہ پھر بینا ہو -

۱۳ حننیاہ نے جواب دیا کہ اے خداوند میں نے بہت لوگوں سے اس شخص کا ذکر سنا کہ اس نے یروشلیم میں تیرے مقدسوں کے ساتھ کیسی کیسی برائیاں کی ہیں۔

حننیاہ - اس قسم کے شک اور شکوک یروشلیم کی کلیسیا کے تھے (آیت ۲۶) یہ گمان درگزر کے قابل تھا کیونکہ ایسا سخت ایذا رسان شخص حقیقی شاگرد ہو سکتا تھا۔

مقدسوں - صرف اس باب میں (آیات ۳۲ و ۴۱) اور ۲۶ باب ۱۰ آیت میں یہ لقب استعمال ہوا ہے - اس سے مراد ہے گناہ سے علیحدہ ہو کر خدا اور اس کی خدمت کے مخصوص ہونا اور خطوں میں یہ لقب عموماً استعمال ہوا ہے -

۱۴- اور یہاں اُس کو سردار کاہنوں کی طرف سے اختیار ملا ہے کہ جو لوگ تیرا نام لیتے ہیں۔ اُن سب کو باندھ لے۔

جو لوگ تیرا نام لیتے ہیں - دیکھو ۲-۲۱ کی شرح۔ ا کرنتھی ۱-۲ جیسے یہاں یہ جملہ اکثر لفظ "مقدسوں" کے ساتھ آیا ہے مسیحیوں کی یہ تعریف آئی ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو کہ عقیدہ اور عبادت میں خداوند یسوع مسیح کا نام لیتے ہیں۔ ہندوستان میں یہ محاورہ آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے۔ کیونکہ وہ دیوتاؤں کا نام لیتے ہیں۔ لیکن مسیحیوں کے لئے اس لفظ میں گہری تعظیم اور بھروسہ اور روحانی حقیقی عبادت پائی جاتی ہے

۱۵- مگر خداوند نے اُس سے کہا۔ کہ تو جا۔ کیونکہ یہ قوموں بادشاہوں اور بنی اسرائیل پر میرا نام ظاہر کرنے کا میرا چُنا ہُوا وسیلہ ہے۔

میرا چُنا ہُوا وسیلہ۔ یا چنیدہ برتن - اس میں تشبیہ ایسے برتنوں سے ہے جیسے کمہار مختلف مقاصد کے لئے بناتا ہے۔ (یرمیاہ ۱۸-۱ سے ۶-۲۲-۲۸ + ۴۸-۳۸) جیسے ہم برتنوں کو مختلف کاموں کے لئے استعمال کرتے ہیں اور مختلف چیزیں اُن میں سنبھالتے ہیں ویسے خدا اپنی اُمت کو استعمال کرتا ہے کہ وہ اُس کی قدرت اور فضل کو کسی نہ کسی مقدار میں اپنے اندر رکھیں اور دوسروں تک پہنچائیں۔ سنسکرت لفظ "پاتر" تشبیہی طور پر ایسے آدمی کے لئے استعمال ہوتا ہے جو کچھ حاصل کرتا ہے وغیرہ۔ مقدس پولس نے اکثر اس تشبیہ کو اپنے خطوں میں استعمال کیا ہے۔ چنانچہ یہ آیا ہے:-

(ا) عزت کا برتن رومیوں ۹-۲۱

(ب) مٹی کے برتن - ۲ کرنتھی ۴-۷ جن میں آسمانی خزانہ رکھا گیا۔

(ج) رحم کا برتن - رومیوں ۹-۲۳

(د) برتن ۔ ۔ ۔ مالک کے کام کے لائق " (۲ تیمتھیس ۲-۲۱)

سب سے ضروری بات یہ ہے کہ مسیح کے برتنوں کو پاک اور مقدس ہونا چاہیے۔

میرے نام - دیکھو ۳-۶ کی شرح - جو خزانہ اس برتن میں دھرا جاتا ہے وہ خدا کا فضل اور جلال ہے جو یسوع مسیح میں منکشف ہُوا۔ چونکہ یہ نام منکشف شخص کا قائم مقام ہے۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ خزانہ خود مسیح ہے۔ ان آیات میں یہ لفظ "نام" بار بار آیا ہے۔ مثلاً ساؤل

(ا) اس نام کے لینے والوں کو ستاتا ہے۔ آیت ۱۴

(ب) اُس نام کا فضل دوسروں تک پہنچاتا ہے آیت ۱۵

(ج) اس نام کی خاطر دکھ اٹھاتا ہے آیت ۱۶- اور ہم اس نجات دہندہ کی قدرت کی تعظیم کرتے ہیں جس کے ذریعے ایسی بڑی تبدیلی ہوئی۔

قوموں - بادشاہوں اور بنی اسرائیل پر - یہ ترتیب بھی قابل لحاظ ہے قوموں کا پہلے ذکر آتا ہے۔ کیونکہ وہ اُن کا رسول ہونے والا تھا۔ اس کے بعد بادشاہوں کا۔ کیونکہ پولس نے رومی حاکموں کے سامنے بھی انجیل سنائی۔ اور شاہ اگرپا کے سامنے بھی (باب ۲۶) اور شاید خود قیصر روم کے سامنے (۲ تیمتھیس ۴-۱۷) "بنی اسرائیل" کا ذکر سب سے آخر میں ہے۔ کیونکہ گو اُس نے کئی بار یہودیوں کے سامنے منادی کی لیکن یہ اُس کا خاص کام نہ تھا - مختونوں کے رسول دوسرے تھے۔ دیکھو ۲۶-۱۶ سے ۱۸ کی شرح۔

۱۶- اور میں اُسے جتا دونگا کہ اُسے میرے نام کی خاطر کس قدر دکھ اُٹھانا پڑیگا۔

میں - یہ ضمیر تاکیدی ہے - گویا وہ یہ کہتا ہے - تم اپنا پیغام پورا کرو اور اپنا حصہ ادا کرو - اور میں میرا حصہ یہ ہے اپنا مقصد سرانجام دونگا اور ساؤل پر اپنی مرضی ظاہر کرونگا۔

کس قدر دکھ اٹھانا پڑیگا - مقدس پولس نے یہ سبق سیکھا اور اپنی ساری خدمت میں یہ تجربہ حاصل کیا کہ سرگرم مسیحی خدمت اور دکھ لازم ملزوم ہیں (۲ کرنتھی ۱۱- ۲۲ + ۲۰ + ۲۳ + فلپیوں ۱-۲۹ + کلسیوں ۱-۲۴ - ۱ تھسلنیکیوں ۲-۲ +

۲ تھسلونیکیوں ۱-۴ سے ۶ + ۲ تیمتھیس ۲-۲ سے ۱۳) انجیل کی خاطر جو اُس نے دکھ اٹھائے۔ اُن کا مختصر احوال ۲ کرنتھی ۱۱-۲۳ سے ۳۲ میں پایا جاتا ہے۔

۱۷- پس حننیاہ جا کر اُس گھر میں داخل ہوا اور اپنے ہاتھ اُس پر رکھ کر کہا کہ اے بھائی ساؤل۔ خداوند یعنی یسوع جو تجھ پر اس راہ میں جس سے تو آیا ظاہر ہوا تھا اُسی نے مجھے بھیجا ہے کہ تو بینائی پائے۔ اور روح القدس سے بھر جائے۔

اپنے ہاتھ اُس پر رکھ کر۔ دیکھو ۶-۶ کی شرح۔ یہ فعل شفا دینے کے نشان اور روح القدس کے عطا ہونے کے نشان کی مانند تھا (۸-۱۷) چنانچہ قرینہ اس کا شاہد ہے۔ یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ جو ہاتھ ساؤل پر رکھے گئے وہ کسی رسول کے نہ تھے بلکہ ایک عام مسیحی کے۔ مقابلہ کرو گلتیوں ۱-۱ و ۱۲ + ۲-۶-

اے بھائی ساؤل۔ لفظ "بھائی" سے ظاہر ہے کہ حننیاہ نے اسے اپنا مسیحی بھائی تسلیم کر لیا۔ مقابلہ کرو ۱-۱۵ کی شرح اور دیباچہ ۲-۵ ۔ نام کی صورت عبرانی ہے جیسے آیت ۴ میں۔

خداوند۔ دیکھو آیت ۱ کی شرح۔ گویا اس نے یہ کہا "تمہارا اُستاد اور میرا اُستاد" یعنی یسوع۔ دیکھو آیت ۵۔ ساؤل نے اب یہ سیکھ لیا تھا کہ یسوع ناصری جلال کا خداوند ہے۔

جو تجھ پر ... ظاہر ہوا تھا۔ دیکھو آیت ۳ کی شرح۔ یہاں وہی نقل ہے جو ۲۲-۳۰ و ۳۵ - اور ۱۳-۳۱ میں آیا ہے۔ ساؤل پر جو ظہور ہوا وہ ویسا ہی حقیقی اور اصلی تھا جیسے چالیس روز کے ایام میں اُس کے شاگردوں کو حاصل ہوا تھا - ۲۶-۱۶-

روح القدس سے بھر جائے۔ دیکھو دیباچہ ۱-۶ + نیز ۲-۴ کی شرح یہاں ایسے شخص کی مثال ہے جو اپنے رجوع لانے کے تقریباً عین دن ہی سے روح القدس سے معمور ہو گیا تھا (۲-۳۸ و ۳۹) خدا اپنے بندوں کو روح القدس

سے معمور کرنے میں دیر نہیں کرتا۔ رکاوٹ اور دیری آدمی کی اپنے تامل۔ بے ایمانی یا نافرمانی کی وجہ سے واقع ہوتی ہے۔

۱۸- اور فوراً اُس کی آنکھوں سے چھلکے سے گرے اور وہ بینا ہو گیا۔ اور اُٹھ کر بپتسمہ لیا۔

چھلکے سے۔ یہ لفظ صرف اسی آیت میں آیا ہے [illegible] اصطلاح اُس جھلی کے لئے ہے جو بدن پر سے اُترتی ہے۔ یونانی طبیبوں کی کتابوں میں یہ جملہ چھلکے سے گرنا اکثر آیا ہے۔ یہاں بھی ایک اتفاقی ثبوت ہے کہ مقدس لوقا مصنف کتاب طبیب تھا۔ حننیاہ کا بیان ۲۲ باب میں زیادہ مفصل ہے۔

گرے۔ یہ مرکب فعل صرف اسی آیت میں آیا ہے۔ یہ طبیبوں کی اصطلاح تھی۔ اس جھلی کے گرنے کے بارہ میں جو آنکھوں میں سے عمل جراحی کے بعد گرتے تھے یا جو بدن کے بیمار حصوں پر سے اُتر کر گرتی تھی۔ اس میں خاص طبابت کی بو آتی ہے۔

بپتسمہ لیا۔ دیکھو ۲-۳۸ + ۸-۳۶ و ۳۸ - اُس نے اپنے آپ کو یسوع مسیح کا شاگرد ظاہر کرنے میں کچھ توقف نہ کیا۔ جو لوگ اس ملک میں مسیح کا برملا اقرار کرنے سے جھجکتے ہیں وہ حبشی خوجے اور طرطوسی ساؤل کے قصوں پر بخوبی غور کریں (رومیوں ۱۰-۹ سے ۱۳) اس موقعہ پر آیندہ رسول ہونے والے کو ایک عام مسیحی نے بپتسمہ دیا جس سے ظاہر ہے کہ بپتسمہ کا جواز محض پادریوں سے بپتسمہ پانے پر نہیں۔ اگرچہ وہ کیسا ہی مناسب اور کلیسیائی انتظام کیلئے ضروری معلوم ہو۔

۱۹- پھر کچھ کھا کے طاقت پائی۔ اور وہ کئی دن اُن شاگردوں کے ساتھ رہا۔ جو دمشق میں تھے۔

کچھ کھا کے۔ یہ بھی مقدس لوقا کی مزاج کا خاصہ ہے۔ انسان کے ساتھ دل کو بڑی ہمدردی ہے (مقابلہ کرو ۲-۴۶ + ۲۷-۳۳ سے ۳۶ و ۳۸) تین دن کے فاقہ کے بعد ساؤل کو ایسی خوراک کی ضرورت تھی۔

طاقت پائی۔ یہ فعل ۲۲-۴۳ میں پھر آیا ہے۔

کسی دِن رہی جلد ۱۰-۴۸ + ۱۵-۳۶ + ۱۶-۱۲ + ۲۴-۲۴ + ۲۵-۱۴ میں آتا ہے اس سے تھوڑا عرصہ مراد ہے ۔

شاگردوں کے ساتھ ۔ دیکھو آیت ۱ کی شرح ۔ جو شخص پہلے اُن کے دھمکانے اور قتل کرنے کی دُھن میں تھا اب وہ اُن کے ساتھ رفاقت رکھنے میں اعلےٰ درجہ کی خوشی پاتا ہے ۔ اور وہ برملا اُن کے ساتھ شراکت رکھتا ہے اس فعل سے اُس نے ایسے لوگوں کی غلطی کو فاش کر دیا جو کہتے ہیں کہ ہم دل میں مسیحی ہیں اور مسیحی کلیسیا کے ساتھ برملا شراکت رکھنے سے کنارہ کرتے ہیں ۔

۲۰ ۔ اور فوراً عبادت خانوں میں یسوع کی منادی کرنے لگا کہ وہ خدا کا بیٹا ہے

فوراً ۔ بہتوں کا خیال ہے کہ پولس کا عرب کو جانا (گلتیوں ۱-۱۵ سے ۱۷) آیات ۱۹ و ۲۰ کے مابین ہوا ۔ اُن کا یہ خیال ہے کہ برملا خدمت شروع کرنے سے پیشتر وہ خدا کے ساتھ خلوت میں وقت کاٹنا چاہتا تھا بعضوں کا یہ خیال ہے کہ وہاں کا سفر آیات ۲۱ و ۲۲ کے مابین واقع ہوا ۔ کئی عالموں کا یہ گمان ہے کہ یہ واقعہ ۲۲ و ۲۳ آیات کے درمیانی عرصہ کا ہے ۔ مقدس لوقا نے اس سفر کا بالکل ذکر نہیں کیا کیونکہ اس کی مشنری تاریخ کے احاطہ سے یہ باہر تھا ۔ گلتیوں ۱-۱۷ سے ظاہر ہے کہ پولس عرب سے دمشق کو پھر واپس آیا ۔ اور گلتیوں ۱-۱۶ سے ثابت ہے کہ اُس نے یہ سفر رجوع لانے کے عین بعد میں اختیار کیا تھا ۔ اگرچہ ہم پختہ طور سے نہیں کہہ سکتے کہ اس سفر کو اس بیان کے کس حصّہ میں رکھنا چاہئے لیکن بحیثیت مجموعی یہ آیات ۲۱ و ۲۲ کے مابین ہی رکھا جا سکتا ہے ۔ آیت ۱۹ کے بعد اس واقعہ کو داخل کرنا لفظ "فوراً" کے خلاف پڑتا ہے ۔

عبادت خانوں ۔ دیکھو ۶-۹ کی شرح ۔ یہ وہی عبادت خانے تھے جن کے لئے وہ صدر عدالت سے سفارشی خطوط لے گیا تھا ۔ اور جس کے ذریعہ وہ یہودی دین کا بڑا حامی بننا چاہتا تھا (آیت ۲) ۔ اس کے بعد سے ایسے بہت عبادت خانوں میں انجیل سناتا تھا (۱۳-۵ و ۱۴ + ۱۴-۱ + ۱۷-۱ و ۱۰ + ۱۸-۴ و ۱۹ + ۱۹-۸)

منادی کرنے لگا ۔ ۸-۵ کی شرح دیکھو ۔

یسوع ... کہ وہ خدا کا بیٹا ہے ۔ اعمال کی کتاب میں یہی ایک جگہ ہے جہاں ہمارا خداوند صاف صاف "خدا کا بیٹا" کہلایا ۔ مقدس پولس نے اُس کا جلال ایسے صاف طور سے دیکھا تھا کہ وہ بے باکانہ یہ مشتہر کرتا ہے کہ یسوع ناصری نہ صرف مسیح ہے بلکہ وہ خدا کا اصلی اور ازلی بیٹا ہے ۔

۲۱ ۔ اور سب سننے والے حیران ہو کر کہنے لگے ۔ کیا یہ وہ شخص نہیں ہے جو یروشلیم میں اِس نام کے لینے والوں کو تباہ کرتا تھا اور یہاں بھی اسی لئے آیا تھا کہ اُن کو باندھ کر سردار کاہنوں کے پاس لیجائے ۔

حیران ہو کر ۔ دیکھو ۲-۷ و ۱۲ + ۷-۹ و ۱۱ و ۱۳ ۔ اس حیرت کا اندازہ ہم اس طرح لگا سکتے ہیں کہ اگر کوئی متعصب محمدی جو مسیحی دین کا مخالف ہو ۔ دہلی اور لکھنؤ کی جامع مسجدوں میں یسوع مسیح کو خدا کا بیٹا مشتہر کرنے لگے ۔ یا کوئی متعصب بدھ مذہب کا منادی غیر متوقع طور سے سچا مسیحی ہو کر بدھ گیا میں گوتم کے مندر میں انجیل کی منادی کرنے لگے

اِس نام کے لینے والوں کو ۔ دیکھو آیت ۱۴ کی شرح ۔

تباہ کرتا تھا ۔ یہ فعل گلتیوں ۱-۱۳ و ۲۳ میں پھر مستعمل ہوا ہے جہاں مقدس پولس نے مسیحی کلیسیا کے خلاف اپنے جوش و غضب کا خود بیان کیا ۔

۲۲ ۔ لیکن ساؤل کو اور بھی قوت حاصل ہوتی گئی ۔ اور وہ اس بات کو ثابت کر کے کہ مسیح یہی ہے دمشق کے رہنے والے یہودیوں کو حیرت دلاتا رہا ۔

قوت حاصل ہوتی گئی ۔ لفظی طور سے "برابر زیادہ قوت پاتا گیا" ۔ یہ فعل آیت ۱۹ میں مستعمل ہوا ۔ اُس سے یہ مختلف ہے ۔ یہ اندرونی اور روحانی قوت پر دلالت کرتا ہے جو خداوند سے حاصل ہوتی ہے ۔ مفصلہ ذیل آیات جن میں یہ لفظ آتا ہے خاص مطالعہ کے لائق ہیں ۔ رومیوں ۴-۲۰ + افسیوں ۶-۱۰ فلپیوں ۴-۱۳ + ۱ تیمتھیس ۱-۱۲ + ۲ تیمتھیس ۲-۱ + ۴-۱۷ + عبرانی ۱۱-۳۴ ۔

حیرت دلاتا رہا - دیکھو ۲-۶ کی شرح -

ثابت کر کے - یعنی باہمی مقابلہ کرنے کے ذریعہ نتیجہ نکالنا - غالباً پولس نے یہودی نوشتوں کی مسیحی پیشینگوئیوں کا مقابلہ یسوع مسیح کی زندگی اور موت کے امور واقعی سے کیا ہوگا - یہ فعل پہلے ۶-۱۰ + ۱۹-۳۳ + افسیوں ۴-۱۶ - کلسیوں ۲ و ۹ میں آیا ہے - اگرچہ اس کا ترجمہ مختلف ہوا ہے -

۲۳ - اور جب بہت دن گذر گئے تو یہودیوں نے اس کے مار ڈالنے کی صلاح کی -

بہت دن - یہ لفظی طور سے "کافی دن" - یہ محاورہ آیت ۴۳ + ۱۸-۱۸ + ۲۷-۷ میں آتا ہے - مقابلہ کرو "بڑی مدت" یا "کافی مدت" (۸-۱۱ + ۱۴-۳ + ۲۷-۹) اس سے دراز عرصہ مراد ہے - گلتیوں ۱-۱۳ سے ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ عرب میں رہنے اور دمشق کو واپس جانے کا عرصہ تین سال کا تھا - یہودی شمار کے مطابق اس محاورہ سے دو یا تین سال کا عرصہ مراد ہو سکتی ہے - اس میں سے بڑا حصہ غالباً دمشق میں صرف ہوا -

صلاح کی - جیسا اُن کے ہم مذہب نے ہمارے خداوند کے خلاف کی تھی (متی ۲۶-۴ + یوحنا ۱۱-۵۳) وہاں یہی لفظ آیا ہے -

۲۴ - مگر اُن کی سازش ساؤل کو معلوم ہو گئی - وہ تو اسے مار ڈالنے کے لئے رات دن دروازوں پر لگے رہے -

سازش - یہ اسم صرف اعمال کی کتاب میں ہی آیا ہے ۲۰-۳ و ۱۹ + ۲۳-۳۰ - اور ہمیشہ ایسی سازشوں کے لئے آیا ہے جو پولس کی جان کے خلاف کی گئی تھیں - اس دلیر مبشر کی جان پر شروع ہی سے حملے ہوتے رہتے تھے -

لگے رہے - یہ غور اور خبرداری سے اس کی گھات میں لگے رہے - یہ فعل مرقس ۳-۲ + لوقا ۶-۷ + ۱۴-۱ + ۲۰-۲۰ + گلتیوں ۴-۱۰ میں بھی آیا ہے اور پہلے چار مقامات میں ہمارے خداوند کے خلاف اس کے دشمنوں

کی گھات میں - یہاں ۲ کرنتھی ۱۱-۳۲ و ۳۳ کے ساتھ اتفاقی مطابقت ہے جہاں اس بات کا ذکر ہے کہ شاہ ارتاس نے پولس کو پکڑنے کے لئے پھاٹکوں کی حفاظت کی -

ارتاس پطرا عرب کا بادشاہ تھا - یہ تو ہمیں معلوم نہیں کہ اس وقت دمشق کیسے اس کے ہاتھ لگا - غالباً رومیوں کی رضامندی بغیر ایسا ہوا ہوگا - جو سکّے موجود ہیں - اُن سے ثابت ہوتا ہے کہ ۳۳ء و ۳۴ء اور پھر ۶۲ و ۶۳ء وہ براہ راست رومیوں کے ماتحت تھا - اس لئے ۳۴ء کے بعد وہ ارتاس کے قبضہ میں آیا ہوگا - اور کالی گولا نے (۳۷ء سے ۴۱ء) جس نے مشرق میں خود مختار بادشاہوں کی حمایت کی اس عربی بادشاہ کو یہ شہر عطا کیا ہوگا - یہ سن اس تاریخ سے عجب مطابقت رکھتے ہیں جو اس تفسیر میں تسلیم کی گئی ہے - اُس کے مطابق یہ سال ۳۸ء ہوگا (دیباچہ ۷) اس واقعہ کے دونو بیانات کا مقابلہ کرنے سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہودی اس بادشاہ کے منظور نظر تھے - اور پولس کی گرفتاری میں اُس کے مددگار تھے -

۲۵ - لیکن رات کو اس کے شاگردوں نے اسے ٹوکرے میں بٹھایا اور دیوار پر سے لٹکا کے اُتار دیا -

اُس کے شاگردوں - دمشق میں اُس کی محنتوں سے جو مسیحی ہو گئے تھے - اس کی خدمت شروع ہی سے پھلدار ثابت ہوئی - "شاگردوں" کے لئے دیکھو ۱-۱۰ و ۱۹ کی شرح -

دیوار پر سے - یعنی دیوار کے دریچے میں سے (۲ کرنتھی ۱۱-۳۳) مقابلہ کرو یشوع ۲-۱۵ + ۱ سموئیل ۱۹-۱۲ -

ٹوکرے - یہی لفظ متی ۱۵-۳۷ + ۱۶-۱۰ + مرقس ۸-۸ و ۲۰ میں چار ہزار کے روٹی کھلانے کے معجزے میں آیا ہے - یہ بڑا ٹوکرا ہوگا جس میں کھانا وغیرہ رکھ کر لے جاتے ہیں -

۲۶- اُس نے یروشلیم میں پہنچکر شاگردوں میں مل جانے کی کوشش کی اور سب اُس سے ڈرتے تھے۔ کیونکہ اُنکو یقین نہ آتا تھا کہ یہ شاگرد ہے

یروشلیم میں پہنچکر۔ گلتیوں ۱-۱۸ سے ۲۰ میں اِس واقعہ کا ایک الگ بیان ہے۔ وہاں اِس بات کا ذکر ہے کہ وہاں جانے میں اُس کا خاص مقصد یہ تھا کہ مقدس پطرس سے ملاقات کرے۔

شاگردوں میں۔ اِس باب میں اِس لفظ کا بار بار ذکر قابل غور ہے (آیات ۱ و ۱۰ و ۱۹ و ۲۵ و ۲۶ و ۳۶ و ۳۸)

مل جانے۔ یعنی اُن میں شراکت حاصل کر لے۔

کوشش کی۔ یعنی بار بار۔ فعل ناتمام ہے۔

سب اس سے ڈرتے تھے۔ اُن کا خوف کچھ عرصہ تک قائم رہا (فعل ناتمام)۔ اُن کو یہی شک تھا کہ وہ اب بھی سوڈی گرگ کہن تھا جو بھیڑوں کے بھیس میں اُن کے درمیان گھس آنے کی کوشش کرتا تھا۔ تاکہ اِس حیلہ سے بھیڑوں کو پکڑ سکے۔ مقابلہ کرو حننیاہ کے شک کے ساتھ۔ (آیت ۱۳)

۲۷- مگر برنباس نے اُسے اپنے ساتھ رسولوں کے پاس لیجا کر اُن سے بیان کیا کہ اِس نے اِس اِس طرح راہ میں خداوند کو دیکھا اور اُس نے اِس سے باتیں کیں۔ اور اُس نے دمشق میں کیسی دلیری کے ساتھ یسوع کے نام سے منادی کی۔

برنباس۔ دیکھو ۴-۳۶۔ وہ ساؤل سے پیشتر سے واقف تھا کیونکہ کپرس اور کلکیہ ایک دوسرے سے دور نہ تھے اور طرسوس کے مدرسے بہت مشہور تھے اور دور و نزدیک سے بہت طلبا وہاں جایا کرتے تھے۔ خواہ کچھ ہی ہو یہ برنباس (تسلی کا بیٹا) عین سیرت کے مطابق تھا کہ درمیانی کا کام دے (مقابلہ کرو ۱۱-۲۲ و ۲۳ و ۲۴) رسولوں کے پاس یعنی پطرس اور خداوند کے بھائی یعقوب سے جیسا کہ گلتیوں ۱-۱۸ و ۱۹ سے ظاہر ہے۔ دوسرے رسول غالباً کسی خاص کام کے لئے یروشلیم

سے باہر گئے ہوئے تھے۔

دلیری کے ساتھ ... منادی کی۔ یونانی میں ایک ہی لفظ ہے۔ اور یہ فعل پولس اور لوقا کی تصنیفات میں ملتا ہے (آیت ۲۹ + ۱۳-۴۶ + ۱۴-۳ + ۱۸-۲۶ + ۱۹-۸ + ۲۶-۲۶ + افسیوں ۶-۲۰ + ۱ تھسلنیکیوں ۲-۲) اعمال کی کتاب میں آزادی اور دلیری کے ساتھ کلام کرنا مسیح کے گواہوں کا خاصہ تھا۔

۲۸- پس وہ یروشلیم میں اُن کے ساتھ آتا جاتا رہا۔

اُن کے ساتھ۔ اُن کے ساتھ شراکت و رفاقت میں۔ کیونکہ وہ دمشق میں شاگردوں کے ساتھ رہ چکا تھا (آیت ۱۹)۔ گلتیوں ۱-۱۸ سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے وہاں صرف پندرہ دن تک قیام کیا۔ غالباً وہ وہاں پطرس کے ہاں مہمان رہا۔

۲۹- اور دلیری کے ساتھ خداوند کے نام کی منادی کرتا تھا۔ اور یونانی مائل یہودیوں کے ساتھ گفتگو اور بحث بھی کرتا تھا۔ مگر وہ اُس کے مار ڈالنے کے درپے تھے۔

گفتگو اور بحث۔ بار بار کیونکہ یہاں فعل ناتمام ہے۔ اگرچہ لفظ "بحث کر" اناجیل میں کئی بار آیا ہے لیکن اعمال کی کتاب میں صرف یہاں اور ۶-۹ میں مستعمل ہوا ہے ۶-۹ میں ستفنس بحث کرنے والا تھا اور پولس اُس کے مخالفوں میں سے تھا۔ اب معاملہ برعکس ہے۔ اب ساؤل مسیحی مباحث ہے اور وہ ستفنس کا سچا جانشین ہے۔

یونانی مائل یہودیوں۔ دیکھو ۶-۱ کی شرح۔ غالباً اُسی عبادت خانے کے یونانی مائل یہودی جنہوں نے ستفنس کی مخالفت کی تھی (۶-۹) اور جن کا حامی اس وقت پولس تھا۔ یہ اسی قسم کا معاملہ ہے جیسے کوئی آریہ سماج کا پیشوا مسیحی ہو کر اپنے ہم مذہبوں کو اُن کے صدر مقام میں جا کر تائل کرنے کی کوشش کرے۔

درپے تھے۔ یہ فعل خاص لوقا کی تصنیفات میں آتا ہے (لوقا ۲۰-۱ + اعمال ۱۶-۱۹) اس لفظ کے معنی ہیں کسی کام میں ہاتھ ڈالنا۔ پولس کے رجوع لانے کے وقت سے یہ دوسری بے سود کوشش اُس کے قتل کی تھی۔ جب دلیل میں وہ

پورے نہ اُترے تو اُنھوں نے اُس کے قتل کے منصوبے باندھنے شروع کئے غالباً اسی موقعہ کی تقریب پر اُس نے ہیکل میں وہ رویا دیکھی جس کا ذکر ۲۲-۱۷ سے ۲۱ میں آیا ہے۔ اگلی آیت کا بیان انسانی پہلو سے خداوند کی ہدایت کے مطابق ہے۔

۳۰- اور بھائیوں کو جب یہ معلوم ہُوا تو اُسے قیصریہ میں لے گئے اور ترسُس کو روانہ کر دیا۔

بھائیوں کو۔ دیکھو ۱-۱۵ کی شرح اور دیباچہ ۶-۵ ۔ اُنھوں نے اب پورے طور سے پولس کو خداوند میں اپنا بھائی تسلیم کر لیا۔

قیصریہ۔ دیکھو ۸-۴۰ کی شرح۔ شاید اُس نے راہ میں فلپس سے ملاقات کی ہو۔

ترسُس۔ آیت ۱۱ کی شرح۔ وہاں اُس کا ذکر موقوف ہو جاتا ہے جب تک کہ برنبا اُس کو وہاں سے لیکر نہیں آتا سوائے اس کے کہ اُس نے کچھ عرصہ سوریا اور کلکیہ میں انجیل کی بشارت کا کام کیا ہو (گلتیوں ۱-۲۱) اور کلیسیائیں قائم کی ہوں (۱۵-۲۳ و ۴۱)

۳۱- پس تمام یہودیہ اور گلیل اور سامریہ میں کلیسیا کو چین ہو گیا۔ اور اُس کی ترقی ہوتی گئی اور وہ خداوند کے خوف اور روح القدس کی تسلی پر چلتی اور بڑھتی جاتی تھی۔

پس۔ اب خاص بڑا مخالف ساؤل مسیحی ہو گیا تھا۔ ملکی واقعات بھی کلیسیا کے ممد ثابت ہوئے۔ کیونکہ یہودیوں کی توجہ قیصر کالی گولہ کی اس کوشش کی طرف لگ گئی کہ یروشلیم کی ہیکل میں اپنا بُت پرستش کے لئے نصب کرائے لیکن جب وہ قیصر مر گیا (سنہ ۴۱ء) تو یہودیوں کی توجہ بھی اس طرف سے ہٹ گئی۔

کلیسیا۔ دیکھو ۵-۱۱ کی شرح۔ یہاں کُل جماعت کے لئے یہ لفظ استعمال ہُوا ہے (کیونکہ صیغہ واحد ہے) اور الگ الگ جماعت مراد نہیں ہیں یہ تو سچ ہے کہ سارے یہودیہ اور سامریہ میں مسیحی جماعتیں موجود تھیں (۸-۱ و ۵ سے ۱۲) اور گلتیوں ۱-۲۲ سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ اس آیت میں۔ لیکن گلیل کی کلیسیا کا اِسی آیت میں ذکر

ہے۔ چونکہ ہمارے خداوند کے اکثر شاگرد گلیلی تھے اور سارے فلسطین میں شاگرد منتشر ہو گئے تھے۔ اس لئے مسیحی جماعت کا وہاں ہونا کچھ تعجب کی بات نہیں

ترقی ہوتی گئی۔ (یعنی برابر عمارت کی طرح تعمیر ہوتی گئی) نئے عہد نامہ میں عمارت کی طرح تعمیر ہونے کی تشبیہ اکثر آئی ہے ۲۶-۳۲ + ۱ تھسلنیکیوں ۵-۱۱ + ۱ پطرس ۲-۵) یہاں بیرونی ترقی کا اتنا ذکر نہیں جتنا کہ اندرونی ترقی کا۔

خداوند کے خوف۔ یہ محاورہ ۲ کرنتھی ۵-۱۱ + اعمال ۵-۱۱ میں بھی آیا ہے۔ اس سے مراد وہ الٰہی تعظیم ہے جس کی وجہ سے انسان خدا کی مرضی بجا لانے اور گناہ سے بچنے کی تحریک پاتا ہے (فلپیوں ۲-۱۲ و ۱۳)

روح القدس کی تسلی۔ تسلی کے لئے وہی لفظ ہے جو روح القدس کا لقب ہے یعنی تسلی دینے والا یا مددگار۔ یہ تسلی اس امن کے زمانہ میں بہت حقیقی ہوگی جو ایذا رسانی کے طوفان کے بعد ہوئی۔ اس لفظ "تسلی" سے بڑھ کر مراد ہے اس میں "مدد" "حوصلہ" اور "نصیحت" کا بھی خیال داخل ہے (۴-۳۶ کی شرح) وہ اُن کو نصیحت کرتا اصلاح دیتا۔ مدد کرتا اور تسلی دیتا ہے جو اس کی اطاعت کرتے ہیں "خداوند کا خوف" مسیحیوں کو فروتن اور حساس بناتا ہے۔ روح کی مدد اور خوشی ان کو خوش با بھروسہ اور مضبوط بناتی ہے۔

بڑھتی جاتی۔ یعنی برابر متواتر۔ یہاں خاصکر بیرونی توسیع مراد ہے۔ یہی لفظ ۶-۱ و ۷ + ۷-۱۷ + ۱۲-۲۴ میں بھی آیا ہے۔ پھر ایک دفعہ سخت ایذا رسانی کے ذریعہ کلیسیا کی ترقی کو روکنے کے لئے شیطان کی کوشش خدا کی قدرت کاملہ سے باطل ٹھہری بلکہ اس کو توسیع حاصل ہوئی۔

۳۲ سے ۴۳

پطرس لدا اور یافہ میں

اس اعمال کی کتاب میں پطرس کے اعمال کا جو ذکر ہے اُس میں یہ آخری [illegible]

ہے دسواں ۔ پطرس کی اس تقریر کے جو ۱۰ باب میں مندرج ہے) یہ واقعات اُس زمانہ کے ہیں جب پولس یروشلیم سے روانہ ہو کر کلکیا میں چلا گیا تھا ۔ ان میں خاص دلچسپی کا واقعہ کرنیلیس کا مسیحی ہونا اور غیر قوموں کے لئے انجیل کا دروازہ کھلنا ہے لدا اور یافہ کے واقعات دس باب کے ماجروں کا گویا دیباچہ ہیں ۔

۳۲ ۔ اور ایسا ہوا کہ پطرس ہر جگہ پھرتا ہوا اُن مقدسوں کے پاس بھی پہنچا ۔ جو لدہ میں رہتے تھے ۔

پھرتا ہوا ۔ دیکھو ۸ ۔ ۴ کی شرح ۔ پطرس نے اس دورہ میں موجودہ کلیساؤں کی خبرداری بھی کی ہوگی اور اُن کو روحانی تازگی پہنچایا ہوگا اور ساتھ ہی غیر مسیحی یہودیوں کو انجیل سنائی ہوگی ۔ (مقابلہ کرو ۸ ۔ ۱۴ سے ۲۵)

مقدسوں ۔ دیکھو آیت ۱۳ کی شرح ۔

لدہ ۔ پرانے عہد نامہ میں اس کا نام لود ہے (۱ تواریخ ۸ ۔ ۱۲ + عزرا ۲ ۔ ۳۳ + نحمیاہ ۷ ۔ ۳۷ + ۱۱ ۔ ۳۵) اور اب تک اس کا نام لُدّ ہے ۔ یہ شارون کے زرخیز میدان میں واقع ہے اور یروشلیم کی سڑک پر یافہ سے دس یا بارہ میل جنوب مشرق کی طرف ہے ۔ قدیم زمانہ میں بابل سے مصر تک قافلہ کی سڑک اسی میں سے ہو کر گذرتی تھی ۔ پطرس کے وہاں جانے کے وقت بھی بہت مشہور شہر تھا ۔

۳۳ ۔ وہاں اینیاس نام ایک مفلوج کو پایا جو آٹھ برس سے چارپائی پر پڑا تھا ۔

اینیاس ۔ یہ نام یونانی ہے ۔ شاید یہ شخص یونانی مائل یہودی تھا ۔ یہ تو ہم ٹھیک طور سے نہیں کہہ سکتے کہ آیا وہ مسیحی تھا یا نہیں ۔ گو قرینہ اس قیاس کے موید معلوم ہوتا ہے

چارپائی ۔ دیکھو ۵ ۔ ۱۵ + اس کے لئے جو دو لفظ اعمال کی کتاب میں آئے ہیں (آیت ۱۵) لوقا نے دو دیگر الفاظ اپنی انجیل میں استعمال کئے ہیں ایک تو ۵ ۔ ۱۸ + ۸ ۔ ۱۶ + ۱۷ ۔ ۳۴ میں اور دوسرا ۵ ۔ ۱۹ و ۲۴ میں ۔ ان مختلف الفاظ کا استعمال طبیب کا خاصہ ہے ۔

آٹھ برس سے ۔ اس لفظ سے بھی طبی دلچسپی ظاہر ہے (مقابلہ کرو ۴ ۔ ۲۲ +

۴ ۔ ۲۲ + ۸ ۔ ۴۳ + لوقا ۱۳ ۔ ۱۱)

مفلوج ۔ یہ طبی اصطلاح ہے (۸ ۔ ۷ کی شرح)

۳۴ ۔ پطرس نے اُس سے کہا ۔ اے اینیاس یسوع مسیح تجھے شفا دیتا ہے اُٹھ آپ اپنا بستر بچھا ۔ وہ فوراً اُٹھ کھڑا ہوا ۔

یسوع مسیح تجھے شفا دیتا ہے ۔ مقابلہ کرو ۳ ۔ ۶ و ۱۲ و ۱۳ ۔ اُس نے اس امر پر زور دیا کہ یسوع مسیح شافی ہے نہ کہ وہ خود ۔ غالباً اُس نے اینیاس میں حقیقی ایمان کو دیکھا (۳ ۔ ۱۶ + ۱۴ ۔ ۹)

بستر بچھا ۔ حکم یہ ہے کہ ابھی اس وقت اپنا بستر بنائے اور یہ کامل شفا کا نشان تھا ۔ جو کچھ اُس کے لئے ہمیشہ دوسرے کرتے رہے تھے اب وہ خود اپنے لئے کرے

لفظ "اُٹھ" کے لئے دیکھو ۹ ۔ ۶ کی شرح ۔

۳۵ ۔ تب لدہ اور شارون کے سب رہنے والے اُسے دیکھ کر خداوند کی طرف رجوع لائے ۔

شارون ۔ یہ مشہور میدان تھا (یسعیاہ ۳۵ ۔ ۲) جو یافہ سے کوہ کرمل تک پھیلا ہوا تھا فلسطین کے وسطی پہاڑوں اور بحیرہ وقیانوس کے مابین ۔

رجوع لائے ۔ دیکھو ۳ ۔ ۱۹ کی شرح یہی محاورہ "خداوند کی طرف رجوع لائے" ۱۱ ۔ ۲۱ میں آیا ہے ۔ اور اسی قسم کا محاورہ ۱۴ ۔ ۱۵ + ۱۵ ۔ ۱۹ + ۲۶ ۔ ۲۰ میں مستعمل ہوا ہے ۔ شاید اس بڑی تحریک کے لئے فلپس مبشر نے لدہ میں راہ تیار کردی ہوگی (۸ ۔ ۴۰)

۳۶ ۔ اور یافا میں ایک شاگرد تھی تبیتا نام جس کا ترجمہ ہرنی ہے وہ بہت ہی نیک کام اور خیرات کیا کرتی تھی ۔

یافہ ۔ دیکھو ۲ ۔ تواریخ ۲ ۔ ۱۶ + عزرا ۳ ۔ ۷ + یوناہ ۱ ۔ ۳ ۔ یہ ایک چٹان پر آباد تھا ۔ تاکہ جہاز جو اس ساحل کی طرف آئیں ان کو دور سے دیکھ سکیں ۔ اب تک یہ یروشلیم کے لئے بندرگاہ ہے ۔ مصر اور کوہ کرمل کے درمیان یہی ایک بندرگاہ

ہے جہاں آندھی طوفان کے وقت جہاز پناہ لے سکتے ہیں۔ آجکل بھی اس کا نام
یافہ ہے۔ غالباً فلپس نے غزہ سے یافہ کو جاتے وقت یہاں انجیل سنائی ہوگی (۸-
۴۰) اور شاید دوسرے مسیحیوں نے بھی یہاں بشارت دی ہو۔

شاگرد۔ یہاں یہ لفظ مونث ہے اور سارے نئے عہدنامہ میں اس لفظ کی
مونث صورت اسی جگہ آئی ہے۔

تبیتا۔ یہ آرامی لفظ ہے جس کے معنی ہرنی کے ہیں۔ یونانی میں یہ لفظ ڈارکس ہے
آرامی لفظ سے اس جانور کی خوبصورتی اور حسن کی طرف اشارہ ہے لیکن یونانی لفظ
سے اس کی درخشاں آنکھوں اور شیریں نگاہ کی طرف۔ یہ نام عورتوں کو انکی خوبصورتی
اور ملاحت کے لئے دیا جاتا ہے۔

نیک کام اور خیرات۔ یہ عورت کچھ دولتمند ہوگی لفظ "نیک کام" عام لفظ ہے
اور ہر طرح کے نیک اعمال اس میں شامل ہیں۔ لفظ "خیرات" سے اس کی سخاوت
اور غریبوں کی مدد کی طرف اشارہ ہے (۳-۲ و ۱۰-۳)۔ تبیتا نیک عورت کا عمدہ نمونہ ہے

۳۷۔ انہیں دنوں میں ایسا ہوا کہ وہ بیمار ہو کر مر گئی۔ اور اسے نہلا کر
بالاخانے میں رکھ دیا۔

بالاخانے۔ یہ بھی خاص لوقا کا لفظ ہے۔ اعمال کی کتاب کے یہ بالا خانے
مشہور اور قابل غور واقعات کے مقام تھے۔

۳۸۔ اور چونکہ لدہ یافا کے نزدیک تھا تو شاگردوں نے یہ سن کر کہ پطرس
وہاں ہے دو آدمی بھیجے اور اس سے درخواست کی کہ ہمارے پاس آنے میں دیر نہ کر

یافہ کے نزدیک دس یا بارہ میل کے فاصلہ پہ۔

شاگردوں۔ آیات ۱ و ۱۹ و ۲۵ و ۲۶۔

دیر نہ کر۔ یہ فعل اس جگہ کے سوا اور کہیں نہیں آیا۔ دیکھو ۱۰-۲۰ کی شرح۔
یعنی آنے میں فوراً تامل اور شک نہ کر۔

۳۹۔ پطرس اٹھ کر ان کے ساتھ ہولیا۔ جب پہنچا تو اسے بالاخانہ میں

لے گئے اور سب بیوہ عورتیں روتی ہوئی اس کے پاس آکھڑی ہوئیں۔
اور جو کرتے اور کپڑے ہرنی نے ان کے ساتھ میں رہ کر بنائے تھے دکھانے لگیں۔

بیوہ عورتیں۔ دیکھو ۶-۱ کی شرح۔ جن کو تبیتا سے خیرات ملا کرتی تھی یہاں بھی
یاد رکھیں کہ مسیحی لوگ بیوگان کی کیسی فکر کرتے تھے۔

بنائے تھے یا بنایا کرتی تھی (گزشتہ ناتمام) اسی واقعہ سے ڈارکس سوسائٹی کا نام
ہوا جہاں عورتیں غریبوں کے لئے کپڑا بنانے کے لئے جمع ہوا کرتی ہیں۔

۴۰۔ پطرس نے سب کو باہر کر دیا اور گھٹنے ٹیک کر دعا مانگی۔ پھر لاش کی
طرف متوجہ ہو کر کہا۔ اے تبیتا! اٹھ۔ پس اس نے آنکھیں کھول دیں۔
اور پطرس کو دیکھ کر اٹھ بیٹھی۔

باہر کر دیا۔ یہی لفظ متی ۹-۲۵ میں آیا ہے جہاں مسیح نے یائرس کی بیٹی کے
زندہ کرنے سے پیشتر لوگوں کو گھر سے باہر نکال دیا۔ ان دونوں واقعات میں دیگر
باتوں کی بھی مشابہت ملتی ہے۔

گھٹنے ٹیک کر دعا مانگی۔ دیکھو ۷-۶۰ کی شرح۔ ڈارکس کو زندہ کرنے کی طاقت
عالم بالا سے مانگی گئی۔ مقابلہ کرو ۱ سلاطین ۱۷-۱۹ سے ۲۳ + ۲ سلاطین ۴-۳۳

اے تبیتا اٹھ۔ اگر پطرس نے آرامی میں یہ الفاظ کہے تو یہ ہونگے تبیتا قومی
اور مرقس ۵-۴۱ کے تالیتا قومی کے مشابہ ہونگے

اس نے آنکھیں کھول دیں۔ ۲ سلاطین ۴-۳۵۔

اٹھ بیٹھی۔ یہ فعل بھی لوقا ہی نے استعمال کیا۔ نائن کی بیوہ کے بیٹے کے
زندہ کرنے کے وقت بھی یہ لفظ آیا (لوقا ۷-۱۵)۔

۴۱۔ اس نے ہاتھ پکڑ کے اسے اٹھایا۔ اور مقدسوں اور بیوہ عورتوں
کو بلا کر اسے زندہ ان کے سپرد کیا۔

ہاتھ پکڑ کے۔ مقابلہ کرو ۳-۷ + مرقس ۵-۴۱ سے۔

مقدسوں۔ آیات ۱۳ و ۳۲۔

زندہ ... سپرد کیا - دیکھو ۱-۳ کی شرح اور مقابلہ کرو - ۱ سلاطین ۱۷-۲۳ + ۲ - سلاطین ۴-۷-۳۳ + لوقا ۷-۱۵ + لوقا ۸ اور یافا میں جو معجزات ہوئے اُن کا ایک دوسرے سے مقابلہ کرو - ایک جگہ تو معجزہ ایک مرد پر ہوا - دوسری جگہ ایک عورت پر - پہلے موقعہ پر پطرس خود پہنچ گیا - دوسرے موقعہ پر لوگوں نے اسے بلوا بھیجا - ایک جگہ شفا فوراً عمل میں آئی - دوسری جگہ بتدریج (آنکھیں کھولیں - اُٹھ بیٹھی وغیرہ - اینیاس میں زندگی موجود تھی صرف وہ مفلوج تھا - ڈارکس میں سے جان نکل چکی تھی - اگر معجزے روحانی باتوں کا نشان ہیں تو یہ امر قابل غور ہے۔

۴۲ - یہ بات سارے یافا میں مشہور ہو گئی اور بہتیرے خداوند پر ایمان لے آئے -

۴۳ - اور ایسا ہوا کہ وہ بہت دن یافا میں شمعون نام دباغ کے ہاں رہا -

بہت دن - دیکھو آیت ۲۳ کی شرح - وہاں وہ دیر تک رہا -

شمعون دباغ - لفظ دباغ کا ذکر اسی نام کے ساتھ آیا ہے (۱۰: ۶ و ۳۲) یہودی اس پیشہ کو ناپاک سمجھتے تھے - کیونکہ مردوں کی کھالوں سے اُن کو واسطہ پڑتا تھا - آجکل ہندوؤں کو بھی ایسے پیشوں سے نفرت ہے - کیونکہ وہ ہر طرح کے چمڑے سے پرہیز کرتے ہیں - پطرس کا ایسے گھر میں دیر تک رہنا اس امر کا نشان تھا کہ اُس کا یہودی تعصب گھٹ گیا تھا اور یہ اِس خاص کام کے لئے تیاری تھی - جو خدا کے ارادہ میں اُس کو اختیار کرنا تھا - یعنی غیر قوموں کے لئے خدا کی سلطنت کا دروازہ کھولنا۔

نویں باب کی تعلیم

اوّل - بڑے بڑے حصّے

(۱) ایک مخالف کا رجوع لانا آیات ۱ سے ۱
اُس کی اطاعت آیات ۱ سے ۱۹
اُس کی خدمت آیات ۲۰ سے ۳۱

(۲) رسول کی مہم آیات ۳۲ سے ۴۳

دوم بڑے بڑے مضامین

(الف) خداوند کا گنہگار سے سلوک - مخالف رجوع لانا -

(۱) اُس کی قدرت آیت ۳
(۲) گناہ سے قائل ہو کر اُس کی آواز آیت ۴
(۳) فضل جس نے اُس کی شکل بدل ڈالی آیت ۵ -
(۴) اُس کی رہنما مرضی آیت ۶
(۵) اُس کی مقرر کرنے والی محبت آیات - ۱۵ سے ۱۹

یہ پیش کیا کہ ساؤل بینائی حاصل کرے آیت ۱۲
.... کہ وہ روح القدس سے بھر جائے آیت ۱۷
.... اُس کا نام لیجائے آیت ۱۵
.... اُس کی خاطر دکھ اُٹھائے آیت ۱۶ ،

ساؤل نے

(ا) نور دیکھا - آیت ۳ - وہ گرفتار ہوا
(ب) وہ زمین پر گر پڑا آیت ۴ - وہ فروتن ہو گیا
(ج) اُس نے آواز سنی آیت ۴ - وہ گناہ کا قائل ہو گیا
(د) مسیح کے بارہ میں دریافت کیا آیت ۵ - وہ فکرمند ہوا
(ہ) ہدایت حاصل کی آیت ۵ - اُسے ہدایت ملی
(و) زمین سے اُٹھا - آیت ۸ - وہ فرمانبردار ہوا
(ز) اُسے ہاتھ سے پکڑ کر لیگئے - آیت ۸ - وہ قابل تعلیم تھا
(ح) کھانے وغیرہ کے بغیر رہا - آیت ۹ - وہ تائب تھا
(ط) اُس نے بینائی حاصل کی - آیت ۱۸ - وہ منور ہو گیا
(ی) روح القدس سے بھر گیا آیت ۱۷ - اُسے مسیح ملا -
اور فوراً وہ کام کرنے کیلئے تیار ہو گیا آیت ۲۰

(ب) خداوند نے اپنے خادم کی رہنمائی کی خاص خدمت

(۱) وہ تیار شدہ اوزاروں کو چنتا ہے آیت ۱۰ + (۱۲ - ۲۲)
(۲) وہ خاص ہدایات دیتا ہے آیات ۱۱ و ۱۲ (تاکہ ترسی روح کو ڈھونڈے)
(۳) وہ سارے اعتراضوں اور مشکلوں کا مقابلہ کرتا ہے آیات ۱۳ سے ۱۵
(۴) وہ اپنے پُرمحبت ارادہ کو منکشف کرتا ہے آیات ۱۵ و ۱۶

(۵) وہ اُس کی خدمت کو کامیاب کرتا ہے
آیات ۱۷ سے ۱۹

(ج) خداوند اپنے فضل کو ظاہر کرتا ہے
(۱) مفلوج کو شفا دینا ۳۲ سے ۳۵
(۲) عجزدوں کو تسلی دینا - ۳۶ سے ۳۹
(۳) مُردہ کو زندہ کرنا - ۴۰ سے ۴۲
(۴) اپنے ایلچی کو تیار کرتا ہے ۴۳

دسواں باب

نیم غیر قوم سامری بدعتیوں کے رجوع لانے اور حبشی خوجہ نو مرید یہودی کے کلیسیا میں (دیکھو باب ۸) داخل ہونے کے بعد خدا کے مشنری کام کو اور بھی ترقی ہوئی اور پہلی ایک غیر قوم اشخاص مسیحی کلیسیا میں داخل ہوئے - اس کے بعد انطاکیہ میں یونانیوں نے انجیل قبول کی (۱۱-۲۰ سے ۲۶) اس کے ذریعہ خالص غیر قوموں کی کلیساؤں کی بنیاد ڈالنے کے لئے بڑی تیاری ہوئی - چونکہ مقدس لوقا نے ایسی تفصیل کے ساتھ اس کا بیان کیا ہے - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اعمال کی کتاب کے مشنری مقصد کے لئے اُس نے اسے بہت اہم سمجھا - چونکہ پطرس نے پنتی کوست کے روز وعظ کرنے کے ذریعہ آسمان کی بادشاہت کا دروازہ یہودیوں کے لئے کھول دیا تھا ویسا ہی اب اس نے خاص بیانات کے ذریعہ (متی ۱۶-۱۹) غیر قوموں کے لئے دروازہ کھول دیا - چونکہ پنتی کوست کے دن کے کئی نظارے کرنیلیس کے گھر میں ظاہر ہوئے اس لئے اس میں کچھ شک نہ رہا کہ خدا نے غیر قوموں کو انجیل کی ساری برکتوں میں شریک ہونے کا حق عطا کیا - یہ اس کام کا شروع تھا جو پیچھے مقدس پولس نے اختیار کیا اور جس کے لئے وہ غیر قوموں کا رسول ہو گیا (۱۰-۱ سے ۱۲) گو کرنیلیس ایک طرح سے یہودی دین کا قائل تھا (آیت ۲ کی شرح) لیکن اس کا ختنہ نہ ہوا تھا - اور جو لوگ اس کے گھر میں جمع تھے وہ بلا کلام غیر قوم تھے (آیات ۴۴ سے ۴۵)

۱ سے ۳۳ - کرنیلیس نے پطرس کو بلوا بھیجا

۱- قیصریہ میں کرنیلیس نام ایک شخص تھا وہ اس پلٹن کا صوبیدار تھا جو اطالیانی کہلاتی ہے -

قیصریہ - دیکھو ۸-۴۰ کی شرح -

کرنیلیس - یہ نام ایک مشہور رومی خاندان کا تھا جس میں سے کئی مشہور اشخاص نکلے (مثلاً Scipios, Sullas) معلوم ہوتا ہے کہ یہ صوبیدار رومی تھا اور شاید اسی مشہور خاندان کا آزاد کیا ہوا شخص ہو -

صوبیدار - جس کے ماتحت ایک سو سپاہی ہوتے تھے - رومی فوج کا پلٹن میں چھ ہزار سپاہی ہوا کرتے تھے اور یہ دس دستوں پر منقسم ہوتی - اور ہر دستہ میں پانچ سو سپاہی ہوتے - یہ دستے پھر سو سو (لفظی طور سے سو سو) میں منقسم ہوتے - اور ان میں سے ہر ایک کا افسر صوبیدار یا "سو کا افسر کہلاتا" تھا جن صوبیداروں کا ذکر کتب مقدسہ میں آیا ہے وہ فیاض اور مہربان تھے (متی ۸-۵ سے ۱۰ + لوقا ۷-۲ سے ۵ + اعمال ۲۲-۲۵ و ۲۶ + ۲۷-۱ و ۳ و ۴۲ سے ۴۴)

اطالیانی - مقابلہ کرو ۲۷-۱ + یہ دستہ اس لئے اطالیانی کہلاتا تھا کیونکہ اس میں زیادہ تر اطالیانی سپاہی تھے - گو یہ سلطنت کی باقاعدہ سپاہ میں داخل نہ تھے (دیکھو کہ ایسے سپاہی قیصریہ جیسے صوبہ میں مقرر کئے جاتے تھے) یعنی امدادی سپاہ کے والنٹیر تھے - بعض کتبے ملے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ سوریا میں ایسا اطالیانی دستہ تھا دوسری صدی میں بھی اور شاید پہلی میں بھی - اور گمان یہ ہے کہ اس سے بھی پیشتر ایک ایسا دستہ وہاں تھا - ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ قیصریہ میں ایک قلعہ نشین فوج تھی - کیونکہ یہ یہودیہ کے گورنر کا صدر مقام تھا - یوسیفس مؤرخ بیان کرتا ہے کہ یہاں پانچ دستے فوج کے اور ایک رسالہ رہتا تھا -

۲- وہ دیندار تھا اور اپنے سارے گھرانے سمیت خدا سے ڈرتا تھا - اور

یہودیوں کو بہت خیرات دیتا اور ہر وقت خدا سے دعا مانگتا تھا۔

دیندار - دیکھو ۵-۷ + یہ اسم صفت صرف ۲ پطرس ۲-۹ میں بھی آیا ہے
اس سے یہ مراد ہے کہ وہ خدا کے ساتھ اور انسان کے ساتھ راست رشتہ رکھتا تھا
جو لفظ ۸-۲ میں آیا ہے وہ اس سے مختلف ہے - یہ لفظ بہت کچھ ہندی لفظ
بھگت کے ہم معنی ہے -

خدا سے ڈرتا تھا - یہی جملہ آیات ۲۲ و ۳۵ + ۱۳-۱۶ و ۲۶ - اور اسی کے
مشابہ ۱۶-۱۴ + ۱۰-۷ میں آیا ہے - اس سے ایسے غیر قوم مراد ہیں جو یہودی
مذہب کو ایک درجہ تک مانتے تھے - مگر اب تک مختون نہ ہوئے تھے - دوسرے الفاظ
میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے یہودیوں سے حقیقی اور زندہ خدا کی پرستش سیکھ
لی تھی لیکن قطعی طور سے یہودی مذہب میں داخل نہ ہوتے تھے - ان کے درمیان
ایسے اقراریوں کے مختلف درجے ہونگے - ان میں سے بہت تو عبادت خانے کی
عبادت میں شریک ہوتے اور چند قواعد پر عمل کرتے جن کی پابندی کے باعث وہ
یہودیوں سے میل جول رکھ سکتے تھے (مقابلہ کرو ۱۰-۲۰) بعض اپنے ایمان کا
برملا اقرار نہ کرتے تھے - آجکل ہندوستان میں بہت غیر مسیحی ایسے ہیں جنکا مسیحی مذہب
سے کچھ اسی قسم کا رشتہ ہے - وہ جانتے ہیں کہ مسیح جہان کا نجات دہندہ ہے لیکن
ذات پات کے بندھن کو ترک کر کے برملا بپتسمہ پا کر مسیح کی کلیسیا میں شریک نہیں ہوتے -

اپنے سارے گھرانے سمیت - یعنی گھر کے لوگ مع نوکروں اور غلاموں کے - دیکھو
۱۱-۱۴ + ۱۶-۱۵ و ۳۱ + ۱۸-۸ + اگر آدمی سچ مچ دیندار ہو تو اس کے خاندان
اور دوستوں پر بھی اس کی تاثیر ہوگی -

بہت خیرات دیتا - یہودی لوگ خیرات پر بہت زور دیتے تھے اور یہ اُنکی
دینداری کا نشان تصور ہوتا (۱۲-۳۳ + اعمال ۹-۳۶ + ۲۴-۱۷) ہمارے ملک
ہندوستان میں بھی خیرات دھرم کا حصہ سمجھا جاتا ہے - مگر شاید ہم یہ نہ سمجھ لیں کہ
ایسی نذر و نیاز کے ذریعہ بذات خود کوئی ثواب حاصل ہوتا ہے - ممکن ہے کہ کرنیلیس

یا اپنے آپ کو راستباز دکھانے کے لئے ایسی خیرات دیتا (متی ۶-۲ و ۳)
دینی اور خیراتی کاموں کا حسن و قبح دل کی نیت پر موقوف ہے - سارے
قرینے سے یہ ظاہر ہے کہ کرنیلیس کی ذات میں اس کے دیندارانہ اعمال خدا پر
اُس کے حقیقی ایمان کا پھل تھے گو یہ ایمان اب تک ناقص تھا - کیونکہ اب تک
اُس کو پوری روشنی حاصل نہ ہوئی تھی (۱۱-۱۴) لیکن جہاں تک اُس کا ایمان
تھا وہ صدق دل سے تھا -

ہر وقت خدا سے دعا مانگتا یعنی حقیقی خدا سے جس کے بارہ میں اُس نے
یہودی نوشتوں سے تعلیم پائی تھی جس لفظ کا ترجمہ دعا ہوا ہے اس سے
درخواست مراد ہے جو کسی حاجت کے وقت کیجاتی ہے وہ گھر میں یہودی اوقات
نماز پر عمل کرتا تھا (آیت ۳۰) لیکن لفظ ہر وقت اُن ہی اوقات پر محدود نہیں -
یہ صاف ظاہر ہے کہ جس وقت اُس نے فرشتے کو دیکھا اس وقت وہ دعا میں
مشغول تھا - غالباً وہ زیادہ نور اور عرفان کے لئے التجا کر رہا تھا - جو لوگ خلوص
دلی سے دعا کرتے ہیں اُنہیں کو مزید اور کامل فضل عطا ہوتا ہے (یسعیاہ ۲۹-
۱۳ + متی ۷-۷ سے ۸) ہندوستان میں بہت لوگوں کو حقیقی خدا اور ابدی نجات
مل سکتی ہے بشرطیکہ وہ کرنیلیس کی طرح صدق دل سے خدا سے مانگیں -

**۳ - اُس نے تیسرے پہر کے قریب رویا میں صاف صاف دیکھا کہ خدا کا فرشتہ
میرے پاس آ کر کہتا ہے - کہ کرنیلیس -**

رویا - دیکھو ۷-۳۱ کی شرح -

صاف صاف - یہ لفظ مرقس ۱-۳۵ + یوحنا ۱۰-۱۰ میں بھی آیا ہے کرنیلیس
سوتا یا اونگھتا نہ تھا بلکہ جاگتا تھا - اُس نے صاف صاف فرشتے کو دیکھا - اور اس میں
اُس کو کچھ شک نہ تھا -

تیسرے پہر - یہودی نماز کا یہ ایک وقت تھا (آیت ۳۰ + ۳-۱ کی شرح)

خدا کا فرشتہ - دیکھو ۱-۱۰ + ۱۰-۱۹ کی شرح -

۴- اُس نے اُس کو غور سے دیکھا اور ڈر کے کہا خداوند کیا ہے؟ اُس نے اُس سے کہا کہ تیری دُعائیں اور تیری خیرات یادگاری کے لئے خدا کے حضور پہنچیں۔

غور سے دیکھا۔ دیکھو ۱۰-۱ کی شرح۔ ایسے غور سے دیکھنے کے ذریعہ اُسے فرشتے کی موجودگی کا یقین ہو گیا۔

ڈر کے۔ سپاہی جلدی سے خوف زدہ نہیں ہو جاتے لیکن فوق الفطرت نظارہ کے ذریعہ بہادر سے بہادر شخص بھی خوف کھا گیا۔ یہ لفظ مکاشفہ ۱۱-۱۳ کے سوا صرف لوقا نے استعمال کیا ہے (لوقا ۲۴-۵ و ۳۷ + اعمال ۲۴-۲۵) نئے عہد نامہ میں یہ لفظ صرف فوق الانسانی قوتوں کے ذریعہ خوف پیدا ہونے کے لئے آیا ہے۔

یادگاری کے لئے۔ یہ لفظ بیت عنیاہ کی مریم کے متعلق بھی آیا جس نے ہمارے نجات دہندہ کے سر اور پاؤں کو خوشبو ملی تھی (متی ۲۶-۱۳ + مرقس ۱۴-۹) جیسے مریم کی محبت بھری شکرگزاری کا فعل جہاں کہیں انجیل سنائی جاتی ہے یاد کیا جائیگا۔ ویسے ہی کرنیلیس کی دعائیں اور خیرات عود کی خوشبو کی طرح اوپر جا کر خدا کے سامنے خاص طور پر یاد کی گئیں۔ دوسرے الفاظ میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اُن کے ذریعہ اسکی طرف توجہ منعطف ہوئی کہ وہ متلاشی روح ہے جو سچے دل سے خدا کی مرضی جاننا اور اُس پر عمل کرنا چاہتا تھا۔

۵- اب یافا میں آدمی بھیج کر شمعون کو جو پطرس کہلاتا ہے بلوا لے۔

یافا۔ دیکھو ۹-۳۶ کی شرح۔ یہ وہاں سے تقریباً ۳۰ میل کے فاصلہ پر تھا۔

جو پطرس کہلاتا ہے۔ یہ نام آسانی سے غیر قوم کی سمجھ میں آ سکتا تھا۔ اور اس نام کے ذریعہ اُس کا امتیاز دیگر شمعونوں سے ہو گیا۔

بلوا لے۔ یہ فعل صرف اعمال ہی کی کتاب میں آیا ہے (آیات ۲۲ و ۲۹ + ۱۱-۱۳ + ۲۴-۲۴ و ۲۶ و ۲۵-۳)

۶- وہ شمعون دباغ کے ہاں مہمان ہے جس کا گھر سمندر کے کنارے ہے۔

سمندر کے کنارے۔ چمڑا رنگنے والوں کی تجارت کے لئے ایسی جگہ موزوں تھی۔ جہاں حسب ضرورت پانی مل سکتا تھا۔ اور نیز یہودی تعصب کا بھی یہ خاصہ تھا کہ ایسے پیشہ والے شہر سے باہر رہیں ہندوستان میں ایسے بہت لوگ ہیں جن کو اپنی ذات اور پیشہ کے باعث شہر سے باہر رہنا پڑتا ہے۔

۷- اور جب وہ فرشتہ چلا گیا جس نے اُس سے باتیں کی تھیں تو اُس نے دو نوکروں کو اور اُن میں سے جو اُس کے پاس حاضر رہا کرتے تھے۔ ایک دیندار سپاہی کو بلایا۔

نوکروں۔ یہی لفظ پھر رومی ۱۴-۴ + ۱ پطرس ۲-۱۸ میں بھی آیا ہے معمولی غلاموں کی نسبت اُس کا تعلق گھرانے کے ساتھ زیادہ گہرا تھا۔

دیندار سپاہی۔ یہی اسم صفت آیت ۲ میں آیا تھا۔ اس صوبہ دار کی دینداری کا اثر اس کے ماتحتوں پر بھی ہوا تھا۔ یہ شخص کرنیلیس کے اردلی کے طور پر تھا۔ یہاں سے ظاہر ہے کہ آدمی دیندار بھی ہو سکتا ہے اور سپاہی بھی۔

حاضر رہا کرتا تھا۔ دیکھو ۱-۱۴ کی شرح۔

۸- اور سب باتیں اُن سے بیان کر کے انہیں یافا میں بھیجا۔

اُن سے بیان کر کے۔ یہ مرکب لفظ صرف لوقا کی تصنیفات میں آیا ہے (لوقا ۲۴-۳۵ + اعمال ۱۵-۱۲ و ۱۴ + ۲۱-۱۹) صرف ایک جگہ مستثنیٰ ہے (یوحنا ۱-۱۸) اس سے مراد ہے تفصیل وار بیان کرنا۔

۹- دوسرے دن جب وہ راہ میں تھے اور شہر کے نزدیک پہنچے تو پطرس دوپہر کے قریب کوٹھے پر دعا مانگنے چڑھا۔

کوٹھے۔ مشرقی ممالک میں ایسے کوٹھے عام ہیں۔ گیان دھیان اور آرام کی خاطر لوگ کوٹھوں پر چلے جاتے ہیں۔

دوپہر کے قریب - یہودی دعا کا ایک وقت (۳-۱ کی شرح) کرنیلیس کی طرح وہ بھی دعا میں مشغول تھا جب اسے خدا کی مرضی کا یہ مکاشفہ ملا -

۱۰- اور اُسے بھوک لگی اور کچھ کھانا چاہتا تھا لیکن جب لوگ تیار کر رہے تھے - تو اُس پر بیخودی چھا گئی -

بھوک لگی - یہ فعل صرف اِسی آیت میں آیا ہے - رویا کی یہ خاص صورت اُس کی جسمی حالت کے مطابق تھی -

بیخودی - دیکھو ۳-۱۰ (حیران) یہ وجد کی حالت ہے جس میں انسان حواسِ جسمانی سے گزر کر ایک اور حالت میں جا پہنچتا ہے -

۱۱- اور اُس نے دیکھا کہ آسمان کھل گیا اور ایک چیز بڑی چادر کی مانند چاروں کونوں سے لٹکتی ہوئی زمین کی طرف اُتر رہی ہے -

آسمان کھل گیا - مقابلہ کرو ۷-۵۶ -

ایک چیز - (یونانی ظرف) یہ عام یونانی لفظ کا ترجمہ ہے - یہ ہر طرح کے برتنوں اور اوزاروں کے لئے مستعمل ہوتا ہے - یہ بہت بڑا برتن معلوم ہوتا ہے - جو ایک بڑی کتانی چادر کی مانند تھا - اور اس لئے غالباً سفید ہوگا جس کے چاروں کونے گویا رسی سے بندھے ہوئے تھے اور یوں آسمان سے نیچے لٹکایا گیا - یہ صورت میں مربع یا مستطیل ہوگا اور تقریباً ہموار ہوگا تاکہ اس میں کی ساری چیزیں بآسانی نظر آسکیں - بعضوں نے اس چادر کو جہان کے چار کونوں کی مثال سمجھا اور یوں خدا کے فضل کی عالمگیری کو ظاہر کیا -

۱۲- جس میں زمین کے سب قسم کے چوپائے اور کیڑے مکوڑے اور ہوا کے پرندے ہیں -

سب قسم کے چوپائے . . . . اِن سب کو اکٹھا رکھا - پاک و ناپاک کی کچھ امتیاز نہ کی گئی اور یہ ہر حالت اور ہر درجے کے آدمیوں کا نشان مقصود تھا -

۱۳- اور اُسے ایک آواز آئی کہ اے پطرس اُٹھ ذبح کر اور کھا -

اُٹھ - دیکھو ۹-۶ کی شرح - پطرس دعا میں گھٹنے ٹیکے ہوگا -

ذبح کر اور کھا - یہودی کانوں کے لئے ایسا حکم حیرانی بخش تھا - یہ ایسی قسم کا حکم تھا جیسے کسی پکے برہمن کو یک لخت یہ حکم دیا جائے کہ گوشت کھا اور ذات پات کو توڑ دے -

۱۴- مگر پطرس نے کہا - اے خداوند ہرگز نہیں - کیونکہ میں نے کبھی کوئی حرام یا ناپاک چیز نہیں کھائی -

ہرگز نہیں . . . جوش کے ساتھ انکار کیا - اور یہ پطرس کی عین فطرت کے مطابق تھا - کیونکہ وہ طبعاً جوشیلا تھا - دینی تعصبات اور تنگ خیالات اور شائستگی کے عین خلاف تھا - مقابلہ کرو حزقی ایل ۴-۱۴ - اہلِ ہنود اس کے ایسے انکار کا احساس بخوبی کر سکتے ہیں -

حرام یا ناپاک - یہودی شریعت نے بعض چوپایوں کو پاک قرار دیا تھا اور انکے کھانے کی اجازت تھی اور بعضوں کو ناپاک قرار دیا اور ان کے کھانے کی ممانعت تھی - (احبار ۱۱- ۲۰- ۲۵ و ۲۶ + استثنا ۱۴- ۳ سے ۲۱) اور یہودی اس امتیاز پر سختی عمل کرتے تھے - چونکہ غیر قوموں میں پاک و ناپاک کی امتیاز نہ تھی اس لئے یہودی اس وجہ سے بھی اُن کے ساتھ میل جول سے اجتناب کرتے تھے -

ایسے معاملات میں ہندوستان ایک قدم بڑھا ہوا ہے - اکثر ہندو جو بدھ مذہب والوں کی طرح ہر طرح کے گوشت کھانے سے پرہیز کرتے ہیں اور اُسے گناہ سمجھتے ہیں اگر کسی نیچ قوم کے آدمی کا سایہ بھی اُن کے باورچی خانے میں پڑ جائے تو اُن کی ساری خوردنی اشیا ناپاک ہو جاتی ہیں - اور ہندو بھی یہودیوں کی طرح کھانوں کے متعلق ہاتھ دھونے پر بہت زور دیتے ہیں - اور ذات پات کا سارا انتظام عموماً اسی قسم کی پاک اور ناپاک رسوم پر مبنی ہے اور اس لئے ایک ذات کے آدمی کو دوسری ذات یا فرقے کے آدمی سے کھانا منع ہے -

۱۵- پھر دوسری بار اُسے آواز آئی کہ جن کو خدا نے پاک ٹھہرایا ہے تو انہیں

حرام نہ کہہ۔
جن کو خدا نے پاک ٹھہرایا تو نہیں حرام نہ کہہ۔ اِس خاص مکاشفہ کے ذریعہ خدا پطرس کو یہ سکھا رہا تھا کہ قومی امتیاز یہودی اور غیر قوم کے درمیان مسیح میں موقوف ہو گیا۔ مسیح میں نہ یہودی ہے نہ یونانی نہ انگریز۔ نہ ہندوستانی۔ نہ پٹھان نہ شودر۔ اگر ہم قومی امتیازات اور تفاوت پکارتے رہیں جن کو انجیل نے منسوخ کر دیا تو ہم کو سخت روحانی خسارہ ہوگا۔ کم از کم مسیحیوں کو یہ منع ہے کہ کسی دوسری قوم کے شخص کو اپنے سے ناپاک اور حقیر سمجھیں۔ جسے خدا نے پاک کیا اُسے ناپاک سمجھنا گناہ ہے۔

۱۶۔ تین بار ایسا ہی ہوا اور فی الفور وہ چیز آسمان پر اُٹھالی گئی۔

تین بار۔ یہ تاکید کے لئے ہوا۔ اگر یہ ظرف جس میں اِس قسم کے مختلف پاک و ناپاک جانور تھے آسمان پر اُٹھا لیا گیا۔ اِس لئے اِس میں کچھ شک و شبہ نہ رہا کہ مسیحی کلیسیا میں ہر قوم و فرقہ کے لوگ داخل ہو سکتے ہیں۔

۱۷۔ جب پطرس اپنے دل میں حیران ہو رہا تھا کہ یہ رویا جو میں نے دیکھی کیا ہے تو دیکھو وہ آدمی جنہیں کرنیلیس نے بھیجا تھا شمعون کا گھر دریافت کرکے دروازے پر آ کھڑے ہوئے۔

حیران ہو رہا تھا۔ یہ فعل ۲-۱۲ اور ۵-۲۴ میں بھی آ چکا ہے۔ وہاں اس کی شرح دیکھو۔ بیزا کے نسخہ میں یہ قرات ہے "جب پطرس ہوش میں آیا تو وہ بہت حیران ہوا" رویا۔ آیت ۳ کی شرح دیکھو اور نیز ۷-۳۱ کی۔

دریافت کرکے۔ یہ مرکب فعل صرف اِسی جگہ آیا ہے۔ اِس سے ظاہر ہے کہ اُنہوں نے سارے شہر میں شمعون کے گھر کی تلاش کی تھی۔

دروازے۔ متی ۲۶-۷۱ میں اِس کا ترجمہ "ڈیوڑھی" ہوا ہے۔ اِس سے ایسا راستہ مراد ہے جس میں سے گزر کر گلی سے گھر کے صحن میں داخل ہوتے ہیں۔ یہ لفظ پھر ۱۲-۱۳ و ۱۴ اور ۱۴-۳ میں آیا ہے۔

۱۸۔ اور پکار کر پوچھنے لگے کہ شمعون جو پطرس کہلاتا ہے یہیں مہمان ہے؟

پکار کے۔ دربان کو یا گھر کے اندر کے لوگوں کو۔
پوچھنے لگے۔ اِس فعل سے ظاہر ہے کہ اُنہوں نے پوری خبرداری سے تحقیقات کی تھی۔

۱۹۔ جب پطرس اُس رویا کو سوچ رہا تھا تو روح نے اُس سے کہا کہ دیکھ تین آدمی تجھے پوچھ رہے ہیں۔

سوچ رہا تھا۔ یہ مرکب فعل صرف اِسی جگہ آیا ہے۔
روح نے ... کہا۔ یہاں روح کی شخصیت پر غور کرو۔ (۸-۲۹) یہ واقعے مکاشفہ کے بالکل مطابق نکلے۔ خدا اپنے بندوں کو اپنی مرضی کے بارہ میں اندھیرے میں رہنے نہیں دیتا۔
تین آدمی۔ مقابلہ کرو آیت ۷ + ۱۱-۱۱۔ بعض قدیم نسخوں میں "دو آدمیوں" کا ذکر ہے اِس صورت میں وہ سپاہی ان کے پہرے کے طور پر سمجھا گیا۔ بعض نسخوں میں تعداد کا بالکل ذکر نہیں۔
تجھے۔ یہ ضمیر پر تاکید ہے۔ اِس خاص پیغام کا مدعا پطرس ہی سے تھا۔ اور کسی سے نہیں۔

۲۰۔ پس اُٹھ کر نیچے جا اور بے کھٹکے اُن کے ساتھ ہو لے۔ کیونکہ میں نے ہی اُن کو بھیجا ہے۔

اُٹھ کر۔ دیکھو ۹-۱۸ کی شرح۔
بے کھٹکے۔ یعنی جو کچھ تجھے کرنا ہے اُس میں تو کچھ فکر و اندیشہ نہ کر۔ مختلف اوقات کے ساتھ اِس کے یہ معنی ہو سکتے ہیں۔ یہ کچھ شک نہ کر کہ میں نے تجھے بھیجا ہے ۱۱-۱۲ میں یہی فعل ہے لیکن متعدی صورت میں اور کچھ مختلف معنی ہیں (امتیاز)

۲۱۔ پطرس نے اُتر کر اُن آدمیوں سے کہا۔ دیکھو جس کو تم پوچھتے ہو۔ وہ میں ہی ہوں۔ تم کس سبب سے آئے ہو؟

تم۔ یہاں اسم ضمیر تاکیدی ہے۔ جب ہم کو یہ یقین ہو جائے کہ خدا بلا رہا ہے

توہم اُس کے مطابق چلنے میں ذرا تامل نہ کریں۔

۲۲- اُنہوں نے کہا - کرنیلیس صوبہ دار جو راستباز اور خدا ترس آدمی اور یہودیوں کی ساری قوم میں نیک نام ہے۔ اُس نے پاک فرشتے سے ہدایت پائی کہ تجھے اپنے گھر بلا کر تجھ سے کلام سنے۔

یہودیوں کی ... نیک نام - لوقا ۷-۲ سے ۵ کے صوبہ دار کے قصہ سے ہم واقف ہیں۔ قیصریہ میں یہودی آبادی بہت تھی اور کرنیلیس سے وہ بخوبی واقف تھے اور کم از کم اسے نیم مرید سمجھتے تھے۔

پاک فرشتے سے ہدایت پائی - یہ فعل متی ۲-۱۲ و ۲۲ + لوقا ۲-۲۶ + عبرانی ۸-۵ + ۱۱-۷ + ۱۲-۲۵ میں بھی آیا ہے۔ اس سے مراد ہے کہ یہ ہدایت خدا کی طرف سے تھی اور بت پرست یونانی اس لفظ سے آکاش بانی مراد لیتے تھے۔

۲۳- پس اُس نے انہیں اندر بلا کر اُن کی مہمانی کی۔
اور دوسرے دن وہ اُٹھ کر اُن کے ساتھ روانہ ہوا۔ اور یافا میں سے بعض بھائی اُس کے ساتھ ہو لئے۔

مہمانی کی - یعنی اُن کو گھر میں بلا کر مہمان کے طور پر رکھا - ان غیر قوم مسافروں کو مہمان رکھنا اس رویت پر عمل کرنے میں مقدس پطرس کا پہلا قدم تھا۔ یہ اُسی قسم کی بات ہے جیسے کوئی پکا برہمن اپنی ذات کے قوانین کو یک لخت توڑ دے اور شیخ یا شودروں - انہوں کو اپنے گھر میں کھانے کے لئے بلا لے۔ ایسا سلوک اہل یہود کے نزدیک گھر کو اور گھر والوں کو بھرشٹ کرنے والا تھا۔

یافا میں سے بعض بھائی - یہ پکے یہودی مسیحی تھے (آیت ۴۵) اور ان کی تعداد چھ تھی (۱۱-۱۲) یہ پطرس کی دانائی تھی کہ اس نے اپنے ساتھ ان گواہوں کو لے لیا - چنانچہ مابعد بیان سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔

۲۴- وہ دوسرے روز قیصریہ میں داخل ہوئے اور کرنیلیس اپنے رشتہ داروں اور دلی دوستوں کو جمع کر کے اُن کی راہ دیکھ رہا تھا۔

دوسرے روز - اس سے ظاہر ہے کہ وہ ایک رات راہ میں رہے - (غالباً اپولونیا میں) جیسا کہ کرنیلیس کے ایلچیوں نے یافا جاتے وقت کیا تھا (آیت ۹)

رشتہ داروں اور دلی دوستوں - دیکھو آیت ۴۸ - یہ قابل لحاظ ہے کہ اسے اپنے عزیزوں کی روحانی بہتری کا کیسا خیال تھا (آیات ۲ و ۷)

راہ دیکھ رہا تھا - ۳۰-۵ میں یہی فعل آیا تھا - حق کی تلاش میں کرنیلیس بدل و جان مصروف تھا اور اس کے سارے خیالات پطرس کے آنے پر لگے ہوئے تھے۔

۲۵ جب پطرس اندر آنے لگا تو ایسا ہوا کہ کرنیلیس نے اس کا استقبال کیا اور اُس کے قدموں میں گر کے سجدہ کیا۔

پطرس اندر آنے لگا - ۲۴ آیت میں وہ شہر میں داخل ہوئے - اور اب وہ گھر میں داخل ہوئے۔

بیزا کی قرات نے یہاں اچھا خاکا کھینچا ہے - وہاں آیت ۲۵ میں یوں لکھا ہے "جب پطرس قیصریہ کے نزدیک پہنچا تو ایک غلام نے یہ اعلان دیا کہ وہ آ گیا ہے اور کرنیلیس اُچھل کر اُس کے استقبال کو نکلا - اس قرات سے ظاہر ہے کہ کرنیلیس نے ایک غلام کو کچھ فاصلہ پر ٹھہرایا تھا تاکہ پطرس کے پہنچنے کی خبر دے اور جب وہ غلام دوڑ کر خبر دینے گیا تو کرنیلیس فوراً اس کو ملنے گیا - غالباً شہر کے نزدیک پہنچ

اُس کے قدموں میں گر کے - مشرق میں یہ عام دستور ہے کہ ادنیٰ لوگ اور عرضی گزراننے والے کیا کرتے ہیں - ایسے مقاموں سے ظاہر ہے کہ اس رسم کو نشانہ چاہئے

سجدہ کیا - اُسے متجاوز اشارہ ایلچی اور ملہم سمجھ کر ایسا کیا - یہ حد درجہ کی تعظیم ہے اور تقریباً عبادت کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے - ہندوستان میں بہت لوگ گورو پیروں فقیروں وغیرہ کے سامنے سجدہ کرتے ہیں۔

۲۶- لیکن پطرس نے اُسے اُٹھا کر کہا کہ کھڑا ہو - میں بھی تو انسان ہوں۔

کھڑا ہو میں بھی تو انسان ہوں - مقابلہ کرو ۱۴-۱۴ + مکاشفہ ۱۹-۱۰ + ۲۲-۸ و ۹ + ان مقامات سے قطعی ثابت ہے کہ آدمی خواہ کیسا ہی مقدس ہو

یا فرشتے قابل عبادت نہیں۔ لیکن برعکس اس کے مسیح چونکہ انسان سے اعلیٰ رتبہ رکھتا ہے ایسی عبادت کو اپنا حق سمجھ کے منظور کرتا ہے (متی ۲-۱۱ + ۸-۲ + ۹-۱۸ + ۱۴-۳۳ + ۱۵-۲۵ + ۲۰-۲۰ + ۲۸-۹ و ۱۷)

۲۷۔ اور اُس سے باتیں کرتا ہوا اندر گیا۔ اور بہت سے لوگوں کو اکٹھا پاکر۔

باتیں کرتا ہوا۔ نئے عہد نامہ میں یہ فعل صرف اسی جگہ آیا ہے۔

اندر گیا یعنی جس کمرے میں وہ سارے رشتہ دار اور دوست جمع تھے۔ اگر ہم یونانی کی قرأت (آیت ۲۵) لیں تو یہ مراد ہوگی کہ پطرس کرنیلیس کے گھر میں داخل ہوا۔

۲۸۔ اُن سے کہا تم تو جانتے ہو۔ کہ یہودی کو غیر قوم والے سے صحبت رکھنی یا اُس کے ہاں جانا ناجائز ہے۔ مگر خدا نے مجھ پر ظاہر کیا۔ کہ میں کسی آدمی کو نجس یا ناپاک نہ کہوں

۲۹۔ اسی لئے جب میں بلایا گیا۔ تو بے عذر چلا آیا۔ پس اب میں پوچھتا ہوں کہ مجھے کس بات کیلئے بلایا ہے؟

تم تو جانتے ہو۔ ضمیر حاضر پر خاص زور ہے۔ غیر قوموں کو اپنے افسوسناک تجربہ سے معلوم تھا کہ یہودی اُن سے کیسے علیحدہ رہتے ہیں۔ اِن دونوں میں کوئی میل جول نہ تھا۔

صحبت رکھنی یا اُس کے ہاں جانا۔ لفظ "صحبت رکھنی" کے ساتھ مقابلہ کرو ۵-۱۳ + ۸-۲۹ + ۹-۲۶ + یعنی تمدنی صحبت۔ معمولی بات چیت یا کاروبار اُن کے ساتھ رکھنا منع نہ تھا۔ لیکن زیادہ گہری آمدورفت منع تھی۔ پابند شرع یہودی ایک ہی پلنگ پر غیر قوم کے ساتھ نہ بیٹھے گا۔ یا ایک ہی برتن میں اُس کے ساتھ کھانا نہ کھائے گا۔ ہمارے ملک میں ذات پات کا بندھن اس سے بھی زیادہ سخت ہے۔ نیچ ذاتوں کے ساتھ چھونا بھی بھرشٹ کر دیتا ہے۔ بلکہ اگر اُن کا سایہ بھی کھانے پینے کے برتنوں پر پڑ جائے تو وہ ناپاک سمجھا جاتا ہے۔ مختلف ذاتوں اور برتنوں میں باہمی شادی نکاح اور کھانا پینا بالکل منع ہے۔ ہر آدمی سے علیحدہ رہتا ہے۔

ناجائز۔ یعنی جو شرع یا دھرم کے خلاف ہو۔ یہودیوں نے موسوی شریعت

کی قیود سے بھی زیادہ قیود اور پابندیاں میل جول کے بارہ میں اختراع کر رکھی تھیں۔ کیونکہ شریعت میں تو غیر قوموں کے ساتھ بیاہ شادی کرنا ہی منع تھا۔ ہندوؤں میں بھی ویدوں کے زمانہ سے لیکر اب تک ایسی پابندیاں اور رسمیں بڑھتی چلی آئی ہیں۔

مجھ پر۔ اس رسول نے اس رویا کے معنی سمجھ لئے مسیح کی انجیل میں قومی امتیازات موقوف ہو گئے ہیں۔ ذات پات کی سوچ کی جگہ مسیح کی سوچ آنی چاہئے۔ اس ملک میں یہ سبق خاص کر یاد رکھنے کے قابل ہے۔ نہ صرف ہندوستانی اور ہندوستانی کے درمیان۔ بلکہ انگریزوں اور ہندوستانیوں کے درمیان بھی۔ کیونکہ قومی امتیاز اور ذات پات کے امتیازات دونوں مسیحی سوچ کے خلاف ہیں۔

نجس یا ناپاک۔ دیکھو آیات ۱۴ و ۱۵۔ مسیحی شخص کو چاہئے کہ وہ ہر ایک شخص سے خواہ وہ کسی قوم اور نسل سے ہو محبت اور دوستی کرے۔ گناہ کے سوا اور کوئی شے ناپاک نہیں کر سکتی۔

۳۰۔ کرنیلیس نے کہا اس وقت پورے چار روز ہوئے۔ کہ میں اپنے گھر میں تیسرے پہر کی دعا مانگ رہا تھا۔ تو دیکھو ایک شخص چمکدار پوشاک پہنے ہوئے میرے سامنے کھڑا ہوا۔

چار روز ہوئے۔ پہلے دن کرنیلیس نے رویا دیکھی اور ایلچی روانہ کئے۔ (آیات ۳ سے ۸) دوسرے روز یہ ایلچی یافا پہنچے اور رات پطرس کے ساتھ رہے (آیات ۹ و ۲۳) تیسرے روز وہ واپس روانہ ہوئے اور پطرس اور دوسرے لوگ اُن کے ہمراہ ہو لئے (آیت ۲۳) اور چوتھے روز وہ قیصریہ پہنچے (آیت ۲۴) اور پطرس نے کرنیلیس کے گھر میں وعظ کیا)۔

اس وقت .... دیکھو آیت ۳۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پطرس کرنیلیس کے گھر میں تیسرے پہر ۳ بجے کے قریب پہنچا۔

۳۱۔ اور کہا کہ اے کرنیلیس۔ تیری دعا سن لی گئی اور تیری خیرات کی خدا کے حضور یاد ہوئی۔

۳۲- پس کسی کو یافا میں بھیج کر شمعون کو جو پطرس کہلاتا ہے اپنے پاس بُلا وہ سمندر کے کنارے شمعون دباغ کے گھر میں مہمان ہے۔

۳۳- پس اُسی دم میں نے تیرے پاس آدمی بھیجے۔ اور تُو نے خوب کیا جو آگیا۔ اب ہم سب خدا کے حضور حاضر ہیں۔ تاکہ جو کچھ خداوند نے تجھ سے فرمایا ہے اُسے سُنیں۔

تُو نے خوب کیا۔ مقابلہ کرو متی ۲-۱۲ + مرقس ۷-۳۷ + لوقا ۶-۲۷ + یعقوب ۲-۸ و ۱۹ سے۔ یہ جملہ اکثر شکرگزاری کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ اور بعض اوقات پسندیدگی اور تعریف کے لئے۔

خدا کے حضور۔ یہ اور مابعد جملہ (خداوند نے فرمایا) یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ کُرنیلیس اور اُس کے دوستوں کی ساری اُمیدیں خدا ہی پر لگی ہوئی تھیں (زبور ۶۲-۵) پطرس ایلچی تھا نہ کہ پیغام خدا کی طرف سے تھا (مقابلہ کرو ۱-تھسلنیکیوں ۲-۱۳)

۳۴ سے ۴۸- پطرس کا وعظ اور اُس کا نتیجہ

۳۴- پطرس نے زبان کھول کر کہا۔
اب مجھے پورا یقین ہو گیا کہ خدا کسی کا طرفدار نہیں۔

زبان کھول کر۔ یہ جملہ کسی اہم اور سنجیدہ تقریر کے شروع میں آتا ہے (۸-۳۵ + ۱۸-۱۴)۔

مجھے یقین ہو گیا۔ یونانی فعل کے یہ معنی ہیں "گرفت کرنا" یا "پکڑنا" (عقل سے) مقدس پطرس نے در اصل یہ کہا۔ اب میں فی الحقیقت اسی امر واقعی کو مضبوطی سے گرفت کرنے لگا ہوں۔ کہ خدا کا فضل بلا امتیاز سب آدمیوں پر محیط ہے۔ اُس آسمانی رویت کے معنی اُس پر زیادہ زیادہ واضح ہوتے جاتے تھے کیونکہ خدا کی ہدایت کے مطابق جوں جوں چلتا تھا اُسے زیادہ روشنی حاصل ہوتی جاتی تھی۔

خدا کسی کا طرفدار نہیں۔ یونانی میں یہاں صرف ایک ہی لفظ ہے اور اس خاص صورت میں صرف اسی جگہ پایا جاتا ہے لیکن اس سے مشتق فعل یعقوب ۲-۹ میں آیا ہے اور اسم رومیوں ۲-۱۱ + افسیوں ۶-۹ + کلسیوں ۳-۲۵ + یعقوب ۲-۱ میں۔ جس عبرانی لفظ کا یہ ترجمہ ہے اُس کے معنی ہیں "چہرہ اٹھانا" یا "مہربانی سے پیش آنا"۔ مذکورہ بالا مقامات میں ناواجب طرفداری کا خیال پایا جاتا ہے۔ اس باب کا خاص سبق یہ ہے۔ کہ انجیل میں اس قسم کی ساری طرفداری اڑا دی گئی ہے۔ خدا کسی قوم۔ فرقہ یا ذات کا خاص طرفدار نہیں۔ سب کو روحانی احتیاج ہے۔ اور سب کی عدالت نہ قومی لحاظ سے ہوگی بلکہ اُن کی اخلاقی زندگی کے لحاظ سے۔ ہندوستانی۔ یورپین۔ برہمن اور نیچ قومیں یسوع مسیح کے وسیلے خدا کے فضل اور راستبازی کی یکساں حقدار ہیں۔

۳۵- بلکہ ہر قوم میں جو اُس سے ڈرتا اور راستبازی کرتا ہے وہ اُس کو پسند آتا ہے۔

جو اُس سے ڈرتا۔ رامزی (Ramsay) اور دیگر علما کا خیال ہے چونکہ اس جملہ سے عموماً یہودی دین کا مرید یا نیم مرید مراد ہے (آیات ۲ و ۲۲) کو پطرس کے بیان میں یہ معنی ہیں کہ غیر قوموں کے لئے انجیل کے حقوق میں داخل ہونے کا راستہ یہودی دین کے وسیلے ہے۔ لیکن خدا کی رحمت کا وسیع تصور مقدس پولس اور اُس کے ہم خدمتوں کو حاصل ہوا۔ لیکن اس میں کچھ شک نہیں معلوم ہوتا۔ اس مقام پر یہ جملہ وسیع معنی میں خدا کے خوف کے لئے آیا ہے کرنیلیس ایسے لوگوں کا نمونہ ہے جو گو انجیل سے ناواقف تھے لیکن خلوص دلی سے اپنے علم اور نور قلب کے مطابق زندگی بسر کرنے کی کوشش کرتے تھے (مقابلہ کرو رومیوں ۲-۱۰ سے ۱۶) جہاں تک اُسے علم تھا وہ سچائی پر عمل کرتا تھا۔ اُس نے بُت پرستی کو ترک کر دیا تھا اور حقیقی واحد خدا کا سچا پرستار ہو گیا تھا۔ اور سرگرمی سے مزید نور کی تلاش میں تھا۔ جب وہ روشنی اُس پر چمکی تو اُس نے فوراً اُس کو قبول کر لیا اور

اُس روشنی میں سانس لینے لگ گیا۔ ہم اس جملہ کو قرینہ سے علیحدہ نہ کریں بلکہ عین قرینہ کا لحاظ کر کے اُس سے معنی نکالیں جو لوگ کرنیلیس کی مثال کو اپنی روحانی حالت کے ظاہر کرنے کے لئے پیش کرتے ہیں وہ اُس کی اقتدا یہی ظاہر کریں کہ وہ زندگی کے طریقے کی تلاش کے لئے اور مسیح کی انجیل کو خوشی سے قبول کرنے کے لئے تیار اور مستعد ہیں۔

اُس کو پسند آتا ہے۔ یہ اہم صفت خاص پولس اور لوقا کی تصنیفات میں آتا ہے (لوقا ۴-۱۹ و ۲۴ + ۲ کرنتھی ۶-۲ + فلپیوں ۴-۱۸) اس میں یہ خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ کرنیلیس اور اس قسم کے لوگوں میں جو دلی حالت و مزاج پایا جاتا ہے وہ خدا کو پسند آتا ہے اور اُن کے دلی تقاضا کو وہ پورا کرتا ہے۔ مقابلہ کرو زبور ۵۰-۲۳ + ۱۰۷-۹۔ گو یہ صوبہ دار اب تک فی الحقیقت نجات کی حالت میں نہ تھا۔ (۱۱-۱۴) تو بھی وہ اُس کا سچا متلاشی تھا۔ اور جو ڈھونڈتے ہیں وہ پائیں گے (متی ۷-۷ و ۸) جیسا بنگل صاحب کہتے ہیں یہاں انسان کی قومیت سے لاپرواہی مراد ہے نہ کہ اس دین کی حقیقت سے جس کا وہ اقرار کرتا ہے۔ مقدس پطرس کا خاص منشا یہ تھا کہ خدا یہودی اور غیر قوم کو یکساں مہربانی سے دیکھتا ہے۔

۳۶۔ جو کلام اُس نے بنی اسرائیل کے پاس بھیجا جبکہ یسوع مسیح کی معرفت (جو سب کا خداوند ہے) صلح کی خوشخبری دی۔

جو کلام اُس نے بھیجا۔ اس جملہ سے یہ مراد ہے "تم انجیل کے اس پیغام کو جانتے ہو جو اُس نے یسوع مسیح کے وسیلے بنی اسرائیل کے پاس بھیجا یعنی یہ قول جو سارے یہودیہ میں مشہور ہوا۔ مگر بعض نہایت قدیم نسخوں میں (دیکھو حاشیہ) یہ اسم موصول "جو" پایا نہیں جاتا اور وہاں یہ عبارت زیادہ سادہ اور صاف ہے اور اس کے یہ معنی ہیں۔ اس نے (خدا نے) کلام (انجیل) بنی اسرائیل کے پاس بھیجا۔ یسوع مسیح کے وسیلے صلح کی خوشخبری کی منادی کرتے ہوئے۔ یوں یہ "کلام" فعل "بھیجا" کا مفعول ہے اور آیت ۳۶ کا جملہ بذات خود مکمل ہے۔ اور قواعد کے مطابق

آیت ۳۷ پر منحصر نہیں۔ "کلام" انجیل کے پیغام کے لئے مفصلہ ذیل مقامات میں آیا ہے۔ دیکھو ۲-۴۱ + ۴-۴ + ۶-۴ + ۸-۴ و ۲۱ + ۱۰-۴۴ + ۱۴-۲۵ + ۱۶-۶ + ۱۷-۱۱ + ۱۸-۵۔ مقدس پطرس نے سچے متلاشیوں کو تعلیم دینے میں انجیل کے پیغام کے بڑے بڑے امور واقعی کو پیش کیا۔ یعنی ہمارے خداوند کی زندگی کے بڑے واقعات کو مثلاً اُس کی خدمت۔ موت۔ قیامت۔ شاگردوں کو اس کا حکم دینا۔ اور زمانہ آئندہ میں بطور حاکم عادل کے اُس کا ظاہر ہونا اور آخر کار اُس کا وعدہ سارے ایمانداروں سے گناہوں کی معافی کا۔ مشن کے کام میں ایسے ہی حالات میں اسی قسم کے کام کا نمونہ پایا جاتا ہے۔

بنی اسرائیل کے پاس۔ یہ پیغام پہلے پہل انہیں کے پاس بھیجا گیا تھا۔ (۳-۲۶ + ۱۳-۲۶ + رومیوں ۱-۱۶) لیکن اپنے وقت پر یہ غیر قوموں کے لئے بھی تھا (لوقا ۲-۳۰ سے ۳۲) اب اس پیغام کے غیر قوموں کے پاس پہنچانے کی عزت خاص پطرس کو حاصل ہوئی۔

صلح۔ یعنی خدا کے ساتھ صلح۔ ہمارے خداوند یسوع مسیح کے کفارہ کے وسیلے سے (رومیوں ۵-۱ + ۲ کرنتھی ۵-۱۸ سے ۲۱ + کلسیوں ۱-۲۰ سے ۲۲) اس میں غالباً یہ خیال بھی داخل ہے کہ اُس صلح کرنے والے اور اُس کی صلح میں وہ دشمنی ہمیشہ کے لئے کالعدم ہوئی جس نے مدتوں سے یہودیوں اور غیر قوموں کو جدا کر رکھا تھا (افسیوں ۲-۱۴ سے ۱۸) خدا کے ساتھ صلح میں اپنے ہم جنسوں کے ساتھ صلح بھی داخل ہے (لوقا ۲-۱۴) قوموں۔ قبیلوں اور ذات پات کے لڑائی جھگڑے مسیحی کلیسیا میں موقوف ہو جانے چاہئیں۔

خوشخبری۔ یونانی میں ایک ہی لفظ ہے۔ جیسا کہ ۵-۴۲ + ۸-۴ و ۱۲ و ۲۵ و ۳۵ و ۴۰ + مقابلہ کرو یسعیاہ ۵۲-۷ + ناحوم ۱-۱۵ +

یسوع مسیح۔ مابعد کی آیات میں اس رسول کی تعلیم کا مرکز اور مدعا یسوع مسیح ہے۔ مقدس پطرس نے ایک شخص کی منادی کی۔ مسیح محبت ہے۔

جو سب کا خداوند ہے - یہ الفاظ خطوط وحدانی میں ہیں - ان سے نجات دہندہ کی خداوندی اور اس کا آفاقی اختیار ظاہر ہے - آپ نے اس کا رشتہ سارے آدمیوں سے ظاہر ہوتا ہے خواہ وہ یہودی ہوں یا غیر قوم -

۳۷ - اس بات کو تم جانتے ہو جو یوحنا کے بپتسمہ کی منادی کے بعد گلیل سے شروع ہو کر تمام یہودیہ میں مشہور ہو گئی -

اس بات کو - بعضوں کا خیال ہے کہ اس کا اشارہ نجات دہندہ کی خوشخبری کی طرف ہے جو یوحنا بپتسمہ کے ذریعہ دور و نزدیک پھیل گئی تھی لیکن عبرانی محاورہ کے مطابق ہم یہ مراد لینگے کہ "اس بات کو تم خود جانتے ہو جو سارے یہودیہ میں واقع ہوئی" - اس کے مطابق اس کا اشارہ منادی کی طرف نہیں بلکہ ہمارے خداوند کی رسالت کی طرف - مقابلہ کرو لوقا ۲-۱۵ + اعمال ۵-۳۲ + ہماری زبان اردو میں بھی لفظ "بات" ان دونو معنوں میں آتا ہے -

تم جانتے ہو - یہاں ضمیر "تم" پر زور ہے - اس سے ظاہر ہے کہ کرنیلیس اور اس کے دوستوں نے بھی یسوع مسیح کے کام کے بارہ میں کچھ سنا تھا - اگرچہ اس کے پورے معنی کی انہیں اب تک خبر نہیں تھی -

یوحنا کا بپتسمہ - دیکھو متی ۴-۱۲ سے ۱۷ - ہمارے خداوند نے یوحنا بپتسمہ کے بعد کام شروع کیا -

یہودیہ - یہاں ۱ - اور آیت ۳۹ میں یہ لفظ غالباً سارے فلسطین کے لئے استعمال ہوا ہے -

۳۸ - کہ خدا نے یسوع ناصری کو روح القدس اور قدرت سے کس طرح مسیح کیا وہ بھلائی کرتا اور ان سب کو جو ابلیس کے ہاتھ سے ظلم اٹھاتے تھے شفا دیتا پھرا کیونکہ خدا اس کے ساتھ تھا *

یسوع ناصری - یہاں ترکیب عبارت کچھ شکستہ ہے - شاید متکلم کے جوش و سرگرمی کی وجہ سے - اس قرات میں الفاظ "یسوع ناصری" آیت ۳۷ کے لفظ

بات کو کے ہم معنی ہے - اس میں باقی سب کچھ داخل ہے -

مسیح کیا - دیکھو لوقا ۴-۱۸ + اعمال ۴-۲۷ + اس کے بپتسمہ کے وقت (لوقا ۳-۲۱ و ۲۲) مسیح کے معنی ہیں مسح کیا گیا -

بھلائی کرتا - یہ فعل صرف اسی آیت میں آیا ہے اور اس سے مشتق اسم ۴-۹ میں بھی آیا ہے - اور دیگر مشتق لفظ لوقا ۲۲-۲۵ میں (خداوند نعمت) اس نے اپنا وقت فلسفی تقریروں میں صرف نہیں کیا جیسے کہ آجکل ہمارے ہندوستانی واعظ کیا کرتے ہیں بلکہ فائدہ عام کے کاموں میں -

ظلم اٹھاتے تھے - یہ فعل پھر صرف یعقوب ۲-۶ میں آیا ہے - اس میں ظلم کی شدت کی طرف اشارہ ہے - اور خاص آسیب زدوں کے لئے آتا ہے - ہندوستان میں آسیب زدگان کا تجربہ اکثر لوگوں کو ہوا ہوگا - ابلیس کے لئے دیکھو ۵-۳ -

شفا دیتا - نئے عہدنامہ کے دیگر مصنفوں کی نسبت لوقا طبیب نے اس لفظ کو زیادہ استعمال کیا - اس کی انجیل میں یہ لفظ گیارہ دفعہ اور اعمال کی کتاب میں چار دفعہ آیا ہے (۹-۳۴ + ۱۰-۳۸ + ۲۸-۸ و ۲۷) میڈیکل مشنری اور مبشر اس بڑے رفاہ عام کے کرنے والے کے پیرو ہیں -

پھرا - دیکھو ۸-۴ کی شرح -

۳۹ - اور ہم ان سب کاموں کے گواہ ہیں - جو اس نے یہودیوں کے ملک اور یروشلیم میں کئے - اور انہوں نے اس کو صلیب پر لٹکا کر مار ڈالا -

مار ڈالا - ۳-۳۰ + ۵-۳۰ -

۴۰ - اس کو خدا نے تیسرے دن جلایا اور ظاہر بھی کر دیا -

جلایا - پھر ایک دفعہ اس نے مسیح کے جی اٹھنے کا ذکر کیا (۱-۳ و ۲۲ + ۲-۲۴ + ۳۲ + ۳-۱۵ + ۴-۱۰) اور اب پھر اس پر زور دیا -

ظاہر کر دیا - یہ اسم صفت پھر رومیوں ۱۰-۲۰ + اس نے بار بار ظاہر ہونے

کے ذریعہ ظاہر کر دیا کہ میں وہی ہوں جو مصلوب ہوا اور مر گیا تھا اور اسمیں اب کچھ شک وشبہ نہ رہا۔ (۱-۳)

۴۱- نہ کہ ساری اُمت پر بلکہ اُن گواہوں پر جو آگے سے خدا کے چنے ہوئے تھے یعنی ہم پر جنہوں نے اُس کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد اُس کے ساتھ کھایا پیا۔

جو آگے سے خدا کے چنے ہوئے تھے۔ یہ مرکب فعل لفظ "آگے سے" کے ساتھ تمام عہدنامہ میں صرف اسی جگہ آیا ہے۔ سادہ فعل بغیر "آگے سے" کے ۱۴-۲۳ میں آتا ہے۔ اس کے لغوی معنی ہیں "رائے دینے کے لئے ہاتھ کو بڑھانا" لیکن بعد میں اس کے معنی مقرر کرنا ہوا۔ اِن گواہوں کو خدا نے مقرر کیا تھا (یوحنا ۱۷-۶) اور وہ بھی پہلے سے جب وہ پہلے مسیح کی خدمت کے لئے بلائے گئے۔ تاکہ وہ اُن بڑے واقعات پر گواہی دیں جن کو انہوں نے دیکھنا اور جاننا تھا یعنی اُسکی موت اور قیامت جنہوں نے اُس کے ساتھ کھایا اور پیا۔ دیکھو ۱-۴ کی شرح۔ دیکھو ۲۴-۴۳ و ۴۱ سے ۴۳ و یوحنا ۲۱-۱۲ سے ۱۵۔

۴۲- اور اُس نے ہمیں حکم دیا کہ اُمت میں منادی کرو۔ اور گواہی دو کہ یہ وہی ہے جو خدا کی طرف سے زندوں اور مُردوں کا منصف مقرر کیا گیا۔

حکم دیا- ۱-۲ کی شرح۔

منادی کرو- ۸-۵ کی شرح۔

گواہی دو- ۲-۴۰ کی شرح اور ۸-۲۵۔

منصف مقرر کیا گیا- اعمال کی کتاب میں یہاں پہلی دفعہ آیندہ عدالت کا ذکر آیا ہے (مقابلہ کرو ۱۷-۳۱ + ۲۴-۲۵) یہ قابلِ لحاظ ہے کہ جہاں کہیں اس کا ذکر آیا ہے وہاں غیر قوموں کے سامنے منادی میں آیا ہے۔ مسیح اپنی حقیقی انسانیت کی وجہ سے منصف مقرر ہوا (یوحنا ۵-۲۱ سے ۲۹) اور اُس کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا اُس کے اختیار کی سند اور ثبوت تھا۔ "زندوں اور مُردوں"

میں کل نوعِ انسان داخل ہیں۔

مُردوں میں سے شخصی قیامت اور عدالت جو مسیحی دین کی تعلیم ہے اُسکا مقابلہ ہندوؤں کے تناسخ کے مسئلہ کے ساتھ کرو جو کرم کا قدرتی اور طبعی نتیجہ ہے جب تک انسان کی روح غیر متشخص دیوتا میں غرق نہ ہو جائے۔

۴۳- اس شخص کی سب نبی گواہی دیتے ہیں کہ جو کوئی اُس پر ایمان لائیگا۔ اُس کے نام سے گناہوں کی معافی حاصل کریگا۔

سب نبی- دیکھو ۳-۲۴ کی شرح۔ مقابلہ کرو یسعیاہ ۴۵-۲۲ + ۴۹-۶ + ۵۳-۶ + یوایل ۲-۲۸ + زکریاہ ۹-۱۰ وغیرہ۔

جو اُس پر ایمان لائیگا- خواہ یہودی ہو یا غیر قوم (رومیوں ۱۰-۱۱ و ۱۲) یونانی میں یہ جملہ پُرزور ہے۔ اس اعلان کے ذریعہ مقدس پطرس نے مسیح کی سلطنت کا دروازہ حقیقی معنی میں غیر قوموں کے لئے کھول دیا۔ ہم اس امر کو نظرانداز نہ کریں کہ مسیح پر ایمان لانا گناہوں کی معافی کے لئے لازمی شرط تھی اس کرنیلیس کے معاملہ میں بھی یہی شرط پائی جاتی ہے۔

گناہوں کی معافی- دیکھو ۲-۳۸ کی شرح۔

۴۴- پطرس یہ باتیں کہہ ہی رہا تھا۔ کہ روح القدس اُن سب پر نازل ہوا جو کلام سُن رہے تھے۔

اُن سب پر ... جو سُن رہے تھے- یہ امر مسلمہ ہے کہ جہاں تک ایمان اور قبولیت کا مادہ ضروری تھا اُن میں موجود تھا۔ (۱۵-۸ و ۹)

نازل ہوا- دیکھو ۸-۱۶ کی شرح۔ یہ گویا غیر قوموں کا پنتکوست تھا۔ یہ آسمان سے خدا کی طرف سے نشان تھا کہ وہ مع یہودی ایمانداروں کے اُس کی بادشاہت میں مساوی درجہ اور اعلےٰ حقوق میں شامل ہوئے۔ اور یہ اور بھی قابلِ لحاظ ہے کہ اب تک اُنہوں نے بپتسمہ کے ذریعہ ایمان کا اظہار نہ کیا تھا (۲-۳۸) یہ شاہی فضل معمولی وسائل میں محدود نہیں۔ یہ اس امر کا بھی

کافی ثبوت تھا کہ اب غیر قومیں "حرام یا ناپاک" نہیں رہیں (آیات ۱۴ و ۱۵)

۴۵- اور پطرس کے ساتھ جتنے مختون ایماندار آئے تھے وہ سب حیران ہوئے کہ غیر قوموں پر بھی روح القدس کی بخشش جاری ہوئی۔

جتنے مختون - مقابلہ کرو ۱۱-۲ + رومیوں ۴-۱۲ + گلتیوں ۲-۱۲ + ططس ۱-۱۰ + اس جملہ سے بعض اوقات عبرانی مسیحی مراد ہیں اور بعض اوقات وہ فریق جو ختنہ پر بہت زور دیتے تھے۔ یہاں سے یہ پتہ لگتا ہے کہ جو چھ شخص یافہ سے پطرس کے ہمراہ آئے تھے (آیت ۲۳) خدا کی مرضی اور ارادہ کے سامنے اُن کا تعصب ٹوٹ گیا۔

حیران ہوگئے - دیکھو ۲-۷ و ۱۲ + ۸-۹ و ۱۱ و ۱۳ + ۹-۲۱ + یہودی تجربہ کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا حیرت ہو سکتی تھی۔

بخشش - دیکھو ۲-۳۸ کی شرح اور ۸-۲۰ + یہ وہی بخشش تھی جو پنتی کوست کے روز بھی ملی تھی اور اس کے ملنے کا طریقہ بھی ویسا ہی تھا۔

جاری ہوئی - دیکھو ۲-۱۷ و ۱۸ و ۳۳ جہاں یہی فعل متعدی صورت میں آیا ہے۔

۴۶- کیونکہ انہیں طرح طرح کی زبانیں بولتے - اور خدا کی بڑائی کرتے سنا پطرس نے جواب دیا۔

طرح طرح کی زبانیں - دیکھو ۲-۴ کی شرح - یہ نظارہ بھی پنتی کوست کے دن کے نظارہ کی مانند تھا۔ گو مختلف موقعہ کے لحاظ سے طریقے میں کچھ فرق تھا کیونکہ کرنیلیس کے گھر ویسا عام مجمع نہ تھا کہ ہر شخص اپنی اپنی زبان میں اُن کو بولتے سنتا (۲-۸)

خدا کی بڑائی - مقابلہ کرو ۲-۱۱ سے یعنی خوشی کے جوش میں آکر خدا کی تعریف کر رہے تھے۔

۴۷- کیا کوئی پانی سے روک سکتا ہے کہ یہ بپتسمہ نہ پائیں۔ جنہوں نے ہماری طرح روح القدس پایا؟

کوئی پانی سے روک سکتا ہے - یہ سوال گویا اُن یہودی مسیحیوں سے تھا جو اُس کے ہمراہ آئے تھے۔ چونکہ خدا نے اِن غیر قوم ایمانداروں کو قبول کر لیا اور اُنہیں اندرونی اور روحانی فضل عطا کیا۔ اِس لئے اُن کو بیرونی اور ظاہری نشان سے محروم رکھنا ناممکن تھا یعنی پانی کے بپتسمہ سے - اور اُن کو مسیح کی ظاہری کلیسیا میں داخل کرنے سے روکنا ناممکن تھا۔ اگر ایسا کرتے تو جنہیں خدا نے پاک کیا تھا انہیں ناپاک ٹھہراتے (آیت ۱۵) ہم یہ بھی لحاظ رکھیں کہ اعلیٰ سے اعلیٰ روحانی بخششوں کے ملنے سے خود مسیح کی مقرر کردہ رسوم باطل نہیں ٹھہر سکتیں۔

ہماری طرح - اِس باب کا یہ خاص سبق ہے اور بار بار اس پر زور دیا گیا ہے کہ انجیل کے عہد میں یہودی اور غیر قوم کا درجہ مساوی ہے۔ اِس لئے ایمانداروں کی اِس کامل برادری میں قومی یا تمدنی امتیازات کسی طرح سے نقصان نہ پہنچائیں نہ ہم ایسوں کو حقیر جانیں اور خارج کریں جنہیں روح القدس کی بخششیں [illegible] صاف طور سے ملی ہوں۔

۴۸- اور اُس نے حکم دیا کہ وہ یسوع مسیح کے نام سے بپتسمہ دیا جائے۔ اس پر اُنہوں نے اُس سے درخواست کی کہ چند روز ہمارے پاس رہ۔

حکم دیا - بپتسمہ دیا جائے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پطرس کے سوا کسی دوسرے نے یہ رسم بپتسمہ ادا کی۔ غالباً اُن چھ شخصوں نے جو اُس کے ہمراہ آئے یا کسی دوسرے مسیحی یا مسیحیوں نے۔

یسوع مسیح کے نام سے - دیکھو ۲-۳۸ کی شرح۔

چند روز - دیکھو ۹-۱۹ کی شرح۔

رہ - غیر قوموں کے ساتھ اُس کی برادرانہ محبت کا مزید ثبوت ہے۔ وہ اُن کے پاس ٹھہرا۔ اُن کے ساتھ رہا۔ اُس نے اُن کے ساتھ کھایا پیا۔ جو مسیحی آپس میں ملنے جلنے یا کھاتے پیتے ہیں اور ذات پات کا امتیاز رکھتے ہیں اُنہوں نے اِس باب کے سبق کو نہیں سیکھا۔

مقدس پطرس نے اِن رہائش کے ایام میں انجیل کی صداقت کی مزید تعلیم دی ہوگی۔

دسویں باب کی تعلیم

اوّل ۔ بڑے بڑے حصے

(ا) تیاری ۔ آیات ۱ سے ۲۳

(۱) کرنیلیس کی تیاری آیات ۱ سے ۸

(۲) پطرس کی تیاری ۹ سے ۲۳

(ب) توقع ۲۴ سے ۳۳

(ج) ظہور ۳۴ سے ۴۸ (روح کی قدرت کا)

دوم ۔ بڑے بڑے مضامین

(ا) خدا کا تو مرید کو تیار کرنا ۱ سے ۸

(۱) قدرتی واقعات آیت ۱ ۔ یہ دستہ قیصریہ میں تعینات تھا جہاں سے یہودی اور مسیحی معلموں تک رسائی ہو سکتی تھی ۔

(۲) صدق دل سے ایمان لانا ۔ آیت ۲ (نور قلب کے مطابق زندگی بسر کرنا)

(۳) سرگرمی کی درخواست آیات ۲ و ۳ (مزید نور کی تلاش ۔

(۴) خاص ہدایات آیات ۳ سے ۶ (صاف شخصی ۔ خاص) خدا متلاشی روح کی ہدایت کرتا ہے ۔

(۵) فرمانبرداری ۔ ۷ و ۸ (کرنیلیس ورانس) نے سمجھا ۔ آدمی بھیج ۔ اور اُس نے تین آدمی بھیجے ۔

(ب) خدا نے مشنری کو تیار کیا ۹ سے ۲۳

(۱) عین وقت پر تیار کیا گیا ۔ آیت ۹ ۔ (جب وہ بھیجی غیر قوم شہر کے نزدیک پہنچے)

(۲) مناسب جگہ میں انتظار کر رہا ہے ۔ آیت ۹ ۔ (جہاں وہ گھٹنے ٹیک کر دعا مانگ رہا تھا)

(۳) مناسب حالت میں پایا گیا ۔ آیت ۱۰ (بھوکا ۔ یوحنا ۴ ۔ ۶ و ۷)

(۴) مناسب طریقے سے تعلیم ملی آیت ۱۱ سے ۱۶ (ظرف ۔ تفصیل وار ۔ یہ اُس صداقت کے مطابق تھا ۔

(۵) مناسب واقعات سے ہدایت ملی ۔ ۱۷ سے ۲۰ ۔ (ان واقعات نے اُس رویا کی تشریح کر دی ۔

(۶) مناسب جواب دیا ۔ ۲۱ سے ۲۳ ۔ اُس نے ہر ایک کو قبول کیا ۔ پیچھے جا ۔ اور پطرس نے اُٹھ کر اُن کے ساتھ ہو لیے "وہ اُن کے ساتھ روانہ ہوا"

(ج) ایک قابل نمونہ تحقیقات کی میٹنگ

۲۴ سے ۳۳ (۲۴) وہ برکت لینے کے لئے سرگرم تھے ۔

(۱) اُن کی سرگرمی کی آرزو (۲۴ و ۲۷ منتظر ۔ بہت جمع ہو گئے تھے)

(۲) اُن کی کامل یگانگت ۔ ۳۳ ۔ (ہم سب حاضر ہیں)

(۳) اُن کی اُمید آیت ۳۳ (خدا کے حضور سُننے کے لئے)

(۴) اُن کا اصلی ایمان ۔ آیت ۳۳ (جو کچھ ... فرمایا ہے اُسے سنیں) خدا پر ایمان ۔

(۵) فوراً قبول کرنا ۔ آیت ۴۴ (اُنہوں نے خوشی سے انجیل کے پیغام کو سنا اور روح کے انعام کو قبول کیا) ۔

جب یہ شرائط پوری ہو گئیں تو کچھ تعجب نہیں کہ قدرت اور برکت اُن پر نازل ہوئی ۔

(د) متلاشیوں کے لئے مناسب تعلیم ۳۴ سے ۴۳ ۔

رسول نے مسیح کو اُن کے سامنے پیش کیا اور انجیل کے بڑے واقعات کی تشریح کی

(۱) مسیح مہربان مربی ۳۶ سے ۳۸ (اُس کی زندگی اور خدمت رحمت سے معمور تھی)

(۲) مسیح مخلصی دہندہ ۔ آیت ۳۹ ۔ (اُس کی موت اور دُکھ سہنا ۔

(۳) مسیح جی اُٹھا خداوند ۔ آیت ۴۰ سے ۴۲ ۔ اُس کا جی اُٹھنا اور اختیار ۔

(۴) مسیح آدمیوں کا منصف ۔ آیت ۴۲ (اُس کی آمد اور عدالت ۔

(۵) مسیح نجات دہندہ ۔ آیت ۴۳ (اُس کا فضل اور معافی ۔

Michael Joseph. Cell # 92 300 7233 854.
esus@gmail.com
cheal@yahoo.co.uk
list Yousaf Masih.
92 300 7233 853.

گیارھواں باب

۱ سے ۱۸- مختون فریق کے اعتراضات

پطرس کی تقریر

یروشلیم کی کلیسیا میں یہودیت کا زور اسقدر تھا کہ خود مُقدس پطرس پر اعتراضات کی بوچھاڑ ہونے لگی۔

جو کچھ کرنیلیس کے گھر میں واقع ہوا اُس سے اُن کے یہودی تعصب اور عبرانی قوم کے دل پسند اعتقادات کو سخت صدمہ پہنچا۔ غیر قوم آزادگی سخت لڑائی کے بغیر حاصل نہ ہو سکتی تھی۔ اس لئے قدم قدم کے لئے سخت کوشش کرنی پڑی۔

۱- اور رسولوں اور بھائیوں نے جو یہودیہ میں تھے سُنا کہ غیر قوموں نے بھی خدا کا کلام قبول کیا۔

رسولوں اور بھائیوں- یعنی رسول اور کلیسیا کے دیگر شرکا- اس وقت تک کلیسیا میں پرسبٹر یا بزرگ نہ تھے (۱۵-۲ و ۴ و ۶ و ۲۲)

یہودیہ- لفظی طور سے شمار سے یہودیہ- بیزا کے نسخہ میں یہ مضمون ہے کہ پطرس نے قیصریہ میں ایک طویل الوداعی تقریر کی اور بعد ازاں یروشلیم کو جاتے ہوئے کئی مقامات میں دورہ کیا۔

۲- جب پطرس یروشلیم میں آیا تو مختون اُس سے یہ بحث کرنے لگے۔

مختون- دیکھو ۱۰-۴۵ کی شرح- یہاں عبرانی مسیحیوں کا وہ خاص فریق مراد ہے جو غیر قوموں سے علیحدہ رہتا تھا- حال ہی میں جو واقعات سامریہ اور قیصریہ میں ہوئے تھے غالباً اُن کے ذریعہ یہ فریق اور بھی متعصب ہو گیا- گو وہ مسیحی تھے

لیکن وہ ختنہ اور موسوی شریعت کی پابندی لازمی ٹھہراتے تھے۔ بعض امور میں اُن کی مثال یہ ہوگی کہ چند ہندوستانی مسیحیوں کی جماعت اپنے پہلے ذات پات کے رسوم کی پابندی پر زور دیں اور کلیسیا میں ایسے ذات پات کے امتیاز کو ضروری ٹھہرا کر بحث کرنے لگے۔ ۱۰-۲۰ میں اس فعل کا ترجمہ "بے کھٹکے" ہوا ہے۔ اس میں شک اور جدائی کے دو خیالات پائے جاتے ہیں۔ چونکہ فعل ناتمام ہے اس لئے یہ شک و بحث دیر تک جاری رہی ہوگی۔

اُن کے ساتھ کھانا کھایا۔ اُن متعصب یہودیوں کی نظر میں یہ حقیقی خار تھا (دیکھو ۱۰-۲۸ کی شرح) ناپاک غیر قوموں کے ساتھ کھانا کھانا اُن کی نگاہ میں سخت ناپاکی تھی۔ جیسے اہل ہنود میں کسی دوسری ذات کے یا کسی نیچ قوم کے ساتھ کھانا کھانے سے آدمی بھرشٹ ہو جاتا ہے۔ اخلاقی یا روحانی سوالات مثلاً سیرت کی پاکیزگی اور نوع انسان کی برادری اس قسم کی رسوم کی خاطر بے حقیقت ٹھہرتی ہیں۔

۴- پطرس نے شروع سے وہ امر ترتیب وار اُن سے بیان کیا کہ-

ترتیب وار- فعل (۱-۷ - ۲۱-۱۸ + ۲۸-۲۹ - ۲۳-۳۴) اور متعلق فعل (لوقا ۱-۳ + اعمال ۳-۲۴ + ۱۸-۲۳) خاص لوقا کی تصنیفات میں آتے ہیں۔ لفظ شروع سے بھی اُسی کے خاص لفظوں میں سے ہے (۱-۱ کی شرح) غلط فہمی کو رفع کرنے کا آسان طریقہ امور واقعی کو صاف طور سے بیان کر دینا ہے۔

۵- میں یافا شہر میں دعا مانگ رہا تھا- اور بیخودی کی حالت میں ایک رویا دیکھی کہ کوئی چیز بڑی چادر کی طرح چاروں کونوں سے لٹکتی ہوئی آسمان سے اُتر کر مجھ تک آئی۔

مجھ تک آئی- ایک مصورانہ بیان جس کا ذکر دس باب میں نہیں آیا- اس کے ذریعہ اس امر کو مزید زور حاصل ہو جاتا ہے- کہ یہ رویا مقدس پطرس پر شخصی مکاشفہ خدا کی مرضی کے بارہ میں تھا اور اُس کے ماننے کے سوا اُس سے اور کچھ چارہ نہ تھا۔

۶- اُس پر جب میں نے غور سے نظر کی تو زمین کے چوپائے اور جنگلی جانور اور کیڑے مکوڑے اور ہوا کے پرندے دیکھے۔

نظر کی - دیکھو ۱۰-۱ کی شرح - یہ بھی مزید تفصیل ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کیسی خبرداری سے رسول نے اس رویا پر غور کی تھی (مقابلہ کرو ۱۰-۱۷ سے) یہی خیال ہمارے فعل (غور سے غور کیا) پر صادق آتا ہے۔

جنگلی جانور - ۱۰-۱۲ میں اس کا بھی خاص ذکر نہیں۔

۷- اور یہ آواز بھی سنی کہ اے پطرس اٹھ ذبح کر اور کھا۔

۸- لیکن میں نے کہا کہ اے خداوند ہرگز نہیں۔ کیونکہ کبھی کوئی حرام یا ناپاک چیز میرے منہ میں نہیں گئی۔

۹- اس کے جواب میں دوسری بار آسمان سے آواز آئی کہ جن کو خدا نے پاک ٹھہرایا ہے تو انہیں حرام نہ کہہ۔

۱۰- تین بار ایسا ہی ہوا۔ پھر وہ ساری چیزیں آسمان کی طرف کھینچ لی گئیں۔

کھینچ لی گئیں - یہ فعل بھی لوقا کا ہے اور لوقا ۱۴-۵ میں بھی استعمال ہوا ہے ۱۰-۱۶ کے لفظ سے یہ زیادہ واضح ہے - اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کتنی جلدی وہ ظرف آسمان کی طرف کھینچ لیا گیا۔

۱۱- اور دیکھو اُسی دم تین آدمی جو قیصریہ سے میرے پاس بھیجے گئے تھے اُس گھر کے پاس آ کھڑے ہوئے جس میں ہم تھے۔

۱۲- روح نے مجھ سے کہا کہ تو بلا امتیاز اُن کے ساتھ چلا جا۔ اور یہ چھ بھائی بھی میرے ساتھ ہو لئے اور ہم اُس شخص کے گھر میں داخل ہوئے۔

بلا امتیاز - ۱۰-۲۰ میں بھی یہی لفظ آیا تھا۔ البتہ وہاں یہ فعل لازم تھا مقابلہ کرو ۱۵-۹ سے - یہ گویا رسول کے لئے کوچ کا حکم تھا بلا امتیاز ان کے ساتھ جا۔ یہی حکم سارے زمانوں میں مسیحیوں پر فرض ہے - ... روح القدس نے ہمیں صاف طور سے منع کیا ہے کہ انجیل میں ہم امتیازات

نہ کریں - خواہ وہ قومی امتیازات ہوں - یا خاندانی یا ذات پات کے۔

یہ چھ بھائی - دیکھو ۱۰-۲۳ و ۴۵ - ان کے شمار کا ذکر پہلی دفعہ یہاں آیا ہے - اس سے ظاہر ہے کہ یہ ساتوں کا گروہ تھا جو اس خاص کام کیلئے روانہ ہوا۔

۱۳- اُس نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے فرشتے کو اپنے گھر میں کھڑے ہوئے دیکھا جس نے مجھ سے کہا کہ یافا میں آدمی بھیج کر شمعون کو بلوا لے جو پطرس کہلاتا ہے۔

۱۴- وہ تجھ سے ایسی باتیں کہے گا جن سے تو اور تیرا سارا گھرانہ نجات پائیگا۔

ایسی باتیں ... نجات پائیگا - اس سے ظاہر ہے کہ کرنیلیس سچا دیندار اور حق کا سرگرم متلاشی تھا لیکن اس کی حقیقی نجات کے لئے مسیح کا شخصی علم حاصل کرنا لازمی تھا - اس سے یہ بھی واضح ہے کہ اس کی دعائیں اور مناجاتیں نجات کے لئے اس کی گہری روحانی آرزو کا اظہار تھیں۔

۱۵- جب میں کلام کرنے لگا - تو روح القدس اُن پر اس طرح نازل ہوا جس طرح شروع میں ہم پر نازل ہوا تھا۔

کلام کرنے لگا - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان الفاظ سے جیسے پطرس کا وعظ گو بہت واضح تھا لیکن وہ غیر مکمل تھا اور وہ کچھ اور کہنا چاہتا تھا

جس طرح - دیکھو ۱۰-۴۷ کی شرح - اس وقت سے لیکر خدا نے اپنے انعام عطا کرنے میں یہودی اور غیر قوم میں کچھ امتیاز نہیں کیا - اگر کلیسیا ایسے فرق اور امتیازات جاری رکھے تو یہ اس کا سخت جرم ہوگا۔

شروع میں - یعنی پنتیکوست کے روز۔

۱۶- اور مجھے خداوند کی وہ بات یاد آئی جو اُس نے کہی تھی کہ یوحنا نے تو پانی سے بپتسمہ دیا۔ مگر تم روح القدس سے بپتسمہ پاؤ گے۔

خداوند کی بات ... یاد آئی - یعنی جو اس نے اپنے صعود سے پیشتر فرمائی تھی (۱-۵) ۔ دیکھو یوحنا ۱۴-۲۶ موقعہ پر ایسی باتوں کے یاد آنے

کے بارہ میں دیکھو لوقا ۲۳-۶۱ + ۲۴-۸ + یوحنا ۲-۲۲ + ۱۲-۱۶

۱۷- پس جب خدا نے اُن کو بھی وہی نعمت دی جو ہم کو خداوند یسوع مسیح پر ایمان لا کر ملی تھی۔ تو میں کون تھا کہ خدا کو روک سکتا؟

وہی نعمت - دیکھو آیت ۱۵ + ۱۰ اور ۲-۳۸ کی شرح - پطرس نے اس وجہ پر بار بار زور دیا اور اُس کا بار بار ذکر کیا کہ خدا غیر قوموں کے بارہ میں کچھ امتیاز نہیں کرتا۔

ہم کو ایمان لا کر - یہاں ایمان پر خاص زور ہے۔ نہ ختنہ پر جس کے ذریعہ انسان روحانی انعام کے قابل ہو جاتا ہے (مقابلہ کرو ۱۰-۱۵ + گلتیوں ۳-۲)۔ جب غیر قوم کے لوگ ایمان لائے اور جس وقت یہودی ایمان لائے تھے کہ روح دونوں پر نازل ہوئی۔ خواہ ہندوستانی ہوں یا یورپشین یا یوروپین۔ ہم سبھوں کو خدا کے فضل کا اعلیٰ انعام ایمان کی شرط پر عطا ہوتا ہے۔

۱۸- وہ یہ سن کر چپ رہے۔ اور خدا کی بڑائی کر کے کہا۔ تو بیشک خدا نے غیر قوموں کو بھی زندگی کے لئے توبہ کی توفیق دی ہے۔

چپ رہے - یعنی مخالفت سے باز رہے (لوقا ۱۴-۴ + اعمال ۲۱-۱۴) غیر قوموں کی آزادگی کے لئے لڑائی ابھی قطعی طور سے ختم نہیں ہوئی (دیکھو ۱۵-۱) یہ فعل بھی لوقا اور پولس کی تصنیفات میں آتا ہے۔

غیر قوموں کو بھی - جیسے ایماندار یہودیوں کو۔ یہاں غیر قوموں کی آزادگی کا گویا حکمنامہ ہے۔ آسمان کی بادشاہت کے دروازے سارے ایمانداروں کے لئے کھل گئے۔ ذات پات کا کوئی امتیاز نہ رہا۔ ہندوستان میں ان الفاظ کی تفصیل نہایت ضروری ہے۔ برہمن کو بھی اور شیخ و چمار کو بھی۔ چھتری کو بھی اور ویش کو بھی اور شودر کو بھی۔ یہ دروازے کھل گئے ہیں اور کوئی امتیاز نہیں رہا۔

توبہ - دیکھو ۲-۳۸ کی شرح - یہ دل کی تبدیلی ہے۔ یا گناہ سے مسیح کی طرف پھرنا۔ خدا اسی کا لحاظ کرتا ہے نہ ختنہ کی اور رسمی صفات کا۔

زندگی کے لئے - دیکھو ۵-۲۰ کی شرح - جو انجام اور غرض ہمارے سامنے پیش کئے گئے وہ روحانی اور ابدی زندگی ہے یعنی ایسی زندگی جو مسیح کے ساتھ شراکت رکھتی ہے کبھی طبعی حق یا رسم پر نہیں۔

۱۹ سے ۳۰ - انطاکیہ تک انجیل کا پھیلنا

برنباس - پولس - اگبس

اب تاریخ کا سلسلہ مسیحیوں کے منتشر ہونے سے پھر شروع ہوتا ہے۔ (۸-۱ و ۴) اور مشنری کام میں بشارت کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔

۱۹- پس جو لوگ اُس مصیبت سے پراگندہ ہو گئے تھے جو ستفنس کے باعث پڑی تھی وہ پھرتے پھرتے فینیکے اور کپرس اور انطاکیہ میں پہنچے مگر یہودیوں کے سوا اور کسی کو کلام نہ سناتے تھے۔

پھرتے پھرتے - دیکھو ۸-۴۔

فینیکے - بحیرہ اوقیانوس کے ساحل کا ملک جس کے جنوب کی طرف کوہ کرمل اور شمال کی طرف دریائے اورنتس تھا اس میں صور اور صیدا کے مشہور شہر واقع تھے۔ قیصریہ سے جو جہاز اس ساحل کے قریب چلتے تھے وہ آسانی سے ان مبشروں کو فینیکے کے بندرگاہ میں پہنچا سکتے تھے۔ اس سے کچھ عرصہ بعد صور اور صیدا میں کلیسیاؤں کا ذکر آتا ہے (۲۱-۴ + ۲۷-۳)

کپرس - دیکھو ۴-۳۶ کی شرح - صور اور صیدا سے سمندر کے ذریعہ کپرس تک آمد و رفت آسان تھی۔

انطاکیہ - سوریا کے رومی صوبہ کا دار الخلافہ اور گورنر کا صدر مقام ۳۰۰ ق م کے قریب سلیوکس نکانور نے اس کو تعمیر کرایا اور اپنے باپ انطیوکس کے نام سے موسوم کیا۔ یہ سمندر سے ۱۶ میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ اس جگہ پر جہاں دریائے اورنتس پہاڑوں سے نکل کر بہتا ہے اس کا بندرگاہ سلوکیا تھا۔

(۱۳-۴) روم اور اسکندریہ کے بعد یہ اس کا تیسرا درجہ تھا - اِس میں بہت سورپانی آبادی تھی - اور بہت یہودی بھی یہاں بستے تھے - لیکن یہاں کی تہذیب اور شائستگی یونانی تھی اور یہاں کے عہدہ دار اور ملکی خیالات رومی تھے - یہ ایک طرح سے ساری قوموں کا مرکز تھا اور مشنری کلیسیا کا مرکز ہونے کے لئے بہت مناسب جگہ تھی - شمال کی طرف جاتے ہوئے یہ مبشر انجیل انطاکیہ پہنچے - ہم کو یاد رہے کہ نکولس جو ساتوں میں سے ایک تھا وہ اسی شہر سے تھا (۶-۵)

گمر یہودیوں کے سوا - دیکھئے یہ یقین کیسا دل نشین ہوگیا تھا کہ نجات صرف یہودیوں کے لئے تھی اور عبرانی مسیحی دوسروں تک اس کی توسیع کرنے میں کیسے متامل تھے -

۲۰- لیکن اُن میں سے چند کپرسی اور کرینی تھے - جو انطاکیہ میں آکر یونانیوں کو بھی خداوند یسوع کی خوشخبری کی باتیں سُنانے لگے -

چند کپرسی اور کرینی - دیکھو ۲-۱۰ + ۴-۳۶ کی شرح - ابتدا ہی میں کپرس سے برنبا اور مناسون جیسے مسیحی پیدا ہوئے (۲۱-۱۶) ایسے ملکوں کے مسیحی جن کو غیر قوموں سے تجارت وغیرہ کا واسطہ پڑتا تھا فلسطین کے متعصب مسیحیوں کی نسبت زیادہ کشادہ دل اور وسیع خیال تھے - شمعون کالا اور لوکیس غالباً اسی فریق سے تھے (۱۳-۱)

یونانیوں کو بھی - بعض قدیم نسخوں میں "یونانیوں" کی جگہ یونانی مائل یہودی آیا ہے (۶-۱ کی شرح) لیکن اندرونی شہادت "یونانیوں" کی مدد ہے - کیونکہ یونانی مائل یہودیوں کو انجیل سُنانے میں کوئی نئی بات نہ تھی - کیونکہ ان میں سے تو کئی ایک کلیسیا میں داخل ہو چکے تھے - گمر یہ اغلب ہے کہ یہاں لفظ "یونانیوں" سے مُراد بُت پرست یونانی مراد نہ تھے بلکہ ایسے یونانی جو ابھی تک مختون ہو کر یہودی مرید تو نہ ہوگئے تھے لیکن عبادت خانے میں واحد حقیقی زندہ خدا کی پرستش کرتے تھے (دیکھو ۱۰-۲ کی شرح) نامختون یہودیوں کو

انجیل سُنانا ایک نیا قدم تھا - اگر یہ واقعہ قیصریہ میں پطرس کے کام سے پیشتر نہ بھی ہوا اگرچہ تقریباً ایسا ہونے کا یقین ہے) تو یہ ماننا قرین قیاس ہوگا کہ انجیل کے ان مبشروں نے غیر قوموں کے کلیسیا میں داخل ہونے کے بارہ میں سُنا نہ تھا - لیکن اس سے اگلا قدم سلطنت کے خالص بت پرستوں کو انجیل سُنانا مقدس پولس اور اس کے رفیقوں کے حصہ میں آیا -

۲۱- اور خداوند کا ہاتھ اُن پر تھا اور بہت سے لوگ ایمان لاکر خداوند کی طرف رجوع ہوئے -

خداوند کا ہاتھ اُن پر تھا - مقابلہ کرو لوقا ۱-۶۶ + اعمال ۴-۳۰ سے اِس سے یہ مراد ہے کہ خداوند کی قوت اُن کے ساتھ تھی اور اس کی برکت اُن کی محنتوں پر تھی - اور شاید معجزوں کا انعام اسی الہٰی منظوری کے نشان کے طور پر عطا ہوتا - بہرحال بہت سے لوگ کلیسیا میں داخل ہوگئے - اعمال کی کتاب میں بار بار اِس امر کا ذکر آتا ہے کہ انجیل پھیلانے کی ہر نئی کوشش پر خدا نے اپنی برکت نازل کی -

ہمیں پورا یقین ہے کہ اگر ہندوستانی مسیحی اُن علاقوں میں انجیل سُنانے کی کوشش کریں گے جہاں پہلے انجیل نہیں پہنچی تو خدا اُن کو بھی برکت دیگا -

۲۲- اِن لوگوں کی خبر یروشلیم کی کلیسیا کے کانوں تک پہنچی - اور اُنہوں نے برنبا کو انطاکیہ تک بھیجا -

اُن لوگوں کی خبر - اِس کا اشارہ یا تو ان اولوالعزم مبشروں کی طرف ہوگا یا نو مرید یونانیوں کی طرف یا دونوں کی طرف - مختون فریق کے دلوں میں اس سے ضرور رشک و شبہے پیدا ہوئے ہوں گے - اور کلیسیا کے لئے نئی مشکلات اور مسئلے پیدا ہوگئے جن کو حل کرنا ضرور تھا -

برنبا کو بھیجا - بطور اپنے نمائندوں کے - تاکہ اس نئی حالت کو دریافت کریں اور بے قاعدگیوں کو روکیں اور اطلاع دیں - جوں جوں کام پھیلتا

گیا - ایسے نمایندوں کی ضرورت بڑھتی گئی تاکہ یروشلیم کی کلیسیا کو ایسے نئے واقعات سے مطلع کرتے رہیں اور یگانگت اور انتظام کو ترقی دیں (۸-۱۴ کی شرح)

برنباس شاید اپنی اعلیٰ شہرت اور عالمگیر ہمدردی کی وجہ سے چنا گیا اور نیز اس لئے بھی کہ ان مبشروں کی طرف جن کے کام کی اطلاع اسے دی گئی تھی وہ کپرسی تھا

۲۳- وہ پہنچ کر اور خدا کا فضل دیکھ کر خوش ہوا - اور ان سب کو نصیحت کی کہ دلی ارادے سے خداوند سے لپٹے رہو -

خدا کا فضل دیکھ کر - یہ فضل ایک تو انطاکیہ میں انجیل کی حیرت انگیز ترقی میں ظاہر ہوا - اور پھر وہاں کے نو مرید مسیحیوں کے ایمان سرگرمی اور چال چلن میں - یہ بھی ظاہر تھا کہ خدا نے کیسی عجیب رحمت مختونوں کے دائرہ کے باہر بھی دکھائی - (دیکھو ۱۰- ۳۴ کی شرح) جب ہم ہر قوم اور ذات کے لوگوں کو مسیح کے ایک بدن میں شامل ہوتے دیکھتے ہیں تب ہی خدا کے فضل کو ٹھیک طور سے محسوس کر سکتے ہیں -

خوش ہوا - یہ بھی لوقا کا خاص خاصہ ہے (دیباچہ ۶-۹) جب ہم غیر ملکوں اور قوموں کے لوگوں کو انجیل کی برکتوں میں شریک ہوتا دیکھیں - تو ہمارے دل خوشی سے بھر جانے چاہئیں -

ان سب کو نصیحت کی - یہاں بھی فعل ناتمام ہے یعنی برابر نصیحت کرتا رہا - یہ فعل "نصیحت کی" ۴- ۳۶ کے اسم سے متعلق ہے - برنباس یہاں اسم بامسمّیٰ ثابت ہوا "نصیحت کا بیٹا" اس لفظ میں نصیحت اور حوصلہ افزائی دونوں شامل ہیں - لفظ "سب" (یہودی اور غیر قوم) سے ظاہر ہے کہ اس نے دونوں میں یگانگت کو ترقی دی -

خداوند سے لپٹے رہو یا خداوند کے ساتھ جاری رہو (دیکھو ۱۳- ۴۳ - جہاں یہی فعل استعمال ہوا ہے - حاشیہ کی قرأت کا بھی لحاظ رکھو

رجوع لانے (Conversion) کے ساتھ لپٹے رہنے (Continuance) کی بھی ضرورت ہے - اور یہ لپٹا رہنا (Continuance) خداوند مسیح کے ساتھ یگانگت اور شراکت رکھنے پر مبنی ہے - اس دلی ارادے کے لئے فروتن لیکن سرگرم استقلال درکار ہے تاکہ مسیحی زندگی میں قائم رہیں -

ہندوستان میں کوئی مشنری اس وقت ایسی زیادہ مفید نصیحت نہیں دے سکتا جو برنباس نے انطاکیہ میں ان نو مسیحیوں کو دی - یہ بھی غور کرو کہ وہ انہیں "خداوند سے لپٹے رہنے" کی نصیحت کرتا ہے اور نہ محض مسیحیت سے لپٹے رہنے کی - مشن کا ہر کارندہ جانتا ہے کہ غیر مستقل نو مسیحیوں کے لئے برگشتہ ہو جانا کیسا آسان ہے - کیونکہ وہ چاروں طرف مخالف تاثیرات سے گھرے ہوئے ہیں -

۲۴- کیونکہ وہ نیک مرد اور روح القدس اور ایمان سے معمور تھا - اور بہت سے لوگ خداوند کی کلیسیا میں آ ملے -

روح القدس ... سے معمور - دیکھو ۶-۵ -

بہت سے لوگ .... یہ برنباس کے عقلمندانہ اور ہمدردانہ فعل کا نتیجہ تھا - یہاں مسیح کے ساتھ شخصی رشتہ رکھنے پر زور دیا گیا ہے (لفظ خداوند بار بار اس عبارت میں آیا ہے (آیات ۲۰ و ۲۱ و ۲۳ و ۲۴) چونکہ وہ سب کا خداوند ہے یہودیوں اور غیر قوموں کا - اسلئے انطاکیہ میں بہت یونانیوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی -

۲۵- پھر وہ ساؤل کی تلاش میں ترسس کو چلا گیا -

ترسس - دیکھو ۹-۱۱ کی شرح - شاید گذشتہ ۵ یا ۶ سال سے ساؤل کا یہی صدر مقام رہا تھا - غالباً یروشلیم میں ملاقات کے وقت اس نے سنا ہوگا کہ وہ غیر قوموں کا رسول ہونے کے لئے بلایا گیا تھا (۹-۱۵) اور اس نے سمجھا کہ انطاکیہ جیسے علاقہ میں کام کے واسطے وہ بہت مناسب و موزوں تھا - اور یہ الٰہی انتظام بھی تھا کہ یہ غیر ملکی مشنری اس آئندہ مشنری کلیسیا سے ملاقات کرے - ساؤل اس موقعہ کے لئے مناسب شخص تھا (دیباچہ

۱-۵) لفظ "تلاش" سے یہاں گہری تلاش مراد ہے - یہ بھی خاص لوقا کا لفظ ہے
جو لوقا ۲-۴۴ و ۴۵ میں آیا ہے - جب یسوع کے والدین نے اُس کی تلاش
کی - ہمیں معلوم ہے کہ اس عرصے میں ساؤل سوریا اور کلکیا میں انجیل
سنانے میں مصروف رہا - (گلتیوں ۱-۲۱) اس لئے اُس کے ڈھونڈنے
میں برنبا کو کچھ مشکل پیش آئی ہوگی -

۲۶ - اور جب وہ ملا تو اُسے انطاکیہ میں لایا اور ایسا ہوا کہ وہ سال بھر تک
کلیسیا کی جماعت میں شامل ہوتے اور بہت سے لوگوں کو تعلیم دیتے رہے
اور شاگرد پہلے انطاکیہ ہی میں مسیحی کہلائے -

جب وہ ملا - بیزا کے نسخہ میں یہ اشارہ بھی ہے کہ ساؤل نے اس دعوت
کے قبول کرنے میں کچھ تامل کیا اور جب وہ برنبا اس سے ملا تو اس نے اُس کو
انطاکیہ جانے کی نصیحت کی اور وہ جب آئے تو کلیسیا کے ساتھ جمع ہوئے۔ ممکن
ہے کہ کسی نے مابعد یہ تشریحی الفاظ ڈالے ہوں -
کلیسیا میں آملے - کلیسیا کے لئے دیکھو ۵-۱۱ کی شرح - حاشیہ میں یونانی کا
بہتر ترجمہ ہے "وہ کلیسیا میں جمع تھے" یعنی وہ مسیحی جماعت میں اپنے ہم خدمتوں
کے ساتھ جمع ہوئے (۱۳-۱) اس سے ظاہر ہے کہ وہ باقاعدہ جمع ہوا کرتے -
اور آپس میں ملتے جلتے اور ایک دوسرے کو تعلیم دیا کرتے تھے - البتہ بعض یہ
ترجمہ کرتے ہیں کہ "کلیسیا نے مہمان نوازی کے ساتھ انہیں قبول کیا" -
بہت سے لوگوں - انطاکیہ میں کلیسیا کی غیر معمولی ترقی پر دوبارہ زور
دیا گیا ہے (آیات ۲۱ و ۲۴ و ۲۶) -
شاگرد - دیکھو ۶-۱ - اور دیباچہ ۶-۵ - یہ نام انجیلوں کے ذریعہ جاری ہوا
اور وہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ وہ اس بڑے نبی اور گرو یسوع مسیح کے
پیرو تھے - ہمارا لفظ "سکھ" یہی معنی رکھتا ہے (گرو نانک کے چیلے یا شاگرد)
مسیحی - غالباً انطاکیہ کے غیر مسیحیوں نے ان کو یہ نام دیا - کچھ تو تمسخر کے

طور پر اور کچھ حقارت سے - شہر کے بت پرستوں کی نظر میں وہ مسیح سے علاقہ رکھتے
تھے یا اس کو اپنا سر جانتے تھے - مثلاً ہیرودی وغیرہ - چونکہ انطاکیہ کی کلیسیا میں
یونانی کثرت سے مسیحی ہو گئے تھے اس لئے اُن کو نئے نام کی ضرورت پڑی -
کیونکہ وہ آئندہ کو ایک یہودی فرقہ نہ سمجھا جا سکتا تھا -
کہلائے - پہلے پہل اس فعل کے یہ معنی تھے "کاروبار کرنا" بعد ازاں کسی عام
پیشہ یا تجارت سے نام اختیار کرنا" - اور آخر کار نامزد ہونا" یا کہلانا ہوا - انطاکیہ
میں مسیح کے نام لیواؤں کی حیثیت سے شاید اُن کا یہ نیا نام ہوا -
نئے عہد نامہ میں یہ نام پھر ۲۶-۲۸ + ۱ پطرس ۴-۱۶ میں آیا ہے -
اور مفسروں کا خیال ہے کہ اس میں ایک طرح کی حقارت یا طعنہ پایا جاتا ہے
خواہ اس کا آغاز کیسا ہی ہوا ہو - اس نئے نام نے باقی سب ناموں کو رفتہ
رفتہ متروک کر دیا - اور مناسب ہے کہ یہ نام جا بجا عالمگیر ہو گیا - پہلے پہل
انطاکیہ سے نکلے جو نئی مشنری تحریک کا مرکز ہو گیا - ہم ہندوستانی مسیحی یاد رکھیں
کہ ہم اس نام کو خاک میں نہ ملا دیں بلکہ اپنے اقرار کے مطابق زندگی بسر کریں -
اور یہ ظاہر کر دیں کہ ہم مسیح سے علاقہ رکھتے ہیں اور اس کی مانند ہیں -

۲۷ - انہیں دنوں میں چند نبی یروشلیم سے انطاکیہ میں آئے -

انہیں دنوں میں - یعنی جن دنوں میں برنبا اور ساؤل انطاکیہ میں مل کر
کام کرتے رہے (آیت ۲۶)
نبی - مسیحی نبیوں کا یہاں پہلی دفعہ ذکر آیا ہے - ۱۳-۱ میں برنبا اور دوسروں
کو یہ نام دیا گیا - نیز مقابلہ کرو ۱۵-۳۲ + ۲۱-۱۰ - ۱ کرنتھی ۱۲-۲۸ و ۲۹ + ۱۴
[illegible] افسیوں ۲-۲۰ + ۳-۵ + ۴-۱۱ - اور نیز دیکھو ۲-۱۷ و ۱۸ کی شرح
اس لفظ سے مراد ہے "خدا کے پیغام کا ترجمان - خاص کر کسی کے سامنے بولنے
والا" اور بعض اوقات بذریعہ پیشینگوئی بولنے والا - لیکن یہ دوسرے معنی مقدم
نہیں - نبی کا خاص کام تھا خدا کے پیغام کو اُس کی امت کے سامنے پیش کرنے

کے ذریعہ نصیحت تعلیم اور روحانی ترقی دینا۔ افسیوں ۴-۱۱ میں نبی مسیحی خادموں کی ترتیب میں رسولوں سے دوسرے درجہ پر مذکور ہیں۔ اگبس نے خاص پیشینگوئی بھی کی لیکن نبی کے عہدہ کی یہ خاص شرط نہ تھی بلکہ یہ غیر معمولی بات تھی۔

یروشلیم سے۔ شاید اتفاقیہ نہیں اس نئی خدمت کی شہرت سنکر۔

۲۸۔ اُن میں سے ایک نے جس کا نام اگبس تھا۔ کھڑے ہو کر روح کی ہدایت سے ظاہر کیا۔ کہ تمام دُنیا میں بڑا کال پڑیگا۔ اور یہ کلودیس کے عہد میں واقع ہوا۔

اگبس۔ اس کا ذکر پھر ۲۱-۱۰ و ۱۱ میں آیا ہے لیکن ان دو مقامات کے سوا اس کے بارہ میں اور کچھ معلوم نہیں۔

ظاہر کیا۔ شاید کسی ظاہرا نشان کے ذریعہ (مقابلہ کرو ۲۱-۱۱ + یرمیاہ ۱۳-۳ سے ۸ + حزقیل ۴-۱ + ۱۲-۳ سے ۵ وغیرہ) اس کی پیشینگوئی روح کی ہدایت سے تھی (۱-۲ کی شرح)

تمام دُنیا میں بڑا کال۔ یعنی ساری مہذب (رومی دنیا) دنیا میں (دیکھو حاشیہ) سیوٹونی اس۔ ڈایون کیسی اس۔ ٹےسی ٹس اور یوسیبیس کی شہادت سے ہمیں معلوم ہے کہ کلودیس قیصر کے عہد میں اس سلطنت کے مختلف حصوں میں (مثلاً۔ یونان وغیرہ میں) کال پڑا۔ فلسطین میں سنہ ۴۵ء میں فصل ماری گئی اور سنہ ۴۶ء میں بالکل فصل نہ ہوئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اگلے سال سخت کال نمودار ہوا۔ یوسیفس مؤرخ نے بیان کیا کہ یہ کال بہت سخت تھا اور اس نے ذکر کیا کہ ملکہ ہیلنا (سوریا کے بادشاہ اور یا نیتی Adiabene کی والدہ) جو یروشلیم کو بطور زیارت کے سنہ ۴۶ء میں گئی تھی وہ اس کال کے زمانہ میں وہاں رہی اور اناج وانجیر جو اس نے مصر اور کپرس سے منگائی تھیں تقسیم کرتی رہی۔

کلودیس۔ روم کا قیصر ۴۱ء سے ۵۴ء تک۔ دیکھو ۱۸-۲۔

۲۹۔ پس شاگردوں نے تجویز کی۔ کہ اپنے اپنے مقدور کے موافق یہودیہ میں رہنے والے بھائیوں کی خدمت کے لئے کچھ بھیجیں۔

مقدور کے موافق۔ یعنی جس قدر خدا نے اُن کو بہرہ ور کیا تھا یہ فصل حرف بہ حرف آیت میں آیا ہے

خدمت کے لئے۔ دیکھو ۶-۱ + یعنی بطور چندہ کے کچھ مدد بھیجیں۔ ہم یہ قیاس کر سکتے ہیں کہ اس چندہ جمع کرنے میں کچھ عرصہ لگا ہوگا اور آیندہ آیت میں جس سال کا ذکر ہے اس سے زیادہ عرصہ لگا ہوگا۔

۳۰۔ چنانچہ اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔ اور برنبا اور ساؤل کے ہاتھ بزرگوں کے پاس بھیجا۔

ایسا ہی کیا۔ جب یہ کال پھوٹ نکلا۔ ۱۲ باب میں ہیرودیس کی ایذا رسانی کے بعد۔

برنبا اور ساؤل۔ جو انطاکیہ کی کلیسیا میں مقدم اور پیشوا اشخاص تھے (۱۳-۲)۔ کسی جماعت کا کسی دوسری جماعت کے لئے چندہ جمع کرنے کا یہ پہلا ذکر ہے۔ مابعد سالوں میں پولس بہت خبرداری کرتا تھا کہ غیر قوم کی کلیساؤں میں شکرگذاری اور رفاہ عام کا مزاج پیدا کرے۔ اور یروشلیم کی اور کلیسیا سے اُنکو وابستہ کرے۔ (۲۴-۱۷ + گلتیوں ۲-۱۰ + رومیوں ۱۵-۲۵ سے ۲۷ + ۱ کرنتھی ۱۶-۱ سے ۴ + ۲ کرنتھی ۸-۱ سے ۱۵ اس نے اس موقعہ پر تجربہ سے سیکھ لیا کہ برادرانہ اُلفت اور مسیحی یگانگت کو ترقی دینے کے لئے ایسے چندے کیسے مفید تھے جو کلیسیا میں بھیجے جاتے۔ اگر وہ ابتدا ہی سے مسیحی فیاضی کی روح میں تربیت پائیں اور انجیل کی ترقی کے لئے فیاضی سے دیں تو اس سے اُن کی روحانی ترقی ہوگی۔

گیارھویں باب کی تعلیم

اوّل - بڑے بڑے چشمے

(۱) غیر قوموں کے کلیسیا میں داخل ہونے کی وجوہات آیات ۱ سے ۱۸

(۲) غیر قوموں کے رجوع لانے میں ترقی - ۱۹ سے ۳۰ -

دوم - بڑے بڑے مضامین

(۱) ایک نازک سوال ۱ سے ۱۸ - ذات پات یا عالمگیری ؟

(۱) اعتراضات کی بوچھاڑ ۱ سے ۳

(۲) واقعات کا بیان ۴ سے ۱۱ اس نکتہ چینی سادگی کے ساتھ -

(۳) خدا کا حکم - آیت ۱۲ - جاؤ اور کوئی امتیاز نہ کرو -

(۴) آسمان سے نشان ۱۳ سے ۱۶ روح القدس اُن پر نازل ہوا -

(۵) موقعہ کا سوال - آیت ۱۷ میں کون تھا کہ خدا کو روک سکتا ؟

(۶) ایک اہم فیصلہ - آیت ۱۸ - خدا کی مرضی پر رضامند -

(ب) ایک مشنری کلیسیا - آیات ۱۹ سے ۳۰ - انطاکیہ کی کلیسیا -

(۱) اس کی عالمگیر صورت ۲۰ و ۲۱ -

(۲) اس کی سچی سرگرمی ۲۲ و ۲۳

(۳) اس کی متواتر ترقی آیات ۲۱ و ۲۳ و ۲۴ -

(۴) اس کی خاص تیاری آیات ۲۵ و ۲۶ (۱۳ - ۱)

(۵) اس کی ترقی - آیت ۲۶ رہنما لقب پہلے انطاکیہ میں مسیحی کہلائے)

(۶) اس کی فیاضی ۲۷ سے ۳۰

بارھواں باب

۱ سے ۱۹ - ہیرودیس کی ایذا رسانی - یعقوب کا شہید ہونا - پطرس کا بچ نکلنا

۱ - اُس وقت ہیرودیس بادشاہ نے ستانے کے لئے کلیسیا میں سے بعض پر ہاتھ ڈالا -

اُس وقت میں یعنی جس وقت کے قریب برنباس اور ساؤل انطاکیہ میں اُ کام میں سرگرمی سے مصروف تھے (۱۱ - ۲۵ سے ۳۰) ہیرودیس کی ایذا رسانی اور موت ہیرودیس کے کال سے پیشتر سنہ ۴۴ء میں واقع ہوئی -

ہیرودیس بادشاہ - اگرپہ اوّل ہیرودیس اعظم کا پوتا اور ہیرودیس انتپاس کا بھتیجا تھا جس نے یوحنا بپتسمہ دینے والے کا سر کٹوایا) - ارسطوبولس کا یہ بیٹا سنہ ۱۰ ق م میں پیدا ہوا تھا اور اوائل عمر ہی میں روم بھیجا گیا جہاں اُس نے تعلیم و تربیت حاصل کی - نادانی سے کہیں اس کے منہ سے اپنے دوست کالی گولا کی تعریف میں چند الفاظ نکل گئے تھے جن کی پاداش میں اُسے قید خانہ نصیب ہوا - لیکن جب خوش قسمتی سے قیصر طبریاس لقمہ اجل ہوا اور اُس کی جگہ کالی گولا قیصر ہوا تو اسے نہ صرف قید سے رہائی حاصل ہوئی - شاہی عنایت سے بادشاہ کے خطاب کے علاوہ فلپس اور لسانیاس کا علاقہ بھی اُسے عطا ہوا (لوقا ۳ - ۱) اور اس سے کچھ عرصہ بعد گلیل اور پیریا کا علاقہ بھی اُسے مل گیا - لیکن کلاڈیس نے تخت نشین ہو کر یہودیہ اور سامریہ کا علاقہ بھی اسے مرحمت کیا - الغرض سنہ ۴۱ء میں اگرپا اُن سارے علاقہ کا حاکم تھا جس پر اُس کا دادا حکمران تھا -

ہاتھ ڈالا - دیکھو ۴ - ۳ + ۵ - ۱۸ + ۲۱ - ۲۷ + جہاں یہی جملہ آتا ہے جو بھی براہ راست انجیل کی بشارت دیتے ہیں - شیطان ہمیشہ اُن پر حملہ کرنے کے لئے

تیار رہتا ہے ۔

۲- اور یوحنا کے بھائی یعقوب کو تلوار سے قتل کیا

یوحنا کے بھائی یعقوب - خاص رسولوں میں سے ایک (مرقس ۵-۳۷ + ۹-۲ + ۱۴-۳۳) ہمیں یقین ہے کہ وہ اپنی خدمات میں مصروف تھا - اگرچہ اعمال کی کتاب میں اس سے پیشتر اس کے کام کا کچھ ذکر نہیں آیا ۔

تلوار سے - اس قسم کے قتل کو یہودی ذلت سمجھتے تھے اس سے ہمیں یوحنا بپتسمہ دینے والے کی موت یاد آتی ہے - اس بڑے رسول کی شہادت کا ایسا مختصر ذکر قابل غور ہے لیکن یہ مقدس لوقا کے طرز کے عین مطابق ہے - کیونکہ وہ ایسے واقعات ہی کا مفصل ذکر کرتا ہے جس سے انجیل کی اشاعت کی ترقی ہوئی ہو - یوں مقدس یعقوب نے اپنے استاد کا تلخ پیالہ پیا (مرقس ۲۰-۲۰ سے ۲۸ + مرقس ۱۰-۳۵ سے ۴۵)

۳- جب دیکھا کہ یہ بات یہودیوں کو پسند آئی - تو پطرس کو بھی گرفتار کر لیا - اور یہ عید فطیر کے دن تھے -

یہودیوں کو پسند آئی - یہ مشہور بات ہے کہ اگرپا اول نے یہی پالیسی اختیار کی تھی کہ یہودیوں کو خوش رکھے اور خود بھی یہودی دین میں سرگرمی دکھاتا تھا اس کا چیدہ چیدہ یروشلیم کے مسیحیوں کو ستانا غالباً یہودی عہدہ داروں کو خوش رکھنے کے لئے ہوتا تھا -

پطرس کو بھی - کیونکہ وہ رسولوں میں سرکردہ تھا اور اُن کی طرف سے کلام کرنے والا اور اُن کا آگوا تھا - (۲-۱۴ + ۳-۱۲ + ۴-۸ + ۵-۳ و ۸ و ۲۹)

عید فطیر کے دن - خروج ۱۲-۱۱ سے ۲۰ + چونکہ عید فسح کے موقعہ پر یروشلیم میں یہودیوں کا بڑا انبوہ ہوگا - اس لئے اس شہرت کے حاصل کرنے کے لئے اس نے اس موقعہ کو چنا - اپنے استاد کی طرح پطرس بھی عید فسح کے موقعہ پر پکڑا گیا ۔

۴- اور اس کو پکڑ کے قید کیا - اور نگہبانی کے لئے چار چار سپاہیوں کے

چار پہروں میں رکھا اس ارادے سے کہ فسح کے بعد اس کو لوگوں کے سامنے پیش کرے

قید کیا - مقدس پطرس کو قید کا تیسری دفعہ تجربہ ہوا (۴-۳ + ۵-۱۸)

چار چار سپاہی یعنی چار دستے چار چار سپاہیوں کے رومی دستور کے مطابق رات چار پہروں پر تقسیم کی جاتی تھی اور ان میں سے ہر دستہ تین تین گھنٹوں کیلئے پہرہ دیتا تھا

فسح کے بعد - یعنی عید کے پورے آٹھ دن گزرنے کے بعد - شاید اگرپا ایسے موقع پر ایذا رسانی سے پرہیزگاری و دینداری میں دخل سمجھتا تھا -

لوگوں کے سامنے پیش کرے - برملا سزا کے لئے - اگرپا کا منشا ہوگا کہ پطرس کے برملا مقدمہ اور قتل سے یہودی زیادہ خوش ہونگے ۔

۵- پس قید خانے میں تو پطرس کی نگہبانی ہو رہی تھی - مگر کلیسیا اس کے لئے بدل و جان خدا سے دعا مانگ رہی تھی -

دعا - یونانی میں یہ لفظ بڑا پُر زور ہے - ان موقعوں کے مقابلہ میں دعا ہی مصیبت زدہ مسیحیوں کے ہاتھ میں یہی ایک اوزار تھا (دیباچہ ۶-۱۰۰)

بدل و جان - یہ لفظ ۱ پطرس ۱-۲۲ میں بھی آیا ہے - اور اس سے مشتق اسم صفت لوقا ۲۲-۴۴ - ۱ پطرس ۴-۸ میں پایا جاتا ہے - اور اسم ۲۶-۷ میں - اس کے ماخذ کے یہ معنی ہیں "پھیلا ہوا" - اس سے بہت جوش اور سرگرمی ظاہر ہوتی ہے - کہ گویا انسان سارا زور لگا رہا تھا - ہمارے خداوند کا گتسمنی باغ میں دعا مانگنا اس سرگرمی و جوش کی لاثانی مثال ہے لوقا ۲۲-۴۴ + جن مقامات میں یہ لفظ آیا ہے اُن کا مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیحیوں کی یہ صفت ہونی چاہئے -

کلیسیا - دیکھو ۵-۱۱ کی شرح - مریم کے گھر میں یہ جماعت تھی (آیت ۱۲) جس سے ظاہر ہے کہ سب مل کر دعا مانگ رہے تھے - اور اس کے سوا بھی دعا ہوتی ہوگی یعنی برملا اور خلوت میں -

۶- اور جب ہیرودیس اُسے پیش کرنے کو تھا تو اسی رات پطرس دو زنجیروں

سے بندھا ہوا دو سپاہیوں کے درمیان سوتا تھا اور پہرے والے دروازے پر قید خانے کی نگہبانی کر رہے تھے۔

اُسی رات یعنی اُس کے پیش ہونے اور قتل سے پیشتر۔

سپاہیوں کے درمیان یعنی چار چار کے دو دستوں کے درمیان (آیت ۴) یہ قید خانے کے اندر تھے اور قیدی زنجیر کے ساتھ بندھے تھے اور باقی دو دستے باہر دروازہ پر پہرہ دیتے تھے۔

دو زنجیروں سے یعنی ایک طرف ایک سپاہی کے ساتھ اور دوسری طرف دوسرے سپاہی کے ساتھ زنجیر سے بندھا تھا۔ یہ احتیاط قیدی کو خوب قابو رکھنے کے لئے کی گئی تھی (آیات ۴ و ۶ و ۱۰) لیکن خدا کی مرضی کے خلاف اس رسول کو نہ قید نہ زنجیر نہ پہرہ کے سپاہی مقید رکھ سکتے تھے۔

سوتا تھا۔ جیسے ہمارا خداوند طوفان کے وقت سو رہا تھا (مرقس ۴-۳۸) حالانکہ خطرہ نزدیک تھا لیکن اسے کچھ اندیشہ نہ تھا۔ یوں مسیح اپنے لوگوں کو اطمینان عطا کرتا ہے (یوحنا ۱۴-۲۷ + فلپیوں ۴-۶ و ۷ + پطرس ۵-۷ زبور ۱۲۷-۲)۔

۷۔ کہ دیکھو خداوند کا ایک فرشتہ آ کھڑا ہوا۔ اور اُس کوٹھڑی میں نور چمک گیا اور اُس نے پطرس کی پسلی پر ہاتھ مار کر اسے جگایا اور کہا کہ جلد اٹھ۔ اور زنجیریں اس کے ہاتھوں میں سے کھل پڑیں۔

خداوند کا ایک فرشتہ۔ ۵-۱۹ کی شرح۔

کھڑا ہوا۔ مقدس لوقا کا دل پسند فعل جو لوقا اور یوحنا کی تصنیفات میں ہے۔ دیکھو ۲-۹ + اعمال ۲۳-۱۱۔

نور۔ آسمانی جلال کا فوق العادت نور۔

پسلی پر ہاتھ مار کر۔ یہ رسول ایسی گہری نیند آرام سے سو رہا تھا۔ فرشتے کو اسے جگانے کے لئے کچھ کوشش کرنی پڑی۔ یہی فعل پھر آیت ۲۳ میں آیا ہے۔

لیکن یہ مارنا سزا کے مارنے سے بالکل مختلف اور محبت اور مدد کے لئے مارنا تھا

جلد اٹھ۔ دیکھو ۹-۶ کی شرح

۸۔ پھر فرشتہ نے اُس سے کہا۔ کمر باندھ اور اپنی جوتی پہن لے۔ اُس نے ایسا ہی کیا۔ پھر اس نے اس سے کہا کہ اپنا چوغہ پہن کر میرے پیچھے ہو لے۔

کمر باندھ۔ مقرر فعل جو پھر یوحنا ۲۱-۱۸ میں آیا ہے۔ رات کے وقت اوپر کا کپڑا اتار دیا گیا ہوگا۔ لیکن دن کے وقت کام کے لئے اسے باندھنا چاہئے تھا۔

اپنا چوغہ پہن کر۔ اس فرشتہ نے کیسی ٹھیک ٹھیک ہدایات دیں کچھ کسر نہ چھوڑی (۵-۲۳ کی شرح)۔

۹۔ وہ نکل کر اس کے پیچھے ہو لیا اور یہ نہ جانا کہ جو کچھ فرشتہ کی طرف سے ہو رہا ہے وہ واقعی ہے۔ بلکہ یہ سمجھا کہ رویا دیکھ رہا ہوں۔

رویا دیکھ رہا ہوں۔ وہ سوچتا رہا (فعل ناتمام ہے) رویا کے لئے دیکھو ۱۰-۳ کی شرح۔

۱۰۔ پس وہ پہلے اور دوسرے حلقے میں سے نکل کر اس لوہے کے پھاٹک پر پہنچے۔ جو شہر کی طرف ہے۔ وہ آپ سے آپ ان کے لئے کھل گیا۔ پس وہ نکل کر کوچے کے اس سرے تک گئے اور فوراً فرشتہ اس کے پاس سے چلا گیا۔

پہلے اور دوسرے حلقے میں سے۔ یہ ان سپاہیوں کے ان دستوں کے علاوہ تھے جو اندر تھے۔ ان میں سے ایک تو عین کوٹھڑی کے نزدیک ہوگا اور دوسرا کچھ فاصلہ پر جیل خانہ کے احاطہ میں۔ یہ دو مختلف جگہ ہونگی۔ ایک تو پطرس کی کوٹھڑی کے قریب اور دوسرا دستہ باہر کھڑے ہونگے اور کچھ قید خانہ کے دوسرے حصہ میں۔ جہاں دوسرے پہرہ دار بھی متعین ہونگے۔

لوہے کے پھاٹک تک۔ یہ باہر کا بھاری پھاٹک تھا اور اس کی وجہ سے کوئی قیدی باہر نکل کر شہر میں نہیں جا سکتا تھا۔ لیکن جب خدا رہنما ہوتا ہے۔ تو

بڑی سے بڑی رکاوٹیں بھی دور ہو جاتی ہیں (یسعیاہ ۴۵-۱، ۲ و یسعیاہ ۴۲-۱۳)

نکل کر۔ بیزا کے نسخے میں یہ عبارت ہے "اور وہ سات سیڑھیاں اترے" جو قید خانہ سے سڑک تک بنی ہوئی تھیں۔

۱۱- اور پطرس نے ہوش میں آکر کہا کہ اب میں نے سچ سچ جان لیا کہ خداوند نے اپنا فرشتہ بھیج کر مجھے ہیرودیس کے ہاتھ سے چھڑا لیا۔ اور یہودی قوم کی ساری امید توڑ دی۔

بھیج کر - گلتیوں ۴-۴، ۶ کے سوا یہ مرکب فعل صرف لوقا کی تصنیفات میں آتا ہے - اعمال ۷-۱۲ + ۹-۳۰ + ۱۱-۲۲ + ۱۳-۲۶ + ۱۷-۱۴ + ۲۲-۲۱ میں یہ فعل آتا ہے۔

چھڑا لیا - ۷-۳۴ میں یہ فعل مصر سے رہائی پانے کے لئے آیا۔ اب پطرس نے ایک نئی عید فسح کا تجربہ کیا اور یہ عید فسح کے اختتام پر۔

امید - یہ لفظ صرف مقدس لوقا کی تصنیفات میں آیا ہے۔ لوقا ۲۱-۲۶ + تھا کیا جو یہودی عید فسح کے لئے جمع تھے وہ اُس کے قتل کا نظارہ دیکھنے کے مشتاق اور آرزومند تھے۔

۱۲- اور اس پر غور کر کے اُس یوحنا کی ماں مریم کے گھر آیا جو مرقس کہلاتا ہے۔ وہاں بہت سے آدمی جمع ہو کر دعا مانگ رہے تھے۔

غور کر کے - یعنی جب اُس کو حقیقت معلوم ہوئی (۱۴-۶) یہ لفظ بھی لوقا اور پولس کی تصنیفات میں ہی آتا ہے۔

مریم - اور کسی جگہ اُس کا ذکر نہیں آیا چونکہ کلسیوں ۴-۱۰ میں مرقس برنباس کا رشتہ کا بھائی کہلاتا ہے تو وہ اُس کی خالہ ہوگی۔ یا تو پیدائش کے لحاظ سے یا شادی کے لحاظ سے۔ اُس کے خاوند کا ذکر نہیں آتا۔ اس سے گمان ہے کہ وہ اُس وقت بیوہ ہوگی۔ یروشلیم میں اُس کے پاس وسیع گھر تھا اور کچھ مالدار معلوم ہوتی ہے۔ اس واقعہ سے ماں کی شراکت کی کچھ تشریح ہوتی ہے

(۱۲-۲۵ + ۱۳-۵، ۱۳ و ۱۵-۳۷ کی شرح)

جو مرقس کہلاتا ہے - یوحنا اُس کا عبرانی نام تھا اور مرقس غیر قوم نام (۱-۳۷ کی شرح) نئے عہد نامہ میں جو چند حوالے اُس کی طرف آتے ہیں اُن سے اُس کی مفصلہ ذیل تواریخ معلوم ہو سکتی ہے۔

(الف) وہ برنباس کا رشتہ کا بھائی تھا (کلسیوں ۴-۱۰) یعنی یا تو وہ دو بھائیوں کے بچے تھے یا دو بہنوں کے یا بھائی اور بہن کے۔

(ب) نوجوانی میں اُس کا تعلق پطرس سے رہا جس سے اُس نے بہت روحانی مدد حاصل کی (اعمال ۱۲-۱۲ + ۱ پطرس ۵-۱۳)

(ج) وہ برنباس اور پولس (غالباً) کو گیا (آیت ۲۵) اور بعد ازاں کپرس کو (۱۳-۴، ۵) مگر پرگہ میں وہ انہیں چھوڑ کے چلا گیا (۱۳-۱۳) اور اس وجہ سے پولس نے اپنے دوسرے مشنری سفر کے وقت اُس کو اپنے ساتھ لیجانے سے انکار کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مرقس برنباس کے ہمراہ کپرس کو گیا (۱۵-۳۶ سے ۳۹)

(د) پھر اُس کا کچھ ذکر نہیں آتا جب تک کہ پولس کے ساتھ روم میں وہ پھر دکھائی نہیں دیتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ پہلے کی بے ثباتی اب تبدیل ہو کر خدا کی خدمت کے لئے زیادہ مخصوص کیا اور اس لئے وہ پولس کا مقبول رفیق اور ہم خدمت بن گیا (کلسیوں ۴-۱۰، فلیمون ۲۴) روم میں پولس کی دوسری قید کے عرصہ میں رسول نے تیمتھیس کو حکم دیا کہ جلد اُس کے پاس چلے اور مرقس کو اپنے ساتھ لے آئے کیونکہ وہ خدمت کے کام کا ہے (۲ تیمتھیس ۴:۱۱)

(ہ) ۱ پطرس ۵-۱۳ سے ظاہر ہے کہ وہ پطرس کے ساتھ تھا اور یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ ایشیائے کوچک کی جن کلیسیاؤں کی طرف اُس نے خط لکھا وہاں مرقس ہو آیا ہوگا۔ شاید اُس زمانے میں وہ پطرس کے ساتھ رہا جو اُس کے برنباس کے ساتھ کپرس کو جانے اور دوبارہ روم میں پولس کے ساتھ پائے جانے کی انتہا میں گزرا۔

(۹) اس کے علاوہ جو کچھ ہمیں تحقیق معلوم ہے وہ یہ ہے کہ اُس نے دوسری انجیل کو تصنیف کیا۔ اور اس کی تصنیف میں غالباً اُس نے مقدس پطرس سے مدد اور مشورت حاصل کی۔ پاپیاس کہتا ہے کہ اُس نے مقدس پطرس کے ترجمان ہونے کی حیثیت سے یہ انجیل لکھی۔

جمع ہو کر۔ یہ مرکب فعل پیدائش ۱۹-۲۵ میں مستعمل ہوا ہے۔ اس متفقہ دعا کے لئے جمع ہونے کے ساتھ مقابلہ کرو مخالفت کے لئے جمع ہونے کے ساتھ۔

۱۳- جب اُس نے پھاٹک کی کھڑکی کھٹکھٹائی۔ تو روڈے نام ایک لونڈی آواز سننے آئی۔

پھاٹک۔ دیکھو ۱۰-۱۷ کی شرح۔

لونڈی۔ جیسے دربان لڑکی (یوحنا ۱۸-۱۷) اس سے ظاہر ہے کہ مریم آسودہ حال تھی اور خانگی نوکر اس کے پاس تھے۔ اس لونڈی کا نام روڈے تھا جس کے معنے گلاب کا پھول ہے۔

۱۴- اور پطرس کی آواز پہچان کر خوشی کے مارے پھاٹک نہ کھولا۔ بلکہ دوڑ کر اندر خبر کی کہ پطرس پھاٹک پر کھڑا ہے۔

خوشی کے مارے۔ لفظی طور پر خوشی کے باعث جو اسے پطرس کی آواز پہچاننے سے حاصل ہوئی۔ یہ محاورہ متی ۱۳-۴۴ اور لوقا ۲۴-۴۱ میں بھی آیا ہے۔

۱۵- اُنہوں نے اُس سے کہا تو دیوانی ہے لیکن وہ یقین سے کہتی رہی کہ یونہی ہے۔ اُنہوں نے کہا۔ کہ اُس کا فرشتہ ہوگا۔

تو دیوانی ہے۔ اسی قسم کا الزام پولس پر لگایا گیا تھا (۲۶-۲۴) اور خود ہمارے خداوند پر (یوحنا ۱۰-۲۰) جو جماعت یہاں جمع تھی اُس کی سرگرمی اُس کے ایمان سے بڑھی ہوئی تھی۔ وہ بدل و جان دعا مانگ رہے تھے (آیت ۵) لیکن جب اُن کی دعا کا جواب ملا تو اس خوشخبری لانے والے کو اُنہوں نے دیوانہ کہا۔ تاریخ میں ایسی مثالیں بار بار بہت پائی جاتی ہیں۔

یقین سے کہتی رہی۔ یہ مرکب فعل لوقا ۲۲-۵۹ میں بھی آیا ہے۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ وہاں بھی پطرس ہی کے متعلق آیا ہے اور ان دونوں جگہوں میں حیثیت وہی ہے۔

اس کا فرشتہ۔ اُس زمانے کے یہودیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ ہر آدمی کا ایک موکل فرشتہ تھا اور جب چاہتا وہ اس شخص کی صورت اختیار کر لیتا جس کی وہ حفاظت کرتا تھا۔ مقابلہ کرو متی ۱۸-۱۰ اور عبرانی ۱-۱۴ سے۔ غالباً اسی قسم کے عقیدے کی طرف یہاں اشارہ ہے۔ بعضوں کا یہ گمان ہے کہ یہاں پطرس کی بے بدن روح کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن لفظ فرشتہ کبھی اس معنے میں نہیں آیا۔

۱۶- مگر پطرس کھٹکھٹاتا رہا۔ پس اُنہوں نے کھڑکی کھولی اور اُس کو دیکھ کر حیران ہو گئے۔

کھٹکھٹاتا رہا۔ اب یہ اُن کا کام تھا کہ دعا مانگنا چھوڑیں اور شک سے کنارہ کریں اور اُٹھ کر دروازہ کھولیں۔

حیران ہو گئے ۲-۷، ۸-۹ و ۱۱ و ۱۳، ۹-۲۱، ۱۰-۴۵ میں بھی یہی فعل آیا ہے۔ اس یقین کرنے میں جو اُن کو تامل ہوا کہ خدا نے سچ مچ اُن کی دعا کا جواب دیا۔ ہمیں تعجب آتا ہے۔ جو کچھ اُنہوں نے مانگا تھا۔ وہ اُنہیں ناممکن معلوم ہوا۔

۱۷- اُس نے اُنہیں ہاتھ سے اشارہ کیا کہ چپ رہیں۔ اور اُن سے بیان کیا کہ خداوند نے مجھے اس طرح قید خانہ سے نکالا۔ پھر کہا کہ یعقوب اور بھائیوں کو اس بات کی خبر کر دینا۔ اور روانہ ہو کر دوسری جگہ چلا گیا۔

اشارہ کیا۔ یہ فعل صرف اعمال کی کتاب میں ہی آیا ہے (۱۳-۱۶، ۱۹-۳۳، ۲۱-۴۰) اس سے مراد ہے خاموش کرنے کے لئے ہاتھ کا اوپر نیچے ہلانا۔

یعقوب - ہمارے خداوند کا بھائی (۱۷-۱ کی شرح) یروشلیم کی کلیسیا میں یہ پہلی دفعہ ایسا ممتاز نظر آتا ہے - باب ۱۵ - آیات ۱۳ سے ۲۱ - وہ اس کونسل کا میر مجلس تھا جو اس شہر میں غیر قوم کلیسیاؤں کے بارے میں غور کرنے کے لئے منعقد ہوئی تھی - اور نئے عہد نامے میں جو حوالے پائے جاتے ہیں اس سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ بعض امور میں اس کا عہدہ اسی قسم کا تھا جو پیچھے اسقفیت کے نام سے مشہور ہوا - گلاتی ۱۹:۱ ؛ ۲:۹ ؛ ۱۲ ؛ اعمال (۱۸-۲۱) وہ یروشلیم میں پریسبٹروں کے مجمع کا سردار تھا مقدس یعقوب کا عام رسالہ اسی سے منسوب ہے - وہ یعقوب "صدیق" کے نام سے مشہور ہے - اور یروشلیم میں ۶۲ء میں وہ شہید ہوا - ہیکل کے کنگرے پر سے وہ نیچے گرا دیا گیا اور پھر دھوبی کی لٹھ کے ساتھ اسپر اسقدر مار پڑی کہ وہ مر گیا۔

دوسری جگہ - ہمیں معلوم نہیں کہ کہاں یہ خلوت عارضی تھی - کیونکہ وہ پھر یروشلیم میں پایا جاتا ہے - مقدس لوقا اس کی بابت تاریخ سے کچھ علاقہ نہیں رکھتا کیونکہ وہ غیر قوموں کے درمیان انجیل کی اشاعت کا بیان کرنا چاہتا ہے جس کام میں پولس نے خاص حصہ لیا -

۱۸ - جب صبح ہوئی تو سپاہی بہت گھبرائے - کہ پطرس کیا ہوا -

گھبرائے - یہ جملہ ۱۹ - ۲۳ میں بھی آیا ہے - اور یہ اہم حرف انتی دو مقاموں میں آتا ہے - سپاہیوں کو اپنا فرض معلوم تھا اور اس لئے وہ گھبرائے -

۱۹ - اور جب ہیرودیس نے اس کی تلاش کی اور نہ پایا تو پہرے والوں کی تحقیقات کر کے ان کے قتل کرنے کا حکم دیا - اور یہودیہ کو چھوڑ کر قیصریہ میں جا رہا۔

قتل کرنے کا حکم دیا - رومی قانون کے مطابق جو سپاہی کسی قیدی کو بھاگنے دیتا اسے قیدی کی سزا ملتی تھی -
قیصریہ - دیکھو ۸:۴۰ کی شرح - اس وقت یہ علاقہ مع کل فلسطین کے اگرپا کے ماتحت ہوتا تھا - جو محل اس کے دادا نے بنایا اُس میں وہ رہتا تھا -

۲۰ سے ۲۵ تک

ہیرودیس کی وفات

۲۰ - اور وہ صور اور صیدا کے لوگوں سے نہایت ناخوش تھا - پس وہ ایک دل ہو کر اس کے پاس آئے اور بادشاہ کے حاجب بلستس کو اپنی طرف کر کے صلح چاہی - اس لئے کہ ان کے ملک کو بادشاہ کے ملک سے رسد پہنچتی تھی -

صور - ایک قدیم فنیکی قصبہ جو صیدا اور عقربے کے مابین تھا - یہ کچھ تو خشکی پر واقع تھا اور کچھ جزیرے پر جو ساحل سمندر سے ایک میل کے فاصلے پر تھا جہازوں کے لئے یہاں اچھی پناہ ملتی تھی اور قدیم دنیا میں یہ مشہور بندرگاہ تھا اور اس جزیرے کے دو بندرگاہ تھے اور دونوں خوب محفوظ تھے - اس کے تسخیر کرنے میں سکندر اعظم کو سات مہینے لگے اور کئی ایک انقلابات کے بعد وہ رومیوں کے ہاتھ آیا -

صیدا - یہ صور سے ۲۰ میل شمال کی طرف تھا اور بہت اچھا بندرگاہ تھا تجارتی منڈی کے لحاظ سے یہ صور کا ہم پلہ تھا اور کبھی کبھی اس پر سبقت لیجاتا تھا - صور کی طرح یہ بھی سکندر کے قبضے میں آیا اور بعد ازاں رومیوں کے ہیرودیس بیروت کو بہت پسند کرتا تھا اور صیدا سے ۲۰ میل شمال کی طرف واقع تھا اور شاید اسی کی وجہ سے صور اور صیدا میں جھگڑا رہتا تھا -

ناخوش تھا - یہ مرکب فعل صرف اسی جگہ میں نئے عہد نامے میں آیا ہے یہ شہر صوبہ کے رومی علاقے میں تھے اور اس لئے ہیرودیس کی حکومت سے باہر تھے -

ایک دل ہو کر - دیکھو ۱:۱۴ -

بلستس - یہ نام رومی معلوم ہوتا ہے - اور شاید لاطینی نسل سے تھا - جس نے ہیرودیس کی ملازمت اختیار کر لی تھی - جیسے آجکل بعض انگریز رجواڑوں میں ملازمت کر لیتے ہیں -

غالباً انہوں نے رشوت دیکر اس کو اپنی طرف کر لیا تھا۔ اس ملک میں
اس قسم کی بہت مثالیں پائی جاتی ہیں۔ ملک کی بہبودی اور اخلاق اور
دیانت کی خاطر ہمیں ایسی رشوتوں کا مقابلہ کرنا چاہئے۔
حاجب۔ یہ لفظ صرف یہیں آیا ہے۔ بادشاہ کی خوابگاہ کا اہتمام
اس کے سپرد تھا۔
رسد پہنچتی تھی۔ فینیکی کے شہر اناج کے لئے بہت کچھ گلیل پر دارومدار
رکھتے تھے (۱ سلاطین ۵-۹ سے ۱۱ عزرا ۳-۷) اس رسد روکنے کے
ذریعے سے ہیرودیس ان کو بہت تکلیف پہنچا سکتا تھا۔

۲۱- پس ہیرودیس ایک دن مقرر کر کے اور شاہانہ پوشاک پہن کر تخت
عدالت پر بیٹھا اور ان سے کلام کرنے لگا۔

ایک دن مقرر کر کے۔ یوسیفس مورخ لکھتا ہے کہ قیصر کی حفاظت کے لئے
شکریہ ادا کرنے کے واسطے ایک خاص تہوار مقرر تھا (شاید جب کلودیاس
برطانیہ سے واپس آیا) اور مہلک بیماری اس تہوار کے دوسرے دن ہیرودیس
کو لگی۔ ہمارا خیال ہے کہ یہی دن ان درخواست کنندگان کی حاضری کے لئے مقرر تھا۔
شاہانہ لباس۔ بقول یوسیفس یہ لباس سراسر چاندی سے بنا اور بہت
شان و شوکت کا تھا۔
تخت عدالت پر بیٹھا۔ یہودی مورخ کے مطابق یہ تماشہ گاہ میں واقعہ ہوا
اور اس تخت سے وہ جگہ مراد ہے جو اس تماشہ گاہ میں بادشاہ کیلئے بنی ہوئی تھی
کلام کرنے لگا۔ یوسیفس نے اس تقریر کا کچھ ذکر نہیں کیا۔

۲۲- لوگ پکار اٹھے کہ یہ تو خدا کی آواز ہے نہ انسان کی۔

لوگ پکار اٹھے یعنی جو لوگ وہاں جمع ہوئے تھے۔ یہ خاص لفظ ہے
لیکن نئے عہدنامے میں صرف اعمال ہی کی کتاب میں آیا ہے (۱۲-۵ + ۱۹:۱۰
و ۳۳) یوسیفس کا بیان یوں ہے "جس وقت (علی الصباح) اس کے لباس

کی چاندی سورج کی شعاعوں کے پڑنے سے ایسی درخشاں ہوئی کہ سب ناظرین
اور تماشائیوں کے دلوں میں حیرت اور ہیبت پیدا ہوئی اور اس پر اس کے
خوشامدی چلا اٹھے کہ یہ تو خدا کی آواز ہے۔ اسپر بادشاہ نے نہ تو انکو ملامت
کی اور نہ تو ایسی خوشامد کو رد کیا۔

۲۳- اسی دم خدا کے فرشتے نے اسے مارا۔ اس لئے کہ اس نے
خدا کی تمجید نہ کی اور وہ کیڑے پڑ کے مر گیا۔

خدا کا فرشتہ۔ دیکھو ۵-۱۹ کی شرح اور ۱۲-۷۔
اسے مارا۔ آیت ۷ کی شرح دیکھو۔ یوسیفس کا بیان ہے کہ اس کے پیٹ
میں سخت درد شروع ہوا جس کی شدت بہت بڑھ گئی۔ اس لئے اس نے
اپنے دوستوں پر نظر کر کے کہا کہ میں جسے تم خدا کہتے ہو یہ قسمت کا حکم پا چکا
ہوں کہ جلد اس زندگی سے انتقال کر جاؤں اور یوں خدا نے ان جھوٹے
کلمات پر ملامت کی جو تم نے ابھی میری نسبت استعمال کئے۔ جسے تم نے ابھی
غیر فانی ٹھہرایا موت اسے جھپٹ کر لیجا رہی ہے" وہ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ
اسی سخت درد کے عالم میں تماشہ گاہ سے اس کو محل میں لے گئے تھے اور وہاں
اگرچہ بادشاہ سخت عذاب سے پانچویں دن مر گیا۔
کیڑے پڑ کے مر گیا۔ اس کی موت کے ساتھ مقابلہ کرو انتی اوکس ایپی
فینس کی موت (۲ مکابی ۹-۵ سے ۹) اس فعل کا یہ ترجمہ نئے عہدنامہ میں
صرف اسی جگہ آتا ہے۔ اس سے مصنف کے علم طب کی واقفیت ظاہر ہوتی
ہے ایسے عذاب کی موت اگرپا کے غرور کی واجب سزا تھی۔ اور بڑی بڑی
یوسیفس کی باتوں کا بیان لوقا کے بیان سے بالکل مطابق ہے۔ یہودی
مورخ سے اس سے زیادہ کی توقع نہیں رکھ سکتے۔
مر گیا۔ دیکھو ۵-۵ کی شرح۔ اس کی وفات کے بعد فلسطین رومیوں کے
قبضے میں آوے گا۔

۲۴- مگر خدا کا کلام ترقی کرتا اور پھیلتا گیا-

مگر خدا کا کلام ترقی کرتا گیا- مقابلہ کرو ۶-۱ و ۷ و ۹-۳۱ و ۱۹-۲۰ سے مخالفت کی ہر نئی لہر انجیل کی ترقی کا باعث ہوئی- یہ ناتمام فعل متواتر ترقی کی طرف اشارہ کرتے ہیں-

۲۵- اور برنباؔ اور ساؤلؔ اپنی خدمت پوری کر کے اور یوحناؔ کو جو مرقسؔ کہلاتا ہے ساتھ لیکر یروشلیم سے واپس آئے-

برنباؔ اور ساؤلؔ- دیکھو ۱۱-۳۰- غالباً ہیرودیس کی وفات کے بعد انطاکیہ سے چندہ لیکر یہودیہ کو گئے- ہیرودیس ۴۴ء میں مرگیا اور اس کال کی شدت ۴۶ء تک محسوس نہ ہوئی- برنباؔ اور ساؤلؔ غالباً اسی سال جاڑے کے موسم میں یہودیہ کو گئے اور چند مہینے قحط زدہ مسیحیوں کی مدد کرنے میں گذارے اور انطاکیہ کو ۴۷ء کے شروع میں واپس آئے-

خدمت- یہ وہی لفظ جو ۱۱-۲۹ میں آیا تھا-

یوحناؔ کو- دیکھو ۱۲-آیت کی شرح-

ساتھ لے کر- یہ مرکب فعل ۱۵-۳۷ و ۳۸ و گلاتیوں ۲-۱ میں پھر آیا ہے ۵ اباب میں بھی یہ مرقس کی طرف اشارہ کرتا ہے-

یروشلیم سے واپس آئے- گو یا انطاکیہ کو مگر بعض قدیم نسخے یہاں یہ لکھتے ہیں "یروشلیم کو واپس آئے" اور اس کی یہ تفسیر کی جاتی ہے کہ وہ اردگرد کے دیہات کے مسیحیوں کو مدد دینے کے بعد اپنے صدر مقام یروشلیم کو واپس آئے اور وہ خدمت کرنے لگے اور وہاں سے اپنے ساتھ یوحنا مرقس کو انطاکیہ لے گئے-

ان الفاظ سے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ چونکہ ان کا کام صرف یروشلیم ہی میں نہ تھا بلکہ سارے یہودیہ کے لئے (۱۱-۲۹) اس لئے انہوں نے یہودیہ کے علاقے کی کلیسیاؤں میں خدمت کی اور اس کے

بعد یروشلیم کو واپس گئے اور آخرکار وہاں سے انطاکیہ کو روانہ ہوئے اس ملک ہند میں یہ یاد رکھنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ یہ ابتدائی مشنری قحط زدوں کی مدد میں مصروف ہوتے ہیں اور جگہ جگہ اناج پہنچاتے۔

بارھویں باب کی تعلیم

اوّل- بڑے بڑے حصے

(۱) سخت مخالفت آیات ۱ سے ۶ تک

(۲) عجیب رہائی- آیات ۷ سے ۱۹ تک

(۳) عجیب انتقام آیات ۲۰ سے ۲۵ تک-

دوئم- بڑے بڑے مضامین

الف) خدا نے اپنے بندے کی حفاظت کی آیات ۱ سے ۱۷ تک

(۱) دنیا کی مخالفت آیات ۱ سے ۴ تک

(۲) موقعہ حد سے بڑھ گیا آیات ۴ و ۵ وغیرہ (قید- سپاہی- زنجیریں- پہرے والے- لوہے کے پھاٹک)

(۳) کلیسیا کی دعا کی سرگرمی آیات ۱۲ و ۵-

(۴) ایماندار کے ایمان کا اطمینان آیت ۹ (سوتا ہے)

(۵) خداوند کی مدد کافی ہے آیات ۷ سے ۱۷ تک-

(ب) خدا اپنے دشمنوں کو سزا دیتا ہے آیات ۱۸ سے ۲۴-

(۱) ہیرودیس شہرت کا مشتاق- آیات ۱ سے ۳

(۲) ہیرودیس کا متعصبی غرور آیات ۱۹ و ۲۰-

(۳) اس کا شوق شان و شوکت کے لئے آیت ۲۱-

(۴) بے دینی کا جرم آیات ۲۲ و ۲۳ (خدا کو جلال نہ دیا)

(۵) شرمناک موت آیت ۲۳- جب خدا نے پطرس کو آخری موقعہ پر بچا لیا- اس نے ہیرودیس کو جو بااختیار تھا سخت سزا دی- ابوقا ۱-۵۰ سے ۵۳ تک۔

—— ۰ ——

دوسرے حصے پر خیالات

باب ۸ سے ۱۲ تک

اوّل ۔ شیطان کی پانچ بڑی تجویزوں (جیسا پہلے حصے میں) اور خدا کے غالب فضل پر غور کرو۔

شیطان کی تجویز	خدا کی پروردگاری
(۱) مخالفت ۸-۱ سے ۴	۸-۴ سے ۸
(۲) دھوکہ ۸-۹ سے ۲۴	۸-۲۵ سے ۴۰
(۳) ایذا رسانی ۹-۱ و ۲ و ۲۳ سے ۲۵ و ۲۹ ۔	۹-۳ سے ۲۲ و ۲۸ و ۳۱ سے ۴۳ و ۱۰ باب
(۴) جدائی ۱۱-۱ سے ۳	۱۱-۱۸ سے ۳۰ ۔
(۵) شہادت ۱۲-۱۳ وغیرہ	۱۲-۲۴ ۔

پہلے حصے کے خاص مضامین سے مقابلہ کرو۔

دوئم ۔ انجیل کی مسلسل ترقی اور کلیسیا کی بڑھتی پر غور کرو۔
انجیل سامریہ میں سنائی گئی (۸-۵ سے ۲۵) اور ایک کوشی اجنبی شخص کو (۸-۲۷ سے ۳۹) ازدوتس سے شمال کی طرف مختلف شہروں میں (۸-۴۰) دمشق اور یروشلیم میں آگے سے زیادہ (۹-۲۰ سے ۲۹ تک) لدا ۔ شرون اور یافہ میں (۹-۳۲ سے ۴۳) ٹھہرا ہیں ایک غیر قوم جماعت کو (باب ۱۰) فنیکے ۔ کپرس اور انطاکیہ میں (۱۱-۱۹ سے ۲۶ تک ۔ مفصلہ ذیل مقامات کلیسیا کی جلد جلد بڑھتی کو ظاہر کرتے ہیں (۹-۳۱ و ۳۵ و ۴۲ و ۱۱-۲۱ و ۲۴ و ۱۲-۲۴ ۔

سوئم ۔ اس تواریخ کے شروع اور آخر کے درمیان جو فرق ہے اسپر غور کرو۔
(۱) اس کے شروع میں ساؤل یہودی ایذا دہندے کا ذکر ہے (۸-۱ سے ۳) اور آخر میں پولس مسیح خیر خواہ کا ذکر ہے ۔ (۱۳-۲۵) ۔

(۲) اس کے شروع میں رسم پرست یروشلیم کا ذکر ہے اور اس کے آخر میں ترقی کرنے والے انطاکیہ کا (۱۲-۲۵) ۔
(۳) اس کے شروع میں یروشلیم سے مسیحیوں کے منتشر ہونے کا ذکر ہے ۔ (۸-۱) اور آخر میں یروشلیم کے لئے چندہ کرنے کا ذکر (۱۱-۲۹ و ۳۰ و ۱۲-۲۵)

حصہ سوئم

اعمال دوسرے ملکوں میں باب ۱۳ سے ۲۸ تک

اب ہم تاریخ کے اس حصے تک پہنچتے ہیں جس میں ساری رومی سلطنت میں بتدریج کام کے پھیلنے کا ذکر ہے اور خالص غیر قوم کلیسیاؤں کے قائم ہونے کا ۔ اس کام میں پولس سب سے زیادہ نمایاں ہے ۔ یہ گویا رسولوں کے اعمال کی کتاب غیر ملکی مشنوں کی فصل ہے ۔ اگر اس پر فلسطین کے مادری ملک کی طرف سے نظر کی جاوے تو اس کام کے نئے خاص طرح سے راستہ کھل گیا ۔ جب سوریائی انطاکیہ اس کام کا نیا مرکز بنگیا ۔

(۱) پہلا مشنری سفر اور اسکا نتیجہ

باب ۱۳-۱ سے ۱۵-۳۹

جیسا ہم دیکھیں گے غیر قوموں کے بڑے رسول اور اس کے رفیقوں کی پہلی خدمات جبکہ وہ سوریا کے انطاکیہ سے روانہ ہوئے کپرس اور گلاتیہ کے رومی علاقوں میں سرانجام دی گئیں ۔ انہیں علاقوں کے ساتھ پہلے مشنری سفر کے بیان کا تعلق ہے ۔ اس کا خاص نتیجہ یہ ہوا کہ پسدیہ کے انطاکیہ ۔ اقونیم ۔ لسترا اور دربے کی کلیسیائیں قائم ہوئیں ۔ یہ تو تقریباً یقینی بات ہے کہ یہ کلیسیائیں پیچھے گلاتیہ کی کلیسیائیں کہلائیں (گلاتی ۱-۲) یہ تو سچ ہے کہ اس رائے کے مطابق جو گذشتہ زمانے میں عام طور پر تسلیم کی گئی تھی اور جیسے شمالی گلاتیہ کی عقیدری گلاتیہ کی

کلیسیائیں مقدس پولس نے اپنے دوسرے مشنری سفر کے وقت قائم کیں۔ (۱۶: ۶) اور ان سے انکوریہ پیسینس۔ تاویوں وغیرہ کی جماعتیں مراد ہیں جو شمالی کلیسیائیں تھیں۔ لیکن مفصلہ ذیل وجوہات اس رائے کی قطعی تکذیب کرتی ہیں۔

(۱) اعمال کی کتاب میں یا نئے عہدنامے کے کسی اور مقام میں انکوریہ پیسینس اور تاویوم کی کلیسیاؤں کے بارے میں کچھ ذکر نہیں اور اس لئے ہم توقع نہیں کر سکتے کہ پولس اُن کے نام خط لکھتا۔ لیکن برعکس اس کے یہ جائے تعجب ہوتا کہ وہ دوسری کلیسیاؤں کے نام خط لکھتا جن کے قائم ہونے کا ذکر اعمال کی کتاب میں آتا ہے (یعنی تھسلونیکی۔ کرنتھس۔ افسس) وہ ان کلیسیاؤں کو نہ لکھتا۔ جن کی بنیاد اس نے اپنے پہلے مشنری سفر کے وقت ڈالی تھی۔ یہ وہ جماعتیں تھیں جن کی نسبت ہمیں معلوم ہے کہ وہ نہایت ہی بڑی دلچسپی لیتا تھا (۱۵: ۳۶) دلیل [illegible] سے اور اعمال کی کتاب کی تاریخ سے خطوں کے اشاروں کے ساتھ جو مطابقت ہے اُن سے اس رائے کی تائید ہوتی ہے جس سے ہم "جنوبی گلاتی تھیوری کہتے"۔ اس رائے میں یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ پسدیہ کا انطاکیہ۔ اکنیم۔ لسترا اور دربے۔ جو گلاتی علاقہ کے جنوبی حصے میں واقع تھے وہی گلاتیہ کی "کلیسیائیں" ہیں۔

(۲) شمالی گلاتی تھیوری کے لئے اس امر کی ضرورت ہے کہ پولس نے دوسرے مشنری سفر کے وقت (۱۶: ۶ کی شرح) شمال اور مشرق میں ایک دراز سفر کیا ہو جو اس کی معمولی مغربی راہ سے بالکل علیحدہ تھی۔ حالانکہ دوسری تھیوری میں یہ مانا جاتا ہے کہ جہاں اس نے پہلے خدمات کی تھیں وہاں اس نے دوبارہ سفر کیا اور سیدھی سڑک اختیار کی۔

(۳) گلاتیوں کی طرف کے خط اور جنوبی گلاتیہ کی جماعتوں کے حالات میں نہایت عجیب اور غریب تعلق پایا جاتا ہے اور اس خط کے الفاظ اور خیالات کو پولس کی اس تقریر سے بہت مشابہت ہے جو اس نے پسدیہ کے انطاکیہ میں کی تھی۔ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس زمانے میں جو زیر بحث ہے پسدیہ کا انطاکیہ

اکنیم لسترا اور دربے سب کے سب گلاتیہ کے رومی علاقے میں شامل تھے۔ نیز دیکھو (۱۶: ۶-۱۰ اور ۱۸: ۲۳-۱۹: ۱) کی شرح۔ مقدّس پولس رومی شہری کی حیثیت سے لفظ گلاتیہ سارے علاقے کے لئے استعمال کرتا ہے۔ حالانکہ مقدّس لوقا یونانی ہونے کی حیثیت سے مروجہ یونانی محاورہ استعمال کرتا ہے اور کل علاقے کو گلاتیہ نہیں کہتا بلکہ اس کے مختلف حصوں کا ذکر کرتا ہے جیسا کہ ان دنوں میں رواج تھا۔

تیرھواں باب

۱-۳ پولس اور برنباس انطاکیہ سے بھیجے گئے

۱- انطاکیہ میں اُس کلیسیا کے متعلق جو وہاں تھی کئی نبی اور معلم تھے۔ یعنی برنباس اور شمعون جو کالا کہلاتا ہے اور لوکیس کرینی اور منائیم جو چوتھائی ملک کے حاکم ہیرودیس کے ساتھ پلا تھا اور ساؤل۔

اس کلیسیا کے متعلق جو وہاں تھی۔ یہ جملہ کچھ غیر معمولی سا ہے اور شاید اس لئے استعمال ہوا کہ انطاکیہ کی جماعت کی منتظم صورت کی طرف توجہ کھینچ جائے (۱۱: ۲۶) اور یہ ظاہر کرے کہ ترقی میں ایک نیا قدم شروع ہوا اور ایک نئے کام کا آغاز ہوا۔

کئی نبی۔ دیکھو ۱۱: ۲۷ کی شرح۔

معلم۔ اگرچہ لفظ نبی اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ نصیحت اور وعظ کے ذریعہ خدا کا پیغام سنایا جائے لیکن لفظ معلم سے انجیل کی صداقت میں باقاعدہ تعلیم دینے کی طرف اشارہ ہے۔ مقابلہ کرو ۵: ۴۲ کی شرح اور رومی ۱۲: ۷ سے کچھ دنوں بعد ایسے معلم دین کے خادموں کی ایک خاص قسم تھی (دیکھو ۱ کرنتھی ۱۲: ۲۸ اور افسیوں ۴: ۱۱) نہ صرف وعظ نصیحت کرنا بلکہ باقاعدہ تعلیم دینا ہندوستانی جماعتوں کے لئے بہت ضرورت ہے۔

برنباس - دیکھو ۴ - ۳۶ اور ۱۱ - ۲۲ -

شمعون جو کالا کہلاتا ہے - شمعون اس کا عبرانی نام تھا اور جس لفظ کا ترجمہ کالا ہے وہ لاطینی ہے جس سے ظاہر ہے کہ وہ غیر قوم نام ہے - (مقابلہ کرو ۱ - ۲۳ - اور ۱۲ - ۱۲) غالباً یہ قرینی واقع افریقہ کا باشندہ تھا (۱۱ - ۲۰)

لوکیس قرینی - دیکھو ۱۱ - ۲۰ - بعضے سمجھتے ہیں کہ یہ وہی لوکیس ہے جس کا ذکر رومی ۱۶ - ۲۱ میں آیا ہے لیکن یہ محض احتمال ہے -

مناہیم .... یہ لفظ عبرانی ہے - یوسیفس بیان کرتا ہے کہ اس نام کے ایک مشہور اسینی شخص نے پیشینگوئی کی تھی کہ ہیرودیس اعظم جبکہ وہ لڑکا ہی تھا ایک دن بادشاہ ہوگا - اس لئے اس بادشاہ نے اس شکرگذاری کو یوں ظاہر کیا کہ اس پر اور اس کے سارے خاندان پر بڑی مہربانی کیا کرتا تھا - بعضوں کا خیال ہے کہ جس مناہیم کا یہاں ذکر ہے وہ اسی مشہور اسینی کا بیٹا تھا - اس کی پرورش ہیرودیس اعظم کے بیٹے انتپاس کے ساتھ ہوئی تھی - مگر کتبوں سے یہ شہادت ملتی ہے کہ یہ لفظ بطور خطاب کے استعمال ہوتا تھا جس سے بادشاہ کا دوست مراد تھی - اس صورت میں مناہیم ہیرودیس کا عزیز مصاحب ہوگا -

ساؤل - اس فہرست میں یہ نام آخر میں آیا ہے لیکن اس کی قسمت میں تھا کہ اس نئی مہم میں یہ سب سے مقدم ہو جائے - یہ قابل لحاظ ہے کہ خادمان دین کے اس گروہ میں ہر طرح کے لوگ شامل تھے مثل مختلف ملکوں مختلف پیشوں اور مختلف درجوں کے اور خدا کے اس عالمگیر مشنری ارادے میں ان کو خاص طور سے ترکیب دی گئی تھی -

۲ - جب وہ خداوند کی عبادت کرتے اور روزے رکھ رہے تھے تو روح القدس نے کہا کہ میرے لئے برنباس اور ساؤل کو اس کام کے واسطے مخصوص کرو جس کے واسطے میں نے ان کو بلایا ہے -

عبادت کر رہے تھے یہ فعل رومی ۱۵ - ۲۷ - اور عبرانی ۱۰ - ۱۱ میں بھی

آیا ہے - ان مقامات سے اس کے استعمال کی تشریح ہوتی ہے (۱) کوئی کام کسی کے واسطے سر انجام دینا (۲) ہیکل کی یا کوئی دینی خدمت بجا لانا - قرینے سے اس معنے کی تائید ہوتی ہے کہ وہ دینی خدمت بجا لا رہے تھے لیکن ہم کسی طرح سے ان فرائض کو معین نہیں کرتے -

روزہ رکھ کر - روزے کی طرف اشارہ اعمال کی کتاب میں صرف اس جگہ اور اگلی آیت میں اور ۱۴ - ۲۳ میں آیا ہے - معلوم ہوتا ہے کہ کسی خاص غرض کے لئے وہ دعا اور روزے میں مشغول تھے - شاید وہ انجیل کی مزید ترقی کے لئے خدا کے ارادے کو جاننا چاہتے تھے -

روح القدس نے کہا - یہاں روح کی شخصیت ظاہر ہوتی ہے (مقابلہ کرو ۸ - ۲۹ - اور ۱۰ - ۱۹) اور کلیسیا کے کاموں میں اس کا عملی ہدایت دینا (دیکھو ۱۶ - ۶) -

میرے لئے مخصوص کرو - مقابلہ کرو رومی ۱ - ۱ - اور گلاتی ۱ - ۱۵ - خدا نے تو ان کو اپنی خاص بلاہٹ اور فضل کے ذریعہ ان کو مخصوص کر دیا تھا - لیکن اب یہ کلیسیا کا کام تھا کہ خاص تقدیس کی رسم کے ذریعہ انکو مخصوص کرے -

برنباس اور ساؤل - پہلی آیت میں جو فہرست ہے اس میں سے پہلا اور آخری نام انطاکیہ کے خادموں میں سے یہ لئے جاتے ہیں چیدہ اشخاص تھے (۱۱ - ۲۵ و ۲۶ و ۳۰) اور یہ خاص طور سے اس خدمت میں تجربہ اور برکت حاصل کر چکے تھے - خدا تبلیغی مشنری کام کے لئے بہترین اشخاص کو لینا چاہتا ہے - ہندوستان میں مشنری کاموں میں اس بات کا ہم خوب لحاظ رکھیں مناسب ہے کہ ہندوستانی کلیسیا اپنے سب سے چیدہ فرزندوں کو بشارتی مہم کے لئے نذر کرے - انگریزی اور امریکن کلیسیاؤں کو بھی چاہئے کہ وہ اپنے بہترین اشخاص کو خدمت کے لئے روانہ کریں -

۳ - تب انہوں نے روزہ رکھ کر اور دعا مانگ کر اور ان پر ہاتھ رکھ کر

انہیں رخصت کیا۔

تب۔ اس مقصد کے لئے ایک خاص مجمع ہوا۔ یہ ایک طرح کا الوداعی جلسہ تھا۔

روزہ اور دعا۔ دیکھو آیت ۶-۶ اور ۲-۱۵ کی شرح۔ کل کلام ہی الوداعی جماعت نے حصہ لیا۔ بیزا کے نسخے میں یہ عبارت آئی ہے "سب نے روزہ رکھا اور دعا مانگی"۔

ان پر ہاتھ رکھ کر۔ دیکھو ۶-۶ کی شرح۔ انطاکیہ کی کلیسیا اور اس کے خادمان دین نے ایک خاص رسم کے ذریعہ ان کو خاص غیر ملکی تبشیری کام کے لئے مخصوص کیا۔

انہیں رخصت کیا۔ یعنے انطاکیہ کی جماعت کے فرائض تھے ان سے انکو آزاد کیا اور ان کو الوداع کہا۔

۴- پس وہ روح القدس کے بھیجے ہوئے سلوکیہ کو گئے۔ اور وہاں سے جہاز پر کپرس کو چلے۔

بھیجے ہوئے۔ کلیسیا نے تو ان کو آزاد کیا اور ان کو الوداع کہا لیکن روح القدس نے انہیں روانہ کیا۔ (دیباچہ ۶-۱) یہ مرکب فعل صرف ۱۷-۱۰ میں آیا ہے۔

سلوکیہ۔ یہ انطاکیہ کا بندرگاہ تھا ۱۶ میل کے فاصلے پر۔ ۱۱-۳۰ کی شرح۔ اسے سیلوکس نیکاتور نے تعمیر کیا تھا۔ اور اس کو اپنے سے موسوم کیا تھا۔ یہ دریائے اورنٹس کے دہانے پر واقع تھا۔ بحری قلعے کے طور پر اور تجارتی مرکز کے طور پر یہ بڑا ضروری تھا۔

کپرس۔ دیکھو ۴-۳۶ کی شرح۔ برنباکو اس جزیرے کے ساتھ دلچسپی تھی اور یہودی بھی یہاں کثرت سے رہتے تھے۔

جہاز پر چلے۔ یہ مرکب فعل خاص اعمال کی کتاب میں آیا ہے (۱۴-۲۶-۱۰ اور ۲۰-۱۵-۱ اور ۲۷-۱) یہ جہازرانی کا ابتدائی موسم تھا (مارچ) ورنہ مغربی ہوائیں گرمی کے موسم میں ان کو سیلکس کی طرف سیدھا نہ جانے دیتی تھیں۔

۵ سے ۱۲

کپرس میں سرگیس پولس اور الیماس

۵- اور سلمیس میں پہنچ کر یہودیوں کے عبادت خانوں میں خدا کا کلام سنانے لگے۔ اور یوحنا ان کا خادم تھا۔

سلمیس۔ دیکھو ۴-۳۶ کی شرح۔ اس جزیرے میں سب سے بڑا اور اہم قصبہ تھا اگرچہ یہ صدر مقام نہ تھا۔ اس کا بندرگاہ بہت اچھا تھا اس کا رخ کپرس کے جزیرہ کے مشرقی ساحل کی طرف سوریہ کے ساحل کی سمت میں تھا۔

عبادت خانوں۔ چونکہ سلمیس میں یہودیوں کی گھنی آبادی تھی اس لئے وہاں عبادت خانے بھی کئی ایک تھے۔ پولس کا دستور تھا کہ جہاں کہیں عبادت خانے ہوتے وہیں وہ کام شروع کرتا۔ عبادت خانے کے لئے دیکھو ۶-۹۔

یوحنا۔ دیکھو ۱۲-۱۲ کی شرح۔

پس ان کا خادم۔ یہ لفظ ہر طرح کے نوکروں اور خادموں کے لئے آتا ہے (۵-۲۲ و ۲۶ و ۲۶-۱۶) بعضوں کا خیال ہے کہ یہ لقب یوحنا مرقس کا تھا۔ جو عبادت خانہ کا چوبدار تھا (لوقا ۴-۲۰ شرح) لوقا ۴-۲۰ میں بھی یہ لفظ اسی معنے میں آیا ہے) اور مسیح کا زندہ ہونے کے بعد بھی اس کا یہی لقب رہا "اور یوحنا ان کا خادم تھا"۔ مگر اس کے عام معنے یہ ہیں کہ کسی نہ کسی حیثیت سے وہ برنباس اور ساؤل کی خدمت کرتا تھا اور شاید کلام کی خدمت میں بھی ان کی مدد کرتا تھا۔

۶- اور اس تمام ٹاپو میں ہوتے ہوئے پافس تک پہنچے۔ وہاں انہیں ایک یہودی جادوگر اور جھوٹا نبی بریسوع نام ملا۔

ہوتے ہوئے۔ دیکھو ۸-۴ کی شرح۔ ان لوگوں نے اس جزیرہ میں دورہ کیا لوقا نے اس دورہ کا ذکر بہت کم کیا۔ اگرچہ اس میں ان کا بہت وقت صرف ہوا ہوگا لیکن چونکہ اس کام کا تعلق یہودیوں اور یہودی مریدوں کے ساتھ تھا اس لئے لوقا نے اسے نظرانداز کیا اور ساری توجہ اس کام پر دی جو انہوں نے

غیر قوموں کے درمیان کیا۔

پافس۔ دیکھو ۴-۶ ۳ کی شرح - یہ کپرس کا دارالخلافہ تھا اور اُس جزیرہ کی جنوب مغربی حد پر واقع تھا اور رومی گورنر وہاں رہتا تھا۔

جادوگر۔ یا مجوسی ۸-۹ میں اسی کے مطابق فعل آیا ہے شمعون کی طرح یہ بھی فلاسفر ہونے کا دعویٰ کرتا تھا اور جادوگری عمل میں لاتا تھا۔

جھوٹا نبی۔ وہ خدا سے الہام پانے کا مدعی تھا۔ اُس کی تعلیم میں کچھ تو دینی مسائل پائے جاتے تھے اور کچھ خالی دعوے ہی تھے۔ رامزی صاحب کا خیال ہے کہ یہ اسی قسم کا آدمی تھا جیسے آجکل فاقیر اور سائنس کے مدعی ہوا کرتے ہیں اور دنیا پر کچھ تو اپنے دین کو ظاہر کرتے ہیں اور کچھ اپنے توہمات ہندوستان میں جیسے گرو جوتشی اور منتری ہوا کرتے ہیں۔

بریسوع۔ یہ اُس کا یہودی نام تھا جس کے معنے ہیں یسوع یا یشوع کا بیٹا۔ مقابلہ کرو۔ برتباس۔ برسباس وغیرہ (۱-۲۳) یوسیفس کہتا ہے۔ کہ فیلکس نے ایسے ہی ایک یہودی جادوگر کو استعمال کیا اور ایک کپرسی شمعون نامی کو تاکہ دروسلا کو اُس کے خاوند کے چھوڑنے پر اور اُس کے ساتھ شادی کرنے پر راغب کرے (۲۴-۲۴ آیت کی شرح)

۷- وہ سرگیس پولس صوبے کے ساتھ تھا۔ جو صاحب تمیز تھا اُس نے برنباؔ اور ساؤل کو بلا کر خدا کا کلام سننا چاہا۔

سرگیس پولس ۱۸۷۷ء میں کپرس کے شمالی ساحل پر ایک یونانی کتبہ ملا۔ جس پر یہ لکھا تھا "پولس صوبے کے وقت میں" شاید جس صوبہ دار کا اس آیت میں ذکر ہے اُسی کا یہ کتبہ ہو۔ اس کے سوا اُس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔

صوبہ۔ رومی علاقہ کے اُن گورنروں کا یہ لقب تھا جو سینٹ کے ماتحت ہوتے تھے (دیکھو دیباچہ ۴-۱) یہ لقب ۱۸-۱۲-۱۲ اور ۱۹-۳۸ میں بھی آیا ہے کپرس ایک وقت شاہی علاقہ میں تھا اور اُس وقت یہاں کے گورنر پروپرئیٹر

کہلاتے تھے لیکن آگسٹس نے ۲۲ سنہ ق م میں اس کو سینٹ کی طرف منتقل کر دیا۔ اِس لئے جب لوقا اُسے صوبہ کہتا ہے تو وہ بالکل صحیح ہے۔

ساتھ تھا۔ اِس کا یہ مطلب ہے کہ وہ اُس کے مصاحبوں میں سے تھا۔ جیسے کہ عالم اور جوتشی وغیرہ راجاؤں کے دربار میں ہوتے ہیں۔

صاحب تمیز۔ یہ شخص سائنس اور فلسفہ میں دلچسپی رکھتا تھا اور شاید مشرقی علوم میں اُس کو خاص مہارت حاصل تھی۔ اسی لئے وہ الیماس کی بھی قدر کرتا تھا اور برنباؔ اور ساؤل کی تعلیم جاننے کا آرزومند تھا۔ اُس کے دل میں روحانی آرزو بھی تھی جسے نہ یونانی رومی فلسفہ اور نہ اس جادوگر کی تعلیم تشفی دے سکتی تھی۔

بلا کر۔ غالباً یہ لوگ پافس کے عبادت خانوں میں تعلیم دے رہے تھے۔ جبکہ اُن کی تعلیم کی شہرت گورنر کے کانوں تک پہونچی۔ چونکہ اُسے فلسفہ اور دین میں بھی دلچسپی تھی اِس لئے اُس نے ان نئے معلموں کو بلا بھیجا۔

۸- مگر الیماس جادوگر نے (کہ یہی اُس کے نام کا ترجمہ ہے) اُن کی مخالفت کی اور صوبے کو ایمان لانے سے روکنا چاہا۔

الیماس۔ غالباً یہ نام عربی لفظ عالم کا بگڑا ہوا ہے جس کی جمع علماء آجتک اہل اسلام میں ایسے ہی لوگوں کے لئے مستعمل ہے اور لفظ جادوگر یا مجوسی اسی لفظ کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ مگر بیزا کے نسخہ میں اس کا نام الیماس نہیں آیا بلکہ آتا ہے اس (Etoimos) یعنی تیار کا بیٹا؟

مخالفت کی۔ یہ فعل ۶-۱۰ میں بھی استعمال ہو چکا ہے۔ اعمال کی کتاب میں یہ نظارہ بہت دلچسپ ہے۔ نور اور تاریکی۔ صدق اور کذب۔ جعلی علم الٰہی اور صحیح دین بالمقابل کھڑے ہیں۔ پافس میں وہم پرستی اور جادو نے انجیل کا مقابلہ کیا۔ یہ وہم پرستی اور جادو رومی دنیا میں چھائے ہوئے تھے آج ہندوستان میں انجیل کو وہی لڑائی درپیش ہے دیکھو دیباچہ ۶-۶۔

روکنا چاہتا۔ الیماس کی عزت شہرت اور روزگار معرضِ خطر میں تھے۔ اس لئے الیماس نے اپنی غرض کے لئے شدت سے مخالفت کی۔ تاریکی کی قوتوں نے بھی جو اس جھوٹے دین کی پس پشت تھیں انجیل کی ترقی روکنے کیلئے زور لگایا۔
ایمان۔ اس سے یا تو مسیحی دین مراد ہے یا انجیل پر بھروسہ رکھنا۔

۹- اور ساؤل نے جس کا نام پولس بھی ہے۔ روح القدس سے بھر کر اس پر غور سے نظر کی۔

ساؤل جس کا نام پولس بھی ہے۔ یہ ساؤل سے اس کا پولس کے نام میں ایک عجیب تبدیلی کا نشان ہے۔ غالباً بچپن ہی سے اس کا نام پولس بھی چلا آتا تھا عبرانی نام ساؤل کے ساتھ ساتھ چلا آیا۔ کیونکہ تمام یہودی جو منتشر ہو گئے تھے وہ اپنے بچوں کو عبرانی نام کے سوا ایک غیر قوم نام بھی دیا کرتے تھے (دیکھو دیباچہ باب ۲)۔ لیکن جب تک اُس کا کام یہودیوں اور یہودی مریدوں میں رہا۔ اُس نے اپنا نام ساؤل استعمال کیا۔ لیکن اب وہ رومی شہری کی حیثیت سے رومی صوبہ کے دربار میں کھڑا تھا اور ترقی کو دنیا میں ایک نیا کام اُسے درپیش تھا علاوہ ازیں اب وہ غیر قوموں سے دوچار ہوا۔ چنانچہ رومی گورنر اس بات کا نشان تھا اور اُن کی روحانی احتیاج اُس کے پیش نظر تھی اور اپنے پہلے غیر قوم مرد کو وہ نجات دہندہ کی تعلیم دے رہا تھا۔ اُس نے آسمانی رویا کا نافرمانبردار نہ ہونا چاہا۔ اُس نے اپنا پرانا نام ترک کیا اور ساتھ ہی یہودی تعصب کو بالائے طاق رکھا۔ اب وہ آئندہ کو ساؤل یہودی رہنا نہیں چاہتا بلکہ پولس مسیحی بننا چاہتا ہے تاکہ وہ غیر قوموں کے لئے مسیح کا وفادار رسول ہو۔
روح القدس سے بھر کر۔ دیکھو ۴-۸۔ اس نئے موقع کے لئے روح القدس کی مزید قوت حاصل ہوتی ہے۔
غور سے نظر کی۔ دیکھو ۱-۱۰۔ اُس تیز نظر سے اُس نے اُس دھوکہ باز کے دل کا سارا حال دریافت کر لیا۔

۱۰- اور کہا کہ اے ابلیس کے فرزند۔ تو جو تمام مکاری اور شرارت سے بھرا ہوا۔ اور ہر طرح کی نیکی کا دشمن ہے کیا خداوند کی سیدھی راہوں کو بگاڑنے سے باز نہ آئے گا۔

اے ابلیس کے فرزند۔ دیکھو یوحنا ۸-۴۴ و ۱-یوحنا ۳-۱۰۔ اُسکی مکاری کا چشمہ یہاں بتایا گیا ہے۔
تمام مکاری اور شرارت۔ پہلے لفظ سے اس جادوگر کی چالاکی اور دغابازی ظاہر ہوتی ہے اور دوسرے لفظ سے جو صرف یہیں پایا جاتا ہے اُس کی بدی ظاہر ہوتی ہے کہ وہ بدی کرنے میں کیسا عادی تھا۔
ہر طرح کی نیکی کا دشمن۔ کسی دین یا تعلیم کا حقیقی معیار اُس کے عجائبات نہیں بلکہ وہ قوت ہے جس سے زندگی کی نیکی پیدا ہوتی ہے اور جس میں یہ قوت نہیں وہ مردہ ہے (دیکھو متی ۷-۱۵ تا ۱۹)۔
غور کرو کہ اس آیت میں لفظ تمام کتنی دفعہ آیا ہے۔
خداوند کی سیدھی راہوں۔ یہ ہوسیع ۱۴-۹ کا حوالہ ہے سبعین کے ترجمہ کے مطابق الیماس نے غالباً اپنی ٹیڑھی زندگی کے علاوہ یہودی نوشتوں کو بھی اپنی تعلیم کی تائید کے لئے غلط طور سے پیش کیا اور خدا کی سیرت کو بالکل غلط ظاہر کیا ہوگا۔

۱۱- اب دیکھ تجھ پر خداوند کا غضب ہے اور تو اندھا ہو کر کچھ مدت تک سورج کو نہ دیکھیگا۔ اُسی دم کہر اور اندھیرا اُس پر چھا گیا اور وہ ڈھونڈتا پھرا کہ کوئی اُس کا ہاتھ پکڑ کے لے چلے۔

خداوند کا غضب۔ یونانی خداوند کا ہاتھ اس سے مراد ہے خدا کی قدرت جو سزا دینے میں ظاہر ہوتی ہے (مقابلہ کرو خروج ۹-۱۵ + قضاۃ ۲-۱۵)
تو اندھا... سورج... یہ سزا قصور کے مطابق تھی۔ اُس نے انجیل کی روشنی کی طرف سے عمداً اپنی آنکھ موند لی تھی اور اب طبعی کوری، ظاہرًا اور کلی طور پر اُس کو نصیب ہوئی۔ یہ ایک طرح کا نشان بھی تھا کہ مسیح کی قدرت کے سامنے

ایسے سارے جھوٹے دین کیسے تاریک ہو جاتے ہیں۔

کچھ مدت تک ۔ لوقا ۴-۱۳ میں بھی یہ محاورہ آیا ہے ۔ یہ کوری دائمی نہ تھی اور وہ جاتی رہیگی ۔ جب یہ جادوگر خدا کے ہاتھ کو تسلیم کریگا ۔

اسی دم ۔ دیکھو ۳-۷ + ۵-۱۰

کہر ۔ نئے عہدنامے میں یہ لفظ صرف اسی جگہ آیا ہے ۔ کئی یونانی ڈاکٹروں نے اِس لفظ کو آنکھ کی بیماری کے لئے استعمال کیا ہے (مثلاً Galen) اِس لئے لوقا طبیب کے ہاتھ سے اس کا استعمال موزوں معلوم ہوتا ہے ۔

اندھیرا ۔ یونانی اطبا نے اس لفظ کو بھی اصطلاحی معنی میں استعمال کیا ۔ یہ سارا بیان مصورانہ ہے ۔ الیماس پر ایک کہر چھا گئی جو بڑھتی بڑھتی کامل تاریکی اور کوری میں تبدیل ہو گئی ۔

ڈھونڈتا پھرا ۔ یہ صیغہ ناتمام ہے اور بیان کو زیادہ عیاں کرتا ہے " وہ اِدھر اُدھر ٹٹولتا پھرا اور مدد حاصل کرنے کی بے سُود کوشش کرتا رہا " کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ اُس کی مدد کرتا مسیح کی قدرت سے یہ جھوٹے دین یوں بیکس اور بے بس ہو جاتے ہیں ۔

کوئی اُس کا ہاتھ پکڑ سکے ۔ یونانی میں ایک ہی مرکب لفظ آیا ہے " ہاتھ سے پکڑ کر لیجانا " یہ صرف یہیں آیا ہے ۔ لیکن اس سے مشتق فعل ۹-۸ + ۲۲-۱۱ میں بھی استعمال ہوا ہے ۔ اِس ماجرے نے پولس کو یاد دلایا ہوگا جو دمشق کی راہ پر گزرا تھا ۔

۱۲- تب صوبہ یہ ماجرا دیکھ کر اور خداوند کی تعلیم سے حیران ہو کر ایمان لے آیا

ایمان لے آیا ۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ الیماس کی کوری نے صوبہ کی آنکھیں کھول دیں ۔ اِس صوبہ کے ایمان کے بارہ میں ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ وہ کس قسم یا کس حد تک تھا ۔ ہمیں اُمید ہے کہ اُس کا ایمان سچا تھا ۔ ہم تحقیق طور پر نہیں کہہ سکتے کہ آیا وہ برملا شاگرد ہو گیا اور اُس نے بپتسمہ حاصل کیا یا نہیں ۔

۱۳ سے ۵۲ ۔ پسدیہ کا انطاکیہ ۔ پولس کی تقریر

۱۳- پھر پولس اور اُس کے ساتھی پافس سے جہاز پر روانہ ہو کر پمفولیہ کے پرگہ میں آئے اور یوحنا اُن سے جُدا ہو کر یروشلیم کو واپس چلا گیا

پولس اور اُس کے ساتھی لفظی طور پر یہ ترجمہ ہوگا جو لوگ پولس کے اردگرد تھے ۔ وہ اُس چھوٹے مشنری گروہ کا مرکز اور پیشوا ہو گیا ۔ اُس وقت سے لیکر اُس کا نام برنباس کے نام سے پیشتر آنے لگا ۔ البتہ ۱۴-۱۲ - اور ۱۵-۱۲ و ۲۵ اِس سے مستثنیٰ ہیں ۔

روانہ ہو کر ۔ بحری سفر کے لئے یہ خاص محاورہ لوقا کو بہت پسند آتا تھا ۔ چنانچہ ۱۶-۱۱ + ۱۸-۲۱ + ۲۰-۳ و ۱۳ + ۲۱-۱ و ۲ + ۲۷-۲ و ۴ و ۱۲ و ۲۱ + ۲۷-۱۰ سے ۱۱ میں لوقا نے یہی محاورہ اس معنی میں استعمال کیا ۔

پمفولیہ کا پرگہ ۔ پمفولیہ کے لئے دیکھو ۲-۱۰ کی شرح ۔ یہ کپرس کے شمال مغرب کو تھا ۔ اور مشنری کام کی ترقی کے لئے مناسب علاقہ تھا ۔ پرگہ پمفولیہ کا بڑا قصبہ تھا ۔ اس کی بنیاد تیسری صدی قبل مسیح ڈالی گئی ۔ دریائے سسترس (Cestrus) سے پانچ میل مغرب کی طرف اور ساحل سے تقریباً سات میل کے فاصلہ پر تھا ۔ شاید اس دریا پر کوئی بندرگاہ ہوگا جہاں تک جہاز دریائی راہ سے آسکتے ہونگے ۔ اطالیہ نامی بستی تھی (۱۴-۲۵) ۔ پرگہ ایشیائی رسوخ کا مرکز تھا ۔ یہاں کی دیوی آرتمس اور اُس کی پرستش شہرہ آفاق تھی ۔ یہ بڑا مشہور شہر تھا ۔

یوحنا ... جُدا ہو کر ۔ دیکھو ۱۲-۱۲ کی شرح ۔ اُس کے جُدا ہونے کا رنج پولس کے دل میں دیر تک رہا (۱۵-۳۸) ۔ ہو سکے اِس فعل کے کئی ایک اسباب پیش کئے جاتے ہیں (۱) کپرس کی طرف سفر کرتے وقت اُس نے سوچا نہ ہوگا کہ وہ سفر کس قدر دراز ہوگا اور کیسے کیسے خطروں اور مصیبتوں کو جھیلنا پڑیگا ۔ اور

جب خطرات اور مصائب کی کثرت اُسے معلوم ہوئی تو وہ اُن سے جدا ہو گیا جب
پرگہ میں اُس نے فلسطین جانے والا جہاز دیکھا ہوگا تو اُسے وطن کی محبت
نے گھبرا دیا ہوگا اور وہ چل پڑا (۲) شاید وہ اِس سے ناراض ہو گیا کہ اب
پولس اُس کے رشتہ دار برنباس پر سبقت لیجانے لگا۔ حسد گہرے دوستوں میں
بھی تفرقہ ڈال دیتا ہے (۳) یا شاید وہ پولس کے غیر قوموں کے درمیان
وسیع پیمانہ پر کام کرنے کے ساتھ متفق نہ تھا۔ قدیم یہودی خیالات اور
تعصبات میں وہ اب تک مبتلا تھا۔ اس باب میں وہ مرقس نہیں کہلاتا۔ بلکہ
خاص کر یوحنا (آیات ۵ و ۱۳) حالانکہ ساؤل ایک قدم بڑھا کر پولس بن جاتا
ہے لیکن مرقس یوحنا بن کر پیچھے ہٹتا ہے۔ اُس وقت مسیح کی مجبور کرنے والی
محبت کی نسبت قومی تعصب کو غلبہ حاصل ہوگا۔ اس جملہ سے اس تشریح کی تائید
ہوتی ہے "اس کام کے لئے اُن کے ساتھ نہ گیا" یعنی غیر قوموں کو انجیل سنانے
کے لئے (۱۵-۳۸)۔

اُس کی علیحدگی میں گو ان ساری وجوہات نے حصہ لیا لیکن آخری وجہ
نے اُس کا قطعی فیصلہ کر دیا ہے۔ ہمیں ہندوستان میں اس سے سبق حاصل ہوتا
ہے۔ ہر طرح کی قومی اور ذاتی نفرت ہمیں خدا کا مقصد پورا کرنے اور اپنے
ہمجنسوں کی نجات کو ترقی دینے کے ناقابل بنا دیتی ہے۔ بعضوں کا خیال ہے
کہ پرگہ میں پولس کی بیماری نے اُس پر سخت حملہ کیا۔ اگر یہ درست ہو تو ایسے نازک
موقع پر مرقس کا چلا جانا اور بھی زیادہ مکروہ تھا۔

**۱۴- اور وہ پرگہ سے چل کر پسدیہ کے انطاکیہ میں پہنچے۔ اور سبت
کے دن عبادت خانے میں جا بیٹھے۔**

اور وہ - یہ اسم ضمیر یہاں تاکیدی ہے - بہر حال پولس اور برنباس دلیری سے
اپنے سفر پر گئے

پرگہ سے چل کر - اس فعل کے لئے دیکھو ۸-۴ کی شرح - اِس کے یہ

معنی بھی ہو سکتے ہیں "دورہ کر کے" جیسا کہ اکثر دیگر مقامات میں - مگر یہاں یہ مراد معلوم ہوتی
ہے کہ وہاں سے بلا بشارت دئے گذر گئے (مقابلہ کرو ۱۴: ۲۴-۲۵) سے معلوم ہوتا ہے کہ
پمفولیہ میں اُن کی بشارتی تجویز یکلخت بدل گئی - اور وہ سیدھے پسدیہ کے انطاکیہ کو
چلے گئے - سر آمزی صاحب کا خیال ہے کہ اِس تبدیلی کی وجہ مقدس پولس کی بیماری
ہوئی ہوگی - خواہ کوئی طبعی سبب ہوا - الہی ارادہ اُس کی تہ میں تھا -

پسدیہ کے انطاکیہ - پسدیہ کا ملک ایشیائے کوچک کے جنوب میں تھا - اور اس زمانہ
میں گلاتیہ کے رومی علاقہ کا جزو تھا - اس کی جنوبی حد پمفولیہ اور شمالی فروگیا اور مغربی
لوقیا تھی - اس موقعہ پر انطاکیہ کو جاتے وقت اور پھر پرگہ کو واپس آتے وقت مقدس
پولس یہاں سے گزرا (۱۴: ۲۱-۲۴)

انطاکیہ کا شہر فی الحقیقت پسدیہ کے ملک میں نہ تھا - بلکہ فروگیا کے علاقہ میں
سٹرابو (Strabo) اسے "انطاکیہ پسدیہ کی طرف" کہتا ہے یا "پسدیہ
کا انطاکیہ" تاکہ اس کا امتیاز دوسرے انطاکیہ سے ہو جائے - اور چونکہ فروگیا کا حصہ
جو گلاتیہ کے علاقہ میں تھا بتدریج پسدیہ میں شامل ہو گیا - اس لئے یہ شہر بعد ازاں
"پسدیہ کا انطاکیہ" کہلانے لگا - سوریہ کے انطاکیہ کی طرح اس کو بھی سلیوکس نکاتور
نے تیسری صدی قبل از مسیح میں آباد کیا اور اپنے باپ کے نام سے نامزد کیا - قیصر
اگستس نے اسے "بستی" بنایا - اور اسے گلاتیہ کے ضلع کے جنوبی حصہ کا جنگی اور
انتظامی مرکز بنایا - اس لئے ایشیائے کوچک کے اُس حصہ میں یہ نہایت اہم شہر تھا یہ
تقریباً سو میل خشکی کی طرف تھا - اور اس سطح مرتفع پر واقع تھا جو سطح سمندر سے
۳۶۰۰ فٹ بلند تھی - اس کا ملکی انتظام لاطینی تھا - اس کی تہذیب یونانی - اس کی
آبادی فروگیائی تھی اور یہاں بہت سے یہودی بھی آباد تھے -

رامزی صاحب کا خیال ہے کہ پولس کی بدنی بیماری شدت کا موسمی بخار تھا اور ان
کا یہ خیال بھی ہے کہ اس بیماری کے شدید حملے کے بعد پولس کو اس نشیب علاقہ
سے جو پرگہ کے ارد گرد تھا اُس سطح مرتفع کی طرف بھاگنا پڑا جہاں انطاکیہ واقع

تھا۔ لیکن اُن کی یہ رائے ایسے لوگوں کو منظور نہ ہوگی جو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ پولس کی آنکھوں کی بیماری تھی (دیکھو گلتیوں ۴-۱۵ + ۶-۱۱) یا فالج کی بیماری تھی (گلتیوں ۴-۱۴) خواہ یہ بیماری کسی قسم کی ہو۔ جنوبی گلاتیہ میں اس کے انجیل سنانے کا سبب کسی نہ کسی طرح سے یہی بیماری تھی (گلتیوں ۴-۱۳) خواہ بیماری کا یہ حملہ پرگہ میں ہوا یا انطاکیہ میں یا درمیانی راہ میں۔ پرگہ سے انطاکیہ کو جو سڑک جاتی تھی وہ پسدیہ کی پہاڑیوں میں سے گزرتی تھی اور قزاقوں اور راہزنوں کا خطرہ وہاں رہتا تھا۔ اس سفر میں آتے اور جاتے وقت وہ دریائی خطرہ پیش آئے جن کا ذکر ۲-کرنتھی ۱۱-۲۶ میں آیا ہے۔ جب وہ پمفولیہ سے گزر کر پسدیہ میں پہنچا تو وہ گلاتیہ کے رومی ضلع میں داخل ہوا۔

عبادت خانے۔ دیکھو ۹-۲۰ اور ۱۳-۵ کی شرح۔

جا بیٹھے۔ یعنی ربیوں کی جگہ میں۔ جہاں بیٹھ کر وہ وعظ و تعلیم دیا کرتے تھے شاید اس جملہ سے یہی مراد ہو کہ وہ جماعت میں جا کر بیٹھ گئے۔ شاید ان مقاموں میں ان کی شہرت ہو گئی ہوگی کہ یہ وعظ و نصیحت کرتے پھرتے ہیں۔

۱۵۔ پھر توریت اور نبیوں کی کتاب کے پڑھنے کے بعد عبادت خانہ کے سرداروں نے انہیں کہلا بھیجا کہ اے بھائیو! اگر لوگوں کی نصیحت کے واسطے تمہارے دل میں کوئی بات ہو تو بیان کرو۔

توریت اور نبیوں کی کتاب۔ دیکھو ۶-۹ کی شرح (عبادت خانہ) عبادت خانے میں ان دروس کے بعد اگر کوئی قابل واعظ آتا تو وعظ یا نصیحت ہوا کرتی۔

عبادت خانے کے سرداروں۔ معمولی یہودی عبادت خانے کا ایک سردار ہوا کرتا تھا۔ لیکن کتبوں سے یہ شہادت بھی ملتی ہے کہ ایشیا کوچک میں معمولی سردار کے علاوہ عبادت خانے کے دیگر بزرگوں کو بھی سردار کہتے تھے۔

۱۶۔ پس پولس نے کھڑے ہو کر اور ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا
اے اسرائیلیو اور اے خداترسو سنو۔

اے اسرائیلیو۔ یہ عزت کا لقب تھا جس سے یہ مراد تھی کہ یہ یہودی الٰہی قوم کے ممبر تھے (۲-۲۲ کی شرح) مقابلہ کرو آیت ۲۶ سے۔

خداترسو۔ خداترس غیر قوم جو عبادت خانے کی عبادت میں شریک ہوتے تھے۔ مقدس پولس نے اپنے سامعین پر ظاہر کیا کہ خدا نے یہودی قوم کی تاریخ میں انجیل کے لئے تیاری کی۔ پیشتر اس سے کہ وہ یسوع کے دعوے مسیح ہونے کو پیش کرے اور اس پر زور دے۔ اس نے خروج سے شروع کیا۔

۱۷۔ اس اُمت اسرائیل کے خدا نے ہمارے باپ دادوں کو چن لیا اور جب یہ اُمت ملک مصر میں پردیسیوں کی طرح رہتی تھی۔ تو اس کو سربلند کیا اور زبردست ہاتھ سے انہیں وہاں سے نکال لایا۔

سربلند کیا۔ ان کی تعداد اور رسوخ کو بڑھا کر اور ان کی خاطر سلسلہ وار معجزے دکھا کر۔
زبردست ہاتھ۔ خروج ۶-۱ و ۶ (ستروں کا ترجمہ) کی طرف اشارہ۔

۱۸۔ اور کوئی چالیس برس تک بیابان میں اُن کی عادتوں کی برداشت کرتا رہا

برداشت کرتا رہا۔ جس فعل کا یہ ترجمہ ہے وہ صرف اسی مقام میں آیا ہے اور اکثر قدیم نسخے اس کے ممد ہیں لیکن جیسا انگریزی کے حاشیہ سے ظاہر ہے یونانی لفظ میں ایک حرف کی تبدیلی سے ایک اور عمدہ معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔ جس کی تائید بھی بعض نسخوں سے ہوتی ہے یعنی دائی کی طرح انہیں لئے پھرا۔ یہ استثنا ۱-۳۱ (ستروں) کے مطابق ہے جس کی طرف یہاں اشارہ ہے۔ دو قراتوں سے عمدہ معنی حاصل ہوتے ہیں۔

۱۹۔ اور کنعان کے ملک میں سات قوموں کو غارت کر کے تخمیناً ساڑھے چار سو برس میں ان کا ملک ان کی میراث کر دیا۔

سات قوموں۔ دیکھو استثنا ۷-۱ + ۲۰-۱۷۔

تخمیناً ساڑھے چار سو برس۔ یہ شمار ابراہیم سے پہلے وعدہ کے وقت سے یشوع کی وفات تک ہے۔ اس سارے عرصے میں وہ میراث وعدہ کے

طور پر اُن کی تھی۔ کیونکہ خدا نے یہ وعدہ کیا تھا۔ مقابلہ کرو ۵-۴۶ کی شرح۔

۲۰- اور اِن باتوں کے بعد سموئیل نبی کے زمانے تک اُن میں "قاضی" مقرر کئے

سموئیل نبی۔ دیکھو ۳-۲۴ کی شرح۔

۲۱- اِس کے بعد اُنہوں نے بادشاہ کے لئے درخواست کی۔ اور خدا نے بنیامین کے قبیلے میں سے ایک شخص ساؤل قیش کے بیٹے کو چالیس برس کے لئے اُن پر مقرر کیا۔

بنیامین کے قبیلے... ساؤل۔ متکلم کا بھی یہی نام اور فرقہ تھا۔
چالیس برس۔ عہدِ عتیق میں ساؤل کی سلطنت کا زمانہ مذکور نہیں لیکن
مقابلہ کرو ۲-سموئیل ۲-۱۰ سے۔

۲۲- پھر اُسے معزول کر کے داؤد کو اُن کا بادشاہ بنایا جس کی بابت اُس نے یہ گواہی دی۔ کہ مجھے ایک شخص یسّی کا بیٹا داؤد میرے دل کے موافق مل گیا۔ وہی میری تمام مرضیوں کو پورا کریگا۔

معزول کر کے۔ یہ فعل پولس اور لوقا کی تصنیفات میں پایا جاتا ہے۔ (لوقا ۱۶-۴، اعمال ۱۹-۲۶، ۲-کرنتھی ۱۳-۲، کلسیوں ۱-۱۳) وہ تخت سے معزول کیا گیا تاکہ داؤد کے لئے جگہ خالی ہو جو موعود مسیح کا پردادا تھا۔
ملا گیا... داؤد... مل گیا۔ زبور ۸۹-۲۰ (ستر دل کا ترجمہ) سے لیا گیا۔
میرے دل کے موافق۔ ۱-سموئیل ۱۳-۱۴ سے اقتباس تقریباً لفظ بہ لفظ (ستر دل کا ترجمہ)
وہی... مرضیوں کو پورا کریگا۔ زبور ۴۰-۸ + یسعیاہ ۴۴-۲۸ کا خیال۔ چونکہ مرضیوں صیغہ جمع ہے اس لئے اس سے خدا کی محض عام مرضی مراد نہیں بلکہ اُس کی ساری خواہشیں مراد ہے

۲۳- اِسی کی نسل میں سے خدا نے اپنے وعدے کے موافق اسرائیل کے پاس ایک منجی یعنی یسوع کو بھیج دیا۔

اِسی کی نسل۔ لفظ "اِسی" پر زور ہے۔ جیسا سارے یہودیوں کو معلوم تھا مسیح داؤد کا بیٹا ہوگا (زبور ۱۳۲-۱۱ + یسعیاہ ۱۱-۱) اور مقدس پولس نے اِس امر پر زور دیا کہ وعدہ کے مطابق یسوع داؤد کی نسل اور خاندان سے پیدا ہُوا۔ (رومیوں ۱-۳)۔
اسرائیل کے پاس۔ دیکھو ۳-۲۵ و ۲۶ کی شرح۔ گو مقدس پولس اِس وقت غیر قوموں کے درمیان کام شروع کرنے کو تھا لیکن اُس نے صحیح ترتیب کو نظر انداز نہیں کیا (رومیوں ۱-۱۶)
منجی یعنی یسوع۔ ہمیں یاد ہوگا کہ یہ نام "مسیح" یونانی ہے اور عبرانی میں یہ نام "یشوع" ہے جس کے معنی یہ ہیں "یہوواہ نجات دیتا ہے" یا "یہوواہ نجات ہے"
اِس موقعہ پر پولس کا خاص پیغام نجات تھا (آیات ۲۶ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۷) اُس نے پہلے تو یہ ظاہر کیا کہ عہدِ عتیق میں اسرائیل کی تاریخ منجی یسوع تک پہنچتی ہے پھر وہ یوحنا بپتسمہ دینے والے کا ذکر کرتا ہے جس نے اِس منجی اور آدمیوں کی نجات کے لئے اُس کے کام کے بارہ میں گواہی دی۔

۲۴- جس کے آنے سے پہلے یوحنا نے اسرائیل کی تمام اُمت کے سامنے توبہ کے بپتسمہ کی منادی کی۔

جس کے آنے سے۔ یونانی کے معنی ہیں "داخل ہوتا"۔ اِس سے مراد ہے ہمارے خداوند کا اپنی برملا خدمت شروع کرنا۔ یہ لفظ پھر ا تھسلنیکیوں ۱-۹ + عبرانی ۱۰-۱۹ + ۲-پطرس ۱-۱۱ میں آیا ہے۔ اِن مقامات کا مطالعہ کرنے سے فائدہ ہوگا۔

۲۵- اور جب یوحنا اپنا دَور پورا کرنے کو تھا۔ تو اُس نے کہا کہ تم مجھے کیا سمجھتے ہو؟ میں وہ نہیں بلکہ دیکھو میرے بعد وہ شخص آنیوالا ہے جس کے پاؤں کی جوتیوں کا تسمہ میں کھولنے کے لائق نہیں

دَور۔ اِس سے دوڑنے والے کی دوڑ کی طرف اشارہ ہے۔ یہ ۲-تیمتھیس ۴-۷

۲-تیمتھیس ۴-۷ میں آیا ہے۔ یوحنا بپتسمہ اور پولس رسول یہ دو بڑے دوڑنے والے پہلوان تھے جن میں سے ہر ایک اعلیٰ دوڑ دوڑا۔ آپ تو مسیح کا پیشرو ہونے کی حیثیت سے اور دوسرا غیر قوموں کی طرف اُس کا تیز رفتار ایلچی ہو کر۔

سمجھتے ہو- یہ فعل صرف اعمال کی کتاب ۲ میں ہی آیا ہے - ۲۵-۱۰+۲۱-۲۷-۱۵

۲۶- اے بھائیو! ابرہام کے فرزندو- اور اے خدا ترسو- اس نجات کا کلام ہمارے پاس بھیجا گیا۔

اے بھائیو- وہ اپنے سامعین میں سے یہودیوں اور غیر قوموں سے مخاطب ہوا- جیسے آیت ۱۶ میں۔ لیکن وہ ان دونوں کو "بھائیو" کہتا ہے اور بڑی محبت اور اُلفت سے مخاطب ہوتا ہے۔ مقابلہ کرو ۲-۲۹- اور ۳-۱۷ سے۔

نجات کا کلام- دیکھو آیت ۲۳ کی شرح- انجیل کا پیغام نجات کا پیغام ہے- یہاں اور اس وقت گناہ کی قصور واری سے اور گناہ کی قوت سے رہائی ملتی ہے-

بھیجا گیا- یعنی خدا کی طرف سے- اس فعل کے لئے دیکھو ۱۲-۱۱ کی شرح-

۲۷- کیونکہ یروشلیم کے رہنے والوں اور اُن کے سرداروں نے نہ اُسے پہچانا- اور نہ نبیوں کی باتیں سمجھیں جو ہر سبت کو سنائی جاتی ہیں اس لئے اُس پر فتویٰ دے کر اُن کو پورا کیا-

اُن کے سرداروں- مقابلہ کرو ۳-۱۷- اور وہاں کی شرح سے-

نہ اُسے پہچانا اور نہ نبیوں کی باتیں سمجھیں- یہ ترجمہ بھی ہو سکتا ہے "اُسے نہ پہچان کر (اُس کو پہچاننے میں قاصر رہنے کے علاوہ) اُس پر فتویٰ دیکر نبیوں کی باتوں کو پورا کیا جو ہر سبت کو سنائی جاتی ہیں"

۲۸- اور اگرچہ اُس کے قتل کی کوئی وجہ نہ ملی- تو بھی اُنہوں نے پیلاطس سے اُس کے قتل کی درخواست کی-

پیلاطس سے ... درخواست کی- دیکھو ۳-۱۳ و ۱۴-

۲۹- اور جو کچھ اُس کے حق میں لکھا تھا- جب اُس کو تمام کر چکے-

تو اُسے صلیب پر سے اُتار کر قبر میں رکھا

۳۰- لیکن خدا نے اُسے مُردوں میں سے جلایا۔

خدا نے ... اُسے ... جلایا- مسیح کی قیامت پر اُس نے پھر زور دیا-
(۱-۲۲ + ۲-۲۴ سے ۳۲)

۳۱- اور وہ بہت دنوں تک اُن کو دکھائی دیا- جو اُس کے ساتھ گلیل سے یروشلیم میں آئے تھے- اُمت کے سامنے اب وہی اُس کے گواہ ہیں-

گواہ- دیکھو ۱-۸ و ۲۲ + ۲-۳۲ + ۳-۱۵ + ۵-۳۲ + ۱۰-۴۱ +

۳۲- اور ہم تم کو اُس وعدے کے بارے میں جو باپ دادوں سے کیا گیا تھا یہ خوشخبری دیتے ہیں-

یہ خوشخبری دیتے ہیں- دیکھو ۸-۴۰-

وعدے- یعنی مسیح نجات دہندہ کا وعدہ- آیت ۲۳) یہ وعدہ سارے پرانے عہد نامے میں برابر پایا جاتا ہے اور اُس کا خاص تعلق داؤد کے خاندان کے ساتھ ہے- مسیح کا جی اُٹھنا اس امر کا ثبوت اور ضامن تھا کہ وہ وعدہ پورا ہو گیا-

۳۳- کہ خدا نے یسوع کو جلا کر ہماری اولاد کیلئے اُسی وعدے کو پورا کیا- چنانچہ دوسرے مزمور میں لکھا ہے کہ تو میرا بیٹا ہے- آج تو مجھ سے پیدا ہوا-

جلا کر- ۲-۲۱ میں یہی فعل آیا تھا- ۲۰ آیت میں فعل مختلف ہے-

ہماری اولاد کے لئے- اکثر قدیم نسخوں میں یہی قرات ہے- مگر بعضوں میں یہ الفاظ ہیں "ہم سے جو ان کی اولاد ہیں" بعضوں کا خیال ہے کہ در اصل یہ الفاظ تھے "ہم بچوں سے" اور کہ مختلف نسخوں کے کاتبوں نے مختلف حرف اضافت ایزاد کئے ہیں-

پورا کیا- یہ مرکب فعل صرف یہاں ہی استعمال ہوا ہے- اس میں تاکید پائی جاتی ہے کہ کامل طور سے پورا ہوا-

تو میرا بیٹا ہے- یہ زبور ۲-۷ سے لفظی اقتباس ہے- سمرون کے ترجمہ کے

مطابق + عبرانی ۱-۵ + ۵-۵ میں بھی یہی الفاظ اقتباس ہوئے - اِس آیت میں اِن لفظوں کا زور اِس امر پر ہے کہ ہمارا خداوند مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے سبب قدرت کے ساتھ خدا کا بیٹا ٹھہرا (رومیوں ۱-۴) اُس کا پھر جلایا جانا اُس کے بیٹا ہونے کا ثبوت اور اعلان تھا -

۳۴ - اور اُس کے اِس طرح مُردوں میں سے جِلانے کی بابت کہ پھر کبھی نہ مرے - اُس نے یوں کہا کہ میں داؤد کی پاک اور سچی نعمتیں تمہیں دونگا

ہیں داؤد کی پاک اور سچی . . . . یہ الفاظ یسعیاہ ۵۵-۳ سے ہیں سترون کے ترجمے کے مطابق - یسعیاہ کے اُس مقام میں عبرانی کے مطابق یہ ترجمہ ہوگا "میں تمہارے ساتھ ابدی عہد قائم کرونگا یعنی داؤد کی سچی رحمتیں" پچھلے حصّہ کا ترجمہ یونانی مترجموں نے "پاک نعمتیں" کیا - عبرانی کے جس لفظ کا ترجمہ "رحمت" ہے اُس کا ترجمہ یونانی مترجموں نے عموماً "پاک" کیا ہے (دیکھو ۲-۲۷ کی شرح - یہ پاک نعمتیں خدا کے وہ وعدے ہیں جو اُس نے داؤد سے کئے تھے - وہ نہ صرف پاک ہیں بلکہ یقینی اور سچے اور مستقل ہو دیوں نے یسعیاہ کی اس پیشگوئی کا یہ مطلب سمجھا کہ اُس میں "ابن داؤد" کی طرف اشارہ ہے جس سے مسیح مراد ہے - اور رسول نے اس آیت کا حوالہ اِس لئے دیا تاکہ ثابت کرے کہ یسوع کی قیامت اُن وعدوں کی مہر اور تکمیل تھی اور نیز مقفل کے اِس ابدی عہد کے قیام کا گویا گرو نامہ تھا - لفظ "پاک" اگلی آیت میں بھی ہے (اپنے مقدس) جس سے اِن دو نو آیتوں کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے -

۳۵ - چنانچہ وہ ایک اور مزمور میں بھی کہتا ہے کہ تو اپنے مقدس کے سڑنے کی نوبت پہنچنے نہ دیگا -

سڑنے . . . نہ دیگا - زبور ۱۶-۱۰ سے اقتباس جس کا حوالہ ۲-۲۷ میں مقدس پطرس نے دیا تھا - اِس امر کو ظاہر کرنے کے لئے کہ اِن پیشینگوئیا

کا اشارہ داؤد کی طرف نہیں بلکہ یسوع مسیح کی طرف ہے - مقدس پولُس نے مقدس پطرس کی طرف (اس ۲-۲۹ سے ۳۶) داؤد کے مرنے اور دفن ہونے کا ذکر کیا

۳۶ - کیونکہ داؤد تو اپنے وقت میں خدا کی مرضی کا تابعدار رہ کر سو گیا - اور اپنے باپ دادوں سے جا ملا - اور اُس کے سڑنے کی نوبت پہنچی -

اپنے وقت میں - انگریزی بائبل کے حاشیے میں جو ترجمے دئے گئے ہیں وہ ہو سکتے ہیں لیکن جو متن میں ترجمہ ہے وہ سب سے بہتر ہے - وقت میں پشت میں - حالانکہ مسیح کا کام اور اُس کے نتائج دائمی ہیں -

(عبرانی ۵-۶ + ۷-۲۵)

تابعدار رہ کر - یہ فعل صرف اعمال کی کتاب میں پایا جاتا ہے (۲۰-۳۴ + ۲۴-۲۳)

مرضی - دیکھو ۲-۲۳ کی شرح -

سو گیا - دیکھو ۷-۶۰ کی شرح

۳۷ - مگر جس کو خدا نے جلایا - اُس کے سڑنے کی نوبت نہیں پہنچی -

سڑنے کی نوبت . . . اس لئے زبور ۱۶ کے الفاظ کا اشارہ اُسی کی طرف ہے اور اُسی کے وسیلے سے ابدی عہد کی "پاک اور سچی نعمتیں" حاصل ہوتی ہیں

۳۸ - پس اے بھائیو تمہیں معلوم ہو کہ اُسی کے وسیلے سے تم کو گناہوں کی معافی کی خبر دیجاتی ہے -

اُسی کے وسیلے سے - یعنی جو مر گیا اور جی اُٹھا اور ابد تک زندہ ہے - اور کسی دوسرے کے وسیلے سے نہیں - مقابلہ کرو ۴-۱۲ سے -

گناہوں کی معافی - دیکھو ۲-۳۸ - جس نے اُن کا بوجھ اُٹھایا اور جن کے کفارہ کی خاطر وہ مر گیا (رومیوں ۴-۲۵) اُسی کو اُن کے معاف کرنے کا حق تھا -

۳۹ - اور موسیٰ کی شریعت کے باعث جن باتوں سے تم بری نہیں ہو سکتے تھے اُن سب سے ہر ایک ایمان لانے والا اُس کے

باعث بری ہوتا ہے۔

ہر ایک ایمان لانے والا۔ یہ خاص پولس کا محاورہ ہے (رومی ۱-۱۶ + ۳-۲۲ + ۱۰-۴ و ۱۱) اس میں یہودی اور غیر قوم مساوی درجہ رکھتے ہیں۔ انجیل نے سب کو مفت یہ تحفہ پیش کیا۔ اس میں شخصی اور قومی امتیاز نہ تھا۔ اسی وجہ سے سامعین پر اس کا بڑا اثر ہوا اور خاص کر انطاکیہ کی غیر قوم آبادی پر (آیت ۴۴)

بری ہوتا ہے۔ یعنی وہ ایسا گنا جاتا ہے جس کے سارے قصور معاف ہو گئے ہوں اور یسوع مسیح کے ثواب کی خاطر وہ خدا کی نظر میں راستباز شمار ہوتا ہے ایمان کے ذریعہ راستباز ٹھہرنے کی تعلیم کا یہاں صاف بیان ہے جس پر پولس نے رومیوں اور گلتیوں کے خطوں میں اس قدر زور دیا۔ گلتیوں کے خط میں اس نے بہت زور سے اس امر پر تاکید کی کہ موسیٰ کی شریعت انسان کو راستباز بنانے میں قاصر رہی۔ (گلتیوں ۲-۱۵ سے ۳-۲۲) مسیح پر ایمان لانے کے ذریعہ راستباز ٹھہرنے کی تعلیم مسیحی مذہب اور دیگر مذاہب میں مابہ الامتیاز ہے۔ نجات کو مفت پیش کرنے کے بعد یہ آگاہی بھی دی گئی کہ ایسی نجات کے رد کرنے کا امکان بھی تھا۔ شاید متکلم نے اپنے بعض سامعین میں مخالفت کی روح کے آثار دیکھے۔

۴۰- پس خبردار ایسا نہ ہو کہ جو نبیوں کی کتاب میں آیا ہے وہ تم پر صادق آئے۔

نبیوں کی کتاب ۷-۴۲ کی شرح۔ یہ حوالہ حبقوق ۱-۵ سے تقریباً لفظ بہ لفظ سبعینی ترجمے سے ہے۔

۴۱- اے تحقیر کرنے والو۔ دیکھو۔ تعجب کرو اور مٹ جاؤ۔ کیونکہ میں تمہارے زمانے میں ایک کام کرتا ہوں۔ ایسا کام کہ اگر کوئی تم سے بیان کرے۔ تو کبھی اس کا یقین نہ کرو گے ٭

تحقیر کرنے والو۔ یہ اسم اسی آیت میں آیا ہے۔ خداوند یسوع مسیح کے دعاوی کو ٹھکرانا نا چیز سمجھنا خطرناک ہے۔

ایک کام کرتا ہوں۔ یعنی غیر تائب لوگوں کو سزا دینے کا کام۔

۴۲- اُن کے باہر جاتے وقت لوگ منت کرنے لگے۔ کہ اگلے سبت کو بھی یہ باتیں ہمیں سنائی جائیں۔

باہر جاتے وقت۔ عام جماعت کے منتشر ہونے سے پیشتر رسول نکل گئے منت کرنے لگے۔ تا تمام فعل ہے۔ یعنی وہ منت کرتے رہے جنہوں نے یہ پیغام سنا تھا۔ اُن میں سے بہتوں کو یہ بہت ضروری اور دلچسپ معلوم ہوا اس لئے وہ منت کرنے لگے۔

۴۳- جب مجلس برخاست ہوئی۔ تو بہت سے یہودی اور خدا پرست نو مرید یہودی پولس اور برنباس کے پیچھے ہو لئے۔ انہوں نے اُن سے کلام کیا اور ترغیب دی کہ خدا کے فضل پر قائم رہو۔

خدا پرست نو مرید یہودی۔ نو مرید کے لئے دیکھو ۲-۱۰ کی شرح جس لفظ کا ترجمہ خدا پرست ہوا ہے اعمال کی کتاب میں اس سے عموماً نامختون غیر قوم عبادت کنندگان مراد ہیں (آیت ۵۰ + ۱۶-۱۴ + ۱۷-۴ و ۱۷ + ۱۸-۷ + مقابلہ کرو ۱۰-۲ کی شرح سے) لیکن یہاں چونکہ یہ نو مرید کی صفت کے طور پر آیا ہے (یعنی مختون یہودی مرید) اس لئے ایسے مریدوں کی یہ خوبی ظاہر کی گئی ہے۔

پیچھے ہو لئے۔ یعنی اُن کے مسکن تک۔ جماعت کے منتشر ہونے سے پہلے رسول عبادت خانے سے نکل گئے تھے (آیت ۴۲)

ترغیب دی۔ یا ترغیب دیتے رہے (فعل ناتمام) (فعل کے لئے دیکھو ۱۷-۴ کی شرح) ٭

خدا کا فضل۔ دیکھو ۱۱-۲۳ کی شرح اس قسم کی عبارات کے لئے دیکھو (۱۴-۲۶ + ۱۵-۱۱ و ۴۰ + ۱۸-۲۷ + ۲۰-۲۴ و ۳۲) ان مقامات میں خدا کے فضل کی تو سیع غیر قوموں تک مراد ہے۔ یہاں خدا کے فضل کا نیا تصور ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ یہ خدا کی حیرت انگیز رحمت تھی۔ جس کے ذریعہ سے وہ

لوگ بھی جو عہد کے حلقے سے بالکل باہر تھے الٰہی عنایات کو پانے لگے۔ مقدس پولس کے خطوں میں اس لفظ کے اُس معنی پر بہت زور دیا گیا۔ فضل کے یہ عام معنی ہندوستان میں ہم پر زیادہ عیاں ہوتے ہیں۔ جیسا ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف قوموں اور ذاتوں کے لوگ اِس ابدی زندگی میں شریک ہوتے جاتے ہیں۔

قائم رہو۔ دیکھو ۱۱-۲۳ کی شرح۔

۴۴۔ دوسرے سبت کو تقریباً سارا شہر خدا کا کلام سُننے کو اکٹھا ہوا۔

تقریباً سارا شہر۔ یعنی بہت لوگ۔ کلام۔ ان نئے معلموں اور اُن کے پیغام کا چرچا سارے شہر میں ہونے لگا۔ اور اُس ہفتے رسول خاموش نہ بیٹھے رہے ہونگے۔

اکٹھا ہوا۔ یعنی عبادت خانے میں اور اُس کے اردگرد۔ یہ فعل اکثر کلیسیا اور دیگر مجمعوں کے لئے آتا ہے (۱۱-۲۶ + ۱۴-۲۷ + ۱۵-۶ و ۳۰ + ۲۰-۷ و ۸) جس لفظ کا ترجمہ عبادت خانہ ہوتا ہے وہ اسی سے نکلا ہے۔

خدا کا کلام۔ اِس باب میں یہ لفظ بار بار آتا ہے (آیات ۵ و ۷ و ۴۴ و ۴۶ و ۴۸ + اور خداوند کا کلام آیت ۴۹ + حاشیہ آیات ۴۴ و ۴۸) غیر قوموں نے یہ سمجھا کہ انجیل خدا کی طرف سے پیغام تھا۔

۴۵۔ مگر یہودی یہ بھیڑ دیکھ کر حسد میں بھر گئے اور پولس کی باتوں کی مخالفت کرنے اور کفر بکنے لگے۔

حسد میں بھر گئے۔ ۵-۱۷ میں بھی یہی جملہ آیا تھا۔ اس میں یہ دوہرے معنی پائے جاتے ہیں۔ اپنے گروہ کے لئے سرگرمی اور دوسرے گروہوں کے لئے حسد۔ جب یہودیوں نے دیکھا کہ غیر قوم مسیح کی انجیل کی طرف مائل ہوئے تو اُن کا قومی حسد اور جوش بھڑک اُٹھا۔ ایسے ہجوم میں رومی۔ یونانی اور فروگی ہونگے۔ جن کو وہ ناپاک سمجھتے تھے (۱۰-۱۴) اگر چہ وہ ذلیلوں اور پیچ قوموں کو کوئی مذہبی حلقے میں لائے اور اُن کو مساوی درجہ دے تو یہ ہونوں

کا جوش و حسد اسی طرح بھڑک اُٹھیگا۔

مخالفت کرنے۔ صیغہ ناتمام۔ یہ مخالفت زور زور سے اور دیر تک ہوتی رہی۔ یہی فعل ۲۸-۱۹ و ۲۲ میں بھی آیا ہے۔

کفر بکنے۔ یعنی یسوع مسیح کے نام کو بُرا بھلا کہنے لگے (۱۸-۶ + ۲۶-۱۱)

۴۶۔ پولس اور برنباس دلیر ہو کر بولے کہ ضرور تھا۔ کہ خدا کا کلام پہلے تمہیں سُنایا جائے لیکن چونکہ تم اس کو رد کرتے ہو اور اپنے آپ کو ہمیشہ کی زندگی کے ناقابل ٹھہراتے ہو تو دیکھو ہم غیر قوموں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

دلیر ہو کر۔ ۹-۲۷ و ۲۹ کو دیکھو۔ یعنی اُن کی مخالفت کے ساتھ اُن کی دلیری نے ترقی کی۔

تمہیں۔ تاکیدی۔ اے یہودیو تم جو وعدوں کے وارث ہو (۳-۲۵ و ۲۶) رد کرتے ہو۔ دیکھو ۷-۲۷ + جیسے تمہارے باپ دادوں نے موسیٰ رہائی دینے والے کو رد کیا۔ اسی طرح اب وہ اس مُنجی کو رد کرتے تھے۔ جس کی خبر موسیٰ نے دی تھی۔

ٹھہراتے۔ اپنے فعلوں پر آپ ہی فتویٰ لگاؤ۔

ہمیشہ کی زندگی۔ یہ انجیل کا بڑا انعام تھا۔ یہ روحانی زندگی یسوع مسیح میں اور اُس کے ساتھ اتحاد رکھنے میں پائی جاتی ہے اور ہمیشہ تک قائم رہتی ہے (یوحنا ۳-۱۵ و ۱۶ و ۳۶ + ۵-۲۴ + ۱۷-۳ + ۱ یوحنا ۵-۱۳ و ۲۰)

ایک اور پہلو سے یہ نجات کا بدل ہے۔ آیات ۲۶ و ۴۷۔

تو دیکھو۔ یہ چھوٹا سا لفظ ہے لیکن یہ ایک بڑے انقلاب کا پیش خیمہ ہے کہ انجیل یہودیوں سے باہر سارے جہان کو مفت پیش کیجائے۔

غیر قوموں کی طرف۔ یہ پہلا موقعہ ہے کہ انجیل کے مبشروں نے یہودی عبادتخانہ کی طرف پیٹھ پھیری اور براہ راست غیر قوم آبادی سے مخاطب ہوئے مقابلہ کرو ۱۸-۶ + ۱۹-۹ + اعمال کی تاریخ میں یہ نہایت ہی نازک موقعہ تھا۔

٤٧ - کیونکہ خداوند نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ
میں نے تجھ کو غیر قوموں کے لئے نور مقرر کیا۔ تاکہ تو زمین کی انتہا تک
نجات کا باعث ہو۔

کیونکہ - پولس نے اپنے اس ضروری قدم اٹھانے کی تائید یہودی نوشتوں سے کی (یسعیاہ ٤٩ - ٦) لفظ بہ لفظ سبعینہ کے ترجمہ سے۔ اصل میں اشارہ "یہواہ کے بندے" کی طرف ہے (٣ - ١٣) کی شرح، جو مسیح تھا۔ لوقا ٢ - ٣٠ سے ٣٢ میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے۔

زمین کی انتہا تک - جب ہمارے خداوند نے اپنے شاگردوں کو آخری حکم دیا تو یہی لفظ استعمال کیا (١ - ٨) شاید یہ الفاظ "خداوند نے ہمیں حکم دیا" اسی آخری حکم کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ یہ عہد عتیق کی پیشینگوئی ہوگی جس میں حکم ہو۔

٤٨ - غیر قوم والے یہ سن کر خوش ہوئے اور خدا کے کلام کی بڑائی کرنے لگے اور جتنے ہمیشہ کی زندگی کے لئے مقرر کئے گئے تھے۔ ایمان لے آئے۔

خوش ہوئے - کیونکہ یسوع مسیح اُن کے سامنے غیر قوموں کے نور کی حیثیت سے پیش کیا گیا۔ یہ خوشی کا اظہار پھر کیا (٨ - ٣٩ + فلپیوں ٦ - ٩)
ہمیشہ کی زندگی کے لئے مقرر کئے گئے - مقابلہ کرو ٢ - ٢٩ و ٣٠ + افسیوں ١ - ٤ سے ٦ وغیرہ - خدا کا شاہی مقصد اور آدمی کی آزاد مرضی دونوں پر کتاب مقدس میں زور دیا گیا ہے۔ اگرچہ انطاکیہ کے بہت یہودیوں نے اس ہمیشہ کی زندگی کو دانستہ رد کر دیا (آیت ٤٦) اکثر غیر قوموں نے شکر گزاری سے اس کو قبول کر لیا۔ خدا کے فضل کی توفیق پا کر وہ ایمان لائے۔ پہلی پہلی خالص غیر قوم کلیسیا عبادت خانہ سے علیحدہ پسدیہ کے انطاکیہ میں قائم ہوئی [illegible]

٤٩ - اور اس تمام علاقے میں خدا کا کلام پھیل گیا۔

پھیل گیا - اس مخالفت کے بعد انجیل کی ترقی ہوئی - یہ صیغہ بھی تمام ہے یعنی برابر پھیلتا گیا۔ سچائی نہ صرف مشنریوں کے اور نو مریدوں کے ذریعہ

پھیلتی ہے بلکہ ایسے بہت لوگوں کے ذریعہ سے جو انطاکیہ جیسے بڑے تجارتی مرکز میں سوداگری مقدمات اور تہواروں وغیرہ کے لئے آتے ہیں۔ ان کی مڈبھیڑ مسیحیوں سے ہوتی ہے اور وہ اس نئی تعلیم کو اپنے ساتھ لیجاتے ہیں۔ ہمارا یہ قیاس معقول ہوگا کہ اس طرح سے بہت عرصہ صرف ہوا۔
تمام علاقے - معلوم ہوتا ہے کہ رومیوں نے گلاتیہ کا ضلع چند چھوٹے چھوٹے علاقوں یا تحصیلوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ تاکہ انتظام میں سہولت ہو۔ جیسے ہندوستان میں صوبے قسمتوں اور ضلعوں میں تقسیم کئے گئے ہیں۔ انطاکیہ میں ایک کتبہ ملا ہے۔ جس میں ایسے علاقہ کے صوبہ دار کا ذکر ہے۔ ایسے علاقہ کا یہ پولٹیکل اور جنگی مرکز تھا۔ ١٦ - ٦ میں یہ فروگیہ اور گلتیہ کے علاقے [illegible] کہلاتے ہیں۔ اس لئے اس صدر مقام شہر سے انجیل اس سارے ضلعے میں پھیل گئی۔

٥٠ - مگر یہودیوں نے خدا پرست اور عزت والی عورتوں اور شہر کے رئیسوں کو ابھارا اور پولس اور برنباس کے ستانے پر آمادہ کر کے انہیں اپنی سرحدوں سے نکال دیا۔

ابھارا - یہ فعل صرف اسی آیت میں آیا ہے۔ تو انجیل کی ترقی نے انہیں خوفزدہ کر دیا۔
عزت والی عورتوں - دیکھو آیت ٤٣ + ١٠ - ٢ + یہ یہودی دین کے غیر قوم مرید تھے۔ یہ عزت والی عورتیں تھیں (مرقس ١٥ - ٤٣ + اعمال ١٧ - ١٢) غالباً رئیسوں اور با رسوخ لوگوں کی بیویاں تھیں۔ ایشیائے کوچک میں عورتوں کا رتبہ اور حالت بہتر تھی۔ بعض اوقات وہ مجسٹریٹ مقرر کی جاتی تھیں۔ اس بات میں وہ یونان کی عورتوں سے متفرق تھیں۔
شہر کے رئیسوں - غالباً شہری مشیر کا۔ بعضوں کا خیال ہے کہ یہاں رومی مجسٹریٹوں کی طرف اشارہ ہے۔ شاید ان کی بیویوں نے ان کو اس کام کے لئے آمادہ کیا۔
ابھارا - ١٤ - ٢ میں پھر یہی فعل آیا ہے۔

ستانے پر۔ دیکھو ۲-تیمتھیس ۳-۱۱ سے ظاہر ہوتا ہے کہ انطاکیہ میں پولس پر سخت ستختی ہوئی۔ اور جب بید کی مار کا ذکر ۲ کرنتھی ۱۱-۲۵ میں آیا ہے وہ رومی افسروں کی طرف سے اُس کو انطاکیہ ہی میں پڑی ہی۔ ان ساری بستیوں میں ان رومی مجسٹریٹوں کے ساتھ جلاد ہوا کرتے تھے (۱۶-۲۲ کی شرح) اور پانچ بار یہودیوں سے مار بھی غالباً یہاں ہی وقوع میں آئی (۲ کرنتھی ۱۱-۲۴)

سرحدوں سے نکال دیا۔ یعنی شہر سے اور اس کی نواح سے ضلع کے سارے شہر سے۔ کیونکہ ایسے کام کے لئے اعلیٰ حکام کی منظوری درکار تھی۔

۵۱- یہ اپنے پاؤں کی خاک اُن کے سامنے جھاڑ کر اکنیم کو گئے۔

پاؤں کی خاک جھاڑ کر۔ دیکھو متی ۱۰-۱۴ + مرقس ۶-۱۱ + اعمال ۱۸-۶- نیز مقابلہ کرو لوقا ۱۰-۱۱ سے۔ یہ اس امر کی علامت تھی کہ ہم اُن کو اپنی ضدی حالت پر چھوڑ جاتے ہیں۔

اکنیم - ایک قدیم شہر جو فروگیہ سے علاقہ رکھتا تھا مگر لکاؤنیا کی سرحد کے قریب تھا۔ یہ سرسبز قطعہ تھا اور تجارتی شہر تھا۔ کیونکہ کلکیا سے مغرب کو جو شاہراہ جاتی تھی وہ اسی میں سے گزرتی تھی۔ سڑک کے راستہ یہ انطاکیہ سے ۸۰ میل کے فاصلہ پر تھا اور انطاکیہ کے ضلع یا علاقہ میں سرحد کی طرف تھا ملکی لحاظ سے یہ انطاکیہ کے برابر رتبہ نہ رکھتا تھا۔

۵۲- مگر شاگرد خوشی اور روح القدس سے معمور ہوتے رہے ؛

خوشی ... معمور ہوتے رہتے۔ فعل ناتمام۔ باوجودیکہ اُن کے اُستاد اُن سے جدا ہو گئے تھے (۸-۳۹ کی شرح) اور باوجود مخالفت اور ایذا رسانی کے۔ مقابلہ کرو متی ۵-۱۲ سے۔ ۱-تھسلنیکیوں ۱-۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ روح القدس کی خوشی خاص مظلوم مسیحیوں کے لئے تھی ؛

تیرھویں باب کی تعلیم

اوّل - بڑے بڑے حصے

(۱) سوریہ کے انطاکیہ میں غیر ممالک میں مشنری کام کی بلاہٹ آیات ۱ سے ۳

(۲) کپرس میں مشنری کام کا آغاز - آیات ۴ سے ۱۲

(۳) پسدیہ کے انطاکیہ میں مشنری کام کا اجرا آیات ۱۳ سے ۵۲

وعظ - آیات ۱۶ سے ۴۱۔
نتیجہ - ۴۲ سے ۵۲

دوم - بڑے بڑے مضامین

(الف) قابل نمونہ غیر ملکی مشنری آیات ۱ سے ۴

(۱) اپنی ملکی خدمت میں آزمائے گئے اور باوثوق ثابت ہوئے آیت ۱ (۱۱-۲۲ سے ۲۶)۔

(۲) خدا کی خدمت میں سرگرم اور خود انکار آیت ۲۔

(۳) روح القدس کے ذریعہ بلائے اور بھیجے گئے آیات ۲ و ۴۔

(۴) اپنے خاص کام کے لئے جدا اور مخصوص ہوئے - آیات ۲ و ۳۔

(۵) ہوم چرچ کی طرف سے بھیجے گئے آیت ۳

(۶) روح کی ہدایت اور حکم کو ... قبول کیا آیت ۴ -

(ب) مخالفت ۶ سے ۱۲ + صداقت کذب کے خلاف - انجیل وسواس کے خلاف

(۱) وسواس کا تعاقب آیات ۶ و ۷

(۲) وسواس پر حملہ آیت ۸ (خدا کے کلام کے ذریعہ)۔

(۳) وسواس کی مخالفت بر پاکی آیت ۹

(۴) وسواس کا پردہ فاش کیا گیا آیات ۹ و ۱۰

(۵) وسواس کو شکست ہوئی - آیت ۱۱

(۶) وسواس لوٹا گیا آیت ۱۲

(ج) قابل نمونہ تقریر آیات ۱۶ سے ۴۱ - (یونانی مائل یہودیوں اور دوسرے بیٹھنے والوں کے سامنے)

(۱) نجات دہندہ کا وعدہ - ۶ نشد ۲۵ (عہد عتیق کے نوشتوں میں شروع سے بیابان کی رہنمائیاں - قاضی - انبیاء - بادشاہ - پیشہ ظاہر کرتے ہیں کہ اُس کی ضرورت ہے)

(۲) نجات دہندہ بھیجا گیا آیات ۲۶ سے ۳۷ اس کا اعلان ہوا - وہ مصلوب ہوا - جی

جی اُٹھا۔ ابد تک زندہ ہے۔ (۴) نجات دہندہ پیش کیا گیا آیات ۳۸ سے ۴۱ سب لوگوں کو یکساں تاکہ وہ قبول کریں۔

اس دعوت کے بعد آگاہی بھی دی گئی۔ بعضوں نے اُسے رد کیا (آیات ۴۵ و ۴۶) بعضوں نے اُسے قبول کیا (آیت ۴۲ و ۴۳ و ۴۸ و ۵۲)

چودھواں باب

۱ سے ۶ - اکنیم

۱- اور اکنیم میں ایسا ہوا کہ وہ ساتھ ساتھ یہودیوں کے عبادت خانے میں گئے۔ اور ایسی تقریر کی کہ یہودیوں اور یونانیوں دونوں کی ایک بڑی جماعت ایمان لے آئی۔

اکنیم۔ دیکھو ۱۳-۵۱۔

ساتھ ساتھ۔ بعض اس کا یہ ترجمہ کرتے ہیں "اسی طریقے سے" (جیسا کہ انطاکیہ میں) مقابلہ کرو ۱۳-۱۴ سے۔

یونانیوں۔ بمقابل یونانی مائل یہودیوں کے۔ یہ غیر قوم یونانی تھے (دیکھو ۶-۱ + ۱۱-۲۰ کی شرح) یہاں قومی امتیاز ہے۔ جس سے غیر یہودی مراد ہیں۔ جو یونانیوں کی نسل سے تھے (۱۳-۱۶ و ۴۳ + ۱۸-۴ + ۱۹-۱۰ و ۱۷ + ۲۰-۲۱ + ۲۱-۲۸) مگر چونکہ ان میں سے بعض یہودی عبادت خانے کی طرف مائل تھے اور کسی درجے تک یہودی مرید تھے اس لئے ان کا ذکر ایک الگ جماعت کے طور پر آیا۔ خدا پرست یونانی (۱۷-۴) شاید ایسوں ہی کی طرف یہاں اشارہ ہے۔ (جیسا کہ ۱۱-۲۰ میں) چونکہ مشنری عبادت خانوں میں منادی کرتے تھے۔ اور جو خالص غیر قوموں سے ان کا امتیاز کیا گیا ہے (آیت ۲) لیکن مخفی نہ رہے کہ اکنیم میں جو کام ہوا اس کا بیان بہت ہی مختصر طور سے ہوا۔ اور آیت ۱ میں ش

صرف اس ماجرے کی طرف اشارہ ہوگا جو عبادت خانے میں واقع ہوا۔ بلکہ ان سب کی طرف جو سارے شہر میں واقع ہوا۔ اس صورت میں لفظ یونانی وسیع معنی میں استعمال ہوا۔ اس جملہ "بڑی جماعت" سے اس رائے کی تائید ہوتی ہے۔

۲- مگر نافرمان یہودیوں نے غیر قوموں کے دلوں میں جوش پیدا کر کے اُن کو بھائیوں کی طرف سے بدگمان کر دیا۔

نافرمان۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ کوئی خاص امر واقع ہوا۔ اس کے بعد کہ انہوں نے پہلے عبادت خانے میں وعظ کیا تھا۔ جہاں یہودی (جیسے انطاکیہ میں) "حسد سے بھر گئے" (۱۳-۴۵) کیونکہ غیر قومیں رجوع لاتی تھیں۔ مقابلہ کرو ۱۹-۹ سے جہاں یہی فعل مستعمل ہوا۔

یہودیوں۔ اس مختصر بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو کچھ انطاکیہ میں واقع ہوا تھا ویسا ہی کچھ اکنیم میں وقوع میں آیا۔ اس لئے اس کا مفصل ذکر کرنا لوقا نے ضروری نہ سمجھا۔

جوش پیدا کر کے۔ دیکھو ۱۳-۵۰۔

بدگمان کر دیا۔ جو فعل یہاں مستعمل ہوا اس کے عام معنی "بدسلوکی" ہیں (دیکھو ۷-۶ و ۱۹ + ۱۲-۱ + ۱۸-۱۰) اس لئے ذہن کے معنی یہ ہوئے کہ انہوں نے غیر قوموں کے دلوں کو خراب کر دیا۔ اور انہیں ابھارا تاکہ ان کے ساتھ بدسلوکی کریں "بھائیوں کی طرف سے" یعنی مسیحیوں کی طرف سے۔

۳- پس وہ بہت عرصے تک وہاں رہے اور خداوند کے بھروسے پر دلیری سے کلام کرتے تھے اور وہ اُن کے ہاتھوں سے نشان اور عجیب کام کرا کے اپنے فضل کے کلام کی گواہی دیتا تھا۔

بہت عرصے تک۔ دیکھو ۹-۲۳ کی شرح۔

پس۔ یعنی حوصلہ افزائی (آیت ۱) اور مخالفت (آیت ۲) کی وجہ سے۔ جیسا ان کو تجربہ ہوا۔ جیسا کہ وہ پسدیہ کے انطاکیہ میں مخالفت کے طوفان [illegible]

شہر سے (۱۳-۴۵ سے ۵۲) ۔

دلیری سے ۔ دیکھو ۱۳-۴۶ + ۹-۲۷ کی شرح ۔

خداوند کے ۔ خداوند پر بھروسہ اُن کی دلیری اور آزادانہ کلام کی بنیاد تھا مقابلہ کرو افسیوں ۶-۲۰ ۔

فضل کے کلام ۔ اس حیرت انگیز رحمت کا کلام جو سارے آدمیوں پر ہو رہی اور نو یا نبیوں پر محیط ہے دیکھو ۱۳-۴۳ کی شرح)

(اعمال کی کتاب میں مفصلہ ذیل جملے آتے ہیں)

(ا) خدا کا کلام (۴-۳۱ + ۶-۲ و ۷ + ۸-۱۴ + ۱۱-۱ + ۱۲-۲۴ + ۱۳-۵ و ۷ و ۴۴ و ۴۶ و ۴۸ + ۱۷-۱۳ + ۱۸-۱۱)

(ب) خداوند کا کلام (۸-۲۵ + ۱۳-۴۹ + ۱۵-۳۵ و ۳۶ + ۱۹-۱۰ و ۲۰)

(ج) انجیل کا کلام (۱۵-۷)

(د) خداوند یسوع کی باتیں (۲۰-۳۵)

(ہ) نجات کا کلام (۱۳-۲۶)

(و) اُس کے فضل کا کلام (۲۰-۳۲)

نشان اور عجیب کام ۔ دیکھو ۲-۲۲ کی شرح اور مقابلہ کرو ۲-۴۳ + ۴-۳۰ + ۵-۱۲ + ۶-۸ + ۷-۳۶ + ۱۵-۱۲ ۔

۴۔ لیکن شہر کے لوگوں میں پھوٹ پڑ گئی بعض یہودیوں کی طرف ہو گئے اور بعض رسولوں کی طرف ۔

پھوٹ پڑ گئی ۔ یہ فعل پھر ۲۳-۷ میں آیا ہے ۔ جہاں کہیں انجیل پیش کی گئی قبول کرنے والوں اور رد کرنے والوں میں جدائی ہو گئی ۔ چنانچہ نافرمان یہودیوں کا ذکر ہو چکا (آیت ۲) کہ وہ ایمان لانے والے یہودیوں کے برخلاف ہو گئے (آیت ۱) یہ غیر قوموں کی مخالفت (آیت ۲) ایماندار یونانیوں کے خلاف (آیت ۱) اب کل آبادی دو حصوں میں منقسم ہو گئی ۔ ایک تو مسیح کے حامی تھے ۔

اور ایک اس کے برخلاف تھے ۔

۵۔ مگر جب غیر قوم والے اور یہودی انہیں بے عزت اور سنگسار کرنے کو اپنے سرداروں سمیت اُن پر چڑھ آئے ۔

بے عزت فعل ۲۲-۶ + لوقا ۱۱-۴۵ + ۱۸-۳۲ + ۱-تھسلنیکی ۲-۲ + اس میں بے عزتی اور ظلم دونوں خیالات ملے ہوئے ہیں ۔ پہلے ایام میں خود مقدس پولس نے مسیحیوں سے ایسا ہی سلوک کیا تھا ۔ ۱-تمتھیس ۱-۱۳ +

اپنے سرداروں سمیت ۔ بعض ان سے شہر کے حکام فوجداری مراد لیتے ہیں اور بعض یہودی جماعت کے سردار ۔ یونانی عبارت اور سنگساری کا ذکر دوسرے معنی کے مؤید ہیں ۔

چڑھ آئے ۔ یہ اسم پھر یعقوب ۳-۴ میں مستعمل ہوا ہے لیکن اس سے مشتق فعل متی ۸-۳۲ + مرقس ۵-۱۳ + لوقا ۸-۳۳ + اعمال ۷-۵۷ + ۱۹-۲۹ ۔ یہودیوں اور غیر قوموں کی ملی بھیڑ نے یکبار اس جگہ حملہ کیا جہاں کہ یہ مشنری رہتے تھے تاکہ ان کو سنگسار کرے ۔ لیکن ان کو وقت پر خبر مل گئی اور وہ بچ گئے

۶۔ تو وہ اس سے واقف ہو کر لکاؤنیہ کے شہروں لسترہ اور دربے اور ان کے گرد و نواح میں بھاگ گئے ۔

لکاؤنیہ ۔ ایک بڑے ملک کا نام تھا ایک سطح مرتفع داخل تھا جو پہلے سلیوکس کی سلطنت میں داخل تھا جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہیں اس کے دو حصے تھے ۔ مشرقی حصہ کو کومیجن (Commagene) کے بادشاہ انتی اوخس دیسی ریاست سے علاقہ رکھتا تھا ۔ اور مغربی حصہ یا ریاست رومی حکومت کے ماتحت تھا اور گلتیہ کے ضلع میں شامل تھا ۔ یہ اس قسم کا علاقہ تھا جیسے راجپوتانہ جس کا کچھ حصہ مثلاً اجمیر مارواڑہ تو براہ راست سرکار انگریزی کے ماتحت ہے اور باقی حصہ دیسی ریاست میں شامل ہے ۔ لکاؤنیہ کے رومی علاقہ میں پولس اور برنباس نے انجیل سنائی اور اسی علاقہ میں لسترہ اور دربے شہر واقع تھے ۔ اس کے

شمال میں خاص گلتیہ۔ مغرب میں فروگیہ اور پسدیہ۔ مشرق میں کپدوکیہ جنوب میں کوہ طارس کا پہاڑی سلسلہ تھا۔

لسترا۔ اکنیم سے جنوب مغرب کو تقریباً ۱۸ میل کے فاصلہ پر۔ جب اگستس قیصر نے ۶ ق م میں رومی بستی قائم کی تب سے اُس کا کچھ حال معلوم ہوا اس سے پیشتر کا کچھ حال معلوم نہیں۔ بستی کی حیثیت سے اُس کی حکومت و انتظام لاطینی تھا۔ لیکن دور واقع ہونے کے باعث پسدیہ کے انطاکیہ اور اکنیم کی نسبت یہ شہر کم مہذب اور یونانی شائستگی سے متاثر تھا۔

دربے۔ گلتیہ کے علاقہ کا سرحدی شہر اُس شاہراہ پر واقع تھا جو لسترا سے جنوب مشرق کو تھا۔ اس کی تاریخ بہت کم معلوم ہے۔ یہ لسترا سے تقریباً بیس میل کے فاصلہ پر تھا۔

گرد نواح۔ دیکھو ۱۳-۴۹ کی شرح۔ یہ اُن علاقوں میں سے ایک تھا جن میں جنوبی گلتیہ کو رومیوں نے انتظام کی سہولیت کے لئے تقسیم کیا تھا۔ سرکاری طور پر اس کو لکاؤنیہ گلاتیہ کہتے تھے۔ کیونکہ یہ گلاتیہ کے علاقہ میں تھا لیکن عام طور پر یہ گلتیہ کا علاقہ کہلاتا تھا۔ یہ نام لکاؤنیہ کے حصے کے اُن لوگوں نے دیا تھا جو کوماجین کی دیسی ریاست میں شامل تھے (دیکھو ۱۸-۲۳ کی شرح) اکنیم سے لسترا کی طرف سفر کرتے ہوئے یہ مشنری فروگیہ کے علاقہ سے گزر کر رومی لکاؤنیہ کے گلتیہ کے علاقے میں داخل ہوئے۔

بھاگ گئے۔ مرکب فعل جو اس جگہ کے سوا صرف عبرانی ۶-۱۸ میں آیا ہے اُنہوں نے یہ مسیح کی ہدایت کے مطابق کیا (متی ۱۰-۲۳)

۷- اور وہاں خوشخبری سناتے رہے۔

خوشخبری سناتے رہے۔ لفظی طور پر "وہاں وہ خوشخبری سنانے میں لگے رہے"۔ دیکھو ۸-۴ کی شرح۔ بیزا کے نسخے میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں "اور کل آبادی اس تعلیم سے متاثر ہوئی۔ لیکن پولس اور برنباس لسترا میں ٹھہرے رہے"

مگر یہ بعد کا حاشیہ بڑھایا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اس باب میں لسترا اور دربے شہروں کے سوا اور کسی جگہ خوشخبری سنانے کا ذکر نہیں۔ لیکن ہم یہ مان سکتے ہیں کہ جیسے پسدیہ کے انطاکیہ میں ویسے یہاں کم و بیش کل علاقہ پر تاثیر ہوئی (۱۳-۴۹)

۸ سے ۲۱

لسترا۔ لنگڑے نے شفا پائی۔ پولس کی تقریر۔ دربے

۸- اور لسترا میں ایک شخص بیٹھا تھا۔ جو پاؤں سے لاچار تھا۔ وہ جنم کا لنگڑا تھا اور کبھی نہ چلا تھا۔

لاچار۔ یونانی طبیبوں نے اس لفظ کو اکثر اسی معنی میں استعمال کیا۔

جنم کا لنگڑا۔ ۳-۲ میں یہی الفاظ آئے ہیں ان دو معجزوں کا غور سے مقابلہ کرو

کبھی نہ چلا تھا۔ لوقا نے یکے بعد دیگرے جملے استعمال کئے تاکہ اُس شخص کی لاچاری کو ظاہر کرے۔ اس نے اس معجزے کو بہت ضروری خیال کیا اور اسے ایک "نشان" سمجھا۔ رامسی صاحب اور دیگر مفسر خیال کرتے ہیں کہ خدا نے گلتیہ کے غیر قوموں کے درمیان کام کرنے کے لئے یہ خاص معجزے عطا کئے (مقابلہ کرو آیت ۳ سے)۔ مقدس پولس نے گلتیوں کے خط میں ان معجزوں کی طرف خاص اشارہ کیا (گلتیوں ۳-۵)۔ بیزا کے نسخے میں یہ الفاظ بھی ہیں "جو خدا کا خوف رکھتا تھا"۔ اس سے ایسا ہے کہ وہ غیر قوم یہودی دین کی طرف مائل تھا (۱۳-۱۶ کی شرح) [illegible]

۹- وہ پولس کو باتیں کرتے سن رہا تھا۔ اور جب اُس نے اُس کی طرف غور کر کے دیکھا۔ کہ اس میں شفا پانے کے لائق ایمان ہے۔

سن رہا تھا۔ یہ فعل ناتمام ہے "وہ بار بار سنتا رہا"۔ بیزا کے نسخہ میں یہ لفظ بھی یہاں آیا ہے "خوشی سے"۔

غور کر کے دیکھا۔ دیکھو ۱-۱۰ اور مقابلہ کرو ۳-۴ سے۔

شفا پانے۔ حاشیہ میں ہے "نجات پانے"۔ دیکھو ۴-۹ کی شرح

۱۰- تو بڑی آواز سے کہا کہ اپنے پاؤں کے بل سیدھا کھڑا ہو جا۔ پس وہ اُچھل کر چلنے پھرنے لگا۔

سیدھا کھڑا ہو جا۔ دیکھو ۹-۶ کی شرح۔ لفظ "سیدھا" عبرانی ۱۲-۱۳ میں بھی آیا ہے۔ طبیبوں نے یہ لفظ اکثر کھڑا ہونے کے ساتھ استعمال کیا۔ یہ سیدھا کھڑا ہو جانا کامل شفا کا ثبوت تھا۔ چیزا کے نسخے میں یہ تفصیل بھی ہے "بلند آواز سے کہا میں تجھے یسوع مسیح کے نام سے کہتا ہوں کہ اپنے پاؤں پر سیدھا کھڑا ہو جا اور چل پھر" اور فی الفور اُسی وقت وہ اُچھل کر چلنے پھرنے لگا۔ یہ اُچھل کر۔ ۳-۸ میں بھی یہی فعل آیا تھا "ایک چھلانگ مار کر اُچھل پڑا۔" چلنے پھرنے لگا۔ فعل ناتمام۔ جیسا ۳-۸ میں۔

۱۱- لوگوں نے پولس کا یہ کام دیکھ کر لکاؤنیہ کی بولی میں بلند آواز سے کہا کہ آدمیوں کی صورت میں دیوتا اُتر کر ہمارے پاس آئے ہیں

بڑی آواز سے۔ مقابلہ کرو ۱۴-۲ + ۲۲-۲۳ سے۔ یہ جو صیغہ آیا ہے اس سے یہ مراد ہے کہ یک لخت وہ بول اُٹھے۔ مشرقی ملکوں میں اس قسم سے چلا اُٹھنا ایک عام بات ہے۔

لکاؤنیہ کی بولی میں۔ یونانی زبان صرف چند تعلیم یافتہ لوگوں کو آتی تھی۔ اس دور افتادہ شہر میں لوگ اس سے بہت کم واقف تھے۔ کم تعلیم یافتہ لوگ اپنی دیسی بولی ہی سے واقف تھے۔ اور اسی بولی میں انہوں نے اپنے دلی خیالات کا اظہار کیا۔ مابعد بیان سے ظاہر ہے کہ جو کچھ اُن لوگوں نے اپنی زبان میں کہا اُسے پولس اور برنباس نے نہیں سمجھا۔ مابعد واقعات نے اُن کے خیالات اور مقصد کو ظاہر کر دیا (آیات ۱۳ و ۱۴) جیسے یوروپین جو دیسی بولی سے ناواقف ہوں ایک ہجوم کو جوش میں ہندی اُردو وغیرہ بولی بولتے سنیں وہ نہ سمجھیں گے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔

دیوتا اُتر کر۔ اُس زمانہ کے بُت پرست لوگ عموماً یہ مانتے تھے کہ اُن کے دیوتا

انسانی صورت میں وقتاً فوقتاً اُترتے رہے۔ خاصکر اُن میں یہ قصہ مشہور تھا کہ مشتری اور عطارد دیوتا انسانی صورت لیکر اُترے۔ ایک فروگی کسان عورت مسمات بوکس (Bauci) اور اُس کے خاوند فلیمون نے جو اُن مہمانوں کی حقیقت سے ناواقف تھے اِن کو اپنے گھر میں اُتارا اور اُن کی اچھی خاطر تواضع کی۔ اور ان دیوتاؤں نے اُن کو خاص برکتیں اور نعمتیں عطا کیں جس جگہ سے یہ قصہ مشہور ہے اُس سے لسترہ بہت دُور نہ تھا۔ اور ان وسواس پرست اہل لسترہ نے یہ گمان کیا کہ پولس اور برنباس وہی دیوتا تھے جو اس بھیس میں اُن کو خاص برکتیں دینے اُترے۔ اہل ہنود میں ایسے قصے بہت مشہور ہیں۔ مثلاً شیو جی ایک سادھو کے بھیس میں ظاہر ہوتا تاکہ اپنے رشی ماران کا امتحان کرے وغیرہ۔

۱۲- اور اُنہوں نے برنباس کو زیوس کہا۔ اور پولس کو ہرمیس۔ اس لئے کہ یہ کلام کرنے میں سبقت رکھتا تھا۔

مشتری۔ یونانی زیوس۔ یونانی دیوتاؤں میں یہ بڑا دیوتا تھا اور وہ سب کا باپ اور خداوند مانا جاتا تھا یعنی دیوتاؤں اور انسانوں کا۔ ایک طرح سے یہ ہندو دیوتا برہما کی مانند تھا اور بعض باتوں میں اندر کی مانند۔ برہما کی طرح وہ سب کا پیدا کرنے والا اور اندر کی طرح وہ باقی دیوتاؤں کا یہ مجلس تھا جس کے ہاتھ میں رعد کا تیر ہے۔ یہ نہایت خوش شکل سمجھا جاتا تھا جس کی دراز ریش تھی۔ اہل لسترہ نے اُسے برنباس سے تشبیہ دی کیونکہ وہ زیادہ بزرگ اور خاموش طبیعت کا شخص تھا۔ وہ بڑا چھوٹے کے ذریعہ اپنا مقصد ظاہر کرتا تھا۔

عطارد۔ یونانی ہرمیس۔ مشتری کا بیٹا اور دیوتاؤں کا ایلچی اور ترجمان خاصکر زیوس کا۔ وہ فصاحت اور تجارت کا مربی دیوتا سمجھا جاتا تھا۔ کہتے ہیں کہ تقریر کا فن اُس نے ایجاد کیا۔ اہل لسترہ کے نزدیک پولس تقریر کرنے کے باعث برنباس کا ترجمان تھا۔

۱۳- اور زیوس کے اُس مندر کا پجاری جو اُن کے شہر کے سامنے تھا۔

بیل اور پھولوں کے ہار پھاٹک پر لا کر لوگوں کے ساتھ قربانی کرنی چاہتا ہے

پجاری - بیزا کے نسخے میں یہ لفظ جمع ہے "پجاریوں" - ہندوستان میں ایسے بہت پجاری مندروں میں ہوتے ہیں جن میں سے کسی کا کام دیوتا کو غسل دینا کسی کا کپڑے پہنانا کسی کا بھوجن کھلانا وغیرہ ہوتا ہے اور مقررہ اوقات پر وہ پوجا بھی کراتے ہیں -

مندر... جو شہر کے سامنے تھا - لفظی طور سے زیوس جو شہر کے سامنے تھا - اصل یونانی میں لفظ مندر نہیں - یہ خیال کیا گیا کہ خود دیوتا شہر کے سامنے حاضر تھا اپنے مندر میں - بیزا کے نسخہ میں یہ عبارت ہے "دیوتا زیوس شہر کے سامنے" - اس میں یہ ایما ہے کہ ایک قدیم مقامی دیوتا - غالباً ایشیائی کی رسوں سے فصیل شہر کے باہر مندر میں پوجا ہوتی تھی (غالباً اس زمانہ سے جب کہ شہر بھی آباد و نہ ہوا تھا) اور وہ دیوتا یونانی خیالات کے پھیلنے کی وجہ سے وہ دیوتا زیوس کہلانے لگا - اس ملک کے بہت حصوں میں قصبہ یا شہر کے مدخل پر مقامی دیوتاؤں کے مندر بنے ہوتے ہیں اور ایسی بھی مثالیں موجود ہیں جہاں ایسے مقامی دیوتا آریا دیوتاؤں میں شمار کئے گئے -

بیل مشتری اور عطارد کے لئے بیلوں کی قربانی کا اکثر مصنفوں نے ذکر کیا ہے - گو میدہ یا گائے کی قربانی ایک وقت ہندوستان میں مروج تھی (زمانہ آریا برہمنا) - گو اب یہ رواج بالکل جاتا رہا - تو بھی بعض مثالیں ہیں جن میں بھینسے ہر سال قربانی کئے جاتے ہیں - بکر بیلوں کی قربانی تو اکثر اس ملک میں پائی جاتی ہے اس سے ظاہر ہے کہ یہ خیال کیسا عالمگیر تھا - جسے انجیل نے کامل طور سے پورا کیا - کہ "خون بہائے بغیر گناہ کی معافی نہیں" -

ہار ہندوستان میں بھی پجاری دیوتاؤں کو ہار پہناتے ہیں - بعض اوقات قربانی کے جانور کے سر پر بھی ہار ڈالے جاتے ہیں -

پھاٹک پر - اس کی تشریح مختلف طور سے کی جاتی ہے -

(الف) اس کا اشارہ شہر کے پھاٹک کی طرف ہے - پجاری یا پجاریوں نے قربانی اور ہار سند میں شہر کے باہر تیار رکھے اور پھر جلوس بنا کر نکلے تاکہ ان دیوتاؤں (جن کو انہوں نے دیوتا سمجھ لیا) کی جو شہر میں تھے پوجا کریں -

(ب) اس سے ہیکل کے پھاٹک مراد ہیں - پس معنی یہ ہونگے - کہ ان دیوتاؤں کے لئے جو اس شہر میں بھیس بدل کر آتے تھے مندر کے سامنے قربانی چڑھائیں - اس صورت میں معنی یہ ہونگے کہ یہ تیاریاں مندر کے باہر کے احاطے میں ہوگئیں اور پھر وہاں سے وہ مندر کے پھاٹک کی طرف چلے -

(ج) اس سے اس گھر کا پھاٹک مراد ہے (۱۰، ۱۷ + ۱۲-۱۳) جس میں پولس اور برنباس مقیم تھے - اس معجزے کے بعد وہ اس گھر میں چلے گئے تھے اور ان کو عوام الناس کے خیالات کی خبر نہ تھی - لیکن جب یہ لوگ قربانی لیکر پہنچے تب ان کی آنکھیں کھلیں -

ان سب میں یہ آخری تشریح زیادہ سادہ معلوم ہوتی ہے - گو یہ اعتراض اس امر پر عاید ہوتا ہے کہ لفظ "پھاٹک" یہاں جمع ہے اور اس سے معمولی گھر کے پھاٹک سے کچھ زیادہ معنی نکلتے ہیں - لیکن چونکہ ہمیں اس گھر کا کچھ حال معلوم نہیں جہاں وہ رہتے تھے - آیا وہ گھر تھا یا کچھ اور مکان - اس لئے یہ اعتراض بہت بڑا نہیں - اغلب ہے کہ وہ ایسی قربانی کو روکنے جو ان کے آگے چڑھائی جانے کو تھی - بجائے اس کے کہ وہ شہر سے باہر دوڑ کے جاتے کہ وہ ایسے رسوم میں خلل ڈالتے جو شہر کے باہر مندر کے دروازہ پر مانی جاتی تھیں - اس قسم کی رسوم اور پوجا کا چرچا ہندوستان کے شہروں میں اکثر پایا جاتا ہے - خاصکر مقامی تیوہاروں کے وقت -

۱۴- جب برنباس اور پولس رسولوں نے یہ سنا تو اپنے کپڑے پھاڑ کر لوگوں میں جا کودے - اور پکار پکار کر -

رسولوں نے - یہ لقب بارہ رسولوں پر ہی محدود نہ تھا - یہ لقب یہاں

پولس اور برنباکو دیا گیا۔ خداوند کا بھائی یعقوب بھی رسول کہلاتا ہے گلتیوں ۱-۱۹ + ۱کرنتھی ۱۵-۷ + اپلوس بھی (۱کرنتھی ۴-۶ سے ۹) اور تیکس اندرونیکس اور یونیاس بھی (رومیوں ۱۶: ۷) وغیرہ دیکھو ۱-۲ کی شرح۔ پولس ہرمیز دیوتا نہ تھے جیسا کہ لوگوں کا گمان تھا بلکہ یسوع مسیح کے محض مشنری۔

اپنے کپڑے پھاڑے۔ اس جملے کے لئے دیکھو متی ۲۶-۶۵ + مرقس ۱۴-۶۳ + یہ خوف اور مصیبت کا نشان تھا۔

جا کودے۔ یہ فعل صرف اسی جگہ آیا ہے۔ اس سے کچھ مشابہ ۱۶-۲۹ میں ہے جہاں وہ معتبر تھے غالباً وہاں سے جا کودے (آیت ۱۳ کی شرح)۔

۱۵- کہنے لگے کہ لوگو تم یہ کیا کرتے ہو؟ ہم بھی تمہارے ہم طبیعت انسان ہیں۔ اور تمہیں خوشخبری سناتے ہیں تاکہ ان باطل چیزوں سے کنارہ کر کے اس زندہ خدا کی طرف پھرو۔ جس نے آسمان اور زمین اور سمندر اور جو کچھ ان میں ہے پیدا کیا۔

ہم ۔۔۔ ہم ۔۔۔ انسان دو کلیدی الفاظ ہیں۔ ہم جن کو تم پوجنا چاہتے ہو محض انسان ہیں اور کچھ نہیں۔

خوشخبری سناتے ہیں۔ یہ فعل اعمال کی کتاب میں بہت دفعہ آیا ہے (۵-۴۲ کی شرح)

بیترا کے کتبے میں یہ الفاظ ہیں "تمہارے پاس خدا کی خوشخبری لاتے ہیں" ایشیا کوچک کے بت پرست اعلیٰ دیوتا کو "اللہ" کہتے تھے جیسے ہندوستان میں پرمیشر کو دیگر دیوی دیوتاؤں سے امتیاز کرتے ہیں (۱۷-۲۳ کا حاشیہ) یہی پرمیشر کا کام ہے کہ اس کو مشہور کرے جس نے اپنے تئیں مسیح یسوع میں منکشف کیا۔

باطل چیزوں۔ یہودی غیر قوموں کے بتوں کو "باطل" ہی کہا کرتے تھے۔ (استثنا ۳۲-۲۱ + ۱سموئیل ۱۲-۲۱ + یرمیاہ ۱۴-۲۲)

زندہ خدا۔ بمقابلہ غیر قوموں کے مردہ بتوں کے (۱تھسلنیکیوں ۱-۹)

جس نے آسمان اور زمین ... بنائے۔ یہ خروج ۲۰-۱۱ کی گونج ہے۔ ہر مشنری اور مبشر جانتا ہے کہ کثرت الالٰہ ماننے والوں کے آگے یہ صاف طور سے بیان کرنا کیسا ضروری ہے کہ ایک ہی زندہ خدا ہے جو ساری چیزوں کا خالق ہے۔

۱۶- اس نے اگلے زمانہ میں سب قوموں کو اپنی اپنی راہ چلنے دیا۔

سب قوموں کو چلنے دیا۔ یعنی ان کو ویسے خاص مکاشفہ کے بغیر رہنے دیا جیسا کہ یہودیوں کو عطا ہوا تھا۔

۱۷- تاہم اس نے اپنے آپ کو بے گواہ نہ چھوڑا۔ چنانچہ اس نے مہربانیاں کیں اور آسمان سے تمہارے لئے پانی برسایا اور بڑی بڑی پیداوار کے موسم عطا کئے اور تمہارے دلوں کو خوراک اور خوشی سے بھر دیا۔

اپنے آپ کو بے گواہ نہ چھوڑا۔ مقابلہ کرو ۱۷-۲۷ سے ۳۰ + رومیوں ۱-۱۸ سے ۲۲ + ۲-۱۴ سے ۱۶ + قدرت کے نظارے، اور کانشنس کی ہدایات۔ نوع انسان کی سوچ کے تقاضات یہ سب کے سب اس امر پر گواہ ہیں کہ ایک زندہ قادر مطلق، راستباز اور مہربان خدا ہے۔

مہربانیاں کیں۔ یہ فعل صرف اسی آیت میں آیا ہے۔ یہ اور اس کے بعد کے دو فعل حالیہ ہیں (مہربانی کرتے ہوئے۔ دیتے ہوئے۔ بھرتے ہوئے) خدا کی لگاتار مہربانی کو ظاہر کرتے ہیں (متی ۵-۴۵)۔ اس ملک کے بہت لوگوں کے خیالات اس سے متفرق ہیں۔ کیونکہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے دیوتا حاسد اور غضبناک ہیں۔ جن کو بار بار منانا لازم ہے تاکہ وہ بیماری کو دور کریں اور دنیاوی برکتیں عنایت کریں۔

پانی ... پیداوار کے موسم۔ ہندوستان جیسے ملک میں یہ بخوبی معلوم ہے کہ ان برکتوں پر ہمارا کیسا دارومدار ہے۔ معمولی برسات کا نہ ہونا تنگی اور قحط اور مصیبت کا نشان ہے۔ حالانکہ بارش کا عین موسم پر کافی برسنا اناج اور خوشی کا پیش خیمہ ہے۔ "خوشی" کے لئے دیکھو ۲-۲۸ *

۱۸- یہ باتیں کہہ کر بھی لوگوں کو مشکل سے روکا کہ اُن کے لئے قربانی نہ کریں۔

مشکل سے (۲۷-۷ و ۸ و ۱۰ + ۱ دیمیوں ۵-۷ + ۱ پطرس ۴-۱۸) ہم ہندوستان کے تجربہ سے کہہ سکتے کہ اس جوش بھرے ہجوم کو اس کام سے روکنا کیسا مشکل کام تھا تاکہ وہ بت پرستی کی رسوم ادا کرے جس کے لئے کہ ان کے دل آمادہ تھے۔

۱۹- پھر بعض یہودی انطاکیہ اور اکنیم سے آئے اور لوگوں کو اپنی طرف کرکے پولس کو سنگسار کیا اور اُس کو مُردہ سمجھ کر شہر کے باہر گھسیٹ لے گئے۔

یہودی انطاکیہ اور اکنیم سے۔ ان کی دشمنی کے زور کا اس سے اندازہ لگ سکتا ہے کہ وہ کیسے مشنریوں کے تعاقب میں لگے رہے (۱۷-۱۳، ۱۴) اور انطاکیہ کے یہودیوں کے بارہ میں تو یہ اور بھی ظاہر ہے کہ وہ یہودی سو میل سے زیادہ کا فاصلہ طے کرکے آئے تھے۔ یہ قرین قیاس ہے کہ آیات ۱۸ اور ۱۹ کے مابین کچھ وقفہ گذرا ہوگا۔

لوگوں کو اپنی طرف کرکے۔ لکاؤنیہ کے لوگ تلوّن مزاجی میں ضرب المثل تھے اس موقعہ پر بھی اُن کی حقیقی سیرت عیاں ہوئی۔ مقابلہ کرو گلتیوں ۱-۶ + ۳-۱ + ۵-۷ سے ۹ + یہودی سرغنے نہ معلوم کن کن دلیلوں سے اہل لسترا کو ترغیب دیتے ہونگے کہ وہ اپنے اس تشدد کے فعل کو نہ روکیں۔ ہم یہ نہیں مانتے کہ خود اہل لسترا نے ان مشنریوں کے ساتھ کچھ تشدد کیا۔

پولس کو سنگسار کیا۔ یعنی انطاکیہ اور اکنیم کے یہودیوں نے ایسا کیا۔ سنگسار کرنا یہودی طریقہ سزا کا تھا۔ یہاں ایک اتفاقی مطابقت ۲ کرنتھی ۱۱-۲۵ سے ہے شاید پولس نے اس موقعہ پر وہ زخم کھائے جن کا ذکر گلتیوں ۶-۱۷ میں آیا ہے

گھسیٹ لے گئے۔ دیکھو ۸-۳۔

مُردہ سمجھ کر۔ مگر وہ مُردہ نہ تھا۔ یہاں پھر ۲ کرنتھی ۱۱-۳۲ سے مطابقت ہے۔ دیکھو ۲ کرنتھی ۴-۹ و ۱۰۔

۲۰- مگر جب شاگرد اُس کے گردا گرد آکھڑے ہوئے تو وہ اٹھ کر شہر میں

آیا۔ اور دوسرے دن برنباس کے ساتھ دربے کو چلا گیا۔

شاگرد۔ لسترا میں اُن کی خدمت بے ثمر نہ رہی (۹-۲۵) جس لنگڑے نے شفا پائی کہ وہ ایمان لایا۔ پھر تیمتھیس بھی ضرور یہاں ہی ایمان لایا (۱ تیمتھیس ۱-۲ + ۲ تیمتھیس ۳-۱۱) یونیکے اور لوئس بھی شاگردوں میں شمار کئے گئے (۲ تیمتھیس ۱-۵) بعض دوسرے بھی تھے جن کے نام ہم کو معلوم نہیں۔

گردا گرد آکھڑے ہوئے۔ ہمدردی غم اور فکر کے باعث۔ ان کو بھی اندیشہ تھا کہ پولس کا کام تمام ہو گیا۔

اُٹھ کر۔ یہ بحالی اعجاز ہونے اور مسیحی ہمت کے لحاظ سے بھی قابل غور ہے

دوسرے دن۔ سنگساری کے نتائج سے اُن کا اتنی جلدی بحال ہونا بڑا عجیب معاملہ ہے۔

دربے۔ دیکھو آیت ۶ کی شرح۔ اس دن کے تجربہ کے بعد ۳۰ میل کا سفر کرنا بڑی محنت کا کام تھا۔ اس دور کے علاقہ میں یہ پُرخطر سفر تھا۔

۲۱- اور وہ اُس شہر میں خوشخبری سنا کر اور بہت سے شاگرد کرکے لسترہ اور اکنیم اور انطاکیہ کو واپس آئے۔

خوشخبری سنا کر۔ دیکھو ۸-۴ کی شرح۔ گلتیہ کے چند دیگر شہروں میں انہوں نے انجیل سنائی۔ ان سے یہ شہر چھوٹا تھا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اُن کی کچھ مخالفت نہ ہوئی۔

بہت سے شاگرد۔ یہ کچھ عرصہ تک مستعدی سے کام کرنے کا نتیجہ تھا۔ ان شاگردوں میں غالباً ایک گیوس تھا (۲۰-۴)

واپس آئے۔ دربے رومی علاقہ کی سرحد پر تھا۔ وہ سرحد کے پار کوموجین کی دیسی ریاست میں داخل نہیں ہوئے بلکہ واپس مڑے تاکہ گلتیہ کے شاگردوں کو پھر دیکھیں۔

۲۲ سے ۲۸

سوریا کے انطاکیہ کو واپس آنا

۲۲ - اور شاگردوں کے دلوں کو مضبوط کرتے اور یہ نصیحت دیتے تھے کہ ایمان پر قائم رہو۔ اور کہتے تھے ضرور ہے کہ ہم بہت مصیبتیں سہہ کر خدا کی بادشاہت میں داخل ہوں۔

مضبوط کرتے - یہ فعل صرف اعمال کی کتاب ہی میں آیا ہے (۱۵: ۳۲، ۴۱ + ۱۸: ۲۳) اور ہمیشہ حسب موقعہ نصیحت اور ہمت کے ذریعہ تحریک دلانے ایمان کو مضبوط کرنے کے لئے آیا ہے۔ گلتیوں کے خط سے ظاہر ہے کہ یہ کام کیسا اہم تھا۔ موجودہ مشن کے علاقوں میں بھی اس کام کی بہت ضرورت ہے کیونکہ برگشتگی کے لئے سخت اور بے شمار آزمائشیں ہیں۔

قائم رہو - مرکب فعل ۱۳: ۴۳ میں جو فعل استعمال ہوا اُس سے کچھ متفرق ہے۔ اور پھر صرف گلتیوں ۳: ۱۰ + اور عبرانی ۸: ۹ میں آیا ہے۔ یہودی عہد عتیق پر قائم رہنے میں قاصر رہے۔ لیکن مسیحیوں کو چاہیئے کہ خدا کے فضل سے انجیل کے ایمان پر قائم رہیں اور نجات دہندہ پر بھروسہ رکھیں (۱۱: ۲۳)۔

بہت مصیبتیں سہہ کر - یہ لفظ "مصیبتیں" پولس کی تصنیفات میں بہت آیا ہے (مثلاً رومیوں ۵: ۳ + ۸: ۳۵ + ۱۲: ۱۲ + ۲ کرنتھی ۱: ۴ + ۴: ۱۷ + ۶: ۴ + فلپیوں ۴: ۱۴ + ۱ تھسلنیکیوں ۱: ۶ + ۳: ۳ و ۷ - ۲ تھسلنیکیوں ۱: ۴ وغیرہ) سارے آدمیوں میں سے شاید اس کو سب سے زیادہ مصیبتوں کا حصہ ملا (۲ کرنتھی ۱۱: ۲۳ سے ۲۸)۔ اس لفظ سے بیرونی مصیبتیں مراد ہیں جو گویا بوجھ کے نیچے کچل رہی تھیں۔ ہم کو معلوم ہے کہ گلتیہ کے شہروں میں بھی یہودی مخالفت جاری رہی اور اس کے ذریعہ یہ خطرہ تھا کہ نو مرید بے دل ہو جائیں گے۔ ان تفاصیل کا زور ہم کو ہندوستان میں محسوس ہوتا ہے۔ جہاں

نو مریدوں کو بہت مصیبتیں اُٹھانی پڑتی ہیں۔

۲۳ - اور اُنہوں نے ہر ایک کلیسیا میں اُن کے لئے بزرگوں کو مقرر کیا۔ اور روزے سے دُعا مانگ کر اُنہیں خداوند کے سپرد کیا جس پر وہ ایمان لائے تھے۔

بزرگوں یا پریسبٹروں - دیکھو ۱۱: ۳۰ کی شرح۔ یہ خادم جماعت کی بہبودی اور عبادت عام کے انتظام کے ذمہ دار تھے۔ مقدس پولس کا یہ دستور تھا کہ ساری غیر قوم کلیسیاؤں میں ایسا انتظام کرے (۲۰: ۱۷) وہ بشپ اور نگہبان بھی کہلاتے تھے (۲۰: ۲۸) گو دوسری صدی میں یہ لقب خاص عہدہ داروں یا ہر کلیسیا کے میر مجلس کے لئے مخصوص ہو گیا۔

کلیسیا - دیکھو ۵: ۱۱ کی شرح۔

مقرر کیا - جو فعل ۱۰: ۴۱ میں مستعمل ہوا اُس کی یہ سادہ صورت ہے۔ چونکہ اس کے ابتدائی معنی چننا یا ہاتھ بڑھانے کے ذریعہ (جیسے ووٹ دینا) مقرر کرنا تھا اس سے خیال گزرتا ہے کہ جماعتیں اپنے لئے آپ پریسبٹر چنا کرتی تھیں (۶: ۳ سے ۶)۔ اس کا ذکر پھر ۲ کرنتھی ۸: ۱۹ میں آیا ہے اور وہاں یہی معنی صاف ہیں لیکن چونکہ اس کے معنی رفتہ رفتہ مقرر کرنا ہو گئے (خواہ کسی طریقے سے ہو) اس انتخابی معنی پر زور نہیں دے سکتے۔ بجلال روح القدس کی طرف سے حقیقی بلاہٹ اس کے لئے ضروری سمجھی گئی (۲۰: ۲۸ + ۱۳: ۲) دیکھئے کہ رسولوں نے کیسی محنت سے حتی الامکان جلدی سے نئی کلیسیاؤں کا انتظام کیا۔ خادمان دین مناسب خوبیوں والے جو مناسب اختیار والوں کی طرف سے مقرر کئے گئے ہوں۔ مسیحی جماعت کی بہبودی کے لئے نہایت ضرور ہیں۔

روزہ رکھ کر دعا مانگ کر - ۶: ۶ + ۱۳: ۳ + قدیم تقررات میں روزہ، دعا اور ہاتھ رکھنا خاص رسوم تھیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ ہاتھوں کے رکھنے کا یہاں ذکر نہیں لیکن ہمارا خیال ہے کہ یہ امر ظاہر تھا کیونکہ بار بار اس کا ذکر ہو چکا تھا۔

خداوند کے سپرد کیا - یعنی مسیح کے جو کلیسیا کا سر تھا جس پر اُن کا ایمان لانا ہی تھا۔ مقابلہ کرو ۲۰: ۳۲ سے۔ پولس اور برنباس کا کام دوبارہ گشت کرنے اور نئی کلیسیاؤں کے انتظام کرنے میں جو بتایا گیا تھا مضبوط کرنا، نصیحت دینا، تقرر کرنا اور سپرد کرنا (خداوند

وگ آیت ۱۲ سے اس پیغام کو خاموشی سے سنا اور انجیل کو قبول کیا)
(ب) قابل نمونہ مشنری وعظ (تیجہ ویکھا بُت پرستوں کے سامنے)
(۱) خدا کی وحدت آیت ۱۵ (زندہ خدا واحد و حقیقی)
(۲) خدا کی قدرت کا علم آیت ۱۵ (جس نے آسمان ... بنائے)
(۳) خدا کا صبر آیت ۱۶
(۴) خدا کی مہربانی آیت ۱۷
(۵) خدا کی دعوت آیت ۱۵
(۶) خدا کی انجیل
ایسے موقعوں پر مشنری صاحبان کو ایسا ہی کرنا مناسب ہے ؛

پندرھواں باب

۱ سے ۲۲ - یروشلم میں مجمع - پطرس اور یعقوب کی تقریریں

اس باب میں ایک نئی لڑائی کا بیان ہے - جو غیر قوموں کے لئے آزادی حاصل کرنے کے لئے لڑی گئی - ۱۱-۱ سے ۱۸ کی کانفرنس نے غیر قوموں کی آزادی ایک حد تک کی تھی - لیکن یہ جدوجہد پھر از سر نو شروع ہو گئی اور بہت شدت پکڑ گئی جب ان کو یہ خبر لگی کہ پولس اور اس کے رفیقوں نے خالص غیر قوم کلیسیائیں قائم کیں جن میں موسیٰ کی شریعت پر چلنے کی کوئی پابندی نہ تھی - وہ یہ دیکھ کر اور بھی حیران ہوئے کہ یہودیت کے حلقہ سے بالکل باہر مسیحی جماعتیں قائم ہو گئیں - اور اس لئے اس تحریک کی انہوں نے سخت مخالفت کی - ان ماجروں کا بیان خود پولس نے گلتیوں ۲-۱ سے ۱۴ میں کیا ہے

۱- پھر بعض لوگ یہودیہ سے آکر بھائیوں کو تعلیم دینے لگے - کہ اگر موسیٰ کی رسم کے موافق تمہارا ختنہ نہ ہو تو تم نجات نہیں پا سکتے -

بعض لوگ جو مختون فریق کے حامی (۱۱-۲ کی شرح) وہ صدر مقام سے انطاکیہ کو کسی مقصد کے لئے گئے تاکہ اس تحریک کو جو ان کے عقیدے اور خواہشات کے خلاف تھی روکیں (گلتیوں ۲-۴) بیزا کے نسخہ میں ذکر ہے کہ وہ فریسی فرقے کے پابند تھے

تعلیم دینے لگے فعل ناتمام یعنی برابر تعلیم دیتے رہے ؛
تمہارا ختنہ نہ ہو - یہ خاص سوال اٹھایا کہ آیا ختنہ نجات کے لئے ضروری سمجھا جائے یا نہ ۔ انطاکیہ کی کلیسیا کے بعض ایک غیر کا تھے جو کسی قدر یہودی تعلیم کو مانتے تھے تو بھی وہ غیر مختون تھے (۱۱-۲۰ سے ۲۱ و ۲۳) اور مقدس پولس کی گواہی نے ایمان کے کھلے دروازہ کے بارہ میں بلا ختنہ کے گلتیوں میں اس مضمون کی طرف خاص توجہ دلائی (۱۴-۲۷) رسم کے لئے دیکھو ۶-۱۴ کی شرح -

۲- پس جب پولس اور برنباس کی ان سے بہت تکرار اور بحث ہوئی - تو کلیسیا نے یہ ٹھہرایا کہ پولس اور برنباس اور ان میں سے چند اور شخص اس مسئلہ کیلئے یروشلم رسولوں اور بزرگوں کے پاس یروشلیم جائیں -

تکرار - یہ لفظ پھر ۱۹-۴۰ + ۲۳-۷ و ۱۰ + ۲۴-۵ میں آیا - اس میں پھوٹ اور فرقہ بندی کا خیال پایا جاتا ہے ؛
بحث - دیکھو آیت ۷ مقابلہ کرو ۱- تیمتھیس ۱-۴ + ۶-۴ + ۲- تیمتھیس ۲-۲۳ + ططس ۳-۹ + اس سے پتہ لگتا ہے کہ کس طرح سے طرفین نے اپنی اپنی بات پر زور دیا
ٹھہرایا - اصل میں اس فعل کا فاعل مذکور نہیں لیکن یہ درست ہے کہ انطاکیہ کی جماعت نے ایسا کیا - یہ تو اس کارروائی کا انسانی پہلو ہے لیکن گلتیوں ۲-۲ سے ظاہر ہے کہ خدا کی طرف سے مقدس پولس کو خاص ہدایات ملی تھیں ؛
چند اور شخص جن میں سے ایک ططس تھا (گلتیوں ۲-۱) گلتیوں کے خط سے ظاہر ہے کہ ۱۴ سال کے بعد وہ وہاں گیا تھا (یعنی پولس کے رجوع لانے کے بعد)
رسولوں اور بزرگوں - یہ انطاکیہ کی کلیسیا کے عہدہ دار اور نمائندہ کے تھے دیکھو ۱۱-۱ و ۳۰ کی شرح ؛
مسئلے - یہ اسم صرف اعمال کی کتاب میں آیا ہے (۱۸-۱۵ + ۲۳-۲۹ + ۲۵-۱۹ + ۲۶-۳) اس سے پہلی آیت میں بحث کا ذکر ہے اور یہاں خاص سوال کا جو زیر بحث تھا

۳- پس کلیسیا نے ان کو روانہ کیا - اور وہ غیر قوموں کے رجوع لانے کا بیان کرتے

ہوئے فینیکے اور سامریہ سے گزرے اور سب بھائیوں کو بہت خوش کرتے گئے۔

روانہ کیا۔ یونانی میں ایک ہی لفظ ہے اور پولس اور لوقا کی تصنیفات میں آیا ہے سوائے ۳۔یوحنا ۶ کے۔ اعمال کی کتاب میں پھر یہ لفظ ۲۰-۳۸ + ۲۱-۵ میں آیا ہے۔ محبت کے باعث انطاکیہ کے بہت مسیحی اُس کے ہمراہ گئے۔

فینیکے۔ دیکھو ۱۱-۱۹ کی شرح۔ یونانی مائل یہودی بشیروں کا کام رائیگاں نہ گیا۔

سامریہ۔ دیکھو ۸-۵ و ۲۵۔ یہاں بھی فلپس پطرس اور یوحنا مختنوں کا پھل ملا کہ یہاں بھائیوں کی جماعت تھی۔

بیان کرتے یعنی تفصیل وار۔ یہ فعل صرف اس جگہ اور ۱۳-۴۱ میں آتا ہے۔

بہت خوش۔ یہ لوقا کا خاص محاورہ ہے (لوقا ۲-۱۰ + ۲۴-۵۲ + اعمال ۸-۸) یہ خوشی ہر جگہ پیدا ہوئی کیونکہ غیر قوموں کے رجوع لانے کا قصہ بار بار سناتے گئے۔ فینیکے اور سامریہ کی کلیسیائیں متعصب قسم کی نہ تھیں۔ یہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ جس لفظ کا ترجمہ رجوع لانا کیا گیا ہے وہ نئے عہدنامہ میں صرف یہی آیت میں آیا ہے۔

۴۔ جب یروشلیم میں پہنچے تو کلیسیا اور رسول اور بزرگ اُن سے خوشی کے ساتھ ملے اور انہوں نے سب کچھ بیان کیا جو خدا نے اُن کی معرفت کیا تھا۔

ملے۔ یروشلیم کی ساری کلیسیا نے انطاکیہ کے ان نمایندوں کو اچھی طرح سے قبول کیا اور جس کونسل کا پیچھے ذکر آیا اس سے اس کو امتیاز کریں۔ آیت ۶ "مقابلہ کرو ۲۱-۱۷ سے۔

سب کچھ بیان کیا۔ دیکھو ۱۴-۲۷ کی شرح۔

۵۔ مگر فریسیوں کے فرقہ میں سے جو ایمان لائے تھے اُن میں سے بعض نے اُٹھ کر کہا کہ اُن کا ختنہ کرانا اور اُن کو موسیٰ کی شریعت پر عمل کرنے کا حکم دینا ضروری ہے۔

فریسیوں کے فرقے میں ... ان لوگوں کی تعلیم و تربیت اور ان کے مذہبی تعصب کا یہ خاصہ تھا کہ وہ ایسی تحریک کا مقابلہ کریں (دیکھو ۲-۱۷ و ۵ + ۵-۳۴ + ۶-۲۳ کی شرح) غالباً اس فریق کے شرکا نے انطاکیہ میں مخالفت کی تھی (آیت ۱)

یہ یاد رکھنا بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ پولس خود فریسیوں کا فریسی اور ان میں سے بعض کا رفیق رہ چکا تھا۔

ختنہ کرانا۔ اس عام سوال کی یہ خاص مثال تھی۔ ہمیں معلوم ہے کہ ططس کے ختنہ پر کیسا جھگڑا ہوا تھا (گلتیوں ۲-۳) جب وہ یروشلیم کو گیا تھا۔ اس عبرانی فریق کے نزدیک یہودی دین کے حقوق میں داخل ہونے کے لئے ختنہ خاص شرط تھی جیسا کہ محمدیوں میں آجکل یہ رواج ہے یا جیسے اہل ہنود میں جنیو کا پہننا۔ اس بہلا ملاقات و استعمال کے بعد بزرگوں کی مجلس شوریٰ منعقد ہوئی جس کا ذکر گلتیوں ۲-۲ سے ۱۰ میں آیا ہے۔ اور یہ مجمع اس کے بعد ہوا۔ اس کے لئے یہ گویا تیاری تھی۔

۶۔ پس رسول اور بزرگ اس بات پر غور کرنے کے لئے جمع ہوئے۔

رسول اور بزرگ۔ دیکھو آیت ۴۔ بہتر نسخے میں یہ الفاظ بھی ہیں "بہت لوگوں کے ساتھ" ہمیں یقین ہے کہ اس مجمع میں اہل جماعت بھی شریک تھے اور فریقین دونوں مع ان کے (آیات ۱۲ و ۲۲) آجکل کی سنڈ اور کونسل کا یہ ایک نمونہ ہے۔ جمع ہوئے دیکھو ۱۴-۲۷ کی شرح۔

۷۔ اور بہت بحث کے بعد پطرس نے کھڑے ہو کر اُن سے کہا کہ اے بھائیو۔ تم جانتے ہو کہ بہت عرصہ ہوا جب خدا نے تم لوگوں میں سے مجھے چنا کہ غیر قومیں میری زبان سے خوشخبری کا کلام سن کر ایمان لائیں۔

بحث۔ دیکھو آیت ۲ کی شرح۔

پطرس۔ اعمال کی کتاب میں یہ اُس کا آخری ذکر ہے۔ اس وقت پطرس نہیں بلکہ مقدس یعقوب یروشلیم کی کلیسیا کا سر تھا۔

بہت عرصہ ہوا۔ کرنیلیس کے رجوع لانے کو اب تقریباً دس سال گزر گئے تھے۔

۸۔ اور خدا نے جو دلوں کی جانتا ہے اُن کو بھی ہماری طرح روح القدس دے کر اُن کی گواہی دی۔

جو دلوں کی جانتا۔ دیکھو ۱-۲۴۔

روح القدس دیکر - یہ اس امر کا کامل ثبوت تھا کہ خدا نے انہیں قبول کیا - (۱۰-۴۷ + ۱۱-۱۷)

۹- اور ایمان کے وسیلے سے اُن کے دل پاک کرکے ہم میں اور ان میں کچھ فرق نہ رکھا ۔

دل پاک کرکے - ختنہ کی پیروی اور رسمی طہارت کے مقابلہ میں - یہ فعل ہمیں ۱۰-۱۵ کی طرف لے جاتا ہے - جہاں خدا نے ہی گویا ایسے استعمال کیا - حقیقی دین کی جان ظاہری رسم نہیں بلکہ اندرونی پاکیزگی ہے - ہندوستان کے غیر مذاہب میں بھی چونکہ ظاہری پاکیزگی اور رسمیات پر زور دیا جاتا ہے - اسلئے ہم اُس اندرونی پاکیزگی پر زور دیں (دیکھو ۲-۷) ان لفظوں پر زور ہے "ایمان کے وسیلے" سادہ خالص ایمان ہی کے وسیلے جو خدا کے فضل کو بھروسہ کے ساتھ قبول کر لیتا ہے - ہم راستباز ٹھہرتے (رومی ۵-۱) اور پاکیزہ ٹھہرتے (۲۶-۱۸) اور انجیل کی ساری برکتیں حاصل کرتے ہیں ۔

فرق نہ رکھا - ۱۱-۱۲ میں یہی جملہ آیا ہے - یہ جملہ پطرس کے دماغ میں نقش ہو گیا تھا

۱۰- پس اب تم شاگردوں کی گردن پر ایسا جوا رکھ کر جس کو نہ ہمارے باپ دادا اُٹھا سکتے تھے نہ ہم - خدا کو کیوں آزماتے ہو؟

کیوں آزماتے - مقابلہ کرو ۵-۹ سے - جب خدا نے ایمان کے دروازے کو کھول دیا تو ختنے کے دروازے پر زور دینا خدا کے فیصلہ پر شک کرنا تھا جب ہم خدا کی مرضی کے خلاف کرتے اور ذات پات کی دیواریں کھڑی کرتے ہیں - جن کو خدا نے گرا دیا تھا تو ہم اُس کو آزماتے ہیں ۔

جُوا - یہ استعارہ اہل ہند کو بخوبی معلوم ہے جہاں بیلوں کی گردن پر بھاری جُوا رکھا جاتا ہے - مقابلہ کرو گلتیوں ۵-۱ سے - یہودی مصنفوں نے اِس استعارے کو اکثر استعمال کیا - شریعت کا جُوا تو خیر پابندیوں سے جو بعد ربیوں نے اختراع کیں بہت ہی بھاری ہو گیا تھا - مقابلہ کرو مسیح کا ہلکا اور ملائم جُوا

(متی ۱۱-۲۹ سے ۳۰) - ہم خبردار رہیں کہ کہیں ہم ہندوستانی مسیحیوں کی گردن پر مغربی قاعدے قوانین قومی یا کلیسیائی رسوم کا جوا نہ رکھ دیں جو انجیل کا کوئی جز نہیں - ہر قوم اور اُمت کی طبعی خوبیاں ایسا خزانہ ہیں جو چھوڑ دینا نہیں چاہتے بلکہ خدا کی بادشاہت میں لانا چاہیئے - (مکاشفہ ۲۱-۲۴) -

۱۱- حالانکہ ہم کو یقین ہے - کہ جس طرح وہ خداوند یسوع کے فضل ہی سے نجات پائینگے - اُسی طرح ہم بھی پائینگے ۔

فضل ہی سے نجات ... نجات کا صرف ایک ہی طریقہ ہے - خواہ یہودی ہوں خواہ غیر قوم - خواہ کسی نسل کے لوگ ہوں - خدا کی طرف سے نجات بالکل فضل سے ہے اور آدمی کی طرف سے یہ محض ایمان کے وسیلے سے ہے (افسیوں ۲-۸) فضل کے لئے دیکھو ۱۳-۴۳ کی شرح ۔

۱۲- پھر ساری جماعت چپ رہی - اور پولس اور برنباس کا بیان سُننے لگی - کہ خدا نے اُن کی معرفت غیر قوموں میں کیسے کیسے نشان اور عجیب کام ظاہر کئے

ساری جماعت - جس سے ظاہر ہے کہ وہاں بہت لوگ حاضر تھے ۔

چپ رہی - دیکھو ۱۱-۱۸ + مخالفت فریق کی تکرار بند ہو گئی - آیت ۱۳ سُننے لگی صیغہ ناتمام - یعنی برابر ان مشنریوں کی باتیں سُنتے رہے - دیکھو ۱-۱۰ کی شرح -

نشان اور عجیب کام - دیکھو ۲-۲۲ کی شرح - مقابلہ کرو ۱۴-۳ سے - اس نئی تحریک کی یہ ایسی سندیں تھیں ۔

خدا نے ... کئے - مقابلہ کرو آیت ۴ + ۱۴-۲۷ + اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ اس نئی مہم کا سپہ سالار اور پیشوا خود خدا تھا ۔

ان کی معرفت - یہ گویا انسانی وسیلے تھے - آیت ۴ کو دیکھو ۔

۱۳- جب وہ خاموش ہوئے تو یعقوب کہنے لگا - کہ اے بھائیو - میری سُنو ۔

یعقوب - دیکھو ۱۲-۱۷ کی شرح - وہ اس جگہ کونسل کا میر مجلس معلوم ہوتا ہے

۱۴- شمعون نے بیان کیا ہے کہ خدا نے پہلے پہل غیر قوموں پر کس طرح توجہ کی۔ تاکہ اُن میں سے اپنے نام کی ایک اُمت بنائے ۔

شمعون۔ یہاں اس نام کی اصل عبرانی صورت دی ہے دیکھو ۱۳-۱ + مقابلہ کرو ۲-پطرس ۱-۱ سے

بیان کیا۔ آیت ۱۲ + ۱۰-۸ ۔

پہلے پہل۔ یعنی شروع میں آیت ۷ ۔

توجہ کی۔ خدا کی خاص توجہ یا تو سزا دینے میں یا رحم کرنے میں۔ نئے عہد نامے میں یہ لفظ خدا کی رحمت کے ساتھ آیا ہے (لوقا ۱-۶۸ و ۷۸ + ۷-۱۶ + ۱۹-۴۴ + عبرانی ۲-۶ + ۱-پطرس ۲-۱۲) ۔

اُن میں سے ۔۔ لفظ "اُمت" یہودیوں کے لئے خاص طور پر آیا ہے۔ جو خدا کی برگزیدہ قوم تھی (۱۰-۲ کی شرح)۔ اب غیر قوموں کے مرد بھی اسی لفظ میں داخل ہیں جس سے ظاہر کیا گیا کہ خدا نے اپنی بادشاہت میں ایسے امتیازات کو متروک کر دیا اور لفظ "برگزیدہ اُمت" کو وسیع کر دیا تاکہ عالمگیر کلیسیا پر حاوی ہو۔ خدا اب بھی مختلف قوموں میں سے لوگوں کو نکال رہا ہے تاکہ اس کی اُمت میں داخل ہوں اور اس کے نام کی کہلائیں۔ یہ کارروائی ساری دنیا میں مع ہندوستان اور سیلون کے اب تک جاری ہے ۔

۱۵- اور نبیوں کی باتیں بھی اس کے مطابق ہیں چنانچہ لکھا ہے کہ

مطابق ہیں۔ اس فعل کے لئے دیکھو یعنی ۸-۱۹ + ۲۰-۲۴ ۔ ۱۳۲ + لوقا ۵-۳۶ اعمال ۵-۹ ۔

نبیوں کی باتیں۔ یعقوب نے خاص عاموس ۹-۱۱ و ۱۲ (سترول) سے اقتباس کیا بعض آیات ہیں آزادانہ (۱۶ و ۱۸) لیکن جس حصہ کا تعلق غیر قوموں کے ساتھ ہے اُس کو لفظ بلفظ اقتباس کیا (آیت ۱۷) عاموس کی کتاب کے حوالے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نبی نے خاص اشارہ اس واقعہ کی طرف کیا۔ جب برگزیدہ قوم ادوم پر

اور دیگر اقوام پر قابض ہو جائینگی۔ یونانی مترجموں نے ادوم کی جگہ آدم (انسان) سمجھا اور اس کے یہ معنی لئے جو یہاں لئے گئے ہیں۔ یہودیوں کے نزدیک یہ پیشینگوئی مسیحی زمانہ سے علاقہ رکھتی تھی۔ اور اس لئے مسیح کو "بر نفلی" یعنی "اُٹھ افتادہ" کہتے تھے ۔

۱۶- ان باتوں کے بعد میں پھر آکر
داؤد کے گرے ہوئے خیمہ کو اُٹھاؤنگا۔
اور اس کے پھٹے ٹوٹے کی مرمت کر کے
اُسے کھڑا کروں گا ۔

ان باتوں کے بعد۔ بعضوں نے ان لفظوں کے معنی "مسیحی عہد یا زمانہ" سمجھے۔ بعض ان میں ایک خاص زمانہ کی طرف اشارہ سمجھتے ہیں (ا) اسی زمانہ میں کلیسیا کا جمع ہونا (ب) ان باتوں کے بعد یہودی رجوع لائینگے اور پھر (ج) ساری غیر قومیں جمع کیجا ئینگی ۔

کھڑا کرونگا۔ یہ مرکب فعل صرف اسی آیت میں آیا ہے۔ خدا کی قدیم اُمت کی بحالی پر زور اس طرح سے ظاہر کیا گیا کہ چار مرکب فعلوں کو لفظ "پھر" سے اکٹھا کیا (پھر آکر۔ پھر اٹھاؤنگا۔ پھر کھڑا کرونگا)

داؤد کے ۔۔ خیمے یعنی یہودی قوم کو جس لفظ کا ترجمہ "خیمہ" کیا گیا وہ عاموس کی کتاب میں عبرانی میں (جھپر یا جھونپڑی کے لئے آیا ہے) ایک غریبانہ اور عارضی مسکن پر دلالت کرتا ہے۔ ایسے جھپر جو عید خیام کے موقعے پر استعمال ہوتے تھے بمقابلہ شاہی محلوں کے۔ اس سے یہ ظاہر کیا گیا کہ یہ برگزیدہ قوم کسی پستی کی حالت میں پہنچ گئی تھی ۔

کھڑا کرونگا۔ یہ فعل لوقا ۱۳-۱۴ + عبرانی ۱۲-۱۲ میں بھی آیا ہے ۔

۱۷- تاکہ باقی آدمی۔
یعنی سب قومیں جو میرے نام کی کہلاتی ہیں۔
خداوند کو تلاش کریں۔

جو میرے نام کی کہلاتی ہیں ۔ مقابلہ کرو یعقوب ۲-۷ سے ۔ یہ عبرانی محاورہ ہے (استثنا ۲۸-۱۰ + یسعیاہ ۶۳-۱۹ + یرمیاہ ۱۴-۹ وغیرہ)

۱۸ یہ وہی خداوند فرماتا ہے جو دنیا کے شروع سے اِن باتوں کی خبر دیتا آیا ہے
۱۹ پس میرا فیصلہ یہ ہے کہ جو غیر قوموں میں سے خدا کی طرف رجوع ہوتے ہیں ہم اُن کو تکلیف نہ دیں ۔

میرا فیصلہ ۔ لفظی طور پر "میں یہ فیصلہ کرتا ہوں"۔ مقدس یعقوب نے اپنی رائے دی اور اپنا فیصلہ دیا ۔ یہاں وہ باختیار حیثیت سے کلام کرتا ہے ۔

رجوع ہوتے ہیں ۔ مقابلہ کرو ۹-۳۵ ، ۱۱-۲۱ ، ۱۵-۲۶ ، ۲۶-۲۰ ۔ یہ اسم حالیہ ہے یعنی رجوع لا رہے ہیں ۔

تکلیف نہ دیں ۔ یہ فعل صرف اسی آیت میں آیا ہے جس کے معنی ہیں کہ کسی کی راہ میں مشکلات حائل کر کے کسی کو دق کرنا ۔ غیر جا کہیں ہم مشن کے علاقوں میں غیر ضروری رکاوٹیں ڈال کر کام کو خراب نہ کریں ۔

۲۰ بلکہ اُن کو لکھ بھیجیں کہ بتوں کی مکروہات اور حرامکاری اور گلا گھونٹے ہوئے جانوروں اور لہو سے پرہیز کریں ۔

لکھ بھیجیں ۔ یہ فعل صرف ۲۱-۲۵ + عبرانی ۱۳-۲۲ میں آیا ہے ۔ اِس کے معنی ایلچی کے ذریعہ خبر بھیجنا ہے لیکن اکثر خط بھیجنے کے لئے بھی آیا ہے ۔ انگریزی لفظ (Epistle) اسی سے نکلا ہے پس اس کے معنی ہوئے "تحریری ہدایات بھیجنا"۔

بتوں کی مکروہات یعنی جو چیزیں بتوں کی قربانیاں بنتی ہیں (آیت ۲۹) مقابلہ کرو ۲۱-۲۵ + ۱ کرنتھی ۸-۱ و ۴ و ۷ و ۱۰ + ۱۰-۱۹ + مکاشفہ ۲-۱۴ و ۲۰ ۔ ہندوستان میں بھی بتوں کے چڑھاوے کھانا خاص ثواب میں داخل ہے ۔ اِس لئے اِس ملک میں نو مریدوں کو ایسے چڑھاوے کھانے سے روکنا بہت ضرور ہے ہندوؤں میں سے جب کوئی مسیحی ہو جاتا ہے تو اُس کی خلوص قلبی کا ثبوت اکثر اسی قسم کے فعل سے ہوتا ہے لفظ "مکروہات" صرف اِسی آیت میں آیا ہے ۔

حرامکاری ۔ یونان اور روم میں بت پرستی اور حرامکاری لازم ملزوم ہے ۔ اور ہندوستان میں بھی یہی حال ہے ۔ ہم یہ امر یاد رکھیں کہ اس ملک میں ہزارہا عورتیں ہیں جو مندروں کے لئے مخصوص کی گئیں ۔ اور ان کی زندگی کسبیوں کی طرح گزرتی ہے ۔ اور یہ دینی اجازت کے طور پر ہے ۔ شکتی کی پوجا میں اس قسم کی بہت مکروہات داخل ہیں ہندوؤں کی شادی بیاہ میں اور دیگر تہواروں پر رنڈیوں کا ناچ ایسی بد چلنی کا مدعا ہے ہندو مصلح یہ تسلیم کرتے ہیں اور اُن براتیوں پر افسوس کرتے ہیں ۔ رومی سلطنت میں بت پرستوں کی حالت ایسی ہی خراب تھی ۔ اس لئے اس زمانہ کے مسیحیوں کا یہ فرض تھا اور آجکل ہندوستانی مسیحیوں کا یہ فرض ہے کہ پاکیزہ زندگی کے ذریعہ ایسی خرابیوں اور بدیوں کے خلاف گواہی دیں ۔

گلا گھونٹے ہوئے ۔ یہ لفظ اسی باب اور ۲۱-۲۵ میں آیا ہے ۔ یہودیوں کو شریعت میں ایسے جانوروں کا گوشت کھانا منع تھا جن کا خون نکالا نہ گیا تھا (احبار ۱۷-۱۳) کیونکہ خون خدا کے لئے مقدس سمجھا گیا ۔ گلا گھونٹی ہوئی چیزیں بھی اسی مخالفت میں داخل تھیں ۔ جو جانور اپنی موت مرتے ہیں اُن کے کھانے سے بھی طبعی نفرت ہوتی ہے ۔ بیزا کے نسخے میں یہ الفاظ ہیں "گلا گھونٹے" اور یہ لفظ ڈالے گئے "خون سے" اور دوسروں سے وہ سلوک نہ کرنا جو تم اپنے لئے پسند نہیں کرتے "۔

خون ۔ جب سے کہ جانوروں کے کھانے کی اجازت ہوئی ۔ یہ ممانعت ہے (پیدائش ۹-۴) موسیٰ کی شریعت نے اس ممانعت پر زور دیا (احبار ۳-۱۷ + ۱۷-۱۰ سے ۱۴ ، استثنا ۱۲-۱۶ و ۲۳) اگر ہم ان چار ممانعتوں پر غور کریں تو ہم کو معلوم ہو جائیگا کہ ان کا تعلق بت پرستی ، ناپاکی اور مشتبہ کھانوں میں حفظ اٹھانے سے تھا (جیسا کہ کٹر یہودی خیال کرتے تھے) ایسی ہی باتوں کے ذریعہ علاوہ ختنہ کے غیر قومیں یہودیوں کی نظروں میں مکروہ ہو گئیں ۔ اور اس لئے اُن میں باہمی میل جول کو تقریباً ناممکن کر دیا ۔ جو چار ممانعتیں مقدس یعقوب نے سنائیں ۔ اُن کا یہ مقصد تھا کہ وہ ان دو فریقوں میں اتحاد کا باعث ہو جائیں ۔ بعضوں کے خیال میں یہ ایک طرح کا راضی نامہ تھا

تاکہ عارضی حالات میں کام آئے (کرنتھیوں ۸-۱۰ سے ۱۳) اور نئی صورتیں ایسا راضی نامہ
جب کہ خاص اصولی بات (جیسا یہاں ختنہ) فیصلہ ہوئے بحث کی مسیحی شریعت کے
مطابق ہے۔ لیکن جہاں خاص اصول (مثلاً ذات پات وغیرہ) کا فیصلہ نہ ہو ایسا
راضی نامہ ناجائز اور غیر مسیحی ہوگا۔

۲۱- کیونکہ قدیم زمانہ سے ہر شہر میں موسیٰ کی توریت کی منادی کرنے والے
ہوتے چلے آئے ہیں۔ اور وہ ہر سبت کو عبادت خانوں میں سنائی جاتی ہے

موسیٰ - یعنی موسوی شریعت۔
ہر شہر - جہاں کہیں عبادت خانہ تھا۔ عبادت خانہ کے لئے دیکھو ۶-۹ کی شرح
اس آیت کا یا تو یہ مطلب ہوگا کہ کوئی خطرہ نہیں کہ موسوی شریعت بالکل فراموش ہو جائیگی
کیونکہ ہر عبادت خانے میں اس کی تلقین اور تلاوت ہوتی ہے یا یہ۔ چونکہ موسوی
شریعت کے احکام کی تعلیم ہر جگہ کوشش سے دیجاتی ہے غیر قوم مسیحیوں کو خبردار رہنا
چاہیئے کہ وہ اپنے یہودی مسیحی بھائیوں کو ان چار باتوں میں ٹھوکر نہ دیں۔

۲۲- اس پر رسولوں اور بزرگوں نے ساری کلیسیا سمیت مناسب جانا
کہ اپنے میں سے چند شخص چن کر پولس اور برنباس کے ساتھ انطاکیہ کو بھیجیں۔
یعنی یہوداہ کو جو برسبا کہلاتا ہے۔ اور سیلاس کو۔ یہ شخص بھائیوں میں مقدم تھے

ساری کلیسیا سمیت - رسول اور بزرگ جس کے عہدہ دار اور خادم تھے۔ دیکھو
آیت ۶ کی شرح۔

انطاکیہ - جہاں پہلے مباحثہ برپا ہوا تھا۔ (آیت ۱)

یہوداہ کو جو برسبا کہلاتا ہے - اس کے سوا اس کی نسبت اور کچھ معلوم نہیں،
چونکہ برسبا یوسف کا بھی لقب تھا (۱-۲۳) اسلئے یہ قرین قیاس ہے کہ یہ دو بھائی ہوں
سیلاس - سلوانس کی مختصر صورت۔ انطاکیہ میں اپنی خاص خدمت سرانجام دینے
کے بعد (آیات ۳۰ سے ۳۵) وہ برنباس کی جگہ دوسرے مشنری سفر کے وقت پولس
کے ہمراہ گیا (آیت ۴۰) سوریا۔ کلکیا۔ جنوبی گلتیہ۔ اور تروآس سے ہوتے ہوئے مقدونیہ

کی طرف گیا۔ پولس کے اتھینے کی طرف روانہ ہونے کے بعد وہ تیمتھیس کے ہمراہ بیریہ ہی میں رہا
(۱۷-۱۴) لیکن غالباً پیچھے پولس کے ساتھ اتھینے میں جا ملا (۱۷-۱۵) لیکن تیمتھیس کی
کی طرح یہ بھی خاص پیغام دے کر واپس بھیجدیا گیا۔ دیکھیئے ۱ تھسلنیکیوں ۳-۱، ۲
کرنتھس میں مقدس پولس سے جا ملا۔ اور اس شہر سے جو دو خط تھسلنیکیوں کے نام لکھے
گئے ان میں ان کا ذکر ہے۔ پھر معلوم نہیں کہ وہ کہاں گیا۔ مگر یہ گمان ہے کہ یہ وہی
سلوانس ہے جس کا ذکر ۱ پطرس ۵-۱۲ میں آیا ہے جو مقدس پطرس کا پہلا خط لیکر گیا
تھا۔ پولس کی طرح یہ بھی رومی حقوق رکھتا تھا (۱۶-۳۷)
بھائیوں میں مقدم - یعنی وہ یروشلم کی کلیسیا میں با رسوخ لوگ تھے (آیت ۲۶)

۲۳ سے ۲۹ - غیر قوم کلیسیاؤں کے نام کونسل کا خط

۲۳- اور ان کے ہاتھ یہ لکھ بھیجا کہ انطاکیہ اور سوریہ اور کلکیہ کے رہنے والے
بھائیوں کو جو غیر قوموں میں سے ہیں۔ رسولوں اور بزرگ بھائیوں کا سلام پہنچے

بزرگ بھائیوں - بعض قدیم نسخوں میں ہے "بزرگوں اور بھائیوں" اور شاید یہی
قسم کے الفاظ کی توقع تھی لیکن نسخوں کی کثرت ان کے خلاف ہے۔ بلاس اور رامزی
صاحبان لفظ بھائیوں کو یہاں اڑا دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ بطور تشریح کے کسی
نے پیچھے سے ایزاد کئے اور وہ صرف یوں پڑھتے ہیں "رسولوں اور بزرگوں" کا
انطاکیہ۔ سوریہ۔ کلکیہ۔ یہ سب سوریا کے رومی صوبہ میں واقع تھے۔ اس
موجودہ مباحثہ کا اثر غیر قوموں پر ہو گا پڑا۔ لیکن اس موقعہ پر وہ سوریا ہی کی
کلیسیاؤں میں محدود تھا۔ مقدس پولس کی پہلی خدمات کا ثمر یہاں نظر آتا ہے۔
(گلتیوں ۱-۲۱)

۲۴- چونکہ ہم نے سنا ہے کہ بعض نے ہم میں سے جن کو ہم نے حکم نہ دیا
تھا۔ وہاں جا کر تمہیں اپنی باتوں سے گھبرا دیا۔ اور تمہارے دلوں کو الٹ دیا

گھبرا دیا - مقابلہ کرو گلتیوں ۱-۷ ، ۵-۱۰ + یہودی مائل معلموں کا یہ خاصہ تھا

اکٹھا کر کے - دیکھو ۱۳-۲۴ کی شرح۔
جماعت - یعنی کل کلیسیا دآیت ۱۲

۳۱ - وہ پڑھ کر اس کے تسلی بخش مضمون سے خوش ہوئے۔

تسلی بخش - دیکھو ۴-۳۶ + ۹-۳۱ کی شرح ۔ صلح اور آزادگی کے اس مژدہ سے اُن کو خوشی حوصلہ اور تسلی حاصل ہوئی
خوش ہوئے - مقدس لوقا سچی خوشی پر زور دینا پسند کرتا ہے۔ (دیباچہ ۷-۹)

۳۲ - اور یہوداہ اور سیلاس نے جو خود بھی نبی تھے بھائیوں کو بہت سی نصیحت کر کے مضبوط کر دیا ۔

نبی - دیکھو ۱۱-۲۷ کی شرح - ان نمائندگان کے پاس خدمت کے لئے خاص نعمتیں تھیں - لفظ "نبی" کے بعد بیزا کے نسخے میں یہ الفاظ ہیں "روح القدس سے معمور"
نصیحت کر کے - آیت ۳۱ + مقابلہ کرو ۱۱-۲۳ + ۱۴-۲۲ سے - یہوداہ اور سیلاس نے اپنی نصیحت کے ذریعہ اُن کو اور بھی تسلی دی ۔ اُن کی نبوت کاہنوں کی طرح پیشگوئی نہ تھی بلکہ حوصلہ اور تسلی کا پیغام تھا ۔
مضبوط - دیکھو ۱۴-۲۲ کی شرح -

۳۳ - وہ چند روز رہ کر اور بھائیوں سے سلامتی کی دعا لے کر اپنے بھیجنے والوں کے پاس رخصت کر دیئے گئے -

رخصت کر دیئے گئے - دیکھو ۱۳-۳ + آیت ۳۰ + ان کو الوداع کہا اور رخصت کر دیا - اکثر قدیم نسخوں میں آیت ۳۴ میں "سیلاس کو اچھا معلوم ہوا کہ وہاں رہے" اس صورت میں یہ امر مشتبہ رہتا ہے کہ آیا سیلاس فی الحقیقت پیچھے انطاکیہ میں رہا یا کچھ دیر بعد یروشلم سے آ کر پولس سے جا ملا (آیت ۴۰) البتہ رامزی اور دیگر صاحبان اس امر کے حامی ہیں کہ یہ آیت درست ہے کیونکہ بعض قدیم نسخوں میں پائی جاتی ہے - اس فقرہ کو تکمیل دینے کے لئے بیزا کے نسخہ میں یہ الفاظ بھی ہیں "صرف یہوداہ اکیلا گیا" واپس یروشلم کو ۔

۳۵ سے ۳۸
پولس اور برنباس میں نااتفاقی

۳۵ - مگر پولس اور برنباس انطاکیہ ہی میں رہے - اور بہت سے اور لوگوں کے ساتھ خداوند کا کلام سکھاتے اور اُس کی منادی کرتے رہے

رہے - یہ فعل ۱۲-۱۹ + ۱۴-۳ و ۲۸ + ۱۶-۱۲ + ۲۰-۶ + ۲۵-۶ و ۱۴ میں بھی آیا ہے - اس سے بہت عرصہ مراد ہے - اس عرصہ میں پطرس کی اس روش اور برنباس کے غلط سلوک کا واقعہ ہوا (گلتیوں ۲-۱۱ سے ۱۴) الغرض یہ اس جدائی کا پیش خیمہ تھا جو آیات ۳۹ و ۴۰ میں مذکور ہے ۔

۳۶ - چند روز بعد پولس نے برنباس سے کہا - کہ جن جن شہروں میں ہم نے خدا کا کلام سنایا تھا - آؤ پھر اُن میں چل کر بھائیوں کو دیکھیں کہ کیسے ہیں -

چند روز بعد - تھوڑا عرصہ مراد ہے (۹-۱۹) - ہمیں یہ بھی معلوم نہیں کہ کس وقت سے یہ شمار کریں - آیا کونسل کے اس خط کے پہنچنے کے وقت سے - یا مقدس پطرس کی لغزش سے یا کسی دیگر واقعہ سے ۔
بھائیوں کو دیکھیں - مقابلہ کرو ۱۴-۲۳ کی شرح سے - پولس کی ساری زندگی میں اُسے یہ خیال رہا کہ نوقائم شدہ کلیسیاؤں کی بہتری کرے (۲ کرنتھی ۱۱-۲۸) ۔

۳۷ - اور برنباس کی صلاح تھی کہ یوحنا کو جو مرقس کہلاتا ہے اپنے ساتھ لے چلیں

صلاح تھی - ۵-۳۳ کی شرح ۔ فعل ناتمام سے اس امر کی طرف اشارہ ہے - کہ برنباس نے اپنی اس رائے پر زور دیا ۔
اپنے ساتھ - دیکھو ۱۲-۲۵ -
یوحنا کو . . . . دیکھو ۱۲-۱۲ کی شرح - برنباس نے اپنے قریبی رشتہ دار کی بہت طرفداری کی (کلسیوں ۴-۱۰) ہندوستان میں مسیحی خدمت میں ہم

کہ وہ کلیسیاؤں کو گھبرا دیتے تھے ۔

اُلٹ دیا - یہ فعل صرف اسی آیت میں آیا ہے - اس سے مراد ہے "برباد" کرنا فتنے کے معلم غیر مختون مسیحیوں کو نجات سے محروم کرنا چاہتے تھے ۔

حکم نہ دیا تھا - ان مختون معلموں کی اس تعلیم کو یروشلیم کی کلیسیا رد کرتی ہے -

۲۵ - اس لئے ہم نے ایک دل ہو کر مناسب جانا کہ بعض چُنے ہوئے آدمیوں کو اپنے عزیزوں برنباس اور پولس کے ساتھ تمہارے پاس بھیجیں

ایک دل ہو کر - دیکھو ۱-۱۴ کی شرح -

عزیزوں - یہ اسم صفت خطوط میں تو بہت دفعہ آیا ہے لیکن اعمال کی کتاب میں اسی جگہ آیا ہے - مقدس پولس کے بارہ میں یہ لفظ پھر ۲ پطرس ۳-۱۵ میں آیا ہے - اس قسم کے لفظ سے غصہ یا ناراضگی کا خیال جاتا رہتا ہے - جو انطاکیہ کی کلیسیا کے مباحثہ سے پیدا ہوئی تھی - علاوہ ازیں پولس اور برنباس کو "شراکت کا دا ہنا ہاتھ" دینے کا ایک خاص طریقہ تھا - (گلتیوں ۲-۹) یہاں برنباس کا نام پولس سے پہلے ہے

۲۶ - یہ دونوں ایسے آدمی ہیں جنہوں نے اپنی جانیں ہمارے خداوند یسوع مسیح کے نام پر نثار کر رکھی ہیں -

جانیں . . . نثار . . . مقابلہ کرو دانیال ۳-۲۸ (شتروں کا ترجمہ) - لفظی ترجمہ ہوگا "سونپ دیں" بیزا کے نسخے میں یہ مزید الفاظ بھی پائے جاتے ہیں "ہر ایک آزمائش کے لئے" اس کا اشارہ خاص ان خطرات اور مشکلات کی طرف ہے جو ان کو اس مشنری سفر میں پیش آئے تھے ۔

۲۷ - چنانچہ ہم نے یہوداہ اور سیلاس کو بھیجا ہے - وہ یہی باتیں زبانی بھی بیان کریں گے -

یہی باتیں - جن کا مختصر ذکر خط میں ہوا تھا -

۲۸ - کیونکہ روح القدس نے اور ہم نے مناسب جانا کہ ان ضروری باتوں کے سوا تم پر اور بوجھ نہ ڈالیں ۔

روح القدس - کونسل میں روح کی ہدایت یہاں تسلیم کر لی گئی ہے یعقوب پر بلکہ روح القدس فی الحقیقت کونسل کا میر مجلس تھا - اعمال کی ساری کتاب میں اس کا یہی ذکر آتا ہے کہ وہ کونسلوں اور اپنے لوگوں کی ہدایت کرتا ہے (دیکھو ۱-۲ و ۲۳ و ۹ ۲ + ۸-۲۹ + ۷-۱۰ - ۱۹ و ۱۳-۳ و ۴ + اور دیکھو دیباچہ ۶-۱)

بوجھ - یہاں آیت ۱۰ اور چوٹے کی طرف اشارہ ہے - شاید مکاشفہ ۲-۲۴ میں اسی کی طرف اشارہ ہے - یہی لفظ گلتیوں ۶-۲ میں بھی آیا ہے -

ضروری باتوں - یہ لفظ صرف اسی جگہ آیا ہے - رومیوں ۱۴-۱۵ سے ۲۳ کی اصولی باتیں -

۲۹ - کہ تم بتوں کی قربانیوں کے گوشت سے اور لہو اور گلا گھونٹے ہوئے جانوروں اور حرامکاری سے پرہیز کرو - اگر تم ان چیزوں سے اپنے آپ کو بچائے رکھو گے تو سلامت رہو گے - والسلام ۔

بتوں کی قربانیوں - دیکھو آیت ۲۰ کی شرح ممنوع اشیا کی ترتیب یہاں فرق ہے - جو کھانوں کے متعلق ہیں وہ سب اکٹھی آئی ہیں - اور حرامکاری سب سے آخر میں رکھی گئی - بیزا کے نسخہ میں آیت ۲۰ کی قرات کے مطابق "گلا گھونٹی چیزیں" نہیں ہیں اور "حرامکاری" کے بعد یہ الفاظ زائد ہیں "جو چیزیں تم اپنے لئے پسند نہیں کرتے دوسروں کے لئے بھی پسند نہ کرو"

پرہیز کرو - یہ فعل لوقا ۱۲-۱۵ میں بھی آیا ہے - اور اس میں تاکید پائی جاتی ہے - خبرداری اور پورے طور سے "پرہیز کرو" یعقوب ۱-۲۷ ۔

سلامت رہو گے - یعنی مسیحی محبت اور یگانگت کے غلبہ کے ذریعہ - بیزا کے نسخے میں یہ الفاظ بھی ہیں "روح القدس میں جاری رہو"

۳۰ - پس وہ رخصت ہو کر انطاکیہ میں پہنچے اور جماعت کو اکٹھا کر کے خط دے دیا -

رخصت ہو کر - یروشلیم کی کلیسیا سے وداع ہو کر -

چوکس رہیں کہ کہیں خاندانی تعلقات خدا کے کام کو نقصان نہ پہنچائیں۔ مسیحی مشنوں میں نامناسب رشتہ داروں کی درخواستوں کو دلیری سے رد کرنا چاہئے۔

۳۸- مگر پولس نے یہ مناسب نہ جانا کہ جو شخص پمفولیہ میں کنارہ کر کے اُس کام کے لئے اُن کے ساتھ نہ گیا تھا اُس کو ہمراہ لے چلیں ۔

ساتھ نہ گیا تھا۔ اُن سے جدا ہو گیا تھا۔ (دیکھیں ۱۳-۱۳) مقدس پولس نے مرقس کے اس فعل کو کمینہ پن خیال کیا۔

کام کے لئے۔ یعنی غیر قوموں کو انجیل سنانے کے لئے (۱۳-۱۳ کی شرح)

۳۹- پس اُن میں ایسی سخت تکرار ہوئی۔ کہ ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور برنباس مرقس کو لیکر جہاز پر کپرس کو روانہ ہوا۔

سخت تکرار۔ یہ اسم کچھ مختلف معنی میں عبرانی ۱۰-۲۴ میں آیا ہے لیکن اس سے مشتق فعل ۱۷-۱۶ + ۱ کرنتھی ۱۳-۵ میں آیا ہے۔ اِن دو سرگرم مشنریوں کے درمیان یہ سخت تکرار ایک غیر تسلی بخش کارندے کے بارہ میں ایک افسوسناک واقعہ ہے۔ لیکن یہاں بڑے اصول معرض خطر میں تھے اور پولس اُن کو چھوڑنا نہ چاہتا تھا۔ مسیحی مشنری خواہ وہ دیسی ہوں یا بدیسی۔ یہ سبق اچھی طرح سیکھیں اور ہر طرح کی طرفداری سے پرہیز کریں۔ البتہ یہ معلوم کر کے خوشی ہوتی ہے کہ یہاں کسی شخصی ناراضگی کو جگہ نہ دی (۱ کرنتھی ۹-۶) اور مابعد ایام میں مرقس پولس کے ہمراہ کام کرنے گیا اور پولس نے اُسے قبول کر لیا۔

جہاز پر روانہ ہوا۔ ۱۳-۴ کی شرح دیکھو۔

کپرس۔ جو اُس کا وطن تھا (۴-۳۶) اور پہلے دورہ کے وقت جہاں انہوں نے مشنری سفر شروع کیا تھا (۱۳-۴) اب برنباس کا ذکر نہیں آتا۔ وہ گویا انجیل کی بشارت کی شاہراہ سے کنارے چلا گیا۔ اس لئے لوقا پھر اس کا لحاظ نہیں کرتا۔

۲- دوسرا مشنری سفر ۱۵-۴۰ سے ۱۸-۲۲ تک

اس دوسرے مشنری سفر کا تعلق مشرقی یوروپ سے ہے یعنی مقدونیہ اور

اخایہ کے رومی صوبوں سے ہے۔ کلیسیاؤں کی بنیاد اُنہوں نے سوریا اور جنوبی گلاتیہ میں ڈالی تھی اُن کا معائنہ کرنے کے بعد اُن کی مرضی کے خلاف روح القدس نے ہدایت کی کہ وہ آسیہ میں سے ہو کر مقدونیہ کو جائیں۔ اور وہاں سے یونان کو۔ اُنہوں نے فلپی۔ تھسلنیکے۔ بیریہ اور کرنتھس میں نئی کلیسیائیں قائم کیں۔ تب مقدس پولس سوریا کے انطاکیہ کو واپس گیا اور راستے میں افسس ہوتے گیا۔

۴۰ و ۴۱ - سوریا اور کلکیا میں کلیسیاؤں کا معائنہ

۴۰- مگر پولس نے سیلاس کو پسند کیا۔ اور بھائیوں کی طرف سے خداوند کے فضل کے سپرد ہو کر روانہ ہوا۔

سیلاس کو پسند کیا۔ انطاکیہ میں قیام کے وقت پولس نے دیکھا ہو گا۔ کہ غیر قوموں میں انجیل سنانے کی صفات اس میں موجود تھیں۔ پولس کی طرح وہ بھی عبرانی اور رومی شہری تھا۔ اس لئے وہ اس مہم کے لئے مناسب تھا۔ اس کی بشارتی قابلیت اور کشادہ دلی کی تعریف آئی ہیں (آیت ۳۲) اگر وہ گلتیوں ۲-۱۱ سے ۱۸ کے بطرس کی روش کے وقت انطاکیہ میں تھا جیسا کہ گمان غالب ہے تو ہمیں یقین ہے کہ اُس نے غیر قوموں کی آزادگی کے بیچ پولس کی حمایت کی ہوگی۔

بھائیوں کی طرف سے ... ۱۴-۲۶ کو دیکھو۔ ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ انطاکیہ کی کلیسیا کو اُس کام کے ساتھ پوری ہمدردی تھی جو مقدس پولس اب اختیار کرنے کو تھا۔ اور اُنہوں نے کلیسیا میں اُصول مساوات کو قبول کیا۔ اُس وقت یہ کلیسیا نازک موقع تھا اور تقریباً یہ ہاتھ سے جا ہی چکا تھا۔ گلتیوں ۲-۱۱ سے ۱۸۔

۴۱- اور کلیسیاؤں کو مضبوط کرتا ہوا سوریہ اور کلکیہ سے گذرا۔

گذرا۔ خشکی کی راہ سے دورہ کیا (۸-۹ کی شرح) انطاکیہ کے ساتھ تعلق ہونے سے پیشتر جو کلیسیائیں غالباً اس کے ذریعہ قائم ہوئی تھیں اُن کو اس نے دوبارہ

دیکھا - (گلتیوں ۲-۱) ختنہ کا سوال وہاں بھی اٹھا تھا - اور اس دورہ میں وہ اُن کو خوشی کی خبر دینی چاہتا تھا -

مضبوط کرتا ہوا - دیکھو ۱۴-۲۲ کی شرح بیزا کے نسخے میں یہ الفاظ بھی ہیں "رسولوں اور بزرگوں کے احکام سناتے ہوئے"۔

پندرھویں باب کی تعلیم

اوّل - بڑے بڑے حصے

(۱) مباحثہ - آیات ۱ سے ۵ (ختنہ یا ایمان)

(۲) کونسل - ۶ سے ۲۱

(۳) نتیجہ - ۲۲ سے ۲۶

(۴) تسلی - ۳۰ سے ۳۵

(۵) جھگڑا - ۳۶ سے ۴۱ (معہ اس کے نتائج کے)

دوم - بڑے بڑے مضامین

(ا) قابل نمونہ کونسل

(۱) اس کا الٰہی میر مجلس آیت ۲۸ (میر مجلس روح القدس مانا گیا)

(۲) ایمان کا اصول ۱۵ سے ۱۸ (خدا کا کلام مستند مانا گیا)

(۳) ۷ سے ۱۲ تعلیم دینے کے قابل روح (واقعات میں خدا کے ہاتھ کو محسوس کرنا)۔

(۴) اس کا سادہ عقیدہ - آیت ۱۱ -

(۵) اس کے کشادہ فیصلے - ۱۹ سے ۲۱

(۶) اس کی کامل اتفاق رائے آیت ۲۲

ب - قابل نمونہ خط

(۱) حاملانِ خط آیات ۲۲ و ۲۷ و ۳۲ (اعلیٰ سیرت کے لوگ)

(۲) برادرانہ سلام - آیت ۲۳

(۳) فیاض روح - ۲۴ سے ۲۶

(۴) فیاضانہ پیغام ۲۸ و ۲۹

(۵) اس کا نیک نتیجہ - ۳۰ - ۳۴

سولھواں باب

۱ سے ۵ - کلیسیا اوّل کا دوبارہ معائنہ جنوبی گلتیہ تمتھیس

۱- پھر وہ دربے اور لسترہ میں بھی پہنچا - تو دیکھو وہاں تمتھیس نام ایک شاگرد تھا - اُس کی ماں تو یہودن تھی جو ایمان لے آئی تھی - مگر اُس کا باپ یونانی تھا -

دربے اور لسترہ - دیکھو ۱۴-۶ کی شرح - سوریا کلکیہ کے رومی صوبہ سے کلکیہ کے پہاڑی (کوہ طارس کا مشہور درہ) میں سے گزر کر مقدس پولس گلتیہ کے صوبہ کے گلاتی علاقہ (گلتیہ لکاؤنیہ) کے علاقہ میں پہنچا جس علاقہ میں کہ یہ دونو شہر واقع تھے

پہنچا - یہ فعل پولس - لوقا کی تصنیفات میں آتا ہے (۸-۱۹ و ۲۴ - ۲۱ ۱۵ + ۲۱-۷ + ۲۵-۱۳ + ۲۶-۷ + ۲۷-۱۲ + ۲۸-۱۳ + ۱ کرنتھی ۱۰-۱۱ + ۳۴- ۳۶ + افسیوں ۴ ۱۳ + فلپیوں ۳-۱۱) اعمال کی کتاب کے پچھلے حصہ میں اس کا بار بار آنا قابل لحاظ ہے ...

دیکھو - اتفاقیہ خوشی کا اظہار - خدا نے اپنے بندہ کے لئے ایک نیا خادم بہم پہنچایا - مقابلہ کرو ۱-۱۰ + ۷-۵۶ + ۸-۲۷ + ۹-۱۱ + ۱۰-۱۷ و ۱۵ و ۲۱ و ۳۰ + ۱۲-۷ + ۲۶-۲۴ ۔

وہاں - لسترہ میں جو تمتھیس کا جنم بھوم اور جائے رہائش تھا -

تمتھیس - تقریباً یہ یقینی امر ہے کہ جب پولس پہلے لسترہ کو گیا تھا - اُسی وقت وہ مسیحی ہو گیا مقابلہ کرو ۲ تمتھیس ۱ ۲ کا اعمال ۱۴-۱۹ و ۲۰ سے اس باب میں ذکر ہے کہ وہ مقدس پولس کے ہمراہ فلپی کو گیا (آیات ۶ سے ۱۲) اس نے تھسلونیکی کے کام میں بھی مدد کی (۱۷-۱ سے ۹ و ۱۴) (تھسلنیکیوں ۱-۱)

اور بریا میں (۱۷-۱۰ سے ۱۴) جہاں وہ سیلاس کے ساتھ پیچھے رہ گیا تاکہ کلیسیا کو مضبوط کرے۔ اِس کے بعد وہ پولُس سے آتھینے میں جا ملا (۱۷-۱۵) اور وہاں سے وہ پھر تھسلنیکے کو کسی پیغام رسانی کے لئے بھیجا گیا (۱ تھسلنیکیے ۳-۱ و ۲) اس کے بعد وہ کرنتھس میں پھر پولُس سے جا ملا (۱۸-۵) پھر کچھ عرصہ تک اس کا کچھ ذکر نہیں ملتا پھر تیسرے مشنری سفر کے وقت وہ پولُس کے ساتھ افسس میں پایا جاتا ہے اور وہاں سے وہ ایراستس اور دوسروں کے ساتھ مقدونیہ کو بھیجا گیا۔ (اکرنتھی ۱۶-۱۰ و ۱۱) اِس ارادہ سے کہ وہ کرنتھس کو جائے (اکرنتھی ۴-۱۷) جب کرنتھیوں کو دوسرا خط لکھا گیا تو وہ اب تک مقدونیہ ہی میں تھا (۲ کرنتھی ۱-۱) اور اس کے ہمراہ وہ کرنتھس کو گیا (رومی ۱۶-۲۱) اور واپسی کے وقت کم از کم طرواس تک وہ پولُس کے ہمراہ گیا (۲۰-۱ سے ۵) پھر اُس کا اُس وقت تک کچھ ذکر نہیں آتا جب کہ وہ مقدس پولُس کی پہلی اسیری کے وقت روم میں اُس کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ (فلپی ۱-۱ + کلسی ۱-۱ + فلیمون ۱) اور وہاں سے وہ کسی خاص پیغام پر فلپی بھیجے جانے کو تھا (فلپی ۲-۱۹ سے ۲۴) مقدس پولُس نے اپنی رہائی کے بعد اُس کو افسس کی کلیسیا کا اہتمام سپرد کیا۔ (۱ تیمتھیس ۱-۳) اور پھر ایک دفعہ یہ پایا جاتا ہے (۲ تیمتھیس ۴-۹ و ۲۱) کہ اُسے حکم ملا کہ وہ فوراً پولُس کی دوسری اسیری کے وقت روم کو جائے۔ عبرانی ۱۳-۲۳ میں اُس کی طرف ایک اور اشارہ ہے۔

یہودن - ایمان لائی تھی یعنی مسیحی یہودن بعض نسخوں میں یہ بھی لکھا ہے "بیوہ" اُس کا نام یونیکے تھا اور اس کی ماں کا نام "لوئس" (۲ تیمتھیس ۱-۵) جب پولُس پہلے لسترا کو گیا تھا تو اس خاندان کو نور اور نجات حاصل ہوئی۔ اُس کا باپ یونانی تھا "یونانی" کے لئے دیکھو ۱۴-۱ کی شرح یہ تو ہمیں تحقیق معلوم نہیں کہ اس وقت وہ زندہ تھا یا مر گیا تھا۔ گو وہ غالباً مر

یونانی تھا تو بھی اُس کا ختنہ نہ ہوا تھا (آیت ۳) تیمتھیس مخلوط النسل تھا اور غالباً ایشیا و یورپ کا خون اُس کی رگوں میں بہتا تھا۔ ہندوستانی محاورہ میں وہ "یوریشین" تھا۔ اس لئے اُس طریق کے لئے وہ ایمان اور سرگرمی کا نمونہ تھا

۲- وہ لسترا اور اکنیم کے بھائیوں میں نیک نام تھا۔

نیک نام۔ مقابلہ کرو ۶-۳ سے مسیحی کارندوں کے لئے نئے عہد نامہ میں اس صفت پر بہت زور دیا گیا ہے۔

لسترا اور اکنیم۔ دربے کا یہاں ذکر نہیں۔ گو دربے اور لسترا ایک ہی علاقہ میں واقع تھے اور اکنیم دوسرے علاقہ میں۔ تو بھی دربے کی نسبت اکنیم سے لسترا زیادہ نزدیک تھا (۱۴-۶ کی شرح) اور دونوں شہروں کا تعلق تجارت اور آمدورفت کے باعث بہت تھا۔

۳- پولُس نے چاہا کہ یہ میرے ساتھ چلے پس اُس کو لے کے اُن یہودیوں کے سبب جو اس نواح میں تھے۔ اُس کا ختنہ کر دیا۔ کیونکہ وہ سب جانتے تھے کہ اُس کا باپ یونانی ہے۔

پولُس نے چاہا۔ اِس نوجوان نومرید کی طرف پولُس کا دل بہت مائل تھا اور رفتہ رفتہ اُس کی محبت اُس کے دل میں بڑھتی گئی۔

ختنہ کر دیا۔ ضرورت کی وجہ سے (اکرنتھی ۹-۲۰) اس نے ططس کا ختنہ کرانے سے منع کیا تھا (گلتیوں ۲-۳ سے ۵) کیونکہ اس وقت اس امر پر لوگ زور دیتے تھے کہ ختنہ نجات کے لئے ضروری تھا (۱۵-۱) لیکن چونکہ اب وہ کونسل کی طرف سے غیر قوموں کی آزادگی کا خط لیکر جا رہا تھا (آیت ۴) اُس کے پاس کافی ثبوت تھا کہ برملا طور پر یہ رائے رد کر دی گئی ہے۔ اس لئے تیمتھیس کے ختنہ کرانے سے غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ نہ تھا۔ سفر کے وقت یہودیوں کو غیر ضروری چھیڑنا نہ چاہا۔ اور نیز اس لئے بھی کہ تیمتھیس نیم یہودی تھا اُس نے ٹھوکر کے غیر ضروری اسباب کو دور کر دینا چاہا (اکرنتھی ۹-۲۰) کیونکہ اس کے ذریعہ

کوئی ضروری اصول معرض خطر میں نہ پڑتا تھا۔ البتہ بعد ازاں یہودی بائبل معلموں نے پولس کے اس فعل سے فائدہ اٹھانا چاہا اور اُس پر غیر مستقل اور متلون ہونے کا الزام لگایا۔ (گلتیوں ۱-۸ سے ۱۰ + ۵-۱۱)

تمطاؤس کا تقرر بھی اسی موقعہ پر ہوا (۱ تمطاؤس ۴-۱۴، ۲ تمطاؤس ۱-۲ و ۷)

۴- اور وہ جن جن شہروں میں گذرتے تھے۔ وہاں کے لوگوں کو وہ احکام عمل کرنے کے لئے پہنچاتے جاتے تھے۔ جو یروشلیم کے رسولوں اور بزرگوں نے جاری کئے تھے۔

جن جن شہروں میں گزرتے تھے مثلاً اُسے گلتیہ کے صوبہ کے فروگی علاقہ میں سے گزر کر (دیکھو ۱۳-۴۹ کی شرح) اس شہر کو چھوڑ کر اُس علاقہ میں وہ داخل ہونا چاہتے تھے۔ کیونکہ پولس کی تجویز شروع میں کلیسیاؤں کو دوبارہ دیکھنے کی نسبت یہی تھی (۱۵-۳۶)

شہروں میں سے۔ خاصکر اکنیم اور لسترہ کے انطاکیہ سے گزر کر۔

احکام یعنی یروشلیم کی کونسل کے فیصلے (۱۵-۲۳ سے ۲۹)

۵- پس کلیسیائیں ایمان میں مضبوط اور شمار میں روز بروز زیادہ ہوتی گئیں

مضبوط ۳-۷ و ۱۶ کی شرح یعنی برابر مضبوط ۔۔ ہوتی گئیں

شمار میں ۔۔۔۔ مقدس لوقا کی طرز عبارت کے مطابق وہ مشنری کام کے ایک دوسرے زمانہ کو ختم کرنے لگا ہے تاکہ ایک نئے سفر کے لئے تیاری کرے۔ (مقابلہ کرو ۶-۷ + ۹-۳۱ + ۱۲-۲۴)

۶ سے ۱۰

طرواس کی طرف سفر۔ رویا

۶- اور وہ فروگیہ اور گلتیہ کے علاقے میں سے گذرے کیونکہ روح القدس نے انہیں آسیہ میں کلام سنانے سے منع کیا۔

فروگیہ اور گلتیہ کے علاقے۔ یہ ترجمہ شمالی گلتیہ رائے کے مطابق کیا گیا ہے (دیکھو ۱۳ باب کا دیباچہ) اس رائے کے مطابق ہمیں یہ ماننا پڑتا ہے کہ پیدیہ کے انطاکیہ سے روانہ ہو کر مشنری ایشیا کے صوبہ میں داخل ہونے سے منع کئے گئے اور پہلے شمال کی طرف فروگیہ کو گئے اور پھر مشرق کی طرف واپس آ کر تقریباً دو سو میل شمال کی طرف گئے۔ اور پھر یہ بھی تسلیم کر لیا گیا کہ مقدس پولس کو یہاں بیماری کی وجہ سے دیر تک ٹھہرنا پڑا۔ اور اس نے انکورا۔ تاویم اور پیسی نُش میں کلیسیاؤں کی بنیاد ڈالی لیکن جن کے نام کا ذکر کسی جگہ نئے عہد نامے میں نہیں آیا۔ لیکن کیا یہ بڑی عجیب بات نہ ہوگی کہ مقدس لوقا ایسے بڑے کام کا کچھ ذکر نہ کرتا اگر ایسا بڑا سفر اس کام کے لئے پولس کو اختیار کرنا پڑا۔ علاوہ ازیں اس آیت کا ترجمہ بھی قابل اعتراض ہے۔ اگر لفظی طور سے ترجمہ کریں تو یوں ہوگا "فروگی اور گلاتی علاقہ" یعنی جغرافیہ کے لحاظ سے تو وہ فروگی تھا لیکن پولیٹیکل لحاظ سے وہ گلاتی تھا یا گلاتیہ کے صوبہ کا فروگی علاقہ۔ اس علاقہ کی سرحد سے گزر کر یہ مسافر ایشیا کے فوراً رومی صوبہ میں داخل ہو گئے۔

گزرے۔ انہوں نے علاقہ میں دورہ کیا (۱۸-۲۳ کی شرح) یعنی جس سفر کا ذکر آیات ۴ و ۵ میں ہوا۔ اس کا خلاصہ یہاں درج ہے کہ وہ گلتیہ کے صوبہ کے فروگی علاقے سے گزر کر جس کا پولیٹیکل مرکز پسدیہ کا انطاکیہ تھا (۱۳-۱۴) آگے بڑھنے سے منع کیا۔ یا اور روکے گئے۔ اس ترکیب عبارت کے لئے دیکھو ۲۲-۲۴ + ۲۳-۳۴ و ۳۵ + ۲۴-۲۲ + ۲۵-۱۳ + گلتیہ کے صوبہ کی سرحد سے گزرنے کے بعد روح نے اُن کو روکا کہ ایشیا کے صوبہ میں منادی نہ کریں۔ اگر یہ ممانعت نہ ہوتی تو وہ حسب معمول وہاں انجیل سُناتے۔

آسیہ میں کلام سنانے سے۔ غالباً انہوں نے آسیہ کے صوبہ میں انجیل سنانے کا انتظام کیا تھا (۲۰-۹ کی شرح) اور وہ چاہتے تھے کہ اس مقصد کے لئے افسس کو اپنا صدر مقام بنائیں۔ لیکن روح القدس نے اُن کو اس ارادہ

سے باز رکھا۔ شاید براہ راست روح نے اپنی مرضی کو اُن پر ظاہر کیا (۸-۲۹ + ۱۰-۱۹)
اگرچہ اِس علاقہ میں سفر کرنے سے اُن کو نہیں روکا۔ اس لئے یہ مشنری افسس کے
مغرب کی طرف کی شاہ راہ کو چھوڑ کر شمال شمال مغرب کی طرف آسیائی فروگیہ کے
علاقہ میں سے گزرے یعنی فروگیہ کے اُس حصے میں سے جو آسیہ میں شامل تھا اور
وہ اُس موقعہ پر پہنچے جس کا ذکر بعد آیت میں آیا ہے۔

۷۔ اور انہوں نے موسیہ کے قریب پہنچ کر بتونیہ میں جانے کی کوشش کی۔
مگر یسوع کے روح نے انہیں جانے نہ دیا۔

موسیہ کے قریب پہنچ کر۔ یہ علاقہ آسیا کوچک کا شمال مغربی حصہ تھا۔ جو
ہلیس پانٹ (Hellespont) کی حد کے قریب اور پروپنطس سے متصل
اور آسیہ کے رومی صوبہ میں داخل تھا (۲-۹ کی شرح) یہ مشنری غالباً شمالی سمت
کی طرف سفر کرتے رہے حتیٰ کہ وہ موسیہ کے بالمقابل پہنچے یعنی آسیہ کے صوبہ کی
حد کے قریب اور اُنکا ارادہ تھا کہ بتونیہ کے علاقہ میں داخل ہوں۔ اس وقت وہ تقریباً
ترواس کی مشرق کی طرف تھے۔

کوشش کی۔ یا "کوشش کرتے رہے" (فعل ناتمام) اور اِس کوشش میں اُنہوں
نے جد و جہد کی۔

بتونیہ۔ یعنی اُسی نام کا رومی صوبہ (بتونیہ پنطس ۲-۹ کی شرح) یہ آسیہ کے
شمال مشرق اور گلتیہ کے شمال مغرب کو واقع تھا۔ پروپنطس اور بحیرہ اسود کی سرحد
پر اِس کا ذکر پھر ا پطرس ۱-۱ میں آیا ہے۔ ایشیائی فروگیہ سے یہاں سڑک
جاتی تھی اور اسی راہ سے یہ مشنری گئے ہونگے۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے مقدس
پولس نے بتونیہ میں انجیل نہیں سُنائی۔

یسوع کی روح نے۔ یہ محاورہ صرف اِسی آیت میں آیا ہے۔ یہ یسوع نجات
دہندہ کی روح تھی۔ جو زمین کے کناروں تک آدمیوں کی روح کی نجات کی آرزو مند
تھی (۱-۸) اُس نے اُن کو اجازت نہیں دی کہ وہ اپنے کام کو ایشیا کوچک ہی

میں محدود رکھیں۔ بلکہ اُن کو حکم دیا کہ جلد یورپ کی طرف قدم بڑھاؤ اور
اُس سے پرے جاؤ۔

یوں یہ مشنری اپنے ارادوں اور شخصی خواہش کے خلاف آگے آگے بھیجے
گئے۔ خدا کی محبت اور مقصد اُن کے مقصد اور محبت سے زیادہ وسیع تھے
ہندوستان کے جن علاقوں میں انجیل نہیں سُنائی گئی۔ اُن علاقوں کے بارہ
میں ہم اِس سے سبق سیکھیں۔

۸۔ پس وہ موسیہ سے گذر کر ترواس میں آئے۔

موسیہ سے گذر کر۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ بلا داخل ہوئے پاس سے گزر
گئے کیونکہ ترواس موسیہ کا شہر تھا۔ اور اب ترواس اُن کی منزل مقصود
تھی۔ اُن کو آسیہ کے صوبہ میں داخل ہونے کی ممانعت نہ تھی۔ جیسا کہ اُن کو
بتونیہ کے علاقہ میں داخل ہونے کی تھی بلکہ صرف وہاں بشارت دینے کی ممانعت
تھی (آیت ۶) اِس لئے ہم یا تو یہ ترجمہ کر سکتے ہیں "موسیہ کے پاس سے گزر کر"
یا بقول رادری صاحب "موسیہ کو نظر انداز کر کے" یعنی بلا بشارت دئے وہاں سے
گزر کر (لوقا ۱۱-۴۲ + ۱۵-۲۹) یوں وہ مغرب کی طرف بڑھے یعنی سمندر کے ساحل کی طرف

ترواس یا زیادہ ٹھیک طور سے "اسکندری ترواس" موسیہ کا یہ شہر جزیرہ ٹنی
ڈاس کے بالمقابل بحیرہ ای جی۔ ان (Aegean) کے ساحل پر واقع تھا
اِس کے ارد گرد کے علاقہ کا بھی یہی نام تھا۔ گو عموماً ترواد (Troad)
کے نام سے مشہور تھا۔ انتی گونس (Antigones) نے یہ شہر آباد
کیا۔ قدیم ترواے کی جگہ کے قریب۔ لیکن ۳۰۰ ق م میں لسی مے خس
(Lysimachus) نے اِس کی بنیاد دوبارہ ڈالی اور اِس کو سکندر اعظم
کے نام پر اسکندری ترواس نام دیا۔ ۱۳۳ ق م میں یہ رومیوں کے زیر آیا
اور قیصر اگستس نے اسے رومی بستی بنایا۔ اِس کا ذکر پھر ۲۰-۵،۶ + ۲ کرنتھی
۲-۱۲ + ۲ تمتھیس ۴-۱۳ میں آیا ہے۔ وہاں پہنچکر بحیرہ ای جی ان شرول

کے سامنے تھا یورپ اس کا منتظر تھا۔ خدا کی مرضی کے بارہ میں وہ دیر تک شبہ میں نہ رہے۔

۹- اور پولس نے رات کو رویا میں دیکھا کہ ایک مکدنی آدمی کھڑا ہوا اس کی منت کر کے کہتا ہے کہ پار اتر کر مکدنیہ میں آ- اور ہماری مدد کر۔

رویا۔ دیکھو ۷- ۱۳۱ کی شرح۔

ایک مکدونی آدمی - مکدونی لوگ اہل یونان کی طرح تھے لیکن اُن کی نسبت جفاکش زیادہ اور مہذب کم تھے۔ اُن کا ملک جزیرہ نما بلقان کے وسط میں تھا فلپس کے عہد سلطنت میں (۳۵۹ سے ۳۳۶ ق م) اور اُس کے بیٹے سکندر اعظم کے دنوں میں (۳۳۶ سے ۳۲۳ ق م) وہ حکمران طاقت ہو گئی- اور انہوں نے فارسی سلطنت کو فتح کر لیا۔ اور مشرق کی طرف ہندوستان تک اُن کی فتوحات پھیل گئیں۔ آخر کار روم نے اُن کو مغلوب کیا- اور ۱۴۲ ق م میں مکدنیہ اس سلطنت کا صوبہ ہو گیا۔ جس میں البریا اور تھسلی کے علاقے داخل تھے اُس کا دارالخلافہ تھسلنیکے تھا (۱۷-۱)۔

رامزی صاحب کا خیال ہے کہ "یہ مکدونی آدمی" خود مقدس لوقا تھا- جو تروآس میں ملا- اور اس کا ارادہ آگے بڑھنے کا تھا۔ پولس نے خواب میں یہ رویا دیکھی کہ اُس کا یہ مکدونی دوست اُسے اشارہ کر کے اپنے ملک کی طرف بلا رہا تھا"۔ یہ صرف قیاسی بات ہے۔ کیونکہ ہمیں یہ معلوم نہیں کہ مقدس لوقا مکدونی تھا۔

۱۰- اُس کے رویا دیکھتے ہی ہم نے فوراً مکدنیہ جانے کا ارادہ کیا۔ کیونکہ ہم اس سے یہ سمجھے کہ خدا نے انہیں خوشخبری دینے کے لئے ہم کو بلایا ہے۔

فوراً- ۶ و ۷ آیات کی ممانعت کے بعد- اس نئے دروازہ کھلنے سے فوراً فائدہ اٹھایا۔ آخر کار خدا کا مقصد اس سفر میں آہستہ آہستہ زیادہ آشکارا ہوتا چلا گیا۔

ہم- یہاں مصنف مقدس لوقا پہلی دفعہ ظاہر ہوتا ہے (دیباچہ باب دوم)

شاید طبیب کی حیثیت میں لوقا کی ملاقات پولس سے ہوئی۔ اب یہاں "ہم" تفصیلیں شروع ہوتی ہیں (دیباچہ پہلا باب صفحہ

یہ سمجھے- دیکھو ۹-۲۲ کی شرح جب انہوں نے ان الٰہی ہدایات کو بالمقابل رکھا (آیات ۶ سے ۸) یعنی رویا کے ذریعہ خاص بلاہٹ اور خدا کی مرضی کے بارہ میں ایسے پختہ یقین کو تو انہوں نے پختہ طور سے یہ سمجھ لیا کہ خدا چاہتا ہے کہ وہ مکدونیہ کو عبور کر جائیں۔

۱۱ سے ۴۰- فلپی

۱۱- پس تروآس سے جہاز پر روانہ ہو کر ہم سیدھے سمترا کے گئے اور دوسرے دن نیاپلس میں آئے۔

روانہ ہو کر ۱۳-۱۳ کی شرح۔

سیدھے- یہ بھی مقدس لوقا کے خاص الفاظ میں سے ہے "ہم ہوا کے سامنے روانہ ہوئے"۔ یہ فعل صرف ۲۱-۱ میں آیا ہے- اس موقعہ پر ہوا اور سمندر نے ان کی مدد کی- پولس کے تیسرے سفر سے واپسی کے وقت مخالف سمت میں عبور کرنے میں زیادہ دیر لگی تھی (۲۰-۶)

سمترا- تروآس کے شمال مغرب کو ایک جزیرہ جو تھریس کے ساحل کے جنوب کی طرف تھا یہ کوہستانی علاقہ ہے۔ اور یہ بُت پرستوں کی دیوی دیوتا کی (Cabiri) پرستش کے لئے قدیم زمانہ میں مشہور تھا یہ تروآس اور نیاپولس کے وسط میں تھا- اور مقدس پولس کے جہاز نے یہاں لنگر ڈالا تاکہ رات کاٹیں- غالباً اس جزیرے کے شمالی سرے پر- جہاں کہ اس کا صدر شہر واقع تھا۔

نیاپولس یعنی "نیا شہر" یہ فلپی کا بندرگاہ تھا اور یہ بحیرہ ای جی اَن کے شمالی سرے پر تھا- یہ شہر سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر تھا- کہتے ہیں کہ

یہ وہی شہر تھا جو آج کل کوالا Kavalla کہلاتا ہے

١٢- اور وہاں سے فلپی میں پہنچے جو مکدونیہ کا شہر اور اُس قسمت کا صدر اور رومیوں کی بستی ہے - اور ہم چند روز اس شہر میں رہے ۔

فلپی - جہاں پہلے ایک قدیم شہر کرینائدز Crenides آباد تھا وہاں مکدونیہ کے فلپ نے جو چوتھی صدی قبل از مسیح اس شہر کی بنیاد ڈالی اور اپنے نام پر اُس کا نام رکھا - یہ اگناطین سڑک (Egnatian Road) کے عین اُس موقع پر واقع تھا - جہاں کوہستان بلقان کا سلسلہ درہ میں منتقل ہوتا ہے - جب یہ شہر رومیوں کے قبضہ میں آیا تو آگستس نے اُسے رومی بستی بنایا اور اُس کا یہ نام رکھا بستی آگستا جولیہ فلپی پینسس (Colonia Augusta Julia Philippensis) اس فتح کی یادگار ہے جو اُس نے بروٹس اور کیسی اوس پر حاصل کی تھی (۴۲ سنہ ق م) یہ نیاپلس سے تقریباً دس میل کے فاصلہ پر خشکی کی طرف تھا - یہ ایک سطح مرتفع تھی جس میں سے اگناطین سڑک گزرا کرتی تھی - اس کا ذکر پھر ٢٠-٦ + فلپی ١-١ + ١ تھسلنیکے ٢-٢ میں آیا ہے -

اُس قسمت کا صدر - بعضوں نے اس سے یہ مراد لی کہ جغرافیہ کے طور پر یہ مقدونیہ کا پہلا شہر تھا جو پولس کے راہ میں پڑتا تھا کیونکہ نیاپلس عموماً تھریس سے علاقہ رکھتا تھا نہ کہ مکدونیہ سے)

(٢) بعض مفسر یونانی میں الفاظ کی ترتیب کے لحاظ سے کہ "شہر" اور "بستی" آتے ہیں - یہ سمجھتے ہیں کہ مقدونیہ کے اُس حصہ کا یہ صدر مقام یا بستی کا شہر تھا

(٣) بعضوں نے خیال کیا کہ ملکی انتظام کے لحاظ سے وہ بڑا شہر تھا - یعنی مکدونیہ کے علاقہ کا پہلا بڑا مشہور شہر - وہ صوبہ چار حصوں پر منقسم تھا (سنہ ١٦٨ ق م) فلپی اُس حصہ میں واقع تھا جس میں دریائے سٹرومان (Strymon) کے مشرق کا علاقہ داخل تھا - امفی پولس (١٧-١) اس ضلع کا حقیقی دارالخلافہ تھا لیکن اس رائے کے حامی یہ کہتے ہیں کہ وہ امفی پولس کا حریف تھا اور فوقیت

کا مدعی تھا جو اُسے پیچھے حاصل بھی ہو گئی -

ان تفسیروں میں سے پہلی تفسیر زیادہ طبعی اور کم مشتبہ معلوم ہوتی ہے

بستی - اس لحاظ سے اُس کو خاص حقوق حاصل تھے - ان میں سے ایک یہ حق تھا کہ سارے صوبوں پر جو زمینی ٹیکس رومیوں نے لگایا تھا - لیکن یہ بستی اُس سے مستثنیٰ تھی - یہاں کے مجسٹریٹوں کے جو خطاب تھے وہ شاہی شہر کے خطابوں سے مستعار تھے - اس کے قوانین سکے اور دربار کی زبان بالکل لاطینی تھی - فلپیوں کی طرف کے خط میں ان خاص حقوق کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے (١-٢٧ حاشیہ ٣-٢٠) ۔

چند روز - غالباً وہ ہفتے کے شروع میں وہاں پہنچے اور آگے روانہ ہونے سے پیشتر وہ سبت کے دن وہاں رہے ۔

١٣- اور سبت کے دن وہ شہر کے دروازے کے باہر ندی کے کنارے گئے - جہاں سمجھے کہ دعا مانگنے کی جگہ ہو گی اور بیٹھ کر ان عورتوں سے جو اکٹھی ہوئی تھیں کلام کرنے لگے -

شہر کے دروازے - فلپی جیسے فوجی شہر میں یہودی کثرت سے نہ تھے اس لئے اس شہر میں اُن کا کوئی عبادت خانہ بھی نہ تھا -

ندی کے کنارے - یعنی دریائے گنگاتت (Gangites) کے کنارے جو دریائے سٹرومان کا معاون تھا - یہ تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر شہر کی مغرب کی طرف بہتا تھا یہودی اکثر پسند کرتے تھے کہ سمندر کے کنارے یا دریا کے کنارے عبادت کے لئے جمع ہوں کیونکہ شرعی طہارت کے لئے پانی کی ضرورت تھی

سمجھے یا سمجھتے رہے (فعل ناتمام) شاید دور سے اُنہوں نے اسکے آثار دیکھے

دعا مانگنے کی جگہ - شاید چار دیواری گھیری ہو - یوسیفس اور فائلو عبادت کی ایسی سادہ جگہوں کا اکثر ذکر کرتے ہیں -

عورتوں - یہ سب بھی حسب نسب کے لحاظ سے یہودی نہ تھیں (آیت ١٤)

آدمیوں کا کچھ ذکر نہیں۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ فلپی میں یہودی بہت تھوڑے ہونگے۔ مکدونیہ میں عورتوں کا خاص درجہ تھا جیسا کہ کتبوں سے ظاہر ہے۔ اور وہاں کی کلیسیاؤں کے قائم کرنے میں انہوں نے بہت حصہ لیا (۱۷-۴ و ۱۲)۔ مقدس لوقا کا یہ خاصہ ہے کہ وہ عورتوں کی طرف خاص توجہ دلاتا ہے۔

۱۴- اور تھواتیرہ شہر کی ایک خداپرست عورت لدیہ نام قرمز بیچنے والی بھی سنتی تھی۔ اس کا دل خداوند نے کھولا تاکہ پولس کی باتوں پر توجہ کرے۔

لدیہ چونکہ وہ لدیہ کے علاقہ کے شہر سے آئی تھی اس لئے شاید فلپی میں اس کا یہی نام مشہور ہو گیا۔ "لدین" یہ بھی ممکن ہے کہ لدیہ کوئی غیر مشہور نام نہ تھا۔ اور شاید اس کا اصلی نام یہی ہو۔ قرینہ عبارت سے ظاہر ہے کہ بیوہ تھی۔

قرمز بیچنے والی۔ یونانی میں یہ ایک ہی لفظ ہے یعنی مرکب اسم۔ عموماً لدیہ کا علاقہ اور خصوصاً تھواتیرہ قرمزی رنگ کے لئے مشہور تھے۔ کتبوں سے ظاہر ہے کہ یہاں رنگنے والوں کی ایک انجمن تھی۔ اسی قسم کے قرمزی رنگین کپڑے لدیہ فلپی میں بیچا کرتی تھی۔ اسی تجارت کی خاطر وہ وہاں جا بسی تھی اور اسی تجارت کی وجہ سے وہ کچھ مالدار بھی تھی۔

تھواتیرہ۔ لدیہ کے شمال میں ایک دولتمند شہر تھا۔ یہ علاقہ ایشیا کے صوبہ میں اور موسیہ کے جنوب میں تھا۔ دریائے لوکس (Lycus) کی وادی میں واقع تھا۔ تیسری صدی قبل از مسیح سلیوکس نکاتور نے اس کی دوبارہ بنیاد ڈالی۔ اس کی دولتمندی تجارت کی وجہ سے تھی۔ خاصکر رنگوں کی تجارت کے طفیل ایشیا کی سات کلیسیاؤں میں" ایک کی بنیاد یہاں ڈالی گئی (مکاشفہ ۱-۱۱)۔

خداپرست۔ یعنی یہودی دین کی مرید (۱۳-۴۳ کی شرح) تھواتیرہ میں یہودی بھی آباد تھے۔ اور شاید یہاں ہی اس نے خداپرستی سیکھی۔

سنتی تھی۔ فعل ناتمام کا ایما یہ ہے کہ وہ برابر توجہ کرتی رہی۔ اس سے یہ مراد بھی ہو سکتی ہے کہ وہ باقاعدہ سامعین میں داخل تھی اور یہ ماننا ضروری

نہیں کہ اس کا یہی ہونا اور بپتسمہ پانا عین اسی پہلے سبت کے روز اچانک ہوا۔

خداوند نے کھولا۔ یہ فعل مرکب ہے یعنی "کامل طور سے کھولا"۔ اس کا استعمال یوں ہوا ہے:

ا- کامل طور سے کانوں کا کھولنا - مرقس ۷-۳۴ و ۳۵
ب- " " آنکھوں کا کھولنا - لوقا ۲۴-۳۱
ج- " " نوشتوں کا کھولنا - لوقا ۲۴-۳۲ + اعمال ۱۷-۳
د- " " ذہن کا کھولنا - لوقا ۲۴-۴۵
ہ- " " دل کا کھولنا - اعمال ۱۶-۱۴

(نیز دیکھو لوقا ۲-۲۳ + اعمال ۷-۵۶)

چونکہ وہ خلوص قلبی سے سنتی رہی۔ اس لئے خدا نے اس کا دل کھولا تاکہ وہ نجات بخش سچائی کو قبول کرے۔

توجہ کرے۔ دیکھو ۸-۶۔

۱۵- اور جب اس نے اپنے گھرانے سمیت بپتسمہ لے لیا۔ تو منت کر کے کہا کہ اگر تم مجھے خداوند کی ایماندار بندی سمجھتے ہو۔ تو چل کر میرے گھر میں رہو۔ پس اس نے ہمیں مجبور کیا۔

بپتسمہ لیا۔ دیکھو ۲-۳۸ کی شرح اور مقابلہ کرو ۸-۱۲ و ۳۶

گھرانے سمیت۔ مقابلہ کرو ۱۰-۲ + آیات ۳۳ و ۳۴ + ۱۸-۸۔ ہم ٹھیک طور سے ثابت نہیں کر سکتے کہ اس گھرانے میں چھوٹا بچہ کوئی تھا یا بالغ کتنے تھے۔ البتہ یہ خیال غالب ہے کہ ان میں سے کوئی نہ کوئی بچہ ہوگا۔ سرخاندان کا اثر روحانی باتوں میں یہاں کافی طور سے آشکارا ہے۔ سرخاندان کے خاص ایمان کے ذریعہ سارے خاندان کو برکت ملتی ہے۔ ہندوستان میں یہ امر اہم ہے جہاں تک خاندان اور قوم مضبوط ہے۔ اکثر ایک آدمی کے ذریعہ سارا کنبہ مسیحی تعلیم حاصل کرنے پر راغب ہو جاتا ہے۔

خداوند کی ایماندار بندی۔ اِس سے یہ مراد بھی ہے "جو خداوند پر ایمان لاتی ہے"۔ (دیکھو آیت ١۔ جہاں یہ لفظ صفت آیا ہے۔)
میرے گھر۔ وہ فارغ البال عورت تھی اور وسیع گھر میں رہتی تھی۔ فلپی کلیسیا کے لئے وہ جمع ہونے کا پہلا گھر تھا (آیت ۴۰) لدیہ نے فیاضی کا عمدہ نمونہ پیش کیا۔ اور فلپی کلیسیا نے بارہا اس کی پیروی کی (فلپی ١-۵ + ۴-١٠ سے ١٩)
مجبور کیا۔ لوقا کا فعل۔ یہ لوقا ۲۴-۲۹ میں بھی مستعمل ہے یہ سخت ضرورت کو ظاہر کرتا ہے۔ شاید یہ مشنری اُس کی سخاوت پر بوجھ ڈالنا نہیں چاہتے تھے لیکن اُس نے کسی کی نہ سنی اور غالب آئی۔

١٦۔ جب ہم دعا مانگنے کی جگہ جا رہے تھے۔ تو ایسا ہوا کہ ہمیں ایک لونڈی ملی جس میں غیب دان روح تھی۔ وہ غیب گوئی سے اپنے مالکوں کے لیے بہت کچھ کماتی تھی۔

دعا مانگنے کی جگہ۔ دیکھو آیت ١٣ کی شرح۔
غیب دان روح۔ ایک روح یعنی پائی تھان (Python) پائی تھان اس بڑے اژدہا کا نام تھا جو ڈلفی میں پایا جاتا تھا۔ جسے یونانی قصہ کے مطابق اپولو نے قتل کیا تھا اور اُس کے قاتل ہونے کی وجہ سے اُس کا لقب "پائی تھیوس" (Pythius) ہو گیا اور غیب دانی کی قدرت حاصل کی۔ شاید انہوں نے یہ سمجھا کہ پائی تھی اُن اپولو کی طرف سے اُس کو غیب دانی کی روح حاصل ہوتی تھی۔ پلوٹارک (Plutarch) اور دیگر مصنفوں کی شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ "پیٹ میں سے آواز نکالنے والے" (Ventriloquists) کو بھی پائی تھان (Python) کہتے تھے۔ یہ طاقت پیٹ سے بولنے کی جادو یا بد روح سے منسوب کی جاتی تھی۔ شاید یہ لونڈی پیٹ سے بولنے والی ہو جسے غیب دانی کی قدرت بھی حاصل تھی۔ جس کی نسبت اُن کی یہ رائے تھی کہ اُس پر کسی دیوتا یا دیو کا سایہ تھا

ہندوستان اور سیلون میں خاصکر بدروحوں کی پرستش کے متعلق بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں جو مندروں اور بتوں کے آگے ناچتے ناچتے بے ہوش ہو کر گر پڑتے ہیں اور ایک طرح کی وجد کی حالت میں آجاتے ہیں اور لوگ سمجھنے لگتے ہیں۔ کہ جس دیوتا کی وہ پرستش کر رہے تھے وہ اُن پر آگیا ہے اور پھر وہ اُن کے زعم میں پیشینگوئی وغیرہ کر سکتے ہیں۔ ایسے مجذوبوں سے ہزارہا لوگ بیماری وغیرہ کے موقعہ پر بحالی وغیرہ کی بابت پوچھتے جاتے ہیں۔ فلپی کی یہ لونڈی بھی کسی قسم کی مجذوب یا آسیب زدہ ہو اور اس موقعہ پر فی الحقیقت وہ ایسی ہی ہو جیسی وہ جانی جاتی تھی۔
اپنے مالکوں۔ یہ لڑکی لونڈی تھی۔ خاص شخصوں کی ملکیت۔ شاید یہ لوگ کسی مندر کے پجاری ہونگے جن کو اس کی غیب دانی سے آمدنی ہوتی تھی۔
کماتی تھی۔ مقابلہ کرو ١٩-۲۴ اور ۲۵۔ اس قسم کے لوگ ہندوستان اور دیگر جگہوں میں پائے جاتے ہیں جو دوسروں کی وہم پرستی اور خام خیالی سے نفع حاصل کرتے ہیں۔
غیب گوئی۔ نئے عہدنامہ میں یہ لفظ صرف یہی جگہ آیا ہے۔ البتہ سپتروں کے ترجمہ میں یہ اکثر آیا ہے جہاں موسیٰ کی شریعت میں شگون یا فال لینے کی ممانعت تھی (مثلاً استثنا ١٨-١٠ + ١ سموئیل ۲۸-۸ + ۲ سلاطین ١٧-١٧ + حزقی ایل ١٢-۲۴) جس ماخذ سے یہ لفظ نکلا ہے اُس کے معنی ہیں "غیب دان ہونا"۔ اس ملک میں اس قسم کے بہت عمل پائے جاتے ہیں۔

١٧۔ وہ پولس کے اور ہمارے پیچھے آکر چلانے لگی۔ کہ یہ آدمی خدا تعالےٰ کے بندے ہیں۔ جو تمہیں نجات کی راہ بتاتے ہیں۔

پیچھے آکر۔ برابر اُن کے پیچھے آتی تھی۔ یہ لفظ بھی لوقا ہی کی تصنیفات میں آیا ہے۔ دیکھو لوقا ۲۳-۵۵ جہاں مقدس عورتیں مسیح کی میت کے ساتھ قبر تک گئیں۔ ان دونوں مقاموں میں عورتوں کے پیچھے جانے کا ذکر ہے۔ لیکن دونوں کیسے متفرق ہیں۔

چلانے لگی - مقابلہ کرو مرقس ۱-۲۴ + ۳-۱۱ + ۵-۵ و ۷ + لوقا ۴-۴۱ + ۹-۳۹ + یہاں بھی یہ فعل انہیں آسیب زدگاں کے موقعہ پر آیا ہے جیسے اناجیل میں ذکر ہے کہ ان آسیب زدگان نے خداوند کو پہچان لیا - اسی طرح اس دیوانہ لڑکی نے اُس کے پیغامبروں کو پہچان لیا - نور کے آنے سے تاریکی کو گھبراہٹ پیدا ہوئی -

خدا تعالیٰ - یہی لقب مرقس ۵-۷ + لوقا ۸-۲۸ + عبرانی ۷-۱ میں پایا جاتا ہے - نیز مقابلہ کرو لوقا ۱-۳۲ و ۳۵ و ۷۶ + ۶-۳۵ + اعمال ۷-۴۸ - یہ لقب "خداوند تعالیٰ" بت پرستوں کے کتبوں میں پایا جاتا ہے - اور بت پرست یونانیوں میں یہ مروج تھا - بعضوں کا یہ قیاس ہے کہ غیر قوموں نے یہودیوں سے خدا کا یہ نام سیکھا - چونکہ یہ غیب دان لونڈی خود کسی دیو یا دیوتا سے منسوب تھی - اس لئے اُس نے سمجھا کہ یہ مشنری حقیقی زندہ خدا کے مخصوص غلام تھے -

نجات کی راہ - یا تو اُس نے خود یا اُس دیوتا نے جو اس میں تھا فلپی میں خدا کے ان بندوں کی خدمت کا صحیح تصور کیا - انجیل نجات کا پیغام ہے - گناہ سے اور وسواس سے نجات کا پیغام مقابلہ کرو ۴-۱۲ + ۱۳-۲۶ و ۴۷ "راہ" کے لئے دیکھو ۹-۲ کی شرح -

۱۸ - وہ بہت دنوں تک ایسا ہی کرتی رہی - آخر پولس سخت رنجیدہ ہوا - اور پھر کر اس روح سے کہا - کہ میں تجھے یسوع مسیح کے نام سے حکم دیتا ہوں - کہ اس میں سے نکل جا - وہ اسی گھڑی نکل گئی -

کرتی رہی - فعل ناتمام - فلپی میں یہ کام کچھ عرصہ تک ہوتا چلا گیا - گو مقدس لوقا نے بڑی بڑی باتوں کا ذکر کیا -

سخت رنجیدہ - دیکھو ۴-۲ کی شرح - اُس کو غم اور رنج ہوا - غم تو لڑکی کی اس خستہ حالت سے اور رنج کی اُن کے بشارتی کام میں شیطان کی مخالفت سے

حکم دیتا ہوں - یہ فعل ۱-۲۴ + ۳-۱۸ + ۵-۲۸ و ۴۰ + ۱۰-۴۲ + ۱۵-۵ وغیرہ میں بھی آیا ہے - مقابلہ کرو لوقا ۸-۲۹ سے -

یسوع مسیح کے نام سے - دیکھو ۳-۶ کی شرح -

اُس میں سے نکل جا - ایسے ہی قرینے میں یہ فعل آیا ہے دیکھو متی ۸-۳۲ + ۱۲-۴۳ + ۱۷-۱۸ + مرقس ۱-۲۶ + ۵-۸ و ۱۳ + ۷-۳۰ + ۹-۲۵ و ۲۶ + لوقا ۴-۳۵ و ۴۱ + ۸-۲ و ۲۹ و ۳۵ + ۱۱-۱۴ و ۲۴ +

اسی گھڑی - یہ محاورہ بھی خاص لوقا کا ہے لوقا ۲-۳۸ + ۷-۲۱ + ۱۰-۲۱ + ۱۲-۱۲ + ۲۰-۱۹ + ۲۴-۳۳ + اعمال ۲۲-۱۳)

۱۹ - جب اُس کے مالکوں نے دیکھا - کہ ہماری کمائی کی امید جاتی رہی تو پولس اور سیلاس کو پکڑ کے حاکموں کے پاس چوک میں کھینچ لے گئے

کمائی کی امید - انجیل کی مخالفت اکثر ایسے ہی ذاتی نفع کی خاطر کی جاتی ہے جب انہیں انجیل کی ترقی سے نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے (۴-۱ + ۱۳-۸ + ۱۹-۲۳ و ۲۴) یہ اتفاقی لیکن قابل غور بات ہے کہ فعل "جاتی رہی" وہی ہے جو آیت ۱۸ میں آیا ہے "نکل گئی" - گویا ان کی کمائی کی امید بھی "نکل گئی"

پولس اور سیلاس - یہ اس مشنری گروہ کے سرکردہ لوگ تھے

کھینچ لے گئے - یعنی زبردستی - پولس کو یاد ہوگا کہ اُس نے اسی قسم کا سلوک مسیحیوں سے کیا تھا (۸-۳)

چوک میں - شہر کے وسط میں یہ کشادہ جگہ تھی جس میں سرکاری مکانات کچہریاں اور مندر تھے - آمد و رفت بکثرت تھی اور مکانات اور منڈی تھی - ایسا چوک یونانی شہر کی گویا جان تھی - جہاں حکام عدالت فوجداری وغیرہ اپنی عدالت کرتے تھے - ہندوستان میں ایسی کوئی نظیر نہیں ملتی - یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان مشنریوں کو گھسیٹ کر کچہری کی طرف لے گئے -

حاکموں - یونانی شہر میں ایسے مجسٹریٹوں کا ایک بورڈ تھا اور ایسے لفظ کا

نکلنا لوقا کی قلم سے بجا تھا۔ فلپی کے اعلیٰ حاکم کا جو اصطلاحی لقب تھا وہ اگلی آیت میں آیا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ حاکم شاید وہ تھے جو اُس وقت عدالت کر رہے تھے اور جنہوں نے ان کو پولیٹیکل قیدی کی حیثیت سے اعلیٰ حکام کے سپرد کیا

۲۰- اور انہیں فوجداری کے حاکموں کے آگے لے جا کر کہا۔ کہ یہ آدمی جو یہودی ہیں۔ ہمارے شہر میں بڑی کھلبلی ڈالتے ہیں۔

فوجداری کے حاکموں - رومی بستیوں میں اعلیٰ حاکم دو ہوتے تھے۔ جن کو پریٹرز (Praetors) کہتے تھے۔ گو وہ فی الحقیقت یہ عہدہ نہ رکھتے تھے عموماً ان کو اسی نام سے پکارتے تھے اور ادب سے لوقا نے بھی اسی مروجہ لقب کو استعمال کیا۔ یہ بھی اُس کی صحت کا ایک ثبوت ہے۔

جو یہودی ہیں - حقارت سے یہ کہا۔ رومی یہودیوں سے اکثر نفرت رکھتے تھے۔ عین اسی واقعہ سے پیشتر قیصر کلودیوس نے یہودیوں کو روم سے نکلنے کا حکم دیا (۱۸-۲ کی شرح)

بڑی کھلبلی - مرکب لفظ جو صرف اِسی جگہ آیا ہے۔ اِس کی مفرد صورت ۱۵-۲۴ + ۱۷-۸ و ۱۳ میں آئی ہے۔

۲۱- اور ایسی رسمیں بتاتے ہیں جن کا قبول کرنا اور عمل میں لانا ہم رومیوں کو روا نہیں ۔

رسمیں - دیکھو ۶-۱۴ کی شرح - الزام یہ تھا کہ یہ خلاف شرع مذہب کے پیرو کرتے اور اس کی اشاعت کرتے ہیں جس سے کھلبلی پڑتی ہے۔

ہم رومیوں کو - یہ اُنہوں نے فخریہ کہا تھا بمقابلہ یہودیوں کے۔ رومی بستی کے سارے باشندے اپنے تئیں رومی کہتے تھے۔ خواہ وہ لاطینی نسل سے ہوں یا نہ ہوں

۲۲- اور عام لوگ بھی متفق ہو کر اُن کی مخالفت پر آمادہ ہوئے۔ اور فوجداری کے حاکموں نے اُن کے کپڑے پھاڑ کر اُتار ڈالے - اور بید مارنے کا حکم دیا۔

آمادہ ہوئے - مرکب فعل جو صرف اسی جگہ آیا ہے۔ یہ فریاد گویا رومی فخر کی طرف

تھی اور وہ فوراً مشتعل ہو گئے۔ اُن کا تعصب بھڑک اُٹھا۔

کپڑے پھاڑ کر یعنی پریٹرز (Praetors) نے بذریعہ پیادوں (Lictors) کے قیدیوں کے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ان ملزموں کو جوابدہی کا موقعہ نہ دیا۔ لیکن بھیڑ کو خوش کرنے کے لئے قانونی کارروائی کی۔ مقابلہ کرو ا تھسلنیکی ۲-۲ ۔

بید مارنے - یونانی میں ایک لفظ ہے۔ پھر ۲ کرنتھی ۱۱-۲۵ میں آیا ہے۔ پولس مقدس پولس اور لوقا میں یہ اتفاقی مطابقت پائی جاتی ہے ہمیں ٹھیک معلوم نہیں کہ باقی دو دفعہ کہاں کوڑے پڑے لیکن دیکھو ۱۳-۵۰ کی شرح۔ ایسی سزا صرف رومی بستیوں ہی میں مل سکتی تھی۔ رومی حکام فلپی حکام کی طرح کئی مسلح خادم اپنے ساتھ رکھتے تھے جن کو لکٹرز (Lictors) کہتے تھے (دیکھو آیت ۳۵ کی شرح) ان دو مشنریوں کو انہیں خادموں نے بید لگائے۔

۲۳- اور بہت سے بید لگوا کر انہیں قید خانہ میں ڈالا۔ اور داروغہ کو تاکید کی کہ بڑی ہوشیاری سے اُن کی نگہبانی کرے۔

بہت سے بید - ۲ کرنتھی ۱۱-۲۳ "کوڑے کھانے میں حد سے زیادہ" قید خانے میں ڈالا۔ اب پولس کو وہی سزا مل رہی تھی جو اُس نے ایک دفعہ دوسروں کو دلوائی تھی (۸-۳ + ۲۲-۴ + ۲۶-۱۰)

داروغہ - یہ لفظ اسی باب میں آیا ہے۔ یہ بھی رومی اولڈ فوجی حاکم ہو گا۔

۲۴- اُس نے ایسا حکم پا کر انہیں اندر کے قید خانہ میں ڈال دیا۔ اور اُن کے پاؤں کاٹھ میں ٹھونک دیئے۔

اندر کے قید خانے - قید خانے کے اندر قید خانہ۔ جو باہر کے احاطہ سے کچھ فاصلہ پر ہو گا۔ جہاں روشنی اور ہوا کا بھی کم دخل ہو گا۔

کاٹھ میں ٹھونک دیئے - یہ فعل ۲۷-۴۰ سے ۴۴ میں آیا ہے۔ گویا محفوظ کرنا جیسے ہمارے خداوند کی قبر پر پہرہ - پتھر اور مہر سے محفوظ کرنے کے

ئے نصب کئے - اِس طرح اِس موقعہ پر ایک تو قید خانہ تھا بمضبوط دروازے اور کاٹھ تاکہ وہ نکل نہ سکیں اور محفوظ رہیں - اِن دو نو موقعوں پر خدا کی قدرت نے انسان کی تجویزوں کو باطل کر دیا -

کاٹھ - مقابلہ کرو یرمیاہ ۲۰-۲۹ - غالباً یہ ایک لکڑی کا لٹھ ہو گا جس میں دو سوراخ تھے - جن میں پاؤں آ سکیں - اور وہ دو نو سوراخ ایک دوسرے سے فاصلہ پر ہوتے تھے تاکہ قیدی کی ٹانگیں پھیلی رہیں اور اُن کو دُکھ پہنچے

۲۵ - آدھی رات کے وقت پولس اور سیلاس دعا مانگ رہے اور خدا کی حمد کے گیت گا رہے تھے اور قیدی سُن رہے تھے -

آدھی رات - یہ لفظ نئے عہد نامہ میں چار دفعہ آیا ہے - مثلاً :-

(ا) - آدھی رات کو جاگنا - مرقس ۱۳-۲۵

(ب) - آدھی رات کو مانگنا - لوقا ۱۱-۵

(ج) - آدھی رات کو دعا مانگنا - اعمال ۱۶-۲۵

(د) - آدھی رات کو انجیل سنانا - اعمال ۲۰-۷ -

دعا مانگ رہے - دیکھو دیباچہ ۷-۱۰ -

حمد کے گیت - اپنے اُستاد کی طرح (جو اپنے شاگردوں کے) مصلوب ہونے سے پہلی شام گا رہی ۲۶-۳۰ + مرقس ۱۴-۲۶) "خدا کے پرندے تاریک سے تاریک پنجروں میں بھی گا سکتے ہیں" پچھلے دنوں میں مقدس پولس کا پیغام فلپیوں کو یہ تھا "خداوند میں ہمیشہ خوش رہو" - (فلپیوں ۳-۱ + ۴-۴) یہ دعا اور گیت دیر تک ہوتے رہے - مقابلہ کرو یعقوب ۵-۱۳ + زبور ۱۳۴:۱ سے

سُن رہے تھے یہ یونانی فعل بہت کم استعمال ہوا ہے - نئے عہد نامے میں صرف اِسی جگہ آیا ہے - اِس سے مراد ہے غور سے سُننا - ایسی غیر معمولی جگہ میں ایسی آواز کا سنا جانا توجہ کو کھینچے بغیر نہ رہ سکتا تھا ۔

۲۶ - کہ یکایک بڑا بھونچال آیا - یہاں تک کہ قید خانے کی نیو ہل گئی -

اور اُسی دم سب دروازے کھل گئے - اور سب کی بیڑیاں کھل پڑیں -

یکا یک - دیکھو ۲-۲ -

بھونچال - ہم لوگ ہندوستان میں ایسے ناگہانی اور شدید بھونچالوں سے بخوبی واقف ہیں - خاصکر کوہ ہمالیہ کے دامن میں -

سب دروازے ۔ ۔ ۔ راقم صاحب کا خیال ہے کہ ہر دروازہ قفل کے ذریعہ بند نہ تھا بلکہ لکڑی کے ڈنڈے کے ذریعہ سے اور یہ لکڑی کے ڈنڈے بھونچال کے صدمے سے گر پڑے - کیونکہ دیوار کی اینٹیں ایک دوسرے سے کچھ جُدا ہو گئیں -

سب کی بیڑیاں کھل گئیں - غالباً ان کی زنجیریں دیواروں کے ساتھ بندھی تھیں اور جبکہ پتھر اِس صدمے سے ڈھیلے پڑ گئے - زنجیریں علیحدہ ہو گئیں مگر مقابلہ کرو ۱۲-۷ سے - پولس اور سیلاس بھی ہاتھ سے آزاد ہو گئے اور بیڑیوں سے چھوٹ گئے تھے

۲۷ - اور داروغہ جاگ اٹھا - اور قید خانے کے دروازے کھلے دیکھ کر سمجھا کہ قیدی بھاگ گئے - پس تلوار کھینچ کر اپنے آپ کو مار ڈالنا چاہا -

جاگ اٹھا - یونانی میں یہ صرف ایک ہی لفظ ہے اور یہاں ہی مستعمل ہوا ہے جبکہ مشنری دعا مانگ رہے اور گیت گا رہے تھے اور دوسرے قیدی سُن رہے تھے - داروغہ سو رہا تھا - اِس کا گھر قریب ہی ہو گا - (آیت ۳۴)

آپ کو مار ڈالنا چاہا - کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ قیدیوں کی حفاظت کا ذمہ وار تھا (۱۲-۱۹)

۲۸ - لیکن پولس نے بڑی آواز سے پکار کے کہا - کہ اپنے تئیں نقصان نہ پہنچا - کیونکہ ہم سب موجود ہیں -

۲۹ - وہ چراغ منگوا کر اندر جا کودا اور کانپتا ہوا پولس اور سیلاس کے آگے گرا ؛

چراغ منگوا کر - کیونکہ کوٹھڑیوں میں اندھیرا تھا گو صحن میں ستاروں کی

روشنی ہو یا چاند کی روشنی۔

جاگو دا - یہ فعل صرف اسی جگہ آیا ہے۔ لیکن اُس سے مشابہ ہے جو ۱۲-۱۴ میں آیا تھا۔ ان دونو منظروں کا مقابلہ کرو۔

کانپتا ہوا - دیکھو ۷-۳۲ کی شرح - وہ ایک فوق العادت منظر کی حضوری میں تھا۔

گرا - اُس نے معلوم کر لیا کہ کسی نہ کسی طرح اُس خدا نے جس کی وہ عبادت کرتے تھے اعجازی طور پر اُن کی مدد کے لئے دخل دیا اور اُن کی روشنی نے بھی داروغہ پر اثر کیا ہوگا۔

۳۰ - اور انہیں باہر لا کر کہا کہ اے صاحبو میں کیا کروں۔ کہ نجات پاؤں؟

باہر لا کر - یعنی کوٹھڑی سے صحن میں لا کر۔ بیزا کے نسخہ میں یہ عبارت بھی آئی ہے جب اُس نے باقی روزہ ختم کیا۔ یہ ایزاد اس نسخہ کا خاصہ ہے۔

صاحبو - عزت کا خطاب۔ مقابلہ کرو یوحنا ۱۲-۲۱ + ۲۰-۱۵ اس کے قیدی اب فقط بنا اُس کے مالک یا صاحب سمجھے گئے (آیت ۱۶ میں بھی یہی لفظ تھا - جس کا ترجمہ "مالک" کیا گیا)۔

نجات پاؤں - مقابلہ کرو آیت ۱۷ سے اور دیکھو ۲-۳۷ + ۱۲-۴ شہر میں یہ مشہور تھا کہ یہ شخص نجات کے ایلچی تھے۔ یعنی مخلصی گناہ کے جرم اور قدرت سے۔ اس خوق العادت ماجرے کے ذریعہ یہ شخص اپنے گناہ کا قائل ہو گیا اور نجات کے طریقے کی تلاش کرنے لگا۔ ابتدائی زمانوں میں یہی سوال بے شمار روحوں کی طرف سے صادر ہوا۔

۳۱ - اُنہوں نے کہا خداوند یسوع پر ایمان لا۔ تو تو اور تیرا گھرانہ نجات پائیگا۔

خداوند یسوع پر ایمان لا - داروغہ نے انہیں صاحبو کہا یا لقب اب وہ اُس کی توجہ حقیقی مالک کی طرف دلاتے ہیں جو خدا کی طرف سے ہی مقرر ہوا اور اُسے دعوت دیتے ہیں کہ اپنا ایمان اُس پر رکھو انسان کی طرف سے نجات نہیں بلکہ محض ایمان رکھنے کے وسیلے سے ۱۱-۲۹ رومیوں ۳-۲۲ سے ۲۴ + ۵-۱ گویا ایمان کا ہاتھ مسیح پر دھرنا چاہئے۔

تیرا گھرانا - آیت ۱۵ کی شرح۔

۳۲ - اور اُنہوں نے اُس کو اور اُس کے سارے گھر والوں کو خداوند کا کلام سُنایا۔

سُنایا - انہوں نے تفصیل وار خدا کا پیغام نجات کے بارہ میں سنایا اور انجیل کی بڑی بڑی باتیں اُسے بتائیں۔

۳۳ - اور اُس نے رات کو اُسی گھڑی انہیں لیجا کر اُن کے زخم دھوئے اور اُسی وقت اپنے سب لوگوں سمیت بپتسمہ لیا۔

لیجا کر - قید خانہ کے احاطہ میں کسی تنو یا حوض کے پاس لیگیا ہوگا۔ زخم دھوئے - یعنی زخموں سے جو خون نکلکر لگ گیا تھا (آیت ۲۳)۔ اُن خون کے دھبوں سمیت وہ قید خانہ میں ڈالے گئے تھے۔

سب لوگوں سمیت بپتسمہ لیا - دیکھو آیت ۱۵ اور اُس کی شرح۔

۳۴ - اور انہیں اوپر گھر میں لیجا کر دستر خوان بچھایا اور اپنے سارے گھرانے سمیت خدا پر ایمان لا کر بڑی خوشی کی۔

دستر خوان بچھایا - اور اُس پر کھانا چنا - مقابلہ کرو زبور ۲۳-۵۔

وہ تو اُسکی روح کی غذا دے رہے تھے۔ اب داروغہ اس احسان کے بدلے اُنکے بدن کی غذا پیش کرتا ہے۔

بڑی خوشی کی - یہی فعل ۲-۲۶ میں بھی آیا تھا۔ اس سے مشتق اسم ۱-۴۶ میں آیا ہے۔ یہ بڑی خوشی تھی۔ اور مقدس لوقا نے اس پر زور دیا (دیباچہ ۶-۹)

"سارا گھرانا" - اُس کو اور اُس کے متعلقین کو اکٹھا ایمان لانے کی دعوت دی گئی (آیت ۳۱) ان سبھوں نے اکٹھا انجیل کی تعلیم کو سُنا (آیت ۳۲) اور ان سبھوں نے اکٹھا بپتسمہ پایا (آیت ۳۳) اور ان سبھوں نے اکٹھے بڑی خوشی منائی (آیت ۳۴)

خدا پر ایمان لا کر یعنی ایمان لانے کی وجہ سے اُنہوں نے یہ خوشی کی۔ ایمان خوشی کا چشمہ ہے (رومیوں ۱۵-۱۳)

۳۵ - جب دن ہوا۔ تو فوجداری کے حاکموں نے حوالداروں کی معرفت کہلا بھیجا۔ کہ اُن آدمیوں کو چھوڑ دے۔

فوجداری کے حاکم یعنی پریٹرز ا (Praetors) آیت ۲۰ کی شرح - بیزا کے نسخہ میں یہ عبارت بھی ہے "فوجداری کے حاکم چوک میں جمع ہوئے - اور جو بھونچال آیا تھا اُس کو یاد کر کے خوف زدہ ہوئے اور حوالداروں کو بھیجا" غالباً یہ الفاظ پیچھے بڑھائے گئے -

حوالداروں - یونانی میں ہے "عصا بردار یا لکٹر" (Lictors) دیکھو آیت ۲۲ کی شرح -

چھوڑ دے - غالباً یہ حکم اس بھونچال کا نتیجہ تھا اور اُن کے زعم میں اُس کا تعلق مشنریوں کے ساتھ تھا جس صدمے نے قید خانے کی بنیادوں کو ہلا دیا تھا - اُس نے اُن کے دِلوں کو بھی ہلا دیا - اُنہوں نے غالباً یہ بھی محسوس کیا کہ اُنہوں نے پہلے روز ناجائز کارروائی کی تھی ؎

۳۶ - اور داروغہ نے پولُس کو اس بات کی خبر دی کہ فوجداری کے حاکموں نے تمہارے چھوڑ دینے کا حکم بھیج دیا - پس اب نکل کر سلامت چلے جاؤ -
۳۷ - مگر پولُس نے اُن سے کہا کہ اُنہوں نے ہم کو جو رُومی ہیں قصور ثابت کیئے بغیر علانیہ پٹوا کر قید میں ڈالا اور اب ہم کو چپکے سے نکالتے ہیں؟ یہ نہیں ہو سکتا - بلکہ وہ آپ آ کر ہمیں باہر لے جائیں -

قصور ثابت کیئے بغیر - یہ لفظ پھر ۲۲-۲۵ میں آیا ہے - جن لوگوں کو رومی حقوق حاصل تھے - اُن کو پٹوانا ناجائز تھا - خواہ اُن کا قصور ثابت ہو یا نہ ہو لیکن معنی یہ ہونگے "ہمارے مقدمے کی تحقیق کیئے بغیر" - رامزی صاحب کا خیال ہے کہ مقدس پولُس نے اپنے رومی حقوق کو ایک لاطینی اصطلاح کے ذریعہ ظاہر کیا جس کا ترجمہ مقدس لوقا نے کچھ اصطلاح سے یونانی میں کیا -

علانیہ - یہ لفظ صرف اعمال کی کتاب ہی میں آیا ہے (۱۸-۲۸ + ۲۰-۲۰)

پٹوا کر - دیکھو ۵-۴۰ + ۲۲-۱۹ - رومی حقوق والوں کا پٹوانا رومی قانون کے خلاف تھا -

جو رومی ہیں - یعنی "رومی شہری" پولُس کے ان "رومی شہری" حقوق کے بارہ میں دیکھو دیباچہ ۵-۱ + شاید بھیڑ کے ہنگامے کے باعث اُنہوں نے پہلے دن اپنا یہ حق نہیں جتایا -

چپکے سے "پوشیدہ طور پر" اس لفظ کے لئے دیکھو متی ۱-۱۹ + ۲-۷ + یوحنا ۱۱-۲۸ - بمقابلہ "علانیہ" کے -

۳۸ - حوالداروں نے فوجداری کے حاکموں کو ان باتوں کی خبر دی - جب اُنہوں نے سُنا کہ یہ رُومی ہیں تو ڈر گئے -

ڈر گئے - مقابلہ کرو ۲۲-۲۹ سے - اگر اس امر کی اطلاع دیجاتی اور وہ قصوروار ٹھہرتے تو یہ عہدہ اُن سے چھن جاتا - بیزا کے نسخہ میں اس کے بعد یہ عبارت بھی آئی ہے "اور وہ بہت دوستوں کے ساتھ قید خانے میں آئے اور اُن سے منت کی کہ باہر آئیں اور یہ کہا - ہم نے تمہارے معاملات کو نہیں سمجھا کہ تم راست لوگ ہو - اور اُنہوں نے اُن کو باہر نکالا اور یہ کہا کہ اس شہر سے نکل جاؤ - مبادا یہ لوگ ہمارے خلاف تمہارے بارہ میں پھر ہنگامہ کریں ؎

۳۹ - اور آ کر اُن کی منت کی اور باہر لیجا کر درخواست کی کہ شہر سے چلے جائیں -

درخواست کی - پہلے تو اُنہوں نے بے پروائی کی تھی لیکن اب وہ دوستانہ اور اخلاق سے پیش آتے ہیں - جنہوں نے اُنکو پٹوایا تھا اب وہ اُن سے درخواست کرتے ہیں -

۴۰ - پس وہ قید خانے سے نکل کر لُدیہ کے ہاں گئے - اور بھائیوں سے مل کر اُنہیں تسلی دی - اور روانہ ہوئے -

لُدیہ - دیکھو آیات ۱۴ اور ۱۵ -

بھائیوں سے مل کر - اس سے ظاہر ہے کہ فلپی میں پھل پیدا ہوا اور وہاں ایک جماعت قائم ہوگئی - اس جماعت میں لُدیہ کا خاندان اور یہ لونڈی جو مسیحی ہوگئی اور شاید کلیمنٹ - یودیا - سنتخے وغیرہ شامل تھے (فلپیوں ۴-۲ و ۳)

بیزا کے نسخہ میں یہ عبارت بھی ہے " جو کچھ خداوند نے اُن کے لئے کیا تھا اُس کا اُنہوں نے بیان کیا اور تسلی دی وغیرہ "

تسلی دی یعنی نصیحت دی اور حوصلہ افزائی کی (دیکھو ۱-۲۷ سے ۳۰ + ۲۲-۱۴ سے ۶) روانہ ہوئے صیغہ غائب سے ظاہر ہے کہ مقدس لوقا اُن کے ہمراہ نہ تھا۔ غالباً وہ پیچھے فلپی میں رہا۔ (مقابلہ کرو ۲۰-۶) ؎

سولھویں باب کی تعلیم

اوّل ۔ بڑے بڑے حصے

(۱) یورپ کی طرف بلاہٹ ۱ سے ۱۰

(۲) فلپی میں کام ۱۱ سے ۴۰

دوم ۔ بڑے بڑے مضامین

(۱) ایک نازک موقعہ ۱ سے ۱۰

(ا) خاص مدد حاصل ہوئی ۱ سے ۳ (تیمتھیس)

(ب) خاص کام کی تکمیل ہوئی ۴ و ۵ ۔ (کلیسیائیں مضبوط ہوئیں)

(ج) خاص رکاوٹوں کا مقابلہ ہوا ۔ ۶ سے ۸ (بشارت دینے سے روکے گئے)

(د) خاص ہدایت حاصل ہوئی ۹ و ۱۰

(۲) تین خاص شخصوں کا مسیحی ہونا ۱۱ سے ۳۴

(ا) لدیہ ۔ یہ ایشیا کی ایک تاجر عورت تھی ۱۳ سے ۱۵ دعا کی جگہ میں ۔ خدا کے کلام کی خدمت کے ذریعہ ۔ جب لوگ چپ چاپ ادب سے سن رہے تھے)۔

(ب) ایک غائب دان یونانی لونڈی ۱۶ سے ۱۸ (چوک میں جو آمد و رفت کی جگہ تھی ۔ خاص معجزے کے ذریعہ عین شور و غل کے درمیان)

(ج) داروغہ جیل ۔ ایک رومی عہدہ دار ۲۳ سے ۳۴ (دُکھ کے وقت ۔ ایک خرق العادت نظارہ ۔ ہنگامے اور جھگڑے کے درمیان)

ان درجوں کو خیال میں رکھیں ۔ اس جگہ سے لیکر طوفان برپا ہونے تک ۔ دنیا میں انجیل کی ترقی کی ترتیب میں یہ ماجرے نمونے کے طور پر ہیں (۱) اہل ایشیا کے درمیان ۔ (۲) یونانیوں کے درمیان (۳) رومیوں کے درمیان ۔ یہ برابر مغرب کی طرف بڑھتے گئے ؏

سترھواں باب

۱ سے ۹ تھسلنیکے

۱۔ پھر وہ امفپلس اور اپلونیہ ہو کر تھسلنیکے میں آئے ۔ جہاں یہودیوں کا ایک عبادت خانہ تھا ۔

امفپلس ۔ یہ شہر اگناطی سڑک پر واقع تھا اور دریائے سٹروماں (Strymon) کے مشرقی کنارے پر سمندر سے تقریباً ۳ میل کے فاصلہ پر جس پہاڑی پر شہر آباد تھا ۔ دریا اُس کے گرد نیم دائرہ کی صورت میں چلتا ہے ۔ اور بعضوں کا خیال ہے کہ اسی وجہ سے اس شہر کا یہ نام ہوا (شہر کے چاروں طرف) بعضوں کا خیال ہے شہر کی وسعت کے لحاظ سے یہ نام ہوا ۔ وہ چاروں طرف سے نمودار تھا سمندر سے بھی اور خشکی پر سے بھی اس کا قدیم نام " نو راستے " تھا ۔ پہلے یہ اتھینی لوگوں کے قبضے میں تھا پھر اہل مکدونیہ کے پھر رومیوں کے ۔ رومیوں نے اسے آزاد شہر بنایا ۔ اور مکدونیہ کی قسمت کا صدر مقام ٹھہرا ۔ (۱۵-۱۲ کی شرح پر) فلپی سے جنوب مغرب کو تقریباً ۳۳ میل کے فاصلہ پر تھا ۔ ان مشنریوں نے غالباً غالباً رات یہاں بسر کی لیکن انجیل نہیں سنائی ؏

اپلونیہ ۔ یہ بھی اگناطی سڑک پر واقع تھا ۔ امفپلس سے تقریباً ۳۰ میل جنوب مغرب کو ۔ اس کی تاریخ بہت کم معلوم ہے ۔ یہاں اس شہر کا اس لئے ذکر ہے کہ یہاں پولس اور اس کے ہم خدمتوں نے رات بسر کی ۔ امفپلس اور تھسلنیکے کے مابین ۔

تھسلنیکے ۔ اپلونیہ سے ۸۰ میل مغرب کی طرف اگناطی سڑک پر ۔ سلونیکہ خلیج کے شمال مشرقی حصہ پر بحری سفر کے لحاظ سے اس کی شہرت اس لئے تھی کہ یہاں تین دریا جمع ہو کر سمندر میں گرتے تھے ۔ اور اسی وجہ سے یہ بڑا تجارتی مرکز تھا ۔ یہ نام اس شہر کا بہت پیچھے رکھا گیا ۔ کسندر (Cassander) نے ۳۱۵ ق م میں اس کی تعمیر از سر نو کی اور ما بنی پیچھی اور اسکندر اعظم کی سوتیلی بہن کی یادگار میں یہ نام رکھا ۔ رومیوں کے ماتحت یہ مکدونیہ کے صوبہ کا دار الخلافہ ہو گیا

اور گورنر وہاں رہتا تھا۔ انہوں نے اس شہر کو اجازت دی کہ وہ اپنی آزادگی قایم رکھے اور مکدونی انتظام پر عمل کرے۔ دیگر تجارتی مرکزوں کی طرح یہاں بھی یہودی بکثرت آبسے تھے۔ یہ یونانی فعل لوقا کی تصنیفات میں آیا ہے۔ لوقا ۲۴-۱ میں یہ خداوند کے سفر کے بارہ میں ہے۔ اور یہاں اس کے خادموں کے سفر کے بارہ میں۔ رامزی صاحب نے اس کا یہ ترجمہ کیا ہے "وہ اور وہ اس سڑک (یعنی رومی سڑک) پر چلتے گئے جس سڑک کا یہاں ذکر ہے وہ اگنا طیہ کی سڑک ہے۔ جو ہیلس پانٹ (Hellespoint) سے لیکر دراخیوم (Dyrrachium) تک جو بحیرہ ادریا کے مشرقی ساحل پر واقع تھا۔ یا تسویل ایسی تھی کشتی کے ذریعہ سمندر عبور کرکے مسافر اپیون سڑک سے روم کو جاتے تھے۔ اسی طرح مقدس پولُس اور اس کے رفیقوں نے اپنے دوروں میں رومی سڑکوں کو استعمال کیا۔ جیساکہ آجکل کے مشنری ہندوستانی ریلوں اور شاہراہوں کو استعمال کرتے ہیں۔

عبادت خانہ۔ دیکھو آیت ۹ کی شرح۔ اس امر میں وہ مبلغین سے بہت متفرق تھا

۲۔ اور پولُس اپنے دستور کے موافق اُن کے پاس گیا۔ اور تین سبتوں کو کتاب مقدس سے اُن کے ساتھ بحث کی۔

اپنے دستور کے موافق۔ یہ بھی لوقا کا خاصہ ہے۔ لوقا ۴-۱۶ میں یہ محاورہ پھر آیا ہے۔ مقدس پولُس کے دستور کے بارہ میں دیکھو ۹-۲۰ + ۱۳-۱۴ + ۱۴-۱ + ۱۶-۱۰ و ۱۷ + ۱۸-۴ + ۱۹-۸۔

تین سبتوں۔ بعضے "تین ہفتے" ترجمہ کرتے ہیں۔ کیونکہ اس نے شاید ہر روز عبادت خانہ میں تعلیم دی ہوگی (آیت ۱۱ + ۱۹-۹) لفظ سبت کا یہ ترجمہ ہو سکتا ہے بحث کی۔ یہ فعل اعمال کی کتاب کے پچھلے حصے میں اکثر آیا ہے (آیت ۱۷ + ۱۸-۴ و ۱۹ + ۱۹-۸ و ۹ + ۲۰-۷ و ۹ + ۲۴-۱۲ و ۲۵) اصل میں اس کے معنی تبادل کرنا تھا اور پھر اس کے یہ معنی ہوئے۔ سوال و جواب کے ذریعہ بحث کرنا فعل نامام سے ظاہر ہے کہ یہ بحث اکثر ہوتی رہی۔ اس ملک میں مسیحیوں اور محمدیوں کے درمیان

اس قسم کی بحث اکثر ہوتی رہتی ہے۔

کتاب مقدس۔ طرفین کی طرف سے عہد عتیق کا حوالہ دیا جاتا تھا کیونکہ طرفین اس کو مانتے تھے۔ بحث کا دارومدار عہد عتیق کی پیشینگوئیوں کی تفسیر پر تھا۔

۳۔ اور اس کے معنی کھول کھول کر دلیلیں پیش کرتا تھا کہ مسیح کو دکھ اٹھانا اور مُردوں میں سے جی اُٹھنا ضرور تھا۔ اور یہی یسوع جس کی میں تمہیں خبر دیتا ہوں مسیح ہے

کھول کھول کر۔ دیکھو ۲۴-۱۴ کی شرح۔ پولُس نے اپنے سامعین کے سامنے کتاب مقدس کا مطلب صاف صاف بیان کیا۔

دلیلیں پیش کرتا تھا یعنی اپنے مطلب کے ثبوت کیلئے کتاب مقدس سے حوالے دیتا تھا مسیح کو دکھ اٹھانا ...... یہ تعلیم یہودیوں کے لئے ٹھوکر کا باعث تھی (۱ کرنتھی ۱-۱۸ و ۲۳) دکھ اٹھانے والے مسیح کا تصور ان کے دلوں کو ناگوار تھا خود رسولوں کو اس تصور کے ماننے میں بڑا تامل ہوا (متی ۱۶-۲۱ و ۲۲ + لوقا ۲۴-۲۵ سے ۲۷ و ۴۴ سے ۴۶) جی اٹھنا ...... اعمال کی کتاب میں جی اٹھنے پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ کیونکہ خداوند یسوع کے مسیح ہونے کا یہ بڑا ثبوت تھا (۲-۲۴ سے ۳۳ + ۳-۱۵ + ۴-۱۰ + ۵-۳۰ و ۱۲-۱۳ + ۳۲ سے ۲۹ سے ۳۸) + مقدس پولُس نے تھسلونیکیوں کے خط میں ان ہی دو امور پر خاص زور دیا (۱ تھسلنیکے ۴-۱۴)

یہی یسوع ...... مسیح ہے۔ ہر جگہ یہودیوں کو پولُس نے یہی پیغام دیا کہ یسوع ناصری ہی موعود مسیح ہے جو یہودی اس تعلیم کو مان لیتا وہ مسیحی ہو جاتا۔

۴۔ ان میں سے بعض نے مان لیا اور پولُس اور سیلاس کے شریک ہوئے اور خدا پرست یونانیوں کی ایک بڑی جماعت اور بہتیری شریف عورتیں بھی ان کی شریک ہوئیں

مان لیا۔ یعنی اس کی دلایل اور حجتوں سے۔ مقابلہ کرو ۱۸-۴ + ۱۹-۸ و ۲۶ + ۲۸-۲۳ + ۲۴-۲۸ + ۲۶-۲۸ مقدس پولُس کو منوانے کی خاص قدرت حاصل تھی۔

شریک ہوگئے۔ یہ فعل صرف اسی آیت میں آیا ہے۔ اس کے معنی مختلف طور سے بتائے جاتے ہیں مثلاً (۱) اپنا قرعہ پولس اور سیلاس کے ساتھ ڈالا (۲) تقسیم ہوگئے۔ خدا کی طرف سے شریروں کے لئے تاکہ اس کے شاگرد ہو جائیں مقابلہ کرو ۱۳-۴۸ + افسیوں ۱-۱۱ + ۳۱) راقم ری صاحب یہ ترجمہ کرتے ہیں "خدا پرستوں میں سے بہت اور یونانیوں میں سے ایک بڑی جماعت اور شریف عورتوں میں سے کچھ تھوڑی نہیں۔ بعض اس لئے یہودی تو مریدیوں سے تین خاص فرقوں کو الگ الگ کیا۔

بہرحال ہم یہ مان سکتے ہیں کہ آیت ہم اس شہر میں بشارت کے کام کی توضیح کا بیان ہے عبادتخانہ میں پہلے تین سبتوں کے کام کے علاوہ (آیت ۲) مقابلہ کرو ۲-۱ سے ۹۔

خدا پرست یونانی۔ دیکھو ۱۳-۴۳ + ۱۴-۱ کی شرح یعنی یہودی دین کے غیر مختون غیر قوم مرید۔ ایسے بہت سے لوگوں کے مسیحی ہونے کا ذکر ہے۔

شریف عورتیں۔ دیکھو ۱۳-۱۶ کی شرح اور مقابلہ کرو آیت ۱۲ سے۔ غالباً وہ مکدونی تھیں (فلپی میں دکھ اٹھانے کے بعد) پولس نے تھسلنیکے میں کام کا ذکر کیا۔ اور اس کام کی کامیابی کا بھی (۱ تھسلنیکیوں ۱-۵ سے ۱۰ + ۲-۱ سے ۴)

۵- مگر یہودیوں نے حسد میں آکر بازاری آدمیوں میں سے کئی بدمعاشوں کو اپنے ساتھ لیا۔ اور بھیڑ لگا کر شہر میں فساد کرنے لگے اور یاسون کا گھر گھیر کر انہیں لوگوں کے سامنے لے آنا چاہا۔

حسد میں آکر۔ مقابلہ کرو ۱۳-۴۵ و ۵۰ سے اور پڑھو ۱ تھسلنیکیوں ۲-۱۴ سے ۱۶ ان آیات سے پتہ لگتا ہے کہ غیر قوموں میں انجیل سنانے ہی کی وجہ سے یہ یہودی حسد سے بھر گئے۔

بازاری آدمیوں میں سے۔ ۱۹-۱۶۱ کی شرح دیکھو جنہیں ہمارے ہندوستانی محاورہ میں بدمعاش آوارہ گرد کہتے ہیں۔ اہل تھسلنیکے کاہلی کے لئے بدنام تھے (۲ تھسلنیکیوں ۳-۲ سے ۱۲) یہودیوں نے ایسے لوگوں سے مفید مطلب پایا۔ اور ان سے فائدہ اٹھایا۔

بھیڑ لگا کر۔ یونانی میں یہ ایک ہی لفظ ہے۔ اور صرف اسی جگہ آیا ہے دیکھو ۲۰-۳۲
فساد کرنے لگے۔ دیکھو ۲۰-۱ + ۲۱-۳۴ میں یہی لفظ افسس اور یروشلیم میں ہنگامہ کے لئے آیا ہے۔

یاسون کا گھر جہاں مشنری رہتے تھے۔ جس وقت یہ ہنگامہ ہوا اس وقت یہ مشنری حاضر نہ تھے۔ یاسون کسی شخص کے ایک مسیحی کا نام ہے (رومیوں ۱۶-۲۱) اور بعض سمجھتے ہیں کہ یہ وہی شخص ہے۔ غالباً وہ حسب نسب کے لحاظ سے یہودی تھا۔ یوسیفس ذکر کرتا ہے کہ ایک عبرانی شخص یشوع نامی تھا جس نے اپنا نام غیر قوم نام یاسون سے بدل ڈالا۔ اس قسم کی اور بھی مثالیں ہیں۔ برعکس اس کے یہ بھی ممکن ہے کہ یہ کوئی غیر قوم مرید ہو لیکن یہ چنداں گمان غالب نہیں۔

لوگوں کے سامنے۔ دیکھو ۱۲-۲۲۔ اس کے یہ معنی ہو سکتے ہیں عدالت کے حوالے کرنے کے لئے۔ چونکہ تھسلنیکے کو اجازت تھی کہ اپنا ضابطہ قوانین رکھے جو جمہوری قسم کا تھا۔ اس لئے اس آیت کے یہ معنی ہونگے کہ انہوں نے لوگوں کے مجمع عام میں ان مشنریوں کا مقدمہ پیش کرنا چاہا۔

۶- اور جب انہیں نہ پایا تو یاسون اور کئی اور بھائیوں کو شہر کے حاکموں کے پاس چلاتے ہوئے کھینچ لے گئے کہ وہ شخص جنہوں نے جہان کو باغی کر دیا یہاں بھی آئے ہیں۔

کھینچ لے گئے۔ دیکھو ۸-۳ + ۱۶-۱۹۔

شہر کے حاکموں۔ یونانی لفظ ہے (Politarchs) تھسلنیکے میں حاکموں کے اعلیٰ گروہ کا یہ لقب تھا۔ یہ کتبے سے ثابت ہے جو اس وقت برٹش میوزیم (عجائب گھر) میں موجود ہے۔
اس کے استعمال سے ظاہر ہے کہ لوقا نے کیسی صحت سے یہ نام استعمال کیا کیونکہ یہ لفظ دیگر مصنف نے اس زمانہ میں استعمال نہیں کیا۔

جہان کو باغی کر دیا۔ یہ لفظ پولس اور لوقا کی تصنیفات میں آیا ہے ۲۱-۳۸

گلتیوں ۵-۱۲ فلپی اور دیگر مقاموں کے ہنگاموں کی خبر تھسلنیکے میں پہنچی ہوگی۔

۷- اور یاسون نے انہیں اپنے ہاں اُتارا ہے اور یہ سب کے سب قیصر کے حکموں کی مخالفت کرکے کہتے ہیں کہ بادشاہ تو اور ہی ہے یعنے یسوع

اُتارا ہے۔ دیکھو لوقا ۱۰-۳۸ + ۱۹-۶ + یعقوب ۲-۲۵ + یاسون پر الزام لگایا گیا۔ اس نے باغیوں کو گھر میں اُتارا۔

یہ سب کے سب یعنی یہ مشنری۔ یاسون اور سب مسیحی۔

حکموں کی مخالفت کرکے قیصروں نے بغاوت کے خلاف کئی احکام نافذ کئے تھے۔ اور شاہنشاہ کی عبادت کی حمایت زیادہ زیادہ ہوتی جاتی تھی (دیباچہ ۴)

بادشاہ تو اور ہے۔۔۔ یسوع۔ لوقا ۲۳-۲ + یوحنا ۱۹-۱۲ و ۱۵ + پولس نے جو تعلیم یسوع مسیح کے خداوند ہونے کے بارہ میں دی تھی۔ غالباً اس کی بنا پر یہ الزام لگایا۔ بہتوں کو یہ ملکہ نہ تھا کہ روحانی اور دنیاوی بادشاہ میں امتیاز کریں۔ علاوہ ازیں یہودیوں نے اسی خاص طریقے سے الزام لگایا کیونکہ یہ ان کے مقصد کے مطابق تھا۔ بغاوت کے نام ہی سے لوگ گھبرا جاتے تھے۔ کیونکہ وہ اپنا میونسپل انتظام قائم رکھنے کی خاطر قیصر کے سامنے طلب رکھنا چاہتے تھے +

۸- یہ سن کر عام لوگ، اور شہر کے حاکم گھبرا گئے

گھبرا گئے۔ دیکھو ۱۶-۲۰ کی شرح۔ یہ ہنگامہ یہودی فریق اور ان کے ہواخواہوں کی طرف سے تھا جس کی وجہ سے یہ گھبراہٹ پیدا ہوئی تھی کیونکہ حکام فوجداری کی یہ خواہش تھی کہ وہ تو حکام سے وفادار رہیں۔ یہ اسی قسم کی مثال ہے۔ جیسے کسی مسیحی منادی پر کوئی جھوٹا الزام سرکار انگریزی کے سامنے لگائے کہ یہ لوگ انگریزی راج کو اُلٹ دینا چاہتے ہیں۔

۹- اور انہوں نے یاسون اور باقیوں کی ضمانت لیکر انہیں چھوڑ دیا

ضمانت لیکر۔ نقد ضمانت یا کسی شخص کو ضامن ٹھہرایا کہ یہ لوگ امن قائم رکھیں گے تاکہ شہر میں اور ہنگامہ نہ ہو۔ حفظ امن کے لئے ہندوستان میں بعض

ضمانت لی جاتی ہے۔ رامزی صاحب کا خیال ہے کہ یہ ضمانت کسی قسم کی تھی کہ یاسون اور اس کے دوست اس امر کے ذمہ وار ہوں کہ مقدس پولس پھر تھسلنیکی میں داخل نہ ہو اور اپنی اس رائے کی تائید میں انہوں نے تھسلنیکے ۲-۱۷ و ۱۸ کو پیش کیا ہے جو کچھ مقدس لوقا نے یہاں بیان کیا ہے اس کی تکمیل مقدس پولس کے خطوں سے ہو سکتی ہے۔ وہ تھسلنیکی میں اچھی مدت تک رہا اور اس شیر خوار کلیسیا کی پرورش کرتا رہا (۱ تھسلنیکے ۲-۳ سے ۱۲ + ۴-۱ سے ۶) اپنی روزانہ روٹی کے لئے اس نے اپنے ہاتھوں سے کام کیا (۱ تھسلنیکے ۲-۹ + ۴-۱۰ سے ۱۲ + ۲ تھسلنیکے ۳-۷ سے ۹) اس نے اپنے ممنون احسان فلپی مسیحیوں سے ایک دو بار مالی امداد بھی حاصل کی۔ (فلپیوں ۴-۱۵ و ۱۶) +

۱۰ سے ۱۴- بریّہ

۱۰- لیکن بھائیوں نے فوراً راتوں رات پولس اور سیلاس کو بریّہ میں بھیجدیا اور وہاں پہنچکر یہودیوں کے عبادت خانے میں گئے۔

راتوں رات تاکہ زیادہ ہنگامہ نہ ہو۔

بریّہ۔ یہ ایک قدیم شہر تھسلنیکے سے تقریباً ۵۰ میل جنوب مغرب کو واقع تھا۔ اس المپین (Olympian) سلسلہ کوہ کے مشرقی ڈھلوانوں پر جو الکوم کی طرف پھیلے ہوئے ہیں۔ چونکہ یہ سیر اب میدان کے کنارہ پر واقع تھا۔ اس لئے یہ شہر کچھ شہرت حاصل کر گیا۔ یہ آگناطی سڑک پر نہ تھا۔ آجکل اس کا نام ویریا (Verria) ہے +

عبادت خانے۔ دیکھو آیت ۲ اور دیگر حوالے +

۱۱- یہ لوگ تھسلنیکے کے یہودیوں سے نیک ذات تھے۔ کیونکہ انہوں نے بڑے شوق سے کلام کو قبول کیا۔ اور روز بروز کتاب مقدس کی تحقیق کرتے تھے کہ آیا یہ باتیں اسی طرح ہیں۔

نیک ذات - یہ اسم صفت پولس اور لوقا کی تصنیفات میں آتا ہے (لوقا ۱۹-۱۲ + کرنتھی ۱-۲۶) اس سے خاندانی شرافت بھی مراد ہو سکتی ہے اور سیرت کی شرافت بھی۔ غالباً یہاں سیرت کی شرافت مراد ہے۔ اہل تھسلنیکے یہودیوں کے غیر شریفانہ روش سے اہل بیریہ کے شریفانہ روش کا مقابلہ کریں۔ یہ زیادہ خلیق اور کشادہ دل تھے ۔

شوق سے - یہ لفظ بھی خاص لوقا اور پولس کی تصنیفات میں آیا ہے ۔ (۲ کرنتھی ۸-۱۱ و ۱۲، ۹ و ۲-۹) نئے عہد نامے میں یہ لفظ مفصلہ ذیل معنی میں آیا ہے (۱) خدا کا کلام سننے کی ہمیشہ آرزو (۲) خدا کے کام کرنے کی ہمیشہ آرزو کلام ۱۰-۹ سے مقابلہ کرو۔

تحقیق کرتے تھے - یہ لفظ بھی پولس اور لوقا کی تصنیفات میں آتا ہے یہ اکثر سرکاری تحقیقات کے لئے مستعمل ہوا ہے (مثلاً ۴-۸ + ۲۸-۱۸) یہ لفظ غور سے تحقیقات کرنے کے لئے آیا ہے تاکہ شہادت کی چھان بین کی جائے اہل بیریہ نے مقدس پولس کی تعلیم کی خوب کوشش اور غور سے تحقیقات کی اور کتاب مقدس کی تعلیم سے اس کا مقابلہ کیا۔ خداوند کے خادموں کی یہی آرزو ہے کہ غیر مسیحی لوگ انجیل کے دعاوی کو ایسے ہی غور و خوض سے پرکھیں اسی طرح ہیں بیزا کے نسخے میں زیادہ صفائی کے لئے یہ الفاظ بھی درج ہیں "جن کی تلقین مقدس پولوس کرتا تھا۔

۱۲- پس اُن میں سے بہتیرے ایمان لائے اور یونانیوں میں سے بھی بہت سی عزت دار عورتیں اور مرد ایمان لائے۔

ایمان لائے - بیزا کے نسخے میں یہ عبارت بھی ہے "پر بعضے ایمان نہ لائے" شاید ۲۸-۲۴ سے یہ الفاظ یہاں ڈالے گئے۔

یونانیوں میں سے .... دیکھو ۱۶-۱۴ و ۴ مکدونی عورتیں بھر مقدم نظر آتی ہیں

عزت دار - دیکھو ۱۳-۵۰ کی شرح۔

اور مرد - اس سے عام مرد اس جگہ کے مراد ہونگے - لیکن بعضوں کا خیال ہے کہ لفظ "عزت دار" مردوں کی صفت بھی ہے مثلاً ۲۰-۴ کا پرس کا بیٹا سوپترس جو خاندانی نام کے لحاظ سے شریف معلوم ہوتا ہے۔

اس مختصر بیان میں نہ صرف عبادت خانے کے اندر کا بیان ہے بلکہ باہر کا بھی (مقابلہ کرو ۱۳-۴۴ سے ۴۹ + ۱۴-۱ سے ۳ + ۱۷-۱ سے ۴)

۱۳- جب تھسلنیکے کے یہودیوں کو معلوم ہوا کہ پولس بیریہ میں بھی خدا کا کلام سناتا ہے۔ تو وہاں بھی جا کر لوگوں کو ابھارا اور ان میں کھلبلی ڈالی۔

یہودیوں - اس سے ظاہر ہے کہ مکدونیہ کے یہودی کتاتیہ کے یہودیوں کے نقش قدم پر چلے (۱۴-۱۹) اور ان مشنریوں کا پیچھا کرتے رہے مقابلہ کرو۔ ۱ تھسلنیکے ۲-۱۵ و ۱۶۔

ابھارا - لفظی طور سے "جنبش دی" (مقابلہ کرو ۴-۳۱ + ۱۶-۲۶ + ۲ تھسلنیکے ۲-۲) گویا آندھی نے ان ساکن پانیوں کو ہلا دیا۔

کھلبلی (دیکھو ۱۶-۲۰ + آیت ۸) ایسے ہر ایک موقعے پر جاہلوں کی جہالت سے ان یہودیوں نے فائدہ اٹھایا - یہ یہودی بیریہ میں بھی ان پر بغاوت کا الزام لگاتے تھے اور جو کچھ تھسلنیکے میں ہوا ان کا بیان کرتے تھے ۔

۱۴- اس وقت بھائیوں نے فوراً پولس کو روانہ کیا کہ سمندر کے کنارے تک چلا جائے لیکن سیلاس اور تیمتھیس وہیں رہے

بھائیوں نے - پولس کے خطوں میں بیریہ کی کلیسیا کا کہیں الگ ذکر نہیں آیا لیکن دیکھو ۲ کرنتھی ۸-۱ - ۲ + ۱ تھسلنیکے ۴-۱۰) سوپترس ان "بھائیوں" میں سرکردہ ہوگا (۲۰-۴)

سمندر کے کنارے تک - عام معنی ان الفاظ کے یہی ہیں کہ بیریہ کے دوست پولس کے ساتھ ساحل سمندر تک گئے (شاید دیوم (Dium) جو کوہ المپس کے دامن کے نزدیک مکدونیہ کی جنوبی حد کا بندرگاہ تھا وہ جہاں

میں بیٹھ کر آتھینے کو روانہ ہوا۔ بعضوں کا خیال ہے کہ وہ خشکی کی راہ ساحل سمندر کے کنارے کنارے یونان کو گیا لیکن یہ ممکن نہیں۔

لیکن بیزا کے نسخہ میں یہ کمی پوری کر دی ہے۔ کہ تھسلے میں انجیل سنانے کا ذکر کیوں نہیں چونکہ مکدونیہ اور یونان کے مابین واقع تھا۔

"وہ تھسلے کے پاس سے گزر گیا۔ کیونکہ وہاں کے لوگوں کو کلام سنانے سے وہ منع کیا گیا۔ دمقابلہ کرو ۱۶-۶ سے ؛

سیلاس اور تیمتھیس۔ وہ وہاں رہے تاکہ ان نو مسیحیوں کو تقویت دیں اور بشارت کا مزید کام بجا لائیں۔ یہ پتہ لگتا ہے کہ تیمتھیس فلپی سے ان کے ہمراہ گیا۔ تھسلنیکے سے ہوتا ہوا بیریہ تک گو اس باب میں ان کا پہلے ذکر نہیں ہوا۔ ان یہودیوں کا خاص غصہ پولس پر تھا ؛

۱۵ سے ۳۴۔ آتھینے۔ اریوپگس پر پولس کی تقریر

۱۵۔ اور پولس کے رہبر اسے اتھینے تک لے گئے اور سیلاس اور تیمتھیس کے لئے یہ حکم لے کر روانہ ہوئے کہ جہاں تک ہو سکے جلد میرے پاس آؤ۔

پولس کے رہبر۔ بعض بیریہ کے مسیحیوں میں سے مکدونیہ میں جو تشدد اس پر ہوا تھا۔ اس لئے چند رہبروں کا اس کے ساتھ بھیجنا مناسب تھا یا شاید یہ لوگ اس لئے اس کے ہمراہ گئے تاکہ آتھینے میں دوستوں سے اس کی ملاقات کرائیں۔ مقدس پولس کا دستور تھا کہ وہ اپنے سفروں میں کوئی نہ کوئی رفیق ساتھ رکھے۔ یہ جماعت آتھینے کے بندرگاہ پریوس (Πειραιευς) پر جہاز سے اترنے والی تھی ؛

آتھینے۔ اٹیکا کا دار الخلافہ اور قدیم یونان کا نہایت مشہور شہر۔ بڑے بڑے مصنف اور مصور یہاں سے نکلے اور اپنی گذشتہ سیاسی اور عقلی شہرتوں پر اسے فخر تھا۔ رومیوں کے عہد سلطنت میں وہ اخایہ کے صوبہ میں داخل تھا

جس کا دار الخلافہ کرنتھس تھا۔ لیکن آتھینے اس وقت تک بھی علم و ہنر کا مرکز تھا اور رومی دنیا کا یہ خاص دار العلوم تھا۔ یونانی دیوی دیوتاؤں کے تھانوں کا بھی یہ صدر مقام تھا۔ اس کی دینی اور فلسفی شہرت کی جس قدر تعریف کی جائے تھوڑی ہے چونکہ ترسس میں مقدس پولس یونانی علوم و فنون کا سکہ مان چکا تھا اس لئے اس نے اس بڑے شہر کی شان و شوکت کو محسوس کیا۔ وہ یسوع مسیح کا مشنری ہو کر وہاں پہنچا۔ وہاں کے علوم کی اس کو قدر تھی۔ وہاں کے حسن کا وہ مداح تھا لیکن وہاں کی روحانی تاریکی پر وہ ترس کھاتا تھا۔ اور وہاں کی بت پرستی پر وہ افسوس کرتا تھا ؛

جلد میرے پاس آؤ۔ اعمال کی کتاب میں سیلاس اور تیمتھیس کے آتھینے جانے کا کچھ ذکر نہیں۔ لیکن ۱ تھسلنیکے ۳-۱ و ۲ سے پتا لگتا ہے کہ کم از کم تیمتھیس تو وہاں گیا اور قیاس ہے کہ سیلاس کے ساتھ ہی گیا۔ اگر یہ درست ہو تو وہ بہت جلد کسی خاص پیغام پر بھیج دیا گیا۔ شاید فلپی یا بیریہ کو جیسے کہ تیمتھیس تھسلنیکے کو بھیجا گیا تھا۔ وہ دونوں کرنتھس میں پولس سے مل گئے (۱۸-۵)

۱۶۔ جب پولس اتھینے میں ان کی راہ دیکھ رہا تھا۔ تو شہر کو بتوں سے بھرا ہوا دیکھ کر اس کا جی جل گیا۔

بتوں سے بھرا۔ یہ اسم صفت صرف اسی آیت میں آیا ہے۔ آتھینے میں مندر شیو والے۔ قربان گاہیں بکثرت تھیں۔ اور بت جا بجا دھرے تھے۔ رومی دنیا کا یہ گویا بنارس تھا۔ لیکن ایسا بنارس جس کو یونانی علم و ہنر نے خوب آراستہ و پیراستہ کیا تھا۔ لیکن عمارتوں کے اس جاہ و جلال اور علم و ہنر کی خوبصورتی نے اس رسول کی آنکھیں وہاں کی بت پرستی کی بدی کی طرف سے تاریک نہ کر دیں۔ اس کی نظر میں یہ ظاہری شان و شوکت و خوبصورتی آسمان کے خدا کی ہتک عزت تھی (رومی ۱-۲۱ و ۲۲ و ۲۳) ہم مسیحیوں کو بھی ایسا ہی غم و افسوس ہونا چاہئے جب ہم کاشی اور جنوبی ہند کے مندروں کی خوبصورتی کو دیکھیں۔

دیکھا۔ یعنی غور سے دیکھا۔ دمقابلہ کرو ۳-۲۳ ۔ ۱۶-۲ + ۱۳-۲ + ۷-۵۶ - ۲۶

۱۳-۱۰-۱۱) یونس لا پرواہی سے دیکھنے والا نہ تھا۔

۱۷۔ اس لئے وہ عبادت خانے میں یہودیوں اور خدا پرستوں سے اور چوک میں جو ملتے تھے۔ ان سے روز بحث کیا کرتا تھا۔

اس لئے۔ جو کچھ اس نے دیکھا اس کے باعث وہ کچھ کرنے پر آمادہ ہو گیا اور اس نے حسب معمول یہودی باشندوں میں کام کرنا شروع کیا۔

خدا پرستوں۔ دیکھو ۱۳-۱۶ و ۴۳ کی شرح۔ آتھنی میں بھی ایسے یہودی تھے جو نہ تو فلسفہ سے اور نہ بت پرستی سے سیر کیا تھا۔

چوک میں۔ ۱۶-۱۹ کی شرح۔ اس آتھنی چوک میں اعلےٰ درجہ کے عمارتوں کا مونی کی کثرت تھی۔ اور لکڑی کے دروازوں پر اعلیٰ درجہ کا نقش و نگار کیا گیا تھا اور ان کمروں میں فلاسفر اپنے شاگردوں کو تعلیم دیا کرتے تھے اور اسی طرح مندروں وغیرہ میں۔ لیکن مشتری تو اپنے آقا کے کام کرنے پر تلے ہوئے تھے۔

بحث کیا کرتا تھا۔ آیت ۲ کی شرح۔ فعل ناتمام ہے جس سے ظاہر ہے کہ وہ اس کام میں لگا رہتا۔

جو ملتے تھے۔ یہ لفظ صرف اسی آیت میں آیا ہے۔ اس سے یہ مراد ہے کہ جو راہ میں اس سے ملے بحث کے لئے جو لفظ ہے وہ وہی طریقہ تعلیم تھا جو آتھنی میں مروج تھا۔ یہ طریقہ تعلیم سوال و جواب کے ذریعہ تعلیم دینے کا تھا سقراط نے اسی طریقہ سے اسی چوک میں ۴۵۰ برس پہلے تعلیم دی تھی سوال و جواب اور معقول دلایل کے ذریعہ سامعین کی توجہ اپنے پیغام کی طرف منعطف کی اور چوک میں جن لوگوں کی آمد و رفت تھی ان کو دلچسپی پیدا ہوئی ذاکر تھی ۹-۲۰۰ ۲۱ +

۱۸۔ اور چند اپکوری اور ستوئکی فیلسوف اس کا مقابلہ کرنے لگے بعض نے کہا کہ یہ بکواسی کیا کہنا چاہتا ہے؟ اوروں نے کہا۔ یہ غیر معبودوں کی خبر دینے والا معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ وہ یسوع اور قیامت کی خوشخبری دیتا تھا۔

اپکوری۔ اپکورس موضع ساموس میں ۳۴۲ ق م میں پیدا ہوا تھا اور اس

کے ۵۰ سال بعد فلسفہ کا معلم ہو کر آتھنی میں رہنے لگا۔ اس کی تعلیم یہ تھی کہ انسان کا اصلی مقصد عیش و خوشی ہے۔ نہ ہر ایک خواہش کو جیسا کہ وہ پیدا ہوتی ہے سیر کرنا بلکہ حتی الامکان اعلیٰ درجہ کی خوشی حاصل کرنا جو زندگی میں بحیثیت مجموعی حاصل ہو سکتی ہے۔ اس کی رائے یہ تھی کہ دیوتاؤں کو آنند جیون حاصل ہے اور سارے دنیاوی جھمیلوں سے وہ آزاد ہیں۔ اور دنیاوی اغراض سے خالی ہیں۔ وہ ایک خاص باغ میں اپنے شاگردوں کو تعلیم دیا کرتا تھا۔ اپکوری لوگ روح کی بقا کے قابل نہ تھے۔ ان کی رائے تھی کہ موت کے ساتھ ہی انسان کی ہستی کا خاتمہ ہو جاتا ہے یہ گویا یونانی فلسفہ کے مادہ پرست اور یوٹیلی ٹیرین (Materialists) (Utilitarians) تھے۔ ایسے لوگوں کی تعلیم اہل ہند کو مرغوب نہیں ہو سکتی۔ گو آجکل کچھ بعض نو تعلیم یافتہ محض روپیہ اور آرام کی خاطر زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور دین اور آئندہ زندگی کے بارہ میں کچھ خیال نہیں کرتے۔ یہ عملی طور پر اپکوری ہیں۔

ستوئکی۔ یہ ایک دوسرا فلسفہ آتھنی میں مروج تھا۔ یہ ستوئکی کپرس کے باشندے زینو نام کے پیرو تھے جو ۳۰۰ ق م میں زندہ تھا۔ کیونکہ وہ ایک منقش برآمدے میں تعلیم دیا کرتا تھا اور "ستوئیک" کے معنی ہیں "برآمدے" کے متعلق اس کی خاص تعلیم یہ تھی کہ نیکی کی پیروی محض نیکی کی خاطر کرنی چاہئے۔ اور ہستی کا بڑا مقصد یہ تھا کہ ایسی دلی حالت حاصل کرے جس میں نہ نیکی سے اور نہ بدی سے نہ خوشی سے نہ رنج سے خلل پڑے۔ اس کی تعلیم یہ بھی تھی کہ اسی غرض کے لئے اپنے حواس ظاہری کو کشتہ کرو۔ اپکوریوں کے برعکس ستوئکی لوگ روحانی جہان کا پورا ایمان رکھتے تھے۔ لیکن عملاً ہمہ اوست تھے کیونکہ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ الٰہی ذات سب میں پائی جاتی ہے۔ اور آخرکار سارے ارواح الٰہی روح میں نیست ہو جائینگے۔ ان کے دین میں تقدیر کو بھی بڑا دخل تھا۔ اس سے یہ ظاہر ہو جائیگا کہ ان کی تعلیم ہند و فلسفہ [illegible] تعلیم سے۔ فی الحقیقت ستوئکی تعلیم کا چشمہ مشرق ہی تھا۔ اور جب مشرقی تاثیر

اور فلسفہ کا تعلق مغربی دنیا سے ہوا تو اس نے اس قسم کی صورت اختیار کی زینو خود ایشیائی نسل سے تھا۔ مقدس پولس کا جنم بھوم ترسس ستوئکی تعلیم کا مشہور مرکز تھا۔

مقابلہ کرنے لگے۔ جیسا لوقا ۲۴: ۱۳-۱۴ میں۔ لیکن اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ جب وہ دو چار ہوتے تو آپس میں بات چیت کرنے لگتے۔

بکواسی۔ یہ لفظ صرف اسی آیت میں آیا ہے۔ لیکن اہل یونان اسے ان معنوں میں استعمال کیا کرتے تھے (۱) کوا یا کوئی چھوٹا پرندہ جو چونچ سے دانہ چگتا ہے اور ایسا آوارہ گرد جو اپنی روزی ادھر اُدھر سے مانگ تانگ کر پیدا کر لیتا ہے۔ (۲) ایسا شخص جس کی تعلیم خراب ہوتی ہو لیکن ادھر اُدھر کی [illegible] جمع کر کے دوسروں کو سکھانے لگے اور دعوے کرے کہ وہ بڑا عالم ہے۔ ان نا سفروں نے جس معنی میں اس لفظ کو استعمال کیا اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ پولس بھی اسی قسم کا شخص تھا۔ جو روزی کمانے کی خاطر عالم ہونے کا دعویٰ کرتا پھرتا ہے حالانکہ وہ عالم نہیں۔ اس ملک ہندوستان میں بھی اکثر لوگ واعظان انجیل پر الزام لگایا کرتے ہیں کہ یہ لوگ روزی کی خاطر یا روپیہ کمانے کی خاطر وعظ کرتے پھرتے ہیں اور ان کے پیغام کو حقیر جان کر اس پر توجہ نہیں کرتے اور اُسے محض بکواس سمجھتے ہیں۔

خبر دینے والا۔ یہ ایک غیر معمولی صورت اس لفظ کی ہے اور صرف اسی آیت میں مستعمل ہے۔

غیر معبود۔ یا غیر ملکوں کے معبود جس لفظ کا ترجمہ معبود ہوا ہے وہ نیک و بد دونو قسم کے دیوتا کے معنے آتا ہے۔ اس ملک میں بھی بعض اسی غلطی میں مبتلا ہیں کہ انجیل کا پیغام ایک اجنبی غیر ملکی دین کا اشتہار ہے۔

یسوع اور قیامت۔ یونانی میں لفظ "قیامت" مؤنث ہے اس لئے انہوں نے سمجھا کہ اس سے کوئی دیوی مراد ہے کیونکہ وہ خود دیانت حیا اور دیگر دیوی دیوتاؤں کے بت بنانے کے عادی تھے۔ اگر یہ تفسیر درست ہو تو انہوں نے

یہ سمجھا کہ پولس دو غیر ملکی دیوتاؤں کی منادی کرتا تھا۔ ایک "یسوع" کی اور ایک "قیامت" کی۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اس رسول نے آتھینے میں نجات دہندہ کے بارہ میں ان بڑے امور کی منادی کی یعنی اس کی موت اور قیامت کی۔

۱۹۔ پس وہ اُسے اپنے ساتھ اریوپگس پر لے گئے اور کہا۔ آیا ہم کو معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ نئی تعلیم جو تو دیتا ہے کیا ہے؟

لے گئے۔ دوستانہ طور سے یا مخاصمانہ طور سے پکڑ کے لے گئے (۹-۲۷) ان دونو تاویلوں کی حمایت بعضوں بعضوں نے کی ہے۔ اس کے معنی کا انحصار اس امر پر ہے کہ ان فلاسفروں کی نیت کیا تھی۔ کیا وہ دوستانہ طور سے لے گئے کہ اور بھی سنیں یا مخاصمانہ طور سے تاکہ سرکاری طور پر کسی طرح کی تفتیش پولس کی کی جائے۔ اریوپگس یا مارس ہل کے سامنے۔ یہ چونکہ یہ چوک کے قریب کھڑے تھے اور مشہور اکراپولس Acropolis کے مغرب کو ایک پہاڑی تھی جو عطارد کی پہاڑی کہلاتی تھی (اریوپگس کا یہی لفظی ترجمہ ہے) روایت ہے کہ دیوتا عطارد Mar کا مقدمہ یہاں ہی وقوع میں آیا تھا۔ اس پہاڑی کے کنارے پر اس دیوتا کا مندر تھا۔ جس میں داخل ہونے کے لئے سولہ سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ عام طور پر یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ آتھینی فلاسفر مقدس پولس کو اس پہاڑی پر لے گئے تو اطمینان کے ساتھ اس کی سن سکیں۔ اس رائے پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہاں بہت لوگ جمع نہیں ہو سکتے تھے۔ یہ نام (اریوپگس) محض اس پہاڑی ہی کا نام نہ تھا بلکہ اس مشہور کونسل کا بھی جو وہاں منعقد ہوا کرتی تھی اور اس کونسل کے ممبر پتھر کے کھدے ہوئے بنچوں پر بیٹھا کرتے تھے وہ سب کسی نہ کسی حیثیت میں حاکمان فوجداری رہ چکے تھے اور ان میں ہر ایک کی عمر ساٹھ سال سے زیادہ ہوگی۔ ان کے فیصلے خواہ وہ مذہبی امور میں ہوں خواہ دینی امور میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ رومیوں کے عہد سلطنت میں بھی ان کو بہت کچھ اختیار حاصل تھا اور اٹیکا Attica کے

سارے علاقہ میں یہ جماعت بہت معزز سمجھی جاتی تھی۔ کم از کم کرسٹم کے زمانے سے یہ خیال کیا گیا ہے کہ مقدس پولس کو گھسیٹ کر وہاں کی عدالت کے سامنے لے گئے۔ مگر قرینہ سے ایسی سرکاری کارروائی کی کوئی تائید نہیں ہوتی۔ لیکن ہم یہ مان سکتے ہیں (بقول رامزی صاحب) کہ غیروں کی بکواس کی حیثیت سے اس کو عدالت کے سامنے پیش کیا تاکہ وہ اپنی تعلیم کا بیان کرے۔ اور عدالت فیصلہ کرے کہ وہ کس قسم کی تھی جنوبی ہند میں مدورا کی مشہور "تامل سنگم" کی سند تامل مصنف یا عالم کو حاصل کرنی ضروری سمجھی جاتی تھی۔ مقدس پولس نے اپنا عذر بیان کرنے کی بجائے مسیحی دین کے واقعات کو اس بڑی عدالت کے سامنے پیش کیا

٢٠۔ کیونکہ تو ہمیں انوکھی باتیں سناتا ہے۔ پس ہم جاننا چاہتے ہیں کہ ان سے غرض کیا ہے۔

انوکھی باتیں۔ رامزی صاحب یوں ترجمہ کرتے ہیں "بعض باتیں غیر ملکی قسم کی"۔ اور غالباً یہاں یہی مراد ہے (آیت ١٨)۔ مسیحی دین اکثر ایسے لوگوں کو غیر ملکی معلوم ہوتا ہے جو اسکے حقیقی مبداء سے واقف نہیں۔ اور ہندوستان اسکو غیر ملکی دین سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے خداوند کا وطن اور انکے بود و باش کی جگہ ایشیا تھا نہ کہ یورپ۔

٢١۔ اس لئے کہ سب اتھینوی اور پردیسی جو وہاں مقیم تھے۔ اپنی فرصت کا وقت نئی نئی باتیں کہنے اور سننے کے سوا اور کسی کام میں صرف نہ کرتے تھے۔

پردیسی جو وہاں مقیم تھے (دیکھو ٢+١٠) اتھینی کے علم کی شہرت غیر ملکوں سے بہتوں کو وہاں کھینچ لائی تھی اور ان میں سے بہت وہاں دیر سے آباد ہو گئے تھے
فرصت کا وقت۔ یہ فعل اس مقام کے سوائے مرقس ٦: ٣١ + ١ کرنتھی ١٦: ١٢ میں بھی آیا ہے۔ یہ تجارتی شہر نہ تھا۔ یہاں کے باشندے اور آمد و رفت رکھنے والے صرف علمی مشاغل میں مصروف تھے۔ یہ جیسا کہ تمام ظاہر کرتا ہے ان کی یہی عادت تھی۔ ان لفظوں میں [illegible] ہیں لیکن کچھ حسن پایا جاتا ہے۔
نئی باتیں ہمیشہ کچھ نئی نئی باتیں دریافت کرتے ہیں ہمعصر مصنف بھی انکی

اس عادت اور شوق کا ذکر کرتے ہیں چنانچہ اس سے ٤٠٠ سال پہلے ڈی ماسٹھنز (Demosthenes) نے ان کی کاہلی اور غیر عملی استعجاب و تفتیش پرستی کو ملامت کی تھی یہی خطرہ ہندوستان کے بعض حصوں میں پایا جاتا ہے جو خیالی اور قیاسی باتوں میں زیادہ وقت صرف کرتے ہیں کاش کہ وہ عملی باتوں میں مصروف ہوتے اور یوں اپنا وقت ضائع نہ کرتے۔ زندگی میں انسان کا حقیقی مقصد اور مدعا عقلی باریک بینیوں میں مصروف رہنا نہیں بلکہ خدا کے جلال اور انسان کی بہبودی کو ترقی دینا ہے۔ تاریخ دانوں کو معلوم ہے کہ اتھینی کی حقیقی شان و شوکت جاتی رہی تھی اور مقدس پولس کے دنوں کے فلاسفر زمانہ سابق کی شہرت سے فائدہ اٹھا رہے تھے۔

٢٢۔ پولس نے اریوپگس کے بیچ میں کھڑے ہو کر کہا کہ
اے اتھینے والو! میں دیکھتا ہوں کہ تم ہر بات میں دیوتاؤں کے بڑے ماننے والے ہو

اے اتھینے والو۔ یہ خاص محاورہ تھا جس کے ذریعہ علما لوگوں سے مخاطب ہوتے تھے۔ مقدس پولس نے صحیح طریقے سے اپنی تقریر شروع کی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ سامعین کی حسب حیثیت کلام کرے (دیباچہ ٦-٤)
میں دیکھتا ہوں۔ یہ وہی فعل ہے جو آیت ١٦ میں آیا تھا۔ اس نے ان کے دینی خیالات اور بت پرستی کا خوب مطالعہ کیا تھا۔
دیوتاؤں کے بڑے ماننے والے۔ انگریزی حاشیہ میں ہے "دیندار"۔ عہد نامہ میں یہ لفظ صرف اسی جگہ آیا ہے لیکن اس سے مشتق اسم ٢٥-١٩ میں بھی پایا جاتا ہے۔ اسکے لغوی معنی یہ ہیں "دیوتاؤں سے ڈرنے والے" اور یہ دو معنی میں مستعمل تھا یعنی اچھے معنی میں "دیندار" یا برے معنی میں "وسواس پرست"۔ یقیناً مقدس پولس کی یہ مراد تھی کہ اس نے یہ دیکھا کہ اتھینی والے اپنے دیوتاؤں کی پرستش کے عادی تھے اور اس لئے "دیندار" تھے۔ لیکن شاید اس نے ارادتاً ایسا لفظ استعمال کیا جس میں دینداری کے ساتھ وسواس پرستی کا خیال بھی ظاہر ہوتا تھا۔ اہل ہند میں سے ہزارہا اسی حالت

ہیں ہیں کہ اپنے دیوتاؤں کے ماننے والوں کی حیثیت سے وہ دیندار ہیں تو وہ بھی وسواس پرست ہیں اس لئے ان کے بارے بھی اس سے اچھا لفظ ملنا مشکل ہے +

۲۳ چنانچہ میں نے سیر کرتے اور تمہارے معبودوں پر غور کرتے وقت ایک ایسی قربانگاہ بھی پائی۔ جس پر لکھا تھا کہ نامعلوم خدا کے لئے پس جس کو تم بغیر معلوم کئے پوجتے ہو میں تم کو اسی کی خبر دیتا ہوں۔

معبودوں - یہ لفظ پھر صرف ۲-تھسلنیکی ۲-۴ میں آیا ہے۔ اس میں قربانگاہیں مورتیں بت اور بت پرستی کی دیگر علامتیں سب داخل ہیں۔

پائی - آیت ۲۳ - یعنی بار بار غور کرنے سے یہ لفظ اس جگہ کے سوائے صرف عبرانی ۱۳-۷ میں آتا ہے مقدس پولس نے آتھینی قربانگاہوں اور پرستش کا معاینہ کیا تھا اس سے ان کے کتبوں کو پڑھا تھا +

نامعلوم خدا کے لئے - یوسیبئیس اور فلاسترٹس نے اس سے کچھ تھوڑے عرصے بعد یہ لکھا کہ آتھینی میں ایسی قربانگاہیں تھیں "جو نامعلوم خداؤں کے لئے تعمیر کی گئی تھیں"۔ اس لئے ہم بخوبی مان سکتے ہیں کہ جس قربانگاہ کو پولس نے دیکھا وہ اس قسم کی ایک ہی قربانگاہ نہ تھی۔ شاید ایسی قربانگاہوں کے بنانے کی یہ وجہ ہوگی کہ جب پرستاروں پر کوئی آفت یا بلا نازل ہوئی اور ان کو پتا نہ لگا کہ وہ کس دیوتا کی طرف سے آئی تھی۔ اور کس سے ان کو التجا کرنی چاہئے۔ مقدس پولس نے اس کتبہ کو اپنی سند کی آیت بنایا۔ اس لئے آتھینی پرستاروں کی اس لاعلمی کو کہ جس کی وہ پرستش کرتے ہیں اس کے نام اور سیرت سے بھی وہ واقف نہیں۔ ان سامعین کے دلوں تک رسائی کا وسیلہ بنایا +

یہاں ہمارے لئے بھی کئی ایک سبق حاصل ہوتے ہیں۔ کہ ہم اپنے آس پاس رہنے والوں کی روحانی حالت سے واقف ہوں اور ان کو انجیل اسی طریقے سے سنائیں جو ان کے دلوں کو راغب اور مائل کر سکے۔ لفظ "نامعلوم" صرف اسی جگہ آیا ہے اب ہمارا یہ کام ہے کہ جو لوگ روحانی تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں ان کو بتائیں کہ

گو وہ خدا ان کو نامعلوم تھا تو بھی وہ معلوم ہو سکتا ہے (یوحنا ۱۷: ۳) یہ کہنا کہ ہم خدا کو جان نہیں سکتے (Agnosticism) انسان کے دل کو تشفی نہیں دے سکتا +

پوجتے ہو - خالص دل سے گو غلط طور سے۔ اس فعل کے یہی معنی ہیں یہ پھر ۱-تیمتھیس ۵-۴ میں آیا ہے نیز مقابلہ کرو یوحنا ۴-۲۲ سے + میں تاکیدی ہے۔ انہوں نے لفظ "بکواسی" کہا تھا (آیت ۱۸) لیکن اب وہ انہیں سرگرم اور صاحب عقل واعظ معلوم ہوتا ہے۔

۲۴ جس خدا نے دنیا اور اس کی ساری چیزوں کو پیدا کیا وہ آسمان اور زمین کا مالک ہو کر ہاتھ کے بنائے مندروں میں نہیں رہتا

جس خدا نے ... مقابلہ کرو ۱۴-۱۵ سے۔ اپکوری لوگ نہیں مانتے تھے کہ خدا خالق ہے۔ وہ مادہ کو ازلی مانتے تھے۔ بعض ہندو شاستر بھی یہی تعلیم دیتے ہیں کہ ستوئیکی بھی گو یونانی دیوی دیوتاؤں کی شکتی کو مانتے تھے۔ لیکن وہ فی الحقیقت ہمہ اوستی ہے جیسے کہ ہندوستان میں ادویتا فلسفہ کی تعلیم ہے۔ ایسی غلط تعلیموں کے مقابلہ میں مقدس پولس نے دلیری سے یہ اعلان کیا کہ حقیقی خدا قادر مطلق اور ساری چیزوں کا خالق ہے +

آسمان و زمین کا مالک - وہ ان کے آغاز کا بھی مالک ہے۔ اور اب بھی مالک ہے۔ خدا کی شخصیت پر یہاں زور دیا گیا ہے۔ وہ سارے عالم کا مالک اور سلطان بتایا گیا۔ برعکس اس کے اپکوری یہ تعلیم دیتے تھے کہ دنیا کی چیزوں کے انتظام و حکومت میں دیوتاؤں کو کچھ دخل نہیں +

ہاتھ کے بنائے ہوئے مندروں میں۔ دیکھو ۷-۴۸ کی شرح یہودیوں اور غیر قوموں دونوں کو یہ یاد دلایا گیا کہ ساری چیزوں کا اعلیٰ سلطان کسی خاکی مندر میں محدود نہیں رہ سکتا (یسعیاہ ۶۶-۱ و ۲) ایسی مورتوں اور بتوں کی پرستش جو مندروں اور شوالوں میں رکھے گئے اور وہ دیوتا سمجھے جاتے ہیں

نہ صرف غلط ہے۔ بلکہ ایک ہی واحد حقیقی خدا کی شان کے خلاف ہے۔

۲۵۔ نہ کسی چیز کا محتاج ہو کر آدمیوں کے ہاتھوں سے خدمت لیتا ہے۔ کیونکہ وہ تو خود سب کو زندگی اور سانس اور سب کچھ دیتا ہے۔

خدمت لیتا۔ نئے عہدنامہ میں اس معنی میں یہ لفظ اسی جگہ آیا ہے۔ بت پرست علما کی تصنیفات میں یہ لفظ دیوتاؤں کی خدمت کرنے کے لئے آتا ہے حقیقی خدا آدمیوں کے ہاتھوں سے ایسی خدمت نہیں لیتا کیونکہ وہ اپنی مخلوقات پر منحصر نہیں۔ جو لوگ ہندوؤں کے مندروں کی پوجا سے واقف ہیں وہ اس آیت کے معنی بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔

نہ کسی چیز کا محتاج ہو کر۔ جیسے کہ وہ بذات خود تھے۔ اس سے زیادہ وہ کسی چیز کا محتاج نہیں۔ مقابلہ کرو زبور ۵۰-۸ سے ۱۲ + اپکوریوں کی بھی یہ تعلیم تھی کہ دیوتا بذات خود کامل ہیں اور آدمیوں سے کسی چیز کے محتاج نہیں گو دوسری باتوں میں انہوں نے غلطی کی۔ اس صداقت کی روشنی میں پرستش کا یہ تصور کیسا حقیر اور ادنیٰ معلوم ہوتا ہے جو برائے نام دیوتاؤں کے اشنان بھوجن کر لئے کپڑے پہنانے اور گاڑیوں پر ان کو سوار کرانے میں ظاہر کیا جاتا ہے۔

وہ تو خود سب کو زندگی اور سانس ...... یہ حقیقی خدا نہ صرف خالق اور اعلیٰ مالک ہے بلکہ وہ سارے عالم کا پروردگار۔ زندگی۔ سانس اور ہر اچھی نعمت کا متواتر چشمہ بھی ہے ایسی تعلیم اپکوری تعلیم کے عین نقیض تھی۔

۲۶۔ اور اس نے ایک ہی اصل سے آدمیوں کی ہر ایک قوم تمام روئے زمین پر رہنے کے لئے پیدا کی۔ اور ان کی میعادیں اور سکونت کی حدیں مقرر کیں۔

ایک ہی اصل سے ...... ہر ایک قوم بیزا کے نسخے میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں "ایک ہی خون سے" لیکن دوسرے پرانے نسخوں میں یہ لفظ "خون" نہیں آتا۔ اہل اتھینی فخر یہ کہا کرتے تھے کہ ہم اسی مقدس زمین سے پیدا ہوئے اور عموماً یونانی باقی سب قوموں کو حقارت سے بربری یا وحشی کہا کرتے تھے

اس لئے مقدس پولس کے الفاظ میں اصلی راستی پائی جاتی تھی۔ لیکن اس کی خاص حجت یہ تھی کہ وہ حقیقی اور زندہ خدا سارے آدمیوں کا خدا تھا اور سب کو جو اس کی تلاش کرتے ہیں اس تک رسائی ہو سکتی ہے۔

اس ملک میں اس تعلیم کی سخت ضرورت ہے کہ ہم سب ایک ہی اصل سے ہیں خواہ ہم یورپین ہوں خواہ ہندوستانی خواہ برہمن ہوں خواہ شودر

ان کی میعادیں مقرر کیں۔ لفظ "مقرر کیں" کے لئے دیکھو ۲-۲۳ + ۱۰-۴۲۔ جہاں یہی لفظ استعمال ہوا ہے۔ مقدس پولس اس وقت خدا کی پروردگاری کا ذکر کر رہا تھا۔ اس تعلیم میں ایک حد تک ستوئیکی فرقے کے لوگ اس کے ساتھ اتفاق رکھتے تھے۔ یہ میعادیں صرف بیج بونے اور فصل کاٹنے کی ہی نہیں (پیدائش ۸-۲۲ + مقابلہ کرو ۱۴-۱۷ سے) بلکہ انسانی اور قومی نشوونما و ترقی کے متواتر زمانے۔

سکونت کی حدیں۔ یہ دونوں اسم صرف اسی آیت میں آئے ہیں۔ خدا نے مختلف قوموں کی تقسیم اور ترقی کا انتظام خود کیا (مقابلہ کرو استثنا ۳۲-۸) اسی کا ہاتھ نوع انسان کی تاریخ کی ساری رفتار کا ہادی اور منتظم ہے۔ پس وہ ساری چیزوں کا خالق۔ مالک محافظ اور رہنما ہے۔

۲۷۔ تاکہ خدا کو ڈھونڈیں۔ شاید کہ ٹٹول کر اسے پائیں ہر چند کہ وہ ہم میں کسی سے دور نہیں۔

خدا کو ڈھونڈیں۔ خلقت۔ حفاظت اور پروردگاری میں خدا کا یہی مقصد ہے کہ انسان اسے ڈھونڈیں اور پائیں۔ انہیں نہیں چاہئے تھا کہ وہ بت پرستی کے گناہ میں پڑتے اور گناہ میں پڑنے کا ان کے پاس کچھ عذر بھی نہیں (رومیوں ۱-۱۸ سے ۲۵)۔

شاید کہ ٹٹول کر ...... لفظ "ٹٹول کر" کے لئے دیکھو لوقا ۲۴-۳۹ + عبرانی ۱۲-۱۸ + ۱ یوحنا ۱-۱ + صرف انہیں مقاموں میں یہ لفظ آیا ہے۔ اس سے

یہ ظاہر ہے کہ خدا کا منشا پورا نہیں ہوا۔ اس کو ڈھونڈنے اور پانے کی بجائے اور اس کی حضوری کو گویا ہاتھ سے چھونے اور محسوس کرنے کی جگہ وہ اپنے خیالوں میں مبتلا ہو کر اس سے برگشتہ ہو گئے اور سخت بت پرستی میں جا پھنسے ہندو دین اس آیت کی ایک افسوسناک تفسیر ہے۔ وہ شروع کرتا ہے البتہ انہوں نے ٹٹولا تو سہی لیکن بتدریج گرتے چلے گئے۔ ویدوں کے زمانہ کی پرستش سے لیکر اپنشدوں کے فلسفی خیالات میں ہمیشہ کثرت الٰہ اللہ اور بت پرستی کی تعلیم میں جا دھنسے۔ اور آجکل چاروں طرف اس کا نظارہ نظر آتا ہے۔ گو وقتاً فوقتاً ایسے معلم اٹھے جنہوں نے ان غلطیوں کے خلاف دلیری سے تعلیم دی۔ اور زیادہ خالص ایمان کے لئے زور دیا +

کسی سے دور نہیں۔ یہ الٰہی عبارت کا یہ زور ہے کہ وہ ہر وقت قریب ہی رہا ہے۔ اس لئے اس کی تلاش میں قاصر رہنے کے لئے کوئی عذر نہیں +

۲۸۔ کیونکہ اسی میں ہم جیتے اور چلتے پھرتے اور موجود ہیں۔ جیسا تمہارے شاعروں میں سے بھی بعض نے کہا ہے کہ ہم تو اس کی نسل بھی ہیں۔

اسی میں ہم جیتے چلتے پھرتے ہیں۔ یعنی اس کی مجید کل قدرت۔ پروردگاری اور حکومت میں۔ خدا کو ہم مادی نہ خیال کریں۔ گویا وہ ایک لطیف مادہ ہے جو سارے مکان میں ہو۔ یا پتھر کی طرح ہے۔ یہ تو بہت ادنیٰ تعلیم ہوگی۔ بلکہ ہم اسے قادر مطلق ہمہ جا حاضر و ناظر جانیں۔ حتیٰ کہ کوئی شے بھی اس کے علم اور قدرت سے باہر نہیں +

ہم تو اس کی نسل بھی ہیں۔ یہ اقتباس ایک یونانی شاعر اراٹس (۲۷۰ ق م) نامی کی تصنیف سے ہے۔ یہ ستوئیکی فرقہ سے اور کلکیا کے علاقہ سے تھا۔ کلینتھس (Cleanthes) کے زیوس کے لئے جو گیت ہے (۳۰۰ ق م) اس میں تقریباً یہی لفظ پائے جاتے ہیں۔ وہ گیت ایک طرح سے ستوئیکی فرقہ کا عقاید نامہ ہے۔ اگرچہ مقدس پولس نے اس گیت سے

اقتباس کیا۔ لیکن اس نے ان سارے خیالوں کی تصدیق نہیں کی جو وہ لوگ مانتے تھے۔ جو صداقت ان کے منہ سے نکل گئی تھی جسے انہوں نے دھندلا سا دیکھا تھا۔ اسے اس نے اس لئے استعمال کیا تاکہ سامعین کو زیادہ روشنی حاصل ہو۔ اسی قسم کے اقتباسات یونانی تصنیفات سے ۱ کرنتھیوں ۱۵: ۳۳۔ ططس ۱: ۱۲ میں پائے جاتے ہیں جن سے ظاہر ہے کہ مقدس پولس ان تصنیفات سے واقف تھا۔ یہاں ہمارے لئے ایک نظیر ہے کہ ہم ہندوستانی علما کی قدیم کتابوں سے فایدہ اٹھائیں اور جو نیم صداقتیں وہاں دبی پڑی ہیں ان کو بشارتی کام میں استعمال کریں۔ اکثر واعظین کو معلوم ہے کہ جب ہندو شاستروں سے کوئی شلوک سنایا جاتا ہے تو جیسے ان لوگوں کی توجہ ان کی طرف منعطف ہو جاتی ہے۔ ان مصنفوں اور شاعروں میں سے بعضوں نے بت پرستی کی غلطی کو دیکھ لیا اور توحید کی سی تعلیم دی +

۲۹۔ پس خدا کی نسل ہو کر ہم کو یہ خیال کرنا مناسب نہیں کہ ذات الٰہی اس سونے یا روپے یا پتھر کی مانند ہے جو آدمی کے ہنر اور ایجاد سے گھڑے گئے ہیں

پس خدا کی نسل ہو کر۔ مقدس پولس نے ان مصنفوں سے سامعین کو خوش کرنے کے لئے اقتباس نہیں کیا اور نہ اپنے علم کو ظاہر کرنے کے لئے بلکہ اس مقصد سے کہ ایک معقول نتیجہ کی تائید ہو اور انجیل کے پیش کرنے کے لئے تیاری ہو۔ صرف مسیحی دین ہی نے خدا کی الوہیت کو صاف طور سے ظاہر کیا۔

ذات الٰہی۔ یہی یونانی لفظ اس معنی میں سنسکرت زبان کے ذریعہ آجتک ہندوستان میں مروج ہے یعنی دیوم۔ رسول کی دلیل دوہری ہے۔

(۱) جو خدا کی نسل ہونے کے مدعی ہیں وہ اپنے ہاتھوں کے کاموں کے آگے جھکنے کے ذریعہ اپنے اصلی باپ کی بے عزتی کرتے ہیں (۲) حقیقی خدا کو جو سب سے اعلیٰ ہے آدمی کی بنائی ہوئی مورتوں کے ذریعہ ظاہر کرنا اس کی ہتک عزت ہے۔

سونے یا روپے یا پتھر۔ ہندوستان میں ایسے بت بکثرت پائے جاتے ہیں

رسول کی اس دلیل کی روشنی میں ہم کو ان لوگوں کا مغالطہ بخوبی معلوم ہو جاتا ہے جو یہ کہا کرتے ہیں اور اکثر تعلیم یافتہ یہ کہتے ہیں کہ یہ بُت نادانوں اور عوام کے لئے محض نشان کے طور پر ہیں "تاکہ اُن کو خدا کی ہستی اور اس کے دعا دی یاد دلاتے رہیں" لیکن بجائے اس کے کہ وہ ان کو خدا کی یاد دلائیں وہ ان کو پرانوں کے دیوی دیوتا یاد دلاتے ہیں جن کو صاحب فراست ہندوؤں نے ترک کر دیا ہے۔ یوں ان کے ذریعہ لوگوں کی توجہ حقیقی خدا سے پھر جاتی ہے جو روح ہے اور پاک اور دانا خدا ہے اور دیوتا کے ادنیٰ تصور کیطرف چلی جاتی ہے جو آدمی کے ہنر اور ایجاد سے۔ آدمی کے ہنر نے جیسا رتبہ آتھینی میں حاصل کیا تھا اور کسی جگہ نے حاصل نہ کیا تھا۔ اور جیسے خوبصورت بت اور مورتیں آتھینی میں پائے جاتے تھے اور کسی جگہ نہ پائے جاتے تھے۔ مگر مقدس پولس نے ظاہر کر دیا کہ یہ انسانی ہنر بت پرستی کے خطروں کی طرف سے ان کی آنکھیں بند نہ کر دے۔ لفظ "ایجاد" سے اندرونی خیال کا اظہار تھا (متی ۹-۴+۱۲ ۲۵+عبرانی ۴-۱۲) جو ہنر کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

۳۰- پس خدا جہالت کے وقتوں سے چشم پوشی کر کے اب سب آدمیوں کو ہر جگہ حکم دیتا ہے۔ کہ توبہ کریں۔

جہالت کے وقتوں۔ دیکھو ۱۴-۱۶۔ جہاں دلیل تقریباً یہی ہے۔ لفظ "جہالت" لفظ "نا معلوم" سے مشتق ہے (آیت ۲۳) سنسکرت میں اس لفظ کی صورت "اگیانتا" ہے (اگیان) اور انسان کی ناکامیابی اور غلامی کا وسیع سبب ہے۔ اہل اسلام میں محمد صاحب کے ظاہر ہونے سے پیشتر کا زمانہ بھی "ایام جہالت" کہلاتا ہے۔ چشم پوشی کرکے۔ یہ فعل صرف اسی آیت میں آیا ہے۔ مقابلہ کرو ۱۴-۱۶ سے اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا نے خاص سزاؤں کے ذریعہ انکو روکنے کیلئے مداخلت نہ کی اب مسیح کی انجیل میں خدا کا خاص مکاشفہ ان کے لئے جہالت کے عذر کو دور کر دیتا ہے جنہوں نے وہ پیغام سن لیا ہے۔ مادہ گذشتہ کے بارہ میں قیاس دو ہاتے

یا انسان کے ساتھ خدا کے سلوک کے طریقوں پر نکتہ چینی کرنے کی بجائے ہمارا فرض یہ ہے کہ زمانہ حال میں حق پر چلیں۔

حکم دیتا ہے۔ (۱-۴ کی شرح) بعض قدیم نسخوں میں یہ عبارت بھی ہے "اعلان کرتا ہے"۔ اور ہر جگہ ہر ایک کے واسطے۔

توبہ کریں۔ تاکہ بتوں سے پھر کر زندہ خدا کی عبادت کریں (۱۴-۱۵+۱ تھسلنیکیے ۱-۹) اور گناہ سے پاکیزگی کی طرف رجوع ہوں (۲-۳۸ کی شرح)

۳۱- کیونکہ اس نے ایک دن ٹھہرایا ہے جس میں وہ راستی سے دنیا کی عدالت اس آدمی کی معرفت کرے گا جسے اس نے مقرر کیا ہے اور اسے مردوں میں سے جلا کر یہ بات سب پر ثابت کر دی ہے۔

ایک دن ٹھہرایا ہے۔ ایک خاص بیان ایک خاص آئندہ واقعہ کے بارہ میں عدالت کا دن مقرر ہو چکا ہے۔ پس رسول کہتا ہے۔ کہ فوراً توبہ کرو (مقابلہ کرو رومیوں ۲-۴ سے ۹+۲ کرنتھی ۵-۱۰ و ۱۱+گلتیوں ۶-۷ و ۸) عدالت ... کریگا۔ دیکھو ۱۰-۴۲ کی شرح + "ٹھہرایا ہے" آیت ۲۶ اور ۲-۲۳ کی شرح دیکھو۔

راستی سے۔ کیونکہ خدا مقدس ہے اور وہ کسی صورت سے مجرم کو بری نہ کریگا (خروج ۳۴-۷+زبور ۹۷-۲ و ۱۱) چونکہ وہ "راستی سے" عدالت کریگا اس لئے ہم انجام کو اس کے ہاتھ میں چھوڑ دیں۔ جو ہر ایک آدمی کی حالت سے واقف ہے۔ اور اس سے کوئی ناراستی سرزد نہ ہوگی (پیدایش ۱۸-۲۵+رومی ۲-۲ سے ۱۶+مکاشفہ ۱۵-۳)

ثابت کر دی ہے۔ یا اس نے یہ ذمہ داری لی ہے۔ ہمارے خداوند کی قیامت اس امر کی ضمانت ہے کہ جو مُردوں میں سے جی اٹھا اسے منصف ہونے کا اختیار اور قدرت حاصل ہے (رومیوں ۱-۴+یوحنا ۵-۲۶ و ۲۷) اور راستی کی عدالت کے بعد مردوں کی عام قیامت ہوگی +

مردوں میں سے جلا کر مقابلہ کرو۔ ۱۰ سے ۲۲ کی شرح۔ یوں دنیا کے فلسفہ کے صدر مقام میں قیامت کی سچی تعلیم کی بشارت دی گئی۔ آیت ۱۸ سے ظاہر ہے کہ اس نے چوک میں بھی یہی تعلیم دی تھی اور خداوند یسوع مسیح کی زندگی کے بڑے بڑے واقعات کا ذکر کیا تھا۔ غالباً اس موقع پر اریوپگس کے سامنے اس کی تقریر میں تمسخر کے ذریعہ خلل ڈالا گیا۔

۳۲۔ جب انہوں نے مردوں کی قیامت کا ذکر سنا تو بعض ٹھٹھا مارنے لگے۔ اور بعض نے کہا کہ یہ بات ہم تجھ سے پھر کبھی سنینگے۔

ٹھٹھا مارنے لگے۔ دیکھو ۲-۱۳ کی شرح۔ اپکوریوں کے نزدیک جو موت کے بعد زندگی کے قایل نہ تھے۔ قیامت کی تعلیم محض ایک فسانہ تھا۔ ستوئیکی لوگوں کے نزدیک بھی گو وہ موت کے بعد زندگی کے قایل تھے۔ بدن کی قیامت کی تعلیم عجیب اور ناپسند تھی۔ کیونکہ ان کو اکثر ہندوؤں کی طرح یہ یقین تھا کہ وہ آخرکار الٰہی ذات میں جذب ہو جائینگے۔ یہاں فعل [illegible] کا نام ہے۔ یعنی ٹھٹھا مارنا شروع کیا یا ٹھٹھا مارتے رہے۔ بعض نے کہا۔ بعض سمجھے ہیں کہ شائستہ طریقہ رخصت کرنے کا تھا۔ بعضوں کا خیال ہے کہ انہوں نے اس روز کچہری برخاست کی تاکہ دوسرے روز مزید تحقیقات ہو۔ بحیثیت مجموعی یہ قیاس درست معلوم ہوتا ہے۔ بعض اس تعلیم کی طرف کچھ مائل تھے اور کسی اور موقعہ پر اس کی نسبت زیادہ سننا چاہتے تھے۔ الغرض اکثروں نے لاپروائی ظاہر کی اور اریوپگس کی عدالت انجیل کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ مقدس پولس نے اس کی طرف ۱کرنتھی ۱-۱۸ سے ۳۱ + ۲-۱ سے ۱۰ میں اشارہ کیا ہے۔ ہندوستان میں آج یہی حال ہے۔

۳۳۔ اسی حالت میں پولس ان کے بیچ میں سے نکل گیا۔

ان کے بیچ میں سے۔ یعنی اریوپگس کے درمیان سے (آیت ۲۲)۔ ظاہرا نتائج تھوڑے تھے۔ لیکن یہ کام بے پھل نہ رہا۔

۳۴۔ مگر چند آدمی اس کے ساتھ مل گئے۔ اور ایمان لے آئے ان میں

دیونیسیس اریوپگس کا ایک حاکم اور دمرس نام ایک عورت تھی۔ اور بعض اور بھی ان کے ساتھ تھے۔

مل گئے۔ دیکھو ۵-۱۳ + ۹-۲۶ کی شرح

دیونیسیس۔ اریوپگس کا یعنی اس عدالت کا ایک ممبر (آیت ۱۹ کی شرح) اسی لحاظ سے وہ صاحب رتبہ۔ سن رسیدہ اور ذی عزت شخص تھا۔ اور شاید اعلیٰ حاکم ہو۔ اس سے زیادہ اس کی نسبت اور کچھ تحقیق طور سے معلوم نہیں۔

دمرس۔ یا دمالس (دمیلیا) یہ نام یونانی میں بہت عام تھا۔ موجودہ صورت اس نام کی غیر ملکی ہے۔ اور یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ یہ غیرملکی عورت تھی جو بہت شکستہ نہ تھی۔ کیونکہ یونانی عزت دار عورتوں کا یہ کام نہ تھا کہ وہ اس قسم کی عدالت میں سب کے سامنے موجود ہوں۔ شاید وہ اسی قسم کی ہو جو کسی استاد کے لئے مخصوص ہو۔ اگر یہ درست ہو تو انجیل کی قدرت ظاہر ہوتی ہے کہ وہ ایسے گنہگار اور ذلیل لوگوں کو بھی سرفراز کرتی ہے۔

سترھویں باب کی تعلیم

اول بڑے بڑے شخص

(۱) مقدس پولس تھسلنیکے میں آیات ۱ سے ۹

(۲) مقدس پولس بریہ میں آیات ۱۰ سے ۱۴

(۳) مقدس پولس اتھینے میں آیات ۱۵ سے ۳۴

دوم بڑے بڑے مضامین

(۱) ترتیب خاص بطور نمونہ شہر

(۱) انجیل کی مخالفت تھسلنیکے آیات ۱ سے ۹ دینی تعصب کی وجہ سے بہت پھل حاصل ہوا

(۲) انجیل میں دلچسپی۔ بریہ آیات ۱۰ سے ۱۴ (دینی خلوص دلی سے۔ بائیبل میں تحقیقات بڑے نتائج)

(۳) انجیل کی طرف سے لاپروائی اتھینے آیات ۱۵ سے ۳۴ فلسفانہ غرور کی وجہ سے۔ مفقود الپھل)

(ب) تعلیم یافتہ بت پرستوں کے سامنے قابل نمونہ تقریر۔

(۱) خدا کے لئے اُن کی اپنی آرزو سے شروع کر کے آیات ۲۲ و ۲۳
(۲) خدا کی شخصیت اور جلال کا بیان ۲۴ سے ۲۸ -
(خالق - مالک - ہادی - سب باپ)
(۳) خدا کے بارہ میں ادنیٰ اور پست خیالات کی بُرائی ظاہر کی ۲۴ و ۲۵ و ۲۹
(۴) انسان کا فرض ہے کہ اس کی تلاش کریں اور اس کو پائیں ۲۷ و ۲۸ -
(۵) اپنی دلائل کی تائید میں اُنکے اپنے شاستروں سے اقتباس ۲۸ و ۲۹
(۶) سچی اور فوری توبہ کی ضرورت کا اعلان آیت ۳۰
(۷) آئندہ عدالت کی تعلیم کی تصدیق کی آیت ۳۱
(۸) مسیح کی قیامت اور اُن واقعات کی تصدیق کی جو اس میں داخل ہیں آیت ۳۱ -

اٹھارھواں باب

۱ سے ۱۸ - کرنتھس

۱- ان باتوں کے بعد پولس اتھینے سے روانہ ہو کر کرنتھس میں آیا۔

کرنتھس ۔ اخایہ کے رومی صوبہ کا دارالخلافہ اور رومان کے گورنر کا صدر مقام تھا ۔ جیسے اتھینے علوم و فنون کا مرکز تھا ویسے کرنتھس یونان کا سیاسی اور تجارتی مرکز تھا اسی نام کی خاکنائے کے آخری سرے پر یہ واقع تھا جو سلوپونی سس کو یونان کے خطہ زمین سے ملاتا تھا اور اس کے دو بندرگاہ تھے مشرقی بندرگاہ تنخریہ تھا خلیج سرونا پر اور مغربی لقایوم تھا خلیج کرنتھس پر یہ دو بازو پھیلائے تھا تاکہ بحیرہ ایجی ان کو بحیرہ ادریا سے ملائے اور اس سڑک پر واقع تھا جو روم سے مشرق کو جاتی تھی اور سب سے زیادہ نزدیک کا راستہ تھا جولیس قیصر نے اس کی از سر نو تعمیر کی اور اسے رومی بستی بنایا ۴۶ ق م میں اس کی آبادی بہت وسیع تھی اور اس میں علاوہ اصلی یونانی باشندوں کے رومی یہودی اور دیگر

ممالک کے بہت پردیسی لوگ آباد تھے ۔ کرنتھس خاکنائی کھیل تماشوں کی وجہ سے مشہور تھا ۔ اور بدکاری کے باعث سخت بدنام تھا ۔ صرف افرودائٹ مندر کے ساتھ ہی ایک ہزار دیوی داسیاں متعلق تھیں ۔ یہ اتھینے سے صرف پچاس میل کے فاصلے پر تھا لیکن اس دارالعلوم شہر سے وہاں جانا ایسا ہی تھا جیسے آکسفورڈ سے آدمی لندن جائے یا بنارس سے کلکتہ جائے ۔ یہ بھی اکثر ذکر ہوا ہے کہ مقدس پولس کو اتھینی فیلسوفوں کی آؤ بھگت سے مایوسی ہوئی اور اس نے عزم بالجزم کر لیا کہ وہ زیادہ سرگرمی سے یسوع مسیح مصلوب کی منادی کریگا (۱ کرنتھی ۲-۱ سے ۵) اس کو یہ بھی معلوم ہوا کہ ادنےٰ لوگ بہ نسبت خدا کی اس حکمت کو قبول کرنے کے لئے بہت تیار رہتے ہیں جسے فیلسوفوں نے اپنے علمی گھمنڈ میں ناچیز جانا (۱ کرنتھی ۱-۲۰ سے ۳۱) آج ہندوستان میں بھی اسی قسم کا نظارہ نظر آتا ہے ۔

۲- اور وہاں اس کو اکولہ نام ایک یہودی ملا جو پنطس کی پیدائش تھا اور اپنی بیوی پرسکلہ سمیت اطالیہ سے نیا نیا آیا تھا ۔ کیونکہ کلودیس نے حکم دیا تھا کہ سب یہودی روما سے نکل جائیں پس وہ اُن کے پاس گیا

اکولہ ..... پرسکلہ ۔ اکولہ تو پنطس کا باشندہ تھا (۲-۹ کی شرح) جو روم میں جا کر آباد ہو گیا ۔ یہ نام لاطینی ہے ۔ اس کی بیوی پرسکلہ ۔ یا پرسکہ (مقدس پولس نے ہمیشہ موخر الذکر نام استعمال کیا جو اس نام کی عام صورت تھی) کا نام بھی لاطینی ہے اور عموماً اس کے خاوند سے پیشتر اس کا نام آتا ہے (آیات ۱۸ و ۲۶ و رومیوں ۱۶-۳ - ۲ تیمتھیس ۴-۱۹) اس سے بعضوں نے یہ خیال کیا کہ وہ کوئی رومی ذی عزت خاتون تھی ۔ جس نے اکولہ یہودی سے شادی کی تھی ۔ اس تقدیم نام کی یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ مسیحیت میں اپنے خاوند پر سبقت لے گئی تھی اور شاید وہ بھی حسب نسب کے لحاظ سے یہودن ہو ۔ یہ ذکر آتا ہے کہ وہ دونوں مقدس پولس کے ساتھ افسس کو گئے (آیت ۱۸) اور جب پولس وہاں سے چلا گیا تو وہ پیچھے رہ گئے (آیت ۲۶) لیکن اغلباً وہ پھر اس کے ساتھ اسی شہر میں ملتے ہیں۔

(۱-کرنتھی ۱۶-۱۹) بعد ازاں وہ روم میں پائے جاتے ہیں (رومیوں ۱۶-۳ و ۴) اور ان کا آخری ذکر پھر افسس میں آیا ہے (۲-تیمتھیس ۴-۱۹)

کلودیس۔ دیکھو ۱۱-۲۸ کی شرح۔

حکم دیا تھا... کہ سب یہودی۔ سیوٹونیوس مورخ نے اس کا ذکر کیا ہے اور اس حکم کی یہ وجہ بیان کرتا ہے کہ "کریستس نامی ایک شخص کی تحریک سے یہودیوں میں کھلبلی مچی ہوئی تھی"۔ اس غیر قوم مصنف نے قدرتاً کرائسٹ مسیح کو ذرا بگاڑ کر کریستس کہا (یعنی نیک یا مفید) اور اس لئے ہمارا قیاس یہ ہے کہ مسیحی تعلیم کے ذریعہ روم کے اور دوسری جگہوں کے یہودیوں میں جھگڑا برپا ہوا۔ کلودیس کا یہ حکم ۴۹ یا ۵۰ء میں نافذ ہوا ہوگا۔ اس کی پوری تعمیل ناقابل عمل ثابت ہوئی (چنانچہ ڈایو کے سیوس کا یہی خیال ہے) اور اس سے کچھ عرصہ بعد وہاں یہودیوں کی ایک بڑی جماعت پائی جاتی ہے (۲۸-۱۷)

ان کے پاس گیا۔ انہوں نے خوشی سے اس کو اپنے گھر میں قبول کرلیا۔ یہ تو معلوم نہیں کہ اس ملاقات سے پہلے وہ مسیحی ہوچکے تھے۔ یا اس ملاقات کے وسیلے سے مسیحی ہوگئے۔ ان کے ساتھ بودوباش کرنے سے نہ صرف اس کی مہمانی ہوئی بلکہ روم کے ساتھ تعلق پیدا ہوگیا۔ شائد ان کے ذریعہ وہاں کا حال معلوم ہونے پر پولس کے دل میں اس شاہی شہر میں جانے اور انجیل سنانے کی خواہش پیدا ہوئی۔ (۱۹-۲۱ + رومیوں ۱-۱۱ سے ۱۵)

۳۔ اور چونکہ ان کا ہم پیشہ تھا۔ ان کے ساتھ رہا۔ اور وہ کام کرنے لگے۔ اور ان کا پیشہ خیمہ دوزی تھا۔

ہم پیشہ۔ یہ اسم صفت صرف اسی آیت میں آیا ہے۔ یہودی والدین کا یہ دستور تھا۔ خواہ وہ کسی رتبے یا درجے کے ہوں کہ وہ اپنے بچوں کو کسی نہ کسی قسم کی دستکاری سکھایا کرتے تھے۔ اور ایسے دستور کے ذریعہ محنت

کی عظمت بچوں کے دلوں میں بخوبی نقش ہوجاتی تھی۔ اس ملک ہندوستان میں یہ دستکاریاں خاص خاص ذاتوں ہی میں محدود ہیں۔ اور شریف خاندانوں میں دستکاری سیکھنا ذلت کا کام سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے اس عبرانی دستور سے ہم عمدہ سبق حاصل کرسکتے ہیں۔ اسی پیشہ کی بدولت پولس کا ان دوستوں کے ساتھ ملنے کا اتفاق ہوا۔

کام کرنے لگے۔ یہ رسول بہت محنتی شخص تھا۔ اور اکثر اپنے ہاتھوں کی محنت سے اپنا گزارہ کیا اور دوسروں پر بوجھ نہ ڈالا (۲۰-۳۴ + ۱ تھسلنیکے ۲-۹ + ۲ تھسلنیکی ۳-۸) پولس نے جو خط کرنتھیوں کو لکھے ان سے لوقا کے اس بیان کی پوری تصدیق ہوجاتی ہے (۱ کرنتھی ۴-۱۱ و ۱۲ + ۹-۱۲ و ۱۵ + ۲ کرنتھی ۱۱-۷ سے ۹ + ۱۲-۱۴)

خیمہ دوزی۔ یہ اسم صرف اسی جگہ آیا ہے۔ ترسیس میں ایک مقامی حرفت تھی۔ کہ ایک خاص قسم کی بکری کے بالوں سے (جسے کلی کیوم کہتے تھے) خیمہ بناتے تھے۔ ایشیا کوچک میں اب تک ایسے بکری کے بالوں کے خیمے استعمال میں آتے ہیں۔ شاید روم میں اکولہ اور پرسکلہ نے ایسے خیموں کی فروخت کی دکان کھولی ہوئی ہو +

۴۔ اور وہ ہر سبت کو عبادت خانے میں بحث کرتا۔ اور یہودیوں اور یونانیوں کو قائل کرتا تھا۔

بحث کرتا۔ دیکھو ۱۷-۲ کی شرح۔ فعل ناتمام سے ظاہر ہے کہ یہ کام برابر جاری رہا۔ بیزا کے نسخے میں یہ عبارت بھی پائی جاتی ہے "خداوند یسوع کا نام ان پر رکھا یا ان کی توجہ اس کی طرف دلائی +

عبادت خانے میں۔ دیکھو ۱۳-۵ کی شرح۔

یونانیوں کو۔ دیکھو ۱۴-۱ کی شرح۔ یہاں ایسے خدا ترس یونانیوں کا ذکر ہے۔ جن کا تعلق عبادت خانے سے تھا +

۵- اور جب سیلاس اور تیمتھیس مکدونیہ سے آئے تو پولس کلام سنانے کے جوش سے مجبور ہو کر یہودیوں کے آگے گواہی دے رہا تھا کہ یسوع ہی مسیح ہے۔

جب سیلاس اور تیمتھیس۔ دیکھو ۱۷-۱۴، ۱۵ کی شرح اور مقابلہ کرو ۲ کرنتھی ۱-۱۹ سے + تیمتھیس نے آن کر تھسلنیکی مسیحیوں کی استقلال کی خوشخبری دیکر پولس کے جی کو خوش کر دیا۔ (۱ تھسلنیکی ۳-۶ سے ۱۰) اور بشارتِ انجیل کے لئے اس کو زیادہ سرگرمی حاصل ہوئی۔ غالباً سیلاس بھی فلپی یا بریہ سے اسی قسم کی حوصلہ افزا خبریں لے کر آیا تھا۔

جوش سے مجبور ہو کر۔ مقابلہ کرو۔ ۱ کرنتھی ۹-۱۶ سے + باپ کی مرضی کی مجبور کرنے والی طاقت کے لئے بھی یہی فعل آیا ہے (لوقا ۱۲-۵۰) نجات دہندہ کی محبت بھی ایسی ہی مجبور کرنیوالی ہے (۲ کرنتھی ۵-۱۴) اور آدمیوں کی روحانی بہتری کی آرزو بھی (فلپیوں ۱-۲۳، ۲۴) سیلاس اور تیمتھیس اس کے پاس مالی امداد بھی لائے (۲ کرنتھی ۱۱-۹ + فلپیوں ۴-۱۵) جس کی وجہ سے وہ اپنا زیادہ وقت اس خدمت میں صرف کرنے لگا اور یوں وہ خدا کے کلام کی مجبور کرنے والی قدرت کی زیادہ اطاعت کر سکتا تھا۔ اور اس خدمت میں پولس کی مدد سیلاس اور تیمتھیس نے کی (۲ کرنتھی ۱-۱۹)۔ بعض اس جملہ کا یہ ترجمہ کرتے ہیں "وہ انجیل سنانے میں بالکل مستغرق ہو گیا"۔

گواہی دے رہا تھا۔ دیکھو ۲-۴۰ کی شرح۔ آیت ۴ کی بحث پر یہ مزید گواہی دی گئی یہ شخصی گواہی تھی جس پر انہوں نے بڑے بھروسہ کے ساتھ زور دیا۔

یسوع ہی مسیح ہے۔ زیادہ لفظی ترجمہ یہ ہوگا کہ "مسیح یسوع ہے" دیکھو ۱۷-۳ کی شرح +

۶- جب لوگ مخالفت کرنے اور کفر بکنے لگے تو اس نے اپنے کپڑے جھاڑ کر اُن سے کہا کہ تمہارا خون تمہاری ہی گردن پر۔ میں پاک ہوں۔ اب سے غیر قوموں کے پاس جاؤنگا۔

مخالفت کرنے۔ یہی فعل رومیوں ۱۳-۲ + یعقوب ۴-۶ + ۵-۶ +

۱ پطرس ۵-۵ میں بھی آیا ہے۔ یہ باقاعدہ مخالفت تھی۔ وہ گویا صف باندھ کے انجیل کی مخالفت میں کھڑے ہو گئے +

کفر بکنے لگے۔ دیکھو ۱۳-۴۵ کی شرح۔ مقابلہ کرو ۱ کرنتھی ۱۲-۳ +

کپڑے جھاڑ کر۔ دیکھو ۱۳-۵۱۔ مقابلہ کرو نحمیاہ ۵-۱۳ + متی ۱۰-۱۴ + اس فعل سے اس نے یہ ظاہر کیا کہ میں اپنی ذمہ واری سے سبکدوش ہوں۔ اور یہ ان کے لئے آگاہی تھی تاکہ وہ خبردار ہوں۔ مبادا خدا اُن کو اپنے فضل کی گود سے باہر نکال پھینکے +

تمہارا خون۔ یہ محاورہ یہودیوں میں مشہور تھا (یشوع ۲-۱۹ + ۲ سموئیل ۱-۱۶ + ۱ سلاطین ۲-۳۷ + متی ۲۷-۲۵) اس انجیل کے رد کرنے اور اس خطرہ میں پڑنے کی ذمہ داری اب ان کی اپنی تھی +

میں پاک ہوں۔ ۲۰-۲۶ + اس کا کانشنس صاف تھا۔ ان کی روحانی بہبودی کے لئے جو کچھ وہ کر سکتا تھا اس نے کیا۔

غیر قوموں کے پاس۔ ۱۳-۴۶ + یعنی عام غیر قوموں کے پاس جن کا تعلق عبادت خانہ سے کچھ نہ تھا۔ کرنتھس میں پولس کے کام کی پہلی منزل ختم ہوئی یعنی یہودیوں اور ان کے مریدوں کے درمیان کام کی۔ افسس میں بھی اسی قسم کی جدائی ہونیوالی تھی (۱۹-۹) جیسا کہ پسدیہ کے انطاکیہ اور دوسری جگہوں میں ہوئی تھی

۷- پس وہاں سے چلا گیا۔ اور ططس یوستس نام ایک خدا پرست کے گھر گیا۔ جو عبادت خانے سے ملا ہوا تھا۔

چلا گیا۔ یعنی عبادت خانہ سے۔ جگہ بدل لی۔ بیزا کے نسخہ میں ہے "اکولہ سے" یعنی اکولہ کے گھر سے چلا گیا۔ لیکن قطعی طور سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ پولس نے منادی کے سوا رہائش وغیرہ کے لئے یوستس کے گھر کو استعمال کیا ہو (۱۹-۱۰)۔

ططس یوستس۔ بعض نسخوں میں طیطوس یوستس آیا ہے اور بعضوں میں صرف یوستس۔ لفظ یوستس کے لئے ۱-۲۳ + کلسیوں ۴-۱۱ + یہ اپنے ہم نام کے

برعکس غیر قوم تھا۔ بعض صاحب کا خیال ہے کہ یہ رومی شخص تھا۔ اسی شہر کے بستی والوں میں سے اور اس کی دوستی کے ذریعہ پولس کو امید تھی کہ کرنتھس کے اعلیٰ ذات کے لوگوں میں کام کر سکیگا۔ نئے عہدنامہ میں اس کے نام کا پھر ذکر نہیں آتا۔

خدا پرست۔ دیکھو ۱۰-۲ و ۱۳-۴۳ کی شرح۔ زیادہ درست ایمان کی خاطر یہ شخص عبادت خانہ میں آیا کرتا تھا۔ پولس کی تعلیم سے اس پر بہت تاثیر ہوئی اور اس لئے اس نے اپنا گھر منادی کے لئے اسے دیدیا۔

جو عبادت خانے سے ملا ہوا تھا۔ یہ فعل صرف اسی جگہ آیا ہے اس لئے پولس کے لئے اچھی موقعہ کی جگہ تھی۔ کہ اگر کوئی یہودی یا غیر مرید سننا چاہے تو بآسانی آ سکتا تھا۔ علاوہ ازیں دوسروں کے لئے بھی یہ مناسب جگہ تھی۔

۸۔ اور عبادت خانے کا سردار کرسپس اپنے تمام گھرانے سمیت خداوند پر ایمان لایا۔ اور بہت سے کرنتھی سن کر ایمان لائے اور بپتسمہ لیا۔

کرسپس۔ ۱-کرنتھی ۱-۱۴ میں اس کا ذکر آیا ہے جسے پولس نے بپتسمہ دیا تھا۔ اگرچہ یہ یہودی تھا۔ لیکن اس کا نام لاطینی ہے چونکہ یہ عبادت خانے کا سردار تھا۔ اس لئے اس کے مسیحی ہونے سے یہودی اور بھی بھڑک اٹھے ہونگے عبادت خانہ کے قریب و جوار میں رہنے سے پولس کی دانائی کا اظہار ہوتا ہے۔ اس عبادت خانہ سے صرف یہی ایک مسیحی نہیں ہوا۔ ستفنس کا گھرانا اس سے پیشتر مسیحی ہو گیا تھا (۱-کرنتھی ۱-۱۶) اور گیوس ایک دوسرا مسیحی تھا (۱-کرنتھی ۱-۱۴) نیز دیکھو ۱-کرنتھی ۱-۱ و ۱۶-۱۷- رومیوں ۱۶-۲۳)

اپنے گھرانے سمیت۔ ۱۶-۱۵ و ۳۳

کرنتھی۔ یعنی شہر کے غیر قوموں میں سے ان میں سے بہت کچھ شریف لوگ نہ تھے (۱-کرنتھی ۱-۲۶ سے ۲۹) اور بعض گناہ کے گڑھے میں سے بچائے گئے تھے (۱-کرنتھی ۶-۹ سے ۱۱)

ایمان لائے اور بپتسمہ پایا۔ یعنی اکثر ایسا ہوتا رہا۔ کیونکہ یہ فعل ناتمام ہے

۹۔ اور خداوند نے رات کو رویا میں پولس سے کہا خوف نہ کر بلکہ کہے جا اور چپ نہ رہ

خداوند نے ... کہا۔ اس خاص موقعہ پر خداوند نے پھر دخل دیا (دیکھو ۲۳-۱۱ + ۲۷-۲۳) معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہودیوں کی مخالفت زیادہ بڑھتی گئی۔ پولس نے جو خط تھسلنیکیوں کو کرنتھس سے لکھا ہے اس سے بھی اس کا پتہ لگتا ہے (۱-تھسلنیکی ۲-۱۵ و ۱۶ + ۲-تھسلنیکی ۳-۱ و ۲) مقابلہ کرو ۲۰-۳۰ رویا ۷-۳۱ کی شرح۔

خوف نہ کھا۔ مقابلہ کرو ۲۷-۲۴ سے۔ اس خطرہ کے موقعہ پر خدا نے اس کو تسلی دی۔ اس کی تعلیم اور منادی کو کوئی روکنے والا نہ تھا (۱-کرنتھی ۹-۱۶)

۱۰۔ اس لئے کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور کوئی شخص تجھ پر حملہ کرکے ضرر نہ پہنچا سکے گا کیونکہ اس شہر میں میرے بہت سے لوگ ہیں۔

اس شہر میں میرے ... لفظ لوگ کے لئے دیکھو ۱۵-۱۴ کی شرح۔ اس لئے پولس کو نہ صرف دلیرانہ مخالفت کا مقابلہ کرنا تھا بلکہ جو فصل اس شہر میں تیار تھی اس کو جمع کرنا تھا۔ اگلی آیت دیکھو۔

۱۱۔ پس وہ ڈیڑھ برس ان میں رہ کر خدا کا کلام سکھاتا رہا۔

ڈیڑھ برس۔ اس عرصہ میں اس نے تھسلنیکیوں کو دو خط لکھے اور اخایا کے سارے علاقہ میں (۲-کرنتھی ۱-۱) کنخریا میں ایک جماعت قائم ہو گئی (رومی ۱۶-۱) رہ کر۔ لیکن ۹-۴۳ میں یہی فعل اسی معنی میں آیا ہے۔ خداوند کی حضوری کا یہ مزید یقین حاصل کرکے وہ وہاں مقیم ہو گیا تاکہ مستقل طور سے انجیل وہاں سنائے خدا کا کلام۔ اس نئی کلیسیا کی ترقی اور پختگی کے لئے وہ خدا کے کلام کی تعلیم دیتا رہا (۵-۴۲ + ۱۱-۲۶ کی شرح) کرنتھیوں کا پہلا خط اس کے اس کام کی کچھ توضیح کر دیتا ہے۔ یہودیوں کی اس نئی مخالفت کی وجہ سے اس کام میں کچھ رکاوٹ ہوئی۔

۱۲۔ جب گلیو اخیہ کا صوبہ تھا یہودی ایکا کرکے پولس پر چڑھ آئے اور اُسے عدالت میں لے جا کر۔

گلیو۔ یہ مشہور فلاسفر سنیکا کا بڑا بھائی تھا۔ نیرو کا اتالیق اور مصاحب تھا۔ اور یونان شاعر کا چچا۔ یہ ہسپانیہ میں پیدا ہوا تھا۔ اس کے باپ کا نام مرقس انایوس نویطس تھا لیکن اسے روتیوس جونیوس گلیو نے اپنا متبنیٰ بنایا۔ اس کا نام اس نے اختیار کیا۔ سنیکا کے بیان سے ظاہر ہے کہ یہ اخایا میں حاکم تھا اور بخار آنے کی وجہ سے یہ بحری سفر پر گیا۔ چونکہ سنیکا اس کا بھائی ۶۲ء سے ۶۵ء تک معرض عتاب میں تھا لیکن پیچھے یہ قیصر کی نظر میں بحال ہو گیا۔ اس کے بعد گلیو اخایا کا حاکم ہوا ہوگا ۵۲ء یا ۵۳ء کے قریب وہ حاکم ہوا ہوگا۔ یوسیبیس نے ذکر کیا ہے کہ وہ آخر کار کونسل کے عہدہ پر ممتاز ہو گیا۔ ہم عصروں کی شہادت سے ظاہر ہے کہ یہ شخص حلیم المزاج تھا +

صوبہ۔ ۱۳-۷ کی شرح ۲۷ق م سے ۱۵ء تک اخایا رومی سینٹ کا صوبہ تھا۔ اس کے بعد یہ مقدونیہ اور موسیہ کے شاہی صوبہ کے ساتھ ملحق ہو گیا۔ ۴۴ء سے کلودیس نے پھر اسے سینٹ کا صوبہ بنایا۔ اور صوبہ دار (پرو کونسل) وہاں مقرر کیا۔ اس سے بھی ظاہر ہے کہ لوقا ان اصطلاحی ناموں کے استعمال میں کیسا صحیح اور درست ہے۔

اخیہ۔ رومیوں کے دنوں میں یہ یونان کا کل ملک تھا جو ۱۴۶ق م میں الگ صوبہ ہو گیا۔

ایکا کرکے۔ ۱-۱۴ کی شرح + اور مقابلہ کرو ۷-۵۷ سے

چڑھ آئے۔ یہ مرکب لفظ صرف اسی جگہ آیا ہے۔ اس سے سخت حملہ مراد ہے۔ اس نئے حاکم کے آنے سے یہ فایدہ اٹھانا چاہتے تھے۔

عدالت۔ ایک منقولہ کرسی جس پر بیٹھ کر انصاف کیا کرتے تھے۔ یہ چوک میں ہوا کرتی تھی۔ ۱۲-۲۱+۲۵-۶ +

۱۳۔ کہنے لگے یہ شخص لوگوں کو ترغیب دیتا ہے کہ شریعت کے برخلاف خدا کی پرستش کریں۔

ترغیب دیتا ہے۔ ۱۷-۴ کی شرح۔

شریعت کے برخلاف۔ رومی شریعت کے برخلاف۔ اس صورت میں اس قسم کا الزام ہوگا جو فلپی میں لگایا گیا تھا (۱۶-۲۱) + یا یہودی شریعت جسے سرکار کی طرف سے منظوری ملی تھی۔

۱۴۔ جب پولس نے بولنا چاہا۔ تو گلیو نے یہودیوں سے کہا اے یہودیو اگر کچھ ظلم یا بُری شرارت کی بات ہوتی۔ تو واجب تھا کہ میں صبر کرکے تمہاری سنتا

گلیو نے کہا۔ امزی صاحب کا خیال ہے کہ بولنے سے پیشتر گلیو نے ساری حقیقت کو معلوم کر لیا تھا۔ اس لئے اس نے کوئی دعویٰ سننا نہ چاہا۔

ظلم۔ یہ لفظ پھر ۲۴-۲۰ + مکاشفہ ۱۸-۵ میں آیا ہے۔ شرعی ظلم۔ یا خلاف قانون ظلم۔

شرارت کی بات۔ یونانی میں ایک ہی لفظ ہے۔ ۱۳-۱۰ میں بھی اسی قسم کا لفظ آیا ہے۔

واجب تھا۔ تب میری مداخلت واجب ہوتی۔

۱۵۔ لیکن جب یہ ایسے سوال ہیں جو لفظوں اور ناموں اور خاص تمہاری شریعت سے علاقہ رکھتے ہیں تو تم ہی جانو میں ایسی باتوں کا منصف بننا نہیں چاہتا۔

سوال۔ ۱۵-۲ کی شرح۔

لفظوں۔ بمقابلہ افعال کے۔

ناموں۔ بمقابلہ امور واقعی کے۔ رومیوں کے نزدیک یسوع مسیح کے بارہ میں سوال محض لفظی تکرار تھی۔

تمہاری شریعت۔ بمقابلہ رومی شریعت کے۔

بننا نہیں چاہتا۔ کچھ حقارت سے اُس نے کہا۔ اُس نے رومی انصاف کے مطابق شہری کی حمایت کی گو اس کی تعلیم سے اس کو کوئی دلچسپی نہ تھی۔ رومی افسروں نے اکثر پولس سے اچھا سلوک کیا۔

۱۶۔ اور اس نے انہیں عدالت سے نکلوا دیا۔

نکلوا دیا۔ یہ لفظ اسی آیت میں آیا ہے۔ اس نے پیادوں کو حکم دیا کہ عدالت گاہ میں سے اُن کو نکال دو۔

۱۷۔ پھر سب لوگوں نے عبادت خانے کے سردار سوستھنیس کو پکڑ کے عدالت کے سامنے مارا مگر گلیو نے ان باتوں کی کچھ پرواہ نہ کی۔

پھر سب لوگوں نے۔ یعنی غیر قوم تماشائی جن کی ہمدردی پولس کے ساتھ تھی۔ اور یہودیوں سے اپنی عداوت کی کسر نکالنا چاہتے تھے۔ چونکہ گلیو نے ان کو تنبیہ دی تھی۔ اس لئے وہ اور بھی دلیر ہو گئے۔

سوستھنیس۔ یہ عبادت خانہ کا سردار کہلاتا ہے۔ شاید کرسپس کے مسیحی ہو جانے کے بعد (آیت ۸) وہ سردار مقرر ہوا اور پولس کو دکھ دینے میں یہ یہودیوں کا سرغنہ تھا۔ اور یونانیوں نے جھڑک کر اس کو پکڑ لیا۔ ۱کرنتھی ۱:۱ میں یہ نام آیا ہے لیکن ہمیں معلوم نہیں کہ یہ وہی شخص تھا۔ اگر وہی شخص ہو تو اس واقعہ کے بعد مسیحی ہوا ہوگا۔ اس مار پیٹ سے سنجیدہ خیالات پیدا ہوئے۔

پرواہ نہ کی۔ بعضوں نے اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ اُسے مذہب سے کوئی دلچسپی نہ تھی اور مذہبی لاپرواہی کے لئے اس کا نام ضرب المثل ہو گیا۔ شاید اس کا یہی مطلب ہو کہ سوستھنیس کے پیٹنے کی طرف اس نے کچھ توجہ نہ کی۔ اُس نے خیال کیا ہوگا کہ یہودی اسی سلوک کے مستوجب تھے۔

۱۸۔ پس پولس بہت دن وہاں رہ کر بھائیوں سے رخصت ہوا اور چونکہ اُس نے منت مانی تھی۔ اس لئے کنخریہ میں سر منڈایا اور جہاز پر سوریہ کو روانہ ہوا اور پرسکلہ اور اکولہ اس کے ساتھ تھے۔

بہت دن۔ ۹-۲۳ کی شرح۔ ۱۱ آیت میں جو ڈیڑھ سال کا ذکر ہے اس میں یہ دن بھی داخل ہیں۔ یہ حال کا حملہ یہودیوں کا اسی عرصہ میں ہوا۔

رخصت ہوا۔ یہ خاص فعل زیادہ تر لوقا اور پولس کی تصنیفات میں آتا ہے (مرقس ۶-۴۶ + لوقا ۹-۶۱ + ۱۴-۳۳ + ۵-۲۱ + ۲ کرنتھی ۲-۱۳) اتنا عرصہ رہنے کے بعد یہ الوداع بہت موثر ہوگی۔ پولس کے خطوں سے ظاہر ہے کہ وہ کرنتھی مسیحیوں کو کیسا پیار کرتا تھا (۱کرنتھی ۴-۱۴، ۱۵ + ۱۶-۲۴ + ۲کرنتھی ۶-۱۱ تا ۷-۴ + ۲-۳ سے ۱۱-۷ + ۱۲-۱۶ + ۱۲-۱۵)

سوریہ۔ یہ غالباً جاترنی جہاز تھا۔

روانہ ہوا۔ ۱۵-۳۹ + یہاں بھی فعل ناتمام ہے۔

پرسکلہ اور اکولہ۔ آیت ۲ کی شرح۔ ان کے ناموں کی ترتیب کو دیکھو سیلاس اور تیمتھیس کا ذکر نہیں کہ وہ ساتھ گئے ہوں۔

کنخریہ۔ کرنتھس کا مشرقی بندرگاہ خاکنا کے میدان سے ساڑھے آٹھ میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ کرنتھس کے پرے جو کراڑ ہے اس پر سے دونو بندرگاہ نظر آتے ہیں۔ اس کا اتفاقی ذکر رومیوں ۱۶-۱ میں آیا ہے۔ جہاں فیبے نامی ایک عورت کا ذکر ہے جو کلیسیا میں خادمہ (Deaconess) تھی اور اس نے پولس کی بڑی مدد کی یہاں شاید اُسے بیماری کا سخت دورہ ہوا اور اس لئے اس نے منت مانی ہو؟

۱۹۔ اور افسس میں پہنچ کر اس نے انہیں وہاں چھوڑا۔ اور آپ عبادت خانے میں جا کر یہودیوں سے بحث کرنے لگا۔

پہنچ کر۔ ۱۶-۱ کی شرح۔

افسس۔ آسیا کے رومی صوبہ کا یہ حقیقی دار الخلافہ تھا (۲-۹ کی شرح) + اور روم سے مشرق کو جو شاہراہ جاتی تھی۔ اس پر کرنتھس کے بعد یہ دوسرا بڑا شہر تھا یہ سمندر سے ۳ میل کے فاصلہ پر دریائے کیسٹر (Caystern) کے کنارے پر واقع تھا

تک کشتی چلتی تھی یہاں سے چار بڑی تجارتی سڑکیں جاتی تھیں۔ ان وجوہات سے ایشیائے کوچک کے اس حصہ کا ایک بڑا تجارتی مرکز تھا۔ اور اسکندریہ اور سوریا کی انطاکیہ کا ہم رتبہ تھا۔ رومی مشرقی ممالک میں یہ ایک بڑا مشہور شہر تھا جیسے بمبئی کا درجہ ہندوستان میں ہے ویسے ہی اس کا درجہ ایشیا میں تھا۔ البتہ صوبہ کا حاکم پرگمن میں رہتا تھا۔ یہ سلطنت کے بڑے گورنروں میں شمار ہوتا تھا چونکہ یہ پہلے یونانی بستی تھی اس لئے بہت بڑی جماعت یونانیوں کی یہاں رہتی تھی۔ مگر اکثر باشندے ایشیائی تھے اور اپنے بت پرستی مذہب کے بڑے دلدادہ تھے۔ اور اپنی دیوی کے مندر پر بڑا فخر کیا کرتے تھے۔ یہ دیوی گو قدیم میں اصلی باشندوں کی دیوی تھی لیکن یونانیوں کے دنوں میں ارتمس کے نام سے مشہور ہوگئی۔ یہ مندر شہر سے کچھ فاصلہ پر ایک ندی کے نشیب پر واقع تھا اور سارے علاقہ کا دینی مرکز تھا۔ ۱۹-۲۷ کی شرح [illegible] سے افسس تک دریائی سفر دو یا تین دن تک تھا۔ ان میں سے ایک [illegible] جمع الجزائر یونان کے ایک جزیرے کے پاس سے گزرا کرتی تھی۔ جہاز [illegible] کو جاتے ہوئے افسس میں ٹھہرا کرتا تھا تاکہ اور جاتریوں کو لے اور مسافر سبت عبادت خانے میں کاٹیں۔

انہیں وہاں چھوڑا۔ یعنی عبادت خانہ میں جانے کے بعد جب دوبارہ سفر اختیار کیا وہاں وہ شاید تجارت کے لئے بھی ٹھہرے ہوں۔ اور وہ افسس ہی میں تھے۔ جب پولس دوسرے سفر کے وقت وہاں گیا (اکرنتھی ۱۶-۱۹) غالباً پولس اس وقت اُن کے پاس ہی ٹھہرا ہوگا۔

جاکر- ۱۷-۲ و ۱۰ + ۵-۴ + افسس میں بہت یہودی تھے اور اچھے [illegible] بحث کرنے لگا۔ دیکھو ۱۷-۲ کی شرح۔ اس موقعہ پر لوگوں نے دلچسپی کی لیکن مخالفت نہیں کی۔

۲۰- جب انہوں نے اس سے درخواست کی۔ کہ اور کچھ عرصہ ہمارے ساتھ رہ تو اس نے منظور نہ کیا۔

منظور نہ کیا۔ یہ فعل اور جگہ پایا نہیں جاتا۔ یہ قابل لحاظ ہے کہ اس وقت ایشیا میں منادی کرنے سے روح نے اُن کو نہیں روکا (۱۶-۶)۔

۲۱- بلکہ یہ کہہ کر اُن سے رخصت ہوا کہ اگر خدا نے چاہا تو تمہارے پاس پھر آؤں گا۔ اور افسس سے جہاز پر روانہ ہوا۔

رخصت ہوا۔ دیکھو آیت ۱۸-۱ + بیزا کے نسخے اور بعض دیگر نسخوں میں لفظ "کہہ کر" کے بعد یہ عبارت آتی ہے "بہر حال مجھے عید یروشلیم میں کاٹنا ہے" یہ گویا ایک طرح کی تفسیر ہے۔ لیکن پولس کی تعجیل کی ایک حقیقی وجہ ہوگی (آیت ۱۸) عید فسح (بعضوں کے خیال میں عید پنتیکوست) یروشلیم میں کاٹنے کے لئے وہ جلدی کر رہا تھا اور اپنی منت وہاں ادا کرنا چاہتا تھا۔

پھر آؤں گا۔ دیکھو متی ۲-۱۲ + لوقا ۱۰-۶ + عبرانی ۱۱-۱۵۔

اگر خدا نے چاہا۔ ہماری ساری تجویزوں میں یہ شرط ضرور ہونی چاہئے (۱۔کرنتھی ۴-۱۹ + ۱۶-۷ + عبرانی ۶-۳ + یعقوب ۴-۱۵)۔

جہاز پر روانہ ہوا- ۱۳-۱۳ کی شرح دیکھو۔

۲۲- پھر قیصریہ میں اتر کے یروشلیم کو گیا۔ اور کلیسیا کو سلام کر کے انطاکیہ میں آیا۔

اتر کے- یہ فعل بھی خاص لوقا نے استعمال کیا ہے (لوقا ۴-۳۱ + ۹-۳۷ + اعمال ۸-۵ + ۹-۳۲ + ۱۱-۲۷ + ۱۲-۱۹ + ۱۳-۴ + ۱۵-۱ + ۱۸-۵ و ۲۲ + ۲۱-۳ و ۱۰ + ۱۷-۵)۔ یہاں یہ اسی معنی میں مستعمل ہوا ہے جس معنی میں ۲۷-۲ اور ۱۷-۵ میں ہوا ہے۔ یعنی سمندر سے ساحل کی طرف اترنا۔

قیصریہ- ۸-۴۰ کی شرح۔ جہاز اسی جگہ جا رہا تھا۔

گیا۔ یعنی یروشلیم کو (مقابلہ کرو ۱۱-۳ + ۱۵-۲ + ۲۱-۱۲ و ۱۵ + ۲۴-۱ + ۲۵-۱ و ۹) رجوع لانے کے وقت سے پولس اب چوتھی دفعہ یروشلیم کو گیا اور شاید بہت تھوڑی دیر وہاں رہا۔ اس کی تفصیل ہم تک نہیں پہنچی بیشک

اس نے ضیافت میں حصہ لیا اور نذر کی منت ادا کی اور وہاں کی کلیسیا کے ساتھ رہا انطاکیہ۔ ۱۱-۳۰+۱۳+۱+۱۴-۲۶+۱۵-۳۰+ یہاں سے وہ اپنے مشنری سفروں پر گیا۔ یہاں وہ کچھ عرصہ رہا۔ شاید کم از کم چند ہفتے۔ رامزی صاحب کا خیال ہے کہ گلتیوں کی طرف خط اسی جگہ سے لکھا گیا۔ تیسرے سفر سے پیشتر ان کا یہ خیال ہے کہ پولس یورپ میں کام کر رہا تھا تب اس کی غیر حاضری میں یہودی فریق نے کلیسیاؤں کو گھبرا دیا۔ لیکن اس خط کی عبارت سے گمان ہے کہ یہ خط اس کے بعد لکھا گیا۔ کیونکہ رومیوں کے خط سے یہ بہت مشابہ ہے۔ اعمال کی کتاب میں انطاکیہ کا یہ آخری ذکر ہے۔

تیسرا مشنری سفر ۱۸:۲۳ سے ۲۱-۱۷

اس وقت پولس کا خاص کام یہ تھا کہ ایشیا کے رومی علاقہ میں پڑا رہے جہاں پہلے دورہ کے وقت اسے منادی کرنے کی اجازت نہ ملی تھی سوائے ایک سبت کے بمقام افسس جب وہ واپس آ رہا تھا۔ یوں کہیں گلاتیہ مقدونیہ اخایہ اور ایشیا کے علاقے میں یکے بعد دیگرے انجیل سنائی گئی اور کلیسیائیں قائم ہوئیں۔ ان میں سے سب سے بڑا علاقہ ایشیا تھا۔ اور رومی اندازہ کے لحاظ سے یہ افریقہ کے صوبہ کا ہم پلہ تھا۔

۲۳۔ گلاتیہ اور فروگیہ کے علاقہ میں دورہ

۲۳۔ اور چند روز رہ کر وہاں سے روانہ ہوا اور ترتیب وار گلتیہ کے علاقے اور فروگیہ میں گذرتا ہوا سب شاگردوں کو مضبوط کرتا گیا۔

گلاتیہ اور فروگیہ کے علاقوں ۱۶-۶ کی شرح۔ شاید فروگیا صفت کے طور پر استعمال ہوا۔ گلاتی علاقہ لاؤکونیہ کا وہ حصہ تھا جو گلاتیہ کے رومی صوبہ میں داخل تھا۔ اور اسی نام سے وہ مشہور تھا۔ اس میں دربے اور لسترا اور دیگر شہر تھے۔ اسی طرح فروگی علاقہ فروگیہ کا وہ حصہ تھا جو گلاتیہ کے صوبہ میں شمار ہوتا

تھا۔ اس میں اکنیم اور پسدیہ کا انطاکیہ واقع تھے۔ پولس نے اپنی گلاتی کلیسیاؤں کو دوبارہ معاینہ کیا۔ برعکس اس کے شمالی گلاتیہ کی تھیوری یا قیاس جوتس کی عبارت سے تائید پاتا ہے ہمیں یہ یقین دلاتا ہے کہ سریائی انطاکیہ سے افسس تک سفر کرتے ہوئے وہ تقریباً تین سو میل بے راہ گیا تاکہ شمالی گلاتیہ کا معائنہ کرے۔ اور پھر فروگیا میں سے ہو کر اپنی منزل مقصود کو پہنچا۔ دیگر وجوہات سے بھی یہ قیاس قابل اعتراض ہے (۱۳ باب دیباچہ)

ترتیب وار۔ ترتیب وار لکھنے کے لئے بھی یہی لفظ آیا ہے دیکھو لوقا ۱-۳۰ اور کام کیلئے بھی لوقا ۸-۱+ اعمال ۱۸:۲۳ اور بولنے کے بارہ میں بھی (۱۱-۴ سے ۳:۲۴) مضبوط کرتا۔ ۱۴-۲۲+۱۵-۳۲ و ۱۶:۵ +

۲۴ سے ۲۸+ اپلوس۔ افسس اور کرنتھس میں

۲۴۔ پھر اپلوس نام ایک یہودی اسکندریہ کی پیدائش خوش تقریر اور کتاب مقدس کا ماہر افسس میں پہنچا۔

اپلوس۔ یہ اپلونیس کا مخفف ہے یہ اسکندریہ کا باشندہ تھا ۶-۹ کی شرح جو یونانی یہودیوں کا صدر مقام تھا اور ایسی جگہ تھی جہاں یہودی یونانی علم اور فلسفہ سے آشنا ہوئے۔ افسس میں پہلی دفعہ ٹھہرنے کے وقت اور واپس چلے جانے (جس کا ذکر آیات ۲۷ و ۲۸ میں آیا ہے) کے بعد وہ افسس میں پھر آیا (۱ کرنتھی ۱۶-۱۲) اور اس موقعہ پر وہ کرنتھس جانا نہ چاہتا تھا۔ کیونکہ وہاں تفرقے پڑے ہوئے تھے۔ اور ان میں اس کا نام بھی آتا تھا (۱ کرنتھی ۱-۱۲+ ۳-۴ سے ۵ و ۶ و ۲۲+ ۴-۶) پھر پولس کی دوسری قید سے پیشتر تک اس کا ذکر نہیں آتا جبکہ وہ قریطے میں یا وہاں پہنچنے پر تھا (طیطس ۳-۱۳) یہ پرجوش صاحب تقریر اور فلاسفرانہ گفتگو کرنے والا تھا +

کتاب مقدس کا ماہر۔ ۷-۲۲۔ ان سے واقف بھی اچھا تھا اور ان کو اچھی طرح استعمال کرنا بھی جانتا تھا +

۲۵۔ اس شخص نے خداوند کی راہ کی تعلیم پائی تھی۔ اور روحانی جوش سے کلام کرتا اور یسوع کی بابت صحیح صحیح تعلیم دیتا تھا۔ مگر صرف یوحنا ہی کے بپتسمہ سے واقف تھا۔

تعلیم پائی تھی۔ ایک لوقا یونانی فعل (لوقا ۱-۴+ اعمال ۲۱-۲۱ و ۲۴+ رومی ۲-۱۸+ ۱کرنتھی ۱۴-۱۹+ گلتیوں ۶-۶) اس لفظ سے اکثر زبانی تعلیم دینا مراد ہے (اردو میں لفظ کیٹی کیس وغیرہ آتا ہے) اگرچہ عام طور سے تعلیم دینے کے لئے بھی استعمال ہو سکتا ہے۔ ہندوستان میں گو وہ لوگ زبانی ہی تعلیم دیا کرتے ہیں۔ بیزا کے نسخہ میں ہے "اپنے ملک میں" یعنی سکندریہ میں۔

خداوند کی راہ ... یعنی مسیحی دین کی ۹-۲ کی شرح۔ اسے انجیل کی واقفیت تو تھی لیکن کافی نہ تھی +

روحانی جوش۔ لفظی طور پر "روح میں ابل رہا" (رومی ۱۲-۱۱) انہی دو جگہوں میں یہ لفظ آیا ہے۔ اس کی روح پاک سرگرمی سے مشتعل تھی یعنی کے سرد مہر فلاسفروں کے برعکس۔

کلام کرتا۔ فعل نا تمام سے کام کا تواتر ظاہر ہے +

صحیح صحیح (متی ۲-۸+ لوقا ۱-۳+ اعمال ۱۸-۲۵ و ۲۶ و ۲۳) صحیح تلاش صحیح مضمون صحیح تعلیم دینا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اسے انجیل کی اچھی واقفیت تھی بہ نسبت اس کے جو سمجھا گیا ہے۔

یسوع کی بابت۔ یعنی خداوند یسوع مسیح کی زندگی، کام اور موت کے بارہ میں نہ صرف یوحنا بپتسمہ دینے والے کی گواہی کے بارہ میں۔ اس کو کوئی صحیح معلم مل گیا ہوگا جس سے اس نے خاص مسیحی تعلیم پائی۔ اگرچہ وہ تعلیم مکمل نہ ہو۔ ہندوستان میں بہت لوگ ایسے ہیں جنہیں مسیحی دین کا کچھ علم ہے تو اسکا مطلب وہ نہیں سمجھتے۔

یوحنا ہی کے بپتسمہ سے واقف تھا۔ ۱۹-۱ سے ۴+ یوحنا بپتسمہ دینے والے کی تعلیم نے یہودیوں پر بہت بڑا اثر کیا تھا۔ اور دور دور تک اس کے نتائج پہنچے تھے۔

تو صاف ظاہر ہے کہ اپلوس نے یوحنا کی تعلیم توبہ کے بپتسمہ کے بارہ میں قبول کی تھی۔ لیکن مسیحی بپتسمہ کے بارہ میں اب تک اسے تعلیم نہ ملی تھی اگرچہ مسیح کی زندگی کے چند واقعات سے اس کو واقفیت تھی۔ بعض علما کا یہ خیال ہے کہ اس وقت کے قریب ہمارے خداوند کی زندگی کا کچھ احوال قلمبند ہو کر مروج ہو گیا تھا اور وہ مرقس کی انجیل کا سرچشمہ ہوگا۔ لیکن مسیحی بپتسمہ کا اس میں ذکر نہ ہوگا۔ اور اپلوس نے یہ ساری واقفیت اس کتاب سے حاصل کی ہوگی۔ لیکن یہ سب قیاس ہی ہے۔ لیکن آیت ۲۵ اس امر کی مد معلوم ہوتی ہے کہ اس نے تحریری نہیں بلکہ زبانی تعلیم پائی ہوگی +

۲۶۔ وہ عبادت خانے میں دلیری سے بولنے لگا۔ مگر پرسکلہ اور اکولہ اسکی باتیں سنکر اسے اپنے گھر لے گئے اور اسکو خدا کی راہ اور زیادہ صحت سے بتائی

دلیری سے۔ ۹-۲۷ کی شرح

پرسکلہ اور اکولہ۔ آیات ۲ و ۱۸+ وہ شاید عبادت خانہ میں گئے ہونگے۔

اپنے گھر لے گئے۔ ۱۷-۵

اور زیادہ بتائی۔ ۱۱-۴

زیادہ صحت سے۔ آیات ۲۵+ اپلوس کی تعلیم میں جو کمی تھی وہ اس نے پوری کی ہمیں امید ہے کہ اس نے مسیحی بپتسمہ بھی پایا اور روح القدس کا انعام بھی حاصل کیا (۱۹-۲ سے ۶) اگرچہ اس کا خاص ذکر نہیں۔

۲۷۔ جب اس نے ارادہ کیا کہ پار اتر کر اخیہ کو جائے تو بھائیوں نے اسکی ہمت بڑھا کر شاگردوں کو لکھا کہ اس سے اچھی طرح ملنا۔ اس نے وہاں پہنچکر ان لوگوں کی بڑی مدد کی جو فضل کے سبب ایمان لائے تھے

ارادہ کیا۔ ۵-۲۸ کی شرح۔ بیزا کے نسخے میں یہ عبارت بھی آتی ہے اور افسس میں چند کرنتھی بھی بستے تھے۔ اور جب انہوں نے اس کی تعلیم سنی تو اس سے درخواست کی کہ ہمارے ملک میں پار آ۔

اخیتہ - آیت ۱۲-

ہمت بڑھاکر - یہ فعل صرف ایسی جگہ پایا جاتا ہے! اسکے معنے ہیں آگے بڑھنے کو اکسانا یا انسی مسیحی معہ اکولہ اور پرسکلہ کے جو کرنتھس میں مشہور تھے اپلوس کو اس کام میں حوصلہ دیتے رہے اور ایک سفارشی خط بھی اس کو دیا (۲ کرنتھی ۳-۱) بعضوں نے اس کا یوں ترجمہ کیا ہے - بھائیوں نے کرنتھس کے مسیحیوں کو حوصلہ دلانے کے لئے لکھا کہ وہ اس کو قبول کریں ۔

مدد کی - یہ لفظ بھی لوقا نے اسی جگہ استعمال کیا ہے ۔ "درجے پولس نے لگایا تھا - اُسے اپلوس نے سینچا"۔ (۱ کرنتھی ۳-۶)

فضل کے سبب - یہ الفاظ یا تو ایمان سے متعلق ہیں یا مدد سے متعلق ہوسکتے ہیں - ان کا ایمان اور اُس کی خدمت دونو الہی فضل پر مبنی تھے فضل کے لئے دیکھو ۱۳-۴۳ کی شرح -

۲۸- کیونکہ وہ کتاب مقدس سے یسوع کا مسیح ہونا ثابت کرکے بڑے زور شور سے یہودیوں کو علانیہ قائل کرتا رہا ۔

یسوع ہی مسیح ہے - یا یہ کہ "مسیح یسوع ہے" آیت ۵ کی شرح - ہمیں پولس کے خطوں سے معلوم ہے کہ کرنتھس میں اپلوس کی تعلیم ایسی دلکش ثابت ہوئی کہ اپلوس کا ایک فریق پیدا ہوگیا (۱ کرنتھی ۱-۱۲) حکمت اور فصاحت پر ان کا زور تھا - غالباً اسی وجہ سے اپلوس وہاں سے افسس چلا گیا - کلیسیا میں ایسے تفرقات پر اس نے ملامت کی (۱ کرنتھی ۱۶-۱۲)

کتاب مقدس - وہ ان میں ایسا ماہر تھا کہ ان سے بخوبی ثابت کرسکتا تھا

بڑے زور شور سے - یہ لفظ لوقا ۲۳-۱۰ میں بھی آیا ہے - وہاں یہ مسیح کے خلاف زور شور کے لئے آیا ہے ۔

قائل کرتا رہا یعنی بذریعہ دلایل ۔

اٹھارھویں باب کی تعلیم

اول بڑے بڑے حصے

(۱) پولس کرنتھس میں ۱ سے ۱۸

(۲) پولس افسس میں ۱۹ سے ۲۳

(۳) اپلوس افسس اور کرنتھس میں ۲۴ سے ۲۸

دوم خاص مضامین

(۱) تین قابل نمونہ تجربے ۱ سے ۱۸ - بمقام کرنتھس

(ا) مخالفت (۱ سے ۶) پیغام رد کیا گیا - تو بھی نئے دوست اور رفیق ملے

(ب) حوصلہ دہی - ۷ سے ۱۱

{ روحوں کا ایمان لانا
ایمان کا مضبوط کرنا (مسیح کی رویت)
کامیابی کا جاری رہنا۔ }

(ج) مزاحمت ۱۲ سے ۱۷ - عدالت میں کھینچے گئے - الزام لگے لیکن حفاظت ہوئی

(۲) ایک خاص واعظ ۲۴ سے ۲۸ اپلوس

(ا) خوش تقریر - آیت ۲۴

(ب) بائبل میں ماہر - آیت ۲۴

(ج) خاص دلی سے شہادت - آیت ۲۵ جو کچھ اسے معلوم تھا اس کی تعلیم صفائی سے دیتا تھا۔

(د) روح کا جوش - آیت ۲۵

(ہ) خوش خلق - آیت ۲۶ - سیکھنے کو تیار تھا -

(و) محنت میں مستقل - آیت ۲۷ نئے کام کے لئے تیار

(ز) خدمت کی لیاقت - آیت ۲۷ و ۲۸

{ مسیحیوں کی مدد کرنا
غیر مسیحیوں میں انجیل سنانا }

انیسواں باب

۱ سے ۴۱ - افسس - پولس کی تین سال (یا ٹھیک طور سے پورے تین سال

افسس میں اس کا کام جس کا اثر سارے علاقہ پر تھا - ایک اہم مرکز میں مستقل طور سے کام کرنے کی اچھی مثال ہے -

۱- اور جب اپلوس کرنتھس میں تھا تو ایسا ہوا کہ پولس اوپر کے علاقے سے گزر کر افسس میں آیا۔ اور کئی شاگردوں کو دیکھ کر

اوپر کے علاقے۔ پسدیہ کے انطاکیہ سے افسس تک دو راستے تھے۔ ایک تو معمولی سڑک تھی جو جنوب مغرب کی طرف ساٹھ میل کے قریب جاکر اس بڑی سڑک سے جا ملتی تھی جو مشرق سے اپامیا تک جاتی تھی اور لادوکیا اور قلسی کی راہ سے وادی میں سے گزرتی تھی۔ دوسری سڑک زیادہ سیدھی تھی اور لدا اس راہ پر پا آبیانہ تھا اور یہ دریائے کاشر کے کنارے کنارے افسس تک جاتی۔ یہ کل فاصلہ دو سو میل کے قریب ہوگا۔ گرمی کی موسم میں یہ اوپر کی سڑک زیادہ موزوں تھی گو تجارتی مقاصد کے لئے اس میں کچھ مشکلیں تھیں۔ اس جگہ اسی سڑک کا ذکر ہے۔

گزر کر۔ دیکھو ۱۸-۲۳ کی شرح ۱۸-۲۳ میں اس بات کا ذکر تھا کہ وہ رومی لادکونیہ اور رومی فروگیہ میں دورہ کر رہا ہے۔ اور پسدیہ کے انطاکیہ تک گیا ہے اب اس کا مشنری دورہ زیادہ وسیع ہو گیا۔ بیزا کے نسخے میں ہے "اب جبکہ پولس اپنی ہی مرضی سے یروشلیم کو جانا چاہتا تھا۔ تو روح نے اس سے ایشیا میں واپس جانے کا حکم دیا۔ اور وہ ..." اس نسخہ کے مطابق یہ ہوگا کہ یروشلیم کو جانے کا جو ارادہ تھا وہ پورا نہ ہوا (۱۸-۲۱) لیکن اس میں کچھ غلطی ہے کیونکہ وہ یروشلیم کو گیا۔

افسس۔ ۱۸-۱۹ کی شرح۔ اس نے وہاں ٹھہرتے وقت (۱۸-۲۱) وعدہ کیا تھا کہ اگر ہو سکا تو میں پھر وہاں آؤنگا۔ یہاں وہ غالباً اپنے پرانے دوستوں پرسکلہ اور اکولہ کے ہاں رہا۔ (۱ کرنتھی ۱۶-۱۹)۔

شاگردوں۔ اعمال کی کتاب میں یہ نام مسیح کے شاگردوں ہی پر محدود ہے۔ اس لئے یہ لوگ بلحاظ اقرار کے مسیحی ہونگے اگرچہ ان کی تعلیم ناقص اور غیر مکمل تھی۔ اگلی آیت میں جو ایمان لانے کا ذکر ہے اسی طرح وہ بھی محدود المعنی ہے۔

۲- ان سے کہا کیا تم نے ایمان لاتے وقت روح القدس پایا؟ انہوں نے اس سے کہا کہ ہم نے تو سنا بھی نہیں کہ روح القدس نازل ہوا ہے۔

کیا تم نے ... روح القدس پایا؟ شاید ان کی روش، سیرت یا دین میں کوئی ایسا نقص ہوگا جس کے باعث یہ سوال کیا گیا ہے۔

ہم نے تو سنا بھی نہیں۔ (یوحنا ۷-۳۹) اصل مطلب اس سے بخوبی ظاہر ہے۔ روح کے خاص نزول اور کام کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ روح القدس کی ہستی کا حال سارے یہودیوں کو کتاب مقدس کے ذریعہ معلوم تھا۔ اور یوحنا بپتسمہ دینے والے نے اسکا صاف ذکر کیا تھا لیکن ان لوگوں نے روح کے مسیحی نزول کا حال نہ سنا تھا۔ انکی بھی یہی حالت تھی جو اپلوس کی تھی۔ جب وہ پہلے وہاں گیا تھا۔ البتہ بعض نے یہ سمجھا ہے کہ یہ اپلوس کے شاگرد تھے۔ لیکن یہ قرین قیاس نہیں ورنہ وہ اب تک ایسے نادان نہ رہتے۔ غالباً وہ حال ہی میں افسس پہنچے ہونگے۔ جب پولس سے ان کی ملاقات ہوئی ورنہ پرسکلہ اور اکولہ ان کو تعلیم دیتے جیسے انہوں نے اپلوس کو تعلیم دی تھی۔

۳- اس نے کہا پس تم نے کس کا بپتسمہ لیا؟ انہوں نے کہا یوحنا کا بپتسمہ۔

یوحنا کا بپتسمہ۔ دیکھو ۱۸-۲۵ کی شرح۔ نئے عہد نامہ میں یوحنا بپتسمہ دینے والے کا یہ آخری ذکر ہے۔

۴- پولس نے کہا یوحنا نے لوگوں کو یہ کہکر توبہ کا بپتسمہ دیا کہ جو میرے پیچھے آنیوالا ہے اس پر یعنی یسوع پر ایمان لانا۔
۵- انہوں نے یہ سنکر خداوند یسوع کے نام کا بپتسمہ لیا۔

خداوند یسوع کے نام کا بپتسمہ ... ۲-۳۸ کی شرح۔ یوحنا کا بپتسمہ توبہ کا نشان اور اس کی مہر تھا۔ یسوع کے نام کا بپتسمہ گناہوں کی معافی اور ابدی زندگی کا نشان۔ مسیحی بپتسمہ کے ذریعہ توبہ اور ایمان دونو کی تصدیق ہوتی ہے علاوہ ازیں یہ نئی اور قیامتی زندگی میں داخل ہونے کا نشان ہے۔

۶- جب پولس نے ان پر ہاتھ رکھے تو روح القدس ان پر نازل ہوا اور

وہ طرح طرح کی زبانیں بولنے اور نبوت کرنے لگے۔

ان پر ہاتھ رکھے۔ دیکھو ۸-۱۵ سے ۱۷ کی شرح۔ اگرچہ اب ان کو بپتسمہ مل گیا تو بھی سامری نو مسیحیوں کی طرح اب تک روح القدس ان کو نہ ملا تھا

روح القدس اُن پر ..... دیکھو ۱-۸ کی شرح۔

طرح طرح کی زبانیں بولنے ..... ۲-۴ و ۱۷ کی شرح۔ اور مقابلہ کرو ۱۰-۴۶ کی شرح "طرح طرح کی زبانیں بولنے" کا اعمال کی کتاب میں بہ تفسیر واضح ذکر ہے۔ اور خاص ذکر نبوت یا الہام کا ہے۔ یا الٰہی پیغام کا کسی کے سامنے بیان کرنا۔ فعل ناتمام ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دونوں انعام دیر تک جاری رہے۔ اس امر کے لحاظ سے کہ پہلے دو موقعوں پر طرح طرح کی زبانوں سے بولنا یہودیوں اور غیر قوموں کے درمیان خاص کام کا پیش خیمہ تھا۔ اس لئے یہ قرین قیاس ہے کہ اس موقعہ پر بھی اس انعام کا ذکر اسی قسم کے ضروری کام کا پیش خیمہ ہوگا۔ جب ظاہری کلیسیا کو یہ روحانی قوت عطا ہوتی ہے۔ تب ہی دنیا کو انجیل سنانے کے قابل ہوتی ہے۔ ہندوستان کی کلیسیا کو یہ سبق سیکھنا چاہئے۔

۷۔ اور وہ سب تخمیناً بارہ آدمی تھے۔

۸۔ پھر وہ عبادت خانے میں جا کر تین مہینے تک دلیری سے بولتا رہا اور خدا کی بادشاہت کی بابت بحث کرتا اور لوگوں کو قائل کرتا رہا۔

عبادت خانے - ۱۷-۲ کی شرح۔ کلیسیائی ابتدائی کام کے بعد انجیلی بشارت زیادہ زور سے دی جاتی ہے خاصکر افسس کے یہودیوں کے درمیان جو شمار اور رسوخ میں زیادہ تھے۔

دلیری سے - جیسے پولس نے پیشتر کیا تھا (۱۸-۲۶) دیکھو ۹-۲۷ کی شرح اور مقابلہ کرو افسیوں ۶-۲۰ جہاں اس نے افسیوں کو لکھتے وقت یہی لفظ استعمال کئے۔ بیزا کے نسخہ میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں "بڑی قدرت کے ساتھ" تین مہینے تک۔ عبادت خانہ میں اس کی یہ مہم غیر معمولی طور پر طوالت

پکڑ گئی (۱۳-۴۴ سے ۴۸ + ۱۴-۱ اور ۲ + ۱۷-۱۱ سے ۱۴) اس سے پیشتر یہ ذکر ہو چکا ہے کہ افسس کے یہودی انجیل کے سننے کی طرف دوسرے یہودیوں سے زیادہ مائل تھے (۱۸-۲۰ بہ ۲۱ و ۲۴ سے ۲۶)۔

بحث ..... ۱۷-۲ و ۱۷ کی شرح۔

خدا کی بادشاہت - ۸-۱۲ کی شرح۔

۹۔ لیکن جب بعض سخت دل اور نافرمان ہو گئے۔ بلکہ لوگوں کے سامنے اس طریق کو برا کہنے لگے تو اس نے ان سے کنارہ کرکے شاگردوں کو الگ کر لیا اور ہر روز ترنس کے مدرسے میں بحث کیا کرتا تھا۔

سخت دل - یہ خاص یہودیوں کی بہ نسبت استعمال ہوا ہے خاصکر ان کے خدا کی آواز کو نہ سننے اور روگردانی کے بارہ میں (رومیوں ۹-۱۸ + عبرانی ۳-۸ و ۱۳ و ۱۵ + ۴-۷) یہاں بھی فعل ناتمام ہے۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ یہ سخت ہونے کا کام بھی جاری رہا۔ اگر ہمارے دل خدا کی صداقت کو قبول نہ کریں تو وہ اس کی مخالفت میں زیادہ و زیادہ ضد کرنے لگ جاتے ہیں۔

نافرمان - یہ فعل بھی ناتمام ہے۔ اس میں بے ایمانی اور نافرمانی دونو خیال پائے جاتے ہیں۔ دیکھو ۱۴-۲۔ یونانی میں لفظ قائل کرنا کی طرف اشارہ ہے وہ قائل ہونا نہ چاہتے تھے۔ بلکہ اسی ضد اور نافرمانی میں قائم رہے۔

لوگوں کے سامنے - بیزا کے نسخہ میں یہ الفاظ بھی ہیں "غیر قوموں میں سے" برا کہنے لگے۔ یہ فعل متی ۱۵-۴ + مرقس ۷-۱۰ + ۹-۳۹ میں بھی آیا ہے

اس طریق - ۹-۲ کی شرح۔

کنارہ کرکے جیسے وہ کرنتھی عبادت خانہ سے چلے جانے پر مجبور کیا گیا۔ (۱۸-۷)

شاگردوں کو ..... ۱۸-۲۷۔ جن لوگوں کا ذکر آیات ۱ سے ۷ میں آیا ہے شاید وہ ان شاگردوں میں شمار ہونگے۔ شاید ترفمس بھی (۲۱-۲۹)

ہر روز - آیت ۸ میں یہی فعل آیا ہے۔ نیز دیکھو ۱۸-۲ کی شرح۔

ترنس کے مدرسے میں۔ یہ لفظ جس کا ترجمہ مدرسہ کیا گیا ہے نئے عہدنامہ میں صرف اسی جگہ آیا ہے۔ اس سے مراد لیکچر ہال۔ اور ترنس غالباً ایک فلاسفر معلم تھا جس سے پولس نے یہ کمرہ کرایہ پر لیا ہوگا۔ یہ لیکچر ہال غالباً چوک میں ہوگا جہاں آمدورفت بکثرت ہوتی تھی اور سیر کے لئے افسس جیسے شہر میں لوگ جاتے تھے۔ بعضوں کی رائے ہے کہ یہ طیطس یوستس کی طرح نومسیحی اشناس دین تھا (۱۸-۷) بعضوں کا خیال ہے کہ وہ یہودی تھا۔ اور اس کے مدرسے میں یہودی شریعت اور روایات کی تعلیم و تفسیر ہوا کرتی تھی۔ بیزا کے نسخے میں لفظ ترنس کے بعد یہ لفظ بھی آتے ہیں "وہ پانچویں گھنٹے سے دسویں گھنٹے تک" یہ سمجھنا ذرا مشکل ہے کہ یہ لفظ یہاں کیسے داخل ہوئے جب تک کہ یہ امر واقعی نہ ہو۔ اس کی کافی شہادت ہے کہ ایشیائی شہروں میں کاروبار پانچویں گھنٹے یعنی صبح کے گیارہ بجے ختم ہوتا تھا۔ ترنس جس وقت اپنا لیکچر ختم کرتا تو یہ کمرہ خالی رہتا۔ اس لئے پولس اس کو استعمال کر سکتا تھا۔ ہمیں معلوم ہے کہ افسس میں پولس نے دستکاری کے ذریعہ اپنی گذران کی (۲۰-۳۴ + ۱ کرنتھی ۴-۱۱ و ۱۲) پولس ابھی معمولی کاروبار کے وقت میں اپنی دستکاری کیا کرتا ہوگا۔ اور صبح ۱۱ بجے سے ۴ بجے تک منادی کرتا ہوگا جب کہ لوگوں کو کام سے فراغت ہوتی تھی علاوہ ازیں اس نے [illegible] اور خدمتیں بھی کیں (۲۰-۲۰ و ۲۱ و ۳۱) اس لئے وہ ٹھیک طور سے یہ کہہ سکتا تھا کہ "رات دن محنت کرتے رہے" (۲۰-۳۱ + ۱ تھسلنیکی ۲-۹) اس کی انتھک محنت کا حال سنکر ہمیں اپنی کاہلی اور سستی پر شرم آتی ہے۔

۱۰- دو برس تک یہی ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ آسیہ کے رہنے والوں کیا یہودی کیا یونانی سب نے خداوند کا کلام سنا۔

دو برس تک -۱۸-۱۱ سے مقابلہ کرو اس دراز عرصے اور خاص موقعہ کا ذکر ۲ کرنتھی ۹-۱۶ میں بھی آیا ہے۔ آیت ۸ سے تین مہینے اس میں داخل نہیں یہودی شمار کے طریقہ کے موجب دو سال سے اگر تین مہینے کا عرصہ زیادہ

ہو جائے تو اسے تین سال کہا کرتے تھے۔ اسی لئے ۲۰-۳۱ کا شمار ہے۔ اتنا عرصہ پولس اور کسی مشنری مرکز میں نہیں رہا۔

آسیہ کے رہنے والوں۔ افسس میں چاروں طرف سے لوگ تجارتی ملکی اور دینی مطالب کے لئے آیا کرتے تھے۔ اور ان میں سے بعضوں نے انجیل کو سنا ہوگا اور اپنے اپنے شہروں میں جا کر اس کا ذکر کیا ہوگا اور پولس کے بعض رفیقوں اور نومسیحیوں نے علاقہ میں بشارتی دورہ بھی کیا ہوگا۔ اس وقت پولس کے ساتھ دیگر ہم خدمت بھی موجود تھے (آیت ۲۲ کلسیوں ۱-۱ + فلیمون ۱ + تیمتھیس کلسی میں مشہور تھا۔ غالباً اسی زمانہ میں سات کلیساؤں میں سے چھ کی بنیاد پڑی (مکاشفہ ۱-۴ و ۱۱) اور نیز کلسی اور ہائروپولس کی کلیساؤں کی بنیاد (کلسیوں ۴-۱۳)۔ اپفراس (کلسیوں ۱-۷ فلیمون اور ارخپس (کلسیوں ۴-۱۷ + فلیمون ۲) جو سب کلسی کے مسیحی تھے وہ پولس سے شخصی واقفیت رکھتے تھے اور اس کی محنتوں میں شریک ہونگے۔ یہ شاید اس کے افسس کے کام کا ثمرہ ہونگے۔

۱۱- اور خدا پولس کے ہاتھوں سے خاص خاص معجزے دکھاتا تھا۔

خاص خاص معجزے "یا غیر معمولی قوتیں" یا قدرت کے معجزے معجزے کے لئے دیکھو ۲-۲۲ کی شرح۔ جیسے سامریہ (۸-۹ سے ۱۳) اور پافس میں (۱۳-۸ سے ۱۲) جھوٹے یا جعلی معجزوں کا بھید فاش ہو گیا۔ ویسے ہی افسس میں حقیقی معجزوں نے جعلی معجزوں کا بھید فاش کر دیا۔

۱۲- یہاں تک کہ رومال اور پٹکے اس کے بدن سے چھوا کر بیماروں پر ڈالے جاتے تھے اور ان کی بیماریاں جاتی رہتی تھیں۔ اور بری روحیں ان میں سے نکل جاتی تھیں۔

رومال۔ جس لاطینی لفظ کا یہ ترجمہ کیا گیا ہے اس سے ایسا کپڑا مراد ہے جس سے پسینہ پونچھا کرتے تھے۔ یہ لفظ لوقا ۱۹-۲۰ + یوحنا ۱۱-۴۴ + ۲۰-۷

یہ وہ رومال یا جھاڑن تھے جنہیں اس محنتی خیمہ دوز نے اپنا پسینہ پونچھنے کے لئے استعمال کیا ہوگا۔

پٹکے۔ یہ کپڑا دستکار لوگ اوڑھا کرتے تھے۔

اس کے بدن۔ یہ لفظ صرف اسی جگہ آیا ہے اسکے معنی ہیں بدن کی سطح یا جلد۔

بیماروں پر۔ جو پولس کے پاس نہ آسکتے تھے ان پر یہ کپڑے ڈالے جاتے تھے۔

نکل جاتی تھیں۔ یہ ایک غیر معمولی فعل ہے (لوقا ۱۲-۵۸ + عبرانی ۲-۱۵) اور طبیب مصنفوں نے بیماریوں کے دور ہونے کے لئے اسے اکثر استعمال کیا ہے لوقا چونکہ طبیب تھا۔ اس لئے اس نے معمولی بیماریوں اور غیر معمولی آسیب کے صدموں میں امتیاز کیا ہے (۵-۱۶ + ۸-۷)

۱۳۔ مگر بعض یہودیوں نے جو جھاڑ پھونک کرتے پھرتے تھے یہ اختیار کیا کہ جن میں بری روحیں ہوں ان پر خداوند یسوع کا نام یہ کہہ کر پھونکیں کہ جس یسوع کی پولس منادی کرتا ہے میں تم کو اسی کی قسم دیتا ہوں۔

یہودیوں۔۔۔۔ جو ادھر اُدھر پھرتے رہتے تھے (۲۸-۱۳ + ۱ تیمتھیس ۵-۱۳ + عبرانی ۱۱-۳۷) جگہ جگہ جا کر یہ لوگ اپنے جادو منتر کرتے پھرتے تھے جیسے آجکل ہندوستان میں بہت لوگوں کا یہی پیشہ ہے۔

جھاڑ پھونک۔ یہ لفظ صرف اسی جگہ آیا ہے۔ اس لفظ سے ایسے لوگ مراد ہیں جو کسی مقدس نام کو لیکر جنوں یا بدروحوں کو نکالا کرتے تھے۔ (متی ۲۶-۶۳) بہت یہودی جادو پر عمل کرتے تھے (لوقا ۱۱-۱۹) یوسیفس مورخ نے بعض روایات کے زور پر یہ نتیجہ نکالا اگرچہ یہ غلط ہے کہ سلیمان نے یہ فن ایجاد کیا تھا۔ افسس ایسی جادوگری کا مرکز تھا (آیت ۱۹) اور ان آوارہ گرد یہودیوں کی اچھی گذران اسی طرح ہو جایا کرتی تھی۔ بت پرستوں کے جادو منتروں کو اپنے منتروں کے ساتھ ملایا ہوگا۔ اس ملک میں بھی اس قسم

کا رواج بہت پایا جاتا ہے۔ منتری اور دیوی دیوتاؤں کے آگے کھیلنے اور ناچنے والے بہت پائے جاتے ہیں اور وہ یہ جھاڑ پھونک کیا کرتے ہیں۔ کم تعلیم یافتہ مسلمانوں میں بھی گنڈے تعویذ کا بہت چرچا ہے۔ آسیب زدگان کے اِرد گرد لکیریں دی جاتی ہیں۔ ان پر پھول ڈالے جاتے اور منتر یا کلام پڑھے جاتے ہیں اور راکھ ڈالی جاتی ہے۔

یہ اختیار کیا۔ ۹-۲۹ کی شرح۔

خداوند یسوع کا نام۔ یہ نام محض منتر کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ جیسے سلومان یا سلیمان کا نام استعمال کیا جاتا ہے (۳-۷ کی شرح)

قسم دیتا ہوں جس لفظ کا ترجمہ جھاڑ پھونک ہے۔ وہ اسی لفظ سے نکلا ہے۔ اس کا ذکر مرقس ۵-۷ + ۱ تھسلنیکی ۵-۲۷ میں بھی آیا ہے کئی تختیاں جادو کی ملی ہیں جن کے شروع میں یہی لفظ آتے ہیں "قسم دیتا ہوں"۔

۱۴۔ اور سکوا یہودی سردار کاہن کے سات بیٹے ایسا کیا کرتے تھے

سکوا۔۔۔۔ شاید یہ نام لاطینی تھا۔ جس کی بگڑی شکل یونانی میں یہ ہے ملیتس میں جو کتبے ملے ہیں ان میں یہ لفظ آیا ہے۔

سردار کاہن۔ ۲۳-۴۰ کی شرح۔ کاہنوں کے چوبیس فریقوں میں سے کسی کا سرگروہ ہوگا یا شاید سردار کاہنی خاندان کے ساتھ تعلق رکھنے کی وجہ سے سردار کاہن کہلاتا ہو یا شاید خود بھی سردار کاہن رہا ہو۔ اگرچہ اس قرینہ میں سردار کاہن کا ذکر کچھ عجیب معلوم ہو تو بھی ایسی بہت مثالیں ہیں جن میں بعض معزز اور ذی رتبہ اشخاص کے بیٹوں نے اس قسم کا پیشہ اختیار کیا۔ بعضوں کا یہ خیال ہے کہ اس قسم کے لوگ اپنے تئیں یہودی سردار کاہن کے بیٹے مشہور کیا کرتے تھے تاکہ لوگ ان کی طرف زیادہ توجہ کریں۔

سات بیٹے۔ یا بعض نسخوں کے مطابق "کوئی سات ایک بیٹے" یعنی تقریباً سات بیٹوں کے نسخے میں ہے جن میں سات ایک سکیوا کاہن کے بیٹے تھے جو یہی کرنا چاہتے تھے جو ایسے شخصوں کو جھاڑا کرتے تھے وہ اس آسیب زدہ کے گھر میں داخل ہو کر

یہ نام لیکر کہنے لگے " ہم تجھے یسوع کے نام سے نکلنے کا حکم دیتے ہیں جس کی منادی پولس کرتا ہے"۔ اس پیزا کے نسخہ میں عدد سات چھوڑا گیا ہے۔

۱۵۔ بُری رُوح نے جواب میں ان سے کہا کہ یسوع کو تو میں جانتی ہوں اور پولس سے بھی واقف ہوں۔ مگر تم کون ہو۔

یسوع کو تو ...... یہ لفظ شخصی واقفیت پر دلالت کرتا ہے۔ یہ بدروح نجات دہندہ کی طاقت سے بخوبی واقف تھی (مقابلہ کرو مرقس ۱: ۲۳، ۲۴)
پولس سے بھی واقف ہوں۔ یہاں مختلف لفظ استعمال ہوا ہے جس سے ادنیٰ علم مراد ہے "میں پولس کی نسبت جانتی ہوں"۔

۱۶۔ اور وہ شخص جس پر بُری رُوح تھی کود کر ان پر جا پڑا۔ اور دونوں پر غالب آکر ایسی زیادتی کی کہ وہ ننگے اور زخمی ہو کر اس گھر سے نکل بھاگے۔

کود کر۔ یہ لفظ صرف اسی آیت میں آیا ہے "بڑی تندی سے ان پر لپکا"۔
دونوں پر غالب آکر۔ یہ فعل متی ۲۰: ۲۵ + مرقس ۱۰: ۴۲ + ۱ پطرس ۵: ۳ میں بھی آیا ہے۔ لفظ دونوں سے ظاہر ہے کہ ان ساتوں میں سے صرف دو اس وقت اس کام میں مصروف تھے۔ یا یہ سمجھو کہ یہ دو ان سب میں سرکردہ تھے۔ پیزا کے نسخہ میں سکوا کا ذکر ۱۴ آیت میں ہوا۔ اس مشکل کو رفع کر دیتی ہے

۱۷۔ اور یہ بات افسس کے سب رہنے والے یہودیوں اور یونانیوں کو معلوم ہو گئی پس سب پر خوف چھا گیا اور خداوند یسوع کے نام کی بزرگی ہوئی۔

سب پر خوف چھا گیا۔ مقابلہ کرو ۵: ۱۱ و ۲: ۴۳ سے
بزرگی ہوئی۔ اس سے روشن ہو گیا کہ یسوع کا نام بیہودہ لینا ایک خطرناک ہے یہاں بھی فعل ناتمام ہے جس سے ظاہر ہے کہ یہ بزرگی ہوتی رہی۔

۱۸۔ اور جو ایمان لائے تھے ان میں سے بہتیروں نے آکر اپنے کاموں کا اقرار اور اظہار کیا

جو ایمان لائے تھے۔ ان نو مسیحیوں پر خداوند یسوع کے نام کی قدرت [illegible]

واضح طور سے ظاہر ہوئی کہ پیشتر ان کو معلوم نہ تھی۔ اور وہ اپنے گناہوں سے قایل ہو گئے۔ یہ بڑے دستور تک ان میں جاری تھے۔

اقرار اور اظہار کیا۔ ان دونوں لفظوں سے یہ مراد ہے کہ سب نے برملا اس امر کو تسلیم کر لیا مسیحی جماعت کے خلاف جو گناہ ہوں ان کو برملا رسوا کرنا چاہئے اسی قسم کے گناہوں کا اکثر ذکر ہندوستانی مسیحیوں میں بھی آیا ہے جن کا انہوں نے قایل ہونے اور روحانی بیداری کے وقت اقرار کیا۔

اپنے کاموں۔ رومیوں ۸: ۱۳ + کلسیوں ۳: ۹ + اس سے سب طرح کے ناپاک اور بد دستورات مراد ہیں۔ لیکن قرینہ عبارت سے ظاہر ہے کہ یہاں ان کا تعلق جادوگری سحر اور جھاڑ پھونک سے ہے۔ جو یہ لوگ مسیحی دین قبول کرنے کے بعد بھی کیا کرتے تھے۔ کتبوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ کاموں کے لئے جو لفظ ہے وہ خاص اصطلاح تھی جادو کے کاموں کے لئے۔ اگلی آیت میں جو لفظ کرنے والوں ہے وہ بھی اسی سے متعلق ہے۔ ہندوستانی کلیسیا کا فرض ہے کہ جو وسواس اور بد رسوم بت پرستی کے زمانے سے ان کے درمیان چلی آتی ہیں ان سے اپنے تئیں پاک کریں۔ مثلاً تعویذوں کا پہننا۔ جادو کے الفاظ کو استعمال کرنا۔ سعد و نحس دنوں کا ماننا وغیرہ

۱۹۔ اور بہت سے جادوگری کرنے والوں نے اپنی اپنی کتابیں اکٹھی کر کے سب لوگوں کے سامنے جلا دیں۔ اور جب ان کی قیمت کا حساب ہوا تو پچاس ہزار روپے کی نکلیں۔

بہت سے ...... یہ شاید غیر مسیحی جادوگر ہونگے۔ جب مسیحی کلیسیا میں روحانی بیداری ہوگی تو اس کا اثر غیر مسیحیوں پر بھی ہوگا۔
جادو کرنے والوں نے۔ یہ لفظی ترجمہ ہوگا۔ عجب کام کرنے والے۔ یہ لفظ ۱ تھمتھیس ۵: ۱۳ میں بھی آیا ہے۔ اس سے ایسے لوگ مراد ہیں جو اپنے کام کو نظر انداز کر کے دوسروں کے کاموں میں اور غیر ضروری امور میں خواہ مخواہ دخل دیتے ہیں۔ جیسے حاشیہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہ لفظ جادوگری کے لئے بھی آیا

ہے۔ افسس کی شہرت جادوگری کے لئے ساری دنیا میں پھیلی ہوئی تھی۔ خاص
سر یہ نشان جو افسی حروف کے نام سے نامزد تھے۔ فوق العادت قدرت رکھنے
کے لئے مشہور تھے۔ ان کو لوگ تعویذ کے طور پر پہنا کرتے تھے۔ اور جادو
کے طور پر ورد زبان کرتے۔ ویدوں کی آیات منتر کہلاتے ہیں۔ اور جادو کے
طور پر ان کو استعمال کرتے ہیں۔ اور ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ان میں فوق العادت
تاثیر ہیں۔ خاص قسم کی لکیریں جیسے تختیوں پر کھینچی جاتی ہیں ان کو ینتر کہتے ہیں
اسی قسم کے بہت سحر اور طلسم اور نقش ہندوستان میں مروج ہیں۔

اپنی اپنی کتابیں۔ یعنی جن کتابوں میں ان افسی حروف کا ذکر تھا اور اس
قسم کے جھاڑ پھونک اور گنڈے تعویذ درج تھے۔ ہندوستان میں ایسی بہت
کتابیں دوکانوں میں بکتی ہیں۔

جلا دیں۔ فعل ناتمام سے ظاہر ہے کہ وہ جلاتے رہے۔ معلوم ہوتا ہے
کہ آگ جلا دی گئی ہوگی اور لوگ اپنی کتابیں لاکر اس میں ڈالتے جاتے ہوں گے
اس کا مشاہدہ بھی کسی قدر اس ملک میں ہوتا رہتا ہے۔ جادوگر اپنے تعویذ و
وغیرہ کو توڑ پھینکتے۔ بت پرست اپنے بتوں کو توڑ ڈالتے اور جھاڑ پھونک
کرنے والے اپنے کاسوں کو تباہ کرتے ہیں۔ جبکہ یہ لوگ مسیحی ہو جاتے ہیں۔

حساب ہوا۔ یہ ایک غیر معروفی فعل ہے جو نئے عہد نامہ میں اسی آیت میں
آیا ہے۔

پچاس ہزار روپیہ۔ چونکہ افسس یونانی بستی تھی اس لئے یونانی سکہ مروج ہوگا
اس قسم کے چوبیس درہم ایک اشرفی کے برابر تھے اس لئے کل رقم دو ہزار اشرفی یا بائیس
ہزار روپے کے برابر ہوگی۔ لیکن چونکہ رومیوں کے عہد سلطنت میں روپیہ کی قیمت
زیادہ تھی اس لئے کل قیمت پچاس ہزار کے لگ بھگ ہوگی۔

۲۰۔ اسی طرح خداوند کا کلام زور پکڑ کر پھیلتا اور غالب ہوتا گیا۔

خداوند کا کلام ۔۔۔ یہاں بھی فعل ناتمام ہے۔ انجیل جادو اور وسواس

کی ساری تجونوں پر ظفریاب ہوگئی ہے۔ ان مظفرانہ بیانات میں سے ہے
جو مقدس لوقا کو بہت پسند ہیں کہ ہر ایک خاص بشارت اور زمانہ کے بعد ذکر کرے
(۶-۷+۹-۳۱+۱۱-۲۴ سے ۲۶-۳۱-۲۴+۱۳-۴۹+۱۶-۵)
ایسے زمانہ کے بعد شیطانی حسد کا جوش پھوٹ نکلا۔

۲۱۔ جب یہ ہو چکا تو پولس نے جی میں ٹھانا کہ مکدونیہ اور اخیہ سے ہو کر
یروشلیم کو جاؤں گا۔ اور کہا کہ وہاں جانے کے بعد مجھے روما بھی دیکھنا ضرور ہے

جب یہ ہو چکا۔ بعض مفسروں نے سمجھا کہ مشرقی رومی ممالک میں پولس کے
بشارتی کام کا یہ عروج تھا۔ اور تاریخ میں ایک نئی تحریک کا آغاز تھا۔ بہرحال
یہ تو ظاہر ہے کہ انجیل نے افسی جادو پر فتح حاصل کی اور کلیسیا پختہ طور سے قائم ہوئی۔

جی میں ٹھانا۔ روح القدس نے ساری تجویز ٹھہرائی تھی۔

یروشلیم کو جاؤں گا۔ یعنی منادی کے دورہ پر (۱۸-۲۳ کی شرح)

مکدونیہ اور اخیہ۔ دیکھو ۱۶-۹+۱۸-۱۲ کی شرح بہت مفسر ۲ کرنتھی ۱-۲
۱۲+۱۳-۱۳ کے الفاظ سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ افسس میں مقیم رہنے کے
دنوں میں پولس کچھ دن کے لئے کرنتھس گیا تھا لیکن ان مقامات سے صرف
اتنا ہی پتہ لگتا ہے کہ اس کا ارادہ ایسا کرنے کا تھا (۲ کرنتھی ۱۲-۱۴) اور
اعمال کی کتاب کا بیان اس کے خلاف ہے کہ وہ افسس کے کام کو چھوڑ کر اور
جگہ گیا ہو۔ (آیات ۹ و ۱۰) یہ آیت ۱ کرنتھی ۱۶-۵ سے ۹ کے مطابق ہے
سوائے اس کے کہ جو ہنگامہ افسس میں واقع ہوا اس کے باعث پنتیکوست کے
بعد روانہ ہونے کی بجائے اس سے پیشتر ہی جانا پڑا۔ جس تجویز کا بیان کرتا ہے
اس سے ظاہر ہے کہ جو ارادہ اس نے کیا تھا اس میں تبدیلی ہوئی (۲ کرنتھی ۱-۱۶)
کیونکہ وہ براہ راست کرنتھس کو جانا چاہتا تھا اور وہاں سے مکدونیہ کو۔
اس تبدیلی کی یہ وجہ تھی کہ اسے کرنتھس میں فساد کی خبر ملی تھی (۲ کرنتھی ۱-۲۳)
اگرچہ وفادار کرنتھی مسیحی ستفناس اور فرتوناتس اور اخیکس (۱ کرنتھی ۱۶

۱۷) بھی وہاں گئے۔ جب انہوں نے دوسروں کے ذریعہ یہ غیر تسلی بخش خبر سنی ملاکر ۱-کرنتھی ۱-۱۱)۔

اس موقعہ پر پولس نے پہلا خط کرنتھیوں کو لکھا۔ غالباً طیطس کے ہاتھ (۲-کرنتھی ۷-۱۴، ۱۵) یا ستفناس اور اس کے رفیقوں کے ہاتھ جب وہ افسس سے واپس گئے۔ ۱-کرنتھی ۱۵-۳۲+۱۶-۹ سے اس طوفان بے تمیزی کا کچھ پتہ لگتا ہے۔ بعضوں کا یہ خیال بھی ہے کہ گلتیوں کو بھی خط کرنتھس ہی سے لکھا کیونکہ وہاں اس کو اپنے روانہ ہونے کے بعد یہودی معلموں کے ذریعہ خرابی پڑنے کی خبر ملی تھی (۱۸-۲۳ کی شرح)۔

یروشلیم کو جاؤں گا۔ یہ ارادہ پورا ہوا (۲۱-۱۷)

مجھے رومہ بھی دیکھنا...... دیکھو ۱۸-۲ کی شرح۔ اور مقابلہ کرو رومیوں ۱-۱۳ سے ۱۵+۱۵-۲۲ و ۲۳+ پس اب اس کا مقصد رومہ جانے کا تھا۔ اور آرزو تھی کہ سپانیہ کو بھی جائے (رومیوں ۱۵-۲۴)

۲۲- پس اپنے خدمتگزاروں میں سے دو شخص یعنی تیمتھیس اور اراستس کو مکدونیہ میں بھیج کر آپ کچھ عرصہ آسیہ میں رہا۔

تیمتھیس ۱۶-۱ کی شرح + ۱۸-۵ میں اس کے کرنتھس میں پائے جانے کے بعد اب اس کا ذکر آیا ہے۔ شاید اس وقت سے اب تک وہ پولس کے ساتھ ہی رہا ہو۔

اراستس۔ شاید یہ وہی شخص ہے جس کا ذکر ۲-تیمتھیس ۴-۲۰ میں آیا ہے۔ جہاں ذکر ہے کہ پولس کا ہم خدمت تھا۔ اور جب پولس روم میں دوسری دفعہ قید ہوا تو اراستس کرنتھس بھیجا گیا۔ البتہ یہ اراستس اس سے مختلف ہے جس کا ذکر رومی ۱۶-۲۳ میں آیا ہے کیونکہ وہ شہر کا خزانچی تھا۔ اگر اب تک اس کا یہ عہدہ ہو تو وہ پولس کے ہمراہ دورہ نہ کرسکتا تھا

مقدونیہ میں۔ یہ خاص خدمت یروشلم کے مقدسوں کیلئے چندہ جمع کرنے

کے لئے تھی تاکہ مسیحی یگانگت کو ترقی دے (۱۱-۳۰ کی شرح) (دیکھو ۲-کرنتھی ۹-۱ سے ۵) تیمتھیس کو حکم تھا کہ اس کے بعد وہ کرنتھس کو بھی جائے (۱-کرنتھی ۴-۱۷ + ۱۶-۱۰، ۱۱) اور وہاں کی کلیسیا کو یہ ہدایت کی گئی کہ اس کے آنے کے لئے تیار رہو اور اچھی طرح سے اس کو قبول کریں۔ لیکن چونکہ معاملات کا اتفاق ایسا ہوا وہ مقدونیہ سے ابھی روانہ نہ ہوا تھا کہ پولس خود وہاں پہنچا (۲-کرنتھی ۱-۱)

۲۳- اس وقت اس طریق کی بابت بڑا فساد اٹھا۔

بڑا فساد۔ دیکھو ۱۲-۱۸ + اور اس لفظ سے مشتق ہے جو ۱۵-۲ + ۲۴-۱۲ اور ۱۷-۸ و ۱۳ میں آیا ہے۔ پولس کو ایسی بہت تکلیفوں سے سامنا پڑا۔

اس طریق۔ دیکھو ۹-۲ کی شرح۔

۲۴- کیونکہ دیمیتریس نام ایک سنار تھا جو ارتمس کے روپہلے مندر بنوا کر اس پیشے والوں کو بہت کام دلوا دیتا تھا۔

دیمیتریس۔ یہ نام ۳-یوحنا ۱۲ میں بھی آیا ہے۔ یہ بہت عام نام تھا۔ اس لئے یہ کہنا کہ چونکہ دونوں کا تعلق افسس سے تھا اس لئے یہ دونو ایک ہی ہونگے درست نہیں۔ اگر ایسا ہو تو یہ ماننا پڑیگا کہ یہ سخت مخالف پیچھے قابل نمونہ مسیحی بن گیا یہ ناممکن تو نہیں کیونکہ پولس کا یہی حال تھا۔

سنار۔ کتبوں سے یہ بخوبی ثابت ہے کہ یہاں اور دیگر ایشیائی شہروں میں بہت پیشے والے رہتے تھے۔ یہ شخص بڑا دولتمند اور بارسوخ شخص تھا اور شاید سناروں کا سرغنہ ہو۔

روپہلے مندر۔ ارتمس اور اس کے مندر کے لئے دیکھو آیت ۲۷ کی شرح یہ مندر چھوٹے چھوٹے نقلی مندر تھے۔ جسامت میں متفرق تھے۔ ان میں دیوی کی ایک مورت ہوتی۔ جس کے پاس شیر یا بارہ سنگے کھڑے ہوتے۔ یہ صرف چاندی کے بنے ہوئے نہ ہوتے تھے بلکہ سنگ مرمر اور مٹی کے بھی اور ان کے نمونے اب تک ملتے ہیں۔ اس دیوی کے ماننے والے ان کو خرید کر بیچتے

اور مندر کے لئے نذر و نیاز جمع کرتے۔ اور بعض ایسے مندروں کو اپنے گھروں میں بتوں کے طور پر رکھتے تھے۔ اور شاید تعویذوں کے طور پر بھی لوگ پہنتے تھے۔ جیسے ہندو لوگ بھی اپنے دیوی دیوتاؤں کے ساتھ ایسا کرتے ہیں

پیشہ والوں کو۔ ۱۹-۱۶۰ کی شرح۔ ان سب کو اپنی روزی کی فکر پڑ گئی۔ یہ لفظ عبرانی ۱۱-۱۰-۴ مکاشفہ ۱۸-۲۲ میں بھی آیا ہے۔ لفظ دستکار یا کاریگر مراد ہے۔ جیسے لفظ کمہار۔

۲۵- اس نے ان کو اور ان کے متعلق اور پیشے والوں کو جمع کر کے کہا کہ اے لوگو تم جانتے ہو کہ ہماری آسودگی اسی کام کی بدولت ہے

اور پیشے والوں۔ یعنی جتنے دوسرے کاریگر تھے۔ آیت ۲۴،۲۲،۲۴،۱۹ جمع کر کے۔ ۱۲-۱۳ میں بھی یہی لفظ ہے۔ لیکن یہ جمع کیا مختلف ہے آسودگی۔ یہ لفظ اسی آیت میں آیا ہے۔

۲۶- اور تم دیکھتے اور سنتے ہو کہ صرف افسس ہی میں نہیں بلکہ تقریباً تمام آسیہ میں اس پولس نے بہت سے لوگوں کو یہ کہہ کر قائل اور گمراہ کر دیا ہے کہ جو ہاتھ کے بنائے ہوئے ہیں وہ خدا نہیں ہیں۔

بلکہ تقریباً تمام آسیہ میں۔ انجیل کی اشاعت کی ایسی شہادت مخالفوں کی زبان سے ملتی ہے۔ (۵-۲۸)

قائل کر دیا ہے۔ ۱۷-۴ کی شرح۔

۲۷- پس صرف یہی خطرہ نہیں کہ ہمارا پیشہ بے قدر ہو جائیگا۔ بلکہ بڑی دیوی ارتمس کا مندر بھی ناچیز ہو جائیگا اور جسے تمام آسیہ اور ساری دنیا پوجتی ہے خود اسکی بھی عظمت جاتی رہیگی۔

یہی خطرہ نہیں۔ یہ لفظ بھی پولس اور لوقا کی تصنیفات میں آیا ہے۔ لوقا ۸-۲۳ ۵-۱-۴۰-۴ + ۱ تھسلنیکیوں ۱۵-۳۰ انجیل کی ترقی سے انکی روزی جو کھوں میں پڑ گئی ہمارا پیشہ۔ لفظی طور پر ہمارا حصہ یعنی اس تجارت میں جو ہمارا حصہ و منافع

بڑی دیوی ارتمس۔ یونانی ارتمس کا لاطینی نام ڈائنا تھا۔ یہ شکار کی دیوی تھی۔ اس کے ہاتھ میں تیر و کمان اور اس کے ساتھ دو سفید بارہ سنگے تصویر میں ہوتے تھے۔ کبھی کبھی اس کی تصویر یوں کھینچی جاتی تھی کہ اس کے ایک ہاتھ میں تیر ہے اور دوسرے ہاتھ میں چیتا۔ اگرچہ یونانی رسوخ سے اس کو ارتمس نام دیا گیا لیکن فی الحقیقت یہ اصلی باشندوں کی دیوی تھی۔ یہ قدرت کی قوت خالقہ اور زندگی کا مجسم مانی جاتی تھی۔ اس کا بت ایک بے ڈھنگا جیسا تھا۔ کچھ تو انسان کی شکل تھی۔ اوپر کا حصہ عورت کا تھا اور نیچے کا حصہ کندہ ناتراش تھا جس میں ٹانگوں یا پاؤں کے کچھ نشان نہ تھے۔ اور اس پر حیوانوں کی مورتیں بنی ہوئی تھیں اور بارہ سنگے اس کے دونو طرف بنے تھے۔

مندر۔ یہ دنیا کے عجائبات میں سے ایک تھا۔ یہ ایک قدیم مندر کی جگہ بڑے عالیشان طور پر بنائی گئی تھی۔ اور جس رات اسکندر اعظم پیدا ہوا اسی رات یہ مندر آگ سے جل گیا (۳۵۶ ق م) اس کے بعد سارے آسیہ والوں نے چندہ کر کے اس کو آگے سے بھی زیادہ عالیشان بنایا۔ یہ ۴۲۵ فٹ لمبا اور ۲۲۰ فٹ چوڑا۔ اور اس میں ۱۲۷ ستون تھے جن میں سے ہر ایک بادشاہوں کی طرف سے عطیہ تھا۔ اور ہر ایک ساٹھ فٹ بلند تھا۔ طرح طرح کے سامانوں سے یہ آراستہ کیا گیا تھا۔ بت پرستی کے غلبہ اور طاقت کی یہ ایک بڑی یادگار تھی جیسے اس ملک میں بنارس کے مندر۔ تنجی ورم۔ سرنگم اور میسور کے مندر آج تک بت پرستی کی طاقت کا اظہار ہیں۔

اس بڑے افسی مندر کے ساتھ بہت پجاری مرد اور دیوداسی یعنی ناچنے اور گانے والی عورتیں تھیں۔ اس کے رسوم کے ساتھ بعض ناپاک دستور بھی جاری ہو گئے تھے۔ اور وہ دین کی آڑ میں ان کو جاری رکھا تھا ہندوستان میں شکتی پوجا یا دیویوں کی پرستش اور ناچنے والی عورتوں کا نظارہ اسکی ایک مثال ہے ♦

جیسے تمام آسیہ ۔۔۔۔ اس کا یہ فخر غلط نہ تھا لیکن انبوہ خلقت کے گمراہ ہونے سے کوئی ناحق حق نہیں ہو سکتا ۔ اس دیوی کی پرستش کے لئے دور دور سے افسس میں آتے تھے ۔ اور اس دیوی کا سالانہ مشہور میلا ہوا کرتا تھا جس میں لاکھوں لوگ جمع ہو جاتے تھے ۔ گنگا اور جمنا کے اتصال کی جگہ پر جو میلہ ہندوستان میں ہوتا ہے اور دوسرے اسی قسم کے میلے افسس کے میلے کا تصور دے سکتے ہیں ۔

۲۸ ۔ وہ سن کر غصے میں بھر گئے ۔ اور چلا چلا کر کہنے لگے کہ افسیوں کی ارتمس بڑی ہے ۔

چلا چلا کر ۔ یہ بھی ناتمام فعل ہے کہ وہ چلاتے رہے ۔ بیزا کے نسخہ میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں اور دوڑ کر بازار میں گئے ۔

افسیوں کی ارتمس بڑی ہے ۔ بیزا کے نسخے میں یہ ہے "وہ افسیوں کی عظیم ارتمس" یہ دینی سرگرمی اور تعریف کا نعرہ تھا عظیم ارتمس عظیم ارتمس جیسے ہندو بیاں پکار اٹھتے ہیں ۔ رام رام ۔ جے جے ۔ شیو شیو وغیرہ ۔

۲۹ ۔ اور تمام شہر میں ہل چل پڑ گئی ۔ اور لوگوں نے گیس اور ارسترخس مکدنیہ والوں کو جو پولس کے ہم سفر تھے ۔ پکڑ لیا ۔ اور ایک دل ہو کر تماشہ گاہ کو دوڑے ۔

ہل چل ۔ اسی آیت میں یہ لفظ آیا ہے دیکھو ۲-۲ + ۹ - ۲۲ + آیت ۲-۳۲ ۔
گیس ۔ دربے کا بھی ایک گیس تھا (۲۰-۴) اور ایک کرنتھس کا گیس (۱ ۔ کرنتھی ۱-۱۴ + رومیوں ۱۶-۲۳) ۔ اور ایک گیس وہ تھا جس کے نام یوحنا نے تیسرا خط لکھا (۳ یوحنا ۱) اس آدمی کے بارہ میں اور کچھ ہمیں معلوم نہیں ۔
ارسترخس ۔ یہ تھسلنیکے کا باشندہ تھا (۲۰-۴ + ۲۷-۲) یہاں اس کا پہلا ذکر ہے ۔ یہ یہودی مسیحی تھا (فلیمون ۴-۱۰، ۱۱) جب پولس تیسرے مشنری سفر سے واپس آیا تو یہ اس کے ساتھ تھا (۲۰-۴) اور معلوم ہوتا ہے کہ

وہ اس کے ہمراہ یروشلم کو گیا ۔ کیونکہ وہ اس کے ساتھ قیصریہ سے روم تک پایا جاتا ہے (۲۷-۲) رومی پہلی قید کے وقت یہ سارے عرصہ یا کچھ عرصہ تک پولس کے ہمراہ رہا اور شاید اس کی زنجیروں میں بھی شریک تھا (کلسیوں ۴-۱۰ + فلیمون ۲۴) ۔ اس کے بعد پھر اس کا ذکر نہیں آتا خیال غالب ہے کہ جب پولس پہلی دفعہ مکدونیہ گیا تو اس وقت یہ اور گیس مسیحی ہو گئے (۱۶ باب) ہندوستان میں اس امر کا لحاظ کرنا خالی از دلچسپی نہیں کہ یہ نومسیحی کتنی جلدی مشنری کام میں مصروف ہو گئے ۔

ہم سفر یہ لفظ ۲ کرنتھی ۸-۱۹ میں بھی آیا ہے ۔ بہت سے لوگ اکٹھے سفر کرتے تھے ۔ انجیل کی خاطر یہ سب غیر ملکی مشنری تھے ۔

تماشہ گاہ ۔ یہ بڑا مدور احاطہ تھا جو پہاڑ کے پہلو میں کھود لیا تھا ۔ اس کا قطر تقریباً ۴۹۵ فٹ تھا ۔ اس میں تخمیناً چوبیس ہزار پانسو اشخاص کی سمائی تھی پولس نے افسس سے کرنتھس کی طرف لکھتے وقت یہی لفظ استعمال کیا (۱ کرنتھی ۴-۹)

ایک دل ۔ ۱-۱۴ کی شرح اور مقابلہ کرو ۷-۵۷ + ۱۸-۱۲ ۔
دوڑے ۔ ۷-۵۷ کی شرح ۔

۳۰ ۔ جب پولس نے مجمع میں جانا چاہا تو شاگردوں نے جانے نہ دیا ۔

مجمع ۔ یا لوگوں میں ۔ دیکھو ۱۲-۲۲ + ۱۷-۵ ۔ بعض سمجھتے ہیں کہ ۱ کرنتھی ۱۵-۳۲ میں اسی ہنگامہ کی طرف اشارہ ہے ۔
جانے نہ دیا ۔ وہ جانتے تھے کہ اگر پولس ہاں گیا تو اس کی جان جوکھوں میں پڑے گی ۔

۳۱ ۔ اور آسیہ کے حاکموں میں سے اس کے بعض دوستوں نے آدمی بھیج کر اس کی منت کی کہ تماشا گاہ میں جانے کی جرات نہ کرنا ۔

حاکموں ۔ ہر صوبہ میں ایک مجلس مقرر تھی جس کا فرض یہ تھا کہ ہر جگہ رومی شاہنشاہوں کی پرستش کو فروغ دے اور ایسی مجلس کا ہر سردار اسی صوبہ کے نام سے نامزد ہوتا ۔ سر آسیہ یا سر سوریا وغیرہ جو مندر قیصروں کی پرستش کے لئے بنے تھے ان میں وہ کاہن یا پجاری کا کام کرتے تھے اور جو میلے ہوتے تھے ۔ ان میں

میر مجلس کے طور پر کام کیا کرتے تھے۔ اس لئے یہ میر مجلس بڑے بارسوخ حکام تھے۔ اور وقتاً فوقتاً جمع ہو کر انتظام کیا کرتے تھے کہ قیصر کی پرستش اور بادشاہوں کے متعلق کیا کچھ کرنا چاہیئے۔ بعضوں کا خیال ہے کہ اس موقعہ پر وہ افسس میں اسی مقصد کے لئے جمع ہوئے تھے۔ اور شاید اس وقت ایک بڑا میلہ ہو رہا تھا۔

بعض دوستوں۔ جو لوگ شاہی پولیسی کے وکیل تھے اُن کی طرف سے پولس کو ہمیشہ مدد ہی ملی رہا چہ ۴-۷) یہ ایشیائی میر مجلس بھی اس سے اچھی طرح پیش آئے اُن کے ساتھ اُسے بات چیت اور انجیل سنانے کا موقع بھی ملا ہوگا۔ چونکہ رومی حقوق اُسے حاصل تھے اس لئے ایسے حاکموں کا فرض تھا کہ اسکی حفاظت کریں۔

اُس کی منت کی۔ یعنی بضد ہو کر اس سے منت کی۔

جرأت نہ کرنا۔ اپنے آپ کو گویا پھینک نہ دینا۔

۳۲۔ اور بعض کچھ چلائے اور بعض کچھ۔ کیونکہ مجلس درہم برہم ہو گئی تھی اور اکثر لوگوں کو یہ بھی خبر نہ تھی کہ ہم کس لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔

چلائے۔ آیت ۲۸ کی طرح۔ یہ بھی فعل ناتمام ہے۔ یعنے برابر چلاتے رہے۔

درہم برہم ہو گئی۔ آیت ۲۹ کی شرح۔

۳۳۔ پھر انہوں نے اسکندر کو جسے یہودی پیش کرتے تھے بھیڑ میں سے نکال کر آگے کر دیا۔ اور اسکندر نے ہاتھ سے اشارہ کر کے مجمع کے سامنے عذر بیان کرنا چاہا۔

اسکندر۔ بعض سمجھتے ہیں کہ جس اسکندر کا ذکر ۲ تیمتھیس ۴-۱۴ میں آیا ہے یہ وہی ہے۔ لیکن یہ صرف اٹکل ہی ہے۔ یہ نام بھی بہت عام تھا۔

یہودی پیش کرتے تھے۔ اُسے اس لئے انہوں نے آگے کیا تاکہ اُن کا وکیل ہو کر بولے۔ کیونکہ انہیں اندیشہ تھا کہ چونکہ پولس یہودی ہے۔ اس لئے خود اُن پر مصیبت نہ آ جائے۔ یہ فعل بھی لوقا کا فعل ہے (لوقا ۲۱-۳۰)

آگے کر دیا۔ اس لفظ کے ٹھیک معنی تو بہت ظاہر نہیں۔ اس فعل کے معنی

ہیں "اکٹھا رکھنا اور اس کے مختلف معنی آتے ہیں۔ (مثلاً آزمانا ۹-۲۲ + اور نتیجہ نکالنا ۱۶-۱۰) اس قرینہ میں یہ معنی ہونگے کہ سب نے مل کر بھیڑ میں سے اُس کو آگے کر دیا حاشیہ میں جو معنے دیئے گئے ہیں "سکھا دیا" اس سے یہ مراد ہوگی کہ اُس کو سب نے آگے کیا تاکہ وہ تقریر کرے اور ظاہر کرے کہ ہمارا تعلق پولس کے ساتھ کچھ نہیں۔

اشارہ کر کے۔ دیکھو ۱۲-۱۷ + ۱۳-۱۶ + ۲۱-۴۰۔

مجمع۔ دیکھو آیت ۳۰۔

عذر بیان کرنا چاہا۔ یہ فعل بھی پولس اور لوقا کی تصنیفات میں آتا ہے (لوقا ۱۲-۱۱ + ۲۱-۱۴ یعنی اعمال ۲۴-۱۰ + ۲۵-۸ + ۲۶-۱ و ۲ و ۲۴ + رومیوں ۲-۱۵ کرنتھی ۱۲-۱۹) وہ یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ اس نئے مذہب میں ہمارا کچھ حصہ نہیں۔ اسی لفظ سے انگریزی لفظ (اپولوجی) (Apology) معذرت نکلا ہے

۳۴۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ یہودی ہے تو سب ہم آواز ہو کر کوئی دو گھنٹے تک چلاتے رہے کہ افسیوں کی ارتمس بڑی ہے۔

جب انہیں معلوم ہوا۔ اس کی ظاہری قطع وضع سے انہوں نے یہ معلوم کیا یہودی کو ساری دنیا میں لوگ پہچان لیتے ہیں۔ اس لئے پولس اور دیگر یہودیوں میں امتیاز کرنا مشکل تھا۔

افسیوں کی ارتمس بڑی ہے۔ دیکھو آیت ۲۸۔ بیزا کے نسخہ میں یہاں بھی ہی عبارت ہے جو یہاں ہے اور اس لئے اچھے معنے نکلتے ہیں۔

۳۵۔ پھر شہر کے محرر نے لوگوں کو ٹھنڈا کر کے کہا کہ اے افسیو۔ کونسا آدمی نہیں جانتا کہ افسیوں کا شہر بڑی دیوی ارتمس کے مندر اور اس مورت کا محافظ ہے جو زیوس کی طرف سے گری تھی۔

شہر کے محرر۔ رومیوں کے عہد سلطنت میں افسس کو "آزاد شہر" کا حق حاصل تھا اور وہ انتظام آپ کیا کرتے تھے۔ ان کا اپنا مجمع تھا اور معمولی کاروبار کے انتظام کرنے کے لئے ایک کارکن کمیٹی تھی۔ سر ایشیا تو صوبہ کے افسر تھے اور ان کے خاص

فرائض تھے۔ لیکن اس مجمع کا خاص کام میونسپل کاروبار سے تھا۔ یہ محرر اس مجمع کا سکرٹری ہوتا تھا۔ اس کا یہ کام تھا کہ اس مجمع کے احکام اور فیصلجات کو تحریر کرے اور سرکاری مُہر لگائے۔ افسس میں یہ بڑا بارسوخ مقامی افسر تھا اور میونسپل گورنمنٹ کی طرف سے پروکونسل کی عدالت اور رومی گورنر سے اُس کو اکثر واسطہ پڑتا رہتا تھا۔ یہ گورنر قیصر کا نائب یا خلیفہ تھا۔ اور حفظ امن کے لئے گورنر کے سامنے یہ محرر ذمہ وار تھا۔

ٹھنڈا کرکے۔ یہ فعل صرف اس جگہ اور آیت ۳۶ میں مستعمل ہوا ہے۔ اس کے معنی ہیں "ترتیب قایم رکھنا" "دبانا" اور "خاموش کرانا"۔

مورت کا محافظ۔ یا مندر کا محافظ یا مندر کا جھاڑو دینے والا۔ یہ لقب عموماً اُن شہروں کو ملتا تھا جہاں قیصر کی عبادت کے لئے مندر مقرر تھے۔ اور دوسرے شہروں کی نسبت افسس اس لقب کا زیادہ مستحق تھا۔ اس وقت افسس میں ایک خاص مندر قیصر کی پرستش کے لئے تھا۔ اور دیگر مندر اس کے بعد بنائے گئے۔ اس لئے اسی مندر کے لحاظ سے بھی وہ "مورت کا محافظ" کہلانے کا مستحق تھا۔ لیکن کتبات سے بخوبی ثابت ہے کہ ارتمس کی پرستش کے لحاظ سے بھی افسس کو محافظ کا اعزاز حاصل تھا۔ ایک کتبے میں یہ لکھا ہے کہ افسس دوہرا مورت کا محافظ ہے کیونکہ قیصر کی ہیکل اور ارتمس دونوں اس میں ہیں۔ یہ اسی قسم کا لقب ہے جیسے کوئی کہے کہ کلکتہ کالی دیوی کا محافظ ہے۔ یا رامیشرم کے مندر کا محافظ ہے۔ اس محرر نے یہ لقب اس لئے استعمال کیا تاکہ سامعین اس کو اپنا فخر سمجھ کر اسکی درخواست پر غور کریں۔

بڑی دیوی ارتمس آیت ۲۷ کی شرح۔ یہ وہی الفاظ ہیں جن کو وہ دو گھنٹوں تک کہتے رہے جو زیوس کی طرف سے گری تھی۔ ارتمس کی مورت (۲۷ آیت) کی نسبت یہ مشہور روایت تھی کہ وہ معجزے کے طور پر آسمان سے گری تھی دیگر پتھروں کی نسبت بھی اسی قسم کی روایتیں تھیں جن کی پرستش لوگ کرتے تھے مثلاً ایتھنی کی مورت۔ ایسی روایات کا آغاز یہ تھا کہ شہابیے آسمان سے گرے ہونگے اور وہ گرے ہوئے پتھر لوگوں نے پوجنے شروع کر دیئے۔ اور اُن کو دیوتا ماننے لگ گئے کہ یہ آسمان سے زمین پر اُترے ہیں۔

۳۶ پس جب کوئی ان باتوں کے خلاف نہیں کہہ سکتا تو واجب ہے۔ کہ تم اطمینان سے رہو اور بے سوچے کچھ نہ کرو۔

اطمینان۔ دیکھو آیت ۳۵۔

بے سوچے۔ ۲ تمتھ ۳-۴ میں۔ جلدبازی کی طرف اشارہ ہے۔

۳۷ کیونکہ یہ لوگ جن کو تم یہاں لائے ہو نہ مندر کے لوٹنے والے ہیں۔ نہ ہماری دیوی کی بدگوئی کرنے والے۔

مندر کے لوٹنے والے۔ یہ مرکب لفظ صرف اسی جگہ آیا ہے۔ لیکن اس سے مشتق لفظ رومی ۲-۲۲ میں آتا ہے۔ یہ مندر نذروں اور چڑھاووں اور تحفوں کے باعث دولت سے مالا مال تھے۔ علاوہ اس کے بہت لوگ ان میں اپنی دولت امانت کے طور پر جمع رکھتے تھے۔ ہندوستان میں بھی ایسے بہت مندر ہیں جن میں وقتاً فوقتاً سخت چوریاں ہوتیں۔ شاید بہت لوگوں نے اپنے جوش و غل میں یہ سمجھ لیا ہو کہ پولس اور اُس کے رفیق مندر کے لوٹیرے ہیں۔ لیکن یہ مشنری کسی طرح سے اس مندر کے ہتک کرنے والے نہ تھے۔

دیوی کے بدگوئی کرنے والے۔ یعنی دیوی کی نسبت گالی گلوج استعمال کرنے والے پہلا لفظ افعال کے متعلق ہے اور دوسرا لفظ اقوال کے۔ کتبوں سے ظاہر ہے کہ افسس میں یہ دونوں جرم تھے۔ اور اُن کے لئے سخت سزا ملتی تھی۔ اگرچہ بُت پرستی کے گناہ کو فاش کرنا ضروری ہے لیکن دوسرے مذاہب اور ان کے بزرگوں کی نسبت گالی گلوج اور سخت الفاظ سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

۳۸ پس اگر دیمیتریس اور اس کے ہم پیشہ کسی پر دعویٰ رکھتے ہوں تو عدالت کھلی ہے اور صوبے موجود ہیں۔ ایک دوسرے پر نالش کریں۔

عدالت کھلی ہے۔ یادر بوچوک سے متعلق ہیں (۱۷-۵ کی شرح) یونانی شہروں کے مجسٹریٹ اپنی کچہری چوک میں لگایا کرتے تھے (۱۶-۱۹)۔ یوسیفس نے یہی لفظ پروکونسل کی کچہری کے لئے بھی استعمال کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر وقت یہ

کچہریاں کھلی رہتی تھیں۔ اُس کا مطلب یہ تھا کہ ایسے کاموں کے لئے باقاعدہ عدالتیں ہیں۔

صوبے یا پروکونسل ۱۳-۷ + ۱۸-۱۲ + کپرس اور آخیہ کی طرح آسیہ بھی سینٹ کا صوبہ تھا۔ سارے آسیہ کا ایک ہی پروکونسل یا گورنر ہوا کرتا تھا۔ اس مقرر نے عام طور پر جمع کا لفظ استعمال کیا کہ ایسی کچہریوں میں اپنے مقدمات لے جاؤ۔

نالش کریں۔ یہ قانونی لفظ ہے (آیت ۴۰ + ۲۳-۲۸ سے ۲۹ + ۲۶-۳ و ۷ + رومیوں ۸-۳۳۔

۳۹۔ اور اگر تم کسی اور امر کی تحقیقات چاہتے ہو تو باضابطہ مجلس میں فیصلہ ہوگا

اگر کسی اور امر کی... یعنی کسی ایسے امر کی جسے پروکونسل قانونی طور پر سن نہیں سکتا "ویسٹ کٹ اور ہیزا کے نسخے میں یہ عبارت ہے "اگر تم کچھ اور چاہتے ہو" انہیں کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ اگر تم مزید تحقیقات چاہتے ہو یا حفظ امن کے متعلق کچھ شکایت رکھتے ہو۔

باضابطہ مجلس۔ باضابطہ یا حسب قانون (اگرچہ ۹-۲۱) اہل افسس کی مجلس کو یہ اجازت تھی کہ خاص خاص اوقات اور دنوں پر میونسپل کاروبار کے لئے مجلس منعقد کیا کریں۔ ایسی ہی باقاعدہ مجالس کی طرف یہاں اشارہ ہے۔ شہر کی بہبودی کے متعلق جو کاروبار رکھتے اُن پر یہاں بحث ہوتی تھی اور شکایات پیش ہوتی تھیں پس اس کھلبلی اور ابتری پر اس نے ملامت کی۔

۴۰۔ کیونکہ آج بلوے کے سبب ہمیں اپنے اوپر نالش ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے کہ اس کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اور اس صورت میں ہم اس ہنگامے کی جوابدہی نہ کر سکیں گے۔

نالش ہونے کا اندیشہ ہے۔ آیت ۲۷ کی شرح نیز آیت ۳۸ کی شرح دیکھو رومی حکام ایسی بےقاعدہ مجالس یا ہنگاموں سے بہت ناراض ہوتے تھے۔

بلوے۔ یہ وہی لفظ ہے جس کا ترجمہ ۱۵-۲ + ۲۳-۷ و ۱۰ میں تکرار ہوا ہے

اور مرقس ۱۵-۷ + لوقا ۲۳-۱۹ و ۲۵ + اعمال ۲۴-۵ میں بغاوت یا فتنہ ہوا ہے رومیوں بلکہ ہر سرکار کا فرض ہے کہ ایسے ہنگاموں کو روکے۔

ہنگامے۔ یہ لفظ ۲۳-۲ میں اُن یہودی سازش کنندوں کے لئے آیا ہے جو پولس کو قتل کرنا چاہتے تھے۔

۴۱۔ یہ کہکر اس نے مجلس کو برخاست کیا۔

مجلس۔ دیکھو آیت ۳۲۔ گملی ایل کی طرح ایسے با رسوخ افسر کی تاثیر سے کیسا اچھا نتیجہ نکلا (۵-۴۰)

برخاست کیا۔ ۱۳-۳ کی شرح۔ یہ قانونی لفظ ہے۔ اور اس کارروائی کے بند کرنے کے لئے اس نے بھی قانونی لفظ استعمال کیا۔

انیسویں باب کی تعلیم

اول۔ بڑے بڑے حصے

(۱) افسس میں پولس کا ابتدائی کام آیات ۱ سے ۷ (کلیسیا میں)

(۲) .... آیات ۸ و ۹ (عبادت خانہ میں)

(۳) پولس کے کام کی توسیع ۱۰ سے ۲۰ (عوام الناس میں)

(۴) پولس کا آخری کام ۲۱ سے ۴۱ (ہنگامہ)

دوم۔ بڑے بڑے حصے

(۱) تہرا بپتسمہ ۱ سے ۷

(ا) یوحنا کا بپتسمہ آیت ۴۔ توبہ کے لئے

(ب) کلیسیائی بپتسمہ آیت ۵۔ ایمان اور گناہوں کی معافی کے لئے

(ج) روح کا بپتسمہ آیت ۶۔ قوت کے لئے

اب دہرا بپتسمہ ہے۔

(۱) بپتسمہ بذریعہ پانی۔

(۲) بپتسمہ بذریعہ روح القدس اور آگ

(۲) ایک قابل نمونہ مہم

(ا) کلیسیا تر و تازہ ہوتی اور مضبوط ہوتی ہے ۷

(ب) دنیا میں ہنگامہ ۸ سے ۲۰

(ج) دشمن چونک اُٹھا ۲۳ سے ۴۱۔

(ج) سحر اور جادو کو مغلوب کر لیتا ہے ۱۱ سے ۱۹۔ (د) بت پرستی اور وہم پرستی کی بنیاد ہلا دیتا ہے ۲۳ سے ۴۱	(۳) انجیل کی قوت (ل) برائے نام مسیحیوں کی صورت بدل دیتا ہے ۱ سے ۷۔ (ب) دینی ظاہری رسوم کے خلاف ۹۸

بیسواں باب

۱ سے ۶ مکدونیہ اور یونان میں دورہ

۱۔ جب بلوہ موقوف ہو گیا۔ تو پولس نے شاگردوں کو بلوا کر نصیحت کی اور ان سے رخصت ہو کر مکدونیہ کو روانہ ہوا۔

بلوہ - ۲۱-۳۴ + ۲۴-۱۸ + یہ لفظ متی ۲۶-۵ + ۲۷-۲۴ - مرقس ۵-۳۸ + ۱۴-۲ میں بھی آیا ہے۔ اس سے مشتق لفظ ۱۷-۵ میں آیا ہے۔ اس سے اس ہنگامے کے شور و غل کی طرف اشارہ ہے (۱۹-۴۰)

نصیحت کی۔ اس کے دوسرے معنے "حوصلہ دیا" ہیں ۹-۳۱ + ۱۱-۲۳ + ۱۴-۲۲ + ۱۶-۴۰۔

مکدونیہ کو روانہ ہوا۔ اس نے اپنا ارادہ ظاہر کیا تھا (۱۹-۲۱) لیکن ہنگامہ کی وجہ سے اس کو جلدی جانا پڑا۔ ایک ساحلی جہاز کے ذریعہ وہ روانہ ہوا۔ تروآس میں اس کو جہاز بدلنا پڑتا تھا۔ جہاں وہ کچھ عرصے کے لئے ٹھیرا اور طیطس کے لئے انتظار کیا۔ جسے اس نے کرنتھس کو خاص کام کے لئے بھیجا تھا۔ غالباً کرنتھیوں کو پہلا خط دے کر گیا تھا جب وہ طیطس کیلئے انتظار کر رہا تھا تو تروآس میں کام کا خاص موقعہ مل گیا (۲ کرنتھی ۲-۱۲۔ لیکن اسے کرنتھس سے خبر ملنے کی فکر تھی۔ علاوہ اس کے وہ یہاں سخت بیمار پڑ گیا اور گلاتی کلیسیاؤں کی طرف سے بھی بری خبر ملی (۲ کرنتھی ۱-۸ سے ۱۰) اس لئے پھر

تروآس میں تھوڑے روز ٹھیر کر مکدونیہ کو روانہ ہو گیا (۲ کرنتھی ۲-۱۳) رامزی صاحب کا خیال ہے کہ وہی ساحلی جہاز کے باعث طیطس سمندر کو عبور نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے اسے مکدونیہ کے راستے آنا پڑا۔ اس لئے اسے بھی بہت دیر لگی۔ علاوہ ازیں پولس تروآس میں قبل از وقت پہنچ گیا تھا۔ آخر کار یہ دونوں مکدونیہ غالباً فلپی میں ملے (۲ کرنتھی ۷-۵ سے ۷) یہ جائے تعجب ہے کہ گو تیسرے مشنری سفر کے وقت طیطس نے ایسا حصہ لیا۔ لیکن اعمال کی کتاب میں اس موقع پر اس کا ذکر نہیں آتا۔ یہ یونانی شخص تھا مکدونیہ میں غالباً بمقام تھسلنیکی پولس تھیتھیس سے ملا (۱۹-۲۲ کی شرح)

۲۔ اور اس علاقے سے گذر کر اور انہیں بہت نصیحت کر کے یونان میں آیا۔

گذر کر۔ دیکھو ۸-۴ کی شرح۔ اس دورہ میں فلپی، بیریہ اور تھسلنیکی داخل تھے اور اِلرُکم تک گیا۔ یہ علاقہ مکدونیہ کے شمال کی طرف دریائے ادریاٹک کے کنارے پر تھا (رومی ۱۵-۱۹) اس عرصہ میں وہ یروشلم کے مقدسوں کے لئے چندہ جمع کرنے میں مصروف تھا۔ موسم گرما اور سرما اسی مکدونی دورہ میں صرف ہوا۔ اس عرصہ میں کرنتھیوں کو دوسرا خط لکھا گیا اور طیطس کے ہاتھ بھیجا گیا جو خوشی سے کرنتھس کو گیا اور دیگر دو رفیق اس کے ہمراہ تھے۔ اور ان میں وہ بھائی بھی ہوگا جس کی نسبت لکھا ہے "جس کی تعریف خوشخبری کے سبب سے تمام کلیسیاؤں میں ہوتی ہے" اور جس کی نسبت خیال ہے کہ وہ لوقا تھا (۲ کرنتھی ۸-۱۶ سے ۲۴) ان کو تاکید تھی کہ یروشلم کے لئے چندہ جمع کریں۔ اکثر مفسروں کا خیال ہے کہ گلاتیوں کا خط اسی عرصہ میں لکھا گیا (۱۸-۲۳ + ۱۹-۱۰ کی شرح)

بہت نصیحت کر کے۔ دیکھئے آیت ۱ اسے یہ خیال تھا کہ میری یہ آخری نصیحت اور تسلی ہے اس لئے اس کی تقریریں زیادہ طویل ہیں۔

یونان میں آیا۔ مدت سے اس کا یہ ارادہ تھا یونان سے اخیہ کا رومی

علاقہ مراد ہے (۶-۱۲ کی شرح)۔ ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ آیا وہ آتینی کو دوبارہ گیا یا نہیں۔ لیکن اتنا معلوم ہے کہ وہ کرنتھس میں گیس کے ہاں ٹھہرا (رومیوں ۱۶-۲۳)

۳- جب تین مہینے رہ کر سوریہ کی طرف جہاز پر روانہ ہونے کو تھا تو یہودیوں نے اُس کے برخلاف سازش کی۔ پھر اس کی یہ صلاح ہوئی کہ مکدنیہ ہو کر واپس جائے۔

تین مہینے رہ کر۔ یعنی دسمبر۔ جنوری۔ فروری۔ اس عرصہ میں اُس نے رومیوں کو خط لکھ کر فیبے کے ہاتھ بھیجا (رومیوں ۱۶-۱ و ۲)۔ تیمتھیس اور دوسروں نے رومی مسیحیوں کو سلام بھیجا (رومی ۱۶-۲۱ سے ۲۳)۔ اس خط سے پتہ لگتا ہے کہ اُس کا ارادہ روم اور مغرب جانے کا تھا اور اُسے اندیشہ تھا کہ یروشلم میں تکلیف پیش آئیگی (رومیوں ۱۵-۲۲ سے ۳۳)

جہاز پر روانہ ہونے کو تھا۔ دیکھو ۱۳-۱۳ کی شرح۔ وہ ایک جاتری جہاز میں سوریا کو جانے کو تھا تاکہ یروشلم میں فسح منائے۔ کرنتھی یہودی جو اُس کے سخت مخالف تھے (۱۸-۶ و ۱۲) یہ سازش کرنے لگے کہ اسی سفر میں اس کا کام تمام کر دیں۔ ایسے بھرے ہوئے جہازوں میں سے کسی آدمی کو سمندر میں دھکا دے دینا آسان تھا۔ بیزا کے نسخہ میں یہ ذکر ہے کہ اس شہر میں اس کے مار ڈالنے کی سازش ظاہر ہوئی جس کی وجہ سے وہ کرنتھس سے چلا گیا۔ لیکن یہ قرین قیاس نہیں۔

یہ صلاح ہوئی۔ بیزا کے نسخہ میں یہ ہے کہ "روح نے اسے واپس آنے سے منع کیا"۔

مکدنیہ۔ غالباً سمندر کے راستے روانہ ہوا۔ اس نے جہاز کو بدلا۔ اور دوسرا لمبا راستہ اختیار کیا۔ اور یروشلم میں فسح منانے کا خیال چھوڑ دیا البتہ بعضوں کا خیال ہے کہ وہ خشکی کی راہ مکدنیہ کو گیا۔

۴- اور پرس کا بیٹا سوپترس جو بیریہ کا تھا اور تھسلنیکیوں میں سے ارسترخس اور سکندس اور گیس جو دربے کا تھا۔ اور تیمتھیس اور آسیہ

کا تخکس اور ترفمس آسیہ تک اُس کے ساتھ گئے۔

بیریہ کا سوپترس۔ یہ تو مشتبہ بات ہے کہ جس سوپترس کا ذکر رومیوں ۱۶-۲۱ میں ہے۔ یہ وہی شخص ہو جو پولس کے ساتھ کرنتھس میں تھا۔ اُس کے باپ کا ذکر غالباً اس لئے کیا گیا تاکہ اُسی نام کے دیگر اشخاص سے اس کا امتیاز ہو یا اس کی خاندانی اشرافت کے باعث اس کا ذکر ہوا۔

ارسترخس۔ ۱۹-۲۹ کی شرح۔

سکندس۔ اس کی نسبت اور کچھ معلوم نہیں۔ یہ تینوں شخص مکدنی نمائندہ تھے۔ لوقا بھی شاید فلپی مسیحیوں کا چندہ لیکر اُس شہر میں ملا (آیت ۶) کیونکہ بیریہ اور تھسلنیکی ہی کا ذکر اس آیت میں ہے۔

گیس جو دربے کا تھا۔ دیکھو ۱۹-۲۹ کی شرح۔

تیمتھیس۔ لُسترا کا تھا (۱۶-۱)۔ وہ اور گیس گلاتی نمائندہ تھے۔

تخکس۔ روم میں پہلی اسیری کے وقت یہ پولس کا رفیق رہا۔ افسیوں، کلسیوں اور فلیمون کے خط اس کے ہمراہ بھیجے گئے (افسیوں ۶-۲۱ و ۲۲، کلسیوں ۴-۷ و ۸)۔ کچھ عرصہ بعد پولس طیطس کو قریطے بھیجنا چاہتا تھا (طیطس ۳-۱۲) اور اس کا ذکر ۲ تیمتھیس ۴-۱۲ میں ہے کہ پولس نے خاص خدمت پر اُسے افسس بھیجا غالباً یہ افسی تھا۔

ترفمس۔ یہ پولس کے ہمراہ یروشلم کو گیا اور اسی کی وجہ سے وہاں ہنگامہ ہوا (۲۱-۲۹)۔ یہ بھی افسی تھا۔ ۲ تیمتھیس ۴-۲۰ میں بھی اس کا ذکر آیا ہے کہ پولس نے اس کی بیماری کی وجہ سے میلیتس میں چھوڑا جبکہ پولس دوسری دفعہ قید ہونے کو تھا۔ یہ اور تخکس ایشیائی نمائندہ تھے۔ اور بہتوں کی رائے یہ ہے کہ گو اس فہرست میں ان کا نام ہے۔ لیکن درحقیقت یہ اُس وقت کرنتھس میں موجود نہ تھے۔ بلکہ آسیہ میں اُس کے ساتھ ملے۔ اس رائے کی بنیاد یہ ہے کہ آیت ۵ میں ان میں سے صرف دو کا ذکر ہے شاید یہ ارادہ ہو کہ انکو افسس سے

اپنے ساتھ جہاز پر بٹھائے جو عید فسح کے لئے روانہ ہونے کو تھا لیکن یہودیوں کی سازش کی وجہ سے اس کو یہ ارادہ بدلنا پڑا۔ اور ان کو یہ پیغام بھیجا گیا کہ تروآس میں ان سے ملے یہ بھی قابل غور ہے کہ کسی اخیہ کے نمائندہ کا یہاں نام مذکور نہیں۔ رامزی صاحب کا یہ خیال ہے کہ اہل کرنتھس نے اپنا چندہ پولس ہی کے سپرد کیا (۱ کرنتھی ۱۶-۳ و ۴) یا شاید یہ ہو کہ طیطس ان کا نمائندہ ہو کسی نہ کسی وجہ سے اعمال کی کتاب میں اس کا ذکر نہیں آتا۔ اگرچہ پولس کے معتبر ہم خدمتوں میں سے تھا اور وہ کرنتھس کی کلیسیا سے خاص علاقہ رکھتا تھا۔

آسیہ تک۔ دو قدیم نسخوں میں یہ الفاظ پائے نہیں جاتے۔ اور ان کے بغیر اس عبارت کا مطلب سمجھنا زیادہ آسان ہو جاتا ہے۔ پھر ہم یہ کہہ سکینگے کہ یہ نمایندگان اُس کے ہمراہ (یروشلم تک) گئے۔ ہمیں معلوم ہے کہ ترفمس برابر ساتھ گیا (۲۱-۲۹) اور شاید لوقا اور ارسترخس بھی (۲۷-۲) اگر یہ رائے درست ہو کہ یہ نمایندگان چندہ لے کر جا رہے تھے تو یہ نتیجہ نکلیگا کہ باقی رفیق بھی اسی کام پر مامور تھے۔ اگر ہم یہ مان بھی لیں کہ یہ الفاظ ہونے چاہئیں تو یہ نتیجہ نکالنا ضرور نہ ہوگا کہ یہ نمایندگان آسیہ سے آگے نہیں گئے بعض مفسروں کا یہ گمان ہے کہ ایشیائی نمایندگان تخکس اور ترفمس کرنتھس کو نہیں گئے بلکہ ان کو یہ حکم تھا کہ تروآس میں اس سے ملیں اس وجہ سے یہ ذکر ہوا۔ "آسیہ تک" اُن کے نام آخر میں ایزاد کئے گئے تاکہ فہرست مکمل ہو۔

ساتھ ساتھ گئے۔ یہ لفظ صرف اسی آیت میں آیا ہے۔ یہ نمایندگان غیر قوم کلیسیاؤں کی طرف سے تھے۔ جو یروشلم کے غریبوں کے لئے چندہ بیجا رہے تھے۔ پولس نے گلاتی کلیسیاؤں کو اس چندہ کے بارہ میں بہت تاکید کی تھی (۱ کرنتھی ۱۶-۱) اور نیز مکدونی کلیسیاؤں کو (۲ کرنتھی ۸-۱ سے ۴) اور اخیہ کی کلیسیاؤں کو (۱ کرنتھی ۱۶-۱ سے ۴ + ۲ کرنتھی ۸-۶ سے ۲۴) اور شاید ایشیائی کلیسیاؤں کو بھی۔ اس چندہ پر اس نے بہت ہی زور دیا۔ کیونکہ

یہودی اور غیر قوم کلیسیاؤں میں یہ یگانگت کا وسیلہ تھا۔ اگرچہ اعمال کی کتاب میں بالخصوص ان چندوں کا ذکر نہیں لیکن ۲۴-۱۷ میں ان کی طرف اشارہ ہے (مقابلہ کرو رومیوں ۱۵-۲۵) اس نے خود یہ صلاح دی تھی کہ یہ نذریں چیدہ نمایندگان کے سپرد ہونی چاہئیں (۱ کرنتھی ۱۶-۳ و ۴) جو اس کے ہمراہ جائیں۔

۵- یہ آگے جا کر تروآس میں ہماری راہ دیکھتے رہے۔

یہ۔ بعضوں نے خیال کیا ہے کہ یہاں گذشتہ ایشیائی نمایندگان کی طرف اشارہ ہے یعنی تخکس اور ترفمس کی طرف (آیت ۴ کی شرح) چونکہ پولس کی تجویز میں تبدیلی ہوئی۔ اس لئے اب ان کو کہا گیا کہ بجائے افسس کے تروآس میں اس سے ملیں۔

غالباً اس سے کل جماعت مراد ہے۔

ہماری راہ دیکھتے رہے۔ اس سے یا تو یہ مراد ہوگی کہ (۱) تخکس اور ترفمس (اگر لفظ "یہ" سے یہ دونوں مراد ہوں) تروآس کو گئے اور وہاں باقیوں کے پہنچنے کی انتظار کی۔ یا (۲) جن نمایندگان کا آیت ۴ میں ذکر ہے وہ مقدونیہ تک پولس کے ساتھ گئے۔ ان کو اس نے وہاں چھوڑا کہ فلپی کو جائیں اور وہاں سے ایشیا کو اور نیاپلس سے عبور کر کے تروآس پہنچیں (۱۶-۱۱) بعض بڑے نسخوں میں بجائے "آگے جا کر" "کے آئے" آیا ہے۔ اگر یہ عبارت درست ہو تو یہ معنی ہونگے "یہ ایشیائی نمایندگان دفسس سے ہمیں ملنے کو آئے اور تروآس میں ہماری انتظار کرتے رہے"

۶- اور عید فطیر کے دنوں کے بعد ہم فلپی سے جہاز پر روانہ ہو کر پانچ دن کے بعد تروآس میں اُن کے پاس پہنچے اور سات دن وہیں رہے۔

ہم۔ مصنف لوقا کا پھر ذکر آیا اور فصل "ہم" پھر شروع ہو جاتی ہے پچھلی دفعہ فلپی میں اس کا ذکر آیا تھا (۱۶-۱۷ و ۱۸) پولس شاید پھر اُس سے وہاں ملا "ہم" میں کم از کم پولس اور لوقا داخل ہیں۔

فلپی سے۔ پولس تیسری دفعہ وہاں گیا (۱۶-۱۲ + ۲۰-۱ و ۲) وہاں کے

مسیحیوں کو جو خط لکھا گیا۔ اُس میں اس رسول کی محبت کا اظہار بکثرت پایا جاتا ہے۔ (فلپیوں ۱-۷+۲-۱۷)

جہاز پر روانہ ہو کر۔ ۱۵-۳۷ کی شرح۔

عید فطیر کے دنوں۔ یہ یہودی عید فسح کی موسم تھی (۱۲-۴ کی شرح) پولس اب تک کسی قدر یہودی رسومات پر چلتا تھا (۱۸-۱۸ کی شرح +۲۱-۲۷) لیکن اب اُس نے ان تہواروں کو مسیحی رنگ چڑھایا (اکرنتھی ۵-۶ سے ۸) چونکہ فلپی مسیحی عموماً غیر قوموں میں سے تھے۔ (۱۶-۱۲ و ۱۳) اس لئے اس نے یسوع مسیح کے مخلصی دینے کے واقعہ کو ان کے ساتھ منایا ہوگا۔ کیونکہ وہی فسح کا اصل برّہ تھا۔ اگر یہ واقعہ یعنی عید فسح ۵۷ء میں وقوع میں آیا۔ اور یہ گمان غالب ہے۔ تو یہ عید ۷۔ اپریل کو جمعرات کے دن شروع ہوئی۔ اور ۱۴۔ اپریل تک رہی۔ اس حساب سے ۱۵۔ اپریل جمعہ کے دن آیا ہوگا۔ رمزی صاحب نے اس حساب کے مطابق اس بحری سفر کی تاریخیں نکالی ہیں اور ان کی رائے میں یہ گروہ قیصریہ میں ۱۴ مئی کو پہنچا ہوگا جو پنتیکوست کے لئے کافی وقت تھا۔ کیونکہ وہ عید اُس سال ۲۸۔ مئی کو وقوع میں آتی ہوگی۔ ایسے روزنامچہ کو ہم پوری صحت کا درجہ نہیں دے سکتے البتہ "تخمیناً" کہہ سکتے ہیں۔

پانچ دن بعد۔ ترواس سے نیاپلس تک دو دن کا راستہ تھا (۱۶-۱۱) اس موقعہ پر ہوا مخالف تھی اکثر سمندر پر ایسا ہوتا تھا۔ اس لئے پانچویں دن تک ترواس میں نہ پہنچ سکے۔

ترواس (۱۶-۸ کی شرح)

سات دن وہیں رہے۔ انہیں یہاں دوسرے جہاز پر سوار ہونا تھا۔ اور باقی سفر کے لئے اُن کو جہاز ملنے میں دیر ہو گئی۔ اس توقف کی وجہ سے انہیں موقعہ ملا کہ خداوند کے دن ترواس کے مسیحیوں کے ساتھ رہیں۔ اور وہاں کی کلیسیا کو مضبوط کریں۔

۷ سے ۱۲
ترواس میں اتوار۔ یوتخس

۷۔ ہفتے کے پہلے دن جب ہم روٹی توڑنے کے لئے جمع ہوئے تو پولس نے دوسرے دن روانہ ہونے کا ارادہ کر کے اُن سے باتیں کیں۔ اور آدھی رات تک کلام کرتا رہا۔

ہفتے کے پہلے دن۔ مسیحیوں کے اتوار کو ماننے کی اتفاقی گواہی (مقابلہ کرو اکرنتھی ۱۶-۲)

روٹی توڑنے کے لئے۔ دیکھو ۲-۴۶ کی شرح۔ یہ مسیحی پیار محبت جشن (اگاپے agape) کا ذکر ہے جس کے ساتھ عشائے ربانی عمل میں آیا کرتی تھی۔ یہ پاک رسم جاری چلی آئی جس کا ذکر ۲ باب میں آیا تھا۔

جمع ہوئے۔ ۱۳۰-۴۴ کی شرح۔ نیز آیت ۸۔

باتیں کیں۔ یعنی بہت دیر تک۔ یہ لفظ عام تقریروں کے لئے استعمال ہوتا ہے (۱۷-۲ و ۱۷+۱۸-۴ و ۱۹+۱۹-۸ و ۹) مسیحیوں کے سامنے تقریر کرنے میں اُس نے زیادہ تر نصیحت سے کام لیا ہوگا۔ اور گفتگو کے طور پر تقریر کی ہوگی

آدھی رات۔ ۱۶-۲۵ کی شرح۔

کلام کرتا رہا۔ یہ فعل صرف اسی جگہ آیا ہے۔ اس موقعہ کو اُس نے غنیمت جانا اور اُسے آخری پیغام سمجھا (آیت ۲ کی شرح)

۸۔ جس بالاخانے پر ہم جمع تھے اُس میں بہت سے چراغ جل رہے تھے

بالاخانے ۱-۱۳ + ۹-۳۷ و ۳۹ کی شرح

چراغ۔ یونانی لفظ کے معنی ہیں لیمپ

۹۔ اور یوتخس نام ایک جوان کھڑکی میں بیٹھا تھا۔ اس پر نیند کا بڑا غلبہ تھا۔ اور جب پولس زیادہ دیر تک باتیں کرتا رہا۔ تو وہ نیند کے غلبے

میں تیسری منزل سے گر پڑا اور اٹھایا گیا تو مردہ تھا۔

یوتخس۔ اس کی نسبت جو کچھ یہاں معلوم ہے اس کے سوا اور کچھ معلوم نہیں۔
کھڑکی۔ یہ لفظ صرف یہاں اور ۲ کرنتھی ۱۱: ۳۳ میں آیا ہے۔ اس سے دیوار میں سوراخ مراد ہے جس کا لکڑی کا دروازہ ہو جو ہوا کے لئے کھل سکے۔ اس ملک میں ایسی کھڑکیاں عام ہیں۔ چونکہ یوتخس کھڑکی میں بیٹھا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کمرہ بالکل بھرا ہوا تھا۔
نیند کا بڑا غلبہ تھا۔ باوجود جاگتے رہنے کی کوشش کے وہ ہولے ہولے نیند سے مغلوب ہو گیا۔ شاید اتنے چراغوں کے جلنے کی گرمی سے اُسے نیند آگئی۔
زیادہ دیر تک۔ آیت ۷ کی شرح۔
نیند کے غلبہ میں۔ اب وہ جوان زیادہ جاگ نہ سکا اور نیند سے مغلوب ہو گیا
اٹھایا گیا تو مردہ تھا۔ یہ الفاظ صاف ظاہر کرتے ہیں کہ اُس میں سے جان نکل گئی تھی۔ ۱۰ آیت کے ساتھ مقابلہ کرو ۹: ۴۰، ۴۱ سے جہاں جان اب تک باقی تھی۔

۱۰۔ پولس اُتر کر اُس سے لپٹ گیا۔ اور گلے لگا کر کہا۔ گھبراؤ نہیں۔ اس میں جان ہے۔

لپٹ گیا۔ ۱ سلاطین ۱۷: ۲۱ و ۲ سلاطین ۴: ۳۴۔
گلے لگا۔ یہ فعل صرف اسی جگہ آیا ہے۔ اس سے ہمدردی اور مدد کا اظہار ہے۔
گھبراؤ نہیں۔ مقابلہ کرو متی ۹: ۲۳ + مرقس ۵: ۳۹۔ وہاں بھی یہی لفظ آیا ہے۔ اس سے شور و غل کی طرف اشارہ ہے جو اہل مشرق کسی کی مرگ کے وقت کیا کرتے ہیں۔ ۹: ۳۹ سے مقابلہ۔
اس میں جان ہے۔ یا جان اس میں آگئی ہے۔ مرقس ۵: ۳۹ + ڈارکس کے زندہ ہونے کے واقعات سے اس کا مقابلہ کرو (۹: ۴۰، ۴۱)

۱۱۔ پھر اوپر جا کر روٹی توڑی اور کھا کر اتنی دیر تک اُن سے باتیں کرتا رہا کہ پو پھٹ گئی۔ پھر وہ روانہ ہو گیا۔

روٹی توڑی۔ دیکھو آیت ۷ کی شرح۔ اس موقعہ پر پولس کی تقریر کی وجہ سے پریم بھوجن آدھی رات کے بعد عمل میں آیا۔ بعضوں کا خیال ہے کہ روٹی توڑنے سے یہاں عشائے ربانی مراد ہے اور لفظ "کھا کر" پریم بھوجن کے کھانے سے مراد ہے جو عشائے ربانی کے بعد ہوتی تھی جیسے آخری عشاء کے موقعہ پر۔ دیکھیے یہاں ان دونوں کا قریب تعلق ہے۔
باتیں کرتا رہا۔ ابھی پو پھٹنے کو دیر تھی۔ یہ دوستانہ تقریر تھی اور لوقا کا یہ محاورہ ہے (لوقا ۲۴: ۱۴، ۱۵۔ اعمال ۲۴: ۲۶)

۱۲۔ اور وہ اُس لڑکے کو جیتا لائے اور اُن کی بڑی خاطر جمع ہوئی۔

اُس لڑکے کو جیتا لائے۔ یہ بیان کے تسلسل میں پیچھی ہے کہ جب وہ الوداع کہہ رہے تھے۔ یا تو بالاخانے میں اُس لڑکے کو لے گئے یا جہاں سے رسول اُن سے وداع ہو رہا تھا۔ یا یہ مطلب ہوگا کہ اُسکے دوستوں کے پاس اُسکو لے گئے۔ معنی بالکل صاف نہیں۔

۱۳ سے ۱۷

ترواس سے ملیتس کی راہ تک

۱۳۔ ہم جہاز تک آگے جا کر اس ارادے سے اَسس کو روانہ ہوئے کہ وہاں پہنچ کر پولس کو چڑھا لیں۔ کیونکہ اس نے پیدل جانے کا ارادہ کر کے یہی تجویز کی تھی۔

ہم۔ یعنی لوقا اور دیگر نمایندگان۔
آگے جا کر۔ آیت ۵ میں یہی لفظ آیا ہے اور بعض نسخوں میں لفظ جا کر کی بجائے آ کر آیا ہے۔ مقدس پولس وہاں کچھ دیر زیادہ رہا ہوگا تاکہ کلیسیا کو آخری نصیحت دے جیسا کہ اس نے دوسرے موقعوں پر کیا تھا۔
اَسس۔ میسیہ کا قدیم شہر۔ اس لکیشم سے چند میل کے فاصلہ پر یہ ایک کنارہ تھا جسے ترواس سے روانہ ہو کر گھوم کر جانا تھا۔ یہ ایک ضروری ساحلی سٹیشن

تھا اور اس کا عمدہ بندرگاہ تھا۔ تروآس سے یہاں تک ایک رومی سڑک بھی جاتی
تھی اور فاصلہ تقریباً بیس میل کا تھا۔ سمندر کی راہ کی نسبت یہ زیادہ نزدیک راہ تھی۔
اور جلدی سے اُسے طے کر سکتے تھے۔

روانہ ہوئے - ۲۰-۱۳ کی شرح۔

پیدل جاتے - کیونکہ یہ خشکی کی راہ زیادہ نزدیک تھی۔ شاید وہ تنہا اور چپ
چاپ اُدھر سے جانا چاہتا تھا۔ ہر مسیحی کی زندگی کے لئے یہ ضرور ہے۔

تجویز کی تھی یا حکم دیا تھا (۱۸-۲) ان کے اصرار پر اُس نے اپنے مستقل
ارادہ کو ظاہر کیا۔

۱۴- پس جب وہ آسس میں ہمیں ملا۔ تو ہم اُسے چڑھا کر متلینے میں آئے۔

ہمیں ملا - ۲۰-۱۴ کی شرح۔ یہاں فعل ناتمام ہے جس سے اس امر کی طرف اشارہ
ہے کہ ابھی پولس نے سفر ختم نہ کیا تھا کہ انہوں نے اُس کو دیکھ لیا۔

متلینے - جزیرہ لیسبس (Lesbos) کا یہ بڑا شہر تھا۔ آسس کے ساحل
سے تقریباً بارہ میل کے فاصلہ پر تھا۔ آسس سے متلینے تک تقریباً تیس میل کا
سفر تھا۔ تاریخی طور پر یہ ایک ضروری شہر تھا۔ جہاز کی رفتار سے پتہ لگتا ہے کہ
یہ ہر شام کو مقام کرتا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہوگی کہ موسم گرما میں اُس سمندر میں ہوا شمال
سے چلا کرتی تھی۔ یہ علی الصباح چلنا شروع ہوتی۔ اور تیسرے پہر کے بعد دھیمی
پڑ جاتی تھی۔ اس لئے یہ بادبانی جہاز ٹھہر جاتے تھے۔ اس لحاظ سے پولس کا جہاز
علی الصباح روانہ ہوا ہوگا اور شام کو ٹھہر گیا ہوگا۔ مقدس لوقا کا ان بندرگاہوں
کا علم ظاہر کرتا تھا کہ اُسے ایک یونانی کی طرح ایسی باتوں میں دلچسپی تھی (۲۰-۱۳، ۱۴
۱۴-۲۵+۱۶-۱۱، ۱+۲۲-۲۰-۱۵-۲۱، ۳+۷ و ۳-۲۷+۲۴-۲ و ۳ و ۵ و ۷ و ۸
و ۱۲-۱+۲۸-۱۱ سے ۱۳)

۱۵- اور وہاں سے جہاز پر روانہ ہو کر دوسرے دن خیوس کے سامنے
پہنچے اور تیسرے دن ساموس تک آئے اور اگلے دن میلیتس میں آگئے

جہاز پر روانہ ہو کر - ۲۰-۱۳ کی شرح۔

آئے - یا پہنچے (۲۰-۱۶ کی شرح) یہ جگہ غالباً اس ارگرم کے متصل ہوگی۔

خیوس - یہ جزیرہ ۳۲ میل لمبا اور ۸ سے ۱۸ میل چوڑا تھا جس رودبار کے ذریعہ
یہ خشکی سے الگ ہو جاتا تھا اس کا عرض تقریباً پانچ میل تھا۔ مقدس پولس کا جہاز
اس رودبار میں سے گزرا۔ یہ شاعر ہومر کی جنم بھوم ہے۔

سامنے پہنچے - ایک خاص جہازی اصطلاح ہے جو اسی آیت میں آئی ہے۔
یہ رامزی صاحب کا ترجمہ ہے کہ ہم ساموس کے بالمقابل پہنچے۔ اور اس ترجمہ کی
قدیم نظیریں موجود ہیں۔ اگر یہ درست ہو تو یہ جہاز ساموس میں نہ ٹھہرا ہوگا۔ وہ کوشش
کرتا تھا کہ اُسی روز میلیتس میں پہنچ جائے۔

ساموس - یہ بھی مشہور جزیرہ تھا۔ ایک تنگ خاک اسے خشکی سے ملاتی تھی۔ یہ
ایک مشہور جگہ تھی۔ وہاں یونانیوں نے فارسیوں پر فتح حاصل کی تھی۔ سائیکلیس اور
حرقت کے نیچے یہ جزیرہ مشہور تھا۔ پولس کا جہاز ساموس کے مغربی کنارہ کے
گرد تقدیم کرتا جاتا تھا اور سیدھا میلیتس کی طرف مڑتا تھا۔ بہتیرے اور بعض دیگر نسخوں میں یہ
الفاظ بھی پائے جاتے ہیں "اور وہ تروگلیوم میں ٹھہرا" شاید یہ ترجمہ درست ہے
یہ تروگلیوم خشکی کے کنارے پر تھا۔ ساموس کے بالمقابل جنوب افسس کے مدخل
پر جب جہاز اس جگہ پہنچا۔ تو ہوا تھم گئی اور اُن کو رات کے لئے وہاں ٹھہرنا پڑا
اور میلیتس پہنچنے کا ارادہ ملتوی کرنا پڑا۔

میلیتس - یہ کاریا (Caria) کے ساحل پر تھا۔ اور ایک وقت اُس
علاقہ کے شہروں میں بہت شہرت حاصل کر چکا تھا۔ لیکن رومیوں کے دنوں میں
اس کا رتبہ گھٹ گیا۔ اور رفتہ رفتہ بندرگاہ کے مقاصد کے لئے یہ بیکار ہو گیا
مقدس پولس کے وقتوں میں یہ افسس کا بندرگاہ تھا۔ اس شہر نے میلیتس کو
بند کر دیا تھا۔ تروگلیوم سے صرف ... میل کا سفر تھا۔

۱۶- کیونکہ پولس نے یہ ٹھان لیا تھا کہ افسس کے پاس سے گزر کر

ایسا نہ ہو کہ اُسے آسیہ میں دیر لگے - اِس لئے کہ وہ جلدی کرتا تھا کہ اگر ہو سکے تو اُسے پنتکُست کا دن یروشلیم میں ہو۔

اِفسس کے پاس سے گزرے - یہ فعل صرف اِسی آیت میں آیا ہے۔ اس سے بعضوں نے یہ سمجھا کہ پولس اور اُس کے رفیقوں نے یہ سارا جہاز کرایہ کر لیا تھا - اور اِس لئے اس کی مرضی کے مطابق جس بندرگاہ میں چاہتے تھے ٹھہر لیتے تھے۔ رامزی صاحب کا خیال ہے کہ تروآس میں ان کو دو جہاز ملے۔ ایک تو افسس کی راہ سے جانے والا تھا - اور دوسرا میلیتس کی راہ سے - اور اُنہوں نے اس موخرالذکر کو چن لیا - کیونکہ یہ بہت جلد پہنچنے والا تھا۔

دیر نہ لگے - یہ فعل بھی اسی آیت میں آیا ہے - اگر وہ افسس میں جاتا تو اُسے وہاں ضرور ٹھہرنا پڑتا - کیونکہ آسیہ میں انجیل کے متعلق کئی ایک ایسے امور تھے جن کا وہ فیصلہ کرتا۔

جلدی کرتا تھا - اس لفظ کا مطالعہ مفید ہوگا - لوقا ۲-۱۶ + ۱۹-۵ و ۶ - اعمال ۲۲-۱۸ + ۲ پطرس ۳-۱۲) یہ بھی لوقا کا محاورہ ہے۔

پنتکُست - ۲-۱ کی شرح۔

۱۷- اور اُس نے میلیتس سے افسس میں کہلا بھیجا - اور کلیسیا کے بزرگوں کو بلایا۔

افسس میں کہلا بھیجا - افسس کے لئے دیکھو ۱۸-۱۹ کی شرح - اُن دنوں میں پیدل مسافر کو لمبے راستے سے جانا پڑتا تھا - جو تقریباً ۴۰ میل تھا - نزدیک راستہ تری کا راستہ تھا جو جھیل سے عبور کر کے جاتا تھا - اور یہ تقریباً ساڑھے بارہ میل کا تھا - اور پھر خشکی کی راہ تقریباً پچیس میل - فرض کرو کہ پولس کا جہاز میلیتس میں دوپہر سے پیشتر پہنچا - پیدل ایلچی اُسی رات افسس پہنچ جاتا - اور یہ بزرگ میلیتس میں ایک بجے کے قریب دوسرے روز پہنچے ہونگے۔

بزرگوں - یا پریسبٹر ۱۱-۳۰ + ۱۴-۲۳ کی شرح دیکھو - جیسے یروشلم میں

ویسے یہاں افسس اور اس کی نواح میں کئی ایک پریسبٹر تھے۔
بلوایا - ۷-۱۴ میں بھی یہی فعل ہے۔

۱۸ سے ۳۸

پولس کی تقریر افسی پریسبٹروں کے سامنے

۱۸- جب وہ اُس کے پاس آئے تو اُن سے کہا تم خود جانتے ہو کہ پہلے ہی دن سے کہ میں نے آسیہ میں قدم رکھا ہر وقت تمہارے ساتھ کس طرح رہا

تم خود - تاکیدی الفاظ ہیں۔ تم خود سچی حقیقت سے پیشوا ہو اور میرے کلام کے عینی گواہ - کم سے کم تم تو جانتے ہو - بیزا کے نسخے میں اس تقریر کے شروع کا لفظ بھائیو ہے۔

قدم رکھا - ۲۱-۴ + ۲۵-۱ + یہ فعل جہاز پر سوار ہونے کے معنے بھی آیا ہے (۲۱-۲ و ۶ - ۲۷-۲) اعمال کی کتاب کے سوا یہ صرف پرانے عہدنامہ کے ایک حوالے میں پایا جاتا ہے جو متی ۱۱-۵ میں ہے - بیزا کے نسخہ میں آسیہ کے بعد یہ الفاظ آئے ہیں "تین برس یا زیادہ" لیکن شاید آیت ۳۱ سے یہ الفاظ یہاں ڈالے گئے۔

۱۹- یعنی کمال فروتنی سے اور آنسو بہا بہا کر - اور اُن آزمائشوں میں جو یہودیوں کی سازش کے سبب مجھ پر واقع ہوئیں خداوند کی خدمت کرتا رہا

کمال فروتنی - یہ لفظ بھی پولس نے اکثر استعمال کیا ملاحظہ افسیوں ۴-۲ + کلسیوں ۳-۱۲ + ۲-۱۸-۲۳ + ۱ پطرس ۵-۵) یہ فروتنی یونانیوں کی نظر میں غلاموں کی صفت تھی لیکن جسے انجیل اعلیٰ نیکیوں میں شمار کیا ہے

آنسو بہا بہا - اس رسول کے آنسو بہانے کا ذکر ذیل کے مقامات میں آیا ہے
(۱) گنہگار دنیا کے لئے (اعمال ۲۰-۱۹ و ۳۱)

(ب) غیر مستقل مسیحیوں کے لئے - ۲ کرنتھی ۲-۴)

(ج) نالائق خاندان وہن کے لئے - (فلپیوں ۳-۱۸)

خداوند کی خدمت کرتا رہا لفظی طور پر یہ ترجمہ ہوگا "خداوند کی غلامی کرتا رہا"۔ یہ بھی پولسی محاورہ ہے - (رومیوں ۱۲-۱۱ + ۱۴-۱۸ + ۱۶-۱۸ + افسیوں ۶-۷ فلپی ۳-۲۴) یہ پولس نے اپنے خطوں میں یہ جملہ "غلامی کرنا" کئی دفعہ استعمال کیا ہے - جب سے یہ شخص مسیحی ہوا وہ دل اور جان سے آسمانی مالک کا غلام ہوگیا - یہ شخص اعلیٰ درجہ کا دلیر تھا - لیکن اُس کے دل میں اُن لوگوں کے لئے بڑا ترس تھا جو گناہ میں زندگی بسر کرتے تھے - ہندوستان میں روحانی تاریکی کی طرف مسیحی کارندوں کا بھی وطیرہ ہونا چاہئے -

سازش دیکھو ۹-۲۴-۲۰ + ۳-۲۳ + ۳۰-۱۰ ان سازشوں کا مفصل حال ہم کو معلوم نہیں - جیسے گلتیہ، تھسلنیکی اور کرنتھس میں - ویسے افسس میں بھی یہودیوں نے پولس کی مخالفت کی - اور اس کے خلاف سازشوں کا جال پھیلایا ہوگا - پولس کے دُکھوں کی تفصیل کے بارہ میں زیادہ خاموشی سے کام لیا اس کا مقصد ایک شہید کا جلال ظاہر کرنا نہیں بلکہ انجیل کی ترقی کو ظاہر کرنا - افسی یہودیوں کے سلوک کے متعلق دیکھو ۱۹-۹ و ۳۳ و ۲۴ + ۳ اور مقابلہ کرو - ۱ کرنتھی ۱۵-۳۰ و ۳۱ (آیت ۱۲ یہ الفاظ افسس سے لکھے گئے تھے)۔

۲۰ - اور جو جو باتیں تمہارے فائدہ کی تھیں - اُن کے بیان کرنے اور علانیہ اور گھر گھر سکھانے سے کبھی نہ جھجکا -

علانیہ ۱۶ ۱۷-۳ کی شرح - یعنی یہودی عبادت خانہ - ترنس کا مدرسہ وغیرہ گھر گھر - ۲-۴۶ + لوگوں کے گھروں میں جا جا کر وہ تعلیم دیا کرتا تھا - جیسے آکولہ اور پرسکلہ - (۱ کرنتھی ۱۶-۱۹) اور دیگر مسیحی - اس جملہ کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ گھر گھر ملاقات کے لئے اور شخصی گفتگو کے لئے جایا کرتا تھا - (۱ تھسلنیکی ۲-۱۱) ٭

نہ جھجکا - یہ فعل پھر آیت ۲۷ میں آیا ہے - گلتیوں ۲-۱۲ + عبرانی ۱۰-۳۸ + اس کے یہ معنی ہیں کہ "حکمت عملی یا بزدلی کے باعث کسی کام سے ہٹ جانا"۔ یا خوف کے مارے اپنی تعلیم کو چھپانا -

۲۱ - بلکہ یہودیوں اور یونانیوں کے روبرو گواہی دیتا رہا - کہ خدا کے سامنے توبہ کرنا اور ہمارے خداوند یسوع مسیح پر ایمان لانا چاہئے -

گواہی دینا - ۲-۴۰ کی شرح - عبرانی ۲-۶ کے سوا یہ لفظ پولس کی تصنیفات میں بھی آیا ہے -

توبہ کرنا ۲-۳۸ کی شرح - اس لفظ کے معنی ہیں "دل کا گناہ سے خدا کی طرف پھرنا"۔ (تھسلنیکی ۱-۹) حرف تعریف اس لفظ کے ساتھ آیا ہے جس سے مراد ہے اُن کا توبہ کرنا - افسیوں ۲-۱ سے ۱۰ + ۴-۱۷ سے ۲۴ کی تعلیم اس مسئلہ کی تشریح کر دیتی ہے -

خداوند یسوع پر ایمان لانا ایمان جو گویا مسیح کی طرف متحرک ہو کر اس کے ثواب کو جا پکڑتا ہے - دیکھو ۲-۳۸ کی شرح - مقابلہ کرو افسیوں ۱-۳ سے ۱۹ ۲۲ + ۲-۸ + ۳-۱۲ و ۱۷ + ۴-۵ و ۱۳ + ۶-۱۶ - ۲۳ سے ان مقامات میں ایمان پر زور دیا گیا ہے -

انجیل میں توبہ اور ایمان پر بڑا زور دیا گیا ہے جس کا تقاضہ ہر شخص سے کیا جاتا ہے - ہم گناہ کو ضرور ترک کریں - اور مسیح کو جو ہماری راستبازی ہے ضرور تھام لیں ٭

۲۲ - اور اب دیکھو میں روح میں بندھا ہوا یروشلیم کو جاتا ہوں اور نہ معلوم کہ وہاں مجھ پر کیا کیا گزرے -

روح میں بندھا ہوا - یعنی اپنی روح میں بندھا ہوا - اس کے سوا وہ اور کچھ کر ہی نہیں سکتا تھا بعضوں نے اس لفظ کا یہ مطلب سمجھا کہ روح میں قیدی کی طرح بندھا ہوا گو بدن زنجیروں سے جکڑا نہ تھا - ان الفاظ کے یہ معنی بھی ہو سکتے

"میں" روح القدس کے ذریعہ مجبور ہو کر" (آیت ۲۲) ایسی روح انسانی روح پر اثر کرتی ہے۔ اس لئے یہ دونوں ترجمے ایک دوسرے کے خلاف نہیں ہیں مقابلہ کرو رومیوں ۱۵-۳۰ و ۳۱ ۔

کیا گزرے۔ ۱۰-۲۵ میں بھی یہی خیال آیا تھا۔ ان آئیندہ مصیبتوں کا دھندلا سا خیال اُسے تھا اور اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ کیسے واقع ہوں گی۔

۲۳- سوا اس کے کہ روح القدس ہر شہر میں گواہی دے دے کر مجھ سے کہتا ہے کہ قید اور مصیبتیں میرے لئے تیار ہیں۔

گواہی دے دے کر۔ آیت ۲۱ + ۲-۲۰ کی شرح۔

ہر شہر میں۔ یہ لوقا اور پولس کا محاورہ ہے (لوقا ۸-۱ و ۴ + اعمال ۱۵-۳۶ + طیطس ۱-۵) جو کچھ پیچھے صور (۲۱-۴) اور قیصریہ (۲۱-۱ سے ۱۴) میں واقع ہوا۔ وہ پیشتر فلپی اور ترواس میں واقع ہو چکا تھا۔

قید۔ یہ لفظ بھی خاص لوقا کا ہے (لوقا ۸-۲۹ + اعمال ۱۶-۲۶) پولس اسے مذکر کی صورت میں استعمال کرتا ہے۔ اور لوقا نے جو لفظ استعمال کیا ہے وہ نہ مذکر ہے اور نہ مؤنث۔ فلپی ۱-۱۷ میں قید اور مصیبت کا پھر اکٹھا ذکر ہوا ہے یہ خوشی کی بات تو نہ تھی لیکن پولس نے یہ سبق سیکھ لیا تھا کہ زنجیروں میں بھی خوشی منائے۔ (۱۶-۲۵) ۔

۲۴- لیکن میں اپنی جان کو عزیز نہیں سمجھتا کہ اس کی کچھ قدر کروں بمقابلہ اس کے کہ اپنا دور اور وہ خدمت جو خداوند یسوع سے پائی ہے پوری کروں۔ یعنی خدا کے فضل کی خوشخبری کی گواہی دوں۔

میں اپنی جان کو عزیز نہیں سمجھتا۔ پرانے نسخوں میں تو اسی طرح ہے لیکن مینز کے نسخہ میں اور بعض دیگر نسخوں میں یوں آیا ہے "میں اس کی کچھ پروا نہیں کرتا اور نہ میں اپنی جان کو عزیز سمجھتا ہوں" (۱۵-۲۶ + فلپیوں ۲-۳۰ کا نسخہ ۱۲-۱۱) جو لفظ عزیز کے لئے آیا ہے اُس کے معنی نہ صرف پیارے ہیں بلکہ قیمتی

بھی۔ یہ جان صرف اُسی قدر قیمتی ہے جس قدر یہ اپنے مالک کا جلال ظاہر کرتی اور اپنے ہم جنسوں کی نجات میں صرف آتی ہے (فلپیوں ۱-۲۱ سے ۲۴)

اپنا دور۔ یہاں یونانی کچھ غیر معمولی ہے اس لئے دو ترجمے ہو سکتے ہیں دور کے لئے دیکھو ۱۳-۲۵ کی شرح۔ پولس نے دوڑ اور کشتی کی تشبیہ اکثر استعمال کی ہے۔ (۱ کرنتھی ۹-۲۴ سے ۲۷ + فلپیوں ۳-۱۳ و ۱۴ + ۲ تیمتھیس ۴-۷ و ۸۔)

خدمت ۶-۴ کی شرح۔ یہاں اس کے منصبی کام کا بحیثیت مسیح کے خادم ہونے کے ہوا ہے (مقابلہ کرو ۱-۱۷ سے ۲۵)

خداوند یسوع سے پائی۔ مقابلہ کرو ۹-۱۵ + ۲۶-۱۶ سے ۱۸۔ اور اس کا اپنا بیان گلتیوں ۱-۱۱ و ۱۲ و ۱۵ سے ۱۷ ۔

خدا کے فضل کی خوشخبری۔ پولس کے نزدیک اُس کا پیغام "خدا کے فضل کی خوشخبری ہی تھا" (سارے آدمیوں کے لئے) فضل کے لئے دیکھو ۱۴-۳ کی شرح۔ افسیوں کے خط میں اس پر بہت زور دیا گیا ہے (۱-۲ و ۶ و ۷ + ۲-۵ و ۷ و ۸ + ۳-۲ و ۷ و ۸ + ۴-۷ و ۲۹ + ۶-۲۴) خاصکر اس لئے کہ خدا نے اپنے بڑے فضل سے غیر قوموں کو انجیل میں شریک کیا۔

۲۵- اور اب دیکھو میں جانتا ہوں کہ تم سب جن کے درمیان میں بادشاہت کی منادی کرتا پھرا میرا منہ پھر نہ دیکھو گے۔

میں جانتا ہوں۔ عام طور کا بیان ہے اس سے زیادہ اس کے معنوں کی کھینچ تان کرنا نہیں چاہئے۔

بادشاہت کی منادی۔ ۸-۵ کی شرح۔ یعنی اُس بادشاہت کا اشتہار دیتا رہا۔ پولس کے خطوں میں یہ فعل کتنی بار آیا ہے۔ (رومیوں ۱۰-۸ و ۱۴ و ۱۵ + ۱ کرنتھی ۱-۲۳ + ۱۵-۱۱ و ۱۲ + ۲ کرنتھی ۱-۱۹ + ۴-۵) وہ اپنے تیئں ڈھنڈورا یا منادی کرنے والا کہتا ہے (۱ تیمتھیس ۲-۷ + ۲ تیمتھیس ۱-۱۱) بادشاہت کے لئے دیکھو ۱-۳ کی شرح۔ جب پولس افسس میں تھا تو خدا کی بادشاہت کا

بہت خیال اُس کے دل میں تھا۔ (۲ کرنتھی ۴-۲۰۰ + ۶-۹ و ۱۰ + ۵-۲۴ و ۲۵) میر انشہ نہ دیکھو گے۔ مابعد واقعات سے ظاہر ہے کہ اس کی یہ رائے صحیح نہیں ٹھہری (۱ تھسلنیکیوں ۱-۳ + ۲ تھسلنیکیوں ۴-۲۰) خدا نے اس کو ایسی راہوں میں چلایا جس کا اس کو خیال بھی نہ تھا اور اُسے ایسی خوشیاں عطا کیں جن کا اُسے نشان وگمان بھی نہ تھا۔

۲۶۔ پس میں آج کے دن تمہیں قطعی کہتا ہوں کہ سب کے خون سے پاک ہوں۔ قطعی کہتا ہوں۔ اس ساری تقریر میں گواہی پر بڑا زور دیا گیا ہے (آیات ۲۱ و ۲۳ و ۲۴) فعل کی جو صورت یہاں استعمال ہوتی ہے اُس میں گواہی سے کچھ زیادہ معنی ہیں گویا وہ یہ کہتا ہے کہ میں اصرار کے ساتھ تم سے کہتا ہوں۔ یہ محاورہ پولس اور لوقا کی تصنیفات میں آتا ہے۔ (۲۶-۲۲ + گلتیوں ۵-۳ + افسیوں ۴-۱۷ + ۱ تھسلنیکی ۲-۱۲)

پاک ہوں۔ دیکھو ۱۸-۶ کی شرح۔ اس نے اپنی تمیز کے مطابق سرگرمی سے کام کیا تھا اور ان کی نجات کی ترقی کے لئے جو کچھ ہو سکتا تھا اُس نے کیا۔

۲۷۔ کیونکہ میں خدا کی ساری مرضی تم سے پورے طور پر بیان کرنے سے نہ جھجکا۔ نہ جھجکا۔ دیکھو آیت ۲۰ کی شرح۔

خدا کی ساری مرضی۔ مرضی کے لئے دیکھو ۲-۲۳ کی شرح۔ مقابلہ کرو افسیوں ۱-۱۱۔ اس جملہ سے مراد ہے "انسان کی نجات کے لئے خدا کی ساری تجویز اور کل مقصد اُس کی ساری حدوں کے ساتھ" افسیوں کی طرف کا خط اس الٰہی مرضی۔ برگزیدگی مخلصی۔ راستباز ٹھہرنے۔ اور بیٹا لک بننے اور پاکیزہ بننے اور پاک چلنے کی عمدہ تشریح ہے خواہ بلحاظ افراد کے یا بلحاظ جماعت کے۔

۲۸۔ پس اپنی اور اُس سارے گلّے کی خبرداری کرو جس کا روح القدس نے تمہیں نگہبان ٹھہرایا تاکہ خدا کی کلیسیا کی گلّہ بانی کرو جسے اُس نے خاص اپنے خون سے مول لیا۔

اپنی۔۔۔ خبرداری کرو۔ لوقا ۱۷-۳ + ۲۱-۳۴ + اعمال ۲۰-۵-۳۵ + اسی قسم کا حکم تیمتھیس کو دیا گیا تھا (۱ تیمتھیس ۴-۱۶) ہمیشہ خادم دین کو سب سے پہلے اپنا چلن درست رکھنا چاہئے۔ اور بعد ازاں اپنے گلّہ کی خبرداری کرنی چاہئے اگر گلّہ بان اپنے گلّہ کو پاکیزگی کی راہ میں لیجانا چاہتا ہے تو وہ پہلے خود اُس راہ میں چلے۔ ہندوستان میں اس سبق کی بڑی ضرورت ہے۔ کیونکہ یہاں دیگر مذاہب میں تعلیم اور عمل میں بڑی جدائی پائی جاتی ہے

سارے گلّے۔ گلّے کے لئے جو لفظ یہاں آیا ہے وہ آیت ۲۹۔ اور لوقا ۱۲-۳۲ + ۱ پطرس ۵-۲ و ۳۔ اور اس سے مشتق لفظ متی ۲۶-۳۱ + لوقا ۲-۸ یوحنا ۱۰-۱۶ + ۱ کرنتھی ۹-۷ میں بھی آیا ہے۔ جماعت کو گلّہ سے تشبیہ دی گئی ہے اسلئے خادمان دین پاسٹر یا گلّہ بان کہلاتے ہیں (افسیوں ۴-۱۱) یہ لفظ ہمیں ہمارے خداوند کی تعلیم یاد دلاتی ہے جو یوحنا ۱۰-۱ سے ۱۸ میں آئی ہے

روح القدس نے۔ دیکھو دیباچہ ۶-۱ + اعمال ۱۳-۲ و ۴۔

تمہیں۔ اس تقریر میں اس صیغہ حاضر پر بہت زور دیا گیا ہے۔ (آیات ۱۸ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۵ و ۲۶ و ۳۰ و ۳۲ و ۳۴) یہ شخصی کلام تھا۔

نگہبان یا بشپ۔ یہ لفظ رفتہ رفتہ خاص عہدہ کے لئے مخصوص ہو گیا جسے آجکل اسقف کہتے ہیں (۱۱-۳۰ کی شرح دیکھو) سارے نئے عہدنامہ میں یہ دو لفظ پریسبٹر اور بشپ (جیسے ۱۷ و ۱۸ آیات میں) اس عہدہ کے دو پہلوؤں کو ظاہر کرتے ہیں۔ پہلے لفظ میں خادم دین کی عمر رسیدگی پر زور ہے اور دوسرے میں نگہبانی کے کام پر۔

گلّہ بانی یا کھلانا۔ مقابلہ کرو یوحنا ۲۱-۱۶ + ۱ کرنتھی ۹-۷ + ۱ پطرس ۵-۲ سے

خدا کی کلیسیا۔ لفظ کلیسیا کے لئے دیکھو ۵-۱۱ کی شرح۔ یہ جملہ "خدا کی کلیسیا" پھر ۱ کرنتھی ۱-۲ + ۱۰-۳۲ + ۱۱-۱۶ و ۲۲ + ۱۵-۹ + ۲ کرنتھی ۱-۱ + گلتیوں ۱-۱۳ + ۱ تھسلنیکی ۲-۱۴ + ۲ تھسلنیکی ۱-۴ + ۱ تیمتھیس ۳-۵ و ۱۵ میں آیا ہے۔ جو

خط اِفِسُس سے لکھا گیا۔ اس میں یہ محاورہ کئی دفعہ آیا ہے (اگر نسخی) بعض قدیم نسخوں میں یہاں "خداوند کی کلیسیا" آیا ہے۔ اگرچہ دو قدیم نسخے ہمارے نسخہ کے حامی ہیں۔ اگر یہ درست ہو تو یہاں ہمارے خداوند یسوع مسیح کی الوہیت کا پختہ ثبوت ہے۔ بعضوں نے اس جملہ پر اعتراض کیا ہے کہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ خدا نے اپنے خون سے کلیسیا کو خریدا؟ لیکن ہمارا نجات دہندہ نہ صرف انسان تھا۔ بلکہ عین خدا تھا جیسا کہ کتاب مقدس کے بہت سے مقامات سے ظاہر ہے اگرچہ یہ جملہ کچھ عجب سا معلوم ہوتا ہے لیکن علم الٰہی کے لحاظ سے درست ہے۔

اپنے خون سے۔ یہ اس خرید اور مخلصی کی گویا قیمت تھی۔ مقابلہ کرو ۱ پطرس ۱-۱۸ و ۱۹ + افسیوں ۱-۷ + ۲-۱۳ + یہودی قربانی جانوروں کا خون اور نیز دیدوں کی قربانیوں کا خون اس امر کی ضرورت کو ظاہر کرتا تھا کہ "ایک نجات دہندہ خون بہائے۔"

مول لیا۔ اپنا حاصل کیا۔ اس فعل کے یہ معنی ہیں "اپنی ملکیت کے لئے کسی چیز کو حاصل کرنا"۔ یہ پولس اور لوقا کا لفظ ہے۔ (لوقا ۱۷-۳۳ + ۱ تیمتھیس ۳-۱۳) اس سے مشتق اسم افسیوں ۱-۱۴ + ۱ تھسلنیکی ۵-۹ + ۲ تھسلنیکی ۲-۱۴ + عبرانی ۱۰-۳۹ + ۱ پطرس ۲-۹ میں آیا ہے۔

۲۹- میں یہ جانتا ہوں کہ میرے جانے کے بعد پھاڑنے والے بھیڑیے تم میں آئینگے۔ جنہیں گلے پر کچھ ترس نہ آئیگا۔

میرے جانے کے بعد۔ یہ لفظ صرف اسی آیت میں آتا ہے۔ شروع میں عموماً اس لفظ کے معنی پہنچنا تھا۔ لیکن پیچھے یہ معنی [illegible] جو یہاں ہیں۔ پولس کا یہ مطلب ہے کہ جب میں تم سے علیحدہ ہو کر دوسرے کام کے لئے چلا جاؤنگا۔

پھاڑنے والے بھیڑیے۔ دیکھو متی ۷-۱۵ + ۱۰-۱۶ + لوقا ۱۰-۳ + یوحنا ۱۰-۱۲۔ اِن سے جھوٹے معلم مراد ہیں اور خاصکر یہودی معلم جنہوں نے گلاتی کلیسیاؤں کو ایسا نقصان پہنچایا۔ (گلتیوں ۳-۱ سے ۴ + ۴-۸ سے ۱۱)

گلے پر ترس نہ آئیگا یعنی اُن کی پشم اُتار لینگے (۲ پطرس ۲-۱۴ و ۱۵)

اور اُنکے ایمان کو اُلٹ ڈالینگے (۲ تیمتھیس ۲-۱۸)

۳۰- اور خود تم میں سے ایسے آدمی اٹھینگے جو اُلٹی اُلٹی باتیں کہینگے تاکہ شاگردوں کو اپنی طرف کھینچ لیں۔

خود تم میں سے۔ جیسے ہمنیس اور اسکندر (۱ تیمتھیس ۱-۲۰ + ۲ تیمتھیس ۲-۱۷) فوگلس اور ہرموگنیس (۲ تیمتھیس ۱-۱۵) فلیتس (۲ تیمتھیس ۲-۱۷) اور دوسرے (۱ تیمتھیس ۱-۳ سے ۷ + ۶-۳ سے ۱۰ + ۲ تیمتھیس ۳-۱ سے ۹ نیز مقابلہ کرو ۱ یوحنا ۲-۱۸ سے ۲۲ + ۴-۱ سے ۳)

اُلٹی اُلٹی۔ دیکھو ۱۳-۸ و ۱۰ + یعنی ایسی باتیں جو خدا کی مرضی اور کلام کے مطابق نہ ہوں۔

اپنی طرف کھینچ لیں۔ دیکھو ۲۱-۱ کی شرح۔

۳۱- اس لئے جاگتے رہو اور یاد رکھو کہ میں تین برس تک رات دن آنسو بہا بہا کر ہر ایک کو سمجھانے سے باز نہ آیا۔

جاگتے رہو۔ یعنی بڑے ہوشیار رہو اور نیند سے مغلوب نہ ہو جیسے گڈریے رات رات جاگ کر اپنے گلوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہ محاورہ پولس نے ۱ کرنتھی ۱۶-۱۳ + کلسیوں ۴-۲ + ۱ تھسلنیکی ۵-۶ و ۱۰ میں استعمال کیا ہے۔

تین برس تک۔ فی الحقیقت یہ عرصہ سوا دو برس کے قریب تھا لیکن یہودی حساب کے مطابق یہ تین سال کہلا سکتا ہے۔ (۱۹-۱۰ کی شرح دیکھو)۔

رات دن۔ ۱۹-۹ کی شرح + یہ جملہ مرقس ۴-۲۷ + ۵-۵ + لوقا ۲-۳۷ + اعمال ۲۶-۷ + ۱ تھسلنیکی ۲-۹ + ۲ تھسلنیکی ۳-۸ + ۱ تیمتھیس ۵-۵ + ۲ تیمتھیس ۱-۳ میں بھی آیا ہے۔

آنسو بہا بہا کر۔ آیت ۱۹ کی شرح۔

ہر ایک کو۔ پولس شخصی ملاقات کے ذریعہ لوگوں کو تعلیم دیتا رہا۔ مقابلہ کرو کلسیوں ۱-۲۸ + ۱ تھسلنیکی ۲-۱۱۔

سمجھاتے - پولس کا محاورہ ہے۔ (رومیوں ۱۵-۱۴ + ۱ کرنتھی ۴-۱۴ + ۱ تھسلنیکی ۲-۱۱ + ۳۲ - ۱۶ + ۱ تھسلنیکی ۵-۱۲ و ۱۴ + ۲ تھسلنیکی ۳-۱۵) اس میں نصیحت اور آگاہی دونوں شامل ہیں۔

۳۲- اب میں تمہیں خدا اور اُس کے فضل کے کلام کے سپرد کرتا ہوں جو تمہاری ترقی کر سکتا ہے اور سارے مقدسوں میں شریک کر کے میراث دے سکتا ہے۔

خدا - بعض نسخوں میں "خداوند" ہے جس سے خداوند یسوع مراد ہے۔ شاید ۱۴-۲۳ سے یہ تبدیلی آئی ہوگی۔

خدا کے فضل - ۱۴-۳۔ لفظ فضل پر زور دیا گیا ہے (آیت ۲۴ کی تشریح) اس تقریر میں بھی اور افسیوں کی طرف کے خط میں بھی۔

سپرد کرتا ہوں - دیکھو ۱۴-۲۳۔

ترقی کر سکتا ہے - ۹-۳۱ کی شرح دیکھو۔ یہ عبارت کی تشبیہ افسس کے بڑے مندر سے لی ہوگی۔ لفظی طور پر ہے "تعمیر کر سکتا ہے"۔

میراث - یہ لفظ تین دفعہ افسیوں کی طرف کے خط میں آیا ہے۔ (افسیوں ۱-۱۴ و ۱۸ + ۵-۵) اس میں مسیحی کی موجودہ فضل کی میراث کی طرف بھی اشارہ ہے (۲۶-۱۸ + قلسی ۱-۱۲) اور آئندہ جلال کی میراث کی طرف بھی (رومی ۸-۱۷ + عبرانی ۹-۱۵ + ۱ پطرس ۱-۴)

سارے مقدسوں - یا جو تقدیس کئے گئے ہیں۔ دیکھو ۲۶-۱۸ + افسیوں ۵-۲۶ + فلپیوں ۱-۲ + راستباز ٹھہرنا بتدریج ترقی کرنا ہے جس کا آغاز رجوع لانے کے وقت سے ہوتا ہے اور جلالی حالت میں پہنچ کر اس کی تکمیل ہوتی ہے۔ ایمانداروں میں یہ کام روح القدس سرانجام دیتا ہے کیونکہ وہ مسیح کی پاکیزگی بخشتا ہے۔ اور اس پاکیزگی حاصل کرنے کا وسیلہ ایمان ہے (۲۶-۱۸)

۳۳- میں نے کسی کی چاندی یا سونے یا کپڑے کا لالچ نہیں کیا۔

لالچ نہیں کیا - یہ نہایت ضروری امر ہے کہ مسیحی کارندے لالچ کے داغ سے مبرا ہوں۔ مقابلہ کرو ۱ سموئیل ۱۲-۱ سے ۴ + اعمال ۳-۶ + ۱ تھسلنیکی ۲-۵ و ۹ + ۱ تیمتھیس ۳-۳ و ۸ + ۶-۱۰۔

۳۴- تم آپ جانتے ہو کہ انہیں ہاتھوں نے میری اور میرے ساتھیوں کی حاجتیں رفع کیں۔

انہیں ہاتھوں نے - اس نے اپنے ہاتھ انہیں دکھائے ہونگے جو محنت کے باعث سخت ہو رہے تھے۔ اس دستکاری کے لئے دیکھو ۱۳-۱۲ + ۲۱-۴۰ + ۲۶-۱ و ۲۹۔

رفع کیں - ۱۳-۳۶ + ۱۴-۲۳ + اس آیت سے ظاہر ہے کہ اس دستکاری کے ذریعہ نہ صرف اس نے اپنا گزارہ کیا بلکہ اپنے رفیقوں کی بھی مدد کی۔ مقابلہ کرو ۱۹-۹ کی شرح اور افسیوں ۴-۲۸ کی تعلیم۔ اس نے محنت کی زندگی بسر کی۔ وہ خیالی پلاؤ پکانے والا فلاسفر نہ تھا بلکہ محنتی محب انسان تھا۔

۳۵- میں نے تم کو سب باتیں کر کے دکھا دیں کہ اس طرح محنت کر کے کمزوروں کو سنبھالنا اور خداوند یسوع کی باتیں یاد رکھنی چاہئیں کہ اس نے خود کہا۔ دینا لینے سے مبارک ہے۔

تم کو سب باتیں کر کے دکھا دیں۔ ساری باتوں میں میں نے تم کو نمونہ دکھایا دیکھو یوحنا ۱۳-۱۵ کہا کرتے ہیں کہ حکم سے نمونہ بہتر ہوتا ہے۔ اپنے مالک کی طرح اس معلم نے اپنی تعلیم کی تشریح اپنے چلن کے ذریعہ کی۔ ہندوستان کو اس قسم کے گوروؤں کی ضرورت ہے اور وہ ایسوں ہی کی عزت کرتا ہے (۱-۱ کی شرح) اس کی زندگی افسس میں دو سال تک کیسی مستقل مزاجی کی ہوگی کہ وہ اُن کو اپنی اپنی زندگی کا حوالہ دے سکتا ہے۔ (۱ تھسلنیکی ۲-۱۰ + فلپیوں ۴-۹)

محنت کر کے - پولس نے اپنے خطوں میں اس لفظ کو کئی بار استعمال کیا ہے۔

کمزوروں - اس سے ایسے شخص بھی مراد ہیں جو بدنی طور پر کمزور تھے۔

جیسے بیمار غریب محتاج یا ایسے لوگ مراد ہیں جو روحانی طور پر کمزور تھے مقابلہ کرو تھسلنیکیوں ۵-۱۴ اور رومیوں ۱۴-۱-۱۔ اعمال کی کتاب میں جہاں یہ لفظ آیا ہے۔ اُس سے عموماً بدنی بیماری مراد ہے (۹-۳۷ + ۱۹-۱۲) اور قرینہ بیان بھی یہی چاہتا ہے۔ مسیحی دین فی الحقیقت رفاہ عام کا دین ہے۔

سنبھالنا۔ پولُس اور لوقا کا محاورہ (لوقا ۱-۵۴ + ۱تیمتھیس ۶-۲)۔

دینا لینے سے مبارک ہے۔ چاروں اناجیل سے باہر نئے عہد نامہ میں یہ بھی ایک خداوند کا مقولہ ہے جو درج ہوا ہے۔ اس کی اپنی زندگی نے اس کی تشریح کر دی۔ (۲کرنتھی ۸-۹ + افسیوں ۵-۲ + فلپیوں ۲-۵ سے ۸)

۳۶۔ اُس نے یہ کہہ کر گھٹنے ٹیکے اور اُن سب کے ساتھ دُعا مانگی۔

گھٹنے ٹیکے۔ دیکھو ۷-۶۰ کی شرح اور ۲۱-۵ و ۶۔

۳۷۔ اور وہ سب بہت روئے اور پولُس کے گلے لگ لگ کر اُس کے بوسے لئے۔

وہ سب بہت روئے۔ اس لفظ سے زور زور یا آواز بلند رونا مراد ہے۔ یہ شروع سے آخر تک ایک مشرقی نظارہ ہے۔

بوسے لئے۔ یہ فعل ناتمام ہے جس سے ظاہر ہے کہ وہ بار بار اُس کو چومتے رہے۔ (لوقا ۷-۳۸ و ۴۵ + ۱۵-۲۰)

۳۸۔ اور خاصکر اس بات پر غمگین تھے جو اُس نے کہی تھی۔ کہ تم میرا مُنہ پھر نہ دیکھو گے۔ پھر اُسے جہاز تک پہنچایا۔

غمگین۔ لوقا ۲-۴۸ + ۱۶-۲۴ و ۲۵ + اس سے دل کی بڑی تشویش مراد ہے۔ لوقا کا یہ خاص لفظ ہے۔

نہ دیکھو گے۔ اس لفظ میں معمولی دیکھنے سے کچھ زیادہ مراد ہے (آیت ۲۵) توجہ سے دیکھنا (۳-۱۶ + ۱۳-۲۴ + ۷-۵۶ + ۱۰-۱۱) اس عزیز کو پھر نہ دیکھنے کا اُنکو بڑا غم تھا۔ اس کی محبت کا انہوں نے بار بار ثبوت دیا تھا۔

جہاز تک پہنچایا۔ دیکھو ۱۵-۳ کی شرح۔ یہ بندرگاہ شہر سے کچھ فاصلہ پر تھا۔

بیسویں باب کی تعلیم

اوّل۔ بڑے بڑے حصے

(۱) مکدونیہ اور یونان میں رہنا ۱ سے ۵

(۲) تروآس میں اتوار۔ ۶ سے ۱۲

(۳) میلیتس میں مجلس ۱۳ سے ۳۸

دوم بڑے بڑے مضامین

(۱) کئی طرح کی مشنری خدمات

(ا) پولُس کلیسیاؤں کا معائنہ کرتا ہے ۱ سے ۳ مشنری دورہ

(ب) پولُس نمائندگان کے ساتھ گیا چندہ لیکر ہے ۴ - رفاہ عام کا کام

(ج) پولُس اتوار کی نماز کراتا ہے ۷ سے ۱۲

(د) پولُس خادمان دین کو حکم دیتا ہے ۱۸ سے ۳۵۔

(ہ) پولُس اپنے ہم خدمتوں کے ساتھ دعا مانگتا ہے ۳۶ سے ۳۸

(۲) خداوند کے دن کی عبادت ۷ سے ۱۲

(الف) دن۔ ہفتے کا پہلا دن آیت ۷۔

(ب) جماعت آیت ۷

(ج) وعظ ۷ سے ۹

(ہ) یادگاری کی رسم - روٹی توڑنا ۷ سے ۱۱

(۳) پادریانہ ذمہ واری ۱۸ سے ۳۵

(ا) خادم دین کی اپنی پاکیزگی۔ آیات ۱۸، ۱۹ و ۲۸ و ۳۳ و ۳۵-۱۔ استقلال تقدیس۔ فروتنی صبر۔ لالچ سے مبرا ہونا اس کی اپنی تعلیم کی تشریح اس کے اپنے نمونہ سے۔

(ب) خادم دین کی جانفشانی آیات ۲۰ و ۲۷

(ج) خادم دین کی لگاتار محنت ۳۰ و ۳۱ و ۳۴ و ۳۵

(د)۔ خادم دین کے ضروری فرائض۔

توبہ اور ایمان کی گواہی دینا۔ آیت ۲۱

خدا کے فضل کی انجیل کی گواہی دینا آیت ۲۴

بادشاہت کا اشتہار دینا آیت ۲۵۔

خدا کی ساری مرضی کو ظاہر کرنا آیت ۲۷۔

خدا کے گلہ کی نگہبانی کرنا آیت ۲۸۔

کمزوروں اور محتاجوں کی مدد کرنا ۳۴ و ۳۵۔

(ہ) خادم دین کی جان نثاری - ۲۲ و ۲۳ -
(و) خادم دین کا چوکس و بیدار رہنا ۲۸ سے ۳۱ -
(ز) خادم دین کی روحانی قوت - ۳۲
(خدا میں اور اُسکے فضل کے کلام میں)

اکیسواں باب

آیت ۱-۱۷ - یروشلم کو سفر - صور اور قیصریہ

۱- اور جب ہم اُن سے بمشکل جُدا ہو کر جہاز پر روانہ ہوئے تو ایسا ہوا کہ سیدھی راہ کوس میں آئے - اور دوسرے دن رودس میں اور وہاں سے پترہ میں -

جُدا ہو کر - لفظی ترجمہ یہ ہوگا کہ "اُن سے پھاڑا گیا" اس سے ظاہر ہے کہ یہ جدائی فریقین کے لئے کیسی شاق گزری - پولوس رسول اپنے اس عزیز اُستاد کو فرط محبت سے چمٹے رہے - یہی لفظ ہمارے خداوند کے لئے آیا - جب وہ گتسمنی میں شاگردوں سے جُدا ہوا (لوقا ۲۲-۴۱) دوسرے موقعوں پر بھی یہ استعمال ہوا ہے - ۲۰: ۳۰ + متی ۲۶-۵۱)

جہاز پر روانہ ہوئے - ۲۰-۱۳ کی شرح -

سیدھی راہ - ۱۶-۱۱ کی شرح ہوا کے مطابق تھی اس لئے وہ سیدھے چلے گئے -

کوس - کاریا کے ساحل کے قریب یہ ایک سرسبز جزیرہ تھا ہیلکس کے جنوب کی طرف چالیس میل کے فاصلہ پر - یہ بڑا تجارتی مرکز تھا - اور یونانی طب کی دیوی کا مشہور مندر یہاں تھا - یہ آسیہ کے رومی علاقہ میں شامل تھا - کوس اور اسکندریہ میں آمد و رفت لگاتار جاری تھی - غالباً پولس کا جہاز رات کے لئے یہاں ٹھہرا - شہر کوس جزیرہ کوس کے مشرقی کنارہ پر تھا -

رودس "گلاب کے پھولوں کا جزیرہ" اس لفظ کے معنی ہیں - یہ کاریا کے ساحل

سے پرے کوس کے جنوب مشرق کو تھا - اس کا طول تخمیناً بیس میل اور عرض بیس میل تھا اور خشکی سے بارہ میل کے فاصلہ پر تھا - رومیوں کے زمانہ سے پیشتر آسیہ کوچک کے اس حصہ میں وہ بڑا مشہور تھا - کاریا اور لوکیا کے کئی حصے اس کے ماتحت تھے - رومیوں کے عہد سلطنت میں اس کی عظمت بہت کچھ جاتی رہی - اگرچہ تجارتی لحاظ سے یہ موقعہ کی جگہ ہونے کے باعث اس کی شہرت رہی - اس کا مشہور شہر اسی نام کا اس جزیرہ کے شمال مشرقی کنارہ پر تھا - چودھویں صدی مسیحی میں اسے پھر فروغ حاصل ہوا - یہاں سے مسیحی جنگی بہادر نکلے جنکے باعث ایک جنگی خطاب اسی نام سے مشہور ہو گیا (The Knights of Rhodes) جنہوں نے بہت سالوں تک ترکوں کا مقابلہ کیا جب تک کہ وہ قریباً پہلے سسلی اور آخرکار مالٹا کو نہ چلے گئے - پولس کا جہاز رات بھر شہر رودس کے پاس رہا -

پترہ - لوکیا کے ساحل پر یہ شہر تھا - رودس سے عین مشرق کی طرف - یہ دریائے زنتھس (Xanthos) کے دہانہ کے نزدیک تھا اور اُن شہروں کے لئے بندرگاہ تھا جو زنتھس کی وادی میں واقع تھا - اور ساحلی جہازوں کے لئے یہ ایک ضروری سٹیشن تھا - یہ بڑا با فروغ شہر تھا - سال کے اس حصہ میں پولس کا جہاز سیدھا رودس سے پترہ کو گیا ہوگا - وہاں اُنہوں نے جہاز بدلا (آیت ۲) بعض کے نسخہ میں یہ الفاظ بھی ہیں "اور مورا" - دیکھو ۲۷-۵ کی شرح - پترہ میں جس نئے جہاز پر وہ سوار ہوئے وہ ضرور مورا میں ٹھہر کر جاتا ہوگا - کیونکہ سوریا کے تجارتی جہازوں کے لئے یہ ایک ضروری بندرگاہ تھا -

۲- پھر ایک جہاز سیدھا فینیکے کو جاتا ہوا ملا اور اُس پر سوار ہو کے روانہ ہوئے -

فینیکے - ۱۱-۱۹ کی شرح - یہ چار سو میل کا فاصلہ تھا -

جاتا ہوا - سمندر کو یہاں سے عبور کیا - اس سمندر میں (یعنی بحیرہ سیویٹ) موسم گرما کے مہینوں میں ہوا مغرب سے چلتی رہتی ہے - اس لئے بادبانی جہاز لوکیا سے سیدھے سوریہ کے ساحل کو جاتے تھے - جو مخالف سمت کو سفر کرتے یعنی سوریا

سے (دیکھو) انہیں آشبہ کو جک کے ساحل پر ٹھہرنا پڑتا تھا - کپرس کے مشرقی کنارے کی طرف - کیونکہ ہوا مخالف ہوتی اور سمندر کو عبور نہ کر سکتے تھے (۲۷-۷ سے ۵)

سوار ہو کر - دیکھو ۲۰-۱۸ کی شرح -

روانہ ہوئے - ۱۳-۱۳ کی شرح -

۳ - جب کپرس نظر آیا - تو اسے بائیں ہاتھ چھوڑ کر سوریہ کو چلے اور صور میں اُترے - کیونکہ وہاں جہاز کا مال اُتارنا تھا ۔

کپرس - ۴-۳۶ کی شرح - انہوں نے اس جزیرہ کے مشرقی حصہ کو دیکھا ہوگا کیونکہ وہ اس کے جنوب کی طرف سے گئے -

نظر آیا - لوقا کا لفظ - (لوقا ۱۹-۱۱)

بائیں ہاتھ چھوڑ کر - چونکہ وہ جنوب مشرقی سمت میں سفر کر رہے تھے - اس لئے یہ جزیرہ اُن کی بائیں طرف رہ گیا -

سوریہ - دیکھو ۱۵-۲۳ -

چلے - ۱۸-۲۲ کی شرح -

صور - ۱۲-۲۰ کی شرح -

جہاز کا مال اُتارنا تھا - یہ بھی جہازی اصطلاح ہے - یہ فعل صرف اسی آیت میں آیا ہے - لیکن اسم مکاشفہ ۱۸ - ۱۱ و ۱۲ میں آیا ہے - یہ جہاز بڑا تجارتی جہاز ہوگا جسکے مال اُتارنے کے لئے اتنے دن لگے -

۴ - جب شاگردوں کو تلاش کر لیا - تو ہم سات روز وہاں رہے اُنہوں نے روح کی معرفت پولس سے کہا کہ یروشلیم میں قدم نہ رکھنا -

شاگردوں - حرف تعریف سے یہ پتہ لگتا ہے کہ اُن کو اس شہر میں شاگردوں کی موجودگی کا علم تھا - اس سے پہلی خدمات کا پھل ظاہر ہوتا ہے (۱۱ - ۱۹ + ۱۵-۳ + مقابلہ کلیسیوں ۱-۲۱)

تلاش کر لیا - یہ بھی لوقا کا لفظ ہے (لوقا ۲-۱۶) کچھ تلاش کے بعد یہ شاگرد

ملے تھے -

سات روز - ان مسیحیوں کے ساتھ سبت کاٹنے کا موقع مل گیا - عید پنتیکوست کے لئے کافی وقت باقی تھا -

روح کی معرفت - ۱-۲ کی شرح - وہ گویا روح القدس کے اوزار تھے - اس کا مقصد ظاہر کرنے کے لئے -

کہا - یا کہتے رہے - کیونکہ یہ فعل ناتمام ہے - مقابلہ کرو ۲۰-۲۳ سے -

قدم نہ رکھنا - ۲۰-۱۸ کی شرح دیکھو - انہوں نے اس امر کی گواہی دی تھی کہ یروشلیم کو جانا گویا قید و مصیبت میں جانا تھا - یہ جانے کی ممانعت نہ تھی بلکہ اس امر کی آگاہی کہ وہاں کیا کچھ پیش آئیگا - جگہ جگہ رسول کو یہ آگاہی دی گئی لیکن وہ روح القدس سے مجبور ہو کر جاتا ہے تاکہ اس طوفان کا مقابلہ کرے - (۲۰-۲۲ سے ۲۴)

۵ - اور جب وہ دن گذر گئے تو ایسا ہوا کہ ہم نکل کر روانہ ہوئے - اور سب نے بیویوں اور بچوں سمیت ہم کو شہر کے باہر تک پہنچایا - پھر ہم نے سمندر کے کنارے گھٹنے ٹیک کر دعا مانگی -

جب وہ دن گذر گئے - یہ لفظ ۲ تھسلنیکیوں ۳-۱۷ میں بھی آیا ہے - یہاں اس کا مطلب یہ ہے کہ جہاز کے قیام کے جب مقررہ سات دن گذر گئے -

بیویوں اور بچوں سمیت - لوقا نے انسانی محبت کا عمدہ نقشہ کھینچا ہے - شہر کے باہر تک یعنی جب تک کہ ہم بندرگاہ تک نہ پہنچ گئے -

پہنچایا - ۱۵-۳ کی شرح + مقابلہ کرو ۲۰-۳۸ سے

گھٹنے ٹیک کر - دیکھو ۷-۶۰ کی شرح + ۲۰-۳۶ -

سمندر کے کنارے - ۲۷-۳۹ و ۴۰ -

دعا مانگی - ۲۰-۳۶ + دیباچہ ۶-۱۰ +

۶ - اور ایک دوسرے سے وداع ہو کر ہم تو جہاز پر چڑھے اور وہ اپنے

اپنے گھر واپس چلے گئے۔

جہاز پر چڑھے - آیت ۲ + حرف تعریف سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ وہی جہاز تھا جس میں وہ صور تک گئے - اس کی منزل مقصود پتلمیس تھا۔

۷- اور ہم صور سے جہاز کا سفر تمام کر کے پتلمیس میں پہنچے - اور بھائیوں کو سلام کیا - اور ایک دن ان کے ساتھ رہے -

سفر - یہ لفظ پھر ۲۷-۹ و ۱۰ میں آیا ہے - یہ تھوڑا سفر صور سے پتلمیس تک تھا - مگر بعض سمجھتے ہیں یہ کل سفر مکدونیہ سے تھا۔

پہنچے - ۱۶-۱ کی شرح۔

پتلمیس - عہد عتیق میں یہ شہر عکو کہلاتا ہے (قاضی ۱-۳۱) پہلے یہ فلسطی شہر تھا - آجکل اس کا نام عکرے ہے - یہ خلیج عکرے کی شمالی کنارہ پر ہے جو جنوب کی طرف کوہ کرمل کے گرد گھومتی ہے - اس کا نام پطلمیس اول فلادلفس کے نام پر رکھا گیا جبکہ یہ شہر اُس کے قبضے میں آیا - رومیوں کے عہد حکومت میں اس کو بستی کے خاص حقوق ملے - اس ساحل کی تجارت میں صور - صیدا انطاکیہ اور قیصریہ کے ساتھ یہ بھی شریک تھا یہ صور کے جنوب کی طرف تقریباً تیس میل کے فاصلہ پر ہے -

بھائیوں - غالباً فلپس مبشر نے یہاں کی کلیسیا کی بنیاد ڈالی یا کسی دیگر مبشر نے (۸-۴ + ۱۱-۱۹)

۸- دوسرے دن ہم روانہ ہو کر قیصریہ میں آئے - اور فلپس مبشر کے گھر جو اُن ساتوں میں سے تھا اُتر کر اُس کے ساتھ رہے -

قیصریہ میں - وہ خشکی کے ذریعہ وہاں گئے کل فاصلہ جنوب کی طرف ۳۰ سے ۴۰ میل تک تھا - قیصریہ کے لئے دیکھو ۸-۴۰ کی شرح -

فلپس مبشر - دیکھو ۶-۵ + ۸-۵ و ۴۰ + آٹھویں باب کے واقعات کے بعد اُس نے شاید قیصریہ اپنا صدر مقام بنا لیا ہو - اعمال کی کتاب میں یہ لقب مبشر

صرف اسی شخص کے لئے آیا ہے - لیکن بعد ازاں افسیوں ۴-۱۱ + ۲ تمتھیس ۴-۵ میں بھی یہ لفظ مستعمل ہوا ہے -

۹- اُس کی چار کنواری بیٹیاں تھیں - جو نبوت کرتی تھیں -

اُس کی چار کنواری بیٹیاں - یہ لوقا کا خاصہ ہے کہ وہ عورتوں کا اکثر ذکر کرتا ہے - اِن لڑکیوں کی ابتک شادی نہ ہوئی تھی - اس سے زیادہ ہم مراد نہیں لے سکتے (۱ کرنتھی ۷-۲۵ و ۲۸ و ۳۴ سے ۳۸) ہو سکتا ہے کہ وہ مسیحی خدمت کے لئے ساری عمر بے شادی رہی ہوں -

جو نبوت کرتی تھیں - بمطابق ۲-۱۷ و ۱۸ کے + لفظ نبوت کے لئے دیکھو ۲-۴ و ۱۷ - ۱۱-۲۷ کی شرح - تعلیم و تربیت کے لئے یہ خاص نبوت تھی -

۱۰- اور جب ہم وہاں بہت روز رہے تو اگبس نام ایک نبی یہودیہ سے آیا

بہت روز - ۱۳-۳۱ + ۲۵-۱۴ + ۲۷-۲۰ + یہ جملہ صرف اعمال کی کتاب میں آیا ہے - رمزی صاحب کا خیال ہے کہ پولس قیصریہ میں ۵۶ء میں ۱۴ مئی کو پہنچا - اُس سال پنتکوست کی عید ۲۸ مئی کو تھی - اس لحاظ سے وہ ایک ہفتہ یا زیادہ راہ میں صرف کر سکتا تھا -

اگبس نام ایک نبی - دیکھو ۱۱-۲۷ و ۲۸ کی شرح -

آیا - ۱۸-۲۲ کی شرح - وہ شاید اسی مقصد کے لئے آیا ہو کہ پولس کو آگاہ کرے اور اس سے ملاقات کرے -

۱۱- اُس نے ہمارے پاس آ کر پولس کا کمربند لیا اور اپنے ہاتھ پاؤں باندھ کر کہا روح القدس یوں کہتا ہے - کہ جس شخص کا یہ کمربند ہے اُس کو یہودی یروشلیم میں اسی طرح باندھیں گے اور غیر قوموں کے ہاتھ میں حوالہ کریں گے -

اپنے ہاتھ پاؤں باندھ کر - عبرانی نبیوں کے نمونہ کے مطابق (یرمیاہ ۱۳-۱ سے ۸ + حزقی ایل ۵-۱ سے ۴)

روح القدس یوں کہتا ہے - دیکھو ۲۰-۲۳ - اور آیت ۴ + ان الفاظ سے یہ صاف ظاہر ہے کہ وہ صرف آگاہی دینا چاہتا ہے نہ کہ منع کرتا ہے - یہاں رومیوں کے ذریعہ پولس کے قید کی پیشینگوئی ہے -

۱۲- جب یہ سُنا تو ہم نے اور وہاں کے لوگوں نے اُس کی منت کی کہ یروشلیم کو نہ جائے -

ہم - یعنی لوقا اور نمایندگان (۲۰-۴)
وہاں کے لوگوں - یعنی فلپس اور اُس کی بیٹیاں اور قیصریہ کے مسیحی -
نہ جائے - ۱۸-۲۲ کی شرح -

۱۳- مگر پولس نے جواب دیا کہ تم کیا کرتے ہو؟ کیوں رو رو کے میرا دل توڑتے ہو؟ میں تو یروشلیم میں خداوند یسوع کے نام پر نہ صرف باندھے جانے بلکہ مرنے کو بھی تیار ہوں -

توڑتے ہو - یہ فعل صرف اسی آیت میں آیا ہے - اس کے لفظی معنی ہیں "توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کرنا" اور اصطلاحی طور پر حوصلہ توڑنے یا کمزور کرنے کو کہتے ہیں - مسیحیوں کے گریہ وزاری کا مقابلہ کرنا مشکل تھا لیکن ایک اعلےٰ قوت اُسے دھکیلے لئے جاتی تھی +
خداوند یسوع کے نام - دیکھو ۱۵-۲۶ + شخصی نجات دہندہ سے شخصی محبت مسیحی کو ہر طرح کی قربانی کے لئے تیار کر دیتی ہے -
تیار ہوں - یہ لفظ پھر ۲ کرنتھی ۱۲-۱۴ میں بھی آیا ہے -

۱۴- جب اُس نے نہ مانا تو ہم یہ کہہ کر چپ ہو گئے کہ خداوند کی مرضی پوری ہو -

چپ ہو گئے - ۱۱-۱۸ +
خداوند کی مرضی پوری ہو - افسیوں ۵-۱۷ + لوقا ۲۲-۴۲ + ۱۸-۲۱ کی شرح دیکھو - اب سب نے سمجھ لیا کہ یہ خداوند کی مرضی ہے کہ وہ یروشلم کو جائے - یہ مخالفت نہ تھی +

۱۵- ان دنوں کے بعد ہم اپنے سفر کا اسباب تیار کر کے یروشلیم کو گئے -

اسباب تیار کر کے - یونانی میں صرف ایک ہی لفظ ہے - رامزی صاحب کا خیال ہے کہ یہ لفظ گھوڑے کے ساز کے لئے آتا ہے - اس لئے ان کا خیال یہ ہے کہ گھوڑوں پر ساز باندھا - یروشلیم تک فاصلہ چونسٹھ میل تھا - اور یہ قرین قیاس نہیں کہ یہ جماعت پیدل گئی ہو - خاصکر جبکہ عید پنتیکوست ایسی قریب تھی - بیزا کے نسخہ سے (دیکھو اگلی آیت) ظاہر ہے کہ اس مسافت کے طے کرنے میں دو دن لگے -
گئے - ۱۸-۲۲ کی شرح دیکھو - یہاں بھی فعل ناتمام ہے -

۱۶- اور قیصریہ سے بھی بعض شاگرد ہمارے ساتھ چلے اور ایک قدیم شاگرد مناسون کپری کو ساتھ لے آئے تاکہ ہم اُس کے ہاں مہمان رہیں -

مناسون کپری کی ... ہمیں ایک مناسون کے گھر لے گئے - یہ شاید یونانی کا بہتر ترجمہ ہے اور قرینہ سے زیادہ مطابق ہے - کیونکہ یروشلم یہاں سے چونسٹھ میل کے فاصلہ پر تھا - اس لئے راہ میں کسی جگہ ایک رات قیام کرنا تھا تاکہ وہ اور اُن کے گھوڑے تازہ دم ہو جائیں - اس لئے بعض قیصریہ کے مسیحی اُسے مناسون مسیحی کے گھر لے گئے اور خود قیصریہ کو واپس چلے گئے تاکہ یہ لوگ یروشلم کو خود آگے چلے جائیں - بیزا کے نسخہ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے - وہاں یہ عبارت ہے "اور یہ ہمیں اُن کے پاس لے گئے جن کے ہاں ہمیں رہنا تھا اور ایک خاص گاؤں میں پہنچے وہاں ہم مناسون کے گھر گئے جو ایک قدیم شاگرد تھا اور وہاں سے روانہ ہو کر ہم یروشلم کو آ گئے"
مناسون - یہ یونانی مسیحی ہوگا کیونکہ یہ ایک عام یونانی نام تھا - برنباس کی طرح یہ کپری تھا (۴-۳۶ کی شرح)
قدیم شاگرد - اس سے مراد ہے کہ وہ دیر سے مسیحی تھا - شاید پنتیکوست کے دن سے یا شاید اس سے بھی پہلے -

۱۷- جب ہم یروشلیم میں پہنچے۔ تو بھائی بڑی خوشی کے ساتھ ہم سے ملے

بھائی - یعنی جن مسیحیوں سے اُن کی پہلے ملاقات ہوئی - بطور رسمی استقبال نہیں پہنچے ہوا - (آیت ۱۸)

بڑی خوشی کے ساتھ - یہ لفظ اسی آیت میں آیا ہے - اس تپاک سے ملنے کے ذریعہ ان کا دل خوش ہوگیا - کیونکہ انہیں تو تکلیف کی توقع تھی ؎

۴- آخری واقعات ۲۱-۱۸ سے ۲۸-۳۱ تک

اب ہم اُس موقعہ پر پہنچ گئے ہیں جہاں پولُس کی آزادگی جہاں تک اعمال کی کتاب کا تعلق ہے چھین گئی - سوریہ - کپرس - گلاتیہ - مکدونیہ - اخیہ اور آسیہ میں اس نے انجیل کا جھنڈا کھڑا کر دیا تھا اور کلیسیائیں قائم کر دی تھیں - اس کے بعد اس کتاب میں وہ قیدی ہی نظر آتا ہے - لیکن جیسا موقعہ ملتا ہے ویسا انجیل کی صداقت کو پیش کرتا رہتا تھا - وہ زنجیروں میں بندھا ایلچی تھا ؎

(۱) یروشلیم میں واقعات ۲۱-۱۸ سے ۲۳-۳۵ تک ؎

۱۸ سے ۴۰ - پولُس کی گرفتاری

۱۸- اور دوسرے دن پولُس ہمارے ساتھ یعقوب کے پاس گیا - اور سب بزرگ وہاں حاضر تھے -

ہمارے ساتھ - یعنی لوقا اور نمائندگان جنہوں نے اپنی برادرانہ محبت و ہمدردی کا ثبوت یروشلیم کے بھائیوں کے آگے اسی طرح سے دیا کہ اپنی نذریں یعنی چندہ غیر قوم کلیسیاؤں کی طرف سے اُن کے سامنے پیش کیا - اس واقعہ کے بعد ۲۷-۱ تک پھر صیغہ جمع متکلم نہیں آتا - لیکن یہ قرین قیاس ہے کہ لوقا اس عرصہ میں بہت دور نہیں گیا -

یعقوب کے پاس - دیکھو ۱۲-۱۷ + ۱۵-۱۳ کی شرح - یروشلیم کی کلیسیا

میں یہ با اختیار شخص تھا عملی طور پر بشپ تھا -

سب بزرگ - ۱۱-۳۰ + ۱۵-۲ - یعقوب کے ساتھ یہ کلیسیا کے پیشوا تھے

۱۹- اُس نے انہیں سلام کر کے جو کچھ خدا نے اُس کی خدمت سے غیر قوموں میں کیا تھا مفصل بیان کیا -

خدا نے ... ۱۴-۲۷ + ۱۵-۱۲ -

غیر قوموں میں - مختون فریق اسی پر نکتہ چینی کرتے اور اس کی مخالفت کرتے تھے - (دیباچہ ۵-۳) ؎

خدمت - ۶-۱ + ۲۰-۲۴ کی شرح -

۲۰- انہوں نے یہ سن کر خدا کی بڑائی کی پھر اس سے کہا - اے بھائی تو دیکھتا ہے - کہ یہودیوں میں ہزارہا آدمی ایمان لے آئے ہیں - اور وہ سب شریعت کے بارے میں سرگرم ہیں -

خدا کی بڑائی - نا تمام فعل ہے - کہ وہ ایسا کرتے رہے مقابلہ کرو ۱۱-۱۸ سے

اے بھائی - محبت کا لفظ ہے - اس سے برادرانہ سلوک کیا ۹-۱۷ -

تو دیکھتا ہے - اس فعل سے بغور مشاہدہ کرنا مراد ہے (۲۰-۳۸) اُس شہر میں پہنچنے کے وقت سے بلکہ اُس نے بہت سارے یہودی مسیحیوں سے ملاقات کی ہو گی اور ان کے سلوک کو دیکھا ہو گا -

ہزارہا - یہ لفظ لوقا ۱۲-۱ + اعمال ۱۹-۱۹ + عبرانی ۱۲-۲۲ + یہوداہ ۱۴ + مکاشفہ ۵-۱۱ + ۹-۱۶ + لفظی ترجمہ دس ہزار ہے لیکن مراد ہے کہ بہت لوگ - ان سے صرف یروشلم کے ہی یہودی مسیحی مراد نہیں بلکہ یہودیہ اور دیگر علاقوں کے مسیحی جو عید کے لئے وہاں جمع ہو گئے تھے - بہر حال اتنا تو ظاہر ہے کہ اس وقت تک انجیل نے کیسی ترقی کی تھی -

شریعت کے بارے میں سرگرم - یا شریعت کے سرگرم (زیلاٹس) یہ لفظ ۲۲-۳ + ۲ کرنتھی ۱۴-۱۲ + گلاتیوں ۱-۱۴ + طیطس ۲-۱۴ + ۱ پطرس ۳-۱۳ -

میں بھی آیا ہے اور بطور نام یا لقب کے لوقا ۶-۱۵ + اعمال ۱-۱۳ میں آتا ہے
یہ موسوی شریعت پر سرگرمی سے چلنے والے تھے۔ اگرچہ یسوع کو بھی مسیح مانتے
تھے۔ اُن کی یہ حالت عجب تھی اور دیر تک قائم نہ رہ سکتی تھی۔ کیونکہ مسیحی اپنی
کبھی ایسی بندش میں نہیں رہ سکتا تھا۔

۲۱- اور اُن کو تیرے بارے میں سکھا دیا گیا ہے کہ تو غیر قوموں
میں رہنے والے سب یہودیوں کو یہ کہہ کر موسیٰ سے پھر جانے کی
تعلیم دیتا ہے کہ نہ اپنے لڑکوں کا ختنہ کرو۔ نہ موسوی رسموں پر چلو۔

سکھا دیا گیا ہے۔ ۱۸-۲۵ میں بھی یہی لفظ آیا ہے۔ اس سے زبانی
آگاہی اور تعلیم مراد ہے۔ مختون فریق کا شمار۔ زور اور تعصب روز روز یروشلم
کے مجمع کے وقت سے بڑھتا گیا اور نہ صرف یروشلم میں بلکہ گلاتیہ۔ اخیہ اور
دیگر جگہوں میں بھی پولس کی مخالفت کرتے اور اُس کی نسبت غلط خبریں مشہور
کرتے رہے۔ اُنہوں نے اس کام کے لئے خاص آدمی مقرر کئے تھے جو جگہ
جگہ جا کر یہی کام کرتے تھے۔

سب یہودیوں کو۔ یہ تو غلط تھا کیونکہ پولس نے صرف غیر قوم مسیحیوں
کو اس پوری آزادگی کی تعلیم دی تھی۔

موسیٰ سے پھر جانے۔ مرتد ہونا۔ یہ لفظ بھی پولس اور لوقا کا ہے۔ اس
کا ذکر ۲ تھسلنیکی ۲-۳ میں آیا ہے۔

نہ ... ختنہ کرو۔ پولس نے تیمتھیس کا ختنہ کرایا تھا اور یہی امر ان کا
منہ بند کرنے کے لئے کافی تھا۔ لیکن دھڑے بازی اور ناحق عموماً غلط بیانی
کرتے اور واقعات کو توڑتے مروڑتے ہیں۔

رسموں۔ ۶-۱۴ کی شرح دیکھو۔ ہندوستان میں ہم خبردار رہیں کہ کہیں قومی
رسوم مسیح کے قانون کی جگہ غصب نہ کرلیں۔ اور یوروپین اور امریکن مشنریوں
کو بھی چاہئے کہ اپنے مغربی دستوروں کا ایسا جوا دیسی کلیسیاؤں پر نہ دھرے

جو حقیقی انجیل کا جزو نہیں۔

۲۲- پس کیا کیا جائے؟ لوگ ضرور سنینگے کہ تو آیا ہے۔

پس کیا کیا جائے۔ بعض پرانے نسخوں میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں "بھیڑ کی
بھیڑ جمع ہوگی" یعنی مختون فریق یہودی مسیحیوں کی مجلس مخالفت میں منعقد کرینگے

۲۳- اس لئے جو ہم تجھ سے کہتے ہیں وہ کر۔ ہمارے ہاں چار آدمی
ایسے ہیں جنہوں نے منت مانی ہے۔

چار آدمی۔ جو غریب یہودی مسیحی تھے۔

منت۔ عارضی نذیری منت (۱۸-۱۸ کی شرح)

۲۴- اُنہیں لے کر اپنے آپ کو اُن کے ساتھ پاک کر۔ اور اُن کی طرف
سے کچھ خرچ کر۔ تاکہ وہ سر منڈائیں۔ تو سب جان لینگے کہ جو باتیں
اُنہیں تیرے بارے میں سکھائی گئی ہیں۔ اُن کی کچھ اصل نہیں بلکہ تو
خود بھی شریعت پر عمل کرکے درستی سے چلتا ہے۔

اُنہیں لے کر یعنی اپنے ساتھ دوستانہ طور پر لیجانا۔ (۱۵-۳۹ + ۱۶-۳۳)
اُن کے ساتھ پاک کر یعنی اُن کی طرح نذیری منت کو قبول کر اور طہارت کی
شریعت پر عمل کر (گنتی ۶) بعضوں نے سمجھا کہ خواہ پولس نے کوئی شکرگذاری کی منت
مانی ہوگی۔ (دیکھو ۲۴-۱۷)

اُن کی طرف سے کچھ خرچ کر۔ یعنی اُن کے لئے ضروری قربانیوں کا خرچ
ادا کر۔ یہ فعل ان مقامات میں بھی آیا ہے (مرقس ۵-۲۶ + لوقا ۱۵-۱۴ + ۲
کرنتھی ۱۲-۱۵ + یعقوب ۴-۳) ان مقامات کا مطالعہ کرنا دلچسپی سے خالی نہیں
کیونکہ ان سے ظاہر ہوگا کہ کن کن اغراض کے لئے خرچ کیا جاتا تھا۔ لوقا ۱۴-۲۸
سے بھی مقابلہ کرو۔ کیونکہ وہاں بھی اس سے مشتق لفظ مستعمل ہوا ہے یہودیوں
میں یہ کار ثواب تھا کہ غریبوں کے لئے نذیری قربانی کے اخراجات کوئی ادا کرے
شاہ اگرپا اول نے پہلی دفعہ یروشلیم جانے کے وقت ایسا ہی کیا تھا (یوسیفس

۱۹-۶) دولتمند اہل ہنود اپنے غریب بھائیوں کے لیئے اسی قسم کے دستورات ادا کرنے کے لیئے خرچ کیا کرتے ہیں۔

سر منڈے ہیں۔ اپنی منت کی تکمیل پر (گنتی ۶-۱۸ + اعمال ۱۸-۱۸) سکھائے گئے ہیں۔ ۵-۲۱ کی شرح۔

تو خود بھی۔ نہ صرف اس کے اعتراض کرنے والے۔

درستی سے چلتا ہے۔ یعنی شریعت کے قوانین کے مطابق۔ یہ لوقا اور پولس کا لفظ ہے (رومیوں ۴-۱۲ + گلتیوں ۵-۲۵ + ۶-۱۶ + فلپیوں ۳-۱۶)

۲۵- مگر غیر قوموں میں سے جو ایمان لائے۔ اُن کی بابت ہم نے یہ فیصلہ کر کے لکھا تھا۔ کہ وہ صرف بتوں کی قربانی کے گوشت سے اور لہو اور گلا گھونٹے ہوئے جانوروں اور حرامکاری سے اپنے آپ کو بچائے رکھیں۔

ہم نے۔ اس میں تاکید پائی جاتی ہے۔ اس میں یعقوب اور بزرگ داخل ہیں یروشلم کی مجمع نے جو فیصلہ کیا تھا اس پر وہ ابتک قائم تھے (۱۵ باب)

لکھا تھا۔ دیکھو ۱۵-۲۰ کی شرح۔ بعض قدیم نسخوں میں یہ لفظ آتا ہے "بھیجا" یعنی نمائندگان کو بھیجا۔ (۱۵-۲۲)

بتوں کی قربانی۔ دیکھو ۱۵-۲۰ و ۲۹ کی شرح)

۲۶- اس پر پولس اُن آدمیوں کو لیکر اور دوسرے دن اپنے آپ کو ان کے ساتھ پاک کر کے ہیکل میں داخل ہوا اور خبر دی کہ جب تک ہم میں سے ہر ایک کی نذر نہ چڑھائی جائے تقدس کے دن پورے کرینگے ؎

پولس۔ جیسا اس کو اس وقت بہتر معلوم ہوا۔ (اکرنتھی ۹-۲۰) اگرچہ اس کی غرض مغالطہ اور مخالفت سے بچنے کی پوری نہ ہوئی۔ اس وقت اس کی ساری غرض یہ معلوم ہوتی کہ یہودی کلیسیاؤں کو رضامند کر کے مسیحی یگانگت کو ترقی دے۔ شاید اس نے پہلی دفعہ یروشلم جانے پر بھی اپنے تئیں پاک کیا ہوا اور نذریں ادا کی ہوں (۱۸-۱۸ کی شرح) اس لئے جسے وہ اصولی بات سمجھتا تھا اُسے توڑا نہیں مسیحی

دین کو یہودیت سے جدا ہونے کے لیئے وقت درکار تھا۔

پورے کرینگے۔ یعنی اس وقت کے سردار کاہن کو خبر دی کہ کس وقت منت کی میعاد پوری ہوگی اور قربانی چڑھائی جائیگی۔ جو لفظ "پورے کرینگے" اور "پاک کرکے" آئے ہیں وہ صرف اسی آیت میں ہیں۔

نذر۔ جو موسوی شریعت کے ذریعہ مقرر تھی (گنتی ۶-۱۴ و ۱۵)۔ یہ تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ سب کی تقدیس کے ایام ایک ہی وقت پورے ہو گئے۔ بہرحال سارا عرصہ سات دن کا تھا۔ (آیت ۲۷)

۲۷- جب وہ سات دن پورے ہونے کو تھے۔ تو آسیہ کے یہودیوں نے اُسے ہیکل میں دیکھ کر سب لوگوں میں ہل چل مچائی اور یوں چلا کر اُس کو پکڑ لیا۔

سات دن۔ منت کے ختم ہونے کے ساتھ اسکا تعلق تھا۔ اس کی نسبت بہت مشکل سے کام لیا گیا ہے لیکن کوئی تسلی بخش نہیں۔ خاص بات یہ ہے کہ پولس کا مقصد حاصل ہو گیا ہوتا۔ اگر ناگہانی مخالفت و مداخلت نہ ہونے پاتی۔

آسیہ کے یہودیوں نے۔ چونکہ اس علاقہ میں کلیسیا نے بہت ترقی کی تھی۔ اور افسس میں خاص ہنگامہ اسکے خلاف برپا ہوا تھا۔ اسلئے یہ لوگ اور بھی دشمن بن گئے تھے۔ (۱۹-۱۰ و ۲۳ + ۲۰-۱۹) وہ یروشلم میں عید پنتیکوست کیلئے گئے تھے

ہل چل مچائی۔ ۲-۶ + ۹-۲۲ + ۱۹-۳۲۔

پکڑ لیا۔ ۴-۳ + ۵-۱۸ + ۱۲-۱ ؎

۲۸- کہ اے اسرائیلیو مدد کرو۔ یہ وہی آدمی ہے۔ جو ہر جگہ سب آدمیوں کو اُمت اور شریعت اور اس مقام کے خلاف سکھاتا ہے۔ بلکہ یونانیوں کو بھی ہیکل میں لا کر اس پاک مقام کو ناپاک کیا ہے۔

اے اسرائیلیو۔ یہ لقب اُن کے قومی اور مذہبی تعصب کو بھڑکانے کے لیئے کافی تھا (۲-۲۲ + ۳-۱۲ + ۵-۳۵ + ۱۳-۱۶)۔

مدد کرو - ۱۶-۹ میں بھی یہی فعل آیا ہے - وہاں انجیل کے لئے تھا یہاں انجیل کی مخالفت کیلئے -

ہر جگہ سب آدمیوں کو - یہ لفظ اسی جگہ آیا ہے - پولس کا ہر جگہ پہنچنا اُن کی نظر میں سخت گناہ تھا -

اُمّت - یعنی یہودی اُمّت - (۱-۱۰-۲ کی شرح)

اس مقام - یعنی ہیکل - پولس نے ایک دفعہ خود استفنس کے خلاف اسی قسم کے الزام میں حصّہ لیا تھا - (۶-۱۳) -

یونانیوں - ۱۰-۱۴ کی شرح - جو اجنبی نسل کے تھے - یہودی نگاہوں میں بڑا سخت گناہ تھا جیسے ہندو مندر کے اندر کسی شودر کا داخل ہونا - محمدیوں کی نظر میں کسی کافر کا مکہ کی مسجد میں داخل ہونا - مقام کا ذکر بدھ کے مندر میں کسی مسیحی کا قدم رکھنا -

ناپاک کیا ہے - ۱۰-۱۵ + ۱۱-۹ + ہندوستان میں سب لوگ جانتے ہیں کہ جب کوئی مندر کسی کے داخل ہونے سے ناپاک ہو جائے تو کیسے پرشچت کرنے پڑتے ہیں -

۲۹ - کیونکہ انہوں نے اس سے پہلے ترفمس افسی کو اس کے ساتھ شہر میں دیکھا تھا - اسی کی بابت انہوں نے خیال کیا کہ پولس اسے ہیکل میں لے آیا ہے -

ترفمس افسی - جنہوں نے اُسے پہچان لیا کہ ہمارا ہم وطن ہے ۲۰-۴ + ہمیں یقین ہے کہ دیگر غیر قوم نمایندگان بھی یروشلم میں موجود تھے -

انہوں نے خیال کیا - فعل ناتمام ہے - وہ اس غلطی میں پڑے رہے - مقابلہ کرو ۷-۲۵ + ۱۶-۱۳ - اس قسم کے بے بنیاد شکوک اکثر جھگڑوں کی بنیاد ہوتے ہیں اس لئے ہم ایسے شکوک و شبہات سے گریز کریں -

ہیکل میں - یعنی ہیکل کے اندرونی حصہ میں - غیر قوموں کے بیرونی صحن میں سب کو جانے کی اجازت تھی - اس کے بعد ایک چبوترہ بنا ہوا تھا جس کے ارد گرد دیوار تھی اور اس میں پھاٹک لگے ہوئے تھے جن میں سے لوگ اندر جا سکتے تھے

خلاف غیر قوموں کا صحن - اسرائیلیوں کا صحن - کاہنوں کا صحن - غیر قوموں کے لئے ایک پختہ احاطہ کیا ہوا تھا جس کی دیوار تقریباً تین ہاتھ بلند تھی اور یہ ان سیڑھیوں کے نیچے تھی جن پر سے اس چبوترہ پر جاتے تھے - اور اس اونچی دیوار کے عین پیچھے تھا - یوسیفس نے بیان کیا ہے (قدامت ۱۵-۱۱ و ۶ + جنگنامہ ۱۵-۵ و ۲) کہ اس میں کچھ کچھ فاصلے پر کئی ایک ستون بنے ہوئے تھے جن پر یہ کندہ تھا کہ غیر قومیں اس سے آگے قدم نہ رکھیں - ان میں سے ایک کتبہ ملا ہے جس پر یہ لکھا ہوا ہے "کوئی آدمی کسی اور قوم کا اس احاطہ دیوار کے اندر جو ہیکل کے گرد ہے داخل نہ ہو - اور اگر کوئی اس کے اندر پکڑا جائیگا تو اُس کا خون اس کی گردن پر ہوگا - یہ جدائی کی درمیانی دیوار تھی جس کا ذکر افسیوں ۲-۱۴ میں آیا ہے - چونکہ پولس دوسروں کے ہمراہ رسم ادا کرنے میں مصروف تھا - اس لئے ان ایشیائی یہودیوں نے سمجھا کہ وہ ممنوع حد کے اندر ترفمس کو لے گیا ہے -

۳۰ - اور تمام شہر میں ہلچل پڑ گئی - اور لوگ دوڑ کر جمع ہوئے - اور پولس کو پکڑ کے ہیکل کے باہر گھسیٹ کر لے گئے - اور فوراً دروازے بند کر لئے گئے -

دوڑ کر جمع ہوئے - یہودی لوگ دوڑ کر جمع ہوئے ۳-۱۱ میں دوڑنا ایک اور مقصد کے لئے تھا - یہ افواہ آگ کے شعلے کی طرح پھیل گئی کہ ہیکل کو ناپاک کر دیا ہے - اور ایک بڑا انبوہ جوش میں آ گیا جو عید کے لئے ہیکل کے قرب و جوار میں جمع تھا -

پکڑ کے ... گھسیٹ کر لے گئے - ۱۶-۱۹ میں یہ دونوں فعل اکٹھے آئے ہیں

ہیکل کے باہر - یعنی اندرونی صحنوں سے بیرونی غیر قوموں کے صحن میں گھسیٹ لائے -

دروازے بند کر لئے گئے - جو اُس بلند دیوار میں تھے - جن کے ذریعہ اندرونی صحن میں داخل ہو سکتے تھے - یہودیوں کا دستہ یہ کام کرتا تھا

دروازے بند کرنے کا مقصد یہ تھا کہ پھر اسے ناپاک کرنے کا موقعہ نہ ملے یا اس اندیشہ سے کہ پولس کا خون اندرونی صحن میں بہایا نہ جائے۔

۳۱ جب وہ اُسے قتل کرنا چاہتے تھے تو اوپر پلٹن کے سردار کے پاس خبر پہنچی کہ تمام یروشلیم میں کھلبلی پڑی ہوئی ہے۔

پلٹن کے سردار - ۱۰۔ ای شرح دیکھو - اس سردار کے ماتحت ایک ہزار جوان رہتے تھے جن میں سے ۷۵۰ پیادہ تھے - اور ۲۵۰ سوار -

خبر پہنچی - خبر کے لئے جو لفظ یہاں استعمال ہوا ہے - وہ کسی دوسری جگہ نہیں آیا - پہنچی کے واسطے جو لفظ ہے وہ در اصل اوپر پہنچی کے معنے رکھتا ہے مصنف کو ان جگہوں سے پوری واقفیت تھی - اس لئے وہ جانتا تھا غیر قوموں کے صحن میں (۳-۲۱ کی شرح) جو مکانات بنے ہوئے تھے اُن کے شمال مغربی کنارہ پر سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں جن کے ذریعہ انتونیا کے قلعہ کے ساتھ آمد و رفت ہوتی تھی یہ قلعہ ایک چٹان کی بلندی پر بنا ہوا تھا اور وہاں سے ہیکل کے صحن میں نظر پڑتی تھی اور جو کچھ وہاں ہوتا وہ دکھائی دیتا تھا پہلے پہل ہیرودیس اعظم نے اسے قلعہ دار محل بنایا تھا لیکن اب وہاں رومی فوج رہتی تھی - اس قلعہ کا ہیکل کے ایسے نزدیک ہونا یہودیوں کی آنکھ میں خار تھا ہیکل میں اس شور و غل کی خبر قلعہ میں پہنچی وہاں عیدوں کے موقعہ پر سپاہی ہر دم تیار رہتے تھے تاکہ اگر کوئی ہنگامہ برپا ہو تو اسے فوراً موقوف کریں جیسے ہندوستان میں محرم اور رام لیلا وغیرہ تہواروں کے موقعے پر پولیس و سپاہی احتیاط اور پیش بندی کے طور پر ہمیشہ تیار رہتے ہیں -

کھلبلی - دیکھو ۲-۶ -

۳۲ - وہ اسی دم سپاہیوں اور صوبہ داروں کو لیکر ان کے پاس نیچے دوڑا آیا - اور وہ پلٹن کے سردار اور سپاہیوں کو دیکھکر پولس کی مار پیٹ سے باز آئے

صوبہ داروں - ۱-۱۰ کی شرح - یہ صوبہ دار اُس سردار کے ماتحت تھے اور ہر صوبہ دار کے ماتحت ایک سو جوان ہوا کرتا تھا۔

لے کے - دیکھو آیت ۲۶ -

دوڑ آیا - یا نیچے دوڑ آیا - یعنی ان سیڑھیوں کے راستے جو انتونیا کے قلعہ سے غیر قوموں کے صحن تک بنی ہوئی تھیں -

مار پیٹ سے باز آئے - یہ سپاہی عین وقت پر پہنچ گئے تا کہ وہ پولس کو پیٹتے پیٹتے مار ہی نہ ڈالیں - یہ انبوہ ایسے جوش میں تھا کہ پولس کو شہر سے باہر گھسیٹ لے جانا چاہتے تھے تاکہ اس پر پتھراؤ کریں جیسے ستفنس کو کیا تھا یہ سارا ماجرا چند منٹوں ہی میں گذرا -

۳۳ - اس پر پلٹن کے سردار نے نزدیک آکر اسے گرفتار کیا - اور دو زنجیروں سے باندھنے کا حکم دیکر پوچھنے لگا کہ یہ کون ہے - اور اس نے کیا کیا ہے -

دو زنجیروں سے - انہوں پولس کو ایک خطرناک مجرم سمجھا - اس لئے اُسے دو زنجیروں سے جکڑا - ایک ایک زنجیر کے ذریعہ وہ ایک ایک سپاہی سے باندھا گیا (۱۲-۶) اس کے بعد پولس اکثر زنجیروں سے جکڑا گیا ۲۶-۲۹ + ۲۸-۲۰ + افسیوں ۶-۲۰ + ۲ تیمتھیس ۱-۱۶) -

پوچھنے لگا - ۷-۲ میں یہی فعل آیا ہے - یہاں بھی فعل ناتمام ہے -

۳۴ - بھیڑ میں سے بعض کچھ چلائے - اور بعض کچھ پس جب ہلڑ کے سبب کچھ حقیقت دریافت نہ کر سکا تو حکم دیا کہ اسے قلعے میں لیجاؤ -

چلائے یا چلاتے رہے - ۱۲-۲۲ میں یہی فعل آیا ہے - جہاں دیگر مقامات میں یہ لفظ آیا ہے اُن کا بھی مقابلہ کرو لوقا ۲۳-۲۱ + اعمال ۲۲-۲۴ سے ماجرے کا اچھا نقشہ یہاں کھینچا گیا ہے -

حقیقت - ۲۲-۳۰ + ۲۵-۲۶ + مقابلہ ۲-۳۶ + بعض ایسے جوش میں تھے کہ حقیقت حال بیان نہ کر سکتے تھے اور دوسرے لوگ اس ہنگامہ کی وجہ سے ناواقف تھے -

بلوہ - ۲۰-۱۰ کی شرح۔

قلعہ - جس لفظ کا یہ ترجمہ ہے اس کے اصلی معنی فوج میں یا چھاؤنی جہاں فوج مقیم ہو (عبرانی ۱۱-۳۴ + ۱۳-۱۱ و ۱۳ + مکاشفہ ۲۰-۹ + بمقابلہ ۲۱-۳۷ + ۲۳-۱۰ و ۱۶ و ۳۲) یہاں اور اعمال کی کتاب میں جہاں کہیں یہ لفظ آیا ہے اس سے مراد ہے قلعہ میں سپاہیوں کے رہنے کی جگہ یا ان کی بارکیں۔

۳۵ - جب سیڑھیوں پر پہنچا تو بھیڑ کی زبردستی کے سبب سپاہیوں کو اُسے اٹھا کر لے جانا پڑا۔

سیڑھیوں - یہ لفظ صرف یہاں اور آیت ۴۰ میں آیا ہے۔ ان سے وہی سیڑھیاں مراد ہیں جو قلعہ سے غیر قوموں کے صحن تک جاتی تھیں یہ چھتی ہوئی تھیں۔

زبردستی - یہ لفظ اعمال کی کتاب ہی میں آیا ہے (۵-۲۶ + ۲۴-۷ + ۲۷-۴۱) یہ معلوم کر کے کہ پولسؔ اُن کے ہاتھوں سے نکلا جاتا ہے تو وہ سپاہیوں پر سیلاب کی طرح اُمڈ آئے۔ (۲۷-۴۱) اور اُسے سپاہیوں کے ہاتھ سے چھین لے جانا چاہتے تھے۔

۳۶ - کیونکہ لوگوں کی بھیڑ یہ چلاتی ہوئی اسکے پیچھے پڑی کہ اسکا کام تمام کر۔

پیچھے پڑی - فعل ناتمام ہے یعنی پیچھے پڑی رہی۔

اس کا کام تمام کر - مسیح کے خلاف بھی لوگ یہی چلاتے تھے (لوقا ۲۳-۱۸ + یوحنا ۱۹-۱۵)

۳۷ - اور جب پولسؔ کو قلعہ کے اندر لیجانے کو تھے تو اس نے پلٹن کے سردار سے کہا کیا مجھے اجازت ہے کہ تجھ سے کچھ کہوں؟ اُس نے کہا کیا تو یونانی جانتا ہے۔

قلعہ - آیت ۳۴۔

کیا تو یونانی جانتا ہے - اس سردار نے تو پولسؔ کو ایک عام دغاباز یا غازی سمجھا تھا لیکن ایسی فصیح یونانی سنکر حیران ہو گیا (دیباچہ ۴-۳)

۳۸ - کیا تو وہ مصری نہیں جو اس سے پہلے غازیوں میں سے چار ہزار آدمیوں کو باغی کر کے جنگل میں لے گیا۔

مصری - یوسیفس مورخ نے بیان کیا ہے کہ ایک مصری نے نبوت کا دعوی کر کے تیس ہزار لوگوں کو اپنے پیچھے لگا لیا۔ اور انہیں کوہ زیتون پر لیگیا۔ اسکا یہ ارادہ تھا کہ رومی فوج کو مغلوب کر کے یروشلم کو فتح کرے لیکن فیلکس نے پیشقدمی کر کے اس پر حملہ کر دیا۔ مصری تو بھاگ گیا۔ اور اس کے پیرو بہت تو مارے گئے۔ اور جو بچ رہے وہ اسیر ہو گئے۔

اسی واقعہ کے ایک دوسرے بیان میں (قدامت ۲۰-۸ و ۶) یوسیفس نے ذکر کیا ہے کہ صرف چار سو آدمی مارے گئے اور دو سو زندہ اسیر ہوئے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ یوسیفس نے جو شمار دیا ہے وہ قابل اعتبار نہیں۔

چونکہ یہ واقعہ اسی وقت کے قریب کا تھا۔ اس لئے سردار نے یہ خیال کیا کہ شاید وہی مصری واپس آیا ہے۔ اور اسی نے یہ فساد برپا کیا ہے۔

باغی کر کے - ۱۷-۶ میں یہی فعل آیا ہے۔

چار ہزار آدمیوں کو - پہلے پہل شاید اس کے لشکر کا یہی شمار ہو پیچھے رفتہ رفتہ وہ شمار بڑھتا گیا۔ یا یہ بات ہو کہ رومیوں میں سرکاری طور پر یہی اطلاع ملی ہو یوسیفس نے جو یہ دو بیان کئے ہیں۔ ان میں شمار کے متعلق ایسا اختلاف ہے کہ اس پر اعتبار کرنا مشکل ہے اکثر مشرقی ممالک میں تعداد کے بارہ میں مبالغہ کیا جاتا ہے

غازیوں (سکارئی Scarii) یہ متعصب گروہ فیلکس کے عہد حکومت میں یہودیہ میں برپا ہوا (۲۳-۲۴ کی شرح) ان کا یہ نام اس لئے پڑ گیا کیونکہ یہ لوگ اپنے چوغہ کے اندر ایک چھوٹی تلوار یا خنجر رکھا کرتے تھے (جو سکا کہلاتی تھی) جن کے ذریعہ اپنے ملکی دشمنوں کو مار ڈالتے تھے اور عیدوں کے موقعوں پر لوگوں میں ملکے وہ یہ کارروائی کیا کرتے تھے (قدامت ۲۰-۲،۱۳ و ۳) فیلکس نے فوج کے ذریعہ انکی مخالفت کی۔ انہوں نے بعد ازاں یہودی جنگ میں ایک بڑا حصہ لیا۔

۳۹- پولس نے کہا کہ میں یہودی آدمی کلکیہ کے مشہور شہر ترسس کا باشندہ ہوں میں تیری منت کرتا ہوں کہ مجھے لوگوں سے بولنے کی اجازت دے

یہودی- بذریعہ نسل یا قوم- اس حیثیت سے اُس کو ہیکل کے اندرونی صحن میں داخل ہونے کا پورا حق حاصل تھا- اور اس نے ایسا کرنے سے کسی شریعت کو نہیں توڑا تھا وہ اجنبی مصری شخص نہ تھا-

کلکیہ کے ترسس- ۹-۱۱ کی شرح- یہ شہر بہت مشہور تھا- سردار کی نظر میں یہ امر پولس کی تربیت کا باعث تھا (دیباچہ ۵-۱)

باشندہ- یعنی میونسپل شہری حقوق رکھنے والا- نہ شاہی شہری حقوق (۲۲-۲۵ سے ۲۹) ترسس یونانی میونسپلٹی تھا- اس لئے پولس کو وہ میونسپلٹی حقوق بھی حاصل تھے اور رومی شہری ہونے کا حق بھی حاصل تھا (۱۶-۳۷ و ۳۸) نیز دیکھو دیباچہ ۵-۱

مشہور شہر- رومی مشرقی ممالک میں ترسس کو بہت شہرت حاصل تھی- اور اس کے سکوں پر یہ لقب کندہ تھا "آزاد شہر اور خودمختار" (Autonomous Metropolis)

۴۰- جب اُس نے اُسے اجازت دی تو پولس نے سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر لوگوں کو ہاتھ سے اشارہ کیا- جب وہ چپ چاپ ہو گئے تو عبرانی زبان میں یوں کہنے لگا- کہ

ہاتھ سے اشارہ کیا- مقابلہ کرو ۱۲-۱۷ + ۱۳-۱۶ + ۱۹-۳۳ + اور دیکھو ۲۰-۳۴ کی شرح- اب یہ ہاتھ زنجیر سے بندھا تھا-

چپ چاپ- یہ لفظ صرف مکاشفہ ۸-۱ میں آیا ہے- یہ بھی موثر نظارہ ہوگا- ابھی تو وہ سیلاب اُمڈا چلا آتا تھا- اور ابھی وہ اس زنجیر بند سے ہاتھ کے اشارے سے بالکل چپ چاپ ہو جاتا ہے- کچھ عجب رعب داب اس کے طور اطوار میں ہوگا کہ اُس کا ہاتھ رکھتے ہی خاموشی چھا جاتی ہے-

عبرانی میں- یعنی آرامی میں ۱۷-۱۹ کی شرح- یہ اس کی حکمت عملی تھی کہ اُن سے اُن کی قومی زبان میں متکلم ہوا-

یوں کہنے لگا- بلند آواز سے مخاطب ہوا- تا کہ سب سن سکیں سوائے متی ۱۱-۱۶ کے یہ لفظ لوقا ہی نے استعمال کیا ہے (لوقا ۶-۱۳ + ۷-۳۲ + ۱۳-۱۲ + ۲۳-۲۰ + اعمال ۲۲-۲)

اکیسویں باب کی تعلیم

اول خاص بڑے حصے

(۱) دوستوں کی مشورت ۱ سے ۲۶

(ا) صور میں آگاہی ۱ سے ۶-

(ب) قیصریہ میں منت ۷ سے ۱۴

(ج) یروشلیم میں نصیحت ۱۵ سے ۲۶

(۲) دشمنوں کا شور ۲۷ سے ۴۰

(ا) ہیکل میں ۲۷ سے ۳۲

(ب) سیڑھیوں پر ۳۳ سے ۴۰

دوم- خاص مضامین

(۱) اعلیٰ نمونہ

(ا) ارادہ میں استقلال آیت ۴ و ۱۱ سے ۱۴

آگاہیوں اور آنسوؤں اور منتوں کا اس پر کچھ اثر نہیں جسے وہ اپنا فرض منصبی سمجھتا ہے- اُس پر وہ قایم ہے-

(ب) وہ دوسروں کے ساتھ صلح سے رہنا چاہتا ہے ۲۰ سے ۲۶

(ج) خطرہ میں دلیر ۲۷ سے ۴۰

وہ گھسیٹا گیا پیٹا گیا زنجیر سے جکڑا گیا- لیکن مطمئن- بہادر اور گواہی دینے پر تیار-

(۲) خدا کی پروردگاری

(ا) دوستی اس سے ۶ و ۷ و ۸ سے ۱۹

(ب) پہنچنے پر خیر مقدم ۱۷ سے ۲۰

(ج) خطرہ میں حفاظت ۳۱ سے ۳۶

بائیسواں باب

۱ سے ۲۲- پولس کی تقریر یہودیوں سے.

۱- اے بھائیو اور بزرگو- میرا عذر سنو جو اب تم سے بیان کرتا ہوں

میرا عذر- اس سے مشتق فعل ۱۹-۳۳ میں آیا ہے- اور یہ لفظ ۱ کرنتھی ۹-۳ + ۲ کرنتھی ۷-۱۱ + فلپیوں ۱-۷ و ۱۶ + ۲ تمتھیس ۴-۱۶ + ۱ پطرس ۳-۱۵

بیٹا آیا ہے - انگریزی میں یہ لفظ بہت عام ہو گیا ہے - اور اس کے خاص معنی معذرت ہیں -

۲ جب انہوں نے سنا کہ ہم سے عبرانی زبان میں بولتا ہے - تو اور بھی چپ چاپ ہو گئے - پس اس نے کہا -

بولتا ہے - دیکھو ۲۱-۴۰

عبرانی زبان - ۲۱-۴۰ کی شرح -

اور بھی چپ چاپ ہو گئے - یہ لفظ "چپ چاپ" یا "خاموش" پولس و لوقا کا لفظ ہے - ۲ تھسلنیکیوں ۳-۱۲ + ۱ تمتھیس ۲-۱۱ و ۱۲) مقابلہ کرو ۱۱-۱۸ + ۲۱-۱۴) یہودیوں کو اپنی قومی زبان پر بڑا فخر تھا - اور اس موقعہ پر رسول کا عبرانی زبان میں بولنا اس کی بڑی عقلمندی ظاہر کرتا ہے - ہندوؤں میں سنسکرت اور مسلمانوں میں عربی کی ایسی ہی قدر ہے - ایسے جملوں کو سنکر لوگوں کے دل خوشی سے بھر جاتے ہیں -

۳ - میں یہودی ہوں - اور کلکیہ کے شہر ترسس میں پیدا ہوا - مگر میری تربیت اس شہر میں گملی ایل کے قدموں میں ہوئی - اور میں نے باپ دادوں کی شریعت کی خاص پابندی کی تعلیم پائی - اور خدا کی راہ میں ایسا سرگرم تھا جیسا تم سب آج کے دن ہو -

میں یہودی ہوں - تاکیدی طور پر - میں بھی تمہاری طرح یہودی ہوں -

یہودی - ۲۱-۳۹ + مقابلہ کرو - اگرتھی ۹-۲۰ + وہ اپنے قومی حق کا دعوی کرتا ہے - وہ کوئی اجنبی شخص نہ تھا بلکہ پیدائش اور تربیت کے لحاظ سے ویسا ہی یہودی تھا جیسے اس کے سامعین تھے -

کلکیہ کے شہر ترسس - ۹-۱۱ کی شرح -

تربیت ... ہوئی - یہ فعل ۷-۲۰ و ۲۱ میں بھی آیا ہے پرورش پائی مگر عام طور پر اس کے معنے تعلیم پائی ہیں - گو زمین مقدس کی حدود کے باہر پیدا ہوا تھا

لیکن یروشلم میں نہایت تسلیم شدہ طریقہ پر تعلیم پائی -

گملی ایل کے قدموں میں - مقابلہ کرو ۴-۳۵ و ۷-۳۴ کی شرح - یہ محاورہ ہندوستان میں عام ہے - گرو یا پیر کے قدموں میں - گملی ایل کے لئے دیکھو ۵-۳۴ کی شرح - پولس ایک نہایت مشہور یہودی ربّی کا شاگرد تھا -

باپ دادوں کی شریعت - ۲۲-۱۴ + ۲۸-۱۷ + پولس ابتدا میں موسوی شریعت کا ذکر کرتا ہے - لیکن فقیہوں نے جو تفسیر اس شریعت کی کی تھی اسے بھی شامل کر لیتا ہے جس میں بیشمار قاعدے اور قانون اس وقت مروج تھے (گلتیوں ۱-۱۴) جیسے ایک پکا مسلمان اپنے دین و ایمان میں نہ صرف قرآن کو مانتا ہے بلکہ حدیثوں (سنت) کو بھی اور اجماع کو (اصحابہ کے اقوال کے مجموعہ کو) اور قیاس کو - (جو نتیجے علمائے اسلام نے قرآن کے بارہ میں عقل و دلیل سے نکالے ہوئے ہیں -

خاص پابندی - یہ اسم صرف اسی جگہ آیا ہے - لیکن اس سے جو صفت نکلی ہے وہ ۲۶-۵ میں اور اس سے مشتق دوسرا لفظ ۱۸-۲۵ و ۲۶ میں - نیز مقابلہ کرو - ۲۳-۱۵ و ۲۰ + ۲۴-۲۲) یعنی سخت پابندی ان کے معنوں اور ان کے عمل کے بارہ میں -

تعلیم پائی ۷-۲۲ + یعنی بڑی خبرداری سے تعلیم حاصل کی -

خدا کی راہ میں ایسا سرگرم - دیکھو ۲۱-۲۰ کی شرح - ایک معنی میں ہم کہ سکتے ہیں کہ پولس بھی زیلوتی تھا - کیونکہ فریسیوں کے بڑے سخت متعصب فرقے میں شامل تھا - دیکھو گلتیوں ۱-۱۳ و ۱۴ + فلپیوں ۳-۵ و ۶ + اب وہ مسیح کے لئے زیلوتی ہو گیا - کیونکہ اس کے لئے پاک سرگرمی اس میں آ گئی -

جیسا تم سب آج کے دن ہو - ان الفاظ میں کیسی خوش خلقی اور دوستانہ لہجہ پایا جاتا ہے وہ خوشی سے اس امر کو مان لیتا ہے کہ یہ دینی سرگرمی تھی اگرچہ یہ سرگرمی غلط طریقے کی تھی - جو لوگوں کو اس کے خلاف مشتعل کر رہی تھی

(رومی ۱۰-۱ و ۲) لیکن خدا کے خاص فضل کے لئے اب بھی وہ اُن کی مانند بننا چاہتا تھا

۴ چنانچہ میں نے مردوں اور عورتوں کو باندھ باندھ کر اور قید خانے میں ڈال ڈال کر مسیحی طریق والوں کو یہاں تک ستایا کہ مروا بھی ڈالا۔

مسیحی طریق یا اس طریق۔ دیکھو ۹-۲ کی شرح۔
مروا بھی ڈالا۔ وہ خاص ستفنس کی طرف اشارہ کرتا ہے آیت ۲۰ + ۷-۵۸ + ۸-۱) لیکن غالباً دوسرے بھی اس میں شریک ہیں (۲۶-۱۰) اکیلے ستفنس نے ہی مسیح کی خاطر اپنی جان نہ دی تھی۔
مردوں اور عورتوں۔ ۸-۳ + ۹-۲ +

۵ چنانچہ سردار کاہن اور سارے بزرگ میرے گواہ ہیں کہ اُن سے میں بھائیوں کے نام خط لیکر دمشق کو روانہ ہوا تا کہ جتنے وہاں ہوں اُنہیں بھی باندھ کر یروشلم میں سزا دلانے کو لاؤں۔

سردار کاہن۔ یعنی جو اس وقت اُس عہدہ کے فرائض ادا کرتا تھا۔ غالباً یہ کائفا ہوگا۔ وہ اب تک زندہ ہوگا۔ مگر عہدہ کے لحاظ سے یہ انّاس تھا (۲۳-۲)
سارے بزرگ۔ یعنی یہودی پریسبٹری (لوقا ۲۲-۶۶) یا صدر مجلس (۴-۵ کی شرح)
ان سے۔ یعنی سردار کاہن اور صدر مجلس سے۔
بھائیوں کے نام خط۔ دیکھو ۹-۲ کی شرح۔
سزا دلانے۔ ۹-۲ میں بھی اس کی طرف اشارہ ہے مقابلہ کرو ۲۶-۱۱ + یہ فعل نئے عہد نامہ میں اس جگہ استعمال ہوا ہے۔

۶ جب میں سفر کرتا کرتا دمشق کے نزدیک پہنچا تو ایسا ہوا کہ دوپہر کے قریب یکایک ایک بڑا نور آسمان سے میرے گرداگرد آ چمکا۔

دوپہر کے قریب۔ ۹-۳ کے بیان کے علاوہ (مقابلہ کرو ۲۶-۱۳ سے)

۲۶-۸ میں بھی یہی لفظ آیا ہے۔ دن کے دوپہر ہونے کی وجہ سے یہ آسمانی نور اور بھی قابل غور اور اعجازی ٹھہرا۔

۷۔ اور میں زمین پر گر پڑا اور یہ آواز سنی کہ اے ساؤل اے ساؤل تو مجھے کیوں ستاتا ہے؟

زمین پر۔ یہ اسم صرف اسی آیت میں آیا ہے اور ۹-۴ کے لفظ سے متفرق ہے
اے ساؤل اے ساؤل۔ یہ اس لفظ کی عبرانی صورت ہے (۹-۴ کی شرح)

۸ میں نے جواب دیا کہ اے خداوند تو کون ہے؟ اُس نے مجھ سے کہا میں یسوع ناصری ہوں جسے تو ستاتا ہے؟

ناصری یا نصرانی (نذیرہ) یہ لفظ ۹-۵ میں نہیں آیا۔ اس لفظ سے ہر دیت کا اثر دوبالا ہو جاتا ہے۔ وہ حقیر ناصری جلال کا خداوند تھا + دیکھو ۲-۲۲ + ۴-۱۰ کی شرح)

۹۔ اور میرے ساتھیوں نے نور تو دیکھا لیکن جو مجھ سے بولتا تھا اُس کی آواز نہ سنی۔

آواز نہ سنی۔ ۹-۴ و ۷ کی شرح۔ یعنی کوئی لفظ نہ سنے جن کے کچھ معنی سمجھ سکتے۔ بیزا کے نسخے میں ہے "اور وہ ڈر گئے لیکن اُنہوں نے کوئی آواز نہ سنی" مقابلہ کرو ۹-۴ و ۷۔

۱۰ میں نے کہا اے خداوند میں کیا کروں؟ خداوند نے مجھ سے کہا اُٹھ کر دمشق میں جا۔ جو کچھ تیرے کرنے کے لئے مقرر ہوا ہے۔ وہاں تجھ سے سب کہا جائے گا۔

میں نے کہا۔ اے خداوند میں کیا کروں۔ اس سوال کا ذکر ۹-۱۰ میں نہیں البتہ اس کا مفہوم ہے۔

۱۱ جب مجھے اُس نور کے جلال کے سبب کچھ نہ دکھائی دیا۔ تو میرے ساتھی میرا ہاتھ پکڑ کے مجھے دمشق میں لے گئے۔

اُس نور کے جلال کے سبب - ۹-۸ میں اس نابینائی کا سبب ظاہر نہیں کیا گیا - اسی جلال کے پر تو نے ہر طرح کی دیگر رویت کو مٹا دیا تھا۔

۱۲- اور حننیاہ نام ایک شخص جو شریعت کے موافق دیندار اور وہاں کے سب رہنے والے یہودیوں کے نزدیک نیکنام تھا۔

شریعت کے موافق دیندار - لفظ دیندار کے لئے دیکھو ۲-۵ + ۸-۲ کی شرح - حننیاہ کی دینداری کا ذکر ۹ باب میں پایا نہیں جاتا - اس موقعہ پر پولس نے اس کا ذکر کیا تاکہ اپنے سامعین پر ظاہر کرے کہ یہودی مسیحی کیسے پابند شرع تھے حننیاہ ایک دیندار عبرانی تھا - وہ موسوی شریعت کا توڑنے والا نہیں بلکہ اُس پر عمل کرنے والا تھا - اس لئے وہ کوئی ایسا کام نہ کرتا جو اس کی قوم کے خلاف ہو -
نیک نام - دمشق کے سارے یہودی اس کی عزت کرتے تھے مقابلہ کرو ۶-۳ -

۱۳- میرے پاس آیا اور کھڑے ہو کر مجھ سے کہا - بھائی ساؤل - پھر بینا ہو - اسی گھڑی بینا ہو کر میں نے اس کو دیکھا -

میں نے اس کو دیکھا - بینائی حاصل کرنے کے بعد جس پر اس کی نظر پڑی وہ حننیاہ تھا - یہ محبت اور شکرگذاری کی نگاہ تھی -

۱۴- اس نے کہا ہمارے باپ دادوں کے خدا نے تجھ کو اس لئے مقرر کیا تو اُس کی مرضی کو جانے اور اس راستباز کو دیکھے - اور اُس کے منہ کی آواز سنے -

ہمارے باپ دادوں کے خدا نے - ۳-۱۳ سے مقابلہ کرو - یہ لقب دانستہ پولس نے استعمال کیا - اس امر کو ظاہر کرنے کے لئے کہ مسیحی دین یہودیت کی حقیقی تکمیل ہے - اور گذشتہ تاریخ سے کسی طرح کی علیحدگی نہیں ۹-۱۷ میں حننیاہ کے الفاظ دئے نہیں گئے - لیکن ان ہدایات کے عین مطابق ہیں جو اُس کو دی گئی تھیں ۹-۱۵ و ۱۶ -
مقرر کیا - ۳-۲۰ کی شرح + رسول برگزیدہ برتن تھا (۹-۱۵)

اُسکی مرضی کو جانے - دیکھو رومیوں ۱۲-۲ + گلتیوں ۱-۴ + افسیوں ۱-۵ و ۹ و ۱۱ + ۵-۱۷ + ۶-۶ + قلسیوں ۱-۹ + ۴-۱۲ + ۱ تھسلنیکی ۴-۳ + ۵-۱۸ +
خدا کی مرضی یہ ہے کہ انسان نجات پائے - پاکیزہ بنے اور ساری دنیا کو انجیل سنائے - حقیقی دین یہ ہے کہ خدا کی اس مرضی کو انسان جانے اور اس پر عمل کرے رجوع لانے سے پیشتر پولس باوجود اپنی دینی سرگرمی کے اس مرضی سے ناواقف تھا (۱ تیمتھیس ۱-۱۳)
اُس راستباز - دیکھو ۳-۱۴ + ۷-۵۲ کی شرح + المسیح -
آواز سنے - جس نے اُس کو تعلیم اور اختیار دیا (۲۶-۱۴ سے ۱۸)

۱۵- کیونکہ تو اُس کی طرف سے سب آدمیوں کے سامنے ان باتوں کا گواہ ہوگا جو تو نے دیکھی اور سنی ہیں -

سب آدمیوں کے سامنے - ان سب آدمیوں میں غیر قومیں داخل ہیں - اگرچہ اس تقریر کے آخر تک وہ اس لفظ کو استعمال نہیں کرتا -
گواہ - دیکھو ۱-۸ و ۲۲ + ۲-۳۲ وغیرہ وہ اس لئے مقرر ہوا تھا کہ اُس راستباز کو دیکھے اور اس کی آواز سنے - تاکہ جو کچھ اُس نے دیکھا اور سنا تھا اس کی گواہی دے -

۱۶- اب کیوں دیر کرتا ہے؟ اُٹھ بپتسمہ لے اور اس کا نام لیکر اپنے گناہوں کو دھو ڈال -

اُٹھ - ۸-۲۶ + ۹-۶ کی شرح -
بپتسمہ لے - اس میں اشارہ ہے کہ اس بپتسمہ میں اس کا بھی کچھ حصہ تھا - دیکھو ۲-۳۸ کی شرح -
اسکا نام لیکر - ۲-۲۱ + ۷-۵۹ + ۹-۱۴ و ۲۱ کی شرح + ایمان اس میں محذوف ہے (رومیوں ۱۰-۱۴)
دھو ڈال - یہ بھی پولس اور لوقا کا فعل ہے - ۱ کرنتھی ۶-۱۱ میں بھی یہ فعل

آیا ہے۔ ۲۰-۳۸ کی شرح دیکھو۔ بپتسمہ گناہوں سے دھوئے جانے کا نشان اور مہر ہے۔

۱۷۔ جب میں پھر یروشلیم میں آ کر ہیکل میں دعا مانگ رہا تھا تو ایسا ہوا کہ میں بیخود ہو گیا۔

یروشلیم میں آ کر۔ جیسا ۹-۲۶ سے ۲۹ و گلتیوں ۱-۱۸ و ۱۹ میں مندرج ہے۔ ہیکل میں دعا مانگ رہا تھا۔ ۹-۲۹ میں اس واقعہ کا ذکر نہیں۔ عین اسی ہیکل میں یہ ماجرا واقع ہوا۔ یہاں اب اُس کا عذر سننے کو لوگ حاضر تھے۔ اُس نے اس کے ذریعہ یہ بھی ظاہر کیا کہ گو میں مسیحی ہوں تو بھی اس ہیکل کی قدر کرتا ہوں۔

بیخود۔ ۱۰-۱۰ کی شرح۔

۱۸۔ اور اس کو دیکھا کہ مجھ سے کہتا ہے جلدی کر اور فوراً یروشلیم سے نکل جا کیونکہ میرے حق میں تیری گواہی قبول نہ کرینگے۔

جلدی کر۔ اس لئے اس کا قیام وہاں پندرہ روز ہی رہا (گلتیوں ۱-۱۸) خداوند نے اپنے خادم کے خطرہ کو معلوم کیا اور اُس کو جلدی نکل جانے کی تاکید کی (۹-۲۹)

۱۹۔ میں نے کہا اے خداوند۔ وہ خود جانتے ہیں کہ جو تجھ پر ایمان لائے میں اُن کو قید کراتا اور جا بجا عبادت خانوں میں پٹواتا تھا۔

وہ خود جانتے ہیں۔ پولس کا یہ خیال تھا کہ ایسے غیور (زیلوتی) اور ہیکل کے پہلے مخالف کی گواہی کو اس کے پہلے ہم مذہب اور واقف کار زیادہ توجہ سے سنینگے۔ اور وہ یہ بھی سمجھتا کہ اپنے وطن میں یعنی یروشلم میں کام کرنے کے لئے اُسے لیاقت بھی تھی۔ آیات ۱۷ سے ۱۹ میں بصیغہ واحد متکلم تاکیدی ہے لیکن واقعات اس کے خلاف ثابت ہوئے۔ یہ اکثر تجربہ میں آیا ہے کہ جب کوئی ہندوؤں یا مسلمانوں میں سے مسیحی ہو کر اپنے لوگوں میں انجیل سنانے جاتا

ہے تو اس سے لوگ سخت ناراض ہو جاتے ہیں وہ اُسے مُرتد اور بیوفا قرار دیتے ہیں۔

قید کراتا۔۔۔ اور پٹواتا۔ یعنی دیر تک میں ایسا کرتا رہا۔ پہلا فعل اسی آیت میں آیا ہے۔ مقابلہ کرو ۸-۳ و ۲۶-۱۱ سے۔

۲۰۔ اور جب تیرے شہید ستفنس کا خون بہایا جاتا تھا تو میں بھی وہاں کھڑا تھا اور اس کے قتل پر راضی تھا اور اس کے قاتلوں کے کپڑوں کی حفاظت کرتا تھا۔

تیرے شہید ستفنس۔ اس شہادت نے اس سرغنہ کے دل پر بڑا اثر کیا تھا اور اُس کے رجوع لانے میں یہ واقعہ مُمد ٹھیرا ۷-۶۰ کی شرح۔

وہاں کھڑا تھا۔ اُس قتل کا انتظام کر رہا تھا۔ (۷-۵۸ کی شرح)

راضی تھا۔ یعنی اس کی موت پر میں رضامند اور خوش تھا (۸-۱ کی شرح)

۲۱۔ اس نے مجھ سے کہا جا میں تجھے غیر قوموں کے پاس دور دور بھیجونگا۔

میں تجھے۔۔۔ دور دور بھیجونگا۔ ۹-۳۰ میں یہی فعل آیا ہے۔ یہاں فوق العادت ہدایت پر زور وہاں قدرتی امور پر۔

غیر قوموں۔ پولس نے یہ ظاہر کرنا چاہا کہ تم جو غیر قوموں کے درمیان میرے کام کو ناپسند کرتے ہو یہ میں نے اپنی خوشی اور مرضی سے اختیار نہیں کیا لیکن ایسی مجبوری سے ناچاری کے ساتھ قبول کیا۔ لیکن غیر قوموں کا ذکر بھی اُن کے دلوں میں تیر کی طرح چُبھ گیا اور وہ آگ بگولا ہو گئے۔

۲۲۔ وہ اس بات تک تو اُس کی سنتے رہے۔ پھر بلند آواز سے چلّائے کہ ایسے شخص کو زمین پر سے فنا کر دے! اس کا زندہ رہنا مناسب نہیں۔

اس کی سنتے رہے۔ فعل ناتمام ہے۔ یعنی لفظ غیر قوموں کے ذکر ہونے تک سنتے رہے لیکن اس لفظ کے سنتے ہی وہ جوش میں آ کر اس کے خلاف چلّانے لگے۔

زمین پر سے فنا کر دے - دیکھو ۲۱-۳۶ کی شرح -

اُس کا زندہ رہنا مناسب نہیں - یہ فعل (رومیوں ۱-۲۸) ناتمام ہے یہ برابر نہ مناسب ہے کہ وہ زندہ رہے - پلٹن کے سردار کو نہ چاہئے تھا کہ اُسے اب تک زندہ رکھے جب کہ ہم اس کا کام تمام کرنے والے تھے۔ (۲۱-۳۱ و ۳۲) مقابلہ کرو کہ خدا کی رائے پولس کے بارہ میں کیا تھی - ور انسانوں کی رائے کیا تھی (عبرانی ۱۱-۳۸ . دنیا ان کے لائق نہ تھی -

۲۳ سے ۳۰

پولس اور لیباس

۲۳- جب وہ چلاتے اور اپنے کپڑے پھینکتے اور خاک اُڑاتے تھے

اپنے کپڑے پھینکتے - بعضوں نے اس جملہ کا یہ مطلب سمجھا کہ ان لوگوں نے اپنے چوغے اُتار پھینکے تاکہ اس کو سنگسار کریں (۷-۵۸) لیکن یہ معنی لینا شاید زیادہ درست ہوگا کہ انھوں نے یا تو طیش میں آکر کپڑے اُتارے یا جوش میں آکر اپنے کپڑوں کو ڈھیلے کیا - مقابلہ کرو ۱۹-۳۵ + یہ فعل پھر اعمال ۷-۱۹ و ۲۹ میں استعمال ہوا ہے - ۱۸-۶ سے بھی اس کا مقابلہ کرو -

خاک اُڑاتے تھے - مقابلہ کرو - ۲ سموئیل ۱۶-۱۳ + یہ بڑے جوش کا اظہار ہے اور غم اور غصہ کا اظہار - ہندوستان میں لوگ ایسے مشاہدے دیکھ چکے ہیں -

۲۴- تو پلٹن کے سردار نے حکم دیکر کہا کہ اسے قلعے میں لے جاؤ اور کوڑے مار کر اس کا اظہار لو تاکہ مجھے معلوم ہو کہ وہ کس سبب سے اس کی مخالفت میں یوں چلاتے ہیں -

پلٹن کے سردار - دیکھو ۲۱-۳۱ کی شرح -

قلعہ - ۲۱ و ۳۴ کی شرح -

کوڑے مار کر اظہار لو - لفظ اظہار تو صرف اسی عبارت میں آیا ہے (آیت ۲۹

اس سے مراد ہے دُکھ دیکر تحقیقات کرنا - کوڑے مارنا - مرقس ۳-۱۰ + ۵-۲۹ و ۳۴ میں آیا ہے - وبا کے لئے جو انگریزی لفظ ہے - اسی سے نکلا ہے + لوقا ۷-۲۱ (حاشیہ) + عبرانی ۱۱-۳۶ - اس اچانک جوش کے چھوٹ نکلنے سے مراد جیران ہوگیا - اس لئے دُکھ اور عذاب کے ذریعہ حقیقت حال دریافت کرنا چاہا - ان دنوں میں بھی دُکھ دیکر دریافت کرنا عام تھا جیسے آج تک ہمارے مشرقی ملک میں رواج ہے -

چلاتے ہیں - یا چلاتے رہتے ہیں (۲۱-۳۴ -

۲۵- جب انھوں نے اُسے تسموں سے باندھ لیا تو پولس نے اُس صوبہ دار سے جو پاس کھڑا تھا کہا - کیا تمھیں روا ہے کہ ایک رومی آدمی کے کوڑے مارو اور وہ بھی قصور ثابت کئے بغیر ؟

باندھ لیا - رومیوں کا کوڑے مارنے کا یہ دستور تھا کہ پہلے تو وہ کو ننگا کرتے پھر ہاتھ کسی ستون سے اسے جھکا کر باندھتے یا ٹکٹکی پر کستے تھے - پھر چمڑے کے کوڑوں سے اُس کو مارتے تھے جن میں سیسہ بھرا ہوتا تھا - یہ لفظ صرف اسی آیت میں آیا ہے - اس کے یہ معنی ہیں کوڑے مارنے کے لئے چت لٹا دینا "

تسموں سے - انکے ذریعہ جس صورت میں چاہتے تھے پولس کو باندھ لیا -

صوبہ دار - ۱۰-۱ کی شرح - اس ماتحت افسر کی زیر نگرانی یہ ساری کارروائی ہو رہی تھی -

روا ہے - رومی شہری کو کوڑے لگانا منع تھا -

ایک رومی آدمی - ۱۶-۳۷ سے مقابلہ کرو + پولس نے اپنے رومی شہری حق کو پیش کیا -

قصور ثابت کئے بغیر - ۱۶-۳۷ کی شرح -

۲۶- صوبہ دار یہ سن کر پلٹن کے سردار کے پاس گیا اور اُسے خبر دیکر کہا - تو کیا کرتا ہے ؟ یہ تو رومی آدمی ہے -

تو کیا کرتا ہے؟ رومی شخص کو کوڑے لگانے کی سخت سزا ملتی تھی۔

۲۷- پلٹن کے سردار نے اس کے پاس آ کر کہا۔ مجھے بتا تو کیا تو رومی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔

تو یہ تاکید ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ تو جو قیادی یہودی ہے رومی شہر کے حق رکھے

۲۸- پلٹن کے سردار نے جواب دیا کہ میں نے بڑی رقم دے کر رومی ہونے کا رتبہ حاصل کیا۔ پولس نے کہا میں تو پیدائشی ہوں۔

بڑی رقم دے کر۔ یہ لفظ عبرانی ۱۰-۸ میں بھی آیا ہے۔ لیکن مختلف معنوں میں یہ تو معلوم ہے کہ قیصر قلادیس کے دنوں میں اس کی بیگم مسالینا اور اس کے امرا و وزرا رومی شہری حقوق بیچا کرتے تھے۔ اس لئے یہ اغلب ہے کہ اس قیصر کے ایام میں اس نے یہ حق خریدا ہو۔ اور اس لئے اس نے اپنا نام قلادیس لیسیاس اختیار کیا ہو۔

رتبہ۔ ٹھیک طور پر یا تو (۱) بذریعہ پیدائش والدین کے ذریعہ یہ رتبہ حاصل ہو سکتا تھا۔ یا (۲) بطور عطیہ کسی ملکی خدمت کے صلہ میں یا (۳) بعض صورتوں میں روپیہ کے ذریعہ۔

میں تو پیدائشی ہوں۔ دیکھو دیباچہ ۵-۱۰ + یہ تو ہمیں معلوم نہیں۔ کہ پولس کے والدین کو یہ رتبہ کیسے ملا۔ اس سے اس رومی رتبہ کو اس کے یونانی ترسسی رتبہ سے تمیز رکھیں (۲۱-۳۹)

۲۹- پس جو اس کا اظہار لینے کو تھے۔ فوراً اس سے الگ ہو گئے اور پلٹن کا سردار بھی یہ معلوم کر کے ڈر گیا۔ کہ جس کو میں نے باندھا ہے وہ رومی ہے۔

اظہار۔ آیت ۲۴ کی شرح۔

ڈر گیا۔ مبادا اس کی اس ناجائز کارروائی کی اطلاع اعلےٰ حکام تک پہنچے اور وہ شاہی مورد عتاب ہو۔ ۱۶-۳۸ سے مقابلہ کرو۔

کہ میں نے باندھا ہے یعنی بے عزتی سے کوڑے مارنے کے لئے۔ بیزا کے نسخہ میں یہ عبارت بھی ہے "اور فوراً اس نے اسے کھول دیا"۔

۳۰- صبح کو یہ حقیقت معلوم کرنے کے ارادہ سے کہ یہودی اس پر کیا الزام لگاتے ہیں اس نے اس کو کھول دیا اور سردار کاہن اور سارے صدر عدالت والوں کو جمع ہونے کا حکم دیا۔ اور پولس کو نیچے لے جا کر ان کے سامنے کھڑا کر دیا۔

یہ حقیقت معلوم کرنے۔ ۲۱-۳۴۔

اس کو کھول دیا۔ اس کے تسمے کھولے گئے اور ٹکٹکی پر سے وہ اتارا گیا۔ درحقیقت ایک زنجیر بھی اتاری گئی ہوگی (۲۱-۳۳) لیکن پھر بھی وہ جنگی پہرہ میں رہا۔ اور ایک زنجیر کے ذریعہ ایک سپاہی سے بندھا تھا۔ اب صدر مجلس کے سامنے وہ بے بند حاضر کیا گیا۔

سردار کاہن۔ دیکھو ۴-۶ و ۲۳-۲ کی شرح۔

صدر عدالت۔ (۴-۵ کی شرح) اسوقت یہ عدالت ہیکل کی پہاڑی پر جمع ہوئی ہوگی نہ کہ ہیکل کے احاطہ میں۔

نیچے لے جا کر۔ یعنی انطونیہ کے قلعہ سے (۲۱-۳۱ و ۳۲ کی شرح)

بائیسویں باب کی تعلیم

اوّل۔ بڑے بڑے حصے	
(۱) یہودیوں کے سامنے اس کا عذر آیات ۱ سے ۲۱ + یہودیوں کے لئے یہودی۔	کا وطیرہ ۲۲-۳۰ + غیر قوموں کے لئے غیر قوم۔
(۲) رومی سپاہیوں کے سامنے اس	دوم (۱) پولس کی حکمت تقریر کرنے میں۔ (ا) قومی زبان استعمال کی آیت ۲ (ب) تقریر میں خوش خلقی۔

بھائیو اور بزرگو آیت ۱
باپ دادوں کی خبر بعث آیت ۳
خطے کی راہ میں سرگرم آیت ۳
بھائیو آیت ۵
دو ہتھیار آیت ۱۲
ہمارے باپ دادوں کا خدا آیت ۱۴

(ج) کوئی دل دکھانے والا لفظ استعمال نہیں کرنا چاہتا — بطرز آیت ۴ / سامنے آدمی آیت ۱۵

(د) ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے جسے اُس کے سامعین اچھی طرح سمجھ سکتے تھے آیات ۳ و ۱۲ و ۱۴۔

(ھ) ظاہر کیا کہ خدا کے مکاشفہ نے کیسی اُس کی ہدایت کی آیات ۲ سے ۱۰ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۷ سے ۲۱ لیکن پھر بھی صفائی اور استقلال سے اپنا مقدمہ پیش کیا۔ ۸ سے ۱۰ و ۲۱۔

(۲) ایک نومرید کی شہادت۔
(الف) رجوع لانے سے پیشتر اسے مخالفت
پیدائش بے عیب آیت ۳
تربیت صحیح آیت ۳
سرگرمی قابل تسلیم آیات ۳ و ۴
رتبہ قابل اعتبار آیت ۵
لیکن مسیحی دین کا مخالف
(ب) رجوع لانے کے وقت ۲ سے ۱۶ اطاعت۔
(ج) رجوع لانے کے بعد ۱ سے ۲۱ خاص خدمت اور خاص ذمہ واری

تئیسواں باب

۱- پولس نے صدر عدالت والوں کو غور سے دیکھ کر کہا۔ اے بھائیو۔ میں نے آج تک کمال نیک نیتی سے خدا کے واسطے عمر گذاری ہے۔

غور سے دیکھ کر ۱-۱۰ کی شرح + یہ فعل پولس کے بارہ میں ۱۳-۹ + ۱۴-۹ میں بھی استعمال ہوا ہے۔ اپنے پہلے ایام میں وہ صدر مجلس کا شاید ممبر رہ چکا تھا (۲۶-۱۰ کی شرح) اس لئے حاضرین میں بھی ایک ایسے شخص ہونگے جن سے وہ آشنا تھا۔ اے بھائیو۔ اس خطاب کا مقابلہ ۴-۸ + ۷-۲ سے کرو۔ دوستانہ مساوات

کے طریقہ سے وہ یہودی پیشوایان دین سے پیش آیا۔

کمال نیک نیتی - نیک نیتی کے لئے لفظ کانشنس ہے۔ اس کے لغوی معنی "ہم علمی" ہے یعنی ایسا علم جو پیشتر معلومات کی رو سے حاصل ہوتا ہے یونانی فرقے کے لوگ اس لفظ کو بہت استعمال کرتے تھے لیکن نئے عہد نامہ میں اس لفظ نے ایک نئے معنی حاصل کئے۔ نئے عہد نامہ میں یہ لفظ تقریباً تیس دفعہ استعمال ہوا ہے۔ خاصکر پولس کے خطوں میں۔ اس کے معنی وہ اخلاقی وقوف قلبی ہے جو افعال کے نیک و بد کو قرار دیتا ہے۔ اس کا ذکر مقامات ذیل میں یوں آیا ہے۔

(ا) نیک نیتی ۲۳-۱ + ۱ تیمتھیس ۱-۱۹ + عبرانی ۱۳-۱۸ + ۱ پطرس ۳-۱۶ و ۲۱
(ب) میرا دل اعمال ۲۴-۱۶
(ج) کمزور دل - ۱ کرنتھی ۸-۷ و ۱۰ و ۱۲
(د) پاک دل ۱ تیمتھیس ۳-۹ + ۲ تیمتھیس ۱-۳
(ہ) دل . . . داغا گیا - ۱ تیمتھیس ۴-۲
(و) دل . . . گناہ آلودہ - طیطس ۱-۱۵
(ز) دل کے الزام - عبرانی ۱۰-۲۲

پولس نے ساری باتوں میں کانشنس کے مطابق چلنے کی کوشش کی تھی اس لئے اس کی دلائل کی تردید نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ وہ اس واقعی پر مبنی تھیں۔ خدا کے واسطے گویا وہ انسان کے تخت عدالت سے اعلیٰ تخت عدالت کے آگے فریاد کرتا ہے۔ مقابلہ کرو ۲ کرنتھی ۴-۲ و ۳-۴ + ۱ تھسلنیکی ۲-۱۰۔

عمر گذاری - یہ خاص فعل ہے۔ اس جگہ کے سوائے صرف فلپیوں ۱-۲۷ میں آیا ہے۔ ایک جماعت - ریاست یا سلطنت کے ممبر کے چال چلن کو ظاہر کرتا ہے۔ اس سے مشتق لفظ افسیوں ۲-۱۲ میں آیا ہے۔ پولس نے اپنے چلن کا ذکر بحیثیت یہودی اُمت کے بیان کیا۔

۲- سردار کاہن حننیاہ نے اُن کو جو اُس کے پاس کھڑے تھے حکم دیا کہ

اُس کے مُنہ پر طمانچہ مارو۔

حننیاہ۔ نِدی باس (hede baus) سردار کاہن کا بیٹا سنہ ۴۷ء سے سنہ ۵۹ء تک۔ ہیرودیس خلقیس (Chalcis) کے ذریعہ اُس کو یہ عہدہ ملا تھا۔ اس نے اپنے عہدہ کے ایام میں سامریوں پر سخت تشدد اور ظلم کیا۔ اس لئے جواب دینے کے لئے روم میں طلب کیا گیا لیکن اگرپا خورد کی سفارش سے بری ہو گیا۔

یوسیفس مورخ نے اس سردار کاہن کے لالچ۔ غارت گری اور ظلم کا بیان کیا ہے (عدالت ۲۰-۹ و ۲) فیلکس کی گورنری کے اختتام کے قریب معزول کیا گیا۔ جو سلوک اس شخص نے پولس کے ساتھ کیا وہ اُس کی عین عادت کے مطابق تھا۔ معزولی سے تھوڑی دیر بعد غازیوں کے ہاتھ بُری طرح سے مارا گیا۔ سنہ ۶۶ء (یوسیفس کا جنگنامہ ۲-۱۷-۹)

جو پاس کھڑے تھے یعنی ملازم۔

مُنہ پر طمانچہ مارو۔ مقابلہ کرو یوحنا ۱۸-۲۲ سے۔ گویا کہ پولس نے کفر بکا تھا۔ ایسا حکم نہ صرف ناجائز بلکہ ناقابل برداشت تھا۔

۳۔ پولس نے اُس سے کہا۔ اے سفیدی پھری ہوئی دیوار۔ خدا تجھے ماریگا۔ تو شریعت کے موافق میرا انصاف کرنے کو بیٹھا ہے اور کیا شریعت کے برخلاف مجھے مارنے کا حکم دیتا ہے۔

سفیدی پھری ہوئی دیوار۔ مقابلہ کرو متی ۲۳-۲۷ سے۔ یعنی دیکھنے میں تو خوبصورت لیکن اندر ناپاکی بھری ہوئی۔

خدا تجھے ماریگا۔ بے انصافی اپنا انتقام آپ لیگی۔ پولس اس وقت اپنے قابو سے نکل گیا اور غصہ میں یہ الفاظ اُس کے منہ سے نکل گئے۔ مصنف نے کیسی صحت سے اس واقعہ کو بھی چھپایا نہیں بلکہ ظاہر کر دیا۔ جہاں رسول سے غلطی ہوئی وہ اس غلطی کا ذکر بھی کر دیتا ہے۔

۴۔ جو پاس کھڑے تھے انہوں نے کہا کیا تو خدا کے سردار کاہن کو بُرا کہتا ہے؟

خدا کے سردار کاہن ..... یہ الفاظ یوحنا ۹-۲۸ + آیت ۲ + ۱۲-۲ + پطرس ۱-۲۳ میں بھی آتے ہیں۔ آخری حوالے سے ظاہر ہے کہ جب ہمارے خداوند کے ساتھ ایسی بدسلوکی ہوئی تو اس نے کیسی برداشت کی اور اپنے آپکو سنبھالے رکھا۔ لیکن پولس اپنے آپ کو سنبھال نہ سکا۔ یہودیوں کو ان کی شریعت میں حکم تھا کہ اپنے سردار کاہن کی از حد عزت و تعظیم کریں کیونکہ وہ گویا خدا کا خلیفہ تھا جو تخت عدالت پر بیٹھا تھا۔ استثنا ۱۷-۸ سے ۱۳۔ مقابلہ کرو خروج ۲۲-۲۸ و ۹

(یوحنا ۱۸-۲۲ وغیرہ)

۵۔ پولس نے کہا۔ اے بھائیو۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ سردار کاہن ہے۔ کیونکہ لکھا ہے کہ اپنی قوم کے سردار کو بُرا نہ کہہ۔

مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ سردار کاہن ہے۔ یا یہ کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ جو بولا وہ سردار کاہن تھا۔ اس جملہ کی کئی تفسیریں کی گئی ہیں۔

(۱) نظر کی کمزوری کی وجہ سے سردار کاہن کو پہچان نہ سکا۔

(۲) چونکہ پولس مدت سے یروشلم سے غیر حاضر رہا تھا اس لئے اُسے معلوم نہ تھا کہ حننیاہ سردار کاہن تھا یا نہ تھا۔ عارضی طور پر سردار کاہن کا کام کرتا ہو کیونکہ ان دنوں میں بہت بے قاعدگیاں عمل میں آئیں۔

(۳) اس کے اصلی معنی یہ ہیں کہ مجھے بولتے وقت خیال نہیں آیا کہ میں سردار کاہن سے مخاطب ہوں (مقابلہ کرو تواریخ ۲-۴-۲۳ + اعمال ۱۲-۹)

(۴) بعض کا خیال ہے کہ بہت معزول شدہ سردار کاہن صدر مجلس میں حاضر تھے (دیکھو ۲۲-۳۰ کی شرح) فی الحقیقت حننیاہ شاید اس صدر مجلس کا میر مجلس تھا (۶۰ کی شرح) علاوہ ازیں ایڈرشایم اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ سردار کاہن اپنا خاص لباس صرف اُس وقت پہنتا تھا جب وہ اپنی خاص خدمت عام میں مصروف ہوتا۔ اگرچہ پولس کے حقیقی معنی دریافت کرنا مشکل

سے تو بھی (ج) اور (د) کی تفسیر میں زیادہ قرین قیاس ہیں۔
کیونکہ لکھا ہے۔ خروج ۲۲-۲۸ (ستروں کے مطابق) پولس نے فوراً اپنے قصور کو تسلیم کر لیا۔ اور کتاب مقدس کی سند کی فوراً اطاعت کی۔ اس اصول کی توضیح کی گئی ہے۔ دیکھو رومیوں ۱۳-۱ سے ۷+ ۱پطرس ۲-۱۳ سے ۱۷

۶- جب پولس نے یہ معلوم کیا کہ بعض صدوقی ہیں اور بعض فریسی۔ تو عدالت میں پکار کے کہا۔ کہ اے بھائیو۔ میں فریسی اور فریسیوں کی اولاد ہوں۔ مردوں کی امید اور قیامت کے بارے میں مجھ پر مقدمہ ہو رہا ہے

یہ معلوم کیا۔ صدر مجلس میں شاید بہت اور زیادہ جھگڑا ہو گا جس کے باعث پولس نے یہ نیا قدم اٹھایا۔ آیت ۹ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُسے اپنا عذر بیان کرنے کے لیے کہا گیا تھا۔ اور اُس نے پھر اپنے اعجازی رجوع لانے کا ذکر کیا۔ حاضرین نے اس عذر کو اپنے اپنے مختلف طریقوں کے مطابق مختلف طور سے سنا۔ اس پر پولس نے یہ بیان کیا جو یہاں درج ہے۔ موجودہ عبارت میں اصلی کاروائی کا بہت مختصر بیان ہے۔

بعض صدوقی ہیں۔ ۴-۱+ آیت ۳۴ کی شرح۔ مکابیوں کے زمانہ میں فریسیوں کا عروج ہوا۔ اگرچہ وہ اپنا آغاز اس سے بہت پہلے بتاتے تھے۔ اس لفظ فریسی کے معنی ہیں "علیحدہ کیا گیا"۔ اور یہودیوں میں یہ لوگ بہت دیندار اور پابند شرع تھے۔ ان کا باہمی سلوک ویسا ہی تھا جیسے مسلمانوں میں شیعہ اور سنی کے درمیان آج تک پایا جاتا ہے۔ پولس کو اپنے پہلے تجربہ سے معلوم تھا کہ ان دونوں فرقوں میں کیسی نااتفاقی چلی آتی تھی۔

پکار کے کہا۔ فعل ناتمام۔ بعض قدیم نسخوں میں ہے کہ اس نے پکارنا شروع کیا۔ یا چلّاتا رہا۔ بعد ازاں وہ اپنے اس فعل سے نادم ہوا (۲۴-۲۱ کی شرح) لیکن اس وقت بڑی نازک اور خطرناک حالت میں تھا۔ اس نے جلد بازی یا شاید نادانی سے یہ کیا۔

ہیں فریسی اور فریسیوں کی اولاد ہوں۔ مقابلہ کرو فلپیوں ۳-۵+ ۲کرنتھیوں ۱۱-۲۲ اور دیکھو دیباچہ ۵-۱+ اس کا شاید یہ مطلب تھا کہ میں اس فریق سے علاقہ رکھتا ہوں جو دینداری اور مذہبی عقیدہ کے بڑے حامی تھے۔ بمقابلہ اس فریق کے جو اعجازی اور الہامی باتوں پر شک کرتے اور ٹھٹھا اڑاتے تھے۔ اُس نے یہ بھی بیان کیا کہ میرے آبا و اجداد کا بھی یہی دین اور ایمان تھا مقدس پولس نے ہمیشہ دعویٰ کیا کہ اُس کا مسیحی عقیدہ یہودی عقیدہ اور امید کے (بشرطیکہ اُس کی صحیح تفسیر کی جاتی) خلاف نہ تھا۔ ابا تک اس نے یہودی طور پر عمل کیا اور یہودی حقوق کا مدعی رہا۔ اس کے نزدیک مسیح شریعت کا تکمیل کنندہ تھا۔ اس کی فریسی تربیت مسیح تک پہونچانے میں اس کی ہادی ہوئی۔

مردوں کی امید اور قیامت کے بارہ میں۔ مقابلہ کرو ۲۴-۲۶+ ۲۴-۱۵+ ۲۶-۲۲ و ۲۶+ ۲۸-۲۰۔ اس جملہ کا عموماً یہ مطلب سمجھا گیا ہے "مردوں کے قیامت کی امید"۔ فریسی اس امید پر مستقل طور پر جمے ہوئے تھے۔ لیکن صدوقیوں نے اس کو رد کر دیا تھا۔ اس جملہ کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں "مسیح برکتوں کی امید اور مردوں کی قیامت"۔ یہ قابل غور ہے کہ قیامت پر بار بار اس کتاب میں زور دیا گیا ہے (۱-۲۲+ ۲-۲۴+ ۳-۱۵)

۷- جب اس نے یہ کہا۔ تو فریسیوں اور صدوقیوں میں تکرار ہوئی اور حاضرین میں پھوٹ پڑ گئی۔

تکرار۔ دیکھو ۱۵-۲۔
پھوٹ پڑ گئی۔ ۱۴-۴۔

۸- کیونکہ صدوقی تو کہتے ہیں۔ کہ نہ قیامت ہے۔ نہ کوئی فرشتہ۔ نہ روح۔ مگر فریسی دونوں کا اقرار کرتے ہیں۔

کیونکہ صدوقی۔ ۴-۱ کی شرح۔

۹- پس بڑا شور ہوا۔ اور فریسیوں کے فرقے کے بعض فقیہہ اُٹھے۔ اور یوں کہہ کر جھگڑنے لگے کہ ہم اس آدمی میں کچھ بُرائی نہیں پاتے اور اگر کسی روح یا فرشتے نے اس سے کلام کیا ہو تو پھر کیا!

بڑا شور۔ مجلس ایک ہنگامہ بن گیا۔ اور لوگ زور زور سے چلانے لگے۔ جیسے کبھی شیعوں اور سنیوں کے مجمع میں واقع ہوتا ہے۔ کوئی حسین حسین شہید پکارتا ہے چیخ کھلبلی اس موقعہ پر ہوئی ہم اس کا تصور اپنے دل میں کر سکتے ہیں۔

فقیہہ۔ ۴-۵ کی شرح۔

جھگڑنے لگے۔ فعل کا تمام ہے۔ شدت سے اور لگاتار۔ یہ ترکیب لفظ صرف اسی آیت میں آیا ہے۔ ان کی ساری کوشش اس زیادہ صحیح تعلیم کی طرف تھی کسی روح یا فرشتے نے۔ وہ پولس کا یہ دعویٰ تو نہیں مانتے کہ اس نے مسیح ابن جلالی مسیح کو دیکھا۔ لیکن وہ یہ ماننے کو تیار ہیں کہ اس سے کوئی فوق العادت رویا دیکھی ہوگی۔

۱۰- اور جب بڑی تکرار ہوئی۔ تو پلٹن کے سردار نے اس خوف سے کہ مبادا پولس کے ٹکڑے کر دئے جائیں۔ فوج کو حکم دیا کہ اتر کر اُسے ان میں سے زبردستی نکالو اور قلعہ میں لے آؤ۔

تکرار۔ آیت ۷ اور ۱۵-۲ میں بھی لفظ آیا تھا۔

پلٹن کے سردار۔ ۲۱-۳۱ کی شرح + معلوم ہوتا ہے کہ اس ساری کارروائی کے وقت وہ موجود تھا۔

ٹکڑے کر دئے جائیں۔ مرقس ۵-۴ میں بھی یہ لفظ آیا تھا۔ اس ہنگامہ کی شدت کا اظہار ہے۔

اتر کر۔ ۲۱-۳۱ و ۳۲ کی شرح۔

زبردستی نکالو۔ ۸-۳۹ میں بھی یہی لفظ تھا۔ مقابلہ کرو ۲۱-۳۵۔

قلعہ۔ ۲۱-۳۴ کی شرح۔

۱۱- اُسی رات خداوند اُس کے پاس آ کھڑا ہوا اور کہا۔ خاطر جمع رکھ کہ جیسے تو نے میری بابت یروشلیم میں گواہی دی ویسے ہی تجھے روم میں بھی گواہی دینی ہوگی۔

اُسی رات جسمانی اور روحانی طور پر وہ دن سختی کے گزرے۔ اس کی تجویز یہودیوں کے ساتھ ملاپ کرنے کی پاش پاش ہو گئی وہ سخت مایوس اور دل شکستہ ہو گیا اور گذشتہ معاملہ پر نظر ڈالنے سے اپنی ناکامیابی اور غلطی کا یقین ہو گیا۔

خداوند۔ یعنی خداوند یسوع۔

آ کھڑا ہوا۔ مقابلہ کرو ۱۳-۷ سے۔ اس قسم کی مداخلت ایسے ضروری موقعوں پر ہوئی ۱۸-۹ + ۲۷-۲۳ +

خاطر جمع رکھ۔ دیکھو متی ۹-۲۲ + ۱۴-۲۷ + مرقس ۶-۵۰ + ۱۰-۴۹ یوحنا ۱۶-۳۳۔ ان مقامات کا مطالعہ اور مقابلہ خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ اس رویت سے پولس کو یقین دلایا اور حوصلہ دیا کہ یہ زنجیر غلطی کا نتیجہ نہیں بلکہ الٰہی تجویز کے سلسلہ میں یہ بھی ایک کڑی ہے (فلپیوں ۱-۱۲ و ۱۳)

رومہ میں بھی۔ ۱۹-۲۱ کی شرح۔ الٰہی مالک اپنے بندے ایک غیر متوقع طریقہ سے منزل مقصود کی طرف لے جا رہا تھا۔

۱۲ سے ۳۵
پولس قیصریہ بھیجا گیا

۱۲- جب دن ہوا تو یہودیوں نے ایکا کر کے اور لعنت کی قسم کھا کر کہا کہ جب تک ہم پولس کو قتل نہ کر لیں۔ نہ کچھ کھائینگے نہ پئیں گے۔

ایکا کر کے۔ ۱۹-۴۰ + پولس کے خلاف یہ سازش کی گئی۔
لعنت کی قسم کھا کر۔ یہ فعل صرف اسی مقام میں آیا ہے (آیات ۱۴ و ۲۱) اور مرقس ۱۴-۷۱ میں۔ لیکن اس سے مشتق اسم آیت ۱۴ + رومیوں ۹-۳ +

اکرنتھی ۱۲-۳۳ + ۱۶-۲۲ + گلتیوں ۱-۸ و ۹ میں مستعمل ہوا ہے۔ گویا اُنہوں نے اپنے تئیں بربادی کے لئے مخصوص کیا۔ اگر اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہوں۔ پولیبیس نے اسی قسم کی ایک سازش کا ذکر کیا ہے جو دس آدمیوں نے پیروپس اعظم کے خلاف کی تھی (تمامت ۱۵-۸ و ۳ و ۴)

۱۳- اور جنہوں نے آپس میں یہ سازش کی وہ چالیس سے زیادہ تھے۔

چالیس سے زیادہ۔ ایسے کام کے لئے مناسب موقعہ ملنے پر یہ تعداد کافی سے زیادہ تھی۔ یہ شاید غازیوں یا زیلوتی فرقے سے متعلق ہونگے (۲۱-۳۸ کی شرح)۔
سازش۔ یہ لفظ صرف اسی آیت میں آیا اور بذریعہ قسم منصوبہ باندھنے کے لئے آتا ہے۔

۱۴- پس اُنہوں نے سردار کاہنوں اور بزرگوں کے پاس جا کر کہا۔ کہ ہم نے سخت لعنت کی قسم کھائی ہے۔ کہ جب تک پولُس کو قتل نہ کرلیں کچھ نہ چکھیں گے۔

سردار کاہنوں اور بزرگوں۔ ۴-۵ و ۲۳ کی شرح۔
ہم نے سخت لعنت کی قسم کھائی ہے۔ یہ عبرانی محاورہ ہے "ہم نے لعنت کے ساتھ لعنت لی ہے" (آیت ۱۲ کی شرح)

۱۵- پس اب تم صدر عدالت والوں سے مل کر پلٹن کے سردار سے عرض کرو۔ کہ اُسے تمہارے پاس لائے گویا تم اُس کے معاملے کی حقیقت زیادہ دریافت کرنی چاہتے ہو۔ اور ہم اُس کے پہنچنے سے پہلے اُس کے مار ڈالنے کو تیار رہیں۔

صدر عدالت والوں سے مل کر۔ بیزا کے نسخہ میں یوں ہے "ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے لئے یہ کریں جب آپ کونسل کو جمع کریں۔" اس سے یہ پتہ لگتا ہے کہ پہلے عدالت یا کونسل منعقد ہو پھر یہ درخواست پلٹن کے سردار سے کیجائے۔
عرض کرو۔ ۲۴-۱ + ۲۵-۲ و ۱۵ میں اس کا ترجمہ فریاد کیا گیا ہے۔

تمہارے پاس لائے۔ انتونیہ کے قلعہ سے ۲۱-۳۱ و ۳۲ کی شرح
معاملہ کی حقیقت۔ یہ فعل ۲۴-۲۲ میں پھر آیا ہے۔ یہ مقدمہ کے فیصلہ کے بارے میں آتا ہے۔ لیکن اس آیت میں اس کے یہ معنی ہیں "زیادہ پورے طور سے تحقیقات کرنا"
زیادہ دریافت۔ دیکھو ۱۸-۲۵ و ۲۶۔
اُس کے پہنچنے سے پہلے۔ یعنی صدر مجلس تک پہنچنے سے پہلے۔

۱۶- لیکن پولُس کا بھانجہ اُن کی گھات کا حال سن کر آیا۔ اور قلعہ میں جا کر پولُس کو خبر دی۔

پولُس کا بھانجہ۔ اس رسول کی تاریخ میں اس بھانجے کا ذکر صرف اسی مقام میں آیا ہے۔ یہ قیاس کیا گیا ہے کہ پولُس کی ہمشیرہ اور اس کا میاں یروشلم میں رہتے تھے۔ لیکن زیادہ گمان یہ ہے کہ یہ نوجوان تعلیم کے لئے یروشلم میں آیا ہوا تھا۔ جیسے پولُس خود اسی جگہ تعلیم پا چکا تھا۔ (۲۲-۳) یا شاید عید کی تقریب پر آیا ہو۔
اُن کی گھات کا حال سن کر۔ یہ اسم ۲۵-۳ میں پھر آیا ہے۔ البتہ اس سے مشتق فعل آیت ۲۱ + لوقا ۱۱-۵۴ میں بھی مستعمل ہے۔ یہ لوقا کا لفظ ہے۔ رامزی صاحب اور بعض دیگر علما کا خیال ہے کہ اس نوجوان کو جو اس سازش کا علم ہوا تو اس کی یہ وجہ ہوگی کہ یہ اس کونسل کے ممبروں میں آ سکتا تھا۔ اور بعض یہودی رؤسا سے اُس کی آشنائی تھی۔ یہ پولُس کے خاندان کی تمدنی عظمت کا ثبوت ہے۔ اس سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ اُس کے خاندان کے بعض اشخاص پولُس کے رجوع لانے کے مخالف نہیں رہتے تھے بلکہ اُس سے دوستانہ برتاؤ کرنے لگ گئے تھے۔ یہ سب اٹکل ہی سمجھے۔ اور ہمیں تحقیق معلوم نہیں کہ یہ نوجوان اس سازش سے کیسے واقف ہوا ہوگا۔ شاید اتفاقیہ یہ راز اس پر کھل گیا ہو۔ مشرق میں بھی یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسی خبریں کسی نہ کسی طرح

نکل جاتی ہیں۔

قتل ۔ ٢١-٢ ۔ ٣٣ کی شرح۔

١٧۔ پولس نے صوبہ داروں میں سے ایک کو بلا کر کہا۔ اس جوان کو پلٹن کے سردار کے پاس لے جا۔ یہ اُس سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔

صوبہ داروں ۔ ١٠-١ کی شرح۔

جوان ۔ ٧-٥٨ کی شرح ۔ یہ لفظ صرف اعمال ہی میں آیا ہے (آیات ١٨ و ٢٢ + ٧-٥٨ و ٢٠-٩)

١٨۔ پس اُس نے اُس کو پلٹن کے سردار کے پاس لے جا کر کہا کہ پولس قیدی نے مجھے بلا کر درخواست کی کہ اس جوان کو تیرے پاس لاؤں کہ تجھ سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔

پولس قیدی ۔ اسیری کے خطوط میں پولس نے یہ جملہ خود اپنے لئے کئی بار استعمال کیا۔ (افسیوں ٣-١ + ٤-١ + ٢ تمتھیس ١-٨ + فلیمون ١ و ٩)

١٩۔ پلٹن کے سردار نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر اور الگ جا کر پوچھا۔ کہ مجھ سے کیا بات کہنی چاہتا ہے؟

اُس کا ہاتھ پکڑ کر ۔ تاکہ یہ جوان کھلے دل سے بیان کر سکے۔ رومی شہری کی حیثیت سے یہ سردار پولس پر مہربانی کیا چاہتا تھا۔ اگرچہ پہلے اس سے غلطی سرزد ہوئی تھی (٢٢-٢٩)

پوچھا ۔ ٤-٧ کی شرح + یہی لفظ اگلی آیت میں آیا ہے۔

٢٠۔ اُس نے کہا۔ یہودیوں نے ایکا کیا ہے۔ کہ تجھ سے درخواست کریں کہ کل پولس کو صدر عدالت میں لائے۔ گویا تو اُس کے حال کی اور بھی تحقیقات کرنی چاہتا ہے۔

ایکا کیا ہے ۔ یہ فعل لوقا ٢٢-٥ + یوحنا ٩-٢٢ میں بھی آیا ہے۔ نئے عہدنامہ میں جہاں کہیں یہ لفظ آیا ہے وہاں یہ مسیحیوں کے خلاف ایکا کرنے

کے لئے آیا ہے۔

اور بھی تحقیقات کرنی چاہتا ہے ۔ قدیم نسخوں سے یہی معنی نکلتے ہیں۔ یہ کونسل برائے نام منعقد ہونے والی تھی۔ اور پلٹن کے سردار کے نام سے۔

٢١۔ لیکن تو اُن کی نہ ماننا۔ کیونکہ اُن میں چالیس شخص سے زیادہ اُس کی گھات میں ہیں۔ جنہوں نے لعنت کی قسم کھائی ہے کہ جب تک اُسے مار نہ ڈالیں نہ کھائیں گے نہ پئیں گے۔ اور اب وہ تیار ہیں صرف تیرے وعدے کا انتظار ہے۔

گھات ۔ آیت ١٦ کی شرح۔

لعنت کی قسم کھائی ہے ۔ آیت ١٢ کی شرح۔

وعدے ۔ کہ تو پولس کو صدر عدالت میں لیجائیگا ۔ نئے عہدنامہ میں صرف یہی ایک آیت ہے جہاں انسانی وعدے کا ذکر آیا ہے۔ اعمال میں جہاں یہ لفظ آیا ہے وہاں اُس پر غور کرو (١-٤ + ٢-٣٣ و ٣٩ + ٧-١٧ + ١٣-٢٣ و ٣٢ + ٢٦-٦)

٢٢۔ پس سردار نے جوان کو یہ حکم دے کر رخصت کیا کہ کسی سے نہ کہنا کہ تو نے مجھ پر یہ ظاہر کیا۔

جوان کو ... رخصت کیا ۔ ١٣-٣ + ١٩-٤١ کی شرح۔

نہ کہنا ۔ یہ فعل صرف اسی آیت میں آیا ہے۔

ظاہر کیا ۔ آیت ١٥۔

٢٣۔ اور دو صوبہ داروں کو پاس بُلا کر کہا کہ دو سو سپاہی اور ستر سوار اور دو سو نیزہ بردار پہر رات گئے قیصریہ کے جانے کو تیار کر رکھنا۔

دو صوبہ داروں کو ۔ اس سردار کے ماتحت دس صوبہ دار ہونگے ١٠-١ + ٢١-٣١ کی شرح۔ اصل یونانی سے یہ پایا نکلتا ہے کہ یہ دو معتبر صوبہ دار چُنے گئے۔ اس سردار نے اس رومی شہری کی حفاظت کرنا اپنا ذمہ سمجھا۔

اس لئے فوراً بڑی احتیاط کے ساتھ کارروائی کی۔

سپاہی۔ یعنی باقاعدہ مسلح فوجی سپاہی۔

ستر سوار۔ بیزا کے نسخے میں ہے "ایک سو سوار"۔ لیکن شاید یہ پیچھے تبدیلی کی گئی۔

نیزہ بردار۔ یہ لفظ بہت شاذ ہے۔ اور نئے عہد نامہ میں صرف اسی جگہ آیا ہے۔ لفظی ترجمہ ہے "داہنے ہاتھ سے (اسلحہ) پکڑنے والے"۔ یہ شاید بے قاعدہ فوج کے لوگ ہونگے جن کے پاس بھالا یا نیزہ ہوگا جسے وہ داہنے ہاتھ میں پکڑتے تھے۔

پہر رات گئی۔ یعنے رات کے ۹ بجے کے قریب۔

۲۴۔ اور حکم دیا کہ پولس کی سواری کیلئے جانوروں کو بھی حاضر کریں۔ تاکہ اسے فیلکس حاکم کے پاس صحیح سلامت پہنچا دیں۔

جانوروں یعنے گھوڑے جن کی اس لیے سفر میں گو بادل لگائی تھی۔

پولس کی سواری۔ یہ فعل بھی لوقا سے مخصوص ہے (۱۰-۳۴ + ۱۹-۳۵) اور جن مقامات میں اس کا ذکر ہے اُن کا مطالعہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔

فیلکس حاکم۔ انتونی اس فیلکس۔ پیدائش کے لحاظ سے یونانی تھا قیصر قلودیس کے پیارے صاحب پلاس (Pallas) کا چھوٹا بھائی تھا۔ یہ دونو بھائی پہلے قلودیس کی والدہ انتونیا کے غلام تھے۔ لیکن اُس نے اُن کو آزاد کر دیا۔ اور اُن کا رتبہ بڑھ گیا۔ پلاس کے رسوخ سے فیلکس کو ونیٹ ڈیس کو مانس (Ventidius Cumanus) حاکم کے ماتحت سامریہ میں فوج کی کمان حاصل ہوئی۔ اور جب یہ حاکم جس کے یہ ماتحت تھا عہدہ سے معزول ہوا۔ تو فیلکس اُس کی جگہ یہودیہ کا حاکم بن گیا (۵۲ء کے قریب) یہ ظالم۔ حریص اور رشوت خور حاکم نکلا۔ ٹےسی ٹس مورخ نے ذکر کیا ہے کہ "اُسے بادشاہ کا اختیار حاصل تھا لیکن غلاموں کا دل رکھتا تھا"۔ اس کے عہدہ کے آخری دو سالوں میں قیصریہ میں یہودیوں اور سریانیوں کے مابین سخت ہنگامے برپا ہوئے۔ اور فیلکس

نے بڑے مظالم کئے۔ جو الزام اس پر لگائے گئے۔ اُن کی جوابدہی کے لئے یہ روم میں طلب کیا گیا۔ لیکن بھائی کے رسوخ کے باعث سزا سے بچ گیا بجز ان تاریخ میں اس کا کچھ ذکر نہیں آتا۔ بیزا کے نسخہ میں فیلکس حاکم کے بعد یہ عبارت بھی ہے "کیونکہ اُسے خوف تھا کہ کہیں یہودی پکڑ کر اُسے (پولس کو) قتل نہ کر ڈالیں۔ اور پیچھے اُس پر رشوت لینے کا الزام لگے"۔ لیکن یہ مابعد تشریحی الفاظ معلوم ہوتے ہیں تاکہ ظاہر ہو کہ پلٹن کے سردار نے اُس کو کیوں فیلکس کے پاس بھیجا۔

۲۵۔ اور اس مضمون کا خط لکھا۔

اس مضمون کا۔ اصلی خط تو لاطینی میں لکھا گیا ہوگا۔ لیکن لوقا نے اُس کا مضمون یونانی میں دیا ہے۔

۲۶۔ کلودیس لوسیاس کا فیلکس بہادر حاکم کو سلام۔

کلودیس لوسیاس۔ اس پلٹن کے سردار کا نام پہلی دفعہ یہاں دیا گیا ہے (۲۲-۲۸ کی شرح)

بہادر۔ یا معلی القاب۔ یہ بھی لوقا کا لفظ ہے (لوقا ۱-۳ + اعمال ۲۴-۳ + ۲۶-۲۵) ذی رتبہ اشخاص سے مخاطب ہونے کے لئے یہ لقب استعمال ہوتا تھا (۱-۱ کی شرح) یہ اسی قسم کا لقب ہے۔ جیسے ہندوستان میں وائسرائے ہز اکسلنسی (His Excellancy) کہلاتا ہے۔

۲۷۔ اس شخص کو یہودیوں نے پکڑ کر مار ڈالنا چاہا۔ مگر جب مجھے معلوم ہوا کہ رومی ہے تو فوج سمیت چڑھ گیا اور چھڑا لایا۔

معلوم ہوا کہ رومی ہے۔ یہ کلودیس لوسیاس اپنی کارروائی کو اپنی تعریف کے طریقے سے پیش کرتا ہے۔ اور واقعات کو اپنے مطلب کے مطابق ظاہر کرتا ہے۔ اور جو ناجائز کارروائی کی تھی اس کو نظرانداز کرتا ہے۔ سچائی کو ایسے چھپانا ناراستی میں داخل نہیں۔

۲۸۔ اور اس بات کے دریافت کرنے کا ارادہ کر کے کہ وہ کس سبب سے

اُس پر نالش کرتے ہیں۔ اُسے اُن کی صدر عدالت میں لے گیا۔
نالش کرتے۔

۲۹-اور معلوم ہوا کہ وہ اپنی شریعت کے مسئلوں کی بابت اُس پر نالش کرتے ہیں۔ لیکن اس پر کوئی ایسا الزام نہیں لگایا گیا۔ جو قتل یا قید کے لائق ہو۔

مسئلوں۔ ۱۵۔۲+۱۸-۱۵-
الزام۔ یونانی ایک اسم ہے جسکے معنی تقریباً فردی ہیں دیکھو ۱۹-۳۸ میں آتے ہیں یہ لفظ پھر ۲۵-۱۶ میں آیا ہے۔

۳۰-اور جب مجھے اطلاع ہوئی کہ اس شخص کے برخلاف سازش ہونیوالی ہے تو میں نے اُسے فوراً تیرے پاس بھیجدیا ہے اور اسکے مدعیوں کو بھی حکم دیدیا ہے کہ تیرے سامنے اس پر دعوے کریں۔

سازش۔ ۹-۲۴ کی شرح۔
بھیجدیا۔ یا میں بھیج رہا ہوں۔

۳۱ پس سپاہیوں نے حکم کے موافق پولس کو لیکر راتوں رات انتیپترس میں پہنچادیا۔

انتی پترس۔ ہیرودیس اعظم نے اس شہر کو تعمیر کیا۔ اور اپنے باپ کی یادگار میں یہ نام اس کا رکھا۔ یروشلم سے یہ تقریباً پینتیس میل کے فاصلہ پر تھا۔ اور قیصریہ اور یروشلم کے تقریباً وسط میں یہ جماعت رات کو یہاں ٹھہر گئی اور سازشیوں کی پہنچ سے باہر نکل گئی۔

۳۲-اور دوسرے دن سواروں کو اُس کے ساتھ جانے کے لئے چھوڑ کر آپ قلعہ کو پھرے۔

دوسرے دن۔ یروشلم سے تقریباً رات کے ۹ بجے روانہ ہوئے تھے اور انتیپترس میں صبح کے ۹ بجے کے قریب پہنچے ہونگے۔ یہاں پیادہ فوج یروشلم

کو واپس آگئی ہوگی۔ کیونکہ اب ستر سوار حفاظت کے لئے کافی تھے۔ اب سفر تقریباً چھبیس میل کے باقی تھا۔

قلعہ۔ یعنی انتونیا کے قلعہ کی بارکوں میں ۲۱-۳۴ کی شرح۔

۳۳-انھوں نے قیصریہ میں پہنچکر حاکم کو خط دے دیا۔ اور پولس کو بھی اُس کے آگے حاضر کیا۔

قیصریہ۔ ۸-۴۰ کی شرح۔ یہودیہ اُس وقت سوریا کے رومی علاقہ کا حصہ تھا۔
چھوڑ کر۔ یہ فعل اسی آیت میں آیا ہے۔

۳۴-اُس نے خط پڑھ کر پوچھا کہ یہ کس صوبہ کا ہے؟ اور یہ معلوم کرکے کہ کلکیہ کا ہے۔

کس صوبہ کا ہے۔ لفظی طور پر یہ ترجمہ ہوگا "کس قسم کے صوبہ کا ہے" اس سے اُس کی یہ مراد ہوگی کہ آیا یہ سنٹ کے متعلق کے علاقہ کا ہے۔ یا شاہی علاقہ کا ہے اگر ایسا ہو تو جواب ہوگا۔ شاہی علاقہ کا دیباچہ ۴-۱۔ لیکن یہ دوسرے معنی بھی ہوسکتے ہیں جو یہاں آیت میں دئے گئے ہیں۔ اگر اس آیت کا ترجمہ یہی تو یہ مطلب ہوگا کہ فیلکس نے عام طور پر اس کے علاقہ کو دریافت کرنا چاہا تاکہ معلوم کرے کہ اُس علاقہ کے مقدمات کی سماعت کا اُسے اختیار ہے یا نہیں ایسا اتفاق ہوا کہ یہودیہ کی طرح کلکیہ بھی سوریا کے اس حصہ کے ساتھ علاقہ رکھتا تھا جس کے مقدمات کی سماعت کا اختیار فیلکس کو حاصل تھا صوبہ کے لئے جو لفظ یہاں آیا ہے وہ دوسری جگہ صرف ۲۵-۱ میں آیا ہے۔

کلکیہ۔ ۶-۹ کی شرح۔

۳۵-اُس سے کہا کہ جب تیرے مدعی بھی حاضر ہونگے تو میں تیرا مقدمہ کرونگا۔ اور اُسے ہیرودیس کے قلعے میں قید رکھنے کا حکم دیا۔

تیرا مقدمہ کرونگا۔ یہ فعل اس آیت میں آیا ہے۔ مقدمہ کی سماعت کے لئے یہ خاص قانونی لفظ تھا۔

قلعہ - ہیرودیس نے شاہی رہائش کیلئے یہ مکان بنایا تھا - اور اب رومی حاکم وہاں رہتا تھا - رومی اس کو پری ٹوریم کہتے تھے - یہ محل بھی تھا - اور قلعہ بھی تھا - کیونکہ فوج کا دستہ یہاں رہتا تھا - یہ لفظ اسی معنی میں متی ۲۷-۲۷ + مرقس ۱۵-۱۶ + یوحنا ۱۸-۲۸ و ۳۳ + ۱۹-۹ میں آیا ہے اور کچھ مختلف معنی میں فلپیوں ۱-۱۳ میں + پولس گارد روم میں جنگی حوالات میں رہا -

تئیسویں باب کی تعلیم

اول - بڑے بڑے حصے

(۱) کونسل کے سامنے حاضر کیا گیا ۱ سے ۱۱

(۲) قلعہ میں بند رہا ۱۲ سے ۲۴

(۳) قیصریہ کو بھیجا گیا ۲۵ سے ۳۵

دوم بڑے بڑے مضامین

(۱) خداوند نے خاص مدد کی

(ا) مخالفوں کی مشورت میں پھوٹ پڑ گئی ۶ سے ۱۰ -

(ب) اپنے خادم کے ایمان کو بڑھاتا ہے (آیت

(ج) دشمن کے ارادوں کو باطل کر دیتا ہے ۱۲ سے ۲۲ -

(د) زمینی حاکموں کی خدمات سے کام لیتا ہے ۲۳-۳۵ -

(ہ) دینی عالم کے فریق آیت ۹ رشتہ دار (۱۶ سے ۲۲) سپاہی ۲۳ سے ۳۱ -

ملکی حکام ۲۴ سے ۳۵ ان سب سے خدا نے اپنے مقاصد کے لئے کام لیا

(۲) رسول کا طرح طرح کا تجربہ

(ا) کلیسیائی پیشواؤں کے ذریعہ پیٹا گیا ۲ سے ۴ -

(ب) حریف فریقوں کی بحث اس کے بارہ میں ۶ سے ۱۰ -

(ج) خدا کی خاص حضوری سے اس کا دل شاد ہوا (آیت ۱۱)

(د) سازشیوں سے خطرہ ۱۲ سے ۱۵

(ہ) ایک رشتہ دار کے ذریعہ مدد ۱۶ سے ۲۲

(و) فوجی طاقت نے اس کی حفاظت کی ۲۳ سے ۳۱

(ز) رومی حاکم نے اس کی حفاظت کی ۳۲ سے ۳۵ -

چوبیسواں باب

پولس فیلکس کے سامنے - ترطلس اور پولس کی تقریریں

۱- پانچ دن کے بعد حننیاہ سردار کاہن بعض بزرگوں اور ترطلس نام ایک وکیل کو ساتھ لیکر وہاں آیا - اور انہوں نے حاکم کے سامنے پولس کی فریاد کی -

پانچ دن کے بعد - ان کا مختلف طریقوں سے شمار کیا گیا ہے - بعض اس کا شمار پولوس کی یروشلم میں گرفتاری سے لیتے ہیں یا قیصریہ کو روانہ کئے اور پہنچنے کے وقت سے غالباً اس کا شمار سازش کے وقت سے ہونا چاہئے -

(۲۳-۱۲) جس شام کو پولس یروشلم سے روانہ کر دیا گیا - اگر اس کو ہم ان پانچ دنوں کا پہلا دن قرار دیں تو قیصریہ میں مقدمہ پانچویں دن شروع ہوگا (آیت ۱۱ کی تشریح) اس حساب کے مطابق پولس دوسرے دن کی شام کو قیصریہ میں پہنچا ہوگا - اور مدعیوں کو کافی وقت وہاں پہنچنے کا مل گیا -

حننیاہ - یہ خاص مدعی تھا - ۲۳-۲ کی شرح -

بزرگوں - صدر مجلس کے نمایندگان - (۴-۵ کی شرح)

ترطلس - یہ لاطینی نام ترطیوس کا صیغہ تصغیر ہے یہ ان وکیلوں میں سے ہوگا - جو علاقوں میں یہ پیشہ رکھتے تھے - جیسے وکیل اور بیرسٹر ہندوستان میں یہ پیشہ رکھتے ہیں - چونکہ یہ رومی قانون میں مہارت رکھتا تھا - اس لئے ان یہودیوں نے اس کو مقرر کیا اور لاطینی زبان میں اُن کا مقدمہ کر سکتا تھا -

وکیل - یہ لفظ اسی آیت میں آیا ہے - اس کے لغوی معنی "ایک ماہر تقریر کنندہ" ہے - جو فصاحت کے فن میں تربیت پا چکا تھا - لیکن عملی طور پر اس کا وہی کام تھا - جو آج کل وکیلوں کا ہے -

وہاں آیا - ۱۸-۲۲ کی شرح -

فریاد کی - یہ وہی فعل ہے - جو ۲۳-۱۵ و ۲۲ میں آیا ہے - اور یہاں قانونی اصطلاح کے طور پر استعمال ہوا ہے -

۲- جب وہ بلایا گیا تو ترطلس الزام لگا کے کہنے لگا کہ اے فیلکس بہادر چونکہ تیرے وسیلے سے ہم بڑے امن میں ہیں - اور تیری دور اندیشی سے اس قوم کے فائدے کے لئے خرابیوں کی اصلاح ہوتی ہے -

کہنے لگا - ۱-۱۱ کی شرح -

بڑے امن میں ہیں - اس میں کچھ شک نہیں کہ فیلکس نے ان ڈاکوؤں کا انتظام خوب کیا تھا - جو یہودیہ میں نقصان پہنچاتے تھے - اور اس مصری غابانہ کو شکست دے کر بھگا دیا تھا - اور اس کے پیروؤں کو منتشر کر دیا تھا - اور جو ہنگامے وقتاً فوقتاً اُٹھتے رہے اُن کو بھی اُس نے فرو کیا تھا ترطلس نے ان ساری باتوں کا ذکر خوشامدانہ طریق سے کیا - اگرچہ فیلکس نے کئی اور طرح سے ان کو بہت تکلیف دی تھی - اور اس نے سردار کاہن یونتن کو بھی غازیو (Scarii) کے ہاتھ سے مروا ڈالا تھا -

دور اندیشی - رومیوں ۱۳-۱۴ میں بھی یہ لفظ آیا ہے - یہ پروردگاری یا دور اندیشی رومی لوگ دیوتاؤں سے منسوب کرتے تھے - اس لئے ترطلس نے یہ لفظ بھی خوشامدانہ استعمال کیا -

خرابیوں کی اصلاح - اصلاح کے لئے یہ خاص لفظ نئے عہد نامہ میں کسی اور جگہ نہیں آیا - اس اصلاح سے شاید ان ہنگاموں کے فرو کرنے کی طرف اشارہ ہے جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے -

اس قوم - یعنی یہودی قوم -

۳- ہم ہر طرح اور ہر جگہ کمال شکر گذاری کے ساتھ تیرا احسان مانتے ہیں

ہر طرح - یہ لفظ اسی جگہ آیا ہے یعنی ہر طریقے اور وسیلے سے

ہر جگہ - یہ لفظ اعمال میں ۱۷-۳۰ + اور ۲۸-۲۲ میں بھی آیا ہے - ترطلس نہ صرف خوشامدانہ تقریر کرتا ہے - بلکہ مبالغہ آمیز بھی -

بہادر - ۲۳-۲۶ کی شرح -

۴- مگر اس لئے کہ تجھے زیادہ تکلیف نہ دوں میں تیری منت کرتا ہوں کہ تو اپنی مہربانی سے ہماری دو ایک باتیں سن لے -

تجھے زیادہ تکلیف نہ دوں - یہ فعل رومیوں ۱۵-۲۲ + گلتیوں ۵-۷ تھسلنیکی ۲-۱۸ + ۱ پطرس ۳-۷ + جہاں اس کا ترجمہ روکنا کیا گیا ہے - اس کے یہ معنے ہیں کہ کسی کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنا ترطلس نے یہ ظاہر کیا کہ آپ رفاہ عام کے کاموں میں اسقدر مصروف ہیں کہ میں آپ کا حرج ہونا نہیں چاہتا

مہربانی - پولس اور لوقا کا لفظ (۲ کرنتھی ۱۰-۱) اس کے معنی یہ ہے کسی دوسرے کو جگہ دینا خواہ اپنا حق ہی مارا جائے -

دو ایک باتیں - یہ لفظ اسی آیت میں آیا ہے - مراد ہے مختصر طور سے -

۵- کیونکہ ہم نے اس شخص کو مفسد اور دنیا کے سب یہودیوں میں فتنہ انگیز اور ناصریوں کے بدعتی فرقے کا سرگروہ پایا -

مفسد - لفظی طور پر - وبا یا مری - نقصان دہ عام - اس لفظ سے یہ مراد ہے کہ پولس بہت خطرناک شخص ہے - اس کا چلن اور اس کی تعلیم سخت مضر ہے نئے عہد نامہ میں یہ لفظ صرف اسی جگہ آیا ہے -

فتنہ انگیز یا باغی - بغاوت کے لئے وہی لفظ ہے جو ۱۵-۲ + ۱۹-۴۰ + ۲۳-۷ و ۱۰ میں آیا ہے -

سرگروہ - جیسے فوج میں ہراول ہوتا ہے - یہ لفظ بھی اسی آیت میں آیا ہے یہ رسول مسیحی فوج کا گویا ہراول تھا -

ناصریوں - یہ لفظ مسیح کے لئے آیا ۲-۲۲ + ۳-۶ + ۴-۱۰ + ۶-۱۴ + ۲۲-

۸ + ۲۶-۹ - یہاں پہلی دفعہ مسیحیوں کے لئے آیا ہے ۔ مخالفوں کی زبان پر یہ حقارت کا لفظ تھا ۔ (۶-۱۴ کی شرح) اور یہودیوں میں حقارت کے لئے زیادہ زیادہ عام ہوگیا ۔ ساحل مالابار پر کوچین ریاست کے سریانی مسیحی نصرانی ہی کہلاتے ہیں ۔

فرقے - یعنی فریق - یہ وہی لفظ ہے جو ۵-۱۷ + ۱۵-۵ + ۲۴-۱۴ + ۲۶-۵ + ۲۸-۲۲ میں آیا ہے ۔

۶ - اس نے ہیکل کو ناپاک کرنے کی بھی کوشش کی تھی اور ہم نے اُسے پکڑا

کوشش کی تھی - ۲۱-۲۹ کا غلط نتیجہ اب پختہ رائے ہو گیا - اور یہ فعل الزام لگایا گیا - البتہ یہاں اتنی تبدیلی ہوئی - کہ اس نے ہیکل کو ناپاک نہیں کیا - صرف کوشش کی تھی ۔

ناپاک - یہ فعل متی ۱۲-۵ میں بھی آیا ہے - لیکن اس سے مشتق اسم صفت ۱-تیمتھیس ۱-۹ + ۴-۷ + ۶-۲۰ + ۲-تیمتھیس ۲-۱۶ + عبرانی ۱۲-۱۶ - میں آیا ہے - اس لفظ میں یہ خیال پایا جاتا ہے - مقدس زمین پر ناجائز طور سے قدم رکھنا " یا ممنوع دہلیز پر سے قدم آگے رکھنا " (۲۱-۲۹ کی شرح)

ہم نے اُسے پکڑا - یعنی زبردستی سے - اکثر قدیم نسخوں میں آیت ۶ کا باقی حصہ اور کل ۷ آیت پائی نہیں جاتی - اگرچہ یہ عبارت بیزا کے نسخے میں پائی جاتی ہے جو بہت پرانا ترجمہ ہے - اس میں کچھ شک نہیں کہ اس جملے کے بغیر یہ عبارت ادھوری سی معلوم ہوتی ہے ۔

۸ - اسی سے تحقیق کرکے تو آپ ان سب باتوں کو دریافت کرسکتا ہے جن کا ہم اس پہ الزام لگاتے ہیں ۔

اسی سے - اس سے پولس مراد ہوگی جس کے منہ سے فیلکس ان واقعات کی حقیقت دریافت کرسکتا تھا - اگر حاشیہ کی عبارت کا لحاظ کیا جائے

تو کلودیس لیسیاس مراد ہوگی - جس سے فیلکس اس سارے معاملہ کو دریافت کرسکتا تھا - آیت ۲۲ اس حاشیہ کے ترجمہ کی تائید کرتی ہے ۔

تحقیق - ۴-۹ کی شرح ۔

۹ - اور یہودیوں نے بھی اس دعویٰ میں متفق ہو کر کہا کہ یہ باتیں اسی طرح ہیں ۔

متفق ہو کر - یعنی پولس پر حملہ کرنے میں متفق ہو گئے - یہ ترجمہ صرف اسی آیت میں ہوا ہے ۔

اسی طرح ہیں - پولس اور لوقا کا فعل (۲۵-۱۹ + رومیوں ۱-۲۲) دیگر یونانی علم ادب میں اس کے معنے ہیں - حیلہ یا بہانہ کرنا - مخفی نہ رہے کہ پولس پر تین الزام لگائے گئے تھے ۔

(۱) ملکی جرم - روبا - بغاوت کا سرگروہ - آیت ۵) + (۲) دینی جرم (ناصریوں کی بدعت کا سرگروہ آیت ۵) (۳) ایک خاص جرم (ہیکل کے ناپاک کرنے کی کوشش آیت ۶) + ۲۵-۸ میں پولس نے ان تینوں جرموں سے انکار کیا ۔

۱۰ - جب حاکم نے پولس کو بولنے کا اشارہ کیا تو اس نے جواب دیا - چونکہ میں جانتا ہوں کہ تو بہت برسوں سے اس قوم کی عدالت کرتا ہے - اس لئے میں خاطر جمعی سے اپنا عذر بیان کرتا ہوں ۔

اشارہ کیا - جس مسند پر بیٹھا تھا - وہاں سے (۱۲-۱۸ کی شرح) یہ خاص فعل یوحنا ۱۳-۲۴ میں بھی آیا ہے - وہاں ایک مختلف نظارہ پیش کیا گیا ہے ۔

بہت برسوں سے - رومی مورخ ٹیسی ٹس کے بیان سے بخوبی ظاہر ہے کہ کومانس کے عہدِ حکومت میں (۲۳-۲۴ کی شرح) فیلکس نے کارنمایاں کئے تھے - خاصکر سامریہ کے انتظام کرنے میں جبکہ کومانس خود گلیل کا انتظام کررہا تھا - کومانس ۴۸ء سے ۵۲ء تک حاکم رہا - یوسیفس نے فیلکس کے سامریہ کے کاموں کا ذکر نہیں کیا صرف یہ بیان کیا کہ جیسے

فیلکس کو مانتس کی جگہ حاکم ہو گیا (سنہ ۵۲ء میں)؛ فرض کرو کہ پولس کا مقدمہ فیلکس کے روبرو سنہ ۵۸ء میں پیش ہوا تو کم سے کم پانچ سال کا عرصہ اور ٹے سی ٹس کے بموجب آٹھ یا نو سال کے عرصہ تک فیلکس اس ملک کا حاکم رہا ہوگا - رومی حاکم اتنے عرصہ تک ایک جگہ حاکم نہ رہتے تھے بہ نسبت دیکھو آیت ۷، ا کی شرح -

خاطر جمعی - یہ لفظ اسی آیت میں آیا ہے - اگرچہ دوسرا لفظ اسی قسم کا ۲۷-۲۲ و ۲۵ و ۳۶ - یعقوب ۵-۱۳ میں آیا ہے - ان مقامات کا مقابلہ کرنے سے ظاہر ہو جائیگا کہ جھوٹے الزاموں کے وقت بھی مسیحی خاطر جمع رہ سکتا ہے - اور ایسا ہی ہنگاموں اور خطروں کے وقت بیماری اور مصیبت میں -

اپنا عذر - ۱۹-۲۳ کی شرح -

۱۱- تو دریافت کر سکتا ہے کہ بارہ دن سے زیادہ نہیں ہوئے کہ میں یروشلیم میں عبادت کرنے گیا تھا -

بارہ دن سے زیادہ - اس لئے ایسے تازہ واقعات کا حال دریافت کرنا اور بھی زیادہ آسان ہے - اور چونکہ یروشلیم کو چھوڑے پولس کو صرف پانچ دن ہی گذرے تھے (آیت ا کی شرح)، اس لئے جس بغاوت اور فساد کا وہ الزام لگاتے تھے اس کے لئے صرف ایک ہفتہ ہی باقی رہا - مختلف مفسروں نے مختلف طور سے ان بارہ دنوں کی تفسیر کی ہے - ہم ان کو مفصلہ ذیل طریقے سے شمار کر سکتے ہیں - پہلے روز یعقوب اور بزرگوں سے ملاقات ہوئی (۲۱-۱۸) دوسرے دن پولس نے ہیکل میں جا کر منت مانی (۲۱-۲۶) تیسرے چوتھے - پانچویں اور چھٹے دن انہیں منتوں میں دن گذرے - ساتویں روز وہ پکڑا گیا (یہ طہارت کے سات دنوں میں سے چھٹا تھا جسکا ذکر ۲۱-۲۷ میں ہوا ہے)، آٹھویں روز وہ صدر عدالت کے سامنے پیش ہوا (۲۲-۳۰)

نویں روز اس کے خلاف سازش ہوئی (۲۳-۱۲) اور اندھیرا ہونے کے بعد وہ یروشلم سے روانہ کر دیا گیا - دسویں تاریخ کی شام کو وہ قیصریہ میں پہنچا (۲۳-۳۲) بارھویں اور تیرھویں روز وہ اپنے مدعیوں کے انتظار میں حوالات میں رہا - اور اب بارھویں روز جو اس کے خلاف سازش کئے جانے کا پانچواں روز تھا فیلکس کے سامنے اس کا مقدمہ پیش ہو رہا تھا (آیت ا کی شرح)

گیا تھا - ۱۸-۲۲ کی شرح

عبادت کرنے - نہ ناپاک کرنے یا فساد کرنے -

۱۲- اور انہوں نے مجھے نہ ہیکل میں کسی کے ساتھ بحث کرتے یا لوگوں میں فساد اٹھاتے پایا - نہ عبادت خانوں میں نہ شہر میں -

پایا - آیت ۵ میں یہی فعل آیا تھا - یوں پولس نے ترطلس کے بیان کی غلطی کو خوب زور سے ظاہر کر دیا -

بحث کرتے - ۱۷-۲ کی شرح - مباحثہ عام سے یہودیوں میں ناراضگی پھیل سکتی تھی - لیکن اس نے اس سے بھی گریز کیا -

لوگوں میں فساد اٹھاتے - یا لوگوں کو روکتے - یہ اسم پولس اور لوقا کا ہے اور ۲ کرنتھی ۱۱-۲۸ میں بھی مستعمل ہوا ہے -

عبادت خانوں - ۶-۹ کی شرح - نہ یہودی عبادت کی جگہوں میں اور نہ گلیوں میں اور نہ مجمعوں میں اس نے منادی کی - یوں اس نے ملکی الزام کی بھی کلیہ طور پر تردید کر دی (آیت ۱۹ کی شرح)

۱۳- اور نہ وہ ان باتوں کو جن کا مجھ پر اب الزام لگاتے ہیں تیرے سامنے ثابت کر سکتے ہیں -

ثابت کر سکتے ہیں - یعنی دلائل دے کر - نئے عہد نامہ کے دوسرے مقامات میں اس کے معنے حاضر یا پیش کرنا ہے -

۱۴- لیکن تیرے سامنے یہ اقرار کرتا ہوں کہ جس طریق کو وہ بدعت کہتے ہیں۔ اسی کے مطابق میں اپنے باپ دادوں کے خدا کی عبادت کرتا ہوں۔ اور جو کچھ توریت اور نبیوں کے صحیفوں میں لکھا ہے اس سب پر میرا ایمان ہے۔

اقرار کرتا ہوں۔ اگرچہ دینی الزاموں کی اس نے تردید کی (آیت ۹ کی شرح) لیکن اپنے مسیحی ہونے کا دلیری کے ساتھ اقرار کیا۔

طریق۔ ۹-۲ کی شرح۔

بدعت۔ آیت ۵ میں یہی لفظ آیا تھا۔ (۵-۱۷ کی شرح) یہی لفظ پیچھے برُے معنی میں استعمال ہونے لگا۔ لیکن پولس کے دنوں میں اس کے یہ معنی نہ تھے جو آج کل اس سے لئے جاتے ہیں۔ یہاں اس کے معنی دینی فرقے کے ہیں۔ بمقابلہ عام یہودی مذہب کے اس کے تقریباً وہی معنی ہیں جو لفظ مت کے ہیں۔

باپ دادوں کے خدا کی۔ دیکھو ۲۲-۳ کی شرح۔ یہودیوں کے آباو اجداد کا خدا جو کچھ یہودیوں کے مذہب میں نیک اور صحیح تھا اس نے اس سے اپنے تئیں علیحدہ نہ کیا تھا۔ پھر وہ کیسے اپنے آباو اجداد کے خدا کو ترک کرتا۔

ایمان ہے۔ یہودی پاک نوشتوں پر اس کا پکا ایمان تھا۔ جس کے دو حصے تھے۔ توریت اور صحائف انبیاء (متی ۷-۱۲ + ۱۱-۱۳ + ۲۲-۴۰ + لوقا ۱۶-۱۶ + یوحنا ۱-۴۵) اگرچہ تیسری تقسیم بھی مروج تھی (لوقا ۲۴-۴۴) اس لئے نہ صرف ان کے خدا پر اس کا ایمان تھا بلکہ ان کی پاک کتابوں پر بھی۔

۱۵- اور خدا سے اسی بات کی امید رکھتا ہوں۔ جس کے وہ خود بھی منتظر ہیں کہ راستبازوں اور ناراستوں دونوں کی قیامت ہوگی۔

امید رکھتا ہوں۔ مقابلہ کرو ۲۳-۶ + ۲۶-۷ قیامت کا بھی ذکر ہے۔

وہ خود بھی منتظر ہیں۔ وہ حاضرین سے عام طور پر مخاطب ہے کہ گویا وہ ساری قوم کے نمائندگان ہیں۔ بلالحاظ صدوقیوں کے۔

راستبازوں اور ناراستوں دونوں کی قیامت ہوگی۔ مقابلہ کرو دانیال ۱۲-۲ + یوحنا ۵-۲۹ + ۱ تھسلنیکی ۴-۱۶ + مکاشفہ ۲۰-۴ سے ۶ و ۱۲ و ۱۳ + جہاں مقدسوں کی قیامت کا شریروں کی قیامت سے امتیاز کیا گیا ہے۔ اس بیان میں سارے سنجیدہ یہودی اور فریسی اس کے ساتھ متفق تھے (۲۳-۶ سے ۹) ایسی تعلیم میں کوئی بدعت نہ تھی۔ اگرچہ لفظ ناراست پر اعتراض ہو سکتا تھا۔ لیکن ان الفاظ کا خاص اثر فیلکس کے دل پر ہوا۔

۱۶- اسی لئے میں خود بھی کوشش میں رہتا ہوں کہ خدا اور آدمیوں کے باب میں میرا دل مجھے کبھی ملامت نہ کرے۔

اسی لئے۔ اسی وجہ سے یا اس ایمان اور امید کے باعث۔

کوشش کرتا ہوں۔ یہ فعل اسی آیت میں آیا ہے۔ بطور پہلوان کے کوشش کرنا اس میں خود ضبطی اور سرگرمی کا اظہار ہے ۱ کرنتھی ۹-۲۶ و ۲۷

دل۔ ۲۳-۱ کی شرح۔

ملامت نہ کرے۔ پولس اور لوقا کا لفظ (۱ کرنتھی ۱۰-۳۲ + فلپیوں ۱-۱۰) اس کے دوہرے معنی ہیں۔ ایک تو یہ ہیں "دوسروں کو ٹھوکر کھلائے بغیر" دوم "بغیر ٹھوکر کھائے" اس آیت میں یہ دونوں معنی ہو سکتے ہیں۔ کانشنس اور چال چلن دونوں کے لئے یہ عمدہ صفت ہے کہ خدا اور انسان کے سامنے پسندیدہ اور بلا ملامت ہو۔ ایسا آدمی حقیقی دین کے لئے خطرناک نہیں ہو سکتا۔

۱۷- بہت برسوں کے بعد میں اپنی قوم کو خیرات پہنچانے اور نذریں چڑھانے آیا تھا۔

بہت برسوں کے بعد۔ اب وہ شاید چار برس کے بعد یروشلم کو گیا ہوگا جب وہ تیسرے مشنری سفر کو جانے پر تھا۔ یا شاید رسول کا منشا اس سارے عرصے سے ہو جو اس نے غیر قوموں کے کام میں صرف کیا۔

خیرات۔ ۳-۲ کی شرح + مقابلہ کرو ۲۰-۴ کی شرح۔ یہاں اس نے

اس چندہ کا ذکر کیا جو غیر قوم مسیحیوں نے غریب یہودی بھائیوں کے لئے بھیجا تھا۔ اعمال کی کتاب میں اس کا صرف اسی جگہ ذکر ہے اگرچہ پولس کے خطوں میں اس کا بہت ذکر ہے۔

نذریں چڑھانے ہیکل کی نذریں۔ شاید اُن نذروں کی طرف اشارہ ہو جو اس نے چار تدبیروں کے لئے ادا کی تھیں۔ ۲۱-۲۶ میں یروشلم کی اپنی قوم کے لئے خیرات لانے کو آیا اور ہیکل میں نذر چڑھانے گیا۔ یا شاید پولس کا یہ مطلب ہو کہ میں اپنے سفروں اور سلامتی کیلئے نذریں چڑھانے آیا تھا۔ اس لئے نذیروں کی قربانی کے ساتھ اپنے تحفے بھی نذر کئے۔ اس وقت وہ تیسرے دینی الزام کا جواب دے رہا تھا (آیت ۹ کی تشریح)

۱۸۔ اُنہوں نے بغیر ہنگامے یا بلوے کے مجھے طہارت کی حالت میں یہ کام کرتے ہوئے ہیکل میں پایا۔ وہاں آسیہ کے چند یہودی تھے۔

طہارت۔ ۲۱-۲۶ کی شرح۔ برخلاف ناپاک کرنے کے۔ حالت میں یعنی نذریں چڑھانے کی اثنا میں بجائے ہیکل کو ناپاک کرنے کے وہ ادب کے ساتھ نذریں چڑھا رہا تھا۔

پایا۔ عبادت کرتے ہوئے نہ کہ فتنہ برپا کرتے ہوئے یا کوئی بیدینی کا کام کرتے ہوئے (آیت ۵)

بلوے۔ ۲۰-۱ ۲۱+۳۴-۲۷

آسیہ کے چند یہودی۔ یہ جملہ غیر مکمل ہے اور پولس کے طرزِ کلام کا جزو ہے جو کچھ اس کا خیال ان کے بارہ میں تھا اس کا ذکر نہیں کرتا بلکہ اس کا ذکر وہیں چھوڑ کر بیان کرنے لگ جاتا ہے کہ اُن کو گواہ کے طور پر حاضر ہونا چاہئے تھا۔

۱۹۔ اور اگر ان کا مجھ پر کچھ دعوےٰ تھا۔ تو اُنہیں تیرے سامنے حاضر ہو کر فریاد کرنی واجب تھی۔

۲۰۔ یا یہی خود کہیں کہ جب میں صدرِ عدالت کے سامنے کھڑا تھا تو مجھ میں کیا برائی پائی تھی۔

یہی خود کہیں جو حاضر تھے ان کو چاہئے کہ وہ خود میری بدچلنی کا ثبوت دیں کیونکہ ایشیائی یہودی غیر حاضر تھے۔ دعویٰ بلا دلیل بے سود ہے۔

کیا برائی پائی۔ ۱۸-۴ کی شرح۔

۲۱۔ سوا اس ایک بات کے کہ میں نے ان میں کھڑے ہو کر بلند آواز سے کہا تھا کہ مُردوں کی قیامت کے بارے میں آج مجھ پر تمہارے سامنے مقدمہ ہو رہا ہے۔

سوا اس ایک بات کے۔ بعضوں کا خیال ہے کہ پولس طنزاً کہہ رہا ہے اگر کوئی قصور میرا ہے تو یہ ہے کہ میں نے قیامت کا ذکر کیا۔ اور ان میں سے بعض میری تائید کرینگے۔ یا اس کے یہ معنی ہونگے "ان میں سے صدوقی فریق کے لوگ میرے قیامت کے ذکر کو میرا قصور ٹھیرائیں" شاید پولس افسوس ظاہر کر رہا ہے کہ میں نے صدرِ عدالت میں ایسا ذکر کیا۔ اس نے اس امر کو محسوس کیا کہ انجیل کی گواہی پر قناعت کرنے کی بجائے اس نے حکمت عملی سے کام لیا یہ بھی دلیروں کا کام ہے کہ اپنی غلطی کو مان لیتے ہیں۔

۲۲۔ فیلکس نے جو صحیح طور پر اس طریق سے واقف تھا یہ کہہ کر مقدمے کو ملتوی کر دیا کہ جب پلٹن کا سردار لوسیاس آئیگا۔ تو میں تمہارا مقدمہ فیصل کروں گا۔

جو صحیح طور پر۔۔ واقف تھا۔ "اس طریق کے بارہ میں زیادہ واقف ہے" وہ اس علاقہ میں مدت سے حکومت کرتا رہا تھا۔ اس لئے مسیحیوں کے بارہ میں اُس کو غلط فہمی نہ ہو سکتی تھی۔ کیونکہ خود قیصریہ میں بہت مسیحی تھے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ انجیل کی تعلیم سے بخوبی واقف تھا۔ اس کا وہی حال تھا جیسے کسی ہندو مجسٹریٹ کو مسیحی دین کی سرسری واقفیت ہو اور

سمجھے کہ وہ اچھا دین ہے۔ اگرچہ اُس نے نئے عہد نامے کا مطالعہ نہ کیا ہو + ۱۸-۲۵ و ۲۶۔

طریق۔ ۹-۲ کی شرح۔

ملتوی کر دیا۔ یہ خاص اصطلاحی لفظ صرف اسی آیت میں آیا ہے فیلکس نے مقدمہ کو کچھ عرصہ کے لئے ملتوی کر دیا۔ فوراً فیصلہ کرنا اُس نے مناسب نہ سمجھا اور لوسیاس کی غیر حاضری کا عذر کیا۔ اُسے معلوم ہو گیا کہ پولس بے قصور ہے لیکن وہ یہودیوں کو بھی ناراض کرنا نہیں چاہتا تھا۔

لوسیاس۔ ۲۳-۲۶

آئے گا۔ یعنی یروشلم سے ۱۸-۲۲ کی شرح۔

فیصل کروں گا۔ ۲۳-۱۵ کی شرح۔

۲۳۔ اور صوبہ دار کو حکم دیا کہ اُس کو قید تو رکھ۔ مگر آرام سے رکھنا۔ اور اُس کے دوستوں میں سے کسی کو اس کی خدمت کرنے سے منع نہ کرنا۔

صوبہ دار ۲۳-۱۰ کی شرح۔ یہ پولس کی سلامتی کا ذمہ دار تھا۔

قید تو رکھ۔ یا حفاظت سے رکھ۔

آرام سے رکھ۔ پولس اور لوقا کا لفظ (۲ کرنتھی ۲-۱۳ و ۷-۵ + ۸-۱۳ و ۲ تھسلنیکی ۱-۷ +) یعنی تشدد نہ کیا جائے اور ضرورت رفع کی جائے۔

دوستوں میں سے۔ ان میں فلپس اور دوسرے مسیحی قیصریہ کے ہونگے (۲۱-۸ و ۱۲) اور لوقا اور ارسترخس (۲۷-۲)

خدمت کرنے سے۔ اُس نے دوسروں کی خدمت کی تھی (۲۰-۳۴) اور خوشی سے۔ اب دوسرے اُس کی خدمت کرتے ہیں۔ وہ روپیہ پیسہ سے بھی اُس کی خدمت کرتے ہوں گے۔ اور شخصی خدمت بھی۔

۲۴ سے ۲۷
فیلکس کی گفتگو پولس سے

۲۴۔ اور چند روز کے بعد فیلکس اپنی بیوی دروسلہ کو جو یہودن تھی ساتھ لے کر آیا۔ اور پولس کو بلوا کر اُس سے مسیح یسوع کے دین کی کیفیت سنی۔

چند روز کے بعد۔ دیکھو ۹-۱۹ کی شرح۔ یعنی تھوڑا عرصہ۔

دروسلہ۔ ہیرودیس اگرپہ اول کے تین بیٹوں میں سے چھوٹی (۱۲-۱) اس کی ایک بڑی بہن کا نام برنیکی تھا (۲۵-۱۳) اور دوسری مرینی۔ جب اس کا باپ ۴۴ء میں فوت ہوا تو وہ صرف چھ برس کی تھی۔ اس لئے اب وہ ۲۰ برس سال کی ہو گی۔ چودہ سال کی عمر میں اس کی شادی ایماسا Emesa کے بادشاہ عزیزس (Azizus) سے ہوئی۔ یوسیفس نے بیان کیا ہے کہ فیلکس اس پر عاشق ہو گیا اور ایک کپرس جادوگر شمعون نامی کے ذریعہ اس کو ورغلایا کہ اپنے خاوند کو چھوڑ کر فیلکس سے شادی کر لے۔ اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام اگرپہ تھا۔ وہ کوہ وسووس کی آتش فشانی کے وقت طیطس کے عہد سلطنت ۷۹ء میں اپنی بیوی یا ماں کے ہمراہ ہلاک ہوا۔

اپنی بیوی۔ یہ اس کی دوسری بیوی تھی۔ یہ عجب بات ہے کہ اُس کی پہلی بیوی کا نام بھی دروسلا تھا۔ وہ انتونی اور کلیوپٹرا کی پوتی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ کچھ عرصہ بعد اُس نے تیسری شادی کی۔ لیکن اُس بیوی کا نام ہم کو معلوم نہیں کیونکہ سیوٹونی اس (Seutonius) اُسے تین بیگمات کا خاوند کہتا ہے یہودن۔ اس لئے اُس کی قوم کے درمیان مسیحی دین کی اشاعت اُس کے لئے باعث دلچسپی تھا۔ بیزا کے نسخے میں یہ عبارت ہے "جس نے پولس کو دیکھنا اور اُس کی باتیں سننا چاہا۔ اس لئے اُس کی خواہش پورا کرنے کے لئے (اس نے پولس کو بلوا بھیجا وغیرہ) اس لئے اس ماجرے کا باعث دروسلا کی خواہش ہے

منسوب کیا گیا۔

بلوا کر۔ ۱۰-۵ کی شرح۔ چونکہ پولس اسی محل کی حوالات میں تھا اس لئے وہ قریب ہی تھا۔

مسیح یسوع کے دین۔ ۲-۳۶ + ۱۰ اس جملہ کا یا تو یہ مطلب ہوگا "اس کا (یعنی پولس کا) ایمان مسیح یسوع پر"۔ یا مسیحی دین جو نجات دہندہ مسیح پر ایمان لانے کا دین تھا۔ اس ملکہ کی دلچسپی کے علاوہ فیلکس خود بھی پولس کی سرگرمی صدق دلی اور پاک دلیری سے متعجب تھا۔

۲۵۔ اور جب وہ راستبازی اور پرہیزگاری اور آئندہ عدالت کا بیان کر رہا تھا تو فیلکس نے دہشت کھا کر جواب دیا کہ اس وقت تو جا۔ فرصت پا کر تجھے پھر بلاؤں گا۔

راستبازی۔ یہ لفظ پولس کے خطوں میں تقریباً ساٹھ دفعہ آیا ہے۔ خاص کر رومیوں کی طرف کا خط اس مضمون سے بھرا ہے۔ اور کسی قدر ہم کو معلوم ہو سکتا ہے کہ اس مضمون کے بارہ میں پولس کیا کچھ کہہ سکتا تھا جبکہ اس نے گناہ کی قصورواری اور انسان کو نجات دہندہ کی ضرورت کے متعلق بیان کیا۔ فیلکس کی ساری زندگی ناراستی اور بے انصافی سے آلودہ تھی۔ اور پولس کو اس بات کا علم ہوگا۔ اس لئے اس نے بلا خوف و دلیری سے گناہ پر ملامت کی۔

پرہیزگاری یا خود ضبطی۔ یہ لفظ خاص کر زناکاری سے رکنے کے بارہ میں استعمال ہوتا ہے۔ دیکھو گلتیوں ۵-۲۳ + ۲ پطرس ۱-۶۔ جس وقت پولس تقریر کر رہا تھا تو فیلکس اور دروسلا دونوں کا دل ان کو ملامت کرنے لگا ہوگا۔ کیونکہ دونو اس امر میں قصوروار تھے۔

آئندہ عدالت۔ ۱۰-۴۲ + ۱۷-۳۱ کی شرح۔ فیلکس بے انصاف حاکم کو ایک روز خود ایک حاکم عادل مطلق کے سامنے کھڑا ہو کر حساب دینا ہوگا۔

بیان کر رہا تھا۔ ۲-۱۷ کی شرح۔ یہ نظارہ بھی بڑا موثر ہے۔ یسوع مسیح کا

دلدادہ مشنری یوحنا بپتسمہ دینے والے کی طرح روحی بے انصاف حاکم اور اس کی عیاش بیوی کے سامنے حق اور صداقت کا مقدمہ لڑ رہا تھا۔ پولس کے نزدیک مسیح پر خالص دل سے ایمان لانے کے لئے راستبازی کیطرف توجہ کرنا پہلا قدم تھا۔

دہشت کھا کر۔ ۱۰-۴ کی شرح۔ فیلکس کا مجرم کانشنس جاگ اٹھا اور الٰہی عدالت کا حال سنکر کانپ اٹھا۔ مگر یہ محض خوف کی دہشت تھی۔ نہ گناہ سے ہمیشہ کے لئے قائل ہونے کی دہشت۔

اس وقت تو جا۔ لفظ اس وقت پر زور ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ جب تک ہوا چلتی ہے غلہ کو بھوسے سے صاف کرے۔ لیکن اس نے ڈھیل ڈالدی اور امروز فتنی اور گناہ کے بندھنوں کا دیانتداری سے مقابلہ نہ کیا۔ ایسے آدمی کے لئے ڈھیل مہلک تھی۔ جیسے کہ مثل ہے "کل نام کال کا"۔

فرصت پا کر۔ یا "مجھے تیرے پیچھے موقعہ ملیگا"۔ الٰہی صداقت کے سننے کا اسے پھر کبھی موقعہ نہ ملا۔ اگرچہ اس نے کئی بار پولس کو بلوا بھیجا لیکن اس وقت اس کی کچھ اور غرض تھی (آیت ۲۶)۔ جیسے لوہا گرم کرنے کے بعد جب ٹھنڈا ہو جاتا ہے تو آگے سے زیادہ سخت ہو جاتا ہے ویسے ہی انسان کا دل جب ایک دفعہ مشتعل ہو کر ٹھنڈا ہو گیا۔ ہندوستان میں بہت ایسے لوگ ہیں جو ایک دفعہ گناہ سے قائل ہو چکے تھے اور مسیح کی ضرورت کو محسوس کر گئے تھے۔ لیکن اب وہ سخت اور خدا کے روح القدس کا مقابلہ کرنے کے باعث مخالف ہیں۔

پھر بلاؤں گا۔ ۲۰-۱۴ کی شرح۔

۲۶۔ اسے پولس سے کچھ روپے ملنے کی امید بھی تھی۔ اس لئے اسے اور بھی بلا بلا کر اس کے ساتھ گفتگو کیا کرتا تھا۔

کچھ روپے ملنے کی امید بھی تھی۔ پولس نے خود ذکر کیا تھا کہ وہ یہودیوں کے لئے چندہ لیکر گیا تھا (آیت ۱۷) اس کے مخالفوں نے بھی بیان کیا تھا کہ وہ مسیحیوں کا سرگروہ اور اول تھا (آیت ۵)۔ ان سے فیلکس کو خیال گذرا ہوگا کہ

پولس کے اختیار میں بہت مال و دولت ہے۔ رشوت گو سرکاری قانون کے لحاظ سے منع تھی لیکن رومی حکام میں اس کا بڑا رواج تھا (۱۲-۲۰ کی شرح) ہندوستان میں ہمیں ایسی باتوں سے بہت خبردار ہونا چاہئے لیکن فیلکس نے اس آدمی کے بارہ میں غلطی کھائی۔ پولس نے راستبازی کی نہ صرف منادی کی بلکہ وہ اس کا عامل بھی تھا بلوں یہ کہ بدبخت فیلکس (اپنے نام یعنی خوشحال کے خلاف) نے دنیاوی خزانے کی امید سے انجیل کے خزانے کو ہاتھ سے کھو دیا۔

آدمی پولس اور لوقا کا لفظ لوقا ۵-۳۳ + ۱ تھسلنیکیوں ۵-۲۳) بہت دفعہ اس نے پولس کو بلایا ہوگا۔

بلا کر۔ آیت ۲۴ میں یہی فعل تھا۔

گفتگو کیا کرتا تھا ۲۰-۱۱ میں یہی فعل تھا۔ اس سے دوستانہ گفتگو مراد ہے نہ دینی گفتگو۔

۲۷- لیکن جب دو برس گذر گئے تو پرکیس فیستس فیلکس کی جگہ مقرر ہوا اور فیلکس یہودیوں کو اپنا احسان مند کرنے کی غرض سے پولس کو قید ہی میں چھوڑ گیا۔

جب دو برس گزر گئے۔ مقدس پولس کے مقدمہ سے لیکر یوں وہ قیصریہ میں دو سال حوالات میں رہا۔ اس عرصہ میں یہودیوں اور سریانیوں کے درمیان جو دشمنی تھی مشتعل ہو کر کھلم کھلا لڑائی کی صورت میں بدل گئی۔ جب یہودی فریق نے منتشر ہونے سے انکار کیا تو فیلکس نے فوجی سپاہی بھیجے۔ انہوں نے بعض یہودیوں کو قید کیا اور ان کے گھر لوٹ لئے۔ روم میں اس کا الزام اس پر لگا۔ اور اس کی جوابدہی کے لئے اس کو وہاں جانا پڑا۔

پرکیس فیستس۔ اس شخص کے مقرر ہونے کی تاریخ کے بارہ میں بہت شک ہے لیکن گمان غالب ہے کہ ۵۹ء میں یہ شخص مقرر ہوا۔ اور تھوڑے عرصے تک ہی یہ حاکم رہا کیونکہ یہ ۶۱ء یا ۶۲ء میں فوت ہوگیا۔ اور اس کی جگہ البینس

حاکم ہوا۔ یوسیفس نے اسے نیک حاکم بیان کیا ہے۔ اور فیلکس کی نسبت یہ شخص زیادہ راستباز تھا۔ اس نے غازیوں کے فساد کو بڑے زور سے فرو کیا۔ اس کے عہد حکومت کے بڑے بڑے واقعات یہ تھے (۱) قیصر کا فیصلہ قیصریہ کے سریانیوں کے حق میں بخلاف یہودیوں کے (۲) یروشلم میں سخت فساد برپا ہوئے۔ کیونکہ انہوں نے ہیکل میں ایک دیوار بنائی تھی تاکہ اگرپا کے محل سے ہیکل میں نظر نہ پڑے۔ یہ مجیسر رومی حاکم تھا۔ اسے یہودیوں کے تکراروں اور مذہبی جھگڑوں کی کچھ پروا نہ تھی۔

یہودیوں کو اپنا احسان مند کرنے کی غرض سے۔ کیونکہ یہودیوں نے اس کے خلاف بہت سارے الزام روم میں لگائے تھے۔ گویا وہ احسانوں کا ذخیرہ جمع کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ وقت پر اس سرمایہ سے سود حاصل کرے۔ بیزا کے نسخہ میں اس کی ایک اور وجہ بیان کی ہے "لیکن پولس کو اس نے دروسلا کی خاطر حوالات ہی میں رہنے دیا"۔ غالباً یہودیوں نے دروسلا کی منت سماجت کی ہوگی۔ اور اس نے یہودیوں کی خاطر فیلکس سے سفارش کی ہوگی۔ یا شاید ہیرودیاس کی طرح وہ پولس کی اس صاف گوئی سے ناراض ہوگئی ہو اور کبھی ہو کر اس نے اس کے گناہ پر اسے ملامت کی۔

قید ہی میں چھوڑ گیا۔ بعضوں نے سمجھا کہ جس قید کا ذکر ۲۳-آیت میں آیا ہے اس سے یہ قید زیادہ سخت تھی۔ لیکن اس رائے کی تائید اس آیت کے الفاظ سے نہیں ہوتی۔ ان پورے دو سالوں میں وہ فوجی قیدی رہا تھا اور فیلکس کے چلے جانے کے بعد بھی ویسا ہی قید میں رہا۔

چوبیسویں باب کی تعلیم

اول - بڑے بڑے حصے	
(۱) جھوٹا الزام - ۱ سے ۹	(۲) با استقلال عذر ۱۰ سے ۲۱
	(۳) متلون مزاج منصف ۲۲ سے ۲۷

علاوہ ازیں

(۱) فیلکس سرعام ۲۴ سے ۲۲-اُس کا اُٹھے خدمت۔

(۲) فیلکس خلوت میں ۲۴ سے ۲۷ اُس کی آلودہ زندگی

دوم - بڑے بڑے مضامین

(۱) پولس فیلکس کے سامنے ۱۰ سے ۲۱

اُس کی صداقت کا اظہار - اُسکا نیک دل

(ا) اُس کی مودبانہ وضع ۱۰ و ۱۱

(ب) جھوٹے الزاموں کی تردید ۱۲ و ۱۳

(ج) اُس کے ایمان کا اقرار ۱۴ و ۱۵

سچے خدا پر

پاک نوشتوں پر

قیامت پر

(د) اُس کی پاک سیرت اور روشن ضمیر ۱۶

(ہ) تہمت کی تردید ۱۷ سے ۲۱

سچا محب الوطن

سچا عابد -

صلح جو یا شندہ

(۲) فیلکس پولس کے سامنے ۲۲ سے ۲۶

بدنیت شخص -

(ا) مسیح کے دین کی اعلیٰ درجہ کی قدر ۲۲ و ۲۳

(ب) اُس نے خدا کے ایلچی کو اپنے آپ بلایا ۲۴

(ج) اُسنے انجیل کا پیغام توجہ سے سنا آیت ۲۴

(د) صداقت کے سامنے وہ کانپ اٹھا ۲۵

(ہ) اُسنے توبہ کے معاملہ کو ملتوی رکھا - ۲۵

(و) اُسنے خدا کے روح کی تحریک کا مقابلہ کیا -

اس سارے باب میں پولس سچا مسیحی اور فیلکس نادرست دنیادار ظاہر ہوتا ہے فیلکس دنیا - جسم اور زر کی نیت کو ترک کرنا نہیں چاہتا - پولس نے سب کچھ مسیح کی خاطر ترک کر دیا تھا ۔

پچیسواں باب

۱ سے ۱۲ + پولس اور فیستس

۱ - پس فیستس صوبہ میں داخل ہو کر تین روز کے بعد قیصریہ سے یروشلیم کو گیا -

فیستس ۲۴-۲۷ -

صوبہ - ۲۳-۳۴ -

داخل ہو کر - اُس نے صدر مقام میں وقت ضائع نہ کیا - چونکہ یہودی فیلکس سے ناراض تھے - اس لئے اُس نے کوشش کی کہ یہودیوں کے ساتھ رسوخ پیدا کرے - یروشلم یہودیوں کا قومی مرکز تھا -

گیا - ۱۸-۲۲ کی شرح + یہ یہودی دارالخلافہ تھا جیسے قیصریہ ملکی دارالخلافہ

۲ - اور سردار کاہنوں اور یہودیوں کے رئیسوں نے اُس کے ہاں پولس کی فریاد کی -

سردار کاہنوں ۴-۲۳ کی شرح - لاکلام اُن کا سرگروہ حننیاہ ہوگا -

رئیسوں - لوقا ۱۹-۴۷ صدر عدالت کے ممبروں سے امتیاز کرنے کے لئے یہ لفظ استعمال ہوا - غالباً صدوقی رؤسا نے فیستس کے سامنے یہ مقدمہ اُٹھایا

فریاد کی ۲۴-۱ -

۳ - اور اُس کی مخالفت میں یہ رعایت چاہی کہ وہ اُسے یروشلم میں بُلا بھیجے اور گھات میں تھے کہ اُسے راہ میں مار ڈالیں -

رعایت چاہی - یعنی بار بار تکرار سے یہ درخواست کی -

وہ انصاف نہیں چاہتے ۲۴-۲۷ + اس نئے حاکم کے لئے اُن کی درخواست کو نامنظور کرنا مشکل تھا کیونکہ وہ اُن کو اپنے ساتھ رضامند کرنا چاہتا تھا

بُلا بھیجے - ۲۳-۲۴ و ۲۶ میں بھی نقل آیا تھا (۱-۵ کی شرح)

گھات میں تھے - ۲۳-۱۲ کی شرح

۴ - مگر فیستس نے جواب دیا - کہ پولس تو قیصریہ میں قید ہے اور میں آپ جلد وہاں جاؤنگا -

مگر فیستس - لیکن رومی انصاف نے گوارا نہ کیا کہ انکی رعایت کرے اگرچہ

پولس اُس وقت اُس کی نظر میں ایک حقیر سا قیدی ہوگا۔

قید ہے۔ ۲۴-۲۳ میں یہی فعل تھا۔ اُس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ تو اس جگہ قید میں ہے یہاں نہیں۔ اس لئے اگر کچھ تحقیقات ہو تو وہاں موقعہ پر ہونی چاہئے۔ یوں اُس نے شائستگی کے ساتھ اُن کی درخواست کو نامنظور کیا۔

۵۔ پس تم میں سے جو اختیار والے ہیں وہ ساتھ چلیں۔ اور اگر اُس شخص میں کچھ بیجا بات ہو تو اُس کی فریاد کریں۔

جو اختیار والے ہیں۔ ۱-کرنتھی ۱-۲۶۔ یعنی جو صاحب مقتدر اور بارسوخ ہیں ساتھ چلیں۔ ۱۸-۲۲ صرف اسی آیت میں یہ مرکب فعل آیا ہے
بیجا۔ پولس اور لوقا کا محاورہ (لوقا ۲۳-۴۱ + اعمال ۲۸-۶ + ۲-تھسلنیکی ۳-۲) اس کے اصلی معنی ہیں بے جگہ یا بیجا۔ بعدازاں بے قاعدہ اور اُلٹ اُس کے معنی ہوئے۔

۶۔ وہ اُن میں آٹھ دس دن رہ کر قیصریہ کو گیا۔ اور دوسرے دن تخت عدالت پر بیٹھکر پولس کے لانے کا حکم دیا۔

آٹھ دس دن۔ سرکاری کاروبار کے نپٹنے اس نئے حاکم کو اپنے صدر مقام میں جتنی جلدی ہوسکے پہنچنا چاہئے تھا۔

۷۔ جب وہ حاضر ہوا۔ تو جو یہودی یروشلیم سے آئے تھے۔ وہ اُس کے آس پاس کھڑے ہوکر اُس پر بہتیرے سخت الزام لگانے لگے مگر اُن کو ثابت نہ کرسکے۔

آس پاس کھڑے ہوکر۔ جیسے بڑے کے ارد گرد بھیڑئے جمع ہوجاتے ہیں ویسے یہ لوگ اُس پر الزام لگانے اور اُس کی مخالفت کرنے کے لئے جمع ہوگئے اور اگر اُن کو موقعہ ملتا تو اُس کو پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے۔
الزام۔ اس خاص صورت میں یہ لفظ اور کسی جگہ نہیں آیا۔ ۲۴-۵-۸ و ۹ میں جو الزام لگائے گئے تھے اب اُن میں بھی وہ مبالغہ کرنے لگے۔

۸۔ لیکن پولس نے یہ عذر کیا۔ کہ میں نے نہ تو کچھ یہودیوں کی شریعت کا گناہ کیا ہے نہ ہیکل کا نہ قیصر کا۔

عذر کیا۔ ۱۹-۳۳ + ۲۲-۱ + ۲۴-۱۰۔
نہ شریعت کا... جو الزام اس پر لگائے گئے تھے اُن کا سلسلہ وار اُس نے انکار کیا (۲۴-۹ کی شرح) (۱) دینی الزام (یہودی شریعت کے خلاف) (ب) ہیکل کو ناپاک کرنے کا الزام (ج) ملکی الزام (قیصر کے خلاف) وہ اپنی معصومی کا اظہار کرتا ہے۔ بدعت ناپاک کرنے اور بغاوت کے گناہ سے اپنے تئیں بری ظاہر کرتا ہے۔

۹۔ مگر فیستس نے یہودیوں کو اپنا احسان مند بنانے کی غرض سے پولس کو جواب دیا۔ کیا تجھے یروشلیم جانا منظور ہے کہ تیرا یہ مقدمہ وہاں میرے سامنے فیصل ہو؟

احسان مند بنانے کی غرض سے۔ ۲۴-۲۷ میں یہی جملہ آیا تھا۔ اب فیستس پر بخوبی روشن ہوگیا کہ پولس کسی جرم کا مرتکب نہیں ہوا۔ تو رومی شریعت کو اُس نے کسی طرح نہیں توڑا۔ مقدمہ زیر بحث یہودی دین سے متعلق تھا (آیات ۱۸ و ۱۹) ایسے سوالات کی اُس کی نگاہ میں کچھ وقعت نہ تھی پھر بھی یہودیوں کو خوش کرنے کی غرض سے اُس کو یہ اچھا موقعہ معلوم ہوا کہ ان دینی سوالات کو صدر مجلس کے سامنے پیش کرے۔ لیکن ایک رومی حقوق رکھنے والے کے مقدمہ میں بلا اُس کی رضامندی وہ ایسا نہ کرسکتا تھا ہم فیستس کو اس جرم سے بری نہیں کرسکتے کہ اُس نے ایسے طرفدارانہ اور بے انصافانہ کارروائی کرنی چاہی۔
جانا۔ ۱۸-۲۲ کی شرح۔
میرے سامنے۔ یعنی میرے سامنے صدر مجلس کے ذریعہ

۱۰۔ پولس نے کہا۔ میں قیصر کے تخت عدالت کے سامنے کھڑا ہوں

میرا مقدمہ یہیں فیصل ہونا چاہئے - یہودیوں کا میں نے کچھ قصور نہیں کیا - چنانچہ تو بھی خوب جانتا ہے -

قیصر کے تخت عدالت - کیونکہ یہ حاکم قیصر کا خلیفہ تھا - جیسے مجرم ہندوستان میں ہائی کورٹ کے سامنے کھڑا کہہ سکتا ہے کہ میں قیصر ہند کے تخت عدالت کے آگے کھڑا ہوں -

"تخت عدالت" کے لئے دیکھو ۱۸-۱۲ کی شرح

میرا مقدمہ یہیں فیصل ہونا چاہئے - ایک تو قانون کے لحاظ سے اور ایک میرے رومی حقوق کی وجہ سے -

تو بھی خوب جانتا ہے - فیستُس اس امر کا قائل ہو چکا تھا کہ یہودیوں کی دشمنی پولس سے مذہبی تعصب کی وجہ سے تھی (۱۸:۲۵ و ۱۹) اور اُس نے کوئی بے جا کام نہ کیا تھا - اس لئے اُسے ایسا سوال کرنے کا کوئی حق نہ تھا بلکہ اسے چاہئے تھا کہ قیدی کو آزاد کر دے -

۱۱ - اگر بدکار ہوں یا میں نے قتل کے لائق کوئی کام کیا ہے - تو مجھے مرنے سے انکار نہیں - لیکن جن باتوں کا وہ مجھ پر الزام لگاتے ہیں اگر اُن کی کچھ اصل نہیں - تو اُن کی رعایت سے کوئی مجھ کو اُن کے حوالے نہیں کر سکتا - میں قیصر کے ہاں اپیل کرتا ہوں -

قتل کے لائق - یعنی رومی قانون کے مطابق -

مرنے سے انکار نہیں - میں موت سے بچنے کی منت نہیں کرتا -

مجھ کو اُن کے حوالے کر نہیں سکتا - یہ فعل اُس اسم سے علاقہ رکھتا ہے جو آیت ۹ میں احسان مند ترجمہ ہوا ہے - اس لئے انگریزی بائبل کے حاشیہ میں جو ترجمہ ہے اُس سے بہتر معنی نکلتے ہیں "ازرہِ مہربانی کے طور پر مجھے کوئی اُن کے حوالے کر نہیں سکتا" اب بحیثیت منصف ہونے کے فیستس کا فرض تھا کہ انصاف کرے نہ کہ رعایت کرے -

میں قیصر کے ہاں اپیل کرتا ہوں - سوائے مشہور مجرموں کے ہر رومی شہری کا حق تھا کہ قیصر کے ہاں اپیل کرے - پولس نے یہ معلوم کر لیا کہ اس حاکم سے مجھے انصاف کی اُمید نہیں - اس لئے اُس نے جو الفاظ استعمال کئے اُن کے ذریعہ اُس کا مقدمہ عدالت خفیفہ سے فوراً منتقل ہو کر قیصر کی عدالت واقعہ روم میں منتقل ہو گیا - اب دو سال سے زیادہ وہ قیصریہ میں اسیری میں رہ چکا تھا - رسولوں کے اعمال کی کتاب کا یہ ایک اور بڑا واقعہ ہے - پولس مشنری نے ایسے الفاظ استعمال کئے جن کے ذریعہ اُس کا مقدمہ اور اُس کی خدمت شاہی شہر کی طرف منتقل ہو گئیں

۱۲ - پھر فیستس نے صلاح کاروں سے مصلحت کر کے جواب دیا کہ تو نے قیصر کے ہاں اپیل کیا ہے تو قیصر ہی کے پاس جائے گا -

صلاح کاروں - مرقس اور متی انجیل نویسوں نے یہ لفظ استعمال کیا - اور ہمیشہ صلاح لینے کے معنوں میں آیا ہے لیکن یہاں صلاح کا ترجمہ ہوا جو حاکم کے ساتھ مقدمات فیصل کرنے میں مدد دیا کرتے تھے - جیسے گورنر اِن کونسل فیصلہ کرتا ہے ویسے اُس نے صلاح کی -

تو قیصر ہی کے پاس جائیگا - فیستس اس اپیل کو نامنظور نہ کر سکتا تھا ورنہ خود نقصان اُٹھاتا - اب مقدمہ اُس کے اختیار سے نکل گیا - اس لئے اُس کا فرض تھا کہ اس کا برملا اظہار کرے - یہ خدا کی عجیب کارسازی تھی جس کے ذریعہ پولس کو اس بڑے شہر میں گواہی دینے کا موقعہ ملا - قیصریہ کی ساری طول طویل کارروائی میں خدا کا ہاتھ تھا -

۱۳ سے ۲۲

فیستس اور اگرپہ

۱۳ - اور کچھ دن گذرنے کے بعد اگرپّہ بادشاہ اور برنیکے نے قیصریہ

میں آکر فیستس سے ملاقات کی ۔

بیکھوون - ۹ - ۱۰ کی شرح -

اگرپہ بادشاہ - یہ اگرپہ دوم ہیرودیس اگرپہ اول کا بیٹا تھا (۱۲ - ۱)
جب اُس کا باپ مرگیا تو اُس کی عمر سترہ سال کی تھی - اس وقت وہ روم میں رہتا
تھا اور اس نے قیصر کلادیس کے دربار میں پرورش پائی تھی - جب اُس کا چچا
ہیرودیس خلقس کا بادشاہ (سوریا کا علاقہ - دمشق کے شمال مغرب کی طرف)
آٹھ سال بعد مرگیا - تو قیصر نے وہ ریاست اگرپہ کو عطا کی ۔ سنہ ۵۳ء میں اُس نے
یہ ریاست چھوڑ دی - اور اُس کے عوض میں فلپس اور سیبانس کے علاقے اُس
کو عطا ہوئے (لوقا ۳ - ۱) اور اُس کو بادشاہ کا خطاب حاصل ہوا اور نیرو کے زمانہ
میں گلیلی اور پیریا کا علاقہ اِسکے بعد ایزاد کیا گیا ۔ گلیل میں قیصریہ فلپی اُسکا دارالخلافہ
تھا - ہیرودیس کے خاندان میں یہ آخری شخص تھا جسے حکومت حاصل تھی - یروشلم
کے تسخیر ہونے کے بعد (سنہ ۷۰ء) وہ روم کو چلا گیا اور سنہ ۱۰۰ء کے قریب مرگیا -

برنیکے - اگرپہ اول کی بڑی بیٹی اور دروسلا کی بہن (۱۲ - ۲۰ - ۲۴) وہ اپنے
بھائی اگرپہ دوم سے ایک سال چھوٹی تھی اور اپنے باپ کی وفات کے وقت سولہ
سال کی تھی ۔ جب وہ تیرہ سال کی تھی تو اپنے چچا ہیرودیس شاہ
خلقیس سے بیاہی گئی - اور اِس کے بطن سے دو بیٹے پیدا ہوئے تھے اپنے
خاوند کی وفات کے بعد (سنہ ۴۸ء) میں وہ اپنے بھائی کے ساتھ رہنے لگی - یہودیوں
اور رومیوں کے درمیان اُن کی نسبت بہت بُری افواہ مشہور ہو گئی - ان افواہوں
کو رفع کرنے کے لئے اُس نے کلکیا کے بادشاہ پطلیمان سے شادی کرلی - لیکن
اُسے چھوڑ کر پھر اگرپہ کے پاس چلی آئی - اِس کے بعد قیصر وسپےشین کے
بیٹے طیطس کے گھر میں آگئی لیکن اُس نے قیصر ہونے پر اُس کو نکال دیا اور
پھر اپنے باقی ایام اگرپہ کے گھر ہی میں گزارے ۔

اگر - ۱۶ - ۱ کی شرح -

ملاقات کی - یہ شاہی رسمی ملاقات تھی کہ یہ ماتحت بادشاہ نئے رومی
حاکم کو ملنے گیا اسیطرح سے ہندوستان میں دیسی ریاستوں کے راجہ نئے
وائسرائے یا گورنر کو سلام کرنے جاتے ہیں اور اُسکے بعد وائسرائے بھی اُنکو ملنے جاتا ہے ۔

۱۴ - اور اُن کے کچھ عرصہ وہاں رہنے کے بعد فیستس نے پولس کے مقدمہ
کا حال بادشاہ سے یہ کہہ کر بیان کیا - کہ ایک شخص کو فیلکس قید میں چھوڑ گیا ہے

یہ کہکر بیان کیا - پولس اور لوقا کا [illegible] (۲ - ۳) یعنی صلاح لینے کی خاطر
چونکہ اُسے یہودی کاروبار سے بخوبی واقفیت تھی اور رومی حکومت سے بھی مانوس
تھا اس لئے وہ اچھی صلاح دے سکتا تھا نیز وہ ہیکل کا سپرنٹنڈنٹ تھا
اور اُسے سردار کاہن مقرر کرنے کا اختیار تھا -

۱۵ - جب میں یروشلیم میں تھا - تو سردار کاہنوں اور یہودیوں کے بزرگوں
نے اُس کی فریاد کی اور سزا کے حکم کی درخواست کی -

سردار کاہنوں اور بزرگوں - ۴ - ۵ و ۲۳ کی شرح -

فریاد کی - ۲۴ - ۱ + ۲۵ - ۲ -

سزا کے حکم - یہ اسم [illegible] آیت میں آیا ہے -

۱۶ - اُن کو میں نے جواب دیا - کہ رومیوں کا یہ دستور نہیں کہ کسی آدمی
کو رعایتاً سزا کے لئے حوالے کریں - جب تک کہ مدعا علیہ کو اپنے مدعیوں
کے روبرو ہو کر دعوے کے جواب دینے کا موقع نہ ملے -

دستور - ۶ - ۴ کی شرح - رومی اپنے ٹھیک انصاف کرنے پر فخر کرتے تھے
لیکن افسوس ہے کہ فیلکس اور فیستس جیسے بھی اس فخر کو جھٹلاتے تھے -
سزا کے حوالے کریں - آیت ۱۱ میں یہی فعل آیا تھا کسی قدر فیستس بھی
پولس کو رعایتاً حوالے کرنے پر تیار تھا - لیکن اگرپہ سے بات کرتے وقت وہ
اس کا ذکر نہیں کرتا - اس میں کچھ شک نہیں کہ اُس نے مدعیان اور مدعا علیہ
کو روبرو کیا -

عذر ۲۲-۱ کی شرح۔

دعوے کے جواب دینے ۲۳-۲۹ کی شرح۔

۱۷- پس جب وہ یہاں جمع ہوئے تو میں نے کچھ دیر نہ کی بلکہ دوسرے ہی دن تختِ عدالت پر بیٹھ کر اس آدمی کے لانے کا حکم دیا۔

کچھ دیر نہ کی- یہ اسم اسی آیت میں آیا ہے لیکن اس سے مشتق فعل ۲۴-۲۲ میں آیا ہے۔

تختِ عدالت- ۱۰-۱۲ کی شرح۔

۱۸- مگر جب اس کے مدعی کھڑے ہوئے تو جن برائیوں کا مجھے گمان تھا ان میں سے انہوں نے کسی کا الزام اس پر نہ لگایا۔

گمان تھا- ۲۵-۱۳ + یہ فعل ناتمام ہے جس سے پتا لگتا ہے کہ فیستس دل میں کیا کیا سوچ رہا تھا کہ پولس سے خلاف یہودیوں کی ناراضگی کی کیا وجہ ہوگی۔

۱۹- بلکہ اپنے دین اور کسی شخص یسوع کی بابت اس سے بحث کرتے تھے جو مر گیا تھا اور پولس اس کو زندہ بتاتا ہے۔۔۔

بحث کرتے تھے- ۱۵-۲ + ۱۸-۱۵ + ۲۳-۲۹ + ۲۶-۳

دین- انگریزی بائبل کے حاشیہ میں سے "وسواس"- یہ اسم تو اسی جگہ آیا ہے لیکن اس سے مشتق لفظ ۱۷-۲۲ میں- یہاں یہ لفظ اچھے معنی میں یعنی دین کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ کیونکہ اگرپا بھی یہودی دین رکھتا تھا۔

کسی شخص یسوع- فیستس جیسے رومی شخص کو جسے کوئی ذاتی غرض نہ تھی یہ معاملہ ایسا ہی معلوم ہوا۔ ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ پولس اور اس کے مخالفوں کے درمیان جنگ یسوع کی قیامت کے بارہ میں تھی۔

بتاتا تھا- یعنی بار بار- یہ فعل بھی ناتمام ہے- دیکھو ۲۴-۹

۲۰- چونکہ میں ان باتوں کی تحقیقات کی بابت الجھن میں تھا۔ اس لئے اس سے پوچھا- کیا تو یروشلیم میں جانے کو راضی ہے۔ کہ وہاں ان باتوں

کا فیصلہ ہو۔

ان باتوں کی تحقیقات کی بابت- لفظی طور پر یہ ترجمہ ہوگا "ان باتوں کے بارہ میں سوال کرنے کے متعلق" یہاں فیستس کی تحقیقات کی طرف اشارہ ہے یا پولس اور یہودیوں کے درمیان بحث کی طرف جس سے رومی حاکم الجھن میں تھا (۱۵-۲) قرینہ سے یہی معنی زیادہ بہتر معلوم ہوتے ہیں۔

الجھن میں تھا- یہ فعل لوقا ۲۴-۴ + یوحنا ۱۳-۲۲ + ۲ کرنتھیوں ۴-۸ گلتیوں ۴-۲۰ + کے سوا کہیں بھی نہیں آیا- اس لئے میں حیران ہوں

۲۱- مگر جب پولس نے اپیل کیا کہ میرا مقدمہ شہنشاہ کی عدالت میں فیصل ہو۔ تو میں نے حکم دیا کہ جب تک اسے قیصر کے پاس نہ بھیجوں وہ قید رہے۔

شہنشاہ- یونانی لفظ (سیباسٹس) لاطینی لفظ اگسٹس کا مترادف ہے۔ یہ لفظ پہلے بادشاہ آکٹووی سیزر (Octavion Caesar) کو ملا تھا اس کے بعد اس کے جانشین اسی نام سے کہلاتے رہے۔ یہ خاص عزت اور تقدس کا خطاب تھا۔ یونانی لفظ کے معنی ہیں "عبادت کرنا"۔ فیستس نے ارادتاً اس پاتخت بادشاہ کے آگے شہنشاہ کا ذکر کیا تاکہ اس کے دعاوی اور عظمت کو ظاہر کرے۔

فیصل ہو- یہ اسم اسی آیت میں آیا ہے- ۲۲-۲۴

بھیجوں- یعنی اعلیٰ عدالت میں- پولس اور لوقا کا فعل (لوقا ۲۳-۷ و ۱۱ و ۱۵ و فلیمون ۱۲)

۲۲- اگرپا نے فیستس سے کہا- میں بھی اس آدمی کی سننا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا کہ تو کل سن لے گا۔

میں بھی ... چاہتا ہوں- یہ فعل ناتمام ہے۔ یہ ایسا پایا جاتا ہے کہ اگرپا دیر سے ایسی خواہش رکھتا تھا۔ اس نے پولس اور یہودیوں کی عداوت کا حال سنا ہوگا۔ ہیرودیس انتپاس کی خواہش مسیح کو دیکھنے اور اس کی سننے کی تھی

(لوقا ۲۳-۸) یہ بھی مہذبانہ درخواست ہے۔

۲۳ سے ۲۷

پولس اگرپہ کے سامنے

۲۳- پس دوسرے دن جب اگرپہ اور برنیکے بڑی شان و شوکت سے پلٹن کے سرداروں اور شہر کے رئیسوں کے ساتھ دیوان خانے میں داخل ہوئے تو فیستُس کے حکم سے پولس حاضر کیا گیا۔

بڑی شان و شوکت- یہ اسم اسی آیت میں آیا ہے۔ اس نظارہ سے اُس کے باپ کی شان و شوکت یاد آتی ہے جو اس شہر میں اُس نے دکھائی اور ذلت کی موت سے مر گیا۔ (۱۲-۲۱ تا ۲۳)۔

دیوان خانے- یہ لفظ بھی صرف اسی آیت میں آیا ہے۔ یہ دیوان خانہ محل سے متعلق تھا۔

پلٹن کے سرداروں- ۲۱-۳۱ کی شرح- یوسیفس نے بتایا ہے کہ پانچ دستے قیصریہ میں مقیم رہتے تھے (۱۰-۱ کی شرح) اس لئے کئی ایک سردار اور افسر ہوں گے۔

رئیسوں- ایسے بڑے جلسے میں رسول کو انجیل سنانے کا بہت عمدہ موقع ملا۔ یہ خاص شاہی دربار تھا۔

۲۴- پھر فیستُس نے کہا۔ اے اگرپہ بادشاہ اور اے سب حاضرین تم اس شخص کو دیکھتے ہو جس کی بابت یہودیوں کے سارے گروہ نے یروشلیم میں اور یہاں بھی چلا چلا کر مجھ سے عرض کی کہ اُس کا آگے کو جیتا رہنا مناسب نہیں۔

اگرپہ بادشاہ- اس موقعہ پر اُس کو خاص عزت کا لقب دیا (۲۶-۳۰ دیکھئے ہو-۳-۱۶ کی شرح۔

یہودیوں کے سارے گروہ- آیت ۲ سے کچھ زیادہ ہے۔ یروشلم کے حکام کو عوام الناس کی مدد تھی۔

عرض کی- نئے عہدنامے کے جن دوسرے مقامات میں یہ لفظ آیا ہے وہاں اس کے معنے سفارش کے ہیں جو خدا سے کی جائے (رومیوں ۸-۲۷ و ۳۴ + ۱۱-۱۲- عبرانی ۷-۲۵)۔ بیزا کے نسخے میں ان الفاظ کے بعد "اور یہاں" یہ عبارت آئی ہے۔ "کہ میں اس پر موت کا فتویٰ دوں۔ لیکن جو ہدایات ہم کو آگستس سے ملی ہیں ان کی وجہ سے میں ایسا نہ کر سکتا تھا۔ لیکن اگر کوئی اس پر نالش کرنا چاہتا تھا تو وہ میرے ساتھ قیصریہ میں چلے جہاں وہ حوالات میں تھا۔ اور جب وہ آئے تو وہ یہ چلائے کہ اس کو قتل کرنا چاہئے۔ لیکن طرفین کے سننے پر مجھے کوئی قتل کے لائق بات معلوم نہ ہوئی۔ اور جب میں نے اُس سے پوچھا کہ یروشلیم میں تیرا مقدمہ ہو تو اُس نے قیصر کی دہائی دی۔"

۲۵- لیکن مجھے معلوم ہوا کہ اس نے قتل کے لائق کچھ نہیں کیا اور جب اس نے خود شہنشاہ کے ہاں اپیل کیا تو میں نے اس کے بھیجنے کی تجویز کی۔

شہنشاہ- یعنی آگستس آیت ۲۱ کی شرح۔

۲۶- اس کی نسبت مجھے کوئی ٹھیک بات معلوم نہیں کہ سرکارِ عالی کو لکھوں۔ اس واسطے میں نے اس کو تمہارے آگے اور خاصکر اے اگرپہ بادشاہ تیرے حضور حاضر کیا ہے تاکہ تحقیقات کے بعد لکھنے کے قابل کوئی بات نکلے۔

ٹھیک- ۲۱-۳۴+۲۲-۳۰

سرکارِ عالی- اکٹوین اور طبریاس قیصروں نے یہ لقب نامنظور کیا تھا وہ سمجھتے تھے کہ یہ صرف دیوتاؤں کا ہی حق ہے۔ لیکن کالی گولا نے اِسے منظور کیا اور اس کے جانشینوں نے بھی اور بعد ازاں قیصروں کا یہ عام خطاب ہو گیا۔

تحقیقات۔ یہ لفظ اسی آیت میں آیا ہے۔ عام طور پر تحقیقات کے لئے یہاں مستعمل ہوا ہے۔

۲۷۔ کیونکہ قیدی کے بھیجتے وقت اُن الزاموں کو جو اس پر لگائے گئے ہوں ظاہر نہ کرنا مجھے خلاف عقل معلوم ہوتا ہے۔

خلاف عقل۔ یہ لفظ ۲ پطرس ۲-۱۲ + یہوداہ ۱۰ میں بھی آیا ہے ایسے اپیل کے مقدمات میں یہ دستور تھا کہ مقدمہ کے خارج کرنے کی وجوہات معہ اپیل کنندہ اور اس کے خلاف الزامات بھیجا کرتے تھے۔

پچیسویں باب کی تعلیم

اول بہت بڑے حصے

(۱) یہودیوں کا حیلہ ۱ سے ۵

(۲) پولس کا قیصر کی دہائی دینا ۶ سے ۱۲

(۳) فیستس کا صلاح کار۔ اگرپہ ۱۳ سے ۲۷

دوم بڑے بڑے مضامین

(۱) ملکی معاملات میں خدا کا ہاتھ

(ا) نئے حاکم کا آنا ۱ سے ۸

(ب) قیصر سے اپیل کرنے کا حق ۹ سے ۱۲

(ج) ماتحت بادشاہ کی شاہی ملاقات ۱۳ سے ۲۲۔

(د) سرکاری حکام کا مجمع ۲۳-۲۷

سب امور خدا کے مشنری مقاصد میں ممد ہوئے۔

(۲) سیرت کا مطالعہ

(ا) صدوقی اور ان کی عداوت ۱ سے ۷

(ب) پولس اور اس کی مذہبی دیانتداری ۸ و ۱۰ سے ۱۱

(ج) فیلکس اور اس کی زمانہ سازی ۴ و ۵ و ۹ و ۱۴ سے ۲۱۔

(د) اگرپہ اور اس کی شان و شوکت۔

چھبیسواں باب

۱ سے ۱۹ پولس کی تقریر اگرپہ کے سامنے

اس تقریر میں پولس کی گرمجوشی۔ حکمت اور فصاحت قابل غور ہیں۔ اس میں بعض ایسے الفاظ اس نے استعمال کئے جو نئے عہد نامہ میں کسی دوسری جگہ پائے نہیں جاتے۔ اس عجیب موقعہ اور حالات نے پولس کو ایسا ابھارا کہ اس نے سارے زور سے نجات بخش انجیل کی شہادت پیش کی پیشتر اس سے کہ اس نے فلسطین کو آخری الوداع کہی۔ اور اپنے مسیحی ہونے کی ایسی اعلیٰ معذرت پیش کی۔ یہ اسی قسم کا معاملہ ہے جیسے کسی ہندوستانی مسیحی پر دیر تک غلط الزام لگتے رہے ہوں۔ اور اس کی نسبت غلط خبریں مشہور ہوتی رہی ہوں اور یکایک اُسے دیسی راجاؤں اور روسائے ملک کے سامنے یہ بیان کرنے کا خاص موقعہ مل جائے کہ میں کیوں مسیحی ہوں۔ اور کیوں انجیل کی اشاعت کرتا ہوں۔

۱۔ اگرپہ نے پولس سے کہا تجھے اپنے لئے بولنے کی اجازت ہے پولس ہاتھ بڑھا کر اپنا جواب یوں پیش کرنے لگا کہ

اگرپہ۔ ۲۵-۱۳ کی شرح۔

پولس۔ بیزا کے نسخے میں یہ عبارت بھی ہے "ہمت باندھ کر اور روح القدس سے تسلی حاصل کر کے۔ اگرچہ یہ الفاظ مابعد کا حاشیہ ہوں۔ لیکن امر واقعی کو ظاہر کرتے ہیں۔

ہاتھ بڑھا کر۔ ۲۰-۳۴ + ۲۱-۴۰ کی شرح + یہ اشارہ لوگوں کو خاموش کرنے کے لئے نہ تھا بلکہ تقریر کرتے وقت ان کا یہ طریقہ تھا۔

اپنا جواب۔ یہ پولس کی معذرت اس کی زندگی کیلئے تھی۔ ۱۹-۳۳ کی شرح

اگلی آیت میں بھی یہی فعل آیا ہے۔

۲- اے اگرپہ بادشاہ جتنی باتوں کی یہودی مجھ پر نالش کرتے ہیں آج تیرے سامنے ان کی جواب دہی کرنی اپنی خوش نصیبی جانتا ہوں۔

خوش نصیبی جانتا ہوں: پولس نے بڑی شائستگی کے ساتھ بلا خوشامد تقریر شروع کی۔ اگرپہ یہودیوں کے معاملات سے بخوبی واقف تھا۔ خواہ وہ ملکی تھے یا کلیسیائی حالانکہ فیستس ان سے ناواقف تھا۔ اور نووارد تھا۔

یہودی۔ عام یہودی نہ کوئی خاص۔ کیونکہ لفظ یہودی سے پیشتر کوئی حرف تعریف نہیں آیا۔ (۳ و ۴ و ۷ و ۲۱)۔ کیونکہ پولس نے ان کی قومی اور دینی خواص کا بیان کیا۔ یہ یہودی قوم اور دین کے لوگ تھے۔ جنہوں نے مجھ پر الزام لگائے۔ کوئی اجنبی لوگ نہ تھے۔ اور اگرپہ چونکہ یہودی تھا۔ اس لئے وہ ان معاملات کو بخوبی سمجھ سکتا تھا۔ کہ کوئی غیر قوم نہ سمجھ سکتا تھا اسی طرح سے ہندوستان میں اور سیلون میں مسلمان۔ ہندو یا بدھ لوگ ہماری نسبت غلط فہمیاں پیدا کرتے رہے ہیں۔

نالش۔ ۱۹-۳۸ کی شرح۔

۳- خاص کر اس لئے کہ تو یہودیوں کی سب رسموں اور مسئلوں سے واقف ہے پس میں منت کرتا ہوں کہ تحمل سے میری سن لے۔

واقف۔ یہ لفظ اسی آیت میں آیا ہے۔ یعنی جو اچھی طرح واقف ہو

رسموں اور مسئلوں۔ رسموں کیلئے دیکھو۔ ۶-۱۴ + اور مسئلوں کے لئے دیکھو ۱۵-۲۔ یعنی عمل سے جو عادات پیدا ہوئیں۔ اور تعلیم و عقیدہ کی نسبت جو آراء تھیں۔

تحمل۔ یہ لفظ بھی اس صورت میں صرف اسی تقریر میں آیا ہے +

۴- سب یہودی جانتے ہیں کہ اپنی قوم کے درمیان اور یروشلیم میں شروع جوانی سے میرا چال چلن کیسا رہا ہے +

جوانی سے: وہ ابھی لڑکا ہی تھا کہ ترسس سے یروشلیم کو گیا۔ اور یہودی صحیح تعلیم و تربیت پائی اور ایک سرگرم عبرانی بنا۔ اس امر پہ اس نے فخر کیا۔ ترسس میں بھی اور یروشلیم میں بھی وہ ایک متعصب یہودی تھا۔

۵- چونکہ وہ شروع سے مجھے جانتے ہیں اگر چاہیں تو گواہ ہو سکتے ہیں کہ میں فریسی ہو کر اپنے دین کے سب سے زیادہ پابند مذہب فرقے کی طرح زندگی گذارتا تھا۔

پابند تر۔ یہ تفضیل کل کا صیغہ صرف اسی آیت میں آیا ہے اس سے مشتق لفظ ۱۸-۲۵ و ۲۶ + ۲۳-۱۵ و ۲۰ + ۲۴-۲۲۔ میں آیا ہے جس کے معنی ہیں ٹھیک طور سے نیز دیکھو ۲۲-۳ کی شرح۔ کوئی سناتن ہندو پنڈت اپنے شاستروں اور دھرم کا ایسا پابند نہ ہوگا جیسے پولس تھا۔ اس نے یہودی روایتوں دستوروں اور دینی رسومات کی پوری پابندی کی تھی۔

مذہب۔ یہ لفظ قلسیوں ۲-۱۸ + یعقوب ۱-۲۶ و ۲۷ میں بھی آیا ہے۔ اس سے دینی ظاہر رسوم مراد ہیں جس یہودیت پر فریسی چلتے تھے۔ وہ عموماً ظاہری ریت و رسوم کا مجموعہ تھا (دیباچہ ۹-۷) ہندو۔ محمدی اور بدھ مذہب کا بھی عموماً یہی حال ہے۔ پولس نے انجیل میں ایمان۔ محبت اور پاکیزگی کا دین معلوم کیا۔

فریسی۔ ۲۳-۶ کی شرح۔ اور مقابلہ کرو فلپیوں ۳-۵ یہ فریسی یہودیوں کے سناتن برہمن تھے۔

۶- اور اب اس وعدے کی امید کے سبب مجھ پر مقدمہ ہو رہا ہے۔ جو خدا نے ہمارے باپ دادوں سے کیا تھا۔

وعدہ۔ مسیح کی امید جس میں قیامت کی تعلیم اور اس کی سلطنت کا جلال شامل تھے۔ سارے عہد عتیق میں اس وعدے کا ذکر پایا جاتا ہے۔ نہ صرف نمونوں کے ذریعہ اس کا اظہار ہوا ہے۔ بلکہ نبیوں کے بیانات میں بھی مقابلہ کرو ۱۳-۲۳ سے ۲۹۔ خداوند یسوع کے مسیح ہونے اور جی اٹھنے کے بارہ میں یہودیوں

ہے۔ اگر یہ درست ہو تو یہ ماننا پڑیگا کہ یہودی دین کے اشاعت کنندہ ہونے کی حیثیت سے وہ اس بڑی مجلس کا ممبر چنا گیا۔ اور یہ بھی فرض کرنا پڑیگا کہ اس سے پیشتر اس کی شادی بھی ہو گئی تھی (کیونکہ صدر مجلس کے ممبر ہونے کی یہ بھی شرط تھی) لیکن پیچھے وہ رنڈوا ہو گیا (۱ کرنتھی ۷-۷) اس کے برعکس یہ بیان کیا جاتا ہے۔ ایسی بزرگانہ مجلس کا ممبر ہونے کے لئے وہ کم سن تھا۔ اس لئے اس جملے کے محض یہی معنی ہونگے کہ اس نے اپنی پوری رضامندی ظاہر کی تھی (۲۲-۲۰)

۱۱- اور ہر عبادت خانے میں انہیں سزا دلا دلا کر زبردستی ان سے کفر کہلواتا تھا۔ بلکہ ان کی مخالفت میں ایسا دیوانہ بنا کہ غیر شہروں میں بھی جا کر انہیں ستاتا تھا

سزا دلا دلا کر۔ ۲۲-۵ کی شرح۔ یہاں یہ دو جملے زائد آتے ہیں "اکثر" اور "ہر عبادت خانے میں" جن سے ظاہر ہے کہ اس نے کس قدر ایذا رسانی مسیحیوں کو پہنچائی۔ اس نے کچھ بھی ادھورا نہ کیا۔ یروشلم میں بہت عبادت خانے تھے۔

زبردستی۔ لفظی طور پر "ان کو مجبور کرتا رہا"۔

کفر کہلواتا تھا۔ یعنی یسوع مسیح کے نام پر (۱۳-۵۱ کی شرح)

ایسا دیوانہ بنا۔ یہ لفظ بھی اس تقریر میں آیا ہے۔ یہ تو مرکب ہے۔ لیکن اس کا مفرد آیت ۲۴ میں آیا ہے۔ وہ اپنی دیوانگی پر افسوس کرتا ہے۔ کہ اس نے ایسی ایذا مسیحیوں کو پہنچائی اب فیستس اُسے مسیحی دین میں دیوانہ کہتا ہے۔

ستاتا تھا۔ یہ فعل ناتمام ہے "میں ستانے لگا" "یا ستاتا تھا"۔

غیر شہروں میں بھی۔ یا تو اس کا یہ مطلب ہوگی کہ دمشق کے سوا دیگر شہروں میں بھی مسیحیوں کو ستایا جب خداوند مسیح نے اُس کو پکڑا تو وہ یہ کام کرنے پر لگا ہوا تھا۔ جیسا اس فعل پر زور دیں ویسے اس کے معنی نکلیں گے۔

۱۲- اسی حال میں سردار کاہنوں سے اختیار اور پروانے لیکر دمشق کو جاتا تھا۔

اسی حال میں۔ انگریزی بائیبل کے حاشیہ میں جو ترجمہ دیا ہے۔ اُس سے

معنی صاف ہو جاتے ہیں "جس پیغام پر رجوع لانے کیلئے اس تیسرے بیان کا مقابلہ پہلے دو بیانوں سے کرو جن کا ذکر نویں اور بیسویں باب میں آیا ہے جس تفصیل کا ذکر پہلے نہیں ہوا اسی کا اب ذکر ہوگا۔

اختیار۔ یہ لفظ بھی اس تقریر میں آیا ہے۔ یہ اسی ماخذ کا ہے جس سے آیت ۵-۱۰ و ۲۱-۲۹ و ۴۰ کا لفظ نکلا ہے۔ پولس ارادتاً لفظ اختیار اور صدر مجلس کے حق پر زور دیتا ہے۔

۱۳- تو اے بادشاہ میں نے دوپہر کے وقت راہ میں یہ دیکھا کہ سورج کے نور سے زیادہ ایک نور آسمان سے میرے اور میرے ہمسفروں کے گرداگرد آ چمکا۔

دوپہر کے وقت ۲۲-۶ سے متفرق لفظ ہے۔ لیکن اس سے بہتر اس اعجازی واقعہ کو ظاہر کرنے کے لئے۔

سورج کے نور سے زیادہ۔ اس جگہ یہ نیا بیان ہے لفظ نور اسی جگہ آیا ہے گرداگرد آ چمکا۔ لوقا کا لفظ (لوقا ۲-۹) مسیح کی پیدائش کے وقت جو نور گڈریوں پر ظاہر ہوا تھا۔ وہاں یہی لفظ آیا تھا + ۹-۱۳ + ۲۲-۶ میں متفرق لفظ آیا ہے۔

۱۴- جب ہم سب زمین پر گر پڑے تو میں نے عبرانی زبان میں یہ آواز سنی کہ اے ساؤل اے ساؤل تو مجھے کیوں ستاتا ہے؟ پینے کی آر پر لات مارنی تیرے لئے مشکل ہے۔

گر پڑے۔ نہ صرف ساؤل + ۹-۴ + ۲۲-۷ + یہ لفظ گرتا اعمال کی کتاب میں بھی آیا ہے۔ (۲۸-۶) لفظ زمین کے بعد بیزا کے نسخے میں یہ الفاظ بھی ہیں "خوف کے مارے" اور اس کے بعد ہے "صرف میں نے .... سنی"

عبرانی زبان میں + ۱-۹ کی شرح + اس لئے یہ عبرانی نام ساؤل استعمال ہوا (۹-۴ کی شرح)

پینے کی آر پر لات مارنی تیرے لئے مشکل ہے۔ یہ مشہور ضرب المثل یونانیوں اور رومیوں دونوں میں مروج تھی اور اہل ہند بھی آسانی سے اسے سمجھ سکتے ہیں۔ کیونکہ یہاں عام نظارہ دیکھنے میں آتا ہے کہ بیل چلانے والے آر کو بیلوں کو ہانکنے کے لئے استعمال کرتے ہیں جو ان کی گاڑیوں میں جتے ہوتے ہیں۔ آر پر لات مارنے سے پاؤں میں اور بھی زخم آئیگا اور زیادہ دکھ پہنچیگا خدا کی مرضی کے خلاف ساؤل کی بغاوت اس پر زیادہ مصیبت لائیگی۔ اور جس قدر زور سے وہ لات ماریگا اتنا ہی زیادہ وہ دکھ اٹھائیگا۔ بعضوں نے اس سے کانشنس کا مجبور نا مرادی ہے کہ یہ شخص اپنے کانشنس کے خلاف بار بار کر رہا تھا

۱۵ میں نے کہا۔ اے خداوند۔ تو کون ہے؟ خداوند بولا میں یسوع ہوں۔ جسے تو ستاتا ہے۔

۱۶ لیکن اٹھ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کیونکہ میں اسلئے تجھ پر ظاہر ہوا ہوں کہ تجھے ان چیزوں کا بھی خادم اور گواہ مقرر کروں جنکی گواہی کیلئے تو نے مجھے دیکھا ہے اور انکا بھی جنکی گواہی کیلئے میں تجھ پر ظاہر ہوا کرونگا۔

اپنے پاؤں پر کھڑا ہو۔ یہ جملہ پہلے دو بیانوں میں نہیں آیا۔ مقابلہ کرو حزقی ایل ۲-۱۔

اس لئے۔ اس کے بعد جو لفظ آئے ہیں وہ ۱۸-۵ آیت کے آخر تک اس پیغام کا خلاصہ ہیں جو حننیاہ نے دیا تھا لیکن اُسکا ذکر یہاں نہیں ہوا (۹-۱۵ سے ۱۶)۔ خداوند نے اپنے بندے پولس کو یہ خدمت سپرد کی تھی۔ خواہ براہ راست یا کسی کی وساطت سے۔

خادم۔ ۱۳-۵ کی شرح۔ مقابلہ کرو لوقا ۱-۲ سے۔ خادم خدمت کو اور گواہ شہادت دینے کو ظاہر کرتا ہے۔

مقرر کروں ۳-۲۰ کی شرح۔

تو نے مجھے دیکھا ہے۔ یعنی مجھے حقیقت میں دیکھنے کا واقعہ۔ ماجرا اور اُن کا نتیجہ۔ صرف عینی گواہ سچے رسول ہو سکتے ہیں (دیکھو ۹-۱ + ۱۵-۸)

تجھ پر ظاہر ہوا کرونگا۔ پولس کے رجوع لانے کے بعد مسیح کئی بار پولس پر ظاہر ہوا (۱۸-۹ + ۲۲-۱۷ سے ۲۱ + ۲۳-۱۱) اور اس نے اُسے خاص مکاشفات عطا کئے (۲ کرنتھی ۱۲-۱ سے ۴)

۱۷ اور میں تجھے اس اُمت اور غیر قوموں سے بچاتا رہونگا جن کے پاس تجھے اس لئے بھیجتا ہوں۔

اس اُمت۔ یعنی یہودی قوم (۱۰-۲ کی شرح)

بچاتا رہونگا۔ یرمیاہ ۱-۱۰ سے + اس جملے کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں ان میں سے چن کے لینا۔ لیکن جو ترجمہ یہاں دیا گیا ہے وہ بہتر ہے (۹-۱۵)

جن کے پاس۔ یہودی اور غیر قوم دونوں۔ خاصکر غیر قوم۔

تجھے ... بھیجتا ہوں۔ یہ فعل اس اختیار کو ظاہر کرنے کے لئے بہت موزوں ہے جو اس نے خود جی اُٹھے مسیح سے حاصل کیا تھا۔ گلتیوں ۱-۱

۱۸ کہ تو اُن کی آنکھیں کھولدے۔ تاکہ اندھیرے سے روشنی کی طرف اور شیطان کے اختیار سے خدا کی طرف رجوع لائیں اور مجھ پر ایمان لانے کے باعث گناہوں کی معافی اور مقدسوں میں شریک ہو کر میراث پائیں

انکی آنکھیں کھولدے۔ یہ استعارہ کے طور پر ہے۔ مقابلہ کرو یسعیاہ ۳۵-۵ یوحنا ۸-۱۲ + ۹-۳۹ سے ۴۱۔

اندھیرے سے روشنی کیطرف۔ مقابلہ کرو متی ۴-۱۶ + رومیوں ۱۳-۱۲ + افسیوں ۵-۸ + کلسیوں ۱-۱۲ و ۱۳ + ۱ تھسلنیکی ۵-۵ + ۱ پطرس ۲-۹ + ۱ یوحنا ۲-۸۔ اندھیرا گناہ اور جہالت کا نشان تھا اور نور سچائی و پاکیزگی کا

شیطان کے اختیار سے۔ یعنی اس کے ظلم سے۔ جو لوگ خدا کی طرف رجوع نہیں کرتے وہ شیطان کے قابو میں رہتے ہیں۔ مقابلہ کرو۔ یوحنا ۸-۴۴ + افسیوں ۲-۲ و ۳ + ۱ یوحنا ۵-۱۹ + شیطان کے لئے دیکھو ۵-۳ کی شرح +

رجوع لائیں۔ یہ ان کی آنکھیں کھلنے کا نتیجہ ہوگا۔ اسی رجوع لانے کا نام تبدیلی دل ہے (مقابلہ کرو ۳-۱۹ + ۹-۳۵ + ۱۱-۲۱)۔

گناہوں کی معافی ۲۰-۳۸ کی شرح۔

مقدسوں میں... میراث۔ ۲۰-۳۲ کی شرح میراث کے لئے جو لفظ ہے اُس سے مراد قرعہ سے بانٹی ہوئی شے ہے اور اُس سے مقدس زمین کی طرف اشارہ ہے جو بذریعہ قرعہ بانٹی گئی تھی۔ اور اس سے روحانی میراث کی تشبیہ لی گئی (فلسیوں ۱-۱۲)

مجھ پر ایمان لانے کے باعث۔ انسان کی طرف سے ایمان وسیلہ ہے جس کے ذریعہ ہم مقدس بنتے ہیں۔ یہ گویا ہاتھ ہے۔ جس کے ذریعہ مسیح کی پاکیزگی کو لیکر ہم اپنا بنا لیتے ہیں (۲ کرنتھی ۱-۳۰) مقابلہ کرو ۳-۱۶ + ۱۵-۹۔ یہ رجوع لانے کا نتیجہ ہوگا۔

۱۹- اس لئے اے اگرپہ بادشاہ میں اس آسمانی رویا کا نافرمان نہ ہوا

رویا۔ پولس اور لوقا کا لفظ (لوقا ۱-۲۲ + ۲۴-۲۳ + ۲ کرنتھی ۱۲-۱)

نافرمان۔ پولس اور لوقا کا لفظ (لوقا ۱-۱۷ + رومیوں ۱-۳۰ + ۲ تیمتھیس ۳-۲ + ططس ۱-۱۶ + ۳-۳) اس وقت سے اس نے اپنے آپ کو بالکل اس آسمانی مالک کے سپرد کر دیا۔ اور آئندہ کے لئے اس کا غلام ہو گیا۔

۲۰- بلکہ پہلے دمشقیوں کو پھر یروشلیم اور سارے ملک یہودیہ کے باشندوں کو اور غیر قوموں کو سمجھاتا رہا۔ کہ توبہ کریں۔ اور خدا کی طرف رجوع لا کر توبہ کے موافق کام کریں۔

پہلے دمشقیوں پھر یروشلیم۔ یہ ۹-۲۰ سے ۲۹ کے مطابق ہے۔

سارے ملک یہودیہ۔ اسکا یہ مطلب نہیں کہ تاریخی طور پر وہ پہلے دمشق اور پھر یروشلیم میں منادی کرنے لگا (گلتیوں ۱-۲۱ سے ۲۳ یہودیہ میں اس نے کچھ عرصہ بعد انجیل سنائی ہوگی۔ مثلاً جب وہ کال کے وقت برنباس کے ہمراہ چندہ لے کر گیا ۱۱-۳۰ + ۱۲-۲۵ کی شرح)۔ اس نے یہودیوں کے درمیان انجیل سنانے کا ذکر اول کیا کیونکہ یہ مناسب تھا بلحاظ وقت

کے (رومیوں ۱-۱۶) + راعزی صاحب اور چند دیگر علما یہ ترجمہ کرتے ہیں " ہر ملک میں یہودیوں اور غیر قوموں دونوں کو۔

غیر قوموں کو۔ ارادتاً ان کا ذکر پیچھے کیا۔ اگرچہ یہ اس کا خاص کام تھا (مقابلہ کرو ۲۲-۱۸ سے ۲۱)

سمجھاتا رہا۔ یہاں کام کے خلاصہ کا ذکر ہے۔ وقت کی ترتیب کے مطابق بیان نہیں

توبہ کریں۔ ۲-۳۸ کی شرح

رجوع لا کر۔ ۹-۳۵ کی شرح۔

توبہ کے موافق کام۔ مقابلہ کرو لوقا ۳-۸ سے ۱۴ + حقیقی توبہ اور خالص ایمان کے ذریعہ انسان کی زندگی خدا کی پاک مرضی کے مطابق بن جاتی ہے۔ (لوقا ۱۹-۸ + ۲ کرنتھی ۷-۱۰ و ۱۱) اور چلن کی اصلاح ہوتی ہے۔

۲۱- انہیں باتوں کے سبب یہودیوں نے مجھے ہیکل میں پکڑ کے مار ڈالنے کی کوشش کی۔

انہیں باتوں کے سبب۔ یعنی میرا خدا کی طرف رجوع لانا اور یہودیوں اور غیر قوموں دونوں کو انجیل سنانا۔

مار ڈالنے۔ ۵-۳۰ کی شرح۔

۲۲- لیکن خدا کی مدد سے میں آج تک قائم ہوں اور چھوٹے بڑے کے سامنے گواہی دیتا ہوں اور ان باتوں کے سوا کچھ نہیں کہتا جن کی پیشنگوئی نبیوں اور موسیٰ نے بھی کی ہے۔

مدد۔ یہ لفظ اسی آیت میں آیا ہے اس کے لغوی معنے یہ ہونگے کہ خدا میرا رفیق تھا جس نے ہر ضرورت کے موقعہ پر میری مدد کی۔ جو مدد خدا کی طرف سے ہے وہ خدا ہی سے مل سکتی ہے۔

قائم ہوں۔ سلامت مستقل اور بے جنبش + مقابلہ کرو رومیوں ۵-۲ + ۱ کرنتھی ۱۵-۱ + افسیوں ۶-۱۳ و ۱۴ + فلپیوں ۴-۱۳ + یہ ایک جنگی بہادر کا کام ہے

کہ وہ خطروں سے جنبش نہیں کھاتا اور مسیح کے ساتھ قائم رہتا ہے۔
نبیوں اور موسیٰ نے۔ ۲۴-۱۴ کی شرح + وہ کتاب مقدس کی صداقت پر قائم ہے۔

۲۳۔ کہ مسیح کو دکھ اُٹھانا ضرور ہے اور سب سے پہلے وہی مردوں میں سے زندہ ہو کر اس اُمت کو اور غیر قوموں کو بھی نور کا اشتہار دیگا۔

دکھ اُٹھانا ضرور ہے۔ یہ لفظ بھی اسی تقریر میں آیا ہے "دُکھ اٹھانے کے لئے مقرر ہوا"۔ یہودیوں کے نزدیک مسیح کے دکھ اٹھانے کا مسئلہ ناگوار تھا۔ اگرچہ اُن کے نوشتوں میں بار بار اس کا ذکر آیا تھا (مثلاً یسعیاہ ۵۳ باب) مقابلہ کرو۔ لوقا ۲۴-۲۶ و ۴۶ +

سب سے پہلے وہی۔ مسیح قیامت کا پہلا پھل تھا (۱ کرنتھی ۱۵-۲۰ سے ۲۳) "مردوں میں سے پہلوٹھا" (کلسیوں ۱-۱۸ + مکاشفہ ۱-۵) اس کی قیامت زندگی اور نور اور آزادگی کی نئی سلطنت کا آغاز تھا اور گناہ اور موت پر مسیحی کی فتح کا وعدہ تھا
قیامت ۱۰-۲۲ کی شرح

اُمت اور غیر قوموں۔ جیسے آیت ۱۷ (میں یہودیوں اور غیر قوموں میں)

نور۔ آیت ۱۸ کی شرح + مقابلہ کرو لوقا ۲-۳۲ + اس میں روحانی علم کا اظہار ہے (۲ کرنتھی ۴-۶) اور زندگی کا (یوحنا ۱-۴) + اطمینان (لوقا ۱-۷۹) صداقت (افسیوں ۵-۹) + پاکیزگی (یوحنا ۳-۱۹ و ۲۰)

اشتہار دیگا۔ اس کا مردوں میں سے جی اٹھنا بذات خود آزادگی کا اشتہار تھا وہ خود مردوں میں سے جی اٹھ کر اس نے نجات کی انجیل کے گواہ بھیجے۔

۲۴۔ جب وہ اس طرح جوابدہی کر رہا تھا۔ تو فیستس نے بڑی آواز سے کہا۔ اے پولس۔ تو دیوانہ ہے۔ بہت علم نے تجھے دیوانہ کر دیا ہے۔

جواب دہی کر رہا تھا۔ آیت ۱ + جس وقت پولس تقریر کر رہا تھا تو قطع کلام ہوا۔

بڑی آواز سے۔ یہ رومی قیامت کے مسئلہ کو سمجھ نہ سکتا تھا۔ جیسے اتھینی فلاسفر نہ سمجھ سکتے تھے (۱۷-۳۲) اور اس تقریر کنندہ کو وہی جوش اُس

کے قیاس سے پرے تھا۔ اس لئے بڑی بے قراری اور حیرت سے زور کے ساتھ پکار اٹھا۔

بہت علم۔ یا بہت کتابوں نے (یوحنا ۷-۱۵ + اس سے اس کے وسیع مطالعہ یا عام علم کا اظہار رہے۔ یا مقدس نوشتوں کا علم۔ جن سے یہودی مقدس کتابوں کی طرف اشارہ ہے۔ جن کا پولس ذکر کر رہا تھا۔

دیوانہ ہے۔ ۱۲-۱۵ کی شرح۔ رومی حاکم کی نگاہ میں پولس دینی دیوانہ تھا اور ہر زمانہ میں دینی جوش والوں کو یہی لقب ملا۔

دیوانہ کر دیا ہے۔ یہ فعل اسی آیت میں آیا ہے۔ یا "تجھے الٹ پلٹ کر دیا ہے" "یا سرنگوں کر دیا ہے"۔ لفظ دیوانگی صرف یہیں آیا ہے۔

۲۵۔ پولس نے کہا۔ اے فیستس بہادر میں دیوانہ نہیں۔ بلکہ سچائی اور ہوشیاری کی باتیں کہتا ہوں۔

فیستس بہادر۔ ۲۳-۲۶ کی شرح۔ ایسے الزام کو سنکر پولس نہ تو بے صبر ہوا اور نہ اُس نے تہذیب کو فراموش کیا۔ اس نے اپنا سبق سیکھ لیا (۲۳-۳ سے ۵)

ہوشیاری۔ پولس اور لوقا کا لفظ (۱ تیمتھیس ۲-۹ و ۱۵) اس سے مشتق الفاظ یونانی نوشتوں میں بہت دفعہ آتے ہیں۔ یہ دیوانہ کے برعکس ہے۔ اس سے جو اس پر پورا قابو رکھنا مراد ہے۔

کہتا ہوں۔ ۲-۴ + جیسے پنتکوست کے دن دیگر بھی الٰہی الہام کی تاثیر سے بولتے تھے۔ ویسے ہی پولس نے تقریر کی۔

۲۶۔ چنانچہ بادشاہ جس سے میں دلیرانہ کلام کرتا ہوں۔ یہ باتیں جانتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ ان باتوں میں سے کوئی اس سے چھپی نہیں کیونکہ یہ ماجرا کونے میں نہیں ہوا۔

بادشاہ۔ پولس نے رومی بے ایمان حاکم کی طرف سے یہودی بادشاہ کی توجہ کی جو یہودی عقائد اور دستورات سے بخوبی واقف تھا اور ان باتوں کو بخوبی

سمجھ سکتا تھا۔

دلیرانہ کلام کرتا ہوں۔ جو لفظ دلیرانہ کے لئے آیا ہے وہ اسی فعل سے نکلا ہے جو ۹-۲۷ میں آیا ہے اور جس کے معنے دوسرے مقامات میں دلیرانہ انجیل سنانے کے ہیں۔ پولس نے یہ محسوس کیا کہ وہ اگرپا کے سامنے دلیری اور آزادگی کے ساتھ بول سکتا تھا۔

ان باتوں میں سے۔ خاصکر قیامت کی طرف اشارہ ہے۔

چھپی نہیں۔ مقابلہ کرو مرقس ۷-۲۴ لوقا ۸-۴۷ پولس نے یہ سمجھا کہ اگرپا نے مسیح اور اس کے شاگردوں کے بارہ میں سنا ہوگا کیونکہ مقدس سرزمین میں انجیل کے باعث ہل چل پڑ گئی تھی۔

۲۷۔ اے اگرپا بادشاہ کیا تو نبیوں کا یقین کرتا ہے؟ میں جانتا ہوں کہ تو یقین کرتا ہے۔

مجھے یقین ہے ... اسے یہودی دین میں بہت دلچسپی تھی۔ اگرپا نبیوں کے صحیفوں کی سند ماننے کو تیار تھا اور ان کو عقلی طور پر مانتا تھا لیکن دل سے ایمان نہ رکھتا تھا۔

۲۸۔ اگرپا نے پولس سے کہا۔ تو تو تھوڑی ہی سی نصیحت کر کے مجھے مسیحی کر لینا چاہتا ہے

تھوڑی ہی سی نصیحت کر کے "یا تھوڑی ہی سی بات میں تو مجھے پھسلا کر مسیحی بنانا چاہتا ہے۔ اس پہلے جملے کا کئی طرح سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ مثلاً "تھوڑی دیر میں" یا "بہت جلدی" یا "تھوڑی تقریر کے ساتھ" یا تھوڑے سے الفاظ کے ساتھ (افسیوں ۳-۳) یا "تھوڑی ترغیب کے ساتھ" یا "آسانی سے"۔ مگر پولس کا جواب اس کے موافق نہیں۔ اور جو بیان اگرپا نے کہا۔ وہ بھی ذرا مشکل ہے (آیت ۲۲) اس لئے ہم یہ سمجھیں کہ اگرپا نے پولس کے جواب ہی کو بیکار یہ کہا "مجھے تمہارا مقصد معلوم ہو گیا۔ تم مجھے مسیحی بنانا چاہتے ہو

اور ہر طرح سے پھسلانے کی کوشش کرتے ہو یا کم از کم کسی قدر اس غرض کے لئے پولس کے پھسلانے والی طاقت کے لئے دیکھو ۱۷-۴ کی شرح اگرپا نے اس طاقت کو محسوس کیا ہوگا۔ کرسسٹم۔ سسرل اور دیگر مسیحی علما نے یہ ترجمہ کیا ہے "تو نے مجھے تقریباً پھسلا لیا ہے"۔ لیکن یونانی سے یہ معنی مشکل سے نکلتے ہیں۔ بہرحال یہ عبارت غیر معمولی اور مشکل ہے۔

مسیحی - ۱۱-۲۶ کی شرح۔

۲۹۔ پولس نے کہا۔ میں تو خدا سے چاہتا ہوں۔ کہ تھوڑی نصیحت سے یا بہت سے صرف تو ہی نہیں۔ بلکہ جتنے لوگ آج میری سنتے ہیں میری مانند ہو جائیں سوا ان زنجیروں کے ٭

تھوڑی نصیحت سے یا بہت سے۔ پولس اس امر میں بڑا سرگرم تھا اور ہر طرح سے کوشش کرنے کو تیار تھا کہ لوگوں کو حقیقی ایماندار بنائے۔ یہودی دنیادار اور مسیحی واعظ کے درمیان مقابلہ کرو ٭

۳۰ سے ۳۲
تحقیقات کا نتیجہ

۳۰۔ تب بادشاہ اور حاکم اور برنیکے اور ان کے ہمنشین اٹھ کھڑے ہوئے

"اٹھ کھڑے ہوئے"۔ اس عزت کی جگہ سے ملاقات کو ختم کرنے کی غرض سے وہ پولس سے زیادہ سننا نہیں چاہتا تھا۔ اس کے بعد باقی بھی درجہ بدرجہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ یہ فعل لوقا کا ہے اور لوقا ۲۲-۵۵ میں بھی آیا ہے

[illegible] - آیت ۹ کی شرح۔

۳۱۔ اور الگ جاکر ایک دوسرے سے باتیں کرنے اور کہنے لگے کہ یہ آدمی ایسا کچھ نہیں کرتا جو قتل یا قید کے لائق ہو۔

۳۲۔ اگرپا نے فیستس سے کہا کہ اگر یہ آدمی قیصر کے ہاں اپیل نہ کرتا۔ تو

چھوٹ سکتا تھا

چھوٹ سکتا تھا۔ یہیں فیستیس نے تسلیم کرلیا کہ پولس رومی قانون کے لحاظ سے بے قصور تھا (۲۵ - ۲۵) اگرپہ نے بھی اسی فیصلہ کی تصدیق کی اگرچہ اس نے یہودی خیال سے ایسا کیا لیکن قیصر سے اپیل کرنے کے ذریعہ اُن کے ہاتھ سے یہ مقدمہ نکل گیا فیستس نے جو خط پولس کے مقدمہ کے بارہ میں روم کو بھیجا اس میں اگرپہ کے خیالات کو بھی درج کیا ہوگا۔

چھبیسویں باب کی تعلیم

اوّل۔ بڑے بڑے حصے

(۱) پولس کی شخصی شہادت ۱ سے ۲۳

(۲) پولس کی اپیل ۲۴ سے ۲۹

(۳) اگرپہ کا صاف اظہار ۳۰ سے ۳۲

دوئم۔ بڑے بڑے مضامین

(۱) پولس اگرپہ کے سامنے۔ پولس کی جواب دہی۔

(ا) اُس کی اعلیٰ شائستگی۔ آیات ۲ و ۳ و ۲۵۔

(ب) اُس کی سچی شہادت ۴ سے ۲۳ ایک دقت ومتعصب تھا ۴ سے ۱۱ (فریسی۔ طرفدار۔ ایذارساں) پھر سچا مسیحی ہوگیا ۱۲ سے ۱۵ بعدازاں ایک زبردست مبشر ہوگیا ۱۶ سے ۲۳

(ج) اُس کی شدت کی سرگرمی ۲۴ سے ۲۹۔

(د) اُس کی خلاف صداقت ۳۰ سے ۳۲ یہ قابل غور ہے۔ کہ وہ مقدس نوشتوں پر کیسا قائم ہے۔ آیات ۶ و ۷ و ۸ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۷۔

۲۔ تین مختلف سیرتیں

(ا) پولس ایک سرگرم مسیحی

(ب) فیستس ایک بے اعتقاد رومی۔

(ج) اگرپہ ایک پولٹیکل یہودی

———

ستائیسواں باب

اب پولس کے تری کے سفر اور اُس کے جہاز کی تباہی کا مشہور بیان آتا ہے کسی قدیم جہاز کے سفر کی ایسی تفصیل کبھی نہیں دی گئی۔ لوقا کو بحیثیت یونانی ہونے کے سمندر [illegible] سے خاص دلچسپی تھی۔ اگرچہ وہ واقعات کا صحیح صحیح بیان کرتا ہے تو بھی اُس کا بیان ایک مشاہدہ کنندہ کا بیان ہے نہ کہ ایک تجربہ کار ملاح کا۔ اس بیان میں جیسا کہ ہونا چاہیے بہت سے ایسے الفاظ آتے ہیں جو باقی نئے عہدنامہ میں نہیں ملتے۔

۱ سے ۲۰ قیصریہ سے جزیرہ مالٹا تک

۱۔ جب جہاز پر اطالیہ کو ہمارا جانا ٹھہر گیا تو اُنہوں نے پولس اور بعض اور قیدیوں کو شہنشاہی پلٹن کے صوبہ دار یولیس نام کے حوالے کیا۔

اطالیہ۔ یہ وہ ملک ہے جو کوہ الپس کے دامن میں بحیرہ ایڈریاٹک کے مغربی ساحل کی طرف واقع ہے۔ یہ رومی سلطنت کا وطن تھا۔ روم اس کا دارالخلافہ تھا۔ اس کا ذکر ۱۰-۲ و عبرانی ۱۳-۲۱ میں بھی آیا ہے۔

ہمارا۔ اب جمع متکلم کا صیغہ پھر مستعمل ہونے لگا ہے جس سے ظاہر ہے کہ مصنف کتاب اب ہمراہ ہے۔ اس کا پیچھے ذکر ۲۱-۱۸ میں آیا تھا۔

جانا۔ ۱۳-۲۰ کی شرح۔

بعض اور قیدیوں کو۔ جنہوں نے پولس کی طرح اپیل کیا ہوگا یا جن پر موت کا فتویٰ ہوچکا تھا اور اب روم کو تماشہ گاہ میں درندوں سے لڑنے مرنے کو بھیجے جارہے تھے۔

شاہنشاہی پلٹن۔ پلٹن کے لئے دیکھو ۱۰-۱ بقول یوسیفس پانچ پلٹنیں قیصریہ میں مقیم تھیں جن کو [illegible] کا خطاب ملا ہوا تھا جس کی وجہ [illegible]

کہ ان کا تعلق قیصر یہ سباستے اسباستے اگستہ کا مرادف تھا) سے تھا لیکن۔ وجہ بہت دلائل سے درست معلوم نہیں ہوتی۔ ایک اور قیاس بھی پیش کیا گیا ہے کہ یہ بیس اگستہ پلٹن سے علاقہ رکھتا تھا۔ چند چیدہ رومی بہادر (Knights) قیصر کے باڈی گارڈ کے لئے مقرر تھے اور یہ عارضی طور پر قیصر یہ میں خدمت کے لئے بھیجا گیا تھا۔ مگر پروفیسر مُمسن (Momsen) اور رامزی اور بعض دیگر علما کا خیال ہے کہ یہ صوبہ دار محکمہ پیشہ سے تعلق رکھتے تھے اور شاہی جنگی خدمات کے لئے بطور ایلچی کے بھیجے جایا کرتے تھے۔ ان کی چھاؤنی روم میں کے کی ان (Cochlam) پہاڑی پر تھی اور پرِ یگرینی Peragrini. کہلاتے تھے کیونکہ باہر کے دستوں سے لئے جاتے تھے۔ اس لئے ایسے قیدیوں کا ایسے خاص صوبہ داروں کے سپرد کرنا بہت مناسب تھا۔ جو واپس روم کو جا رہے تھے۔ مقابلہ کرو ۲۸-۱۶ کی شرح۔ اس لئے یہ نام شہنشاہی پلٹن عام طور پر استعمال کیا گیا نہ اصطلاحی طور پر۔ اس لئے لوقا نے عوام الناس کے استعمال کے مطابق ایسی خاص خدمت کے افسران کو شاہنشاہی پلٹن کہا۔ یہ تشریح زیادہ اغلب معلوم ہوتی ہے۔ اگرچہ اس کا ثبوت درکار ہے۔

۲- اور ہم ادرمتیم کے ایک جہاز پر۔ جو آسیہ کے کنارے کی بندرگاہوں میں جانے کو تھا۔ سوار ہو کر روانہ ہوئے اور تھسلنیکے کا ارسترخس مکدنی ہمارے ساتھ تھا۔

ادرمتیم۔ خلیج ادرمتیم کے سرے پر یہ ایشیہ کا بندرگاہ تھا (۱۶-۷) اور تروآس سے مشرق و جنوب مشرق کی طرف تھا۔ یہ مشہور تجارتی مرکز تھا۔ اور یہاں سے سرمہ وغیرہ دوسرے ملکوں کو بھیجا جاتا تھا۔ آسیہ کوچک کے ساحل پر سوریا تک یہاں کے جہاز جایا کرتے تھے۔

جہاز پر سوار ہو کر۔ ۲۰-۱۸ کی شرح۔
آسیہ کے کناروں کی بندرگاہوں۔ ان کو امید تھی کہ ان میں سے کسی بندرگاہ میں اُن کو ایسا جہاز ملیگا جو براہ راست روم جانے والا ہو اگر ایسا جہاز نہ ملے تو وہ تروآس سے فلپی جاکر وہاں خشکی کی راہ آگے جا سکتے تھے جانے کو تھا۔ ۲۱-۳ کی شرح + نیز دیکھو اس باب کی ۶ و ۴۴ آیات۔

روانہ ہوئے۔ ۱۲-۱۳ کی شرح + آیت ۲۳ میں یہی فعل آیا ہے۔ یہ ماہ اگست کے وسط کے قریب ہوگا۔

ارسترخس مکدنی۔ دیکھو ۱۹-۲۹ + ۲۰-۴ + پولس کے آخری دفعہ یروشلیم کو واپس جانے کے وقت سے لیکر مقدس لوقا کی طرح یہ شخص کہیں قریب ہی رہ ہے یہودی تھا اور لوقا یونانی (کلسیوں ۴-۱۰ و ۱۱) اس نازک وقت میں مشرق اور مغرب دو نور سول کی خدمت میں حاضر تھے۔ رامزی صاحب کا خیال ہے کہ یہ دونو اپنی خوشی سے پولس کے غلام ہو کر اس کے ساتھ گئے۔ ورنہ شاہی قیدیوں کے ساتھ وہ نہ جا سکتے تھے۔ ہمیں اس جہاز کے عام انتظام کی چنداں واقفیت نہیں اس لئے ہمارا گمان ہے کہ یہ دونو بطور رفیق رسول کے ہمراہ گئے۔ تاکہ جہاں ضرورت ہو اُس کی خدمت کریں۔ بشپ لائٹ فٹ صاحب کا خیال ہے کہ ارسترخس اپنے وطن مقدونیہ کو جا رہا تھا اور مقام مُورا اُن سے جدا ہو گیا اور کچھ دیر بعد روم میں ان سے جا ملا۔

۳- دوسرے دن صیدا میں جہاز ٹھہرا۔ اور یولیس نے پولس پر مہربانی کر کے دوستوں کے پاس جانے کی اجازت دی۔ تاکہ اس کی خاطر داری ہو

صیدا۔ دیکھو ۱۲-۲۰ کی شرح۔
جہاز ٹھہرا۔ یہ فعل یہاں اور ۲۸-۱۲ میں استعمال ہوا ہے۔ یہ جہازی اصطلاح ہے فاصلہ تقریباً اسی میل کا تھا۔ ان دنوں میں بادبانی جہاز تقریباً ۸ میل فی گھنٹہ سفر کرتا تھا۔

مہربانی - یہ پولسؔ اور لوقا کا لفظ ہے (۲۸-۲ + ططس ۳-۴ + لیکن موجودہ صورت میں اسی جگہ آیا ہے

دوستوں - یہاں بھی مسیحی تھے اور صور میں بھی (۲۱-۳ و ۴ ، مقابلہ کرو ۱۱-۱۹ + ۱۵-۳۰ + اس کے کہنے کی ضرورت نہیں کہ پہرہ دار سپاہی برابر اُس کے ساتھ رہا۔ (آیت ۴۲)

قاطرداری ہو - یہ لفظ صرف اسی جگہ آیا ہے لیکن اس سے مشتق لفظ لوقا ۱۰-۳۴ و ۳۵ + ۱- تھسلنیکیوں ۲-۵ + یہ بھی پولسؔ اور لوقا کا لفظ ہے + ۱۰-۳۴ و ۳۵ سے مقابلہ کرنا خالی از دلچسپی نہیں - اس ضرورت کے وقت میں ان جیدانی مسیحیوں نے پولسؔ کے ساتھ نیک سامری کی طرح سلوک کیا

۴ - وہاں سے ہم روانہ ہوئے - اور کپرس کی آڑ میں ہو کر چلے - اس لئے کہ ہوا مخالف تھی -

کپرس کی آڑ میں ہو کر - یہ لفظ بھی اسی بیان میں آیا ہے (آیت ۷) انکا جہاز کپرس آسیہ کوچک کے ملک کے مابین سے گزرا - اور اس جزیرہ کی اس کو آڑ تھی - کیونکہ موسم گرما میں بحیرہ لیونٹ میں ہوا مغرب کے رُخ چلتی ہے اور وہ براہ راست سمندر کے پار نہ جا سکتے تھے - جیسے پولسؔ نے یروشلم کو آخری سفر کرتے وقت مخالف سمت سے سمندر کو عبور کیا تھا (۲۱-۱ سے ۳ کی شرح

مخالف - یعنی مغربی ہوا تھی - اس لئے اُن کو سیلاب اور خشکی کی ہوا کی ضرورت تھی تاکہ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جا سکیں

۵ - پھر ہم کلکیہ اور پمفولیہ کے سمندر سے گذر کر لوکیہ کے شہر مورہ میں اُترے ٭

سمندر سے گذر کر - یہ جہازی اصطلاح بھی اسی جگہ استعمال ہوئی ہے مطلب یہ ہے کہ جہاز آہستہ آہستہ کلکیہ کے کنارے (۶-۹) اور پمفولیہ کے کنارے کنارے گیا - (۲-۱۰ + ۱۳-۱۳) اور یوں خشکی کی ہوا کے ہم

جھونکے سے فائدہ اُٹھایا اور شاید ہر چند میلوں کے بعد اُن کو لنگر ڈالنا پڑتا تھا بعض نسخوں میں یہ جملہ بھی آیا ہے "پندرہ دن" کہ گویا یہ ٹھیک وقت اس سفر میں صرف ہوا -

مورہ یہ لوقیا کا بڑا مشہور بندرگاہ تھا (۲۱-۱ کی شرح) اس جگہ سے جہاز مطابق ہوا کے وقت اسکندریہ اور سوریا کو براہ راست جا سکتا تھا - اس لئے اس جگہ کی قدر روز بروز بڑھتی چلی گئی - اسکندریہ کے اناج کے جہاز روما کو جاتے ہوئے جب مغربی ہواؤں کا مقابلہ نہ کر سکتے تو اکثر مورہ کو چلے جاتے - تاکہ کریٹے کی آڑ کا فائدہ اُٹھائیں - ورنہ وہ سوریہ اور آسیہ کوچک کے گرد گھوم کر جاتے جیسا کہ پولسؔ کے جہاز نے کیا تھا -

لوقیا - یہ علاقہ آسیہ کوچک کے جنوب مشرقی علاقہ میں تھا - اور ساحل سمندر کے نزدیک عموماً پہاڑی علاقہ تھا ۴۳ ء میں یہ رومی شاہی علاقہ میں شامل ہو گیا

۶ - وہاں صوبہ دار کو اسکندریہ کا ایک جہاز اطالیہ جاتا ہوا ملا پس ہم کو اُس میں بٹھا دیا -

اسکندریہ کا ایک جہاز - اسکندریہ کے لئے دیکھو ۶-۹ کی شرح - یہ غلہ کا جہاز تھا (آیت ۳۸) اور گندم روما کو لیجا رہا تھا - اناج کے ذخیرہ کے لئے اطالیہ کا دارومدار انہیں جہازوں پر تھا - یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بحیرہ شام سے گزر کر اسکندریہ کے شمال کی طرف سے مغربی ہوا کے زور پر کریٹے کی طرف جاتے -

اُس میں بٹھا دیا - یہ مرکب لفظ صرف اسی جگہ آیا ہے - یہ بھی لوقا کی جہازی اصطلاح ہے - یعنی ہم کو اُس میں سوار کر دیا -

۷ اور ہم بہت دنوں تک آہستہ آہستہ چل کر جب مشکل سے کندس کے سامنے پہنچے تو اس لئے کہ ہوا ہم کو آگے بڑھنے نہ دیتی تھی سلمونے کے سامنے سے ہو کر کریتے کی آڑ میں چلے -

بہت دنوں تک - ۹ - ۲۰ کی شرح -

بعد اُس کے رفیقوں نے کسی نہ کسی طرح جہاز پر روزے کے دن کو منایا یا اس دن کے ذکر کا یہ مطلب ہوگا کہ یہ صرف خزاں کی موسم کے ظاہر کرنے کے لئے بتایا گیا جیسے ہمارے ملک میں دیوالی کا تیوہار یا انگریزوں میں مقدس میکائیل کا دن (۲۹ - ستمبر کو)۔

نصیحت کی - یہ فعل بھی رسولوں کی کتاب میں آیا ہے (۲۲ آیت) پولس اس سمندری خطرے سے کچھ آگاہ تھا (۲ کرنتھی ۱۱-۲۵) اس امر کو سوچنے کے لئے شاید مشورت کی گئی - اس سے یہی واضح ہوتا ہے کہ پولس کی رائے کا کیا لحاظ کیا جاتا تھا۔

۱۰ - کہ اے صاحبو۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس سفر میں تکلیف اور بہت نقصان ہوگا - نہ صرف مال اور جہاز کا بلکہ ہماری جانوں کا بھی

معلوم ہوتا ہے - یعنی مشاہدے اور تجربے سے -

تکلیف - پولس اور لوقا کا فعل (آیت ۲۱ + ۲ کرنتھی ۱۲-۱۰) اس سے عموماً ہتک عزت اور تشدد مراد ہے - لیکن یہاں ہوا اور لہروں کے تشدد کیلئے آیا ہے

نقصان - پولس اور لوقا کا لفظ (آیت ۲۱ + فلپیوں ۳-۷ و ۸)

مال - جو لفظ مال کے لئے آیا ہے - یونانی میں اس سے عموماً "جہاز کا بوجھ" مراد ہے لیکن نئے عہدنامہ میں یہ "بوجھ" کے لئے عام ہے (متی ۱۱-۳۰ + ۲۳ + ۴ + لوقا ۱۱-۴۶ - گلتیوں ۶-۵)۔

جانوں کا بھی - خدا نے یہ خطرہ جانوں کا ٹال دیا (آیات ۲۲ و ۴۴)

۱۱ - مگر صوبہ دار نے ناخدا اور جہاز کے مالک کی باتوں پر پولس کی باتوں سے زیادہ لحاظ کیا۔

ناخدا - مکاشفہ ۱۸-۱۷ + یعنی جو افسر اس جہاز کے چلانے کیلئے ذمہ دار تھا

جہاز کے مالک - یہ اسم اسی جگہ آیا ہے - یہ جہاز کسی خاص شخص کا تھا جو خود جہاز میں سوار تھا - لیکن چونکہ روم کی رسد رسانی کا ذمہ ایک خاص سرکاری

محکمے کے سپرد تھا - اس لئے شاید یہ جہاز بھی جو غلہ کا جہاز تھا سرکاری محکمہ کا جہاز ہو اور کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہو - اس لئے بجائے مالک کے کپتان ترجمہ کرنا بہتر ہوگا یعنی جو جہاز کا نگران اور مختار کار تھا۔ صوبہ دار چونکہ قیدیوں کا ذمہ دار تھا - اس لئے اس فیصلہ میں اس کی رائے بھی مقدم تھی اور شاید اس مجلس شوریٰ کا وہ میر مجلس ہو۔ اس نے تجربہ کار ملاحوں کی صلاح لی اور یہ مناسب اور قدرتی بات تھی۔

۱۲ - اور چونکہ وہ بندر جاڑوں میں رہنے کے لئے اچھا نہ تھا۔ اس لئے اکثر لوگوں کی صلاح ٹھہری کہ وہاں سے روانہ ہوں - اور اگر ہو سکے تو فینکس میں پہنچ کر جاڑا کاٹیں۔ وہ کریتے کا ایک بندر ہے جس کا رُخ شمال مشرق اور جنوب مشرق ہے -

بندر - یعنی حسین بندر (آیت ۸)

اچھا نہ تھا - یہ لفظ بھی اسی آیت میں آیا ہے اور اس سے متعلق منفی صورت کا لفظ لوقا ۹-۶۲ + ۱۴-۳۵ میں آیا ہے - یہ بندر جاڑا کاٹنے کے لئے ٹھیک نہ تھا -

جاڑوں میں رہنے - یہ لفظ اسی آیت میں آیا ہے - اس سے مشتق اس کے بعد آتا ہے - اور یہ پولس اور لوقا کا لفظ ہے (۲۸-۱۱ + ۱ کرنتھی ۱۶-۶ + ططس ۳-۱۲) - جہاز رانی کے خلاف جو موسم تھا انہیں وہ کسی مناسب بندرگاہ میں کاٹنی تھی (یعنی ۱۱ - نومبر سے ۱۵ مارچ تک) -

روانہ ہوں - ۱۳ - ۱ کی شرح -

پہنچ کر - ۱۶ - ۱ کی شرح -

فینکس - آجکل یہ لُتسرو کہلاتا ہے - یہ جگہ اس مقام کے مغرب کی طرف کریتے کے اس حصے میں تھی جہاں جزیرہ بہت تنگ تھا - کریتے کے جنوبی ساحل پر یہی ایک بندرگاہ تھا جو ہر طرح کی ہواؤں سے جہازوں کی حفاظت کر سکتا تھا -

آہستہ آہستہ چل کر۔ یہ فعل بھی اسی عبارت میں آیا ہے۔ اس ساری راہ میں مغربی ہوا برابر اُن کے خلاف تھی۔

مشکل سے۔ آیات ۸ و ۱۶ سے ظاہر ہے کہ یہ سفر کیسا دشوارگزار تھا ۱۴-۱۰ کی شرح۔

کنِدس۔ آسیہ کوچک کے جنوب مغربی کونے میں اس جزیرہ نما کے سرے پر کاریا کے علاقہ میں واقعہ تھا۔ اس کے دو عمدہ بندرگاہ تھے جزیرہ کوس یہاں سے دُور نہ تھا (۲۱-۱) کندس سے روانہ ہو کر جہاز ایشیائی ساحل کی آڑ سے نکل جاتا تھا۔

آگے بڑھنے نہ دیتی تھی۔ انگریزی بائبل کے حاشیہ سے ظاہر ہے کہ باد مخالف نے انہیں کندس میں جانے نہ دیا لیکن متن کی عبارت زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔ اور اس سے پتہ لگتا ہے کہ شمالی ہوا اُنہیں جو اس موسم میں چلتی ہے اُن کو کترا (Cythera) جانے سے روکا۔ یہ ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ یونان کے ساحل پر اور قریطے کے شمال مغرب کو یہ زیادہ سیدھا راستہ تھا جس سے جہاز جایا کرتے تھے۔

قریطے کی آڑ میں۔ دیکھو آیت ۴ کی شرح۔

قریطے۔ ۲-۱۱ کی شرح۔

سلمونے کے سامنے سے یعنی اس سلمونی کے پرے پرے یہ راس قریطے کے شمال مشرق کے سرے پر تھی۔ اور جو جہاز اس کی آڑ میں سفر کرتے وہ شمال مغربی ہوا کے جھونکوں سے بچ جاتے تھے۔

۸۔ اور بمشکل اس کے کنارے کنارے چل کر حسین بندر نام ایک مقام میں پہنچے جس سے لسیہ شہر نزدیک تھا۔

کنارے کنارے۔ یعنی قریطے کے جنوبی ساحل کے ساتھ ساتھ گئے۔ یہ فعل بھی اسی بیان میں آیا ہے۔

حسین بندر۔ ایک چھوٹی سی خلیج ہے۔ اور اب تک اس کا یہی نام ہے اور راس متالا سے مشرق کی طرف چھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ راس قریطے کے جنوبی ساحل کے وسط میں تھا۔ اور یہاں سے خشکی شمال کی طرف تھی۔

لسیہ۔ سنہ ۱۸۵۶ء میں ایک چھوٹے قصبہ کے کھنڈرات سے جو خلیج حسین بندر سے تقریباً چار میل کے فاصلے پر تھے جنہیں اب تک کسان لوگ لسیہ کہتے ہیں اس شہر کا نام شاید اس لئے لیا گیا کہ جب جہاز حسین بندر میں ٹھہرا ہوا تھا تو رسد وغیرہ اس شہر سے لیگئی ہوگی۔

۹ سے ۴۴

طوفان اور جہاز کا تباہ ہونا

۹۔ جب بہت عرصہ گذر گیا۔ اور جہاز کا سفر اس لئے خطرناک ہو گیا کہ روزے کا دن گذر چکا تھا۔ تو پولس نے انہیں یہ کہہ کر نصیحت کی۔

بہت عرصہ ۹-۲۳ کی شرح بعض اس کی یوں تفسیر کرتے ہیں "سفر کے شروع سے لیکر" اور بعض یوں۔ جب وہ ہوا کے بڑھتے ہوئے حسین بندر میں پڑے تھے"۔

جہاز کا سفر۔ ۲۱-۷ کی شرح + اگلی آیت میں بھی یہ لفظ آیا ہے۔

خطرناک۔ یہ لفظ بھی اسی بیان میں آیا ہے۔ یعنی جو موسم سفر کے لئے خطرناک تھا وہ شروع ہو گئی تھی۔ یہ موسم ماہ ستمبر سے ۱۱ نومبر تک رہتی تھی اس کے بعد ۵ مارچ تک وسیع سمندر میں جہازرانی ملتوی رہتی تھی۔

روزے۔ یعنی کفارے کا دن (احبار ۱۶-۲۹) یہ ساتویں (تشری) مہینے کی دسویں تاریخ پر مقرر تھا۔ اس لئے یہ یا تو ستمبر کے آخری حصے میں یا اکتوبر کے شروع میں آیا کرتا تھا سنہ ۵۹ء میں یہ ۵-اکتوبر کو واقع ہوا۔ اس لئے یہ خطرناک موسم شروع ہو چکی تھی۔ اس بیان سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ پولس

شمال مشرق اور جنوب مشرق - یونانی کے مطابق یہ لفظی ترجمہ ہوگا جس کا رُخ جنوب مغربی ہوا اور شمالی مغربی ہوا کی طرف تھا۔ لیکن مطلب وہی ہے جو آیت میں دیا گیا ہے - اس بندرگاہ کا رُخ شمال مشرق اور جنوب مشرق تھا یہ بیان لُوقا کے بندرگاہ کے عین مطابق ہے جس کا رُخ مشرق کی طرف تھا ایسے بندرگاہ میں وہ شمالی اور مغربی ہواؤں سے بخوبی محفوظ رہ سکتے تھے ان دونوں ہواؤں کے لئے جو الفاظ آئے ہیں وہ صرف اسی آیت میں مخصوص ہیں

۱۳ - جب کچھ کچھ دکھنا ہوا چلنے لگی تو اُنہوں نے یہ سمجھ کر کہ ہمارا مطلب حاصل ہو گیا - لنگر اُٹھایا - اور کریتے کے کنارے کے قریب قریب چلے -

دکھنی ہوا - دکھنی جنوبی ہوا اُن کے مغربی سفر کے لئے ممد تھی اور اس مطلع میں موسم کاٹنے کے قابل تھا -

کچھ کچھ - یہ لفظ بھی اسی آیت میں آیا ہے -

ہمارا مطلب - یعنی حسین بندر سے فینکے میں پہنچنے کا -

لنگر اُٹھایا - ان لفظوں کا یہ ترجمہ بھی ہو سکتا ہے " وہ روانہ ہوئے اُنہوں نے بادبان کھولے "

قریب قریب - یہ لفظ بھی یہیں آتا ہے - اُنہوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ وہ راس متلا میں بڑی مشکل اور دقت کے ساتھ موسم کاٹ سکتے تھے - کیونکہ وہ جگہ کنارے سے زیادہ نزدیک تھی -

۱۴ - لیکن تھوڑی دیر بعد ایک بڑی طوفانی ہوا جو یورکلون کہلاتی ہے کریتے پر سے جہاز پر آئی -

تھوڑی دیر بعد - یعنی راس کماری کے گرد گھومنے کے تھوڑی دیر بعد فینکے راس متلا سے تقریباً ۳۰ میل کے فاصلہ پر تھا - اور اب وہ خلیج مِسّرا کے پار مغرب اور شمال مغرب کی طرف جا رہے تھے - یہ خلیج ستر میل عرض میں تھی

طوفانی ہوا - یہ سخت طوفانی آندھی تھی -

یورکلون - یہ خاص لفظ بھی اسی جگہ آیا ہے - یہ دو لفظوں سے مرکب ہے "یوروس" بمعنی مشرق اور "اکلو" بمعنی شمالی ہوا - اس لئے اس سے شمال مشرقی یا مشرق اور شمال مشرقی ہوا مراد ہے - اور اس موقعہ کے مطابق ہے اور یہ آندھی جہاز کو افریقی سورتس کی طرف (آیت ۱۷) دھکیل لے جائیگا - بعض مفسر یہاں "یورکلیڈون" پڑھتے ہیں جس کے معنی ہیں " ہوا جو بلند لہریں پیدا کرتی ہے "

جہاز پر آئی - یعنی کریتے کے پہاڑی علاقہ سے - یہ علاقہ سطح سمندر سے سات ہزار فٹ بلند تھا - مقابلہ کرو لوقا ۸ : ۲۳ + ایسے پہاڑی علاقوں کی نواح میں جو جھیلیں اور خلیجیں ہوتی ہیں ان پر ایسی آندھیاں اچانک اکثر آتی رہتی ہیں -

۱۵ - اور جب جہاز ہوا کے قابو میں آگیا اور اس کا سامنا نہ کر سکا - تو ہم نے لاچار ہو کر اُس کو بہنے دیا -

قابو میں آگیا - یعنی شدت سے ۶-۱۲ + ۱۹-۲۹ +

سامنا نہ کر سکا - یہ لفظ بھی یہاں ہی آتا ہے - اگر وہ ایسا کرتے تو جہاز پر بڑی سخت محنت کرنی پڑتی اور وہ ٹکرا کر ڈوب جاتا + وہ بادبان کو جلدی سے گھٹا سکتے تھے - البتہ بیزا کے نسخہ میں یہ ہے کہ اُنہوں نے بادبان کو جگہ جگہ سے لپیٹا -

لاچار ہو کر - یعنی طوفانی ہوا سے -

بہنے دیا - کیونکہ ہوا کا مقابلہ ناممکن تھا -

۱۶ - اور کودہ نام ایک چھوٹے جزیرے کی آڑ میں بہتے بہتے ہم بڑی مشکل سے ڈونگی کو قابو میں لائے -

کودہ - یہ چھوٹا سا جزیرہ فینکے کے جنوب کی طرف اور تقریباً تئیس میل کے فاصلے پر ہے آجکل اس کا نام گوزو ہے بعض قدیم نسخوں میں لفظ گودہ آیا ہے - اس کی آڑ میں جہاز کو طوفان کی شدت سے کچھ مہلت ملی اور یہاں پانی بھی لہروں سے خالی تھا

آڑ میں - یہ فعل اسی آیت میں آیا ہے - یہ بیان جہاز رانی کے خیال سے بہت صحیح ہے ڈونگی کو قابو میں لائے - سب نے ملاحوں کی مدد کی - جب وہ حسین بندر سے

روانہ ہوئے تھے تو کشتی اُتاری گئی تھی (آیت ۱۳) اس کو اب رہنما دینا اس کو تباہ کرنا تھا۔ لفظ ڈونگی اسی آیت میں آیا ہے۔ (۳۰ و ۳۲ آیات)

۱۷۔ اور جب ملاح اس کو اوپر چڑھا چکے تو جہاز کی مضبوطی کی تدبیریں کر کے اس کو نیچے سے باندھا۔ اور سورتس کے چور بالو میں دھنس جانے کے ڈر سے جہاز کا ساز و سامان اُتار لیا۔ اور اسی طرح بہتے چلے گئے۔

اوپر چڑھا چکے۔ عبرانی ۴-۱۶ میں بھی یہ لفظ آیا ہے یعنی مضبوط رسیوں کے ذریعے۔

مضبوطی۔ یہ فعل یہیں آیا ہے۔ مضبوط رسیوں سے جہاز کو باندھا تاکہ تختے ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں۔

سورتس۔ اس نام کے دو بڑے خوفناک چور بالو تھے جن سے ملاح بہت ڈرتے تھے۔ ایک کا نام سورتس کلاں اور دوسرے کا نام سورتس خورد تھا۔ یہ افریقہ کے شمالی ساحل پر اور ایک تری پولی کے کناروں کے پرے اور دوسرا یوٹیکس کے کنارہ کے قریب مغرب کی طرف تھا۔ یہاں سورتس کلاں مراد ہے۔ مشرقی شمال مشرقی ہوا ان کو دھکیل کر عین ان کی طرف لیجاتی۔ جدھر وہ قریطے سے کوداکی طرف بہے جا رہے تھے۔

ساز و سامان اُتار لیا۔ یہ لفظ اتارنا آیت ۱۳ اور ۹-۲۵ میں بھی آیا ہے۔ جو لفظ ساز و سامان کے لئے یہاں آیا ہے ۱۰-۱۱ میں اس کا ترجمہ جہاز کیا گیا ہے اس کے معنی بہت وسیع ہیں۔ بعضوں نے اس سے یہ مراد لی ہے کہ انہوں نے اسی وقت بڑے بادبان کو اتارا جس کو وہ آندھی کے سبب سے لپیٹ نہ سکے تھے آیت ۱۵ کی شرح۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو وہ فوراً چور بالو میں جا دھنستے۔ یا اس سے شاید دوسرے ساز و سامان کا اُتارنا مراد ہو۔ سوائے اُس طوفانی بادبان کے جس کا رکھنا ضرور تھا تاکہ جہاز کو ادھر اُدھر پھیر سکیں۔

ایسی صورت میں ملاح جہاز کے سرے کو حتی الامکان ہوا کے نزدیک رکھنے

کی کوشش کرتے ہونگے۔ اور اس چھوٹے طوفانی بادبان کے ذریعہ اس کو ادھر اُدھر موڑ سکتے تھے تب وہ ہوا کے رُخ بیٹھا جبکہ تیز مشرقی شمال شرقی ہوا چل رہی تھی اور اس بہاؤ کی رفتار تقریباً ڈیڑھ میل فی گھنٹہ ہوگی۔

بہتے چلے گئے۔ آیت ۱۵ میں یہی فعل آیا تھا۔ وہ مغرب کچھ شمال کی رُخ جا رہے تھے۔

۱۸۔ مگر جب ہم نے آندھی سے بہت ہچکولے کھائے۔ تو دوسرے دن وہ جہاز کا مال پھینکنے لگے۔

آندھی سے بہت ہچکولے کھائے۔ یہ بھی جہازی اصطلاح ہے۔ "بہت" کے لئے جو یونانی لفظ ہے وہ صرف اسی جگہ آیا ہے۔ آیت ۱۲ میں اسی لفظ کا ترجمہ "جاڑوں میں رہنا" آیا ہے کیونکہ یہ طوفان جاڑوں ہی میں اکثر آیا کرتے تھے۔ اس سے مشتق لفظ آیت ۲۰ میں آیا ہے۔ اس طوفان سے اہل جہاز سخت تکلیف اور فکر میں تھے۔

جہاز کا مال پھینکنے لگے۔ یہ بھی جہازی اصطلاح تھی جہاز کا اسباب ہلکا کرنے کے لئے لفظ "پھینکنے لگے" اسی جگہ آیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوگی کہ لہروں کی شدت اور طوفان تیزی کے باعث جہاز میں پانی آنے لگ گیا تھا۔ اور اس کے ڈوبنے کا اندیشہ تھا۔

۱۹۔ اور تیسرے دن انہوں نے اپنے ہی ہاتھوں سے جہاز کے آلات و اسباب بھی پھینک دیئے۔

اپنے ہی ہاتھوں سے۔ یہ مرکب لفظ بھی اسی بیان میں آیا ہے۔

آلات و اسباب۔ یہ لفظ بھی اسی جگہ آیا ہے۔ آیت ۱۷ میں جو لفظ تھا جس سے یہ علاقہ رکھتا ہے اس سے سب سامان آرائش وغیرہ مراد ہوگی اور سب بھاری چیزیں جنکے بغیر گزارہ ہو سکتا تھا۔ پھینک دیئے۔ بعض نسخوں میں "ہم نے" ہے جس میں لوقا بھی شریک ہوگا۔

۲۰۔ اور جب بہت دنوں تک نہ سورج نظر آیا نہ تارے۔ اور شدت کی

آندھی چل رہی تھی تو آخر ہم کو بچنے کی اُمید بالکل نہ رہی -

نظر آیا - خاص پولس اور لوقا کا لفظ (لوقا ۱-۹ ، ۷ + فلپیوں ۲-۳) ہم و ۳-۹ ہم اُن دنوں میں قطب نما نہ ہوتا تھا - صرف ستاروں وغیرہ کو دیکھ کر سفر کیا کرتے تھے آجکل بھی باوجود جدید سامانوں کے اجرام فلکی کے ذریعہ عرض بلد کو دریافت کرنا پڑتا ہے بالکل نہ رہی - یہ فعل ناتمام ہے - دیکھو آیت ۲۰ + ۲ کرنتھی ۲-۱۶ + عبرانی ۱۰-۱۱ میں بھی یہی فعل آیا ہے - امید یہاں ایک لباس کے طور پر بیان کی گئی ہے جو ہم سے اُتار لی گئی -

۲۱ - اور جب بہت فاقے کر چکے تو پولس نے اُن کے بیچ میں کھڑے ہو کر کہا - اے صاحبو لازم تھا کہ تم میری بات مان کر کریتے سے روانہ نہ ہوتے - اور یہ تکلیف اور نقصان نہ اُٹھاتے

فاقے کر چکے - یونانی میں ایک ہی لفظ ہے او صرف یہیں آیا ہے جب طوفان ایسی شدت سے چل رہا ہو تو کھانا تیار کرنا کیسا مشکل ہوگا - اور خاص کر باقاعدہ کھانے تیار کرنا - ہر آدمی پمپ وغیرہ چلانے میں مصروف ہوگا - اور فکر و اندیشہ ہر ایک کو دامنگیر ہوگا -

پولس ... کھڑے ہو کر - ایسے بڑے حادثہ کے وقت یہی شخص موقعہ کا تھا خطرہ کے وقت اُس کے ایمان اور استقلال نے اُس کو صلاح کار اور سرکردہ بنا دیا

مان کر - ۵-۲۹ و ۳۲ میں یہی لفظ آیا ہے -

روانہ ہوئے - ۱۳-۱۳ کی شرح -

نہ اُٹھاتے - اب جو اُنہوں نے حاصل کیا وہ نقصان ہی تھا - یوں بھی ترجمہ کر سکتے ہیں - تمہیں کریتے سے روانہ ہونا نہ چاہیے تھا تاکہ تم وہاں ٹھہرنے کے ذریعہ تکلیف اور نقصان سے بچ جاتے - دیکھو آیت ۱۰ کی شرح -

۲۲ - مگر اب میں تم کو نصیحت کرتا ہوں - کہ خاطر جمع رکھو - کیونکہ تم میں سے کسی کی جان کا نقصان نہ ہوگا - مگر جہاز کا -

نصیحت کرتا ہوں - آیت ۹ کی شرح - اب پولس نے ایک نئی مشورت دی اور حوصلہ اور اُمید دلائی -

خاطر جمع رکھو - ۲۴-۱۰ کی شرح - پولس خوش آواز پرند کی طرح طوفان میں شیریں راگ سناتا ہے -

نقصان - پولس اور لوقا کا لفظ جو رومیوں ۱۱-۱۵ میں بھی آیا ہے - و آیات ۱۰ و ۲۲ میں مختلف طور سے اس کا ترجمہ کیا گیا ہے - لفظی طور سے اس کے معنی ہیں "پھینک دیا" ایک مکاشفہ کے ذریعہ بیشتر کے خوف کو دور کیا (آیت ۱)

۲۳ - کیونکہ خدا جس کا میں ہوں اور جس کی عبادت بھی کرتا ہوں - اُس کے فرشتے نے اُسی رات کو میرے پاس آ کر

خدا یعنی حقیقی خدا - جہاز پر جو بت پرست لوگ تھے اُن کے درمیان پولس نے حقیقی ایمان کا اقرار بھی کیا اور ان کو تسلی بھی دی - وہ اپنے تئیں حقیقی اور زندہ خدا کا غلام اور عابد کہتا ہے -

عبادت بھی کرتا - ۲۴-۱۴ کی شرح - اس نے واحد متکلم کی صورت میں اس کا بیان رومیوں ۱-۹ + ۲ تمتھیس ۱-۳ میں بھی کیا -

فرشتہ ۵-۱۹ کی شرح

میرے پاس آ کر ۱۲-۷ کی شرح اور مقابلہ کرو ۲۳-۱۱ سے

۲۴ - کہا - اے پولس نہ ڈر - ضرور ہے کہ تو قیصر کے سامنے حاضر ہو اور دیکھ - جتنے لوگ تیرے ساتھ جہاز میں سوار ہیں - ان سب کی خدا نے تیری خاطر جان بخشی کی -

نہ ڈر - ۱۸-۹ + یہ جملہ نئے عہد نامہ میں بہت دفعہ آیا ہے اس لئے ان مقامات میں نکال کر اُن کو دیکھنا مفید ہوگا -

قیصر کے سامنے حاضر ہو - ۲۳-۱۱ + اس سارے ماجرے میں خدا کا خاص مقصد یہ تھا کہ پولس روم میں گواہی دے اور خدمت کرے -

جان بخشی کی - بطور انعام اور مہربانی کے یہی فعل ۲۵-۱۱ میں مستعمل ہوا ہے جہاز پر پولس نے بہتوں کی جان بچائی - غالباً وہ یہ دعا مانگتا رہا ہوگا کہ سب کی

جائیں بچ جائیں۔ اور اس کے جواب میں یہ مکاشفہ تسلی کے لئے اس کو ہوا ہوگا۔

۲۵- اس لئے اے صاحبو! خاطر جمع رکھو۔ کیونکہ میں خدا کا یقین کرتا ہوں کہ جیسا مجھ سے کہا گیا ہے۔ ویسا ہی ہوگا۔

خاطر جمع رکھو۔ آیت ۲۲ میں یہ جملہ آیا تھا۔
میں خدا کا یقین کرتا ہوں۔ یہ اقرار باآواز بلند تھا کہ طوفان کا زور و شور بھی اس کو ماند نہ کر سکتا تھا۔ میں اپنے خدا پر ایمان رکھتا ہوں جس نے یہ وعدہ مجھ سے کیا

۲۶- لیکن یہ ضرور ہے کہ ہم کسی ٹاپو میں جا پڑیں۔

ہم کسی ٹاپو میں جا پڑیں۔ آئندہ واقعات کی پیشینگوئی۔

۲۷- جب چودھویں رات ہوئی اور ہم بحرادریا میں ٹکراتے پھرتے تھے تو آدھی رات کے قریب ملاحوں نے اٹکل سے معلوم کیا کہ کسی ملک کے نزدیک پہنچ گئے۔

چودھویں رات۔ جبکہ بندر سے روانہ ہونے کے وقت سے یہ جہاز تیرہ دنوں تک ایسا ہی بہتا چلا گیا اور ڈیڑھ میل فی گھنٹہ کے حساب اس نے ۴۶۸ میل سفر کیا ہوگا۔ اور کودہ سے وہ تیرہ دن سے زیادہ بہتے چلے گئے تھے۔ کودہ اور مالٹا کے درمیان ۴۸۰ میل سے کچھ کم فاصلہ ہے اور مالٹا اسی سمت میں واقع تھا جس میں کہ وہ بہے جا رہے تھے یعنے مغرب کے کچھ شمال کو (آیت ۷ کی شرح)

بحرادریا۔ یہ وہی بحیرہ اڈریاٹک نہیں جسے ہم آج کل جانتے ہیں۔ یعنی خلیج وینس۔ مقدس لوقا کے دنوں میں یہ اس حصہ سمندر کا نام تھا جو اٹلی یونان اور قرینیے کے مابین واقع تھا۔ سٹرابو (Strabo) بطلیمی (Ptolemy) دونوں اس امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ یہ نام اس وسیع معنوں میں مستعمل تھا اور بعد ازاں اس کے معنے اور بھی وسیع ہو گئے اور بحیرہ ایونیانوس کے سارے شرقی حصہ کے لئے مستعمل ہونے لگا۔

ٹکراتے پھرتے تھے۔ یہ بہاؤ ایک ہی سمت کو تھا۔
اٹکل سے معلوم کیا۔ ۱۳-۲۵ + تا تمام فعل سے یہ خیال گذرتا ہے۔ کہ انہوں نے یہ نتیجہ رفتہ رفتہ نکالا ہوگا۔ ان کے تجربے نے ان کو بتا دیا۔ کہ کوئی خشکی نزدیک ہے۔ شاید لہروں کی آواز سے جو چٹانوں پر ٹکراتی تھیں انہوں نے یہ نتیجہ نکالا۔
کسی ملک کے نزدیک پہنچے۔ لفظی طور پر "کوئی زمین ان کے نزدیک آ رہی تھی" جہاز والوں کی یہ اصطلاح تھی قدیم ویٹی کن نسخے میں یہ ہے کہ "کسی زمین کی آواز آ رہی ہے" (لہروں کی آواز سے)

۲۸- اور پانی کی تھاہ لے کر بیس پرسہ پایا۔ اور تھوڑا آگے بڑھ کر اور پھر تھاہ لیکر پندرہ پرسہ پایا۔

تھاہ لیکر۔ خشکی کے قریب ہونے سے آگاہ ہو کر۔ یہ اصطلاحی فعل اسی آیت میں آیا ہے۔ اس کے یہ معنے ہیں "تھاہ لینے والے سیسہ کو لٹکانا" جب تھوڑے پانی میں جانے کا اندیشہ ہو تو وہ ہمیشہ یہی کہا کرتے ہیں۔ ساحل کے قریب سفر کرنے والے جہاز جو ہندوستان میں ایک بندرگاہ سے دوسرے بندرگاہ کو جاتے ہیں۔ وہ برابر یہی کرتے ہیں۔
بیس پرسہ۔ یہ لفظ بھی یہیں آیا ہے۔ یہ تقریباً چھ فٹ ہوتا ہے۔ قد آدم کے برابر جب ہاتھ اوپر کئے ہوں۔
تھوڑا آگے بڑھ کر (لوقا ۲۲-۵۰ + ۲۴-۵۱)
پندرہ پرسہ۔ یہ قابل غور امر ہے کہ جو جہاز کودا سے مالٹا میں خلیج پولس تک (جہاں خیال ہے کہ یہ جہاز تباہ ہوا) بہتا ہوا اس خلیج کے مشرقی کنارے پر کورہ (Kaura) کے چٹان کے نزدیک سے گذریگا۔ اور نقشوں سے ظاہر ہے کہ یہاں تھاہ اسی طرح سے ہے۔ پہلے بیس پرسہ پیچھے پندرہ پرسہ پائی جاتی ہے کورہ پر جو لہریں لگتی ہوں گی ان کی آواز ملاحوں نے سنی ہوگی

۲۹- اور اس ڈر سے کہ مبادا چٹانوں پر جا پڑیں جہاز کے پیچھے سے چار لنگر ڈالے- اور صبح ہونے کی دعا مانگتے رہے-

پیچھے سے- آیت ۴۱ + مرقس ۴-۳۸ + یہ ایک غیر معمولی کارروائی تھی لیکن شاید ایسی خاص حالت میں ہی کرنا پڑتا ہو- کیونکہ خشکی پر جہاز کے چڑھ جانے کا اندیشہ تھا- اور اگر دوسری طرف سے ڈالتے تو شاید ہوا جہاز کو خشکی کی طرف ہٹا دیتی- اور دوسرے دن مشکل ہو جاتی- خلیج پولس میں لنگر اچھی طرح گرفت کرتا ہے-

چار لنگر- تاکہ گرفت زیادہ مضبوط اور محفوظ ہو- یہ لفظ لنگر ۳۰ و ۴۰ آیات کے سوا صرف عبرانی ۶-۱۹ میں آیا ہے-

دعا مانگتے رہے- کہ دن نکل آئے- فعل ناتمام ہے- برابر دعا مانگتے رہے- یہ رات بڑے اندیشے کی گذری ہوگی-

۳۰- اور جب ملاحوں نے چاہا کہ جہاز پر سے بھاگ جائیں- اور اس بہانے سے کہ گلہی سے لنگر ڈالیں- ڈونگی کو سمندر میں اتارا-

بھاگ جائیں- وہ اپنی سلامتی اور بھاگ جانے کی تاک میں تھے-

ڈونگی کو سمندر میں اتارا- فعل کے لئے دیکھو آیت ۱۷ + ۱ اسمٰ کے لئے دیکھو آیت ۱۶-۵۵ اس میں سوار ہو کے خشکی پر جانا چاہتے تھے- اور جہاز اور مسافروں کو تباہی کے سپرد کرتے- یہ ملاحوں کی عادت کے بالکل خلاف فعل تھا- لنگر اتارا- جتنی لمبی رسی تھی اتنا ہی لنگر کو نیچے جانے دیا- اس کے لئے انہیں لنگروں کو کچھ دور تک کشتی میں بھیجنا تھا- آج کل بھی ایسا کرتے ہیں- گلہی سے- یہ لفظ بھی اسی بیان میں پایا جاتا ہے (آیت ۴۱) یہاں خوب تھا- دونوں طرف سے لنگر ڈالنا زیادہ محفوظ تھا-

۳۱- تو پولس نے صوبہ دار اور سپاہیوں سے کہا کہ اگر یہ جہاز پر نہ رہیں گے تو تم نہیں بچ سکتے-

صوبہ دار- یولیس (آیات ۱ و ۱۱)-

سپاہیوں- یعنی جو یولیس کے ماتحت تھے- ان کا پہلی دفعہ ذکر آیا ہے (آیات ۳۲ و ۴۲)

تم- یہ تاکیدی صیغہ ہے- حفاظت نفس کی ضرورت تھی- اگلے روز ملاحوں کی ضرورت تھی- ورنہ تباہی نتیجہ ہوگا-

۳۲- اس پر سپاہیوں نے ڈونگی کی رسیاں کاٹ کر اسے چھوڑ دیا-

رسیاں- جن کے ذریعہ یہ کشتی جہاز سے بندھی تھی بشرطیکہ کشتی اتاری گئی ہو یا جن کے ذریعہ وہ اتاری جا رہی تھی-

کاٹ کر- جو خنجر ان کے پاس تھیں ان کے ذریعہ رسیاں کاٹ ڈالیں- انہوں نے پولس کی بات کو مانا اور کشتی کے نقصان کو گوارا کیا- اس جلد عمل کرنے کے ذریعہ انہوں نے ملاحوں کی امید کو منقطع کر دیا-

چھوڑ دیا- یہ سمندر میں چٹانوں سے ٹکرا کر فوراً پاش پاش ہو گئی ہوگی اور ملاح بھی ساتھ تباہ ہو جاتے اگر پولس مداخلت نہ کرتا-

۳۳- اور جب دن نکلنے کو ہوا تو پولس نے سب کی منت کی کہ کھانا کھا لو اور کہا کہ تم کو انتظار کرتے کرتے اور فاقہ کھینچتے کھینچتے آج چودہ دن ہو گئے اور تم نے کچھ نہیں کھایا-

منت کی- یعنی بار بار-

کھانا کھا لو- یہی جملہ آیت ۳۴ + اور ۲-۴۶ میں آیا ہے-

انتظار کرتے- مخلصی اور مدد کی انتظار میں- ان کی امید ٹوٹ گئی تھی- اور مایوسی میں پڑے تھے-

فاقہ کھینچتے کھینچتے- یہ دونوں لفظ اسی آیت میں آئے ہیں- دیکھو آیت ۲۱- وہاں اس سے مشتق لفظ آیا ہے-

کچھ نہیں کھایا- یعنی کوئی باقاعدہ کھانا نہیں کھایا- یہ ضمنی بیان ہے-

۳۴- اس لئے تمہاری منت کرتا ہوں کہ کھانا کھالو۔ کیونکہ اس پر تمہاری بہتری موقوف ہے۔ اور تم میں سے کسی کے سر کا ایک بال بیکا نہ ہوگا۔

بہتری- ۴-۹ کی شرح- وہاں اس کا فعل آیا ہے نئے عہدنامہ میں اس لفظ کے معنے نجات آتے ہیں (مثلاً ۴-۱۲) لیکن یہاں اور عبرانی ۱۱-۷ میں بدنی حفاظت کے لئے مستعمل ہوا ہے۔ جیسے ہندوستانی لفظ "رکھشا" بدنی صحت سے روحانی صحت کے لئے مسیحیوں میں مروج ہوگیا۔

بال بیکا نہ ہوگا- یہ یہودی مثل تھی کہ کوئی نقصان نہ پہنچیگا (۱-سموئیل ۱۴-۴۵+ ۲-سموئیل ۱۴-۱۱+ ۱-سلاطین ۱-۵۲+ لوقا ۲۱-۱۸)

۳۵- یہ کہکر اس نے روٹی لی۔ اور ان سب کے سامنے خدا کا شکر کیا اور توڑ کر کھانے لگا۔

خدا کا شکر کیا- کھانے سے پہلے یہودی ہر خاندان شکر کیا کرتا تھا۔ اور یہی رسم مسیحیوں میں آگئی ہے۔ ہمارے خداوند نے خود ایسا کیا تھا۔ (متی ۲۶-۲۵+ لوقا ۲۲-۱۷ و ۱۹) اور ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ اس نے یہ نعمتیں ہمیں عطا کی ہیں سب کے سامنے- یہ برملا عبادت اور تعریف تھی۔ اس جہاز پر پولس خدا کا سچا گواہ تھا۔

توڑ کر کھانے لگا- تاکہ دوسروں کے لئے نمونہ ہو۔ بیزا کے نسخے میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں "اور ہمیں بھی دیا" لیکن یہ مابعد کی زیادتی ہے- اور یوخرست کا رنگ چڑھا گیا ہے

۳۶ پھر اُن سب کی خاطر جمع ہوئی اور آپ بھی کھانا کھانے لگے۔

خاطر جمع- اس صفت کی صورت میں اسی جگہ آیا ہے لیکن فعل کی صورت میں آیات ۲۲ و ۲۵ میں- پولس کی جمعی مرض متعدی کی طرح دوسروں تک پھیل گئی۔

سب- یہی لفظ آیات ۳۳ و ۳۵ و ۳۷ و ۴۴ میں آیا ہے- کھانے لگے- آیت ۳۳-

۳۷- اور ہم سب مل کر جہاز میں دو سو چھہتر آدمی تھے۔

دو سو چھہتر- رسد بانٹتے وقت ان کی گنتی کی جاتی ہوگی تاکہ منتقل حادثات کا خیال رکھیں۔ ویٹی کن نسخے میں یہ شمار ہے "چھہتر کے قریب" لیکن پہلا شمار شاید زیادہ درست ہے۔ جس جہاز میں یوسیفس اطالیہ کو گیا۔ اس وقت چھ سو آدمی جہاز میں سوار تھے۔

۳۸- جب وہ کھا کر سیر ہوئے تو گیہوں کو سمندر میں پھینک کر جہاز کو ہلکا کرنے لگے۔

کھا کر سیر ہوئے- خالص پولس اور لوقا کا لفظ ہے (اکرنتھی ۴-۸) خوش دلی سے آدمی سیر ہو کر کھاتا ہے۔

ہلکا کیا- یہ خاص لفظ اسی بیان میں آیا ہے۔ ناتمام فعل سے ظاہر ہے کہ دیر تک یہ کرتے رہے۔

گیہوں- جہاز کا یہ خاص بوجھ تھا (آیت چھ کی شرح) آیت ۱۸ میں کسی دوسرے بوجھ کا ذکر ہے۔ انہوں نے حتی الامکان کوشش کی تھی کہ گیہوں کو بچائیں- لیکن آخر کار اپنی جانوں کے بچانے کی خاطر انہیں گیہوں پھینکنی پڑی۔

۳۹- جب دن نکل آیا تو انہوں نے اُس ملک کو نہ پہچانا۔ مگر ایک کھاڑی دیکھی جس کا کنارہ صاف تھا۔ اور صلاح کی کہ اگر ہو سکے تو جہاز کو اُس پر چڑھا لیں۔

اس ملک کو نہ پہچانا- فعل ناتمام سے اس امر کا ایما ہے کہ انہوں نے بار بار کوشش کی لیکن ناکامیاب رہے۔ اگرچہ یہ ملاح مالٹا کو پہلے بھی گئے ہونگے- اور ولیٹا (Valetta) کے بندرگاہ سے واقف تھے جو اسی ساحل پر جنوب مشرق کی طرف واقع تھا- پر خلیج پولس کا نقشہ "ن

کے خیال میں نہ ہوگا۔
کھاڑی۔ جو آج کل خلیج پوٹس کے نام سے مشہور ہے۔
دیکھی۔ اپنی آنکھیں اس پر لگا رکھیں۔
کنارہ ۵-۲۱-۵ کی شرح۔ ریتیلا کنارہ جو خشکی پر اُترنے کے لئے مناسب تھا۔ خلیج پولس پر یہ سارا بیان صادق آتا ہے۔ اگرچہ یہ ریتیلا کنارہ سمندر نے مٹا ڈالا ہے۔
صلاح کی۔ فعل ناتمام ہے یعنی بڑی خبرداری اور سوچ سمجھ کے ساتھ جہاز کو اس پر چڑھا لیں۔ اس فعل کے لئے دیکھو ۲۷-۴۵ + یہ خاص اصطلاح تھی جس کے معنے ... سمجھتے کہ وسیع سمندر سے جہاز کو خشکی پر دھکیل دیتا البتہ غرض یہ تھی کہ مسافروں کی جان بچائی جائے۔ بعض نسخوں میں یہاں ذرا سا فرق ہے " اور اُس سے یہ معنی نکلتے ہیں " جہاز کو صحیح سلامت کنارہ پر لے گئے " جس سے یہ معنے نکلتے ہیں کہ انہوں نے جہاز کے بچانے کی بھی کوشش کی۔

۴۰۔ پس لنگر کھول کر سمندر میں چھوڑ دئے اور پتواروں کی بھی رسیاں کھول دیں اور اگلا پال ہوا کے رخ پر چڑھا کر اُس کنارے کی طرف چلے۔

لنگر کھول کر (آیت ۴۰) کی شرح۔ جن رسیوں سے لنگر جہاز سے بندھے تھے اُن کو ڈھیلا کر دیا اور ان کو سمندر میں گرنے دیا۔ پس لنگروں کو سمندر میں رہنے دیا۔ جہاں وہ تہ کو گرفت کئے تھے۔ کیونکہ اب ان کی ضرورت نہ تھی۔
پتواروں کی بھی رسیاں۔ رسیوں کے لئے جو لفظ یہاں آیا ہے وہ صرف اسی آیت میں مخصوص ہے۔ اور لفظ پتوار یعقوب ۳-۴ میں آیا ہے۔ قدیم جہازوں میں دو پتوار ہوتے تھے۔ ایک ایک طرف اور دوسرا دوسری طرف یہ بھی چھوڑے گئے جبکہ جہاز لنگر ڈالے تھا۔ اب وہ اپنی اپنی جگہ ٹھیک کر لئے گئے۔ کیونکہ جہاز کو کنارہ تک چلانے کے لئے ان کی ضرورت تھی۔
اگلا پال۔ یہ لفظ اسی جگہ آیا ہے۔ اس سے نہ صرف جہاز کے چلانے میں

مدد ملتی۔ بلکہ جہاز کو خشکی کی طرف دھکیل دیتا جب اس میں ہوا ابھر جاتی۔
ہوا ... یا ہوا کا چلنا۔ بادبان کا ہوا سے بھرنا ان کے مقصد کیلئے مفید تھا۔
کنارے کی طرف چلے۔ اس کو روانی سے اُن کا یہی مقصد تھا (آیت ۳۹) یہ بھی جہازی اصطلاح تھی "جہاز کو خشکی پر لیجانے کے لئے" تاکہ جہاز کو سیدھا کنارے کی طرف لیجائیں۔

۴۱۔ لیکن ایک ایسی جگہ جا پڑے جس کے دونوں طرف سمندر کا زور تھا۔ اور جہاز زمین پر ٹک گیا۔ پس گلہی تو دھکا کھا کر پھنس گئی۔ مگر دنبالہ لہروں کے زور سے ٹوٹنے لگا۔

جا پڑے۔ یہ فعل اس جگہ کے سوا لوقا ۱۰-۳۰ یعقوب ۱-۲ میں بھی آیا ہے جب جہاز ساحل کی طرف جا رہا تھا تو غیر معمولی حوادث سے سامنا پڑا۔
جس کے دونوں طرف سمندر کا زور تھا " یا جہاں دو سمندر ملتے تھے " یہ صفت صرف اسی جگہ آئی ہے خلیج پوٹس کے مغربی کنارہ سے کچھ فاصلہ پر ایک چھوٹا جزیرہ بنام سلمونتا واقع تھا جہاں جہاز لنگر ڈالے تھا۔ وہاں سے یہ زمین کا حصہ ہی معلوم ہوتا تھا۔ لیکن جب وہ نزدیک پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ خشکی اور اس جزیرہ کے درمیان ایک رودبار تھی۔ اور یہ رودبار وہ جگہ تھی جہاں دونوں جہاز ملتے تھے۔ کیونکہ اس کے دونوں طرف سمندر تھا یہاں کا سیلاب جوار بھاٹا سے مل کر ریت کے کنارے بنا دیتا ہے۔ اور ریت کے ان کناروں میں سے ایک میں جہاز جا پھنسا۔ یا شاید یہ سمجھنا بہتر ہوگا کہ یہ فاکنانہ جیسی خشکی کا سرا وہ جگہ تھی۔ جہاں دونوں سمندر ملتے تھے۔ اُترنے کے لئے یہ جگہ ان کو مناسب معلوم ہوئی۔ دو سمندروں کے درمیان یہ ایک پہاڑی جیسی تھی۔ جب وہ یہاں پہنچ جاتے تو جہاز کی تباہی سے پیشتر ان کو بچ جانے کا کافی وقت تھا۔
جہاز زمین پر ٹک گیا۔ یہ انہوں نے "ارادتاً" کیا۔ کیونکہ ایسی حالت میں

یہی بہتر سمجھا گیا - یہ فعل صرف اسی جگہ آیا ہے جہاز کے لئے یہاں ایک نیا لفظ مستعمل ہوا ہے - اور وہ بھی اس آیت میں جس سے یہ ظاہر کیا گیا کہ جو پہلے بادبانی جہاز تھا - اب وہ خشکی میں پھنسا ہوا تختہ تھا -

گلہی - دیکھو آیت ۳۰ -

دھکا کھا کر - یہ فعل بھی اسی بیان میں آیا ہے - اس میں زور سے چمٹے یا دھنسے رہنے کا خیال بھی ہے -

پھنس گئی - "یا غیر متحرک رہی" یہ صفت اس آیت کے سوا عبرانی ۱۲-۲۸ میں بھی آیا ہے - خلیج پوش کی تہ میں کیچڑ ہے - جو چکنی مٹی کی طرح رفتہ رفتہ ہو جاتی ہے - یہ قیاس کیا گیا ہے کہ جہاز میں کم از کم ۱۸ فٹ آ گیا ہوگا - خشکی کے سرے پر پہنچ کر گہرے پانی کے نہ ملنے کی وجہ سے جہاز زمین پر ٹک گیا - اور اس کیچڑ میں پھنس گیا ہوگا -

دنبالہ - آیت ۲۹ -

ٹوٹنے لگا - یا رفتہ رفتہ ٹوٹ گیا (فعل نا تمام ہے - لہریں اور موجیں اس پر ٹکراتی ہونگی - اس لئے انہوں نے جہاز کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہوگا -

زور سے - یہ اسم ۵-۲۶ + ۲۱-۳۵ + ۴۴-۲-۷ + ایسی حالت میں سمندر کا سلسلہ بڑی شدت کا ہوگا -

۴۲ - اور سپاہیوں کی یہ صلاح تھی کہ قیدیوں کو مار ڈالیں کہ ایسا نہ ہو کوئی تیر کر بھاگ جائے -

یہ صلاح تھی - ۲-۲۳ کی شرح

قیدیوں کو مار ڈالیں - ان کے بھاگ جانے سے ان کو جواب دینا پڑتا (۱۲-۱۹)

تیر کر - یہ لفظ بھی اسی آیت میں آیا ہے -

بھاگ جائیں - یہ لفظ بھی اسی آیت میں آیا ہے -

۴۳ - لیکن صوبے دار نے پولس کے بچانے کی غرض سے انکو اس ارادے سے باز رکھا - اور حکم دیا کہ جو تیر سکتے ہیں پہلے کود کر کنارے پر چلے جائیں -

پولس کے بچانے کی غرض سے - یولیس نے شروع سے پولس کے ساتھ باعزت سلوک کیا - اور اب وہ پولس کی صلاح کے لئے مشکور تھا جسکی وجہ سے سب کی جان بچ گئی (آیات ۲۲ سے ۲۴ + ۳۰ سے ۳۲ + ۳۴ سے ۳۶) یوں سارے قیدی بچ گئے -

ارادے - اس لفظ کی یہ صورت رومیوں ۹-۱۹ + ۱ پطرس ۴-۳ + میں آئی ہے - اس میں آرزو اور ارادہ دونوں داخل ہیں -

تیر سکتے ہیں - یہ فعل بھی اسی بیان میں آیا ہے اور لفظ "کود کر" کا بھی یہی حال ہے خشکی پر پہلے پہنچنے کے ذریعہ وہ نہ تیرنے والوں کی مدد کر سکتے تھے -

۴۴ - اور باقی لوگ بعض تختوں پر اور بعض جہاز کی اور چیزوں کے سہارے سے چلے جائیں - اور اسی طرح سب کے سب خشکی پر سلامت پہنچ گئے -

تختوں - یہ ان میں سے آخری لفظ ہے جو اسی باب میں آئے ہیں - یہ تختے جہاز میں مختلف مقاصد کے لئے رکھے گئے ہونگے -

جہاز کی اور چیزوں - اس ٹوٹے جہاز کی مختلف چیزیں مراد ہیں -

سلامت پہنچ گئے - یہ مرکب لفظ ۲۳-۲۴ ۲۷-۴۳ + ۲۸-۱ و ۴ میں بھی آیا ہے - اس سے ان کی کامل سلامتی مراد ہے - یوں خدا کا وعدہ جو پہلے سے کیا گیا تھا - پورا ہو گیا - (آیت ۲۴)

ستائیسویں باب کی تعلیم

اول - بڑے بڑے حصے	(۱) پہلی منزل قیصریہ سے مورہ تک

آیات ۱ سے ۵

(۲) دوسری منزل مورہ سے حسین بندر تک ۶ سے ۱۲-

(۳) تیسری منزل حسین بندر سے مالٹا تک ۱۳ سے ۴۴

علاوہ ازیں

(۱) روانگی ۱ سے ۷

(ب) مقام ۸ سے ۱۲-

(ج) طوفان ۱۳ سے ۴۴

دوم - بڑے بڑے مضامین

(۱) پولس جہاز میں

(۱) مشورت میں دانا ۹ سے ۱۳

(ب) خطرہ میں مطمئن ۱۴ سے ۲۶

(ج) کام میں مستقل ۲۷ سے ۳۸

(د) زبردست رسوخ ۳۹ سے ۴۴

مشیر ۹ و ۱۰

تسلی دینے والا ۲۱ سے ۲۶

ہدایت کرنے والا ۳۰ سے ۳۲

حوصلہ دینے والا ۳۳ سے ۳۶

بچانے والا دوسروں کا ۴۲ سے ۴۴

اُس کی خوش اخلاقی قابل لحاظ ہے (۱۰ و ۲۱ + صاحبو وغیرہ)

اور ایمان کا دلیرانہ اقرار - ۲۴ سے ۲۵

خاطر جمعی جو دوسروں پر بھی اثر کرتی تھی ۳۴ سے ۳۶

دینداری کا نمونہ آیت ۳۵

(۲) خدا کی مہربانی اپنے خادم پر

(۱) مہربانی سے محیط ۲ و ۳ و ۴

(ب) راہ میں اُس کو تازہ دم کرتا ہے - آیت ۳

(ج) اُسے پیشین بینی عطا کرتا ہے ۹ و ۱۰

(د) خطرہ میں اس کو شاد کرتا ہے ۲۲ سے ۲۶

(ہ) صدمہ سے اس کو بچاتا ہے ۳۰ سے ۳۲ + ۴۳ و ۴۴

(و) اُس کے رسوخ پر برکت دیتا ہے ۳۳ سے ۳۷

اٹھائیسواں باب

۱ سے ۱۰ پولس مالٹا میں پبلیس

۱- جب ہم پہنچ گئے - تو جانا - کہ اس ٹاپو کا نام ملیتے ہے -

پہنچ گئے یا بچ گئے - ۲۷-۴۴ میں یہی فعل آیا تھا -

جانا - ۲۷-۳۹ + لیکن یہاں فعل ناتمام نہیں - انہیں فوراً معلوم ہو گیا کہ یہ کونسا جزیرہ تھا - یا تو خاص زمین کے نشانوں سے یا وہاں کے باشندوں سے ان کو یہ علم حاصل ہوا ہو گا -

ملیتے - یہ آج کل مالٹا کے نام سے مشہور ہے - یہ سسلی سے جنوب کیطرف چھ میل کے فاصلہ پر ہے - اس کا طول سترہ میل اور عرض زیادہ سے زیادہ نو میل کے قریب ہے - سنہ ۱۸۰۰ء سے لیکر یہ سرکار انگریزی کے ماتحت ہے پولس کے دنوں میں یہ سسلی کے رومی علاقہ سے متعلق تھا - ویٹی کن اور بعض دیگر نسخوں میں اس کا نام ملیتی آیا ہے -

۲- اور ان اجنبیوں نے ہم پر خاص مہربانی کی کیونکہ مینہ کی جھڑی اور جاڑے کے سبب انہوں نے آگ جلا کر ہم سب کی خاطر کی

اجنبیوں نے - یونانی ان سب کو بربری یا اجنبی کہا کرتے تھے جو نسل اور زبان کے لحاظ سے اُن سے مختلف تھے (دیباچہ ۴-۳) چونکہ لوقا خود یونانی تھا - اس لئے اس جزیرے کے باشندوں کو جو فینکے نسل کے تھے بربری کہتا ہے - اگرچہ ان میں کئی ایک مخلوط النسل بھی تھے - کیونکہ یہ جزیرہ پہلے یونانیوں کے بعد ازاں رومیوں کے ماتحت رہا تھا - یہ لفظ پولس اور لوقا کا ہے - (رومیوں ۱-۱۴ + ۱ کرنتھی ۱۴-۱۱ + کلسیوں ۳-۱۱)

مہربانی - یہ پولس اور لوقا کا لفظ ہے (ططس ۳-۱۴ + ۲۷-۳)

آگ جلا کے۔ لوقا ۲۲-۵۵+ یعقوب ۲-۱۵ و ۱۶

خاطر کی۔ یعنی دوستانہ طریق سے سلوک کیا۔ ۱۸-۲۶ سے مقابلہ کرو۔

مینہ کی جھڑی۔ پولُس اور لوقا کی تصنیفات میں یہ لفظ کئی بار آیا ہے جب وہ خشکی پر اُترے تو غالباً سخت بارش ہو رہی ہوگی۔

جاڑے۔ یہ لفظ یوحنا ۱۸-۱۸+۲ کرنتھی ۱۱-۲۷ میں بھی آیا ہے۔ ان حوالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ پولُس نے مینہ جھڑی سے کئی بار تکالیف اٹھائی تھی۔ اب نومبر کا وسط تھا اور سردی شدت کی ہوگی خاصکر جبکہ وہ بھیگے تھے۔

۳۔ جب پولُس نے لکڑیوں کا گٹھا جمع کر کے آگ میں ڈالا تو ایک سانپ گرمی پا کر نکلا اور اس کے ہاتھ پر لپیٹ گیا۔

جب پولُس نے۔ یہ ادھر اُدھر کام میں مصروف تھا (۲۰-۳۴) ساری زندگی میں دستکاری اور روحانی کام میں پولُس ایک اچھا نمونہ ہے۔

جمع کر کے۔ یہ فعل یہاں اور متی ۱۷-۲۲ کے حاشیہ میں آیا ہے۔

لکڑیوں۔ یہ خاص جھاڑیاں اب تک وہاں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ یہ لفظ اسی جگہ استعمال ہوا ہے۔

ایک سانپ۔ متی ۳-۷+۱۲-۳۴+۲۳-۳۳+لوقا ۳-۷۔ یہ ایک خاص زہریلی قسم کا سانپ تھا۔ ہندوستان میں زہریلے سانپوں کی بہت قسمیں ہوتی ہیں۔

گرمی پا کر۔ سردی کے مارے یہ سُن ہو گیا ہوگا۔ اور گرمی سے بے ہوش میں آ گیا۔ گرمی کے لئے جو لفظ ہے۔ وہ صرف اسی جگہ آیا ہے۔ اور خاصکر طبیب اسے استعمال کرتے ہیں۔

لپیٹ گیا۔ یہ فعل اسی آیت میں آیا ہے یہ لفظ یونانی طبیب استعمال کیا کرتے تھے (مثلاً (Dioscorides) نے ایسے زہریلے مادہ کے لئے جو جسم میں سرایت کر جاتا ہے۔ اس لئے یہ قرین قیاس ہے کہ سانپ نے پولس

کو کاٹا اور اس کا زہر اُس کے بدن میں آ گیا۔ سانپ کے کاٹے سے اس ملک میں سب واقف ہیں۔

۴۔ جس وقت اُن اجنبیوں نے وہ کیڑا اُس کے ہاتھ میں لٹکا ہوا دیکھا تو ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ بیشک یہ آدمی خونی ہے۔ اگرچہ سمندر سے بچ گیا۔ تو بھی عدل اُسے جینے نہیں دیتا۔

کیڑا۔ یہ بھی طبی اصطلاح کا لفظ ہے۔ اور جو دوائی سانپ کے کاٹنے کے لئے استعمال ہوتی ہے اس کے لئے بھی یہی لفظ آتا ہے۔ یہ دوائی سانپ کے گوشت سے بنائی جاتی ہے۔

لٹکا ہوا۔ سانپ نے ہاتھ پر گرفت ڈالی ہوگی اور لٹک رہا تھا۔

کہنے لگے۔ ان میں یہ بات جلد پھیل گئی۔ فعل ناتمام ہے۔ نیز دیکھو آیت ۶

بیشک۔ یہ بڑے زور کا لفظ ہے اور پولُس و لوقا کی تصنیفات میں آتا ہے لوقا ۴-۲۳-اعمال ۲۱-۲۴+رومیوں ۳-۹+۱ کرنتھی ۵-۱۰+۹-۲۰ و ۲۱+۱۶-(۱۲)

بچ گیا۔ ۲۷-۴۴+۲۰-۱ میں بھی لفظ آیا ہے۔

عدل۔ یونانی لوگ عدل کو دیوی سمجھ کر اُس کی پوجا کرتے تھے۔ یہ زیوس اور تھیمس کی بیوی تھی۔ اہل مالٹا بھی شاید اس دیوی کو مانتے ہوں یا ان کی اس قسم کی کوئی اور دیوی ہو۔ ہندوستان میں یہ وہی (تقدیر) دیوی ہے۔

۵۔ پس اُس نے کیڑے کو آگ میں جھٹک دیا اور اُسے کچھ ضرر نہ پہنچا۔

جھٹک دیا۔ لوقا کا فعل (لوقا ۹-۵) یہاں بھی پولس کا اطمینان قابل لحاظ ہے سانپ کے کاٹے جانے سے کیسی گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے ہم سب کو معلوم ہے۔

ضرر نہ پہنچا۔ (مقابلہ کرو لوقا ۱۰-۱۹+مرقس ۱۶-۱۸

۶۔ مگر وہ منتظر تھے کہ اس کا بدن سوج جائیگا یا یہ مر کے یکایک گر پڑیگا۔ لیکن جب دیر تک انتظار کیا۔ اور دیکھا کہ اس کو کچھ ضرر نہ پہنچا تو اور خیال کر کے کہا کہ یہ تو کوئی دیوتا ہے۔

منتظر تھے - ۲۸-۵ کی شرح -

سوج جائیگا - یہ فعل اسی آیت میں آیا ہے - یہ بھی طبی اصطلاح ہے -

گر پڑیگا - ۲۶-۱۴ کی شرح -

یکایک - ۲-۲ کی شرح -

ضرر نہ پہنچا - ۲۵-۵ کی شرح - یہ بھی طبی لفظ ہے - کسی غیر معمولی یا مہلک شئے کے لئے آتا ہے -

اور خیال کرکے - یہ فعل اسی آیت میں آیا ہے - انکی رائے بالکل بدلگئی (مقابلہ ۱۴-۱۱و۱۹) دیوتا ہے - ایسے معجزے کو دیکھکر بت پرستوں نے رسولوں کو دیوتا ٹھیرایا (۱۴-۱۱ سے ۱۲) یونانی قصے ہیں جن سے اہل مالٹا ناواقف نہ ہونگے کہ بعض دیوتا ڈرکر خاص خاص زہریلے سانپوں پر تھا ہندوستان میں شیو کے گلے میں اور بدن پر سانپ لپٹے رہتے ہیں اور وشنو ایک سانپ پر سو رہا ہے -

۷- وہاں سے قریب پبلیس نام اس ٹاپو کے سردار کی ملک تھی - اس نے گھر لیجا کر تین دن تک بڑی مہربانی سے ہماری مہمانی کی -

پبلیس - یہ رومی شخصی نام تھا - جیسے آج کل مسیحی نام ہوتا ہے علاوہ خاندانی نام کے یہاں کے لوگ اس سردار کو بہت عزیز رکھتے ہونگے جیسے بعض مدبران ملک چھوٹے بڑے سب کو عزیز ہوتے ہیں - لوگ ان کے مسیحی نام سے ان کو پکارتے ہیں تو وانے سنا کہ وہ اسی نام سے پکارا جاتا ہے - اس لئے اس نے وہی نام درج کیا - رامزی صاحب کا خیال ہے کہ اس نام کی یونانی صورت ([illegible]) لاطینی پوپلیوس ([illegible]) اور یہ خاندانی نام ہے - اگر ایسا ہو تو کوئی مشکل باقی نہیں رہتی -

ٹاپو کا سردار - یا لفظی طور سے - ٹاپو کا مقدم (آدمی) مالٹا کے کتبوں سے یہ لقب ثابت ہے - رومیوں نے یہ لقب اہل مالٹا کا معلوم کرکے اس کو وہاں کے حاکم کے لئے سرکاری لقب مقرر کردیا یا ایسے ایک دیسی رئیس کا خطاب سمجھا - جیسے رومیوں

نے اجازت دی ہو کہ وہ اپنا خطاب قائم رکھے - ہندوستان میں اکثر ایسے لوگ ہیں جنکو سرکار نے اپنے پہلے خطاب قائم رکھنے کی اجازت دی ہوئی ہے -

بڑی مہربانی سے - یہ لفظ یہاں ہی آیا ہے - اس میں محبت اور فیاضی دونوں پائی جاتی ہیں -

مہمانی کی - یہ مرکب فعل یہاں کے سوا عبرانی ۱۳-۲ میں آیا ہے - اس سے اس تباہ شدہ جہاز کے سب لوگ مراد ہونگے - بعض سمجھتے ہیں کہ اس نے پولس اور اس کے رفیقوں کی مہمانی کی ہوگی -

۸- اور ایسا ہوا کہ پبلیس کا باپ بخار اور پیچش کی وجہ سے بیمار پڑا تھا پولس نے اس کے پاس جاکر دعا مانگی اور اس پر ہاتھ رکھکر شفا دی -

بخار - یہ لفظ یونانی میں جمع آیا ہے یعنی بخاریں اور طبی نام ہے - نئے عہدنامے کے دوسرے مصنف اسے واحد میں استعمال کرتے ہیں -

پیچش - نئے عہدنامہ میں یہ لفظ یہاں ہی آیا ہے - یہ بھی طبی نام ہے یونانی حکیموں نے بخار کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے - ایسی بیماری کے نشان ظاہر کرنے کے لئے جس سے ہم بخوبی واقف ہیں -

بیمار پڑا تھا - یا بیماری میں مبتلا تھا - مقابلہ کرو - لوقا ۴-۳۸ سے -

دعا مانگی - ۹-۴۰ و ۲۰-۳۶ + مقابلہ کرو یعقوب ۵-۱۶ -

ہاتھ رکھکر - ۶-۶ کی شرح -

۹ جب ایسا ہوا تو باقی لوگ جو اس ٹاپو میں بیمار تھے آئے اور اچھے کئے گئے

آئے اور اچھے کئے گئے - فعل ناتمام ہے کہ بار بار ایسے لوگ آتے اور اچھے ہوتے تھے - آیت ۱۰ میں صیغہ ہم سے ظاہر ہے کہ لوقا نے بھی مدد کی -

۱۰- اور انہوں نے ہماری بڑی عزت کی اور چلتے وقت جو کچھ ہمیں درکار تھا جہاز پر رکھدیا

بڑی عزت کی - شکرگذاری اور تحفے تحائف کے ذریعے -

چلتے وقت - ۱۳-۱۰ کی شرح

جو کچھ چلنے کو درکار تھا۔ جہاز کے تباہ ہونے کے ساتھ ان کی ساری چیزیں بھی تباہ ہو گئی تھیں۔ اس لئے نئے سامان کی ضرورت تھی۔

۱۱ سے ۱۵
مالٹا سے روم تک سفر

۱۱- تین مہینے کے بعد ہم اسکندریہ کے ایک جہاز پر روانہ ہوئے جو جاڑے بھر اس ٹاپو میں رہا تھا اور جس کا نشان دیسکوری تھا۔

تین مہینے کے بعد۔ اگر ان کا جہاز وسط نومبر میں تباہ ہوا تو تین مہینے وسط فروری میں ختم ہونگے جہازرانی شروع ہونے کے لئے یہ کچھ قبل از وقت تھا (۱۵ مارچ ٹھیک وقت تھا) لیکن شاید موسم اچھا شروع ہو گیا ہو۔ اس لئے وہ چلنے کے لئے تیار ہو گئے ہوں یا یہ تین مہینے تخمیناً بتائے گئے ہوں اور وہ مارچ کے شروع میں ہی روانہ ہوئے ہوں۔ روانہ ہوئے ۱۳-۱۳ کی شرح ہوا جنوبی رخ کی ہو گی اس لئے وہ سسلی کو سیدھے جا سکتے تھے۔

اسکندریہ کا ایک جہاز یہ بھی غالباً غلہ کا جہاز ہوگا۔ اسی قسم کا جو تباہ ہوا تھا (۲۷-۶) اور شاہی بیڑے سے متعلق ہو گا۔ جس ہوا نے اس جہاز کو برباد کیا اسی نے اس جہاز کو موسم سرما کے بندرگاہوں میں پہنچا دیا ہو گا۔

جاڑے بھر - ۱۲-۲۷ کی شرح - ولیتا کے معمولی بندرگاہ میں۔

نشان - یہ لفظ اسی آیت میں آیا ہے۔ اُن زمانوں کے جہازوں میں ان کے نام کھُدے یا حروف جلی میں لکھے ہوتے تھے۔ یہ نشان اکثر دیوتاؤں کے تھے۔ جن کے ذریعہ ان جہازوں کا امتیاز بھی کیا جاتا تھا۔

دی سکوری۔ یا توام برادر۔ جو پیٹر کے لیڈا کے بطن سے دو بیٹے تھے۔ ایک کا نام کاسٹر تھا اور دوسرے کا پالکس (یہ لیڈا اسپارٹا کے بادشاہ کی بیوی تھی) روایت ہے کہ انہوں نے سمندر کو ڈاکوؤں سے پاک کر دیا تھا اور اس لئے یہ

جہازرانی کے محافظ دیوتا مانے گئے۔ ایک سخت طوفان کے وقت آگ کے شعلے ان کے سروں کے گرد مشتعل دکھائی دئے۔ اور وہ طوفان موقوف ہو گیا۔ جو زرد اور نیلے رنگ کی روشنی طوفان کے وقت ملاحوں کو نظر آتی ہے۔ تو وہ لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ یہ دیوتا ان کی مدد کے لئے آئے ہیں۔ اس لئے یہ ملاحوں کے موکل دیوتا بھی سمجھے گئے۔ اور ان سے ملاح اپنی حفاظت کی دعا مانگا کرتے تھے کہتے ہیں کہ وہ دونوں آسمان پر چڑھ گئے۔ اور ستاروں میں مل گئے۔ چنانچہ جوزا ستارہ جو توام کی صورت رکھتا ہے۔ یہی دیوتا سمجھے جاتے ہیں ہندی میں اس کا نام متھن ہے۔

۱۲- اور سرکوسہ میں جہاز ٹھیر کر تین دن رہے۔

سرکوسہ - یہ سسلی کا صدر مقام تھا اور جنوب مشرقی کنارہ پر واقع تھا۔ یہ اس جزیرے کے مشرقی حصہ کا دارالخلافہ تھا۔ اور مشہور یونانی بستی کی قدیم جگہ تھی مالٹا سے یہاں تک ایک سو میل کا فاصلہ تھا۔ سو یہ وہاں بوجھ لادے سے ایک دن پیچھے پہنچے ہونگے

تین دن۔ مطابق ہوا یہاں بند ہو گئی اور سرکوسہ میں ان کو ٹھیرنا پڑا۔

۱۳- اور وہاں سے پھیر کھا کر ریگیم میں آئے۔ اور ایک روز بعد دکھنا چلی تو دوسرے دن پتیلی میں آئے۔

پھیر کھا کر۔ ان کا سفر شمال کی طرف تھا۔ خاکنائے مسینا سے اوپر کی طرف چونکہ ہوا موافق نہ تھی۔ اس لئے مخالف سمت میں چلنے کے لئے بڑی کوشش اور حکمت درکار تھی اور رفتار دھیمی تھی۔ انگریزی بائیبل کے حاشیہ میں جو لفظ آیا۔ وہ بعض نسخوں میں پایا جاتا ہے لیکن یقینی نہیں (۲۷-۴۰ میں یہی فعل آیا ہے)

آئے - ۲۱-۱ کی شرح۔

ریگیم۔ آج کل اس کا نام رگیو ہے۔ اٹالیہ جنوب مغربی سرے کے نزدیک یہ شہر واقع ہے۔ اور سسلی کے مسینا کے بالمقابل خاکنائے کے تنگ حصہ پر۔

قدیم جہاز رانی کے دنوں میں سِکلا (Scylla) چٹان اور اس کا مقابل گرداب کے باعث مشہور تھا۔ کاسٹر اور پولکس کی یہاں پرستش ہوتی تھی۔ اس لئے ملاح لوگ یہاں آنکر ان کے آگے اپنی منتیں چڑھاتے تھے (آیت ۱۱)۔ قدیم زمانے میں یہاں مشہور یونانی بستی تھی۔ سرکوسہ سے اسی میل کے فاصلے پر تھا۔ سنہ ۱۹۰۹ء میں رگیم اور مسینا کو سخت بھونچال نے تباہ کر دیا۔ اس لئے یہ نام ہم سبھوں کو معلوم ہو گئے۔

ایک روز بعد۔ اتنا عرصہ وہ رگیم ہی میں ٹھہرے۔

دکھنا چلی۔ ۲۷-۱۳+ ان کو ایسی ہوا کی ضرورت تھی یہ فعل اسی آیت میں آیا ہے

دوسرے دن۔ یہ خاص صورت اسی جگہ مستعمل ہوئی ہے۔ رگیم سے پتیولی تک ایک سو اسی میل کا فاصلہ تھا۔ سات میل فی گھنٹہ اوسط رفتار سے انکو تقریباً چھبیس گھنٹے درکار تھے۔

پتیولی۔ آج کل اس کا نام پزیولی ہے اور خلیج نیلپز میں واقع ہے۔ یہ روم کا خاص بندرگاہ تھا۔ اس شہر سے جنوب مشرقی کی طرف ایک سو چالیس میل کے فاصلہ پر تھا۔ اگرچہ اوستیا جو دریائے ٹائبر کے دہانہ پر واقع تھا بہت کچھ اس مقصد کے لئے مفید تھا۔ پتیولی اطالیہ کا بڑا تجارتی شہر تھا۔ اور اس کے ذریعہ مشرق کے ساتھ بہت سوداگری ہوتی تھی۔ یہ گویا مغربی دنیا کا کولمبو تھا۔ بقول سینیکا مصر کے جہاز اپنا غلہ اُتارتے تھے۔ اس لئے لوگ بڑے شوق سے ان کی انتظار کیا کرتے تھے۔ اس تجارت کے ذریعہ بہت یہودی یہاں آنکر آباد ہو گئے تھے۔

۱۴ وہاں ہم کو بھائی ملے۔ اور ان کی منت سے ہم سات دن ان کے پاس رہے اور اسی طرح رومہ تک گئے۔

بھائی ملے۔ یعنی مسیحی۔ اگرچہ ہم کو کچھ معلوم نہیں کہ پتیولی میں کلیسیا کی بنیاد کب پڑی تھی۔ لیکن ایسی تجارتی منڈی میں یہ کچھ عجیب بات نہ تھی اور جب یہودی اسقدر

تھے اور جبکہ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ رومہ میں مسیحیوں کی ایک بڑی تعداد تھی۔

ان کی منت سے ہم سات دن انکے پاس رہے۔ بیزا کے نسخے میں یہ عبارت ہے "آرام پایا اور سات دن ان کے پاس رہے"۔ یہ عبارت زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ پولس قیدی تھا۔ اور اپنی حسب منشا کوچ و مقام نہ کر سکتا تھا گو صوبہ دار اس کا لحاظ اور اس کی عزت کرتا تھا۔ بعضوں نے یہ خیال بھی کیا ہے کہ پولس نے اپنے پہنچنے کی خبر روم میں حکام کو دی ہوگی۔ اور ان کیطرف سے احکام کا منتظر تھا۔ بہرحال پولس کو ایک ہفتہ کا آرام مل گیا اور مسیحیوں کے ساتھ ریسٹ منایا۔ یہ اس کے لئے بڑی خوشی کا باعث تھا۔

رومہ تک گئے۔ یہ روم کا دارالخلافہ عروس دنیا کہلاتا تھا۔ سمندر سے ۱۵ میل کے فاصلہ پر دریائے ٹائیبر پر واقع تھا۔ یہ سات پہاڑیوں پر آباد تھا۔ اور پہلے پہل اس کی بنیاد لاطین فرقے نے سنہ ۷۵۳ ق م میں ڈالی اسوقت اسکی آبادی پندرہ لاکھ کے قریب تھی۔ یہاں عالیشان عمارتیں اور شاندار تماشا گاہ تھا۔ اس کے گرد ایک پختہ فصیل تھی۔ اور اس میں کئی ایک پھاٹک تھے۔ جن سے مختلف ممالک کو سڑکیں جاتی تھیں۔ جیسے قدیم دہلی کی فصیل اور پھاٹک تھے۔ شاہی محل پلاٹین پہاڑی پر بنا ہوا تھا۔ بعضوں کا خیال ہے کہ یہاں رومہ دیہ، معنوں میں آیا ہے اور کل ریاست اس میں شامل تھی۔ جیسے دہلی سے دہلی کا علاقہ مراد ہو۔ لیکن آیت ۱۶ میں خاص فصیلدار شہر مراد ہے۔ اس لئے یہاں دو دفعہ پہنچنے کا ذکر ہے۔ ورنہ ہمیں ۱۵ و ۱۶ آیات کو ۱۴ آیت کی تفصیل سمجھنا ہوگا۔

۱۵۔ وہاں سے بھائی ہماری خبر سنکر اپیس کے چوک و تین سرائے تک ہمارے استقبال کو آئے اور پولس نے انہیں دیکھ کر خدا کا شکر کیا اور اسکی خاطر جمع ہوئی۔

بھائی۔ یعنی روم کے مسیحی۔ رومیوں کے نام کا خط اس سے تین سال پیشتر لکھا گیا تھا اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہاں کتنے مسیحی تھے۔ اور اُن میں سے

بہنوں کے نام بھی وہاں درج ہیں (رومیوں ۱۶-۳ سے ۵) یہ جماعتی کلیسیا کی بنیاد پنتکوست کے دن سے پڑی ہوگی (۲-۱۰)۔

ہماری خبر سنکر - پتیلی میں سات دن کا مقام روم کے دوستوں کو خبر ملنے کے لئے کافی عرصہ تھا۔

ہمارے استقبال کو آئے - یا ہمیں ملنے آئے۔ دیکھو متی ۲۵-۶ اور ۱ تھسلنیکی ۴-۱۷

اپیئس کے چوک - یہ جگہ روم سے تنتالیس میل کے فاصلہ پر تھی اس اپی ان سڑک پر جو روم سے برندیسی کو جاتی تھی۔ ایک اور سڑک پتیولی سے آکر اسے بمقام کپوآ مل جاتی تھی۔ اس شہر سے پولس اور اس کے رفیقوں نے اس سڑک کو عبور کیا۔ جو سڑکوں کی ملکہ کہلاتی تھی۔ شاید اپیئس کلادیوس کے باعث اس سڑک کا نام اپیئس پڑ گیا۔ یہ شخص (۳۱۲ ق م سے ۳۱۰ ق م تک تھا۔ اور اس نے اس سڑک کا بڑا حصہ بنوایا تھا۔ اس جگہ مسافر اپنے گھوڑے بدلتے تھے۔

تین سرائے - یہ لاطینی نام کا ترجمہ ہے۔ اپیئس کی نسبت یہ روم سے دس میل زیادہ نزدیک تھا۔ اس جگہ سے انتیوم اور ساحل سمندر کو سڑکیں جاتی تھیں ہندوستان میں ایسی سرائیں بہت ہیں جہاں مسافر جاکر آرام کرتے ہیں۔

شکر کیا - ۲۷-۳۵

خاطر جمع ہوئی - یہ لفظ اسی جگہ آیا ہے۔ لیکن اس سے مشتق فعل ۲۳-۱۱ میں یہ ہمارے خداوند کے پیغام کو یاد دلاتا ہے - مسیحی بھائیوں کی اس گہری ملاقات سے اسے یقین ہو گیا ہوگا کہ میں اپنے مالک کی مرضی اور ارادے کو پورا کر رہا ہوں جس کا مکاشفہ اسے انتونیہ کے قلعہ میں ملا تھا۔ اس نے دیکھا کہ مسیح روم میں بھی تھا۔ شاید وہ پریشان خاطر تھا۔ اور نہ جانتا تھا کہ روم میں کیسا سلوک اس کے ساتھ ہوگا لیکن جب مسیحی بھائی اس کو ملنے آئے تو اس کا دل باغ باغ ہو گیا۔ اور اس کا حوصلہ افزوں ہوا۔ (رومیوں ۱-۱۱ و ۱۲)

۱۶ سے ۲۱ پولس روم میں - یہودیوں سے تقریر

۱۶- جب ہم روم میں پہنچے۔ تو پولس کو اجازت ہوئی کہ اکیلا اس سپاہی کے ساتھ رہے جو اس پر پہرہ دیتا تھا۔

روم میں پہنچے - دیکھو آیت ۱۴ کی شرح۔ یہاں خاص شہر میں داخل ہونے کا ذکر ہے وہ کپوآ پھاٹک سے داخل ہوا ہوگا۔ بیزا اور بعض دوسرے نسخوں میں فقط روم کے بعد یہ عبارت آتی ہے "صوبہ دار نے قیدیوں کو چھاؤنی کے سردار کے سپرد کیا۔ لیکن پولس کو ..." یہ چھاؤنی کا سردار شاہی محل کے دستہ فوج کا سردار ہوگا۔ جو ان دنوں برس (Burrus) تھا یہ شخص بڑا مہربان اور نیک مزاج تھا۔ البتہ رامزی اور بعض دیگر مفسر سمجھتے ہیں کہ یہ سردار یہ پلستیوں کی چھاؤنی کا سردار ہوگا جو کیلی ان (Caelian) پہاڑی پر واقع تھی (۲۷-۱ کی شرح) اگر جولیس خاص خدمت کے صوبہ داروں میں سے تھا تو اس نے یہ چارج اپنے افسر کے سپرد کیا ہوگا۔

ساتھ رہے۔ غالباً جولیس کی خاص سفارش کی وجہ سے۔ کیونکہ اس رسول نے خاص خدمت کی تھی۔

پہرا دیتا تھا - جو زنجیر کے ساتھ قیدی سے بندھا ہوتا تھا۔ اس خاص خدمت کے لئے سپاہی بدلتے رہتے ہونگے۔ اور یوں انجیل کی اشاعت ہوتی چلی گئی (فلپیوں ۱-۱۳) پولس کو کافی آزادی حاصل تھی تو بھی وہ قیدی تھا۔ زنجیر سے جکڑا ہوا قیدی (افسیوں ۶-۲۰)۔ فقط "سپاہی" سے پیشتر بیزا کے نسخے میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں "چھاؤنی کے باہر" جس سے اسکے ساتھ خاص رعایت کو ظاہر کیا گیا۔

۱۷- تین روز کے بعد ایسا ہوا کہ اس نے یہودیوں کے رئیسوں کو بلوایا اور جب جمع ہو گئے تو ان سے کہا کہ اے بھائیو۔ ہر چند میں نے امت کے اور باپ دادوں کی رسموں کے خلاف کچھ نہیں کیا تو بھی یروشلیم سے قیدی ہوکر رومیوں کے ہاتھ حوالے کیا گیا۔

یہودیوں کے رئیسوں - ۲۵-۲ - روم کے بارہ یہودیوں کی طرف سے نمایندگان

تھے - ان کے روبرو میں کم از کم سات عیاد نجانے تھے۔ مقابلہ کرو رومیوں ۱-۱۶ سے ،
میں نے تیری ہی نے تم کو بنایا ہے اور جیسے تم قیدی دیکھتے ہو یہ تاکیدی اسم ضمیر ہے۔
امت - ۱۰-۲ کی شرح + یہودی امت -
رسموں - ۶-۱۴ کی شرح + اور باپ دادوں کیلئے ۲۲-۳ + ۲۴-۱۴
حوالے کیا گیا - ہیکل میں حملہ کیا گیا - (۲۱-۳۰ سے ۲۴-۱ اور مابعد
واقعات جو قیدی ہونے کے بعد ہوئے۔

۱۸- انہوں نے میری تحقیقات کر کے مجھے چھوڑ دینا چاہا کیونکہ میرے قتل کا کوئی سبب نہ تھا۔

تحقیقات - ۴-۹ کی شرح -
چھوڑ دینا چاہا - فعل ناتمام سے ظاہر ہے کہ اس کے چھوڑنے کا بار بار ارادہ ہوا (مقابلہ کرو ۲۶-۲۲ + ۲۵-۲۵ ، ۲۵-۲۶ + ۲۶-۳۱ و ۳۲ -

۱۹- مگر جب یہودیوں نے مخالفت کی تو میں نے لاچار ہو کر قیصر کے ہاں اپیل کیا - مگر اس واسطے نہیں کیا کہ اپنی قوم پر مجھے کچھ الزام لگانا تھا۔

مخالفت کی - مقابلہ کرو ۳-۲۵ ... ۵ + بیرونیتس کے سامنے گذرا اگرچہ ۲۱-۲۶ سے ۹ کے مختصر بیان میں اس کی تفصیل نہیں -
لاچار ہو کر اپیل کیا - ۲۵-۱۱ یہ گویا آخری وسیلہ تھا۔ جو اس نے بڑی ناچاری کی حالت میں اختیار کیا -
نہیں کیا - اس نے بیان کیا کہ میں نے حفاظت نفس کے لئے یہ قدم لیا - میں اپنی قوم کے خلاف نہ تھا - میں مدعی نہیں بلکہ مدعا علیہ ہوں -

۲۰- پس اس لئے میں نے تمہیں بلایا ہے کہ تم سے ملوں اور گفتگو کروں - کیونکہ اسرائیل کی امید کے سبب میں اس زنجیر سے جکڑا ہوا ہوں ۔

اسرائیل کی امید - ۲۳-۶ + ۲۴-۱۵ + ۲۶-۶ سے ۸ کی شرح یعنی مسیح کی اور

قیامت کی امید - اس لئے ہندوستان میں ہم بھی یہ سمجھتے ہیں کہ مسیح اور اس کی انجیل "ہندوستان کی امید ہے" اس لئے ہماری حب القومی کا یہ خاصہ ہونا چاہیئے - کہ ہم حتی الوسع اپنے ہموطنوں کی سچی خیر خواہی کی خاطر انکو انجیل سنائیں -
زنجیر سے جکڑا ہوا - بولتے وقت اس نے ان کو زنجیر دکھائی ہوگی (۲۰-۳۴ ، مقابلہ کرو افسیوں ۶-۲۰ + ۲ تیمتھیس ۱-۱۶ -

۲۱- انہوں نے اس سے کہا نہ ہمارے پاس یہودیہ سے تیرے بارے میں خط آئے نہ بھائیوں میں سے کسی نے آکر تیری کچھ خبر دی نہ برائی بیان کی -

ہمارے - تاکیدی ضمیر
نہ ... خط آئے - یعنی صدر مجلس کی طرف سے - اگر پولس کی روانگی کے بعد یہ خط بھیجے جاتے تو اب تک وہ نہ پہنچتے کیونکہ اس سے تھوڑی دیر بعد ہی سمندر کا راستہ جہاز رانی کے لئے بند ہو جاتا تھا - اور صدر مجلس کے یہ خواب میں بھی نہ گذرا ہوگا کہ پولس قیصر کے ہاں اپیل کریگا -
نہ بھائیوں میں سے - یعنی یہودی جماعت میں -
نہ برائی بیان کی - غالباً روم کے ان یہودیوں نے پولس اور اس کے کام کا ذکر سنا ہوگا - لیکن اس کے خلاف کوئی خاص الزام نہ سنا ہوگا -

۲۲- مگر ہم مناسب جانتے ہیں کہ تجھ سے سنیں تیرے کیا خیالات ہیں کیونکہ اس فرقے کی بابت ہمکو معلوم ہے کہ ہر جگہ اس کے خلاف کہتے ہیں -

مناسب جانتے ہیں - آیت ۱۸ سے یہ مختلف فعل ہے - ۱۵-۳۸ میں بھی مستعمل ہوا ہے
تیرے کیا خیالات ہیں - تیرے دل کا خیال اور تیری رائے دریافت کرنا چاہتے ہیں
اس فرقے - ۲۴-۵ + ۵-۱۷ کی شرح -
ہر جگہ - ۱۷-۳۰ -
خلاف کہتے ہیں - آیت ۹

۲۳-اور وہ اُس سے ایک دن ٹھہرا کر کثرت سے اُسکے ہاں جمع ہوئے اور وہ خدا کی بادشاہت کی گواہی دے دے کر اور موسیٰ کی توریت اور نبیوں کے صحیفوں سے یسوع کی بابت سمجھا سمجھا کر صبح سے شام تک ان سے بیان کرتا رہا۔

ٹھہرا کر-پولس اور لوقا کا لفظ (فلیموں ۲۲) یہ جگہ کرایہ پہلی ہوگی (آیت ۳۰) لائٹ فٹ اور دیگر مفسروں کا خیال ہے کہ یہ رہایش عارضی کسی دوست کے گھر میں تھی پیچھے مستقل گھر میں گیا۔ لیکن بہرحال وہ پہرہ میں تھا۔

کثرت سے-یعنی پیشتر سے زیادہ۔

گواہی دے دے-۲۰-۲۴ کی شرح + خدا کی بادشاہت کے لئے دیکھو ۸-۱۲+ مسیح کی بادشاہت کا خاص خیال تھا۔

سمجھا سمجھا-۱۷-۴ کی شرح-یسوع کے بارہ میں اُس نے اس طاقت کو استعمال کیا تاکہ ان پر ظاہر کرے کہ وہ حقیقی مسیح ہے (۱۷-۳+۸-۵)

توریت اور نبیوں کے صحیفے-۱۳-۱۵+۲۴-۱۴+۲۶-۲۲+یعنی کل یہودی مقدس نوشتے۔

بیان کرتا رہا-۱۱-۴ کی شرح۔

۲۴-اور بعض نے اس کی باتوں کو مان لیا اور بعض نے نہ مانا۔

مان لیا-آیت ۲۳ میں بھی یہ فعل آیا ہے اور ناتمام فعل ہے کہ بعض ماننے کو تھے

نہ مانا-یہ فعل بھی ناتمام ہے-یہ برابر نافرمان اور بے ایمان رہے-یوں جیسے دوسری جگہوں میں ویسے روم میں بھی انجیل نے لوگوں کو دو حصوں پر تقسیم کردیا (۱۳-۴۳ سے ۴۵+۱۴-۱ و ۲+۱۷-۴ و ۵+۲۳-۵ سے ۴۴)

۲۵-جب آپس میں متفق نہ ہوئے تو پولس کے اس ایک بات کے کہنے پر رخصت ہوئے کہ روح القدس نے یسعیاہ نبی کی معرفت تمہارے باپ دادوں سے خوب کہا کہ۔

متفق نہ ہوئے-یہ منفی صفت صرف اسی جگہ آئی ہے-اس سے مشتق اور مشتبی فعل ۱۵-۱۵ میں بھی آیا ہے۔

رخصت ہوئے-یہ فعل ناتمام ہے کہ وہ رخصت ہوتے تھے-یا وہ جوش میں بھرے ہوئے ایک ایک کرکے چلے گئے۔

ایک بات-یہ گویا آخری پیغام تھا۔

روح القدس نے-۱-۱۶+۴-۲۵ کی شرح۔

یسعیاہ نبی کی معرفت-یہ اقتباس یسعیاہ ۶-۹ و ۱۰ سے سبعینہ کے مطابق ہمارے خداوند نے بھی اپنے دن نافرمان سامعین کے سامنے اس عبارت کو پیش کیا (متی ۱۳-۱۴+مرقس ۴-۱۲+لوقا ۸-۱۰+یوحنا ۱۲-۴۰+اور رسولوں کی پہلی خدمت کے بعد یہ لفظ آتے ہیں-اور ہر ایک اور ہر زمانہ میں یہ لفظ صادق آتے ہیں۔

تمہارے باپ دادوں سے-نہ ہمارے باپ دادوں سے (آیت ۱۷) اب وہ اپنے تئیں بے ایمان یہودیوں سے علیحدہ کرتا ہے۔

۲۶-اس امت کے پاس جا کر کہہ کہ تم کانوں سے سنوگے اور ہرگز نہ سمجھوگے-اور آنکھوں سے دیکھوگے-اور ہرگز معلوم نہ کروگے۔

۲۷-کیونکہ اس اُمت کے دل پر چربی چھاگئی ہے-اور وہ کانوں سے اونچا سنتے ہیں-اور انہوں نے اپنی آنکھیں بند کرلی ہیں-کہیں ایسا نہ ہو کہ آنکھوں سے معلوم کریں اور کانوں سے سنیں اور دل سے سمجھیں اور رجوع لائیں-اور میں اُنہیں شفا بخشوں۔

چربی چھائی ہے-یہ فعل اسی حوالے میں یہاں اور متی ۱۳-۱۵ میں آیا ہے-اس کے معنے ہیں موٹا ہوجانا۔

بند کرلی ہیں۔ یہ فصل بھی اس حوالے میں آیا ہے (متی ۱۳-۱۵) جو انجیل کو کورد کرتے ہیں ان کے دلوں کی سختی ظاہر کرنے کے لئے تین تشبیہیں آتی ہیں یسعیاہ کی اصل عبرانی کے مطابق یوں ہوگا۔

(ا) دل موٹا اور چربیلا ہو جاتا ہے جو محسوس نہیں کرسکتا۔

(ب) کان بھاری ہو جاتے ہیں۔ جو توجہ نہیں کرتے۔

(ج) آنکھیں ایسی ہو جاتی ہیں گویا گوند سے بند کردیگئی ہیں تاکہ کھل نہ سکیں۔ البتہ یونانی ترجمہ میں تیسرے جملہ کا کچھ مختلف ترجمہ ہوا ہے۔ مختصر روحانی حِس روحانی سماعت۔ اور روحانی بصارت سب نیست ہوگئی ہیں۔ ہم خبردار رہیں کہ کہیں ہندوستان میں خدا کے پیغام کے رد کرنے کی وجہ سے جو اس کے بیٹے کی انجیل میں ہے ہم ایسی سخت سزا کو حاصل نہ کریں۔

۲۸- پس تم کو معلوم ہو کہ خدا کی اس نجات کا پیغام غیر قوموں کے پاس بھیجا گیا ہے اور وہ اسے سن بھی لینگی۔

تم کو معلوم ہو۔ مقابلہ کرو ۲-۱۴-۴۴ ۱۳-۱۰-۲۸ + یہ بڑا اہم اعلان ہے خدا کی اس نجات ۲۰-۴۷ ۱۲-۲۰ کی شرح ۱۳-۲۶-۴۷ غیر قوموں کے پاس بھیجا گیا ہے۔ مقابلہ کرو زبور ۹۸-۲ سے + یہ جو واقعات پسدیہ کے انطاکیہ میں ہوئے (۱۳-۴۶ سے ۴۸ + کرنتھس (۱۸-۵ سے ۷) اور افسس (۱۹-۸ و ۹) میں وہی روم میں واقع ہوئے اور رسول مجبور ہوا کہ اپنے رشتہ داروں کی طرف سے مڑ کر غیر قوموں کی طرف رجوع کرے کم سے کم وہ تو سن لینگے۔

۳۰- اور وہ پورے دو برس اپنے کرائے کے گھر میں رہا۔

پورے دو برس۔ وہ اپیل کی سماعت کے لئے منتظر تھا۔ اس عرصے میں اس نے فلپیوں کو، کلسیوں کو، افسیوں کو اور فلیمون کو خط لکھے اور ان دنوں میں اس کے تئیں ایک دوست بھی بن گئے جو پانی خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکے بعد ہیوں لیا ہوگیا کرائے کے گھر۔ دیکھو آیت ۲۳ کی شرح۔ یہ لفظ اسی آیت میں آیا ہے۔ ایک

سپاہی کے پہرہ میں ایک ہلکی زنجیر سے بندھا وہ اس گھر میں رہا۔

آتے تھے۔ فعل ناتمام ہے۔ یعنی لگاتار آتے رہے۔

جو اس کے پاس۔ خواہ یہودی یا غیر قوم۔ غلام یا آزاد (رومیوں ۱-۱۴ سے ۱۶)

۳۱- اور جو اس کے پاس آتے تھے۔ ان سب سے ملتا رہا اور کمال دلیری سے بغیر روک ٹوک کے خدا کی بادشاہت کی منادی کرتا۔ اور خداوند یسوع مسیح کی باتیں سکھاتا رہا۔

منادی کرتا۔ دیکھو ۸-۵ و ۱۲ کی شرح اور مقابلہ کرو آیت ۲۳ سے۔ روم سے ایک عالیشان سلطنت کا اعلان اس نے کیا۔ یہ وہاں کے بشارتی کام کا پہلو ہے یہ قابل غور ہے کہ اعمال کی کتاب "الٰہی بادشاہت سے شروع ہوتی۔ اور خدا کی بادشاہت پر ختم ہوتی ہے" (۱-۳ ۲۸-۳۱)

سکھاتا رہا۔ ۵-۲۰ ۴۲ کی شرح۔ ان مثلاً قیسوں اور مسیحیوں کو باقاعدہ تعلیم دینے کا ذکر ہے۔ ۱-تھسلنیکیوں ۲-۲۷ - ۲-تھسلنیکیوں ۱-۱۰

خداوند یسوع مسیح کی باتیں۔ وسیع معنوں میں یہی انجیل ہے۔ اس کتاب کے آخر میں جو اس کی فتوحات کی کتاب ہے۔ نجات دہندہ کا پورا نام اور لقب پایا گیا ہے (۱-۱۱ + ۱۷-۱۵ ۲۰-۲۶ اور ۲-۳۶ + وہ خداوند اور مالک ہے وہ نجات دہندہ اور دوست ہے۔ وہ مسیح اور بادشاہ ہے۔

کمال دلیری۔ دیکھو ۲-۲۹ کی شرح۔ یعنی پوری آزادگی کے ساتھ۔ روم میں جو سلطنت کا دارالخلافہ تھا رسول کا منہ کھل گیا کہ "خوشخبری کے بھید کو دلیری سے ظاہر کرے (افسیوں ۶-۱۹) اور نتائج بھی بہت شاندار ہیں۔ دیکھو فلپیوں ۱-۱۲ سے ۱۴)

بغیر روک ٹوک۔ باوجود زنجیر کے وہ انجیل آزادگی سے سنا سکتا تھا۔ گو قیدی تھا لیکن بے روک ٹوک تھا۔ یہ بھی قابل غور ہے کہ رسولوں کے اعمال کی کتاب کے خاتمہ پر فتح کا اظہار ہے۔ "بے روک ٹوک" بنگل (Bengel) صاحب نے خوب کہا ہے "خدا کے کلام کی فتح + پولس روم میں + انجیل کا معراج + اعمال کی کتاب کا خاتمہ۔"

سپاہی کے پہرہ میں ایک ہلکی زنجیر سے بندھا وہ اس گھر میں رہا۔

آتے تھے۔ رفعل ناتمام ہے۔ یعنی لگاتار آتے رہے۔

جو اس کے پاس۔ خواہ یہودی یا غیر قوم۔ غلام یا آزاد (رومیوں ۱: ۱۴ سے ۱۶)

۳۱۔ اور جو اس کے پاس آتے تھے۔ ان سب سے ملتا رہا اور کمال دلیری سے بغیر روک ٹوک کے خدا کی بادشاہت کی منادی کرتا۔ اور خداوند یسوع مسیح کی باتیں سکھاتا رہا۔

منادی کرتا۔ دیکھو ۸: ۵ و ۲۰: ۲۵ کی شرح اور مقابلہ کرو آیت ۲۳ سے۔ روم سے ایک عالیشان سلطنت کا اعلان اس نے کیا۔ یہ وہاں کے بشارتی کام کا پہلو ہے یہ قابل غور ہے کہ اعمال کی کتاب خدا کی بادشاہت سے شروع ہوتی۔ اور خدا کی بادشاہت پر ختم ہوتی ہے (۱: ۳)

سکھاتا رہا۔ ۵: ۲۰ و ۲۴ کی شرح۔ ان مثل شیوں اور مسیحیوں کو باقاعدہ تعلیم دینے کا ذکر ہے۔ ۱۔ تھسلنیکیوں ۲: ۲۷۔ ۲۔ تھسلنیکیوں ۱: ۱۱۔

خداوند یسوع مسیح کی باتیں۔ وسیع معنوں میں یہی انجیل ہے۔ اس کتاب کے آخر میں جو اس کی فتوحات کی کتاب ہے۔ نجات دہندہ کا پورا نام اور لقب پایا گیا ہے (۱: ۱۱ و ۱۷ و ۱۵: ۲۶ اور ۲: ۳۶) وہ خداوند اور مالک ہے وہ نجات دہندہ اور دوست ہے۔ وہ مسیح اور بادشاہ ہے۔

کمال دلیری۔ دیکھو ۴: ۲۹ کی شرح۔ یعنی پوری آزادگی کے ساتھ۔ روم میں جو سلطنت کا دارالخلافہ تھا رسول کا منہ کھل گیا کہ "خوشخبری کے بھید کو دلیری سے ظاہر کرے" (افسیوں ۶: ۱۹) اور نتائج بھی بہت شاندار رہے۔ (دیکھو فلپیوں ۱: ۱۲ سے ۱۴)

بغیر روک ٹوک۔ باوجود زنجیر کے وہ انجیل آزادگی سے سنا سکتا تھا۔ گو قیدی تھا لیکن بے روک ٹوک تھا۔ یہ بھی قابل غور ہے کہ رسولوں کے اعمال کی کتاب کے خاتمہ پر فتح کا اظہار ہے۔ "بے روک ٹوک"! بنگل (Bengel) صاحب نے خوب کہا ہے۔ "خدا کے کلام کی فتح، پولس روم میں۔ انجیل کا معراج۔ اعمال کی کتاب کا خاتمہ۔"

جو کچھ پولس نے روم میں کیا۔ ہم ہندوستان میں کریں ہم سب آدمیوں کے آگے خدا کی نجات کا اعلان دیں (آیت ۲۸) ہم صلیب کے شاہی جھنڈے کو بلند کریں۔ اور خدا کی سلطنت کا اعلان دیں (آیت ۳۱) "خداوند یسوع مسیح کی باتوں کی تعلیم دیں" (آیت ۳۱) باوجود ساری مشکلات کے ہم یہ فتح کا گیت گائیں "بے روک ٹوک۔"

نوٹ۔ یہ کتاب آخر میں یہ ظاہر کرتی ہے کہ مسیح کے خادم ابتک مصروف کار ہیں۔ جب تک خداوند یسوع اپنی قدرت اور حکومت کے ساتھ نہ آئے۔ اعمال کی کتاب کی تکمیل نہ ہوگی۔

اٹھائیسویں باب کی تعلیم

اول بڑے بڑے حصے

(۱) مالٹا میں عجائبات آیات ۱ سے ۱۰

(۲) ... ۱۱ سے ۱۵

مالٹا سے روم تک

(۳) روم میں خدمت ۱۶ سے ۳۱

دوم بڑے بڑے مضامین

(۱) مسیحی مسافر ... اور مالٹا میں عارضی قیام

(الف) عام فرائض میں مدد ۲ و ۳

(ب) ایمان اور پاکیزگی کی قوت کی ترجیح ۴ سے ۶

(ج) بیماروں کو شفا دینا ۷ سے ۹۔

جو اپنے مالک کا اچھا اقبال ... دنیا پر نقش کیا آیت ۱۰

(۲) قیدی مبشر ۱۶ سے ۳۱

(الف) تعصبات کے دور کرنے کی سعی ۱۷ سے ۲۲

(ب) خدا کی سلطنت اور فضل پر گواہی دینا ۲۳ و ۲۸

(ج) بے توبہ اور بے ایمانوں کو آگاہ کرنا

(د) سارے آدمیوں کی نجات چاہنا ۲۸ سے ۲۹

(ہ) دلیری اور محنت سے منادی کرنا اور سکھانا ۳۰ و ۳۱۔

تیسرے حصے پر خیالات (۱۳ باب سے ۲۸ باب تک)

اول شیطان کے قدیم منصوبے اور خدا کا حکمران فضل

شیطان کا منصوبہ	خدا کی پروردگاری
(۱) مخالفت ۱۳: ۸ سے ۱۱ و ۱۵: ۵	۱۳: ۱۲، ۱۳: ۵۲ و ۱۴: ۲۱ سے ۲۳۔